تاریخ الیعقوبی

حصّہ دوم

جلد دوم

فہرست عنوانات

تعارف

یعقوبی کا اصل نام احمد بن ابی یعقوب بن جعفر بن وہب ابن واضح ہے، اور علمی دنیا میں یہ یعقوبی کے نام سے مشہور و معروف ہے اس کا مرز بوم خراسان ہے، اس نے اپنے دورِ عقل و شعور میں بہت سے ممالک کی سیاحت کی ہے اور اپنا دورِ شباب آرمینیا میں گزارا ہے۔ مصر و شام اور عرب کے مختلف صوبوں نے اس کے قدم چومے ہیں اور مراکش، اسپین اور ہندوستان نے بھی اس کی راہ میں آنکھیں بچھائی ہیں۔

یہ اسلامی دنیا کا اوّلین جغرافیہ نویس ہے، اس کی شہرہ آفاق کتاب اسماء البلدان اٹھارویں صدی تک یورپ کی یونیورسٹیوں میں جغرافیے کے نصاب میں شامل رہی ہے، اس کی دوسری تصنیف التاریخ الکبیر ہے، جو تاریخ یعقوبی کے نام سے مشہور ہے، اس کی ایک اور تصنیف جس کا نام مشاکلات الناس لزمانہم ہے، وہ اس وقت صفحۂ ہستی سے ناپید ہے اور نہیں معلوم کہ وہ کہاں ہے یعنی گم ہو چکی ہے، اس کے علاوہ اس کی ایک اور تصنیف بھی ہے جو کتاب فی اخبار الامم السالفۃ صغیر کے نام سے مشہور ہے، یہ تاریخ یعقوبی کا جز معلوم ہوتی ہے۔

تاریخ یعقوبی کی جلد اوّل میں تخلیق کائنات کی ابتداء اور حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر دورِ نبوی تک کے حالات بیان کیے گئے ہیں اس کے

علاوہ سریانی ملوک، ملوکِ بابل، ملوک ہند، ملوکِ روم، ملوک یونان، ملوک ایران ملوکِ مصر، ملوک چین، ملوکِ بربر، ملوک حبشہ، ملوکِ یمن، ملوکِ شام اور ملوکِ قبط وغیرہ کے واقعات اور متقدم اقوام اور متفرق مملکتوں کے حالات بھی بیان کیے گئے ہیں۔

اور دوسری جلد میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش اور آپ کی زندگی کے مشہور واقعات میں سے تعمیر کعبہ، ہجرتِ حبشہ، ہجرت مدینہ، معرکہ بدر و اُحد سے لے کر معرکۂ موتہ تک کے مختصر واقعات، ازواجِ رسول، حجۃ الوداع اور وفات تک واقعات کو بیان کیا گیا ہے، خلفائے راشدین کے حالات و اقوال اور خلفائے بنو اُمیہ اور خلفائے بنو عباس کے حالات اور بعض ائمہ اہل بیت کے حالات اور اقوال بھی بیان کیے گئے ہیں۔

یعقوبی کا ایک کمال یہ بھی ہے کہ اس نے اپنی تاریخ میں جن مشاہیر کی کتب کا تعارف کرایا ہے ان کے متعلق عام مؤرخین کی طرح صرف اتنا ہی لکھنے پر اکتفاء نہیں کیا کہ فلاں کتاب فلاں صاحب کی تصنیف ہے بلکہ اس کتاب کے پورے مضامین کا احاطہ کیا ہے اور اس کے ہر باب میں جو مضمون بیان ہوا ہے اس کا بڑے جامع رنگ میں ذکر کیا ہے مثلاً بقراط، جالینوس، فیثاغورث، سقراط، افلاطون، ارسطو، اور بطلیموس کی کتابوں کا اس نے تعارف کرایا ہے اور اس انداز سے کرایا ہے کہ اگر انسان کو اصل کتب دستیاب نہ ہوں تو وہ تاریخ یعقوبی کی جلد اوّل کے مطالعہ سے ہی ان کے مضامین سے اچھی طرح آگاہ ہو جاتا ہے، ہمارے نزدیک اس لحاظ سے یعقوبی منفرد حیثیت کا حامل ہے۔ یعقوبی، عقائد و نظریات کے لحاظ سے شیعہ ہے اس لیے اس کی بیان کردہ تاریخ میں اس کے نظریات کی جھلک واضح طور پر نظر آتی ہے بلکہ اس کے عقائد و نظریات، تاریخ نویسی پر غالب ہیں، ہم آپ کے سامنے اس کی صرف ایک مثال پیش کرتے ہیں جس سے

آپ کو اس امر کا اندازہ ہو جائے گا کہ وہ کہاں تک اپنے نظریات میں متعصب ہے۔

حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، اور حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت کو اس نے اس عنوان سے لکھا ہے:

ایام ابی بکر، ایام عمر بن الخطاب اور ایام عثمان بن عفان

مگر جب حضرت علیؓ کا دورِ خلافت آیا تو اس نے اسے اس عنوان سے لکھا:

خلافۃ امیر المومنین علی بن ابی طالب

اس سے آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ مؤرخ نے واقعات کے بیان میں کیا کیا بوقلمونیاں کی ہوں گی اور کیا کیا گل کھلائے ہوں گے،

ہمارے لیے یہ بات ہمیشہ ہی ذہنی کوفت کا باعث رہی ہے کہ مؤرخ جن عقائد و نظریات کا حامل ہوتا ہے وہ تاریخی واقعات سے اپنے عقائد و نظریات کی صداقت کا اثبات کرتا ہے اور اپنے عقائد و نظریات کا پرتو واقعات پر ڈال دیتا ہے، حالانکہ یہ ایک فاش غلطی اور تاریخی بددیانتی ہے، عقائد و نظریات کی صحت کا اثبات، نصوص سے ہوتا ہے نہ کہ تاریخ سے، تاریخ کا موضوع اور ہے اور عقائد و نظریات کا موضوع اور ہے ان کو گڈمڈ کرنے سے نہ تاریخ، تاریخ رہتی ہے اور نہ عقائد و نظریات، عقائد و نظریات رہتے ہیں، بلکہ دونوں چوں چوں کا مربہ بن جاتے ہیں، عقائد و نظریات، قطعاً تاریخ کے پابند نہیں اور نہ تاریخ، عقائد و نظریات کی پابند ہے ؎

شتّان بین مشرق و مغرب

مؤرخ نے جس جگہ بھی کوئی ایسا واقعہ بیان کیا ہے جس سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین یا خلفائے راشدین کی عزت مجروح ہوتی

ہے ، ہم نے وہاں ایک توضیحی نوٹ دے کر اصل حقیقت کو واضح کر دیا ہے آپ ان نوٹ کے مطالعہ سے بہت سے حیرت انگیز حقائق سے آگاہ ہوں گے بلکہ آپ کے علم میں ان کے مطالعہ سے اضافہ ہوگا۔

ان سب امور کے باوجود یعقوبی نے بعض حقائق کو تسلیم بھی کیا ہے جن کو عموماً شیعہ حضرات تسلیم نہیں کرتے ، مثلاً وہ حضرت معاویہ کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبوں میں شمار کرتا ہے ، حضرت عمرؓ کے ساتھ حضرت ام کلثومؓ کے نکاح کو تسلیم کرتا ہے اور انہیں حضرت علیؓ کی بیٹی قرار دیتا ہے اور یہ بھی بتاتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے ان کو دس ہزار دینار مہر دیا تھا پھر حضرت امام باقرؒ سے بیان کرتا ہے کہ آپ نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ ، لعنت کرنے والے سب و شتم کرنے والے اور عیب گیری کرنے والے فحش گو کو پسند نہیں کرتا۔

بہرکیف اس تاریخ کے مطالعہ سے جو پہلی بار اردو زبان میں شائع ہو رہی ہے ، قارئین کو بہت کچھ حاصل ہوگا اور نوٹ کے مطالعہ سے تقابلی مطالعہ کی صورت پیدا ہو جائے گی اور اصل حقائق مبرہن ہو کر سامنے آجائیں گے۔

مجھے نفیس اکیڈیمی کے مالک جناب چودھری طارق اقبال صاحب گاہندری نے ارشاد فرمایا تھا کہ میں تاریخ یعقوبی کا تعارف لکھوں ، سو میں نے تعمیل ارشاد میں اختصار کے ساتھ تعارف لکھ دیا ہے - اس اختصار کی تفصیل آپ کو کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہو گی ، یہ ہمارے ملک کی خوش قسمتی ہے کہ نفیس اکیڈیمی کے مالک نے صحیح اسلامی تاریخ کو مسلمانوں کے سامنے پیش کرنے کے لیے اپنا سب کچھ داؤ پہ لگا دیا ہے۔

اور علم کے وہ خزائن جو صدیوں سے مدفون تھے اور جن تک کسی کی نگاہ نہ پہنچی تھی انہوں نے لاکھوں روپیہ صرف کر کے انہیں عوام کے سامنے

پیش کر دیا ہے۔ اب ان سے فائدہ اٹھانا آپ لوگوں کا کام ہے۔
اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ نفیس اکیڈیمی کے مالک کو عزم و ہمت عطا فرمائے اور انہیں توفیق دے کہ وہ اسلامی تاریخ کو ہر قسم کی آلودگیوں سے پاک صاف کر کے قارئین کے سامنے پیش کرتے رہیں۔ اللھم آمین۔

والسلام
اختر فتح پوری
۲۸/۲/۸۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ ولی التوفیق ، الحمد للہ رب العالمین ، وصلی اللہ علیٰ سیدنا محمد خاتم النبیین وعلیٰ اھل بیتہ الطیبین الطاہرین
جب ہماری پہلی کتاب ختم ہوئی جس میں ہم نے دنیا کی پیدائش کی ابتداء اور متقدم اقوام اور متفرق مملکتوں اور متفرق اسباب کو مختصراً بیان کیا ہے تو ہم نے علماء، رواۃ، اصحاب سیر اور مؤرخین کے متقدم اشیاخ کے بیان کے مطابق اس کتاب کو تالیف کیا اور ہم نے اپنی کسی تصنیف میں تفرد کی راہ اختیار نہیں کی اور نہ اس کی زحمت اٹھائی ہے جس کی طرف دوسرے لوگ ہم سے سبقت کر چکے ہیں بلکہ ہم نے مقالات و روایات کو اکٹھا کرنے کی راہ اختیار کی ہے کیونکہ ہم نے انہیں اپنے اخبار و احادیث اور سنین و اعمال میں باہم اختلاف کرتے پایا ہے اور بعض نے کچھ کمی بیشی کی ہے پس ہم نے چاہا کہ ہمارے پاس ان میں سے ہر شخص جو کچھ لایا ہے اُسے اکٹھا کر دیں اس لیے کہ ایک شخص تمام علم پر حاوی نہیں ہوتا اور امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب نے فرمایا ہے کہ علم، حفظ سے بہت زیادہ ہے پس ہر علم کے محاسن کو لے لو، اور جعفر بن حرب بن الاشج نے بیان کیا ہے کہ میں نے علم کو مال کی طرح پایا ہے ہر انسان کے ہاتھ میں اس میں سے کچھ ہے اور جب انسان اس کے مجموعہ کو جمع کر لیتا ہے تو اسے مالدار کہا جاتا ہے اور دوسرا

شخص جو اس سے زیادہ جمع کرلیتا ہے اُسے بھی مال دار ہی کہا جاتا ہے اور یہی حال علم کا ہے جو کوئی اس سے جمع کرتا ہے اُسے عالم کہا جاتا ہے خواہ دوسرا اس سے زیادہ عالم ہو اور اگر ہم عالم کو اس وقت عالم کہتے جب وہ تمام علم پر حاوی ہوجاتا تو آدمیوں میں سے کسی پر اس نام کا اطلاق نہ ہوتا۔ اور ایک فلاسفر نے بیان کیا ہے کہ ـــــ میرا علم کی جستجو کرنا اس خواہش کی بناء پر نہیں کہ میں اس کی انتہا کو پہنچوں بلکہ میں ایک چیز کا متلاشی ہوں جس کا جہل وسیع نہ ہو اور نہ اس کی خلاف ورزی عاقل کو اچھی لگے ـــــ اور ایک فلاسفر نے کہا ہے کہ ـــــ اگر تو عالم نہیں تو علم حاصل کر اور اگر تو حکیم نہیں تو حکیم بن، بلاشبہ جو شخص جن لوگوں سے تھوڑی سی بھی مشابہت اختیار کرتا ہے ہوسکتا ہے وہ انہی میں سے ہوجائے۔ اور ایک فلاسفر نے بیان کیا ہے کہ ـــــ علم، روح ہے اور عمل، بدن ہے اور علم، اصل ہے اور عمل، فرع ہے اور علم، والد ہے اور عمل، مولود ہے اور عمل، علم کی جگہ ہوتا ہے اور علم، عمل کی جگہ نہیں ہوتا ـــــ اور ایک فلاسفر نے بیان کیا ہے کہ ـــــ جس شخص نے رغبت۔ خوف، فخر یا خواہش سے علم حاصل کیا اس سے اس کا حصہ، خوف کے مطابق ہوگا اور جس شخص نے علم کی اچھائی کی وجہ سے علم حاصل کیا اور اس کی وضاحت کی خوبی کی وجہ سے اس کی جستجو کی تو اس سے اس کا حصہ اس کی اچھائی کے مطابق ہوگا اور وہ اپنے استحقاق کے مطابق اس سے فائدہ حاصل کرے گا اور ایک فلاسفر نے بیان کیا ہے کہ ـــــ ہر چیز، عقل کی محتاج ہے۔

ہماری اس کتاب کا آغاز، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے ہوا ہے اور آپ کی وفات تک کے حالات و واقعات اور آپ کے بعد آپ کے خلفاء کے حالات اور ایک خلیفہ کے بعد دوسرے خلیفہ کی سیرت اور اس کی فتوحات کے واقعات اور جو کچھ اس نے کیا اور جو کچھ اس کے

زمانے اور اس کی حکومت کے سالوں میں ہوا، اُسے بیان کیا گیا ہے اور جو کچھ ہم نے اس کتاب میں بیان کیا ہے وہ ان حضرات سے بیان کیا ہے۔
اسحٰق بن سلیمان بن علی الہاشمی بحوالہ اشیاخ بنی ہاشم —— ابوالبختری وہب بن وہب القرشی بحوالہ جعفر بن محمد اور اس کے دیگر رجال سے —— ابان بن عثمان بحوالہ جعفر بن محمد —— محمد بن عمر الواقدی بحوالہ موسیٰ بن عقبہ اور اس کے دیگر رجال سے —— عبدالملک بن ہشام بحوالہ زیاد بن عبداللہ البکائی عن محمد بن اسحٰق المطلبی —— ابوحسان الزیادی بحوالہ ابوالمنذر الکلبی اور اس کے دیگر رجال سے —— عیسیٰ بن یزید بن داب اور الہیثم بن عدی الطائی بحوالہ عبداللہ بن عباس الہمدانی —— محمد بن کثیر القرشی بحوالہ ابو صالح اور اس کے دیگر رجال سے —— علی بن محمد بن عبداللہ بن ابی سیف المدائنی، ابومعشر المدنی اور محمد بن موسیٰ خوارزمی منجم اسنین و اوقات کے زائچوں کے حساب دان تھے۔
جن لوگوں کے ہم نے نام بیان کیے ہیں ان کے علاوہ بھی ہم نے لوگوں سے واقعات بیان کیے ہیں جو دوسرے لوگوں سے مروی ہیں اور ہم نے انہیں خلفاء کی سیرت اور واقعات سے سمجھا ہے اور ہم نے اسے مختصر کتاب بنایا ہے اور اس سے اشعار اور طویل واقعات حذف کر دیے ہیں۔
وباللہ المعونۃ والتوفیق والحول والقوۃ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت عام الفیل میں ہوئی آپ کے اور الفیل کے درمیان پچاس راتوں کا عرصہ تھا اور بعض کی روایت کے مطابق ۲ ربیع الاوّل سوموار کو ہوئی اور بعض کا قول ہے کہ ۸ ربیع الاوّل منگل کی رات کو ہوئی اور جعفر بن محمد سے روایت کرنے والوں کے مطابق ۱۲ ربیع الاوّل جمعہ کے روز طلوع فجر کے وقت ہوئی اور حساب والوں کے قول کے مطابق آپ کی پیدائش قران العقرب میں ہوئی۔

اور منجم نے بیان کیا ہے کہ اس سال کا زائچہ جس میں وہ قران ہوا تھا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش بتائی ہے میزان بارہ درجے زہرہ کی حد تک تھا اور اس کا گھر اور مشتری، عقرب میں تین درجے اور ۲۳ منٹ تھا اور زحل، عقرب میں چھ درجے اور ۲۳ منٹ راجع تھا اور یہ دونوں دوسرے طالع میں تھے اور سورج، طالع کی نظر میں حمل میں پہلے منٹ میں تھا اور زہرہ، حمل میں ایک درجے پر ۵۶ منٹ تھا اور عطارد، حمل میں ۱۸ درجے اور سولہ منٹ راجع تھا۔ اور جوزا، مریخ میں ۱۲ درجے اور ۱۵ منٹ تھا اور چاند آسمان کے وسط میں سرطان میں ایک درجہ اور بیس منٹ تھا۔

اور خوارزمی نے بیان کیا ہے کہ جس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی ولادت ہوئی۔ آفتاب، ثور میں ایک درجہ تھا اور ماہتاب، اسد میں ۱۸ درجے دس منٹ تھا اور زحل، عقرب میں نو درجے اور چالیس منٹ راجع تھا اور مشتری، عقرب میں دو درجے اور دس منٹ راجع تھا اور مریخ، سرطان میں دو درجے اور پچاس منٹ تھا اور زہرہ، ثور میں بارہ درجے اور دس منٹ تھا، اور قریش سالوں کی تاریخ، قصی کی جلالت کی وجہ سے قصی بن کلاب کی موت سے بیان کرتے تھے اور جب عام الفیل آیا تو انہوں نے اس سال کی مشہوری کی وجہ سے اس سے تاریخ بیان کی پس ان کی تاریخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے ہے۔

اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تو شیاطین کو رجم کیا گیا اور کواکب ٹوٹے، اور جب قریش نے اس بات کو دیکھا تو انہوں نے کواکب کے ٹوٹنے کا انکار کیا اور کہنے لگے یہ صرف قیام قیامت کے لیے ہے اور زلزلے نے لوگوں کو نقصان پہنچایا.... جو سب دنیا پر چھا گیا حتیٰ کہ گرجے اور یہودیوں کی عبادت گاہیں گر گئیں اور ہر وہ چیز جس کی اللہ کے سوا پوجا کی جاتی تھی اپنی جگہ سے زائل ہو گئی اور ساحروں اور کاہنوں پر ان کے امور مشتبہ ہو گئے اور ان کے شیاطین محبوس کیے گئے اور ایسے ستارے طلوع ہوئے جو اس سے قبل نہ دیکھے گئے تھے پس یہودیوں کے کاہنوں نے ان کا انکار کیا اور ایوانِ کسریٰ ہل گیا اور اس کے تیرہ کنگرے گر پڑے اور ایران کا آتشکدہ بجھ گیا حالانکہ وہ اس سے ایک ہزار سال قبل تک نہ بجھا تھا اور ایرانیوں کے عالم اور حکیم جسے ایرانی موبذان کہتے ہیں، موبذانِ تیم نے جو ان کے دین کے قوانین کا عالم تھا دیکھا کہ گویا عربی اونٹ سرکش گھوڑوں کی قیادت کر رہے ہیں حتیٰ کہ انہوں نے دجلہ کو عبور کیا ہے اور شہروں میں پھیل گئے ہیں، پس اس بات نے کسریٰ انوشیرواں کو خوف زدہ کر دیا اور اس نے نعمان کی طرف آدمی بھیجا اور پوچھا کیا عرب کے کاہنوں

میں سے کوئی باقی رہ گیا ہے؟ اس نے کہا ہاں، شام کے علاقے میں دمشق میں سطیح الغسانی ہے، اس نے کہا میرے پاس عرب کے کسی دانشمند اور صاحب معرفت شیخ کو لاؤ میں اُسے اس کے پاس بھیجوں، تو وہ اس کے پاس عبد المسیح بن بقیلہ کو لایا اور اس نے اُسے اس کے پاس بھیجا، پس عبد المسیح ایک اونٹ پر سوار ہو کر اس کے پاس دمشق آیا اور اس نے اس کے متعلق دریافت کیا تو اُسے بتایا گیا کہ وہ باب الجابیہ میں فروکش ہے تو اس نے اُسے آخری سانسوں میں پایا سو اس نے اپنی بلند آواز سے اس کے کان میں کہا ؎

اے یمن کے سخی سردار تو بہرا ہے یا سن رہا ہے اے پریشانی کے دُور کرنے والے کون کون درماندہ ہو گیا ہے اور خطبہ میں سامنے آنے والے معاملے میں فرق کرنے والے تیرے پاس قبیلے کا سردار آیا ہے جو آلِ یزن سے تعلق رکھتا ہے۔

اس نے کہا، عبد المسیح، کوشش کرنے والے اُونٹ پر، سطیح کی جانب جب وہ قبر کے قریب ہے، تجھے بنی ساسان کے بادشاہ نے ایوان کے گرنے اور آتشکدوں کے بجھ جانے اور موبذان کے خواب کے ساتھ بھیجا ہے اس نے عربی اونٹوں کو سرکش گھوڑوں کی قیادت کرتے دیکھا ہے حتیٰ کہ انھوں نے دجلہ کو عبور کیا اور شہروں میں پھیل گئے، اے ابن یزن مصائب آئیں گے اور کنگروں کی تعداد کے مطابق ملوک اور ملکات مرجائیں گے اور جب بحیرہ ساوہ خشک ہو جائے گا اور لقیہ ارض تہامہ میں ظاہر ہوگا اور ڈنڈے والا نمودار ہوگا تو شام، سطیح کے لیے شام نہ ہوگا پھر اس کی جان نکل گئی۔

اور اہل کتاب میں سے ایک شخص، قریش کی ایک جماعت کے پاس آیا جس میں ہشام بن المغیرہ، ولید بن المغیرہ اور عقبہ بن ربیعہ موجود تھے

اس نے پوچھا آج شب تمہارے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے؟ انھوں نے کہا، نہیں، اس نے کہا، اے گروہِ قریش قسم بخدا وہ تم سے چوک گیا ہے اور فلسطین میں ایک بچہ پیدا ہوا ہے جس کا نام احمد ہے جس کے سیاہی مائل باز کے رنگ کی مانند ایک تل ہے اس سے اہل کتاب کی ہلاکت ہوگی اور ابھی وہ اسی جگہ پر تھے کہ انہیں بتایا گیا کہ آج شب عبداللہ بن عبدالمطلب کے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے، پس وہ شخص گیا حتیٰ کہ اس نے اُسے دیکھا پھر کہنے لگا خدا کی قسم یہ وہی ہے اہل کتاب کی ہلاکت اس سے ہوگی اور جب اس نے اس کی بات کی سماعت سے قریش کی خوشی کو دیکھا تو کہنے لگا خدا کی قسم وہ تم پر ایسا حملہ کرے گا جس کے متعلق اہل مشرق و مغرب باتیں کریں گے اور آمنہ بنت وہب سے عبداللہ بن عبدالمطلب کا نکاح زمزم کی کھدائی کے دس سال بعد ہوا اور بعض کا قول ہے بارہ چودہ سال بعد ہوا اور عبدالمطلب کے اپنے بیٹے کے فدیہ دینے کے درمیان اور اس کی تزویج کے درمیان ایک سال کا عرصہ تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ عبداللہ کا نام عبدالدار تھا اور بعض کا قول ہے کہ آپ کا نام عبد قصی تھا اور جب آپ اس سال میں تھے جب آپ کا فدیہ دیا گیا تو عبدالمطلب نے کہا یہ عبداللہ ہے اور اسی روز آپ کا یہ نام رکھا اور جعفر بن محمد کی روایت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ کی تزویج اور آپ کی پیدائش کے درمیان دس ماہ کا عرصہ تھا اور بعض کا قول ہے کہ ایک سال آٹھ ماہ کا عرصہ تھا۔

اور آپ کی والدہ سے روایت کی گئی ہے کہ انھوں نے کہا کہ جب میں نے آپ کو جنا تو میں نے دیکھا کہ ایک نور مجھ سے نکل کر بلند ہوا ہے حتیٰ کہ اس نے مجھے خوفزدہ کر دیا اور میں نے ان چیزوں میں سے کوئی چیز نہ دیکھی جسے عورتیں دیکھتی ہیں۔

اور بعض کی روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ مجھ سے ایک نور بلند ہوا حتیٰ کہ میں نے شام کے محلات کو دیکھا اور جب وہ تیزی سے زمین کی طرف آیا تو اس نے مٹی کی ایک مٹھی لی پھر اس نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا۔

اور اپنی والدہ کے دودھ کے بعد آپ نے جو پہلا دودھ پیا وہ ابولہب کی لونڈی ثوبیہ کا تھا اور اس ثوبیہ نے حضرت حمزہ بن عبدالمطلب اور حضرت جعفر بن ابی طالب اور ابوسلمہ بن عبدالاسد مخزومی کو بھی دودھ پلایا تھا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے مبعوث کرنے کے بعد فرمایا کہ —— میں نے ابولہب کو دوزخ میں پیاس پیاس پکارتے دیکھا تو اسے اس کے انگوٹھے کے گڑھے سے پانی پلایا جاتا ہے، میں نے پوچھا یہ کس وجہ سے ہے؟ اس نے کہا میرے ثوبیہ کو آزاد کرنے کی وجہ سے، کیونکہ اس نے آپ کو دودھ پلایا ہے[1]۔

---

[1] ہمارے نزدیک یہ روایت بھی موضوع ہے کیونکہ قرآن کریم کی نص صریح اس بات پر دال ہے کہ کفار و مشرکین پر اللہ تعالیٰ نے نعمائے جنت کو حرام قرار دیا ہے قرآن کریم میں ہے کہ اہل دوزخ اہل جنت سے پانی وغیرہ کا مطالبہ کریں گے تو وہ جواب دیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو کفار پر حرام قرار دیا ہے پس اس صریح آیت کی موجودگی میں اس روایت کی کوئی حقیقت باقی نہیں رہتی ۔ ابولہب نے تو صرف ثوبیہ کو آزاد کیا اور ابوطالب نے عمر بھر آپ کی خدمت کی اور آپ کی کفالت کی اور آپؐ کے ساتھ قریش کی اذیتوں کو برداشت کیا، کیا وہ اس طرح ابولہب سے جنت کی نعماء کے زیادہ حق دار نہیں بن جاتے حالانکہ وہ بھی ان کے مستحق نہیں پس یہ روایت موضوع ہے اور ہرگز استناد کے قابل نہیں۔

(مترجم)

اور جعفر بن محمد کی روایت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد عبداللہ بن عبدالمطلب نے آپ کی پیدائش کے دو ماہ بعد وفات پائی اور بعض کا قول ہے کہ وہ آپ کی پیدائش سے قبل ہی وفات پا گئے تھے اور یہ قول درست نہیں کیونکہ اجماع اس بات پر ہے کہ وہ آپ کی پیدائش کے بعد فوت ہوئے ہیں اور بعض دوسروں نے بیان کیا ہے کہ وہ آپ کی پیدائش سے ایک سال بعد فوت ہوئے ہیں اور عبداللہ کی وفات مدینہ میں اپنے باپ کے ماموؤں بنی النجار کے پاس ایک گھر میں ہوئی جو دارالنابغہ کے نام سے مشہور ہے اور وفات کے وقت آپ کی عمر ۲۵ سال تھی۔

اور آپ نے بنی سعد بن بکر بن ہوازن میں دودھ پیا اور عبدالمطلب نے آپ کو حلیمہ بنت ابی ذؤیب السعدی کے خاوند الحارث بن عبدالعزیٰ بن رفاعۃ السعدی کے سپرد کر دیا تھا اور آپ بنی سعد ہی میں مقیم رہے وہ اپنے نفوس و اموال میں آپ سے برکت دیکھتے تھے حتیٰ کہ آپ کے ساتھ وہ واقعہ ہوا کہ ایک مرد کی صورت میں آپ کے پاس ایک آنے والا آیا اور اس نے آپ کا پیٹ چاک کیا اور اسے اندر سے دھویا پس انہیں آپ کے متعلق خوف ہوا اور انہوں نے آپ کو آپ کے دادا عبدالمطلب کی طرف واپس کر دیا اس وقت آپ کی عمر پانچ سال تھی اور بعض کا قول ہے کہ چار سال تھی حالانکہ آپ فطرت و قوت کے لحاظ سے دس سال کے لگتے تھے۔

اور آپ صلعم کی والدہ آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ نے اس وقت وفات پائی جب آپ چھ سال تین ماہ کے تھے اور ان کی عمر تیس سال تھی اور ان کی وفات مکہ اور مدینہ کے درمیان الابواء مقام پر ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب آپ کی کفالت کرتے تھے اور عبدالمطلب ان دنوں قریش کے معزز سردار تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ شرف دیا تھا جو اس نے کسی کو نہ دیا تھا اور آپ کو زمزم اور ذوالحرم سے پانی پلایا اور

قریش نے اپنے اموال میں آپ کو حکم بنایا اور آپ نے قحط میں کھانا کھلایا۔ حتیٰ کہ پہاڑوں میں پرندوں اور جنگلی جانوروں کو بھی کھانا کھلایا، ابوطالب نے کہا ہے ؎

جب دینے والوں کے ہاتھ کانپنے لگتے ہیں تو ہم کھانا کھلاتے ہیں
حتیٰ کہ ہمارے زائد کھانے کو پرندے بھی کھاتے ہیں۔

اور آپ نے اصنام کی پرستش کو چھوڑ دیا اور اللہ کو واحد قرار دیا اور نذر کو پورا کیا اور ایسے طریقے مقرر کیے کہ ان کے اکثر کے متعلق قرآن نازل ہوا اور ان کے بارے میں سنت نبوی نے بھی بیان کیا ہے اور وہ طریقے یہ ہیں کہ نذر کو پورا کرنا، دیت میں ایک سو اونٹ مقرر کرنا، یہ کہ محرم سے نکاح نہ کیا جائے اور گھروں میں ان کے پچھواڑوں سے نہ آیا جائے، چور کا ہاتھ کاٹنا زندہ درگور لڑکی کے قتل سے منع کرنا، مباہلہ کرنا، شراب کو حرام قرار دینا، اور اس پر حد لگانا، قرعہ ڈالنا، اور یہ کہ کوئی شخص برہنہ حالت میں بیت اللہ کا طواف نہ کرے، مہمان کی مہمان نوازی کرنا، اور یہ کہ لوگ جب حج کریں تو اپنے پاکیزہ اموال خرچ کریں اور حرمت والے مہینوں کی تعظیم کرنا اور جھنڈوں والی عورتوں کو شہر بدر کرنا اور جب ہاتھیوں والا آیا تو قریش اصحاب الفیل سے بھاگتے ہوئے باہر چلے گئے، عبدالمطلب نے کہا، خدا کی قسم میں حرم الٰہی سے باہر نہیں نکلوں گا اور نہ اس کے غیر سے عزت چاہوں گا پس آپ بیت اللہ کے صحن میں بیٹھ گئے، پھر کہنے لگے ؎

اے اللہ اگر تو معاف کرے تو وہ تیرے عیال ہیں ..... وگرنہ
جو چیز تجھے معلوم ہے ہوگی۔

اور قریش کہا کرتے تھے کہ عبدالمطلب، ابراہیم ثانی ہیں اور اصحاب الفیل کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے جو سلوک کیا اس کی قریش کو بشارت دینے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد عبداللہ بن عبدالمطلب تھے، عبدالمطلب نے

کہا، عبداللہ تمہارے پاس بشیر و نذیر بن کر آیا ہے اور اس نے اصحاب الفیل پر نازل ہونے والے عذاب کی انہیں اطلاع دی اور وہ کہنے لگے تو جب سے بھی ہے عظیم البرکت اور مبارک چہرے والا ہے۔

اور عبدالمطلب کے دس لڑکے اور چار لڑکیاں تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد عبداللہ، ابو طالب اور یہی عبد مناف ہیں، زبیر اور یہی ابو الطاہر ہیں، عبد الکعبہ اور یہی مقوّم ہیں، ان کی والدہ فاطمہ بنت عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم ہیں اور یہی ام حکیم البیضاء کی والدہ ہیں اور عاتکہ، برۃ، اروی اور امیمہ عبدالمطلب کی بیٹیاں ہیں اور الحارث، یہ عبدالمطلب کے سب سے بڑے بیٹے تھے اور انہی سے آپ کنیت کرتے تھے اور قثم، ان دونوں کی ماں صفیہ بنت جندب بن حجیر بن زباب بن حبیب بن سُوَاۃ بن عامر بن صعصعہ ہے اور حمزہ، آپ ابو یعلیٰ اللہ اور اس کے رسول کے شیر ہیں، آپ کی والدہ ہالہ بنت وہیب بن عبد مناف بن زہرہ ہیں اور آپ صفیہ بنت عبدالمطلب کی بھی والدہ ہیں اور عباس اور ضرار، ان دونوں کی ماں قتیلہ بنت جناب بن کلیب بن النمر بن قاسط ہیں اور ابولہب اور یہی عبدالعزیٰ ہے، اس کی ماں لبنیٰ بنت ہاجر بن عبد مناف بن ضاطر الخزاعی تھی اور الغیداق اور یہی حجل ہے، اسے الغیداق کا نام اس لیے دیا گیا ہے کہ یہ قریش کا بڑا سخی اور انہیں بہت کھانا کھلانے والا تھا اور اس کی ماں ممنعہ بنت عمرو بن مالک بن نوفل خزاعی تھی، یہ رسول اللہ صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچے اور پھوپھیاں تھیں اور عبدالمطلب کے ہر بیٹے کو شرف و منزلت اور فضل و بزرگی حاصل تھی اور عامر بن مالک ملاعب الاسنۃ نے بیت اللہ کا حج کیا تو کہنے لگا، سرخ اونٹوں کی مانند جوان ہیں اور کہنے لگا ان لوگوں سے مکہ کی حفاظت کی جاتی ہے اور اکثم بن صیفی نے بنی تمیم کے لوگوں کے ساتھ حج کیا تو اس نے انہیں بطحاء کے ایک طرف چلتے دیکھا

گویا وہ چاندی کے برج ہیں ان کے پڑوسی زمین کو جا ملتے ہیں، اس نے کہا اے بنی تمیم جب اللہ تعالیٰ کسی حکومت کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو اس کے لیے اس قسم کے لوگ پیدا ہو جاتے ہیں یہ اللہ کے پودے ہیں، آدمیوں کے پودے نہیں اور عبدالمطلب کے لیے کعبہ کے صحن میں فرش بچھایا جاتا تھا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے تک اپنے بچھونے کے نزدیک نہیں آتے تھے حالانکہ آپ اس وقت بچے تھے۔ اور آپ اپنے چچوں کی گردنوں کو پھلانگتے تو عبدالمطلب انہیں کہتے، میرے بیٹے کو چھوڑ دو، بلاشبہ میرے اس بیٹے کو بڑی شان حاصل ہوگی۔

اور جب سیف بن ذویزن یمن پر غالب آیا تو عبدالمطلب اپنی قوم کے بڑے بڑے آدمیوں کے ساتھ اس کے پاس آئے اور سیف نے آپ کو ان سب پر مقدم کیا اور آپ کو ترجیح دی پھر اس نے آپ سے خلوت میں ملاقات کی اور آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت دی اور آپ کی صفت آپ سے بیان کی تو عبدالمطلب نے اللہ اکبر کہا اور سیف کے قول کی صداقت کو معلوم کر لیا پھر آپ سجدے میں گر پڑے تو سیف نے آپ سے کہا میں نے جو خبر دی ہے آپ نے اُسے محسوس کر لیا ہے آپ نے اُسے کہا ہاں اے بادشاہ میرے بیٹے کے ہاں ایک بچہ ہوا ہے جو تیرے بیان کی مانند ہے، اس نے کہا، اس کے متعلق یہود سے اور اپنی قوم سے محتاط رہنا اور آپ کی قوم یہود سے بھی زیادہ سخت ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے کام کی تکمیل کرنے والا اور اپنی دعوت کو بلند کرنے والا ہے اور جب سے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تھے اہل کتاب عبدالمطلب کو آپ کے بارے میں کہتے رہتے تھے اور اس سے عبدالمطلب کی خوشی میں اضافہ ہو جاتا تھا، آپ نے کہا

قسم بخدا اگر قریش نے پانی کے بارے میں یعنی اس پانی کے بارے میں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو زمزم اور ذوالحرم سے پلایا ہے حسد کیا ہے تو کل وہ ہمیشہ ہی یوم حشر تک شرف عظیم اور بناء کریم اور باقی رہنے والی عزت اور بلندی پر مجھ سے حسد کریں گے۔

اور قریش پر پے در پے خشک سال آئے حتیٰ کہ کھیتی ختم ہوگئی اور تھن خشک ہوگئے تو وہ گھبرا گئے اور کہنے لگے، اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعے ہمیں یکے بعد دیگرے سیراب کیا ہے اللہ سے دُعا کیجیے کہ وہ ہمیں سیراب کرے اور انہوں نے مکہ کے ایک پہاڑ سے ایک آواز سنی جو کہہ رہی تھی، اے گروہ قریش بلاشبہ اُمی نبی تم میں سے ہے اور یہ اس کے ظہور کا وقت ہے، اور تم اپنے میں سے ایک عمر رسیدہ عظیم جسیم شخص کو دیکھو جو اس کی طرف دعوت دیتا ہے اور اُسے بڑا شرف حاصل ہو وہ اور اس کے بیٹے باہر نکلیں اور پانی کو مس کریں اور خوشبو لگائیں اور رکن کو بوسہ دیں اور وہ شخص دُعا کرے اور لوگ آمین کہیں تو تم اپنی مرضی کے مطابق سرسبز ہو جاؤ گے اور تم پر بارش ہوگی۔ پس مکہ کے ہر شخص نے کہا کہ یہ شیبۃ الحمد ہے، پس عبدالمطلب باہر نکلے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی آپ کے ساتھ تھے اور ان دنوں آپ مشدد الازار تھے، عبدالمطلب نے کہا اے اللہ سوراخ کو بند کرنے والے اور رنج کے دُور کرنے والے تو عالم غیر معلّم اور مسئول غیر منجل ہے اور یہ تیرے غلام اور باندیاں تیرے حرم کے صحن میں تیرے پاس اپنی قحط زدگی کی شکایت کرتے ہیں جس نے تھنوں کو خشک کر دیا ہے اور کھیتی کو تباہ کر دیا ہے، اے اللہ تُو ہم پر خوب خوشحالی لانے والی بارش برسا، اور جونہی انہوں نے ارادہ کیا آسمان سے پانی کے سوتے پھوٹ پڑے اور وادی اپنے حوض سمیت۔

بھر گئی اور اس بارے میں ایک قریشی شاعر کہتا ہے ؎

شیبتہ الحمد کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ہمارے شہر کو سیراب کیا ہے
اور ہماری نیند جاتی رہی تھی اور بارش، بارش کے زمانے کے ختم ہونے کے
بعد بھی برستی رہی اس مبارک چہرہ کی وجہ سے اللہ کا احسان ہم پر ہوا
ہے اور وہ مضر کا بہترین آدمی ہے وہ مبارک ہے بادل اس سے
سیراب ہوتے ہیں، مخلوق میں اس کی نظیر اور ہم پلہ کوئی نہیں ہے۔

اور عبد المطلب نے اپنے بیٹے زبیر کو حکومت اور کعبہ کے معاملات کی وصیت کی اور ابو طالب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور زمزم کے حوض کی وصیت کی اور آپ سے کہا میں نے تمہارے ہاتھوں میں وہ عظیم شرف پیچھے چھوڑا ہے جس سے تم عربوں کی گردنوں کو روند دو گے اور آپ نے ابو طالب سے کہا۔

اے عبد مناف میں تمہیں اپنے بعد ایک یکتا شخص کے بارے میں وصیت
کرتا ہوں جو اپنے باپ کے بعد اکیلا رہ گیا ہے وہ اُسے گہوارے ہی میں
چھوڑ گیا اور تو غم میں اس کی ماں کی مانند ہے وہ اسے اپنے دل و جگر سے
قریب سمجھتی تھی اور تو میرے نزدیک میرے بیٹوں میں سے زیادہ اُمید کے لائق
ہے۔ ظلم کے دُور کرنے کے لیے یا گرہ کو مضبوط کرنے کے لیے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر آٹھ سال کی تھی کہ عبد المطلب وفات پا گئے اور عبد المطلب کی عمر ۱۲۰ سال تھی اور بعض کا قول ہے کہ ایک سو چالیس سال تھی اور قریش نے آپ کی موت کو بڑی بات خیال کیا اور پانی اور بیری کے پتوں سے آپ کو غسل دیا گیا اور قریش پہلی قوم ہے جس نے مُردوں کو بیری کے پتوں کا غسل دیا اور یمن کی دو چادروں میں جن کی قیمت سونے کا ایک ہزار مثقال تھی آپ کو لپیٹا گیا اور آپ پر کستوری پھینکی گئی حتیٰ کہ اس نے آپ کو چھپا دیا اور آپ کو کئی دنوں تک مٹی میں چھپانے کے لیے اعزاز و اکرام کی خاطر

لوگوں کے ہاتھوں پر اُٹھایا گیا اور جب عبدالمطلب کو دفن کر دیا گیا تو آپ کا بیٹا گوٹھڑ مار کر کعبہ کے صحن میں بیٹھا اور ایک طرف ابن جدعان التیمی اور ولید بن ربیعہ مخزومی گوٹھڑ مار کر بیٹھے اور ہر ایک نے سرداری کا دعویٰ کیا۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ میرے دادا عبدالمطلب کو انبیاء کی ہیئت اور ملوک کے لباس میں ایک قوم بنا کر بھیجے گا۔

پس عبدالمطلب کی وفات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب نے آپ کی کفالت کی اور وہ بہترین کفیل تھے اور ابوطالب اپنی مفلسی کے باوجود مطاع اور صاحبِ شرف سردار تھے۔

حضرت علی بن ابی طالب نے فرمایا ہے کہ میرے باپ نے فقیری کی سیادت کی اور آپ سے پہلے کسی فقیر نے سیادت نہیں کی اور وہ آپ کو جب کہ آپ کی عمر نو سال تھی ارضِ شام میں بصریٰ لے گئے اور کہنے لگے خدا کی قسم میں آپ کو کسی دوسرے کے سپرد نہیں کروں گا اور ابوطالب کی بیوی اور آپ کے تمام بچوں کی ماں فاطمہ بنت اسد بن ہاشم نے آپ کی پرورش کی اور وہ مسلمہ اور فاضلہ عورت تھی جب اس کی وفات ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی جاتی ہے کہ آپ نے فرمایا آج میری ماں مر گئی ہے اور آپ نے اُسے اپنی قمیص میں کفن دیا اور اس کی قبر میں اُترے اور اس کی لحد میں لیٹے، آپ سے دریافت کیا گیا یا رسول اللہ فاطمہ پر آپ نے بہت غم کیا ہے، آپ نے فرمایا وہ میری ماں تھی وہ اپنے بچوں کو بھوکا رکھتی تھی اور مجھے سیر کرتی تھی اور انھیں پراگندہ مُو رکھتی تھی اور مجھے تیل لگاتی تھی اور وہ میری ماں تھی۔

اور جب آپ بیس سال کے ہوئے تو آپ میں خاص علامات ظاہر ہوئیں اور اصحاب الکتب آپ کے متعلق باہم باتیں کرنے لگے اور آپ کے

ظہور کو قریب قرار دینے لگے ایک روز آپؐ نے ابوطالب سے کہا۔
(اے چچا میں خواب میں ایک شخص کو دیکھتا ہوں جو میرے پاس آتا ہے اور اس کے ساتھ دو آدمی ہوتے ہیں وہ دونوں کہتے ہیں یہ وہی ہے یہ وہی نہیں ہے اور جب یہ بالغ ہوگا تو تجھے اس سے معاملہ ہوگا اور وہ شخص بات نہیں کرتا، ابوطالب نے مکہ کے اہل علم سے آپ کی یہ بات بیان کی تو جب اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھا تو کہنے لگا۔ یہ پاک روح ہے خدا کی قسم یہ پاک نبی ہے۔)

ابوطالب نے اُسے کہا میرے بھتیجے سے اس بات کو پوشیدہ رکھنا، اس کی قوم اس سے ناراض نہ ہو، خدا کی قسم میں نے علیؑ سے جو کہنا تھا کہہ دیا ہے، میرے باپ عبدالمطلب نے مجھے بتایا تھا کہ وہ مبعوث ہونے والا نبی ہے اور اس نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اسے پوشیدہ رکھوں تاکہ دشمن اس سے ناراض نہ ہوں۔

جنگِ فجار

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۷ سال کی عمر میں فجار میں شامل ہوئے اور بعض کا قول ہے کہ ۲۰ سال کی عمر میں شامل ہوئے۔ یہ جنگ کنانہ اور قیس کے درمیان ہوئی تھی اور اس کا سبب یہ تھا کہ بنی ضمرہ کے ایک شخص البراض بن قیس نے جو مکہ میں حرب بن امیہ کی پناہ میں تھا، ہذیل کے ایک شخص پر جسے حارث کہا جاتا تھا، حملہ کر کے اُسے قتل کر دیا اور حرب بن امیہ نے اُسے اپنی پناہ سے نکال دیا اور وہ نعمان بن المنذر کے پاس چلا گیا، پس وہ عروہ بن عتبہ بن جعفر بن کلاب اکٹھے ہوئے اور نعمان ہر سال تجارت کے لیے عکاظ میں مُشک بھیجتا تھا اور عربوں میں سے کوئی شخص فروخت کے لیے اُسے پیش نہ کرتا

تھا حتیٰ کہ نعمان نے بلعاء بن قیس کے بھائی کو قتل کر دیا اور اس کے بعد بلعاد نعمان کے مشک پر غارت گری کرتا تھا اور جب عروہ اور البراض اس کے ہاں اکٹھے ہوئے تو اس نے کہا میرے مشک کی کون حفاظت کرے گا؟ البراض نے کہا، میں، اور عروہ نے کہا، میں، پس دونوں نے کشاکش کی اور جب دونوں باہر نکلے اور عروہ واپس جانے کے لیے گیا تو البراض نے اُسے روکا اور اُسے قتل کر دیا اور نعمان کا مشک جو اس کے پاس تھا لے لیا اور البراض کی قوم کے خلاف قیس نے اجتماع کیا اور کنانہ نے قریش کی پناہ لی اور قریش نے ان کی مدد کی اور ان کے ساتھ گئے اور انھوں نے رجب میں باہم جنگ کی اور یہ ان کے نزدیک وہ حُرمت والا مہینہ تھا جس میں خونریزی نہیں کی جاتی پس اسے فجار کا نام دیا گیا کیونکہ انہوں نے حُرمت والے مہینے میں گناہ کیا اور قریش کے ہر قبیلے کا ایک رئیس تھا اور بنی ہاشم کا رئیس زبیر بن عبدالمطلب تھا۔

روایت کی گئی ہے کہ ابوطالب نے روکا تھا کہ بنی ہاشم کا کوئی شخص اس میں شامل نہ ہو اور کہا یہ ظلم و زیادتی، قطع رحمی اور ماہِ حرام کو حلال کرنے والی بات ہے، نہ میں اس میں شامل ہوں گا اور نہ میرے اہل میں سے کوئی اس میں شامل ہو گا، زبیر بن عبدالمطلب کو بھی بادلِ نخواستہ نکالا گیا اور عبداللہ بن جدعان التیمی اور حرب بن اُمیہ نے کہا، جس معاملے میں بنو ہاشم موجود نہ ہوں ہم اس میں شامل نہ ہوں گے پس زبیر گئے۔

اور بعض کا قول ہے کہ ابوطالب، جنگوں میں شامل ہوا کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی آپ کے ساتھ ہوتے تھے پس جب آپ حاضر ہوئے اور کنانہ نے قیس کو شکست دی تو انہیں معلوم ہو گیا کہ یہ آپ کی برکت ہے اور وہ کہنے لگے، اے پرندوں کو کھانا کھلانے والے اور حاجیوں کو پانی پلانے والے کے بیٹے ہم سے غائب نہ ہونا، آپ کی

حاضری سے ہمیں فتح اور غلبہ نصیب ہوتا ہے آپؐ نے فرمایا ظلم وزیادتی، قطع رحمی اور بہتان سے اجتناب اختیار کرو، میں تم سے غائب نہیں رہوں گا، انہوں نے کہا ہم آپ کے لیے اس کی ذمہ داری لیتے ہیں اور آپ ہمیشہ حاضر ہوتے رہے۔ حتیٰ کہ انہیں فتح ہو گئی!

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ —— میں اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ فجار میں شامل ہوا اور میں بچہ تھا۔

اور بعض نے روایت کی ہے کہ آپ بیس سال کی عمر میں فجار میں شامل ہوئے اور آپؐ نے ابو براء ملاعب الاسنۃ کو نیزہ مار کر اسے اس کے گھوڑے سے گرا دیا اور آپ کی جانب سے فتح آئی (ہم نے تمام روایات کو جمع کر دیا ہے)

اور حرب بن امیہ بن عبد شمس نے فجار کے چند ماہ بعد شام میں وفات پائی۔

حلف الفضول

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حلف الفضول میں شامل ہوئے اس وقت آپ کی عمر بیس سال سے متجاوز تھی اور آپ نے مبعوث ہونے کے بعد فرمایا —— میں عبداللہ بن جدعان کے گھر میں ایک معاہدے میں شامل ہوا جو مجھے سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ خوش کرنے والا ہے اور حلف الفضول کا سبب یہ تھا کہ قریش نے قوت وحمیت پر بہت سے معاہدات کیے تھے اور مطیبین، جو بنو عبد مناف، بنو اسد، بنو زہرہ، بنو تیم اور بنو الحارث بن فہر تھے، نے اس شرط پر معاہدہ کیا کہ جب تک حرا اور ثبیر قائم ہیں اور بحر صوفہ تر ہے وہ کعبہ کو نہیں چھوڑیں گے اور عاتکہ بنت عبدالمطلب

نے خوشبو تیار کی اور انھوں نے اپنے ہاتھ اس میں ڈبوئے اور بعض کا قول ہے کہ خوشبو ام حکیم البیضا بنت عبد المطلب کی تھی اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد عبداللہ کی توأم تھیں اور اللعقہ یعنی بنو عبدالدار، بنو مخزوم بنو جمع، بنو سہم اور بنو عدی نے اس شرط پر معاہدہ کیا کہ وہ ایک دوسرے کی حفاظت کریں گے اور ایک دوسرے کی دیت دیں گے اور انھوں نے ایک گائے ذبح کی اور اپنے ہاتھوں کو اس سے خون میں ڈبویا اور قریش حرم میں مسافر اور جس کا خاندان نہ ہو اس پر ظلم کرتے تھے حتیٰ کہ بنی اسد بن خزیمہ کا ایک شخص تجارت کے لیے آیا اور بنی سہم کے ایک شخص نے اس سے سامان تجارت خریدا اور سہمی نے اُسے لے لیا اور اُسے قیمت دینے سے انکار کر دیا، اس نے قریش سے گفتگو کی اور ان کی پناہ مانگی اور اپنے حق کی وصولی کے لیے ان سے مدد مانگی پس کسی نے اس کے حق کو نہ لیا اور اس نے ابوقبیس پر چڑھ کر بلند آواز سے پکارا ؎

اے اہلِ فہر اس کی مدد کرو جس کا سامان وادی مکہ میں چھین لیا گیا ہے اور وہ اہل اور جماعت سے دور ہے، حرمت اس کے لیے ہے جس کی حرمت مکمل ہو اور عہد شکن کے لیے کوئی چیز حرمت والی نہیں ہے۔

اور بعض کا قول ہے کہ وہ شخص بنی اسد کا نہ تھا بلکہ قیس بن شیبہ سلمی نے ابو خلف الجمعی سے سامان خریدا اور اس کے حق کو لے گیا اور اس نے یہ شعر کہا اور بعض کا قول ہے کہ اس نے یہ شعر کہا ؎

اے آلِ قصی، حرم میں اور بیت اللہ کی حرمت اور اخلاق کریمانہ سے یہ بات کیسے ہوئی ہے مجھ پر ظلم کیا گیا ہے اور ظالم کو مجھ سے روکا نہیں جاتا۔

پس قریش نے عہد کیا اور کھڑے ہو گئے اور انہوں نے باہم معاہدہ

کیا کہ مسافر بیرونی اور کسی دوسرے شخص پر ظلم نہیں کیا جائے گا اور مظلوم کا حق ظالم سے لیا جائے گا اور وہ عبد اللہ بن جدعان التیمی کے گھر میں اکٹھے ہوئے اور ہاشم، اسد، زہرہ، تیم اور حارث بن فہر معاہدہ کرنے والے تھے پس قریش نے کہا یہ معاہدے سے زائد بات ہے اور انہیں حلف الفضول کا نام دیا گیا اور بعض کا قول ہے کہ اس میں تین آدمی شامل ہوئے جنہیں فضل بن قضاعہ فضل بن حشاعہ اور فضل بن بضاعہ کہا جاتا تھا پس اس کا نام حلف الفضول رکھا گیا اور بعض نے بیان کیا ہے کہ یہ آدمی جرہم کے معاہدے میں شامل ہوئے تو ان کی وجہ سے اسے حلف الفضول کا نام دیا گیا اور اسے اس سال معاہدے کی مانند ٹھہرایا گیا۔

تعمیر کعبہ

جب قریش نے جھگڑا کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کو اپنی جگہ پر رکھا اس وقت آپ کی عمر ۲۵ سال تھی اور یہ واقعہ یوں ہے کہ قریش نے سیلاب کے باعث جس نے کعبہ کو گرا دیا تھا، کعبہ کو منہدم کر دیا اور بعض کا قول ہے کہ قریش کی ایک عورت نے کعبہ کو دھونی دی اور ایک شرارہ اڑا اور اس نے کعبے کے دروازے کو جلا دیا اور کعبہ کا طول نو ہاتھ تھا پس انھوں نے اسے توڑ پھوڑ دیا اور سب سے پہلے ولید بن مغیرہ مخزومی نے اسے کدال ماری اور انھوں نے کھدائی کی حتیٰ کہ وہ حضرت ابراہیم کی بنیادوں تک پہنچ گئے اور انھوں نے اس سے پتھر اکھاڑا اور پتھر اچھل کر اپنی جگہ پر واپس آ گیا تو وہ رک گئے اور بیان کیا جاتا ہے کہ جس شخص کے ہاتھ سے پتھر نے سبقت کی وہ ابو وہب بن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم تھا اور ایک اژدہا ان کے مقابلے میں

نکل آیا اور ان کے اور عمارت کے درمیان حائل ہو گیا پس وہ اکٹھے ہوئے
اور اس نے کہا تمہاری کیا رائے ہے؟ ابو طالب نے کہا کہ اس میں پاکیزہ
کمائی ہی خرچ کی جائے اور اس میں ظلم و زیادتی کے مال کو داخل نہ کرو،
تو وہ اپنے وہ پاکیزہ اموال لائے جن میں انہیں شک نہ تھا اور انہوں نے
اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے تو ایک پرندہ آیا اور وہ اژدہا کو
اُچک کر لے گیا اور انھوں نے اپنے تہبند اتار دیے اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا، وہ برہنہ ہو کر کام کرتے آپؐ نے اپنے کپڑے
اتارنے سے انکار کر دیا اور آپ نے ایک آواز دینے والے کو آواز
دیتے سنا کہ اپنے کپڑے نہ اتارنا اور جن پتھروں سے بیت اللہ کی تعمیر کی گئی ایک
ایستادہ پہاڑ سے لایا گیا جو وادی کے باطنی حصے میں ہے اور انھوں نے
اسے اٹھارہ ہاتھ کر دیا اور ہر قبیلے نے اس کے ایک حصے کو سنبھالا۔
بنو عبد مناف نے چوتھا حصہ سنبھالا اور قصی بن کلاب کے بقیہ بیٹوں اور
بنو تیم نے چوتھا حصہ سنبھالا اور مخزوم نے چوتھا حصہ سنبھالا اور بنو سہم
اور جمح اور عدی اور عامر بن فہر نے چوتھا حصہ سنبھالا اور جب انھوں نے
حجر اسود کو رکھنا چاہا تو انہوں نے اس کے بارے میں جھگڑا کیا اور ہر
قبیلہ کہنے لگا ہم اس کے رکھنے کے ذمہ دار ہیں، پس رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم آئے اور قریش آپؐ کو امین کا نام دیتے تھے اور جب انہوں
نے آپ کو آتے دیکھا تو کہنے لگے ہم محمد بن عبد اللہ کے فیصلے سے راضی
ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر بچھا دی پھر حجر اسود کو
اس کے درمیان میں رکھا اور فرمانے لگے ہر قبیلہ چادر کی ایک ایک جانب کو
اٹھا لے۔ پھر سب اٹھاؤ تو انہوں نے ایسے ہی کیا پس عتبہ بن ربیعہ
نے چادر کی ایک جانب اور ابو زمعہ بن الاسود اور ابو حذیفہ بن مغیرہ اور قیس
بن عدی السہمی نے چادر کی دوسری جوانب اٹھائیں اور بعض کا قول ہے کہ

العاص بن وائل نے چادر کی ایک جانب اُٹھائی اور جب وہ اپنی جگہ پر پہنچا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے پکڑ کر اس جگہ پر رکھ دیا جہاں وہ تھا اور اُنھوں نے کعبہ پر چھت ڈالی اور اس سے پہلے اس کی چھت نہ تھی۔

حضرت خدیجہؓ بنت خویلد کا نکاح

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۲۵ سال کی عمر میں حضرت خدیجہ بنت خویلد سے نکاح کیا اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے ان سے تیس سال کی عمر میں نکاح کیا اور آپ کی بعثت سے قبل آپ کے ہاں قاسم، رقیہ، زینب اور ام کلثوم پیدا ہوئیں اور بعثت کے بعد عبد اللہ پیدا ہوئے اور وہی طیب اور طاہر ہیں اس لیے کہ وہ اسلام میں پیدا ہوئے اور حضرت فاطمہ پیدا ہوئیں اور ایک شخص نے حضرت عمار بن یاسر سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں حضرت خدیجہ بنت خویلد کے ساتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح کو سب سے بہتر جانتا ہوں، میں آپ کا دوست تھا اور ایک روز ہم صفا اور مروہ کے درمیان چل رہے تھے کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت خدیجہ بنت خویلد اور ان کی بہن ہالہ ہیں اور جب اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو ان کی بہن ہالہ میرے پاس آئی اور کہنے لگی اے عمار! آپ کے دوست کو خدیجہؓ سے کیا کام ہے میں نے کہا مجھے معلوم نہیں، میں نے واپس آکر اس کا ذکر آپ سے کیا تو آپ نے فرمایا، واپس جا اور اُسے اطلاع دے اور اس سے دن کا وعدہ کر جس میں ہم اس کے پاس آئیں، پس میں نے ایسے ہی کیا اور جب وہ دن آیا تو اس نے عمرو بن اسد کی طرف پیغام بھیجا اور اُسے اس روز پانی پلایا اور اس کی داڑھی کو سُرخ تیل لگایا اور اس پر چادر ڈالی پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچوں کی جماعت کے ساتھ آ گئے ان کے پیشرو ابو طالب

تھے، ابوطالب نے خطبہ دیا اور کہا اس خدا کا شکر ہے جس نے ہمیں ابراہیمؑ کی اولاد اور اسماعیل کی ذریت سے بنایا اور ہمارے لیے ایک گھر بنایا جس کا حج کیا جاتا ہے اور پُرامن حرم بنایا اور ہمیں لوگوں کا حاکم بنایا اور ہمیں اس شہر میں برکت دی جس میں ہم رہتے ہیں پھر قریش کا کوئی شخص میرے بھتیجے محمد بن عبداللہ کا ہم پلہ نہیں ہے وہ سب سے وزن دار ہے اور نہ اس سے کسی کا قیاس کیا جا سکتا ہے مگر وہ اس سے بڑا ہے اگرچہ وہ قلیل المال ہے بلاشبہ مال منتقل ہونے والا رزق اور زائل ہونے والا سایہ ہے اور اُسے خدیجہ میں رغبت ہے اور خدیجہ کو بھی اس سے رغبت ہے اور جو مہر تم مانگو وہ میرے مال سے جلد دیا جائے گا اور قسم بخدا اس کی بڑی شان ہے اور اس کی خبر مشہور ہے پس آپ نے اس سے نکاح کیا اور واپس آگئے اور جب اس کے چچا عمرو بن اسد نے صبح کی تو اس نے جو دیکھا تھا اس کا انکار کر دیا تو اُسے بتایا گیا کہ تیرے داماد محمد بن عبداللہ نے یہ تجھے تحفہ دیا ہے اس نے کہا میں نے کب اس کا نکاح کرایا ہے اُسے بتایا گیا کل کرایا ہے اس نے کہا میں نے نہیں کرایا، اُسے کہا گیا بے شک کرایا ہے ہم گواہی دیتے ہیں کہ تو نے یہ کام کیا ہے اور جب عمرو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو کہنے لگا گواہ رہنا میں نے کل اس کا نکاح نہیں کرایا میں نے آج اس کا نکاح کرایا ہے اور یہ کہ آپ ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جن کے متعلق لوگ کہیں کہ خدیجہؓ نے آپؐ کو کسی چیز پہ مزدور رکھا ہے اور نہ آپ کبھی کسی کے مزدور تھے۔ اور محمد بن اسحٰق نے روایت کی ہے کہ خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ نے اپنی بیٹی خدیجہؓ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کرایا اور وہ فجار کے پانچ سال بعد فوت ہو گیا اور ایک نے یہ بیان کیا ہے کہ وہ فجار میں قتل ہوا تھا یا فجار کے سال مر گیا تھا۔

بعثت کا وقت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب پورے چالیس سال کے ہوئے تو آپؐ کو مبعوث کیا گیا اور آپؐ کی بعثت ماہِ ربیع الاوّل میں ہوئی اور بعض کا قول ہے کہ رمضان میں ہوئی اور عجمیوں کے مہینوں کے مطابق فروری میں ہوئی اور جس سال میں آپ مبعوث ہوئے وہ دلو میں قران کا سال تھا، حساب دان کا قول ہے کہ جس سال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اس کا طالع وہ قران ثالث تھا جو آپ کی پیدائش کے قران سنبلہ سے چار درجے تھا اور چاند ۱ میزان میں ۱۷ درجے تھا اور مریخ، طالع سے سنبلہ میں نیر مُنجے راجع تھا اور مشتری پانچ میں جدی میں ۲۱ درجے تھا اور زحل، دلو میں چھٹے میں حد زہرہ حوت میں نو درجے میں تھا اور آفتاب آٹھویں میں ایک منٹ تھا اور عطارد حمل میں چودہ درجے تھا اور سال کے مدخل کی حد پہلے دن سے تھی جس میں آفتاب داخل تھا۔

اور خوارزمی نے بیان کیا ہے کہ اس روز آفتاب ۱ دلو میں ۲۴ درجے اور ۱۵ منٹ تھا اور چاند سرطان میں ۱۷ درجے تھا اور زحل، دلو میں ۱۹ درجے تھا اور مشتری۔۔۔[1] بارہ درجے تھا اور مریخ، حوت میں پندرہ

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

درجے تیس منٹ تھا اور زہرہ حمل میں گیارہ درجے اور عطارد، دلو میں ۲۳ درجے اور تیس منٹ تھا اور جبریلؑ آپؐ کے سامنے ظاہر ہو کر آپ سے گفتگو کرتے تھے اور بسا اوقات آپ کو آسمان سے اور درخت سے اور پہاڑ سے پکارتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے خوفزدہ ہو جاتے پھر جبریلؑ نے آپ سے کہا آپ کا رب آپؐ کو حکم دیتا ہے کہ آپ بتوں کی پلیدی سے اجتناب اختیار کریں اور آپ کا پہلا حال یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہؓ بنت خویلد کے پاس آئے اور جو کچھ آپ نے سُنا ہوتا یا اس سے گفتگو کی ہوتی، ان سے بیان کرتے اور وہ آپ سے کہتیں اے عمزاد چھپاؤ، قسم بخدا مجھے اُمید ہے کہ اللہ آپؐ سے بھلائی کرے گا اور جبریلؑ ہفتے کی شب اور اتوار کی شب کو آپؐ کے پاس آئے پھر سوموار کے روز رسالت کے ساتھ آپؐ کے سامنے نمودار ہوئے، اور بعض نے جمعرات کا دن بیان کیا ہے اور جعفر بن محمد سے روایت کرنے والوں نے ۲۰ رمضان جمعہ کا دن بیان کیا ہے، اسی لیے آپ نے اُسے مسلمانوں کے لیے عید بنا دیا ہے اور جبریلؑ پر سندس (موٹے ریشم) کا جبہ تھا اور اس نے آپ کے لیے جنت کے قالینوں میں سے ایک قالین آپ کے لیے نکالا اور آپ کو اس پر بٹھایا اور آپؐ کو بتایا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو پہنچایا اور سکھایا اقرأ باسم ربك الذی خلق اور دُوسرے روز وہ آپ کے پاس آیا تو آپ کپڑا اوڑھے ہوئے تھے اس نے کہا یا ایھا المدثر قم فانذر، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اصنام کی پرستش کے بعد سب سے پہلی بات جس سے جبریلؑ نے مجھے روکا وہ مردوں کا لعنت ملامت کرنا ہے اور بعض نے بیان کیا ہے کہ اسرافیل کی تین سال آپ کے ساتھ ڈیوٹی لگائی گئی اور جبریل کی بیس سال آپؐ کے ساتھ ڈیوٹی لگائی اور دوسروں نے بیان کیا ہے کہ جبریلؑ کی ہمیشہ ہی آپؐ کے ساتھ ڈیوٹی

رہی اور ورقہ بن نوفل نے حضرت خدیجہؓ بنت خویلد سے کہا کہ آپ سے پوچھیے کہ یہ جو آپ کے پاس آتا ہے کون ہے؟ پس اگر وہ میکائیل ہے تو وہ آپ کے پاس آسودگی، خوشحالی اور نرمی لایا ہے اور اگر وہ جبریل ہے تو وہ آپ کے پاس قتل اور قیدیوں کو لایا ہے پس حضرت خدیجہؓ نے آپ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا جبریل ہے تو حضرت خدیجہؓ نے اپنی پیشانی پر ہاتھ مارا اور سب سے پہلے آپ پر نماز ظہر فرض ہوئی، جبریلؑ آپؐ کے پاس آئے اور آپ کو وضو کر کے دکھایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریلؑ کے وضو کی طرح وضو کیا پھر اس نے نماز پڑھی تاکہ آپؐ کو دکھائے کہ نماز کیسے پڑھی جاتی ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اور بعض نے بیان کیا ہے کہ ظہر، نماز وسطیٰ ہے، یہ پہلی نماز ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا اور وہ جمعہ کا دن تھا پھر آپ حضرت خدیجہؓ بنت خویلد کے پاس آئے اور انہیں بتایا تو اُنھوں نے بھی وضو کیا اور نماز پڑھی، پھر حضرت علیؓ بن ابی طالب نے آپؐ کو دیکھا تو اُنھوں نے بھی اسی طرح کیا جیسے اُنھوں نے آپ کو کرتے دیکھا۔

اور جب آپ مبعوث ہوئے تو شیاطین کو آسمان سے آگ کے شعلے مارے گئے اور انہیں استراق سمع (چوری چھپے سُننا) سے روک دیا گیا، ابلیس نے کہا یہ کام کسی واقعہ کے رُونما ہونے کی وجہ سے ہے اور کوئی نبی مبعوث ہوا ہے اور تمام دنیا میں اصنام اوندھے ہو گئے اور وہ آتش کدے بجھ گئے جن کی پرستش کی جاتی تھی۔

عورتوں میں سے سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ بنت خویلد نے، اور مردوں میں سے حضرت علیؓ بن ابی طالب نے اسلام قبول کیا پھر حضرت زید بن حارثہ پھر حضرت ابوذرؓ نے اسلام قبول کیا اور بعض کا قول ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت ابوذرؓ سے پہلے اسلام قبول کیا پھر حضرت

عمرو بن عبسہ سلمی پھر حضرت خالد بن سعید بن العاص پھر حضرت سعد بن ابی وقاص پھر حضرت عتبہ بن غزوان پھر حضرت عتبہ بن غزوان پھر حضرت خباب بن الارت اور پھر حضرت مصعب بن عمیر نے اسلام قبول کیا اور حضرت عمرو بن عبسہ سلمی سے روایت کی گئی ہے آپ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوّل اوّل مبعوث ہوئے تو میں آپ کے پاس آیا اور مجھے آپ کے واقعہ کی اطلاع ملی تو میں نے کہا مجھ سے اپنا واقعہ بیان کیجیے تو آپ نے مجھ سے اپنا واقعہ بیان کیا اور جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث کیا تھا وہ بات بتائی، میں نے پوچھا، کیا اس بات پر کوئی آپ کی اتباع کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں، ایک عورت ایک بچہ اور ایک غلام، آپ کی مراد حضرت خدیجہ بنت خویلد، حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت زید بن حارثہ تھے۔

اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین سال اپنے امر کو چھپاتے ہوئے مکہ میں قیام کیا اور آپ توحید الٰہی اور اس کی عبادت اور اپنی نبوت کے اقرار کی طرف دعوت دیتے تھے اور جب کبھی آپ قریش کی کسی جماعت کے پاس سے گزرتے تو وہ کہتے کہ ابن عبدالمطلب کے چھوکرے سے آسمان سے بات کی جاتی ہے حتیٰ کہ آپ نے ان پر ان کے معبودوں کے بارے میں عیب گیری کی اور ان کے جو آباء کافر ہونے کی حالت میں مر چکے تھے ان کی ہلاکت کا ذکر کیا پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ جس چیز کے ساتھ اس نے آپ کو بھیجا ہے آپ اُسے کھول کر بیان کریں تو آپ نے اپنے امر کو واضح کیا اور ابطح میں قیام کیا اور فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں میں تمہیں خدائے واحد کی عبادت کی طرف اور ان اصنام کی پرستش کو ترک کرنے کی دعوت دیتا ہوں جو نہ نفع و نقصان دیتے ہیں اور نہ پیدا کرتے ہیں اور نہ رزق دیتے ہیں اور نہ زندہ کرتے اور نہ مارتے ہیں، تو قریش نے آپ سے استہزاء کیا اور آپ کو اذیت دی اور ابو طالب سے کہنے لگے۔

تیرے بھتیجے نے ہمارے معبودوں کی عیب گیری کی ہے اور ہمارے عقلمندوں کو بے وقوف قرار دیا ہے اور ہمارے اسلاف کو گمراہ قرار دیا ہے وہ ان باتوں سے رک جائے اور ہمارے اموال کے بارے میں جو چاہے فیصلہ کرے، آپ نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے دنیا کے اکٹھے کرنے اور اس میں دلچسپی لینے کے لیے مبعوث نہیں کیا اس نے مجھے صرف اس لیے مبعوث کیا ہے کہ میں اس کی طرف سے پیغام پہنچا دوں اور اس کے متعلق راہنمائی کروں، اور انھوں نے آپ کو شدید ترین اذیتیں دیں اور آپ کو ایذا دینے والوں میں ابولہب، الحکم بن ابی العاص، عقبہ بن ابی معیط، عدی بن حمراد ثقفی اور عمرو بن الطلاطلۃ الخزاعی شامل تھے اور ابولہب آپ کو شدید ترین اذیت دینے والا تھا۔

اور بعض نے بیان کیا ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم عکاظ کی منڈی میں سُرخ جُبہ زیب تن کیے کھڑے تھے آپ نے فرمایا اے لوگو لا الٰہ الا اللہ کہو تم کامیاب ہو جاؤ گے اور ایک آدمی آپ کے پیچھے پیچھے تھا جس کی دو چوٹیاں تھیں گویا اس کا چہرہ سونے کا ہے وہ کہتا ہے اے لوگو یہ میرا بھتیجا ہے اور کذاب ہے اس سے بچو، میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ مجھے بتایا گیا کہ یہ محمد بن عبداللہ ہیں اور یہ ان کا چچا ابولہب بن عبدالمطلب ہے اور العاص بن وائل السہمی، الحارث ابن قیس بن عدی السہمی، الاسود بن المطلب، الولید بن المغیرہ مخزومی اور الاسود بن عبدیغوث الزہری آپ سے استہزا کرنے والے تھے اور وہ اپنے بچوں اور غلاموں کی آپ پر ڈیوٹی لگاتے اور وہ ناپسندیدہ طریق سے آپ سے ملتے حتیٰ کہ انھوں نے الحزورۃ میں اونٹوں کو ذبح کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے انہوں نے اپنے غلام کو حکم دیا تو اس نے جبلی اور گوبر اٹھا کر سجدہ کی حالت میں آپ کے کندھوں کے درمیان رکھ دیا اور واپس چلا گیا،

آپ ابوطالب کے پاس آئے اور کہنے لگے میرا تم میں کیا مقام ہے؟ ابوطالب نے پوچھا اے میرے بھتیجے یہ کیا ہے؟ تو آپ کے ساتھ جو واقعہ ہوا تھا آپ نے اُسے بتایا، راوی کا بیان ہے کہ ابوطالب تلوار لگائے آئے اور آپ کے پیچھے پیچھے آپ کا غلام بھی تھا آپ نے اپنی تلوار سونت لی اور کہا خدا کی قسم تم میں جس شخص نے بات کی میں اُسے تلوار ماروں گا پھر آپ نے اپنے غلام کو حکم دیا تو اس نے اس جیلی اور گوبر کو ایک ایک کر کے ان کے چہروں پہ مَلا پھر وہ کہنے لگے اے ہمارے بھتیجے ہمارے بارے میں یہ تجھے کافی ہے اور قریش ابوطالب کے پاس گئے اور کہنے لگے ہم آپ کو انصاف کی طرف دعوت دیتے ہیں یہ عمارۃ بن الولید بن المغیرہ سب قریش سے خوبرو اور اکمل ہیئت والا ہے اسے لے کر اپنا بیٹا بنا لو اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہمارے سپرد کر دو تاکہ ہم اُسے قتل کر دیں آپ نے کہا تم نے مجھ سے انصاف نہیں کیا میں اپنے بیٹا تمہارے سپرد کر دوں کہ تم اُسے قتل کرو اور تم اپنے بیٹے کو میرے سپرد کرو کہ میں اُسے کھلاؤں اور ابوطالب نے اس بارے میں یہ اشعار کہے ہے

اے ابن ابی شیبہ تو عارف کی بردباری پر متعجب ہوگا اور لوگوں کی عقلیں تیرے نزدیک کمزور ہیں وہ کہتے ہیں کہ جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے برائی کا ارادہ کرے اس کی مدد کرا ور اس کے امر کے خلاف اُٹھ کھڑا ہو وہ قوم کا اصل ہیں یا تو خائن حاسد ہیں یا آپ کے محبت نہ رکھنے والے قرابت دار ہیں، وہ کبھی تجھ سے ناانصافی نہیں کرے گا اور تو عبد مناف کے بہترین آدمیوں میں سے ہے اور اُسے تمہاری قرابت داری کا وسیلہ حاصل ہے اور وہ معاہدے والا اور گھرا ہوا نہیں ہے بلکہ وہ ہاشم کے خالص لوگوں میں سے ہے اور وہ سمندروں کے اوپر تیرنے والا

ہے اور اگر قریش نے اس کے متعلق دھڑے بندی کر لی ہے
تو انہیں کہہ دے ہمارے عمزاد، تمہاری قوم کمزور نہیں ہے
تمہاری قوم، قوم کے ظلم سے خائف نہیں اور نہ ہم تمہیں ہلکی سی
تکلیف دینے والے ہیں۔

اور اسی طرح آپ نے کہا ہے
اور تمہاری جانب ایسے لوگ آئے ہیں جو تلواروں سے بے ہتھیار
نہیں۔ ان کے تلوار اٹھانے کا زمانہ نیا نیا ہے اور وہ سفید رو
ہے اس کے چہرے سے بادلوں کو سیراب کیا جاتا ہے وہ یتیموں
کا فریاد رس اور بیواؤں کی پناہ گاہ ہے۔

اسراء

اور آپؐ کو رات کو لے جایا گیا اور جبریلؑ آپ کے پاس براق لائے اور وہ خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا اور کان ہلانے والا تھا اس کا پاؤں اس کی حدِ نگاہ تک پڑتا تھا اس کے دو بازو تھے جو پیچھے سے اُسے دھکیلتے تھے اور اس پر یاقوت کی زین تھی وہ آپ کو بیت المقدس لے گیا وہاں آپ نے نماز پڑھی پھر آپ کو آسمان پر چڑھایا گیا اور آپ کے اور آپ کے رب کے درمیان فرمان الٰہی کے مطابق قاب قوسین او ادنیٰ کا فاصلہ رہ گیا پھر وہ آپ کو نیچے لایا اور آپ حضرت اُم ہانی بنت ابی طالب کے گھر اُترے اور انہیں سارا واقعہ بتایا وہ آپ سے کہنے لگے میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، اس بات کا تذکرہ قریش سے نہ کرنا وہ آپ کی تکذیب کریں گے۔

اور جس شب آپ کو اسراء ہوا، ابو طالب نے آپ کو تلاش کیا، تو

آپ کو خدشہ ہوا کہ قریش نے آپ کو اچانک پکڑ لیا ہے یا آپ کو قتل کر دیا ہے سو آپ نے بنی عبدالمطلب کے ستر جوانوں کو اکٹھا کیا جن کے پاس چھریاں تھیں اور آپ نے انہیں حکم دیا کہ ان میں سے ہر شخص قریش کے ایک شخص کے پہلو میں بیٹھ جائے اور آپ نے انہیں کہا اگر تم مجھے دیکھو اور میرے ساتھ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی ہوں تو میرے آنے تک رُکے رہنا بصورت دیگر تم میں سے ہر شخص اپنے ہم نشین کو قتل کر دے اور تم میرا انتظار نہ کرنا، پس انہوں نے آپ کو حضرت اُمّ ہانی کے دروازے پر پایا پس آپ کو ان کے سامنے لایا گیا حتیٰ کہ آپ قریش کے پاس کھڑے ہو گئے اور جو کچھ آپ سے ہوا تھا وہ انہیں بتایا تو انھوں نے اپنے دلوں میں اس بات کو بڑا سمجھا اور آپ سے معاہدہ کیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا نہیں دیں گے اور نہ کبھی آپ سے ایسا سلوک کریں گے جو آپ کو ناپسند ہو۔

النذارة[1]

اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو انتباہ کریں، پس آپ مروہ پر کھڑے ہوئے پھر آپ نے بلند آواز سے پکارا اے آلِ فہر! تو قریش کے بطون آپ کے پاس آ گئے حتیٰ کہ ان میں سے ایک شخص بھی باقی نہ رہا، اور ابولہب نے آپ سے کہا یہ فہر ہیں، پھر آپ نے آواز دی، اے آلِ غالب! تو بنو محارب اور بنو الحارث بن فہر واپس لوٹ گئے پھر آپ نے آواز دی، اے آلِ لوی! تو بنو تیم الادرم

---

[1] النذارة، کے معنے انتباہ کے ہیں (مترجم)

بن غالب واپس لوٹ گئے پھر آپ نے آواز دی اے آلِ کعب! تو بنو عامر اور بنو عوف بن لوی واپس لوٹ گئے پھر آپ نے آواز دی اے آلِ مُرّۃ! تو بنو عدی بن کعب اور ھصیص بن کعب کے دونوں بیٹے بنو سہم اور جُمَح واپس لوٹ گئے پھر آپ نے آواز دی اے آلِ کلاب! تو بنو تیم ابن مرّۃ اور بنو مخزوم بن یقظہ بن مُرّۃ واپس لوٹ گئے پھر آپ نے آواز دی، اے آلِ قصی! تو بنو زہرہ واپس لوٹ گئے پھر آپ نے آواز دی اے آلِ عبدِ مناف! تو قصی کے دونوں بیٹے بنو عبد الدار اور بنو عبد العزیٰ واپس لوٹ گئے پھر آپ نے آواز دی اے آلِ ہاشم! تو بنو عبد شمس اور بنو نوفل واپس لوٹ گئے۔ اور بنو عبد المطلب ٹھہر گئے؛ ابو لہب نے کہا یہ ہاشم جمع ہو گئے ہیں اور اس نے انہیں اپنے ایک گھر میں اکٹھا کیا اور عبد اللہ الفضل بن عبد الرحمٰن ہاشمی نے جو ربیعہ بن حارث کی اولاد میں سے ہے، مجھ سے بیان کیا کہ وہ حارث بن عبد المطلب کے گھر میں تھے اور وہ کم و بیش چالیس آدمی تھے پس آپ نے ان کے لیے کھانا تیار کیا اور اُنہوں نے دس دس ہو کر کھایا حتیٰ کہ سیر ہو گئے اور ان کا سب کھانا بکری کی ٹانگ تھی اور ان کا مشروب دُودھ کا پیالہ تھا اور ان میں بعض وہ بھی تھے جو جذعہ (چھوٹا بچہ) کھا جاتے تھے پھر آپ نے انہیں امرِ الٰہی کے مطابق انتباہ کیا اور انھیں اللہ کی عبادت کرنے کی دعوت دی اور انہیں اللہ کے فضیلت دینے اور انہیں مختص کرنے کے متعلق بتایا کہ اس نے آپ کو ان کے درمیان مبعوث کیا ہے اور آپ کو انہیں انتباہ کرنے کا حکم دیا ہے ابو لہب نے کہا اپنے ساتھی کو روک لو قبل اس کے کہ دوسرا اُسے روکے، پس اگر تم نے اس کی حفاظت کی تو تم قتل ہو جاؤ گے اور اگر تم نے اُسے چھوڑ دیا تو ذلیل ہو جاؤ گے،

لہ فرق، ایک پیمانہ ہے جس میں تین صاع یا سولہ رطل چیز آتی ہے (مترجم)

ابوطالب نے کہا اسے تسگاف! خدا کی قسم ہم اس کی ضرور مدد کریں گے پھر ہم اس کی ضرور اعانت کریں گے اسے میرے بھتیجے جب تو اپنے رب کی طرف دعوت دینا چاہے تو ہمیں بتا دینا تاکہ ہم مسلح ہو کر تیرے ساتھ نکلیں اور اس روز حضرت جعفر بن ابی طالب اور عبیدہ بن الحارث نے اور بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کیا اور ان کا معاملہ ظاہر ہو گیا اور ان کی تعداد بڑھ گئی اور انہوں نے اپنے مشرک رشتہ داروں سے مقابلہ کیا اور قریش میں سے جو لوگ کمزور تھے انہوں نے ان کو اسلام سے رجوع کرنے کے لیے پکڑ لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیں اور جن لوگوں کو راہِ خدا میں عذاب دیا گیا ان میں حضرت عمار بن یاسرؓ اور ان کے باپ یاسرؓ اور ان کی ماں حضرت سمیہؓ شامل تھے حتیٰ کہ ابوجہل نے حضرت سمیہ کو ان کی قُبل میں نیزہ مار کر قتل کر دیا اور وہ مر گئیں اور وہ اسلام کی پہلی شہید ہیں اور حضرت خباب بن الارتؓ اور حضرت صہیب بن سنان اور حضرت ابوفکیہہ ازدی اور حضرت عامر بن فہیرہ اور حضرت بلال بن رباح کو بھی عذاب دیا جاتا تھا، حضرت خباب بن الارتؓ نے کہا یا رسول اللہ ہمارے لیے دُعا فرمائیے، آپ نے فرمایا تم جلدی کرتے ہو تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک شخص کو آہنی کنگھیوں سے داغ دیا جاتا تھا اور آری سے چیرا جاتا تھا اور یہ بات بھی اُسے اپنے دین سے برگشتہ نہیں کرتی تھی قسم بخدا اللہ تعالیٰ ضرور اس امر کو مکمل کرے گا حتیٰ کہ سوار، صنعاء سے حضرموت تک سفر کرے گا اور وہ اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرے گا اور بھیڑیا اس کی بکریوں کی نگرانی کرے گا اور لوگوں پر عذاب سخت ہو گیا اور انہیں اس سے سخت اذیت پہنچی، اور پانچ آدمیوں نے اسلام کو چھوڑ دیا اور وہ یہ تھے، ابوقیس بن الولید بن المغیرۃ، ابوقیس بن الفاکہ بن المغیرہ ..... [1]

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

روایت ہے کہ آیت الذین تتوفاھم الملائکۃ ظالمی انفسھم آخر تک ان کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

ہجرت حبشہ

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کی تکلیف اور عذاب کو اور اپنے چچا کی حفاظت کے باعث اپنے امن کو دیکھا تو انھیں فرمایا ارض حبشہ کی طرف نجاشی کے پاس مہاجر بن کر چلے جاؤ وہ اچھے عہد و پیمان والا ہے، سو پہلی بار بارہ آدمی گئے اور دوسری بار عورتوں اور بچوں کو چھوڑ کر ستر آدمی گئے اور یہی اوّلین مہاجرین ہیں اور انہیں نجاشی کے ہاں ایک مقام حاصل تھا اور وہ حضرت جعفر کی طرف پیغام بھیج کر ان سے ان کی ضروریات پوچھا کرتا تھا اور جب قریش کو اس کی اطلاع ملی تو انھوں نے عمرو بن العاص اور عمارۃ بن ولید مخزومی کو نجاشی کے پاس تحائف دے کر بھیجا اور اس سے مطالبہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے جو لوگ اس کے پاس آئے ہیں وہ انہیں ان کے پاس بھیج دے اور انھوں نے کہا ہماری قوم کے بے وقوف لوگوں نے ہمارے دین کو چھوڑ دیا ہے اور ہمارے مردوں کو گمراہ قرار دیا ہے اور ہمارے معبودوں پہ عیب لگایا ہے اور اگر ہم نے ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا تو ہمیں خدشہ ہے کہ وہ تمہارے دین کو بھی خراب کر دیں گے اور جب عمرو اور عمارۃ نے نجاشی سے یہ بات کہی تو اس نے حضرت جعفر کو پیغام بھیج کر آپ سے دریافت کیا تو آپ نے کہا یہ لوگ بدترین دین پر ہیں پتھروں کی عبادت کرتے ہیں اور اصنام کے لیے نماز پڑھتے ہیں اور قطع رحمی کرتے ہیں اور ظلم کرتے ہیں اور محارم کو حلال کر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہم میں نبی بھیجا ہے جو

ہم سے بڑی شان والا اور بڑے بلند نسب والا اور بڑا راست گو اور بڑے معزز گھرانے والا ہے اور اس نے اللہ کے حکم سے ہمیں بتوں کی عبادت کے ترک کرنے اور مظالم اور محارم سے اجتناب کرنے اور حق پر عمل کرنے اور خدائے واحد کی عبادت کرنے کا حکم دیا ہے پس اس نے عمرو اور عمارۃ کے تحائف واپس کر دیے اور کہا میں ان لوگوں کو تمہارے سپرد کردوں جو میری پناہ میں دین حق پر قائم ہیں اور تم دین باطل پر ہو اور اس نے حضرت جعفر سے کہا جو کچھ تمہارے نبی پر نازل ہوا ہے اس سے کچھ مجھے بھی سناؤ، تو آپ نے اُسے کہیعص سُنایا تو وہ رو پڑا اور جو پادری اس کے پاس بیٹھے تھے وہ بھی رو پڑے اور عمرو اور عمارۃ نے اُسے کہا اے بادشاہ ان لوگوں کا خیال ہے کہ مسیح ایک مملوک غلام ہے، اس بات نے اُسے پریشان کر دیا اور اس نے حضرت جعفر کی طرف پیغام بھیجا اور اس نے آپ سے پوچھا تم اور تمہارا آقا مسیح کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ آپ نے کہا وہ کہتے ہیں کہ وہ رُوح اللہ اور اس کا کلمہ ہے جسے اس نے کنواری بتول کی طرف القاء کیا تو اس نے اپنی انگلیوں کے درمیان ایک تنکا پکڑا پھر کہنے لگا آپ نے جو بیان کیا ہے، مسیح اس سے بڑھ کر نہیں ہے۔

اور عمرو بن العاص اور عمارۃ بن الولید اپنے راستے میں جھگڑ پڑے اور عمارۃ، عورتوں کا شیفتہ تھا اور اس کے ساتھ اس کی بیوی رائطۃ بنت منبۃ بن الحجاج السہمی بھی تھی، عمارۃ نے کہا اسے کہو کہ مجھے بوسہ دے اس نے کہا سبحان اللہ کیا تو یہ بات اپنے چچا کی بیٹی سے کہتا ہے؟ اس نے کہا خدا کی قسم تو ضرور ایسا کرے گا یا میں تجھے اس تلوار سے ضرور ماروں گا اس نے اُسے کہا اسے بوسہ دو) پھر عمارۃ نے عمرو کو باندھ کر سمندر میں پھینک دیا اور عمرو تیرنے لگا اور اس نے اُسے یہ وہم ڈالا کہ اس نے یہ کام مزاح کے طور پر کیا ہے اس نے کہا اپنے عمزاد کی طرف رسّی پھینکو،

سبحان اللہ کیا مزاح ایسے ہوتا ہے؟ تو اس نے اس کی طرف رسی پھینکی اور وہ باہر نکل آیا اور جب عمرو اور عمارۃ نے واپسی کا ارادہ کیا اور وہ نجاشی کے ہاں سے مایوس ہو گئے تو عمرو نے عمارۃ سے کہا اگر تو شاہ نجاشی کی طرف سے تحائف بھیجتا تو شاید ہم اس کے ذریعے اس سے اپنی ضرورت پوری کر لیتے سو اس نے ایسے ہی کیا اور اس کی بیوی سے نرمی سے گفتگو کی حتیٰ کہ اس نے اس کے پاس بادشاہ کی خوشبو بھیجی اور عمرو نے عمارۃ سے فریب کیا اور نجاشی سے کہا کہ میرے اس ساتھی نے بادشاہ کی بیوی کے پاس پیغام بھیجا ہے حتیٰ کہ اس نے اُسے اپنے نفس کے متعلق لالچ دیا ہے اور اس کے پاس بادشاہ کی خوشبو بھیجی ہے پس نجاشی نے اُسے پکڑ لیا اور اس کے خصیوں میں زہر بھر دیا اور بعض کا قول ہے کہ پارہ بھر دیا اور وہ جنگلی جانوروں کے ساتھ آوارہ پھرنے لگا اور وہ مسلسل پاگل رہا حتیٰ کہ بنی مخزوم کے کچھ لوگ آئے اور اُنھوں نے اس سے پوچھا کہ وہ انہیں اس کے پکڑنے کی اجازت دے پس وہ اس کے لیے کھڑے ہوئے اور انہوں نے اُسے پکڑ لیا اور وہ مسلسل ان کے ہاتھوں میں مضطرب رہا حتیٰ کہ مر گیا اور عمرو ناکام ہو کر مشرکین کے پاس آ گیا اور مسلمانوں نے ارض حبشہ میں قیام کیا حتیٰ کہ ان کے ہاں بچے پیدا ہوئے اور حضرت جعفر کے تمام بیٹے ارض حبشہ میں پیدا ہوئے اور وہ ہمیشہ وہاں امن و سلامتی کے ساتھ رہے اور نجاشی کا نام اصحمۃ تھا۔

قریش کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا محاصرہ کرنا اور دستاویز کا واقعہ

اور قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا ارادہ کیا اور ان کے

سرداروں نے اس بات پر اتفاق کیا ابو طالب کو اس بات کی اطلاع ملی تو آپ نے کہا ؎

خدا کی قسم وہ اپنی فوج کے ساتھ آپ تک نہیں پہنچ سکیں گے حتیٰ
کہ مجھے مٹی میں دفن کر کے پوشیدہ کر دیا جائے اور آپ نے مجھے
دعوت دی اور آپ کا خیال ہے کہ آپ خیر خواہ ہیں اور آپ
صادق اور امین ہیں اور آپ نے ایک دین کو پیش کیا ہے اور مجھے
معلوم ہے کہ وہ مخلوق کے ادیان میں سے بہترین دین ہے۔

اور جب قریش کو معلوم ہوا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل پر قدرت نہیں رکھتے اور یہ کہ ابو طالب انہیں سپرد نہیں کریں گے اور انہوں نے ابو طالب کی یہ بات سن بھی لی تو انھوں نے ظالمانہ بائیکاٹ کی ایک دستاویز لکھی کہ وہ بنی ہاشم کے کسی شخص سے خرید و فروخت نہ کریں اور نہ ان سے مناکحت کریں اور نہ ان سے معاملات کریں حتیٰ کہ وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ان کے سپرد کر دیں اور وہ آپ کو قتل کر دیں اور انھوں نے باہم اس امر پر معاہدہ کیا اور دستاویز پر اسی مہریں لگائیں اور اس دستاویز کو، منصور بن عکرمہ بن عامر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار نے لکھا، سو اس کا ہاتھ شل ہو گیا پھر قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت جو بنی ہاشم بن عبد مناف میں سے تھے کا اس ذریعے سے محاصرہ کر لیا جسے شعب بنی ہاشم کہا جاتا ہے یہ محاصرہ آپ کی بعثت سے چھ سال بعد ہوا پس آپ نے اور آپ کے ساتھ تمام بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب نے شعب میں تین سال قیام کیا حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مال خرچ کر دیا اور ابو طالب نے بھی اپنا مال خرچ کر دیا اور حضرت خدیجہ بنت خویلد نے اپنا مال خرچ کر دیا اور وہ تنگی اور فاقہ کی حد تک پہنچ گئے پھر جبریل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے

قریش کی دستاویز پر دیمک کو بھیج دیا ہے اور وہ ظلم و بائیکاٹ کی تمام عبارت کو سوائے ان مقامات کے جہاں اللہ کا ذکر ہے، چاٹ گئی ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطالب کو اس بات کی خبر دی۔ پھر ابوطالب اپنے اہل بیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باہر نکلے اور کعبہ کی طرف گئے اور اس کے صحن میں بیٹھ گئے اور ہر جانب سے قریش بھی آگئے اور کہنے لگے اے ابوطالب اب وقت آگیا ہے کہ تو اس عہد کو یاد کرے اور اپنی قوم کا اشتیاق کرے اور اپنے بھتیجے کے بارے میں جھگڑا کرنا چھوڑ دے ابوطالب نے انہیں کہا اے میری قوم کے لوگو اپنی دستاویز لاؤ شاید ہم صلہ رحمی اور بائیکاٹ کے ترک کرنے کے لیے کوئی گنجائش اور سبب پائیں، وہ اُسے لائے تو اس پر ان کی مہریں لگی ہوئی تھیں، آپ نے کہا یہ تمہارے معاہدے کی دستاویز ہے تم نے اس کا انکار نہیں کیا انھوں نے کہا ہاں آپ نے کہا کیا تم نے اس میں کوئی نئی بات کی ہے؟ انہوں نے کہا نہیں، آپ نے کہا مجھے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے رب سے خبر پا کر بتایا ہے کہ اس نے دیمک کو بھیجا ہے اور وہ اللہ کے نام کے سوا، سب عبارت کو چاٹ گئی ہے، پس اگر وہ سچا ہوا تو تم کیا کرو گے؟ اُنہوں نے کہا ہم رُک جائیں گے آپ نے کہا اور اگر وہ جھوٹا ہوا تو میں اُسے تمہارے سپرد کر دوں گا تم اُسے قتل کر دینا، انہوں نے کہا تو نے انصاف کیا ہے اور اچھی بات کہی ہے اور دستاویز کھولی گئی تو کیا دیکھتے ہیں کہ دیمک اللہ کے نام کے سوا سب عبارت کو چاٹ گئی ہے، وہ کہنے لگے یہ صرف جادو ہے اور ہم اس گھڑی سے کبھی آپ کی تکذیب میں سنجیدگی اختیار نہیں کریں گے اور اس روز بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کیا اور بنو ہاشم اور بنو المطلب شعب سے باہر نکل آئے اور پھر اس کی طرف واپس نہ گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت قاسم کی وفات

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت قاسم وفات پا گئے اور آپ نے ان کے جنازے میں مکہ کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ کی طرف دیکھ کر فرمایا ـــــ اے پہاڑ جو تکلیف مجھے ہے اگر تجھے ہوتی تو وہ تجھے گرا دیتی، اور حضرت قاسم بوقت وفات چار سال کے تھے اور ان کے ایک ماہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے عبداللہ نے وفات پائی اور ابھی ان کا دودھ نہیں چھڑایا گیا تھا، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ کاش وہ زندہ رہتا تاکہ میں اس کا دودھ چھڑاتی آپ نے فرمایا ان کی دودھ چھڑائی جنت میں ہو گی اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا میرے جو بچے آپ سے ہوئے ہیں وہ کہاں ہوں گے؟ آپ نے فرمایا جنت میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا بغیر عمل کے؟ آپؐ نے فرمایا جو کچھ وہ عمل کرنے والے تھے اللہ اُسے بہتر جانتا ہے، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا میرے جو بچے دوسرے خاوندوں سے ہیں وہ کہاں ہوں گے؟ آپؐ نے فرمایا دوزخ میں، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا بغیر عمل کے؟ آپؐ نے فرمایا جو کچھ وہ کرنے والے تھے اللہ اُسے بہتر جانتا ہے [1]

---

[1] معلوم نہیں یہ حدیث یعقوبی نے کہاں سے لی ہے ایک دوسری حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر بچہ فطرتِ اسلام پہ پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اُسے یہودی، نصرانی اور مجوسی (باقی صفحہ ۵۵ پر)

مکہ میں قرآن کا نازل ہونے والا حصہ

مکہ میں قرآن کی ۸۲ سورتیں نازل ہوئیں جیسا کہ محمد بن حفص ابن اسد الکوفی نے محمد بن کثیر اور محمد بن السائب الکلبی سے اور اس نے ابو صالح سے بحوالہ ابن عباس روایت کی ہے اور سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سورۃ اقرأ باسم ربک الذی خلق نازل ہوئی۔ پھر سورۃ نون والقلم وما یسطرون پھر سورۃ والضحٰی پھر سورۃ یا ایھا المزمل پھر سورۃ یا ایھا المدثر پھر سورۃ فاتحہ پھر سورۃ تبت یدا پھر سورۃ اذا الشمس کورت پھر سورۃ سبح اسم ربک الاعلیٰ پھر سورۃ واللیل اذا یغشیٰ پھر سورۃ الفجر پھر سورۃ الم نشرح لک صدرک پھر سورۃ الرحمٰن پھر سورۃ والعصر سورۃ الکوثر پھر سورۃ التکاثر پھر سورۃ الھاکم التکاثر پھر سورۃ ارأیت الذی یکذب بالدین پھر سورۃ الم تر کیف پھر سورۃ والنجم اذا ھویٰ پھر سورۃ عبس وتولیٰ پھر سورۃ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر پھر سورۃ والشمس والضحیٰ پھر سورۃ والسماء ذات البروج پھر سورۃ والتین والزیتون پھر سورۃ لایلاف قریش پھر سورۃ القارعۃ پھر سورۃ لا اقسم

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

بناتے ہیں گویا وہ پاک فطرت ہوتا ہے اور بچہ ہونے کی وجہ سے شریعت کا مکلف بھی نہیں ہوتا اس لیے اس کے دوزخ میں جانے کا سوال پیدا نہیں ہوتا لہٰذا یہ حدیث محل نظر ہے (مترجم)

بیوم القیامۃ پھر سورۃ ویل لکل ھمزۃ پھر سورۃ والمرسلات عرفا پھر سورۃ ق والقرآن المجید پھر سورۃ لا اقسم بھذا البلد پھر سورۃ والسماء والطارق پھر سورۃ اقتربت الساعۃ پھر سورۃ ص والقرآن ذی الذکر پھر سورۃ الاعراف پھر سورۃ الجن پھر سورۃ یٰسین پھر سورۃ تبارک الذی پھر سورۃ حمد الملائکۃ پھر سورۃ مریم پھر سورۃ طٰہٰ پھر سورۃ طسم الشعراء پھر سورۃ طس النمل پھر سورۃ طسم القصص پھر سورۃ بنی اسرائیل پھر سورۃ یونس پھر سورۃ ھود پھر سورۃ یوسف پھر سورۃ الحجر پھر سورۃ الانعام پھر سورۃ الصافات پھر سورۃ لقمان پھر سورۃ حم المومن پھر سورۃ حم السجدۃ پھر سورۃ حم عسق پھر سورۃ الزخرف پھر سورۃ حمد سباء پھر سورۃ تنزیل الزمر پھر سورۃ حم الدخان پھر سورۃ حم الشریعۃ پھر سورۃ الاحقاف پھر سورۃ الذاریات پھر سورۃ ھل اتاک حدیث الغاشیہ پھر سورۃ کھف پھر سورۃ النحل پھر سورۃ انا ارسلنا نوحًا پھر سورۃ ابراھیم پھر سورۃ اقترب للناس حسابھم پھر سورۃ قد افلح المومنون پھر سورۃ الرعد پھر سورۃ والطور پھر سورۃ تبارک الذی پھر سورۃ الحاقۃ پھر سورۃ سائل سائل پھر سورۃ عم یتساءلون پھر سورۃ النازعات غرقًا پھر سورۃ اذا السماء انفطرت پھر سورۃ الروم پھر سورۃ العنکبوت نازل ہوئی۔

اور لوگوں نے ابن عباس کی روایت کے سوا دیگر روایتوں میں اس ترتیب سے اختلاف کیا ہے اور اختلاف معمولی سا ہے اور محمد بن کثیر اور محمد بن السائب الکلبی نے ابو صالح سے بحوالہ ابن عباس روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ قرآن ٹکڑے ہو کر نازل ہوتا تھا، سورت سورت نازل نہ ہوتا تھا پس جس سورت کا پہلا حصہ مکہ میں نازل ہوا ہم نے اسے مکہ میں لکھ لیا خواہ اس کی تکمیل مدینہ میں ہوئی ہو اور اسی طرح مدینہ میں نازل ہوا اسے بھی ہم

نے لکھ لیا اور آپ ایک سورت اور دوسری سورت کے درمیان اس وقت امتیاز کرتے جب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نازل ہوتی اور لوگوں کو معلوم ہو جاتا کہ پہلی سورت ختم ہو گئی ہے اور دوسری سورت شروع ہو گئی ہے اور بعض کی روایت ہے کہ تورات رمضان کی چھ راتیں گذرنے پر نازل ہوئی اور زبور تورات کے پندرہ سو سال بعد ماہ رمضان کی بارہ راتیں گذرنے پر نازل ہوئی اور انجیل، زبور کے آٹھ سو سال بعد رمضان کی اٹھارہ راتیں گذرنے پر نازل ہوئی اور بعض کا قول ہے کہ چھ سو سال بعد نازل ہوئی۔

اور دوسروں نے روایت کی ہے کہ قرآن ماہِ رمضان کی بیس راتیں گذرنے پر نازل ہوا اور جعفر بن محمد نے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو نبی بھی بھیجا ہے اس چیز کے ساتھ بھیجا ہے جو اس کے زمانے کے لوگوں پر زیادہ غالب تھی پس اس نے حضرت موسیٰ بن عمران کو ان لوگوں کی طرف بھیجا جن پر جادو کا زیادہ غلبہ تھا پس آپ ان کے پاس وہ چیزیں لائے جنہوں نے ان کے جادو کو بے کار کر دیا یعنی عصا ید بیضا، ٹڈیاں، جوئیں، مینڈک، خون، سمندر کا پھٹ جانا اور پتھر کا شق ہو جانا حتیٰ کہ اس سے پانی بہہ پڑا اور ان کے چہروں کا بگڑنا یہ آپ کے معجزات تھے اور اس نے حضرت داؤدؑ کو ایسے زمانے میں بھیجا کہ اس کے اہل پر صنعت اور گانوں کا غلبہ تھا، پس اس نے آپ کے لیے لوہے کو نرم کر دیا اور آپ کو خوبصورت آواز عطا کی اور جنگلی جانور آپ کی خوش آوازی پر جمع ہو جاتے تھے اور حضرت سلیمانؑ ایسے زمانے میں مبعوث ہوئے کہ اس میں لوگوں پر عمارات کی محبت اور طلسمات اور عجائبات کے بنانے کا غلبہ تھا پس آپ کے لیے ہوا اور جنات مسخر کر دیے گئے اور حضرت عیسیٰ ایسے زمانے میں مبعوث ہوئے جس کے اہل پر طب کا غلبہ تھا پس اللہ نے آپ کو مُردوں کے زندہ کرنے اور برص

اور مادر زاد اندھوں کو اچھا کرنے والے معجزات کے ساتھ بھیجا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے زمانے میں مبعوث فرمایا کہ جس کے اہل پر کلام، کہانت، سجع اور خطابت غالب تھی پس اس نے آپ کو قرآن مبین اور گفتگو کے ساتھ بھیجا۔

حضرت خدیجہؓ اور ابو طالبؑ کی وفات

حضرت خدیجہ بنت خویلد نے ہجرت سے تین سال قبل ماہ رمضان میں وفات پائی، آپ کی عمر ۶۵ سال تھی، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے پاس آئے تو آپ جان دے رہی تھیں آپ نے فرمایا میں جو کچھ دیکھ رہا ہوں بادلِ نخواستہ دیکھ رہا ہوں اور شاید اللہ تعالیٰ اس ناپسندیدگی میں بہت بھلائی رکھ دے اے خدیجہ جب آپ جنت میں اپنی سوتوں سے ملیں تو انہیں سلام کہنا، حضرت خدیجہؓ نے پوچھا، یا رسول اللہ وہ کون ہیں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جنت میں تجھ سے میرا نکاح کر دیا ہے اور مریم بنت عمران اور آسیہ بنت مزاحم اور حضرت موسیٰ کی بہن کلثوم سے میرا نکاح کرایا ہے، حضرت خدیجہؓ نے کہا، اتحاد و اتفاق اور بچوں کے ساتھ، اور جب حضرت خدیجہؓ فوت ہو گئیں تو حضرت فاطمہؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں سے چمٹ کر رونے لگیں اور کہنے لگیں میری ماں کہاں ہے؟ تو حضرت جبریلؑ نے آپ پر نازل ہو کر کہا، حضرت فاطمہؓ سے کہیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ماں کے لیے جنت میں چمک دار موتیوں کا گھر بنایا جس میں نہ تھکاوٹ ہے اور نہ شور و غل۔

اور حضرت خدیجہؓ کے تین دن بعد ابو طالب وفات پا گئے ان کی عمر ۸۶ سال تھی اور بعض کا قول ہے کہ ۹۰ سال تھی اور جب حضرت نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا کہ ابوطالب وفات پا گئے ہیں تو آپ کے دل پر اس کا بڑا اثر ہوا اور آپ کی گھبراہٹ بڑھ گئی پھر آپ اندر آئے اور آپ کی پیشانی کی دائیں طرف پر چار دفعہ اور بائیں طرف پر تین دفعہ ہاتھ پھیرا اور فرمایا اے چچا آپ نے چھوٹی عمر میں پرورش کی اور یتیمی کی صورت میں کفالت کی اور بڑی عمر میں مدد کی اللہ تعالیٰ میری طرف سے آپ کو جزائے خیر دے اور آپ ابوطالب کی چارپائی کے آگے پیدل چلے اور مڑ مڑ کر کہنے لگے تو نے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کی، تجھے جزائے خیر ملے، نیز آپؐ نے فرمایا ان ایام میں اس امت پر دو مصیبتیں اکٹھی ہوئی ہیں مجھے معلوم نہیں کہ ان دونوں میں سے مجھے کس پر زیادہ گھبراہٹ ہے یعنی حضرت خدیجہ اور ابوطالب کی مصیبت، اور آپ سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے چار آدمیوں کے بارے میں وعدہ فرمایا ہے۔ میرے باپ اور میری ماں اور میرے چچا اور جاہلیت کے میرے ایک بھائی کے بارے میں[1]

---

[1] یعقوبی نے یہ روایت بے حوالہ اور بغیر کسی کا نام لیے روایت کر دی ہے جب کہ اس کے خلاف بھی روایات موجود ہیں جن میں آپ نے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی ماں کے بارے میں دعا کرنے سے روک دیا ہے نیز آخری وقت میں آپ نے ابوطالب سے کہا کہ آپ کلمہ پڑھ دیں تو انہوں نے اس سے انکار کیا اور اپنے آباؤ اجداد کے دین پر فوت ہوئے، ہمیں اس بات سے بحث نہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے والدین سے کیا سلوک کرے گا وہ اس کی اپنی مرضی ہے آپ کے والدین فترت کے زمانے میں فوت ہوئے ہیں ممکن ہے کہ وہ اخروی عالم میں ان کے لیے کوئی صورت پیدا کر دے جس کا ہم یہاں قیاس بھی نہیں کر سکتے مگر ایمان و عمل کے بغیر محض رشتہ داری کے تعلق پر کفار و مشرکین کے لیے جنت کو ارزاں کرنا مناسب بات نہیں (مترجم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے آپ کو قبائل پر پیش کرنا اور طائف کی طرف جانا

ابو طالب کی وفات کے بعد قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جرأت کی اور آپ کے متعلق لالچ کیا اور یکے بعد دیگرے آپ کے متعلق ارادے کیے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر حج کے اجتماع میں اپنے آپ کو قبائل پر پیش کرتے اور ہر قوم کے سردار سے گفتگو کرتے اور ان سے صرف یہی مطالبہ کرتے کہ وہ آپ کو پناہ دیں اور آپ کی حفاظت کریں اور فرماتے ہیں تم میں سے کسی کو مجبور نہیں کرتا میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ میرے قتل کا جو ارادہ کیا گیا ہے تم اس سے میری حفاظت کرو تاکہ میں اپنے رب کے پیغامات کو پہنچا لوں، مگر کسی نے آپ کی بات کو قبول نہ کیا اور وہ کہتے اس شخص کی قوم اسے بہتر جانتی ہے، پس آپ نے طائف کے ثقیف قبیلے کا قصد کیا اور آپ نے ان دنوں تین بھائیوں کو ثقیف کے سردار پایا جو یہ تھے، عبد یالیل بن عمرو حبیب بن عمرو اور مسعود بن عمرو، آپ نے ان پر اپنے آپ کو پیش کیا اور ان کے پاس مصیبت کی شکایت کی، ان میں سے ایک نے کہا، اگر اللہ نے آپ کو بھیجا ہے تو کعبہ کے کپڑے چوری نہیں ہوں گے؟ دوسرے نے کہا، کیا اللہ کسی دوسرے کو بھیجنے سے عاجز آگیا ہے؟ اور تیسرے نے کہا قسم بخدا میں آپ سے کبھی بات نہیں کروں گا اور اگر آپ اپنے بیان کے مطابق رسول ہیں تو آپ اس بات سے بہت بلند رتبہ ہیں کہ میں آپ کی گفتگو کا جواب دوں اور آپ اللہ پر جھوٹ بولتے ہیں تو میرے لیے مناسب نہیں کہ میں آپ سے بات کروں، اور انہوں

نے آپ سے ٹھٹھا کیا اور جو باتیں انہوں نے آپ سے کیں انہیں اپنی قوم میں مشہور کر دیا اور وہ دو قطاروں میں آپ کے لیے بیٹھ گئے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گذرے تو انھوں نے آپ کو پتھر مارے حتیٰ کہ آپ کے پاؤں سے خون بہا دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں جو پاؤں اُٹھاتا اور رکھتا وہ پتھر پر ہی پڑتا اور طائف میں عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ آپ سے ملے اور ان کے ساتھ ان کا نصرانی غلام عدّاس بھی تھا، ان دونوں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا اور جب اس نے آپ کی گفتگو سُنی تو وہ مسلمان ہو گیا اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ واپس آ گئے۔

انصار کی مکّہ میں آمد

حارثہ بن ثعلبہ کے بیٹے اوس اور خزرج اپنے ملک میں بڑی عزت اور قوت والے تھے حتیٰ کہ ان کے درمیان وہ جنگیں ہوئیں جنھوں نے انہیں فنا کر دیا ان میں مشہور جنگ الصُّفینۃ کی جنگ ہے اور یہ پہلا دن ہے جس میں جنگ ہوئی اور جنگ اسارۃ اور جنگ وفاق بنی خطمہ اور جنگ حاطب ابن قیس اور جنگ حُفَیر الکتائب اور جنگ اُطم بنی سالم اور جنگ ابترۃ اور جنگ البقیع اور جنگ بُعاث اور جنگ مضرس اور مُعبس اور جنگ الدار اور جنگ بعاث ثانی اور جنگ فجار الانصار ہے اور وہ ان جگہوں پر منتقل ہو جاتے تھے جہاں ان کی جنگیں مشہور تھیں اور باہم شدید قتال کرتے تھے پس جب جنگ نے ان کو پیس کر رکھ دیا اور ان پر اپنا بوجھ ڈال دیا اور انھوں نے خیال کیا کہ وہ ہلاکت ہے اور بنو نضیر اور قریظہ اور دیگر یہود نے ان پر جرأت کی اور ان میں

سے کچھ لوگ قریش سے مدد مانگنے کے لیے مکہ آ گئے اور وہ قوی ہو گئے۔
اور انہوں نے ان پر شروط عائد کیں جن میں ان کے لیے کوئی کفایت نہ
تھی اور ان پہ شروط عائد کرنے والا ابو جہل بن ہشام مخزومی تھا اور بعض
کا قول ہے کہ قریش نے ان کی بات مان لی حتیٰ کہ ابو جہل اپنے سفر سے آ گیا
اور وہ موجود نہ تھا پس اس نے معاہدے کو توڑ دیا اور ان پہ ایسی شروط
عائد کیں جنہیں انہوں نے تسلیم نہ کیا پھر وہ طائف کی طرف چلے گئے اور
ثقیف سے سوال کیا تو وہ ان کے پیچھے ہٹ گئے اور وہ واپس چلے گئے
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد اوس کا ایک شخص سوید
بن الصامت حج یا عمرہ کے لیے آیا اور اُسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے معاملے کی اطلاع ملی تو اس نے آپ سے ملاقات کی اور گفتگو کی.....
.... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے دعوت الی اللہ دی
تو سوید نے آپ سے کہا کہ میرے پاس لقمان کا رسالہ ہے آپ نے فرمایا
اُسے میرے حضور پیش کرو تو اس نے اُسے آپ کے حضور پیش کیا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلاشبہ یہ اچھا کلام ہے اور جو
کلام میرے پاس ہے وہ اس سے بہت اچھا ہے وہ اللہ کا کلام ہے
اور آپ نے اُسے وہ کلام سنایا، اس نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ
وسلم) بلاشبہ یہ اچھا کلام ہے پھر وہ مدینہ کی طرف واپس چلا گیا اور ابھی
وہ ٹھہرا ابھی نہ تھا کہ خزرج نے اُسے قتل کر دیا پھر ان کی ایک جماعت
مکہ آئی اور وہ بنو عفرا تھے جو اسعد بن زرارہ کے ساتھ باہم فخر کرتے
تھے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ملاقات کی اور انہیں
دعوت الی اللہ دی اور انہیں قرآن سنایا اور ان میں سے ایک شخص
نے جسے ایاس بن معاذ کہا جاتا تھا، کہا اے میری قوم خدا کی قسم یہ

وہ نبی ہے جس کا یہود تم سے وعدہ کرتے تھے پس تم میں سے کوئی اس کی طرف سبقت نہ کرے اور وہ مسلمان ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لانے کا عہد لیا پھر وہ واپس چلے گئے اور انھوں نے اپنی قوم کو اس واقعہ کی خبر دی اور انہوں نے آپ سے مطالبہ کیا کہ آپ ان کے ساتھ اپنی جانب سے ایک شخص بھیجیں جو لوگوں کو کتاب اللہ کی دعوت دے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مصعب بن عمیر کو ان کے پاس بھیجا پس آپ اسعد بن زرارہ کے ہاں اترے اور انہیں دعوت الی اللہ دینے لگے اور انہیں اسلام کی تعلیم دینے لگے اور آپ مدینہ آنے والے پہلے شخص تھے پھر ان میں سے بارہ آدمی آپ کے پاس گئے اور انہوں نے آپ سے ملاقات کی اور وہی اصحاب عقبہ اولیٰ ہیں پس وہ اللہ پر ایمان لائے اور آپ کی تصدیق کی اور مدینہ واپس آ گئے اور آپ کی خبریں بہت ہو گئیں اور مدینہ میں اسلام پھیل گیا۔

اور جب اگلا سال آیا تو اوس اور خزرج کی ایک جماعت آپ کے پاس گئی اور ان میں سے ستر آدمیوں اور دو عورتوں نے آپ سے ملاقات کی اور مسلمان ہو گئے اور آپ کی تصدیق کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کی بیعت لی اور انھوں نے آپ سے اپیل کی کہ آپ ان کے ساتھ مدینہ چلیں اور کہنے لگے کہ ہم جس شر میں مبتلا ہیں اس جیسے شر میں کوئی قوم مبتلا نہیں اور شاید اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعے ہمیں اکٹھا کر دے اور کوئی ہم سے معزز نہ ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اچھی باتیں کیں پھر وہ اپنی قوم کی طرف واپس چلے گئے اور انھوں نے ان کو دعوتِ اسلام دی اور وہ بکثرت ہو گئے حتیٰ کہ انصار میں سے کوئی گھر باقی نہ رہا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا

ذکر جمیل نہ ہوتا ہو اور انھوں نے آپ سے اپنے ساتھ جانے کے متعلق گزارش کی اور آپ سے معاہدہ کیا کہ وہ قریب و بعید اور اسود و احمر کے خلاف آپ کی مدد کریں گے، حضرت عباس بن عبد المطلب نے آپ سے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں ان سے عہد لیتا ہوں پس آپ نے یہ بات ان کے سپرد کردی اور انھوں نے ان سے عہد لیا کہ وہ آپ کی اور آپ کے اہل کی حفاظت اسی طرح کریں گے جیسے وہ اپنی جانوں اور اپنے اہل و اولاد کی حفاظت کرتے ہیں نیز یہ کہ وہ آپ کے ساتھ ہو کر اسود و احمر سے جنگ کریں گے اور قریب و بعید کے خلاف آپ کی مدد کریں گے اور آپ نے اس عہد کو پورا کرنے میں ان سے جنت کی شرط لگائی۔

مکہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خروج

اور قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل پر اتفاق کر لیا اور کہنے لگے ابو طالب فوت ہو گیا ہے اور آج اس کا کوئی مددگار نہیں ہے پس ان سب نے اس بات پر اتفاق کر لیا کہ وہ ہر قبیلے سے ایک نوخیز جوان کو لائیں اور وہ اکٹھے ہو کر یکبارگی آپ پر اپنی تلواروں سے حملہ کر دیں اور بنو ہاشم کو تمام قریش سے دشمنی کرنے کی قوت نہیں ہو گی اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ انھوں نے اس امر پر اتفاق کیا ہے کہ وہ اس شب کو جسے انھوں نے مقرر کیا ہے آپ کے پاس آئیں گے جب تاریکی سخت ہو گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے اور حضرت ابوبکرؓ بھی آپ کے ساتھ تھے اور اللہ تعالیٰ نے اس شب جبریلؑ اور میکائیلؑ کو وحی کی کہ میں نے تم دونوں میں سے ایک کی موت کا فیصلہ کیا ہے پس تم دونوں

میں سے کون اپنے ساتھی کی ہمدردی کرے گا؟ پس دونوں نے زندگی کو پسند کیا تو اللہ تعالیٰ نے دونوں کی طرف وحی کی کہ تم دونوں علی بن ابی طالب کی طرح کیوں نہیں ہوتے، میں نے اس کے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان مواخاۃ کرائی ہے اور دونوں میں سے ایک کی عمر دوسرے سے زیادہ کی ہے پس علی بن ابی طالب نے موت کو پسند کیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بقاء کو ترجیح دی اور وہ آپ کے بستر میں ٹھہر گئے پس تم دونوں اُترو اور اس کے دشمن سے اس کی حفاظت کرو پس جبریلؑ اور میکائیلؑ اُترے اور ان دونوں میں سے ایک آپ کے سر کے پاس اور دوسرا آپ کے پاؤں کے پاس بیٹھ گیا اور آپ کے دشمن سے آپ کی حفاظت کرنے لگے اور پتھروں کو آپ سے رد کرنے لگے اور جبریل کہنے لگے شاباش اے ابن ابی طالب تیری مثل کون ہے، اللہ تعالیٰ ساتوں آسمانوں کے فرشتوں پر تجھ سے فخر کرتا ہے اور آپ نے حضرت علی رضؓ کو ان امانتوں کے واپس کرنے کے لیے جو آپ کے پاس تھیں اپنے بستر پر پیچھے چھوڑا اور غار کی طرف چلے گئے اور اس میں چھپ گئے اور قریش آپ کے بستر کے پاس آئے تو انہوں نے حضرت علی رضؓ کو دیکھا تو وہ پوچھنے لگے، تمہارا عمزاد کہاں ہے؟ آپ نے کہا تم نے اُسے کہا تھا کہ ہمارے پاس سے چلے جاؤ وہ تمہارے پاس سے چلا گیا ہے سو انھوں نے نشان تلاش کیا مگر انہیں آپ کا کوئی نشان نہ ملا، اور اللہ تعالیٰ نے جگہوں کو ان پر مشتبہ کر دیا اور وہ غار کے دروازے پر کھڑے ہوئے اور ایک کبوتری نے اس پر گھونسلا بنا لیا اور وہ کہنے لگے اس غار میں کوئی شخص نہیں ہے اور وہ واپس چلے گئے اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ جانے کے لیے نکلے اور ام معبد خزاعیہ کے پاس سے گزرے اور اس کے ہاں اُترے پھر سیدھے چلے حتیٰ کہ مدینہ آگئے اور آپ کی بعثت سے لے کر مکہ میں آپ کا سارا قیام

تیرہ سال بنتا ہے حتیٰ کہ آپ اس سے نکل کر مدینہ آ گئے اور بعض نے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ قریش کو پتہ نہ چلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں گئے ہیں حتیٰ کہ انھوں نے مکہ کے ایک پہاڑ سے ہاتف کو کہتے سُنا ؎

اگر سعدان مسلمان ہو جائیں تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مکہ میں صبح کریں اور مخالف کی مخالفت سے نہ ڈریں۔

ابوسفیان کا بیان ہے کہ سعد سے مراد سعد ہذیم، سعد تمیم اور سعد بکر ہیں اور اگلی رات کو انھوں نے ایک کہنے والے کو کہتے سُنا:

اے اوس کے سعد تو مددگار بن جا اور خزرجی سرداروں کے سعد تم دونوں ہدایت کے داعی کی طرف جھکو اور فردوس میں اللہ تعالیٰ سے عارف کی سی تمنا کرو۔

پس قریش کو معلوم ہو گیا کہ آپ یثرب کی طرف چلے گئے ہیں اور جب آپ بنی مدلج کے پانی کی طرف چلے تو سراقہ بن جعشم مدلجی نے آپ کا تعاقب کیا اور جب وہ آپ سے ملا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ ہمیں سراقہ سے کفایت کر، سو اس کے گھوڑے کے پاؤں دھنس گئے اور اس نے پکارا اے ابن ابی قحافہ! اپنے آقا سے کہو کہ وہ اللہ سے میرے گھوڑے کی رہائی کی دعا کرے، میری زندگی کی قسم اگر انھیں میری طرف سے کوئی بھلائی نہ پہنچی تو میری طرف سے انہیں شر بھی نہ پہنچے گا اور جب وہ مکہ واپس آیا تو اس نے انہیں واقعہ کی اطلاع دی تو انھوں نے اس کی تکذیب کی اور ابوجہل ان سب سے بڑھ کر اس کی تکذیب کرنے والا تھا سراقہ نے کہا ؎

اے ابوالحکم خدا کی قسم اگر تو میرے گھوڑے کے واقعہ کو دیکھتا جہاں اس کے پاؤں دھنس گئے تھے تو تجھے معلوم ہو جاتا اور تو شک نہ کرتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول اور برہان ہیں اور کون اسے چھپا سکتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ میں آمد

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۸ ربیع الاوّل بروز سوموار مدینہ آئے اور بعض کا قول ہے کہ ربیع الاوّل کی بارہ راتیں گذر چکی تھیں کہ آپ جمعرات کے روز مدینہ آئے اور آفتاب اس روز سرطان میں ۲۳ درجے اور چھ منٹ تھا اور چاند، اسد میں چھ درجے ۳۵ منٹ تھا اور زحل، اسد میں دو درجے تھا اور مشتری، حوت میں چھ درجے راجع تھا اور زہرہ، اسد میں تیرہ درجے تھا اور عطارد، اسد میں، پندرہ درجے تھا، آپ کلثوم بن الہدم کے ہاں اُترے اور چند دن ہی ٹھہرے تھے کہ کلثوم فوت ہو گیا اور آپ وہاں سے منتقل ہو کر بنی عمرو میں سعد بن خثیمہ کے ہاں اُترے اور چند روز ٹھہرے پھر بنی عمرو کے بے وقوف اور ان کے منافقین رات کو آپ کو پتھر مارنے لگے۔ پس جب آپ نے یہ بات دیکھی تو فرمایا، یہ کیا پڑوس ہے؟ پھر آپ ان کے ہاں سے کوچ کر گئے اور اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے اور فرمایا اس کی مہار چھوڑ دو اور آپ انصار کے جس قبیلے کے پاس سے گذرتے وہ آپ سے کہتے یارسول اللہ ہمارے پاس اُتریے بلاشبہ آپ جماعت اور کثرت میں اُتریں گے آپ فرماتے اونٹنی کی مہار چھوڑ دو یہ مامور ہے حتیٰ کہ وہ حضرت ابوایوب انصاری کے دروازے پر کھڑی ہوئی اور بیٹھ گئی، اُسے چھڑی چبھوئی گئی مگر وہ اپنی جگہ سے نہ

ہی، پس آپ حضرت ابوایوب انصاری کے ہاں اُترے اور چند روز ان کے ہاں قیام کیا پھر اپنے حجرات کی طرف منتقل ہو گئے اور بعض کا قول ہے کہ آپؐ کی اونٹنی مسجد کی جگہ پہ بیٹھی تو آپ اُتر پڑے اور حضرت ابوایوب نے آکر آپ کا کجاوہ پکڑ لیا اور اُسے اپنے گھر لے گئے اور انصار نے آپ سے ان کے ہاں اُترنے کے بارے میں بات کی تو آپ نے فرمایا کہ آدمی اپنے کجاوے کے ساتھ ہوتا ہے۔

اور حضرت علی بن ابی طالب حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آئے اور یہ آپ کے ان کے ساتھ نکاح کرنے سے قبل کا واقعہ ہے آپ رات کو چلتے تھے اور دن کو چھُپ رہتے تھے حتیٰ کہ آپ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فروکش ہوئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی آمد کے دو ماہ بعد حضرت علیؓ سے آپ کا نکاح کر دیا اور مہاجرین کی ایک جماعت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی منگنی کا پیغام دیا اور جب آپ نے حضرت علیؓ سے ان کا نکاح کر دیا تو انہوں نے اس بارے میں باتیں کیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اس کا نکاح نہیں کرایا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کا نکاح کرایا ہے اور حضرت عباس بن عبد المطلب، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دُختر حضرت زینب کو لے کر آئے اور جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی وہ طائف میں ابوالعاص بن بشر بن عبد دھمان ثقفی کے پاس تھیں پھر حضرت عباس مکہ واپس آگئے اور مہاجرین آئے اور انصار کے مکانات میں اُترے اور اُنھوں نے دیار و اموال سے ان کے ساتھ ہمدردی کی۔

○

نماز/ روزے کی فرضیت

اور اللہ تعالیٰ نے ماہِ رمضان کو فرض کیا اور مدینہ میں آپ کی آمد کے ایک سال پانچ ماہ بعد شعبان میں قبلہ کو مسجد حرام کی طرف پھیرا گیا اور بعض کا قول ہے کہ ڈیڑھ سال بعد پھیرا گیا اور اللہ تعالیٰ نے ـــــ قد نری تقلب وجہک فی السماء فلنولینک قبلۃ ترضاھا فول وجہک شطر المسجد الحرام ـــــ کی آیت اتاری اور ماہ رمضان کی فرضیت کے نزول کے درمیان اور قبلہ کے کعبہ کی طرف پھرنے کے درمیان تیرہ دنوں کا عرصہ تھا اور بعض نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد بنی سلمہ میں ظہر کی نماز پڑھ رہے تھے اور جب آپ نے دو رکعتیں پڑھ لیں تو آپ پر صرف القبلۃ الی الکعبۃ ـــــ نازل ہوئی اور آپ پھر گئے حتیٰ کہ آپ نے اپنا چہرہ کعبہ کی طرف کر لیا۔ اور اس مسجد کو مسجد القبلتین کا نام دیا گیا اور آپ نے اینٹوں کی مسجد بنائی اور اس کی چھت کھجور کی شاخوں کی تھی، آپ سے دریافت کیا گیا یا رسول اللہ مسلمان بکثرت ہو گئے ہیں کاش آپ مسجد کو وسیع کر دیتے، آپ نے فرمایا حضرت موسیٰ کی چھت کی طرح چھت نہیں ہے اور حضرت عباس کے غلام نے جسے کلاب کہا جاتا تھا، مینار بنایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسجد کا مینار نہ تھا اور حضرت بلالؓ اذان دیا کرتے تھے پھر حضرت ابن ام مکتوم نے آپ کے ساتھ اذان دی اور ان دونوں میں سے جو سبقت کرتا وہ اذان دیتا اور جب نماز ہوتی تو ایک شخص اقامت کہتا اور واقدی نے بیان کیا ہے کہ حضرت بلال جب اذان دیتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے اور کہتے الصلاۃ یا رسول اللہ! حی علی الصلاۃ حی علی الفلاح۔

مدینہ میں قرآن کا نازل ہونے والا حصّہ

اورمدینہ میں آپ پر قرآن کی ۳۲ سورتیں نازل ہوئیں، سب سے پہلے سورۃ ویلٌ للمطففین پھر سورۃ البقرہ پھر سورۃ الانفال پھر سورۃ آلِ عمران پھر سورۃ الحشر پھر سورۃ الاحزاب پھر سورۃ النور پھر سورۃ الممتحنۃ پھر سورۃ انا فتحنا لک پھر سورۃ النساء پھر سورۃ الحج پھر سورۃ الحدید پھر سورۃ محمد پھر سورۃ ھل اتی علی الانسان پھر سورۃ طلاق پھر سورۃ لم یکن پھر سورۃ الجمعۃ پھر سورۃ تنزیل السجدۃ پھر سورۃ مومن پھر سورۃ اذا جاءک المنافقون پھر سورۃ المجادلۃ پھر سورۃ الحجرات پھر سورۃ تحریم پھر سورۃ تغابن پھر سورۃ الصف پھر سورۃ المائدۃ پھر سورۃ براۃ پھر سورۃ اذا جاء نصر اللہ والفتح پھر سورۃ اذا وقعت الواقعۃ پھر سورۃ عادیات پھر دونوں معوذتین نازل ہوئیں اور آخر میں لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیزٌ علیہ ما عنتم آخر سورۃ تک نازل ہوئی اور بعض کا قول ہے کہ آپ پر آخر میں الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا نازل ہوئی اور یہی صحیح، ثابت اور صریح روایت ہے اور اس کا نزول یوم النفر یعنی بارہ ذوالحجہ کو ترحم کے بعد امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب پر ہوا[1] اور بعض کا قول ہے کہ:

---

[1] یہ مورخ یعقوبی کا اپنا خیال ہے۔ جس کی کوئی سند موجود نہیں (مترجم)

سب سے آخر میں واتقوا یوما ترجعون فیہ الی اللہ - کا نزول ہوا اور حضرت ابن عباس نے بیان کیا ہے کہ جبریل جب وحی کے ساتھ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تو آپ سے کہتے - اس آیت کو فلاں سورت میں فلاں جگہ رکھو، اور جب آپ پر واتقوا یوما ترجعون فیہ الی اللہ نازل ہوئی تو آپ نے کہا اسے سورہ بقرہ میں لکھو،

حضرت ابن مسعودؓ نے بیان کیا ہے کہ قرآن کریم امر و نہی اور تحذیر وتبشیر کے ساتھ نازل ہوا ہے اور جعفر بن محمد نے بیان کیا ہے کہ قرآن کریم حلال و حرام، فرائض و احکام، قصص و اخبار، ناسخ و منسوخ، محکم و متشابہ، عبر و امثال، ظاہر و باطن اور خاص و عام کے ساتھ نازل ہوا ہے اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انتظار کرنے اور جنگ کے لیے تیاری کرتے ہوئے قیام کیا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا و ان اللہ علیٰ نصرہم لقدیر - اور اس کے بعد والی آیت اتاری اور اس نے فرمایا - فقاتل فی سبیل اللہ لا تکلف الا نفسک آخر آیت تک - اور مومنین میں سے ایک شخص دس مشرکین کے ہم پلہ شمار ہوتا تھا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا - الآن خفف اللہ عنکم وعلم ان فیکم ضعفًا فان یکن منکم مائۃ صابرۃ یغلبوا مائتین و ان یکن منکم الف یغلبوا الفین، اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر آسمان سے تلوار اتاری جس کا نیام بھی تھا اور جبریلؑ نے آپ سے کہا آپ کا رب آپ کو حکم دیتا ہے کہ آپ اس تلوار سے اپنی قوم سے جنگ کریں حتیٰ کہ وہ لا الٰہ الا اللہ وانک رسول اللہ کہیں اور جب وہ ایسا کریں تو ان کے خون اور اموال ان کے حق دار کے سوا حرام ہوں گے اور ان کا حساب اللہ کے ذمے ہوگا اور سب سے پہلا دستہ جو چلا اور سب سے پہلا جھنڈا جو اسلام میں باندھا گیا وہ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کے لیے

تھا اور ہم نے اس کا اور دیگر باتوں کا تذکرہ ان غزوات کے خاتمے کے بعد کیا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑے تھے۔

بدر کا عظیم معرکہ

بدر کا معرکہ ۱۷ رمضان کو جمعہ کے روز آپ کی آمد کے اٹھارہ ماہ بعد ہوا اور اس کا سبب یہ تھا کہ سفیان بن حرب، قریش کے قافلے کے ساتھ جو تجارتی سامان اور اموال اٹھائے ہوئے تھا شام سے آیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُسے روکنے کے لیے نکلے اور مکہ میں فریاد رس قریش کے پاس انہیں واقعہ کی خبر دینے آیا اور اس بات کا ایلچی ضمضم بن عمرو الغفاری تھا پس وہ بھاگتے ہوئے اور تیار ہو کر نکلے اور ابوسفیان نے راستہ بدل لیا اور قافلے سمیت بچ گیا اور قریش رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے کے لیے تیار ہو کر آئے اور ان کی تعداد ایک ہزار جوان تھی اور بعض کا قول ہے کہ وہ ۹۵۰ جوان تھے اور وہ ہر روز دس اور نو اونٹ ذبح کرتے تھے پس ابوجہل بن ہشام نے دس اُونٹ ذبح کیے اور اُمیہ بن خلف نے نو اُونٹ ذبح کیے اور سہیل بن عمرو نے دس اُونٹ اور عتبہ بن ربیعہ نے دس اُونٹ اور شیبہ بن ربیعہ نے نو اُونٹ اور الحجاج سہمی کے دونوں بیٹے منبّہ اور نُبَیہ نے دس اُونٹ اور ابوالبختری العاص بن ہشام الاسدی نے دس اُونٹ اور حارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف نے دس اُونٹ اور عباس بن عبدالمطلب نے دس اونٹ ذبح کیے اور بعض کا قول ہے کہ عباس نے جنگ کے روز ذبح کیے تو دیگیں الٹا دی گئیں اور آپ قیدی کی طرح با دلِ نخواستہ نکلے تھے اور حضرت عبداللہ بن عباس نے بیان کیا ہے کہ میرے باپ نے قیدی کو کھانا کھلایا اور اس سے

قبل قیدی کو کھانا نہیں کھلایا گیا اور ابن اسحٰق نے بیان کیا ہے کہ حکم بن حزام بھی کھلانے والوں میں تھا اور ابولہب علیل تھا وہ جا نہیں سکا اور اس نے چار ہزار دراہم سے ان کی مدد کی اور بعض کا قول ہے کہ ابولہب نے العاص بن ہشام مخزومی سے شرط لگائی تو وہ اس کے نفس پر غالب آ گیا تو اس نے اپنی جگہ اُسے ان کے پاس بھیجا اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم تین سو آدمیوں کے ساتھ نکلے اور بعض کا قول ہے کہ نو سے جوانوں کے ساتھ نکلے جن میں ۸۱ مہاجرین تھے اور انصار کے ۲۳۲ جوان تھے اور آپ کے ساتھ دو گھوڑے تھے ایک گھوڑا حضرت زبیر بن العوام کا تھا اور ایک حضرت مقداد بن عمرو البہرانی کا تھا اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت مرثد بن ابی مرثد الغنوی کا گھوڑا بھی تھا اور آپ کے ساتھ ستر اونٹنیاں تھیں اور ۱۰ رمضان کو جمعہ کے روز ان کی مڈبھیڑ ہوئی اور مسلمانوں میں سے چودہ آدمی قتل ہو گئے اور مشرکین میں سے قریش کے سادات کے ستر آدمی قتل ہوئے اور ستر قیدی ہوئے، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے دو قیدیوں کو قتل کر دیا گیا اور وہ عقبہ بن ابی معیط بن ابی عمرو بن امیہ اور نضر بن حارث بن کلدۃ بن عبد مناف بن عبد الدار تھے اور آپ نے ۶۲ آدمیوں کا فدیہ لیا اور حضرت عباس نے اپنا اور اپنے بھائی عقیل بن ابی طالب کے دو بیٹوں اور نوفل بن حارث اور ان دونوں کے حلیف کا جو بنی فہر سے تھا، کا فدیہ دیا اور حضرت عباس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میرا کوئی مال نہیں ہے مجھے چھوڑ دیجئے میں لوگوں سے اپنے دونوں ہاتھوں سے سوال کروں، آپ نے فرمایا وہ مال کہاں ہے جو آپ نے ام الفضل کو دیا ہے؟ یعنی اپنی بیوی لبابہ بنت حارث الہلالیہ کو" اور آپ نے اُسے کہا ہے کہ یہ سامان ہو گا، حضرت عباس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں خدا کی قسم اس بات سے میرے اور اس کے سوا کوئی واقف نہیں، پس آپ نے

اپنا ستر اوقیے فدیہ دیا اور اپنے بھائی کے دونوں بیٹوں کا بھی ستر اوقیے فدیہ دیا اور جو رات حضرت عباسؓ نے قیدی ہونے کی حالت میں بسر کی اس شب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

رات بھر تسمے میں میرے چچا کے کراہنے نے مجھے بے خواب رکھا ہے

اور حضرت عباس نے اسلام قبول کر لیا اور اپنے اسلام کو چھپائے ہوئے مکہ آ گئے اور ابولہب، معرکہ بدر کے چند روز بعد یا ان کے پاس خبر آنے کے نو دن بعد مر گیا اور آپ سب سے پہلے مکہ آئے اور قریش کا اور ان میں سے قتل ہونے والے عمرو بن حجدم الفہری کا حال بتایا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی مدد کی اور قریش میں سے جنہوں نے قتل ہونا تھا قتل ہو گئے اور عربوں نے اپنے وفود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجے اور ربیعہ نے کسریٰ سے جنگ کی اور ان کی جنگ ذوقار مقام پر ہوئی اور انھوں نے کہا تم پر تہامی شعار کو اختیار کرنا واجب ہے اور انہوں نے آواز دی یا محمد، یا محمد، اور انہوں نے کسریٰ کی افواج کو شکست دی اور انہیں قتل کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، آج پہلا دن ہے جس میں عربوں نے عجمیوں سے بدلہ لیا ہے اور میرے ذریعے ان کی مدد ہوئی ہے اور ذوقار کی جنگ معرکہ بدر کے چار یا پانچ ماہ بعد ہوئی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں چاشت پڑھی اور لوگ عیدگاہ کی طرف اپنی دونوں عیدوں کے لیے گئے اور اس سے قبل آپ نہ نکلے تھے اور نیزہ آپ کے سامنے تھا اور آپ نے عیدگاہ میں اپنے ہاتھ سے دو بکریاں ذبح کیں اور بعض کا قول ہے کہ ایک بکری ذبح کی اور آپ ایک راستے سے گئے اور دوسرے راستے سے واپس آئے۔



معرکۂ اُحد

معرکۂ اُحد، بدر کے ایک سال بعد، شوال میں ہوا، قریش اکٹھے ہوئے اور جنگِ بدر کا بدلہ لینے کے لیے تیار ہوئے اور انھوں نے اس مال سے مدد لی جو ابو سفیان لے کر آیا تھا اور کہنے لگے، اس مال میں سے جو کچھ خرچ کرو وہ صرف محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے جنگ کرنے میں خرچ کرو، حضرت عباس بن عبد المطلب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا حال لکھا اور تین ہزار مشرکین ابو سفیان بن حرب کی قیادت میں باہر نکلے اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک خواب کی بنا پر جو آپ نے نیند میں دیکھا تھا، یہ رائے تھی کہ آپ مدینہ سے باہر نہ نکلیں آپ نے خواب دیکھا کہ آپ کی تلوار ٹوٹ گئی ہے اور آپ کے لیے ایک اُونٹ ذبح کیا جا رہا ہے نیز یہ کہ آپ نے اپنا ہاتھ ایک مضبوط زرہ میں داخل کیا ہے اور آپؐ نے اس کی تعبیر یہ کی کہ آپؐ کے اصحاب کی ایک جماعت قتل ہو گی اور آپ کے اہل بیت میں سے ایک شخص مارا جائے گا اور زرہ سے مراد مدینہ ہے۔ انصار نے آپ کو باہر جانے کا مشورہ دیا اور جب آپؐ نے جنگی لباس پہنا تو انصار دوبارہ آپؐ کے پاس گئے اور کہنے لگے ہم مدینہ سے باہر نہیں نکلیں گے، آپؐ نے فرمایا اب میں نے اپنی زرہ پہن لی ہے اور نبی جب زرہ پہن لیتا ہے تو وہ اُسے اتارتا نہیں حتیٰ کہ جنگ کرے اور اللہ اُسے فتح دے، اور مشرکین آئے اور انہوں نے باہم شدید جنگ کی اور حضرت حمزہ بن عبد المطلب جو اللہ اور اس کے رسول کے شیر تھے، قتل ہو گئے، آپ کو جبیر بن مطعم کے غلام وحشی نے نیزہ مارا اور آپ گر پڑے اور ہند بنت عتبہ بن ربیعہ نے آپ کا مُثلہ کیا اور آپ کا

جگر چیرا اور اس کا ایک ٹکڑا لے کر اُسے چبایا اور آپ کی ناک کاٹی، پس رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر سخت گھبرائے اور فرمایا، آپ کی مانند مجھے تکلیف نہیں ہوئی اور آپ نے ان پر ۷۵ تکبیریں کہیں اور مسلمانوں کو شکست ہوئی حتیٰ کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف تین آدمی باقی رہ گئے حضرت علی رضؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ، اور منافقین نے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) قتل ہو گئے ہیں اور عبداللہ بن قمئہ نے آپ کو تیر مارا جو آپ کے چہرے پر اثر انداز ہوا اور خالد بن ولید نے ہجوم کیا اور مشرکین کے میسرہ پر ایک راستہ تھا۔ پس حضرت عبداللہ بن جبیر اور مسلمانوں کی ایک تیر انداز جماعت قتل ہو گئی اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس راستے پر مقرر کیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فوج داخل ہوئی اور اس میں مسلمانوں کی شکست تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اذ تصعدون .... فی اخراکم

ترجمہ: جب تم چڑھائی کی طرف جاتے تھے اور کسی کی طرف توجہ نہیں کرتے تھے اور رسول تمہارے پچھلے حصے میں تمہیں بلا رہا تھا۔

اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کی آیات میں مسلمانوں پر عتاب کیا اور مسلمانوں کے ۶۸ آدمی قتل ہو گئے اور مشرکین کے ۲۲ آدمی قتل ہوئے پھر مشرکین واپس آگئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی فوج کو منتشر کر دیا اور ایک یہودی آکر اس قلعہ کے دروازے پر کھڑا ہو گیا جس میں عورتیں تھیں اور حضرت حسان بن ثابت ان کے ساتھ تھے، یہودی نے چیخ کر کہا، آج جادو بے کار ہو گیا ہے پھر وہ اُوپر چڑھنے لگا حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب نے کہا، اگر میں بہادروں کے ساتھ جنگ کرنے والوں میں شامل ہوتی تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے نکلتی۔ سو حضرت صفیہؓ نے تلوار لی اور بعض کا

ول ہے کہ ڈنڈا لیا اور یہودی کو مار احنیٰ کہ اُسے قتل کر دیا پھر کہنے لگیں اُتر
ر اس کے کپڑے اُتارو ، حضرت حسانؓ نے کہا مجھے اس کے کپڑوں کی ضرورت
نہیں ہے اور روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس
روز حضرت صفیہ کا حصہ لگایا اور جب معرکہ اُحد سے اگلا دن آیا تو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کیا تو لوگ اپنی بیماری اور اپنے زخموں کے
باوجود باہر نکلے اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی چل کر حمراء الاسد تک
پہنچے پھر مدینہ لوٹ گئے اور جنگ سے دوچار نہ ہوئے اور یہی وہ لوگ
ہیں جنہوں نے زخموں کے بعد اللہ اور اس کے رسول کی بات کو قبول کیا۔

معرکۂ بنی نضیر

پھر بنی نضیر کا معرکہ ہوا اور وہ جزام کا ایک قبیلہ ہیں مگر وہ یہودی
بن گئے اور ایک پہاڑ میں اُترے جسے النضیر کہا جاتا ہے اور اسی کے
نام پر انہیں دیا گیا اور اسی طرح اُحد کے چار ماہ بعد قریظہ کا معرکہ ہوا اور
کعب بن الاشرف یہودی جس نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فریب کیا تھا
کے قتل کے لیے آدمی بھیجنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی
طرف پیغام بھیجا کہ اپنے دیار و اموال کو چھوڑ کر چلے جاؤ اور عبداللہ بن ابی
بن سلول اور اس کے منافق اصحاب نے ان کو پیغام بھیجا کہ تم باہر نہ نکلنا ہم
تمہاری مدد کریں گے پس وہ نہ نکلے ، تو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم عصر کے
بعد ان کی طرف گئے اور ان سے جنگ کی اور ایک جماعت ان میں سے قتل
ہو گئی اور عبداللہ بن ابی بن سلول اور اس کے اصحاب نے ان کو چھوڑ دیا
اور جب اُنھوں نے دیکھا کہ انہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ
کرنے کی سکت نہیں تو اُنھوں نے صلح کا مطالبہ کیا پس آپ نے ان سے اس

شرط پر مصالحت کی کہ وہ اپنے شہروں سے نکل جائیں اور ان کے اونٹ ان کا جو گھٹیا سامان اٹھا سکتے ہیں وہ اپنے ساتھ لے جائیں اور وہ اپنے ساتھ سونا اور چاندی اور ہتھیار نہ لے جائیں، پس وہ شام کی طرف کوچ کر گئے اور سلام بن ...... [1] اور یامین النضیری مسلمان ہو گئے اور ان کی غنائم خالصتہً رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تھیں، پس آپ نے انہیں انصار کے سوا مہاجرین میں تقسیم کر دیا ہاں انصار کے دو آدمیوں حضرت ابو دجانہ اور حضرت سہل بن حنیف کو غنائم سے حصہ ملا، ان دونوں نے ضرورت کی شکایت کی تھی اور اس جنگ میں مسلمانوں نے کھجور کی شراب پی اور مدہوش ہو گئے اور شراب کی تحریم کا حکم نازل ہوا۔

معرکۂ خندق

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ آنے کے ۵۵ ماہ بعد چھٹے سال میں معرکہ خندق ہوا اور یہی معرکۂ احزاب ہے اور قریش، یہودیوں اور دیگر قبائل کی طرف آدمی بھیجتے تھے پس انہوں نے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ کرنے پر اکسایا اور قریش کے بہت سے آدمی سلع مقام پر اکٹھے ہوئے اور حضرت سلمان فارسی نے خندق کھودنے کا مشورہ دیا پس خندق کھودی گئی اور آپ نے ہر قبیلہ کے لیے خندق کھودنے کی ایک حد مقرر کر دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کے ساتھ کھدائی کی حتیٰ کہ آپ خندق کی کھدائی سے فارغ ہو گئے اور آپ نے اس کے دروازے بنائے اور دروازوں پر محافظ مقرر کیے یعنی

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

ہر قبیلہ سے ایک آدمی مقرر کیا اور حضرت زبیر بن العوام کو ان کا امیر مقرر کیا اور آپ کو حکم دیا کہ اگر وہ جنگ کو دیکھیں تو جنگ کریں اور مسلمانوں کی تعداد سات سو جوان تھے اور مشرکین آئے تو انہوں نے خندق کے معاملے کو اوپرا خیال کیا اور کہنے لگے، عرب تو اس بات سے واقف نہیں اور انہوں نے پانچ دن قیام کیا اور جب پانچواں دن ہوا تو عمرو بن عبد ودّ اور مشرکین کے چار آدمی نوفل بن عبداللہ بن مغیرہ مخزومی، عکرمہ بن ابی جہل، ضرار بن الخطاب الفہری اور ہبیرہ بن ابی وہب مخزومی باہر نکلے، پس حضرت علی بن ابی طالب، عمرو بن عبد ودّ کے مقابلے میں آئے اور اس سے مقابلہ کیا اور اُسے قتل کر دیا اور باقی لوگ شکست کھا گئے، اور نوفل بن عبداللہ بن مغیرہ گھوڑے کے ٹھوکر کھانے سے گرا اور حضرت علیؓ نے اُسے قتل کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے مشرکین پر ہوا اور تاریکی بھیجی اور وہ بھاگتے ہوئے واپس چلے گئے وہ کسی چیز کی طرف توجہ نہ دیتے تھے حتیٰ کہ ابو سفیان اپنی بندھی ہوئی ناقہ پر سوار ہو گیا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی اطلاع ملی تو آپؐ نے فرمایا شیخ سے جلد بازی ہوئی ہے اور بعض کی روایت کے مطابق شمشیر زنی اور مبارزت کے بغیر تین دن تیراندازی سے جنگ ہوتی رہی اور تیسرے دن بھی مسلسل جاری رہی حتیٰ کہ نماز ظہر، نماز عصر، نماز مغرب اور نماز عشاء فوت ہو گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انھوں نے ہمیں نماز سے غافل کر دیا ہے اللہ تعالیٰ ان کے بطون و قبور کو آگ سے بھر دے، پھر آپؐ نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا تو انھوں نے نماز کی اقامت کہی تو آپؐ نے ظہر پڑھی پھر عصر پھر مغرب اور پھر عشاء کی نماز پڑھی اور یہ ——— فان خفتم فرجالاً اور کبانا ——— کے نزول سے پہلے کا واقعہ ہے اور اس معرکہ میں نفاق ظاہر ہو گیا اور منافقین نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

آپ قیصر و کسریٰ کے محلات کے وعدے کرتے ہیں اور ہم میں سے کوئی پاخانہ کرنے کی بھی طاقت نہیں رکھتا یہ ایک فریب ہے پس اللہ تعالیٰ نے سورۂ احزاب کو نازل کیا اور اس میں جو بیان کرنا تھا بیان کیا، اور یہود کے کچھ لوگ، جن میں حیی بن اخطب اور سلام بن ابی الحقیق بھی شامل تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے کہنے لگے اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) الم نازل ہوا ہے آپ نے فرمایا ہاں، اس نے کہا آپ کے پاس جبریلؑ اسے اللہ کے ہاں سے لایا ہے آپؐ نے فرمایا ہاں، حیی بن اخطب نے کہا اللہ تعالیٰ نے جو نبی بھیجا ہے اُسے اس کی حکومت کا اندازہ بتایا ہے پس الف کا ایک ہوا اور لام کے تیس ہوئے اور میم کے چالیس ہوئے اور یہ ۷۱ سال بنے کیا اس کے سوا بھی کچھ نازل ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں المص نازل ہوا ہے اس نے کہا یہ زیادہ ثقیل اور طویل ہے، الف کا ایک اور لام کے تیس اور میم کے چالیس اور صاد کے ساٹھ ہوئے اور یہ ۱۳۱ ہوئے، کیا اس کے سوا بھی کچھ نازل ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں، الر، اس نے کہا یہ زیادہ ثقیل و طویل ہے الف کا ایک، لام کے تیس اور راء کے دو سو ہوئے اور یہ ۲۳۱ ہوئے کیا اس کے سوا بھی کچھ نازل ہوا ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں، المر، اس نے کہا یہ زیادہ ثقیل و طویل ہے، الف کا ایک، لام کے تیس، میم کے چالیس اور راء کے دو سو ہوئے اور یہ ۲۷۱ ہوئے، اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کا معاملہ ہم پر مشتبہ ہو گیا ہے ہمیں معلوم نہیں کہ آپ کو قلیل دیا گیا ہے یا کثیر؟ اور شاید آپ کو الم، المص، الر، المر دیا گیا ہے اور یہ ۷۰۴ سال بنتے ہیں اور معرکہ خندق میں مسلمانوں کے چھ اور مشرکین کے آٹھ آدمی قتل ہوئے۔

معرکۂ بنی قریظہ

پھر بنی قریظہ کا معرکہ ہوا اور یہ جزام کا قبیلہ ہیں جو نضیر کے بھائی ہیں اور بیان کیا جاتا ہے کہ یہ عادیا یعنی السموأل کے زمانے میں یہودی ہوئے تھے پھر یہ ایک پہاڑ میں اُترے جسے قریظہ کہا جاتا تھا اور اُسی کی طرف منسوب ہو گئے اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ قریظہ، ان کے دادا کا نام ہے یہ معرکہ خندق کے بعد ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے درمیان صلح تھی جسے انہوں نے توڑ دیا اور قریش کے ساتھ مل گئے۔ پس آپؐ نے حضرت سعدؓ بن معاذ اور حضرت عبداللہؓ بن رواحہ اور خواتؓ بن جبیر کو ان کے پاس بھیجا تو اُنھوں نے ان کو ان کا عہد یاد دلایا اور انھوں نے بُرا جواب دیا اور جب معرکہ خندق میں قریش نے شکست کھائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضؓ کو بُلایا اور انہیں فرمایا مہاجرین کے جھنڈے کو بنی قریظہ کے نزدیک کرو، نیز فرمایا میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تم نمازِ عصر بنی قریظہ میں پڑھنا اور آپ اپنے گدھے پر سوار ہو گئے اور جب آپ ان کے نزدیک آئے تو حضرت علی بن ابی طالب آپ سے ملے اور کہنے لگے یا رسول اللہ نزدیک نہ آیئے آپ نے فرمایا میرا خیال ہے کہ لوگوں نے بُری باتیں کی ہیں، حضرت علی رضؓ نے کہا ہاں یا رسول اللہ، بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے اپنے ہاتھ سے یوں اور یوں کہا، پس جب انہوں نے آپ کو دیکھا تو شادمانی زیادہ ہو گئی اور آپؐ نے فرمایا: اے پرستارانِ طاغوت، اے بندروں اور خنزیروں کے سردارو! اللہ تعالیٰ نے تم سے جو سلوک کرنا ہے کرے گا اور کیا ہے۔ وہ کہنے لگے اے ابوالقاسم آپ فاحش نہ تھے

تو آپؐ رک گئے اور پیچھے کی طرف لوٹ آئے اور مہاجرین میں سے ایک شخص بھی آپ سے پیچھے نہ رہا اور عام انصار بھی لوٹ آئے اور بنی قریظہ مضبوط ہو گئے پھر قلعہ بند ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی روز تک ان کا محاصرہ کیا حتیٰ کہ وہ حضرت سعد بن معاذ انصاری کے فیصلے پر رضامند ہو گئے، حضرت سعد علالت کی حالت میں آئے تو وہ آپ سے کہنے لگے اے ابو عمرو کہہ اور نیکی کر، آپؐ نے فرمایا اب سعد کے لیے وقت آگیا ہے کہ اللہ کے بارے میں کسی ملامت گر کی ملامت اس پر اثر انداز نہ ہو، کیا تم میرے فیصلے سے راضی ہو؟ انہوں نے کہا ہاں، پھر آپ نے کہا میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ان کے جانبازوں کو قتل کر دیا جائے اور ان کی اولاد کو قیدی بنایا جائے اور ان کے اموال، انصار کو چھوڑ کر مہاجرین کے لیے ہوں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ نے وہ فیصلہ کیا ہے جو سات آسمانوں کے اوپر سے اللہ نے کیا ہے پھر آپ نے ان کے دس آدمیوں کو آگے کیا اور انہیں قتل کر دیا گیا اور ان کی تعداد ۷۵۰ تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس آگئے اور ان میں سولہ لونڈیاں منتخب کیں اور انہیں فقرائے بنی ہاشم پر تقسیم کر دیا اور ان میں سے ایک اپنے لیے لے لی جسے ریحانہ کہا جاتا تھا اور بنی قریظہ کے اموال اور ان کی عورتیں تقسیم کی گئیں اور سوار اور پیادہ کا حصہ بنایا گیا اور سوار دو حصے لیتا تھا اور پیادہ ایک حصہ لیتا تھا اور یہ پہلی غنیمت تھی جس میں سوار کا حصہ بنایا گیا اور سواروں کے ۳۸ گھوڑے تھے۔

معرکۂ بنی المصطلق

پھر خزاعہ کے بنی المصطلق کا معرکہ ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے المریسیع مقام پر ان سے مڈبھیڑ کی اور انہیں شکست دی اور انہیں قیدی بنا یا اور آپ کی جنگ کے قیدیوں میں جویریہ بنت الحارث بن ابی ضرار بھی تھی، اس کا باپ، چچا اور خاوند قتل ہو گئے تھے اور یہ حضرت ثابت بن قیس بن شماس خزرجی کے حصے میں آئی اور انہوں نے اس سے مکاتبت کی اور وہ اپنی مکاتبت کے تعلق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو آپؐ نے اس کی مکاتبت کا فیصلہ کر دیا اور اس سے نکاح کر لیا اور اس کی آزادی کو اس کا مہر مقرر کیا اور بنی المصطلق کا جو بھی قیدی آپؐ کے پاس تھا آپؐ نے اُسے آزاد کر دیا اور ان میں جو عورتیں بھی موجود تھیں انہوں نے جویریہ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تزویج کے باعث ان سے نکاح کر لیا۔

اور اس جنگ میں اصحاب افک نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں جو کچھ کہنا تھا وہ کہا، تو اللہ تعالیٰ نے ان کی برأت نازل کی اور وہ اپنے ایک کام کی وجہ سے پیچھے رہ گئی تھیں۔ حضرت صفوان بن معطل سلمی آئے تو انھوں نے آپ کو اپنے اُونٹ پر بٹھا لیا اور آگے آگے چلنے لگے اور جس نے آپ کے بارے میں جھوٹ کہنا تھا کہا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان بن ثابت، مسطح بن اثاثہ اور عبداللہ بن ابی بن سلول کو کوڑے لگائے اور اسی نے اس کے بڑے حصے کی ذمہ داری لی اور زینب بنت جحش کی بہن حمنۃ بنت جحش کو بھی کوڑے لگائے اور بنی المصطلق مسلمان ہو گئے اور انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے اسلام کی خبر بھجوائی تو آپ نے ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو ان کے صدقات لینے کو بھیجا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس آ گئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری

یا ایھا الذین آمنوا اذا جاءکم فاسق بنبأ فتبینوا أن تصیبوا

قومًا بجہالۃ فتصبحوا علیٰ ما فعلتم نادمین۔

ترجمہ: اے مومنو! جب تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لائے تو اس کی تحقیق کرلیا کرو کہ تم کسی قوم کو نقصان پہنچا دو اور پھر اپنے کیے پر پشیمان ہو۔

حدیبیہ کی مہم

پھر حدیبیہ کی مہم ہوئی، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۶ھ میں عمرہ کے ارادے سے نکلے اور آپؐ کے ساتھ آدمی بھی تھے اور آپ قربانی کے سو اونٹ بھی لے گئے اور اسی طرح آپؐ کے اصحاب بھی لے گئے اور وہ ہتھیاروں کے ساتھ نکلے اور قریش نے انہیں بیت اللہ سے روک دیا آپؐ نے فرمایا میں جنگ کے ارادے سے نہیں آیا میں نے صرف اس گھر کی زیارت کا ارادہ کیا ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ آپ بیت اللہ میں داخل ہوئے ہیں اور اپنا سر منڈا ہے اور چابی لی ہے، پس قریش نے مکرز بن حفص کو آپ کے پاس بھیجا تو آپ نے اس سے گفتگو کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا یہ ایک فاجر آدمی ہے تو انھوں نے الحلیس بن علقمہ کو جو بنی الحارث بن عبد مناۃ میں سے تھا آپ کے پاس بھیجا اور یہ معبود بننے والے لوگوں میں سے تھا، جب اس نے قربانیوں کو دیکھا کہ وہ اپنی اُون کھا گئی ہیں تو اس نے واپس آکر کہا اے گروہِ قریش! میں نے وہ چیز دیکھی ہے جسے بیت اللہ سے روکنا جائز نہیں، پھر انھوں نے عروہ بن مسعود ثقفی کو بھیجا اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے کہا، اے عروہ کیا یہ بھی اللہ کی وجہ سے ہے کہ ان قربانیوں

کو اس گھر سے روکا جائے؟ سو عروہ بن مسعود نے انہیں واپس جا کر کہا خدا کی قسم جس کام کے لیے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آئے ہیں میں نے ان کی مانند نہیں دیکھا، پھر انھوں نے سہیل بن عمرو کو آپ کے پاس بھیجا تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گفتگو کی اور آپ سے نرمی سے بات کی اور کہنے لگا آئندہ سال ہم اسے آپ کے لیے تین دن خالی کر دیں گے، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بات مان لی اور انھوں نے باہم تین سال کے لیے صلح کی تحریر لکھی اور جب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، من محمد رسول اللہ لکھا گیا تو انھوں نے تحریر کے متعلق جھگڑا کیا اور قریب تھا کہ وہ جنگ کے لیے نکل پڑتے اور سہیل بن عمرو اور مشرکین نے کہا۔ اگر ہمیں معلوم ہوتا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم آپ سے جنگ نہ کرتے اور مسلمانوں نے کہا اسے نہ مٹاؤ، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ وہ رکے رہیں اور آپ نے حضرت علیؓ کو حکم دیا تو آپؓ نے لکھا باسمک اللھم، من محمد بن عبد اللہ، اور فرمایا میرا اور میرے باپ کا نام میری نبوت کو ختم نہیں کرتا اور انھوں نے شرط لگائی کہ وہ آئندہ سال تین دن آپ کے لیے مکہ کو خالی کر دیں گے اور اسے چھوڑ دیں گے حتیٰ کہ آپ اس میں سوار کے ہتھیاروں کے ساتھ داخل ہوں گے اور ان کے درمیان تین سال صلح ہو گی اور وہ اصحاب رسول میں سے کسی کو ایذا نہیں دیں گے اور نہ اسے مکہ میں داخل ہونے سے روکیں گے اور نہ ہی اصحاب رسول میں سے کوئی شخص ان کے کسی شخص کو ایذا دے گا اور تحریر، سہیل بن عمرو کے ہاتھ پر رکھی گئی، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو سر منڈانے اور حل میں اپنی قربانیوں کے ذبح کرنے کا حکم دیا تو وہ رک گئے اور اکثر لوگوں کے دلوں میں شک پیدا ہو گیا، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر منڈایا اور قربانی کی اور مسلمانوں نے بھی سر منڈائے اور قربانی کی۔

اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ واپس آ گئے پھر آئندہ سال عمرۃ القضاء کے لیے گئے اور مکہ میں ناقہ پر سوار ہو کر ہتھیاروں کے ساتھ داخل ہوئے اور قریش نے اُسے تین دن کے لیے خالی کر دیا اور حویطب بن عبدالعزیٰ کو اُنھوں نے وہاں پیچھے چھوڑا پس رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کھونٹی سے رُکن کو بوسہ دیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے رویا کو حق کے ساتھ سچ کر دکھایا اور تین دن کے بعد آپ نے اُسے چھوڑ دیا اور سرف مقام پر اپنی بیوی حضرت میمونہ بنت الحارث الھلالیہ کے پاس گئے اور قریش نے عہد شکنی کی اور خزاعہ کے ایک شخص کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شرط میں داخل تھا، قتل کر دیا۔

معرکۂ خیبر

پھر ۷ھ کے آغاز میں خیبر کا معرکہ ہوا اور آپ نے ان کے چھ قلعوں السلالم القموص، النطاۃ، القصارۃ الشق اور المربطہ کو فتح کیا اور ان میں بیس ہزار جانباز تھے، پس آپ نے انہیں ایک ایک قلعہ کر کے فتح کیا اور جانبازوں کو قتل کیا اور اولاد کو قیدی بنا لیا اور القموص ان سب سے مضبوط اور محفوظ قلعہ تھا اور یہی وہ قلعہ ہے جس میں مرحب بن الحارث یہودی رہتا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا — میں کل ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو کرار غیر فرار ہو گا اور اللہ اور اس کے رسول کا محب ہو گا اور اللہ اور اس کا رسول بھی اس کے محب ہوں گے اور واپس نہیں آئے گا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر فتح دے گا — پس آپ نے جھنڈا حضرت علیؓ کو دیا تو آپ نے مرحب یہودی کو قتل کیا اور قلعے کا دروازہ اُکھڑ گیا اور وہ پتھروں کا بنا ہوا تھا اس کی لمبائی چار ہاتھ، چوڑائی دو ہاتھ اور اونچائی

ایک ہاتھ تھی پس حضرت علی بن ابی طالب نے اس کے پیچھے سے اُسے پھینکا اور قلعے میں داخل ہوگئے اور مسلمان بھی اس میں داخل ہوگئے۔

اور اس روز حضرت جعفر بن ابی طالب حبشہ کے علاقے سے آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے پاس آئے اور آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا پھر فرمایا خدا کی قسم مجھے معلوم نہیں کہ مجھے ان میں سے کس کی زیادہ خوشی ہے فتح خیبر کی یا جعفر کی آمد کی، اور آپ نے صفیہ بنت حیی بن اخطب کو منتخب کر لیا اور اُسے آزاد کیا اور اس سے نکاح کر لیا اور بنی ہاشم کے درمیان ان کی عورتوں اور مردوں اور کھجوروں اور گندم اور جو کے اوساق[1] کو تقسیم کیا پھر آپ نے سب لوگوں کے درمیان تقسیم کی، اور آپؐ کو اہل مکہ کی تنگی، حاجت، خشک سالی اور قحط کی اطلاع ملی تو آپ نے ان کی طرف سونے کے جو بھجوائے اور بعض کا قول ہے کہ عمرو بن اُمیہ ضمری کے ہاتھ سونے کی گٹھلیاں بھجوائیں اور اُسے حکم دیا کہ وہ انہیں ابوسفیان بن حرب اور صفوان بن اُمیہ بن خلف اور سہل بن عمرو کے سپرد کر دے اور انہیں تین تین کر کے تقسیم کر دے، صفوان بن اُمیہ اور سہل بن عمرو نے ان کے لینے سے انکار کر دیا اور ابوسفیان نے سب کو لے کر قریش کے فقراء میں تقسیم کر دیا اور کہا اللہ تعالیٰ میرے بھتیجے کو جزائے خیر دے بلاشبہ وہ بہت صلہ رحمی کرنے والا ہے۔

اور مرحب کی بہن زینب بنت الحارث آپؐ کے پاس زہر آلود بکری کا گوشت لائی اور آپؐ نے اس سے ایک لقمہ لیا اور دست نے آپؐ سے گفتگو کی اور کہا کہ میں زہر آلود ہوں اور حضرت بشر بن البراء بن معرور

---

[1] وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور بعض کے نزدیک ایک اُونٹ کے بوجھ کو بھی وسق کہا جاتا ہے (مترجم)

بھی آپؐ کے ساتھ کھا رہے تھے وہ مر گئے تو الحجاج بن علاط السلمی نے رسول اللہؐ
صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا میں مسلمان ہو گیا ہوں اور مکہ میں میرا مال ہے آپؐ
مجھے اجازت دیں کہ میں کوئی بات کروں جس سے وہ مطمئن ہوں شاید میں
اپنا مال لے لوں، تو آپؐ نے اُسے اجازت دے دی وہ روانہ ہو کر
مکہ آیا تو قریش اس کے پاس آئے اور کہنے لگے اے ابن علاط تجھے خوش
آمدید ہو، کیا تیرے پاس اس قاطع کی کوئی خبر ہے؟ اس نے کہا ہاں
بشرطیکہ تم اسے پوشیدہ رکھو پس اُنھوں نے باہم معاہدہ کیا کہ وہ اس کے
چلے جانے تک اسے پوشیدہ رکھیں گے اس نے کہا خدا کی قسم میں
اس وقت آیا ہوں جب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے اصحاب کو
شکست ہو گئی ہے اور اُسے قیدی بنا کر پکڑ لیا گیا ہے اور اُنھوں نے
کہا ہے کہ ہم اسے اپنے سردار حیی بن اخطب کے بدلے میں قتل کریں گے
پس وہ خوش ہو گئے اور اُنھوں نے شراب پی اور حضرت عباس اور
مسلمانوں کو بھی اس بات کی اطلاع مل گئی تو ان کی گھبراہٹ میں اضافہ ہو
گیا اور الحجاج نے اپنا سب کچھ قابو کیا پھر حضرت عباس کے پاس آیا اور
اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو جو فتح دی تھی اس کے متعلق انہیں بتایا اور
یہ کہ خیبر پر اللہ کے تیر چل چکے ہیں اور ابن ابی الحقیق قتل ہو گیا ہے
اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حیی بن اخطب کی بیٹی کو دلہن بنا کر
رات بسر کی ہے پھر وہ مکہ سے چلا گیا اور حضرت عباس نے خوشی خوشی
صبح کی تو ابو سفیان نے آپؓ سے کہا اے ابوالفضل مصیبت پر صبر کی
وجہ سے خوش ہو، حضرت عباسؓ نے کہا خدا کی قسم الحجاج نے تم سے
فریب کیا ہے حتیٰ کہ اس نے اپنا مال قابو کر لیا ہے اور اس نے مجھے
اپنے اسلام لانے کی اطلاع دی ہے اور وہ اس وقت واپس آیا ہے
جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو فتح دی ہے اور ابن ابی الحقیق قتل ہو

گیا ہے اور آپؐ نے حیی بن اخطب کی بیٹی کو دُلہن بنا کر رات بسر کی ہے اور آپؐ نے سب قلعوں کو فتح کر لیا ہے پس الحجاج کی بیوی چلّا کر روئی اور مشرکین کی عورتیں اس کے پاس اکٹھی ہو گئیں اور مشرکین کے غم میں شدّت پیدا ہو گئی۔

فتح مکہ

اور خزاعہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاہدے میں اور کنانہ، قریش کے معاہدے میں شامل تھے پس قریش نے کنانہ کی مدد کی اور انہوں نے اپنے مددگاروں کو بھیجا تو انہوں نے خزاعہ پر حملہ کر کے انہیں قتل کر دیا اور خزاعہ نے آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس کی شکایت کی، تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لیے اس مدت کے قطع کرنے کو جائز قرار دیا جو آپ کے درمیان طے شدہ تھی اور آپؐ نے مکہ سے جنگ کرنے کا عزم کیا اور آپ نے فرمایا اے اللہ قریش کو خبروں سے بے خبر کر دے اور حاطب بن ابی بلتعہ نے ابو لہب کی لونڈی سارہ کے ہاتھ قریش کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال اور آپؐ کا عزم لکھ بھیجا اور جبریلؑ نے نازل ہو کر آپؐ کو حاطب کے فعل کی اطلاع دے دی۔ آپؐ نے حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ کو بھجوایا اور فرمایا تم دونوں اس سے خط لے لینا، وہ دونو اُسے جا ملے اور وہ راستے سے ایک طرف ہٹ گئی تھی پس آپ نے اس کے بالوں میں خط کو پایا اور بعض کا قول ہے کہ اس کی فرج میں پایا اور وہ اسے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے اور آپ نے ان میں سے ہر سردار کے ساتھ جو چاہا خفیہ بات کی اور اُسے حکم دیا کہ وہ آپ کو اس مقام پر ملے جو آپؐ نے اُسے بتایا تھا نیز یہ کہ آپؐ نے جو اُسے کہا ہے اُسے پوشیدہ رکھے، آپؐ نے خزاعی بن عبد نہم سے کہا مزینہ کے ساتھ

آپ سے المروحاء میں ملے اور عبداللہ بن مالک سے کہا کہ وہ غفار کے ساتھ السقیاء میں آپ سے ملے اور قدامہ بن ثمامہ سے کہا کہ وہ بنی سلیم کے ساتھ قدید میں آپ سے ملے اور الصعب بن جثامہ سے کہا کہ وہ بنی لیث کے ساتھ الکدید میں آپ سے ملے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۲ رمضان ۸ھ کو نمازِ عصر پڑھنے کے بعد جمعہ کے روز روانہ ہوئے اور بعض کا قول ہے کہ ۱۰ رمضان کو روانہ ہوئے اور آپؐ نے ابولبابہ بن عبدالمنذر کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر کیا اور قبائل آپ کو ان مقامات پر جا ملے جو آپؐ نے انہیں بتائے تھے اور لوگوں نے آپؐ کے حکم سے روزہ افطار کر دیا اور جن لوگوں نے افطار نہ کیا آپؐ نے ان کا نام نافرمان رکھا اور آپؐ نے پانی منگوا کر پیا اور حضرت عباس بن عبدالمطلب بھی راستے میں آپؐ سے آملے۔

اور جب آپ مر الظہران میں آئے تو ابوسفیان بن حرب خبروں کی ٹوہ لگانے کے لیے نکلا اور حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء بھی اس کے ساتھ تھے اور وہ حکیم سے کہہ رہا تھا، یہ آگ کیسی ہے؟ اس نے کہا خزاعہ کو جنگ نے غضب ناک کر دیا ہے، ابسحٰق نے کہا، خزاعہ تو قلیل تر اور ذلیل تر ہے اور حضرت عباسؓ نے اس کی آواز سن کر اسے پکارا اے ابوحنظلہ، اس نے آپ کو جواب دیا اور آپ سے کہنے لگا اے ابوالفضل یہ فوج کیسی ہے؟ آپ نے کہا یہ رسول اللہ ہیں اور آپ نے اسے اپنے خچر کے پیچھے بٹھا لیا اور حضرت عمر بن الخطاب اسے ملے اور کہنے لگے اس خدا کا شکر ہے جس نے کسی عہد معاہدے کے بغیر تجھ پر قدرت دی ہے اور حضرت عباس جلدی سے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ ابوسفیان ہے جو خوشی سے اسلام قبول کرنے آیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کہا، کہہ کہ میں گواہی دیتا

کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں محمد اللہ کا رسول ہوں اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ کو رسول کہنے سے رُکنے لگا تو حضرت عباسؓ نے اُسے آواز دی تو اس نے کہہ دیا پھر حضرت عباس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپیل کی کہ آپ اس کے لیے اعزاز مقرر کریں نیز کہا کہ یہ اعزاز کو پسند کرتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوسفیان جو تیرے گھر میں داخل ہوگا وہ امن میں ہوگا اور حضرت عباسؓ نے اُسے کھڑا کیا حتیٰ کہ اس نے الٰہی فوج کو دیکھا اور آپ سے کہنے لگا اے ابوالفضل تیرے بھتیجے کو عظیم حکومت ملی ہے آپ نے کہا یہ حکومت نہیں، یہ صرف نبوت ہے اور ابوسفیان تیزی سے چلا گیا حتیٰ کہ مکہ آگیا اور انہیں حالات سے باخبر کیا اور کہا کہ اگر تم مسلمان نہ ہوئے تو وہ تم کو جڑ سے اکھیڑ دیں گے اور آپ نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ جو میرے گھر میں داخل ہوگا وہ امن میں ہوگا تو وہ اس پر پل پڑے اور کہنے لگے تیرا گھر کافی نہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا جو اپنا دروازہ بند کر لے گا وہ امن میں ہوگا اور جو مسجد میں داخل ہوگا وہ امن میں ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو فتح دی اور جنگ سے آپ کو کفایت کر دی۔

اور آپ اور آپ کے اصحاب مکہ میں چار مقامات سے داخل ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے دن کی ایک گھڑی اُسے آپؐ کے لیے حلال کر دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُٹھ کر خطبہ دیا اور اُسے حرام کر دیا اور حضرت اُم ہانی بنت ابی طالب نے اپنے دو دیوروں الحارث بن ہشام اور عبداللہ بن ابی ربیعہ کو پناہ دی اور حضرت علیؓ نے ان دونوں کو قتل کرنا چاہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے ام ہانی نے پناہ دی ہم نے بھی اُسے پناہ دی اور آپؐ نے پانچ آدمیوں اور چار

عورتوں کے سوا سب کو امان دے دی اور آپؐ نے حکم دیا کہ خواہ یہ لوگ کعبہ کے پردوں سے لٹکے ہوں انہیں قتل کر دیا جائے اور وہ یہ تھے :-

(۱) عبداللہ بن عبدالعزیٰ بن خطل جو بنی تیم الادرم بن غالب سے تھا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے انصار کے ایک آدمی کے ساتھ بھیجا تو اس نے اس پر حملہ کر کے اُسے قتل کر دیا اور کہنے لگا نہ تیری اطاعت ہے اور نہ محمدؐ کی۔ (۲) عبداللہ بن سعد بن ابی سرح العامری، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب تھے، یہ مکہ چلے گئے اور کہنے لگے میں بھی محمدؐ کی طرح باتیں کرتا ہوں خدا کی قسم محمدؐ نبی نہیں ہیں اور وہ مجھے کہا کرتے تھے کہ عزیز حکیم لکھ اور میں لطیف خبیر لکھ دیتا تھا اور اگر وہ نبی ہوتے تو انہیں علم ہو جاتا پس حضرت عثمانؓ نے آپ کو پناہ دی اور یہ آپ کے رضاعی بھائی تھے، اور وہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اور آپ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرنے لگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش تھے پھر آپؐ نے اپنے اصحاب سے فرمایا تم نے اسے قتل کیوں نہیں کر دیا، انھوں نے کہا ہم آپؐ کے اشارے کے منتظر تھے، آپؐ نے فرمایا انبیاء اشارے سے قتل نہیں کرتے (۳) مقیس بن صُبابۃ جو بنی لیث بن کنانہ کا ایک شخص تھا، اس کا بھائی قتل ہو گیا تھا پس اس کے قاتل سے اس نے دیت لی پھر اس پر حملہ کر کے اُسے قتل کر دیا (۴) الحویرث ابن نقیذ بن وہب بن عبد قصی، یہ مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینے والوں میں شامل تھا اور آپؐ سے قبیح باتیں کرتا تھا۔

اور عورتیں یہ تھیں، بنی عبدالمطلب کی لونڈی سارۃ، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ بُرائی سے کرتی تھی، ہند بنت عتبہ، ابن خطل کی دو لونڈیاں قریبۃ اور فرتنا، یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو گاتی تھیں۔

اور قریش نے طوعاً و کرہاً اسلام قبول کر لیا اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن ابی طلحہ سے بیت اللہ کی چابی لے لی اور اپنے ہاتھ سے دروازہ کھولا اور اسے ڈھانکا پھر بیت اللہ میں داخل ہوئے اور اس میں دو رکعت نماز پڑھی پھر باہر نکلے اور چوکھٹ کے دونوں بازو پکڑ لیے اور فرمایا:
لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ انجز وعدہٗ ونصر عبدہٗ وغلب الاحزاب وحدہٗ فللہ الحمد والملک لاشریک لہٗ۔ پھر آپؐ نے فرمایا تم کیا خیال کرتے اور کہتے ہو؟ سہیل نے کہا ہم اچھا خیال کرتے ہیں اور اچھی بات کہتے ہیں، کریم بھائی اور کریم چچا کا بیٹا، آپ نے فتح پائی ہے آپ نے فرمایا میں آپ سے وہی بات کہتا ہوں جیسی میرے بھائی یوسف نے کہی تھی آج کے دن تم پر کوئی سرزنش نہیں پھر آپؐ نے فرمایا آگاہ رہو ہر خون اور مال اور جاہلیت کی بڑائی، میرے ان دونوں قدموں کے نیچے ہے ہاں کعبہ کی اور حاجیوں کی ٹنکی قائم رہے گی یہ دونوں کام اپنے اہل کی طرف لوٹائے جانے والے ہیں، آگاہ رہو، کہ حرمت الٰہی سے حرام کیا گیا ہے نہ مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال تھا اور نہ میرے بعد کسی کے لیے حلال ہوگا، میرے لیے بھی وہ صرف ایک گھڑی حلال کیا گیا تھا پھر اسے بند کر دیا گیا ہے اور یہ قیامت تک حرام کیا گیا ہے اس کا گھاس نہ کاٹا جائے گا اور نہ اس کا درخت کاٹا جائے گا اور نہ اس کا شکار بھگایا جائے گا اور اعلان کرنے والے کے سوا اس کا لقطہ (گری پڑی چیز) حلال نہ ہوگا، آگاہ رہو کہ شبہ عمد کے قتل میں دیت مغلظہ ہے اور بچہ بستر والے کا اور زانی کے لیے پتھر ہیں پھر آپؐ نے فرمایا تم بُرے پڑوسی ہو، جاؤ تم آزاد ہو۔

اور آپ احرام کے بغیر مکہ میں داخل ہوئے اور حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ کعبہ کے اوپر چڑھ کر اذان دیں تو آپ نے اذان دی اور یہ بات قریش کو

گراں گزری اور عکرمہ بن ابوجہل اور خالد بن اُسید نے کہا کہ ابن رباح کعبہ پر رینک رہا ہے اور کچھ لوگوں نے ان دونوں سے گفتگو کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف پیغام بھیجا تو انھوں نے کہا ہم نے یہ بات کہی ہے اور ہم اللہ سے استغفار کرتے ہیں، آپ نے فرمایا مجھے معلوم نہیں کہ میں تم سے کیا کہوں، لیکن نماز کا وقت آرہا ہے جس نے نماز پڑھی تو اس کا یہی راستہ ہے بصورت دیگر میں اُسے آگے کر کے اُسے قتل کر دوں گا اور آپؐ کے حکم سے کعبہ میں موجود تمام تصاویر کو مٹا دیا گیا اور پانی سے اُسے دھودیا گیا اور آپؐ نے عثمان بن طلحہ کو بُلا کر فرمایا، میں نے کعبہ میں مینڈھے کے دو سینگ دیکھے ہیں انہیں ڈھانپ دو، کعبہ میں کوئی چیز نہیں ہونی چاہیے تو انھوں نے ایک دیوار میں تبدیلی کر دی اور بعض نے روایت کی ہے کہ کعبہ میں جو مال تھا اُسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا اور دوسروں نے بیان کیا ہے کہ آپؐ نے اُسے قائم رکھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے اعلان کیا، جس کے گھر میں صنم ہو وہ اُسے توڑ دے پس اُنھوں نے اصنام کو توڑ دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو اپنی بیعت کے لیے بُلایا اور فتح کے روز چار سو گھوڑے تھے اور آپؐ پر سورت اذا جاء نصر اللہ والفتح نازل ہوئی تو آپؐ نے فرمایا مجھے موت کی خبر دی گئی ہے۔

اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ ہی میں تھے کہ آپؐ نے حضرت خالد بن ولید کو بنی جذیمہ بن عامر کی طرف بھیجا اور وہ الغمیصاء مقام پر تھے اور اُنھوں نے جاہلیت میں بنی مغیرہ کے کچھ آدمیوں کو مار دیا تھا اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے والد عوف کو بھی قتل کر دیا تھا پس حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف، حضرت خالدؓ بن ولید اور بنی سلیم کے جوانوں کے ساتھ گئے، نیز اُنھوں نے جاہلیت میں ربیعہ بن مکدم کو بھی قتل کر دیا تھا پس تیز

بازوں کی ایک پارٹی نکلی اور اس نے ربیعہ بن مالک بن الشرید کے بدلے میں بنی سلیم کے کچھ آدمیوں کو قتل کر دیا اور جذیمہ کو اطلاع ملی کہ حضرت خالد بنو سلیم کے ساتھ آئے ہیں، حضرت خالد نے انہیں کہا ہتھیار رکھ دو، انہوں نے کہا ہم اللہ اور اس کے رسول کے خلاف ہتھیار نہیں اٹھائیں گے ہم مسلمان ہیں، دیکھیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اس لیے نہیں بھیجا اور اگر آپ مصدق ہیں تو یہ ہمارے اونٹ اور بکریاں ہیں ان پر حملہ کر دیجیے آپ نے کہا ہتھیار رکھ دو، وہ کہنے لگے ہمیں ڈر ہے کہ آپ ہمیں جاہلیت کے کینے کے عوض پکڑ لیں گے پس آپ ان کو چھوڑ کر واپس آ گئے اور لوگوں نے اذان دی اور نماز پڑھی اور جب صبح ہوئی تو سواروں نے ان پر حملہ کر دیا اور جانبازوں کو قتل کر دیا گیا اور بچوں کو قیدی بنا لیا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا اے اللہ جو کچھ خالد نے کیا ہے میں تیرے حضور اس سے برأت کا اظہار کرتا ہوں اور آپ نے حضرت علیؓ بن ابی طالب کو بھیجا تو جو کچھ ان سے لیا گیا تھا آپ نے انہیں ادا کیا حتیٰ کہ اونٹ کے زانو کو باندھنے والی رسی اور کتے کو کھانا کھلانے والا برتن بھی واپس کیا اور آپ نے حضرت علیؓ کے ساتھ وہ مال بھی بھیجا جو یمن سے آیا تھا پس آپ نے مقتولین کی دیت دی اور اس سے کچھ مال آپ کے پاس بچ بھی گیا اور حضرت علیؓ نے وہ ان کو اس شرط پر دے دیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جس کا آپ کو علم ہے یا نہیں ہے اس میں حلال قرار دے دیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ نے جو کچھ کیا ہے وہ مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہے اور اس روز آپ نے حضرت علیؓ سے فرمایا میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں۔ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا خدا کی قسم حضرت خالد نے مسلمان لوگوں کو قتل کر دیا ہے، حضرت خالدؓ نے کہا، میں نے انہیں آپ کے باپ عوف بن عبد عوف

کے بدلے میں قتل کیا ہے تو حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے آپ سے کہا
آپ نے میرے باپ کے بدلے میں قتل نہیں کیا بلکہ آپ نے اپنے چچا
الفاکہ بن المغیرہ کے بدلے میں قتل کیا ہے۔

معرکۂ حنین

پھر حنین کا معرکہ ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ میں اطلاع
کہ ہوازن نے حنین میں بہت فوج اکٹھی کی ہے اور ان کا سردار مالک
بن عوف النصری ہے اور بنی جشم کا درید ابن الصمۃ بھی ان کے ساتھ ہے
جو بہت بوڑھا ہے اور وہ اس کی رائے سے برکت حاصل کرتے ہیں
اور مالک، ہوازن کے ساتھ ان کے اموال اور ان کی بیویاں بھی لے گیا
سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ جن کی تعداد
بارہ ہزار تھی ان کے مقابلے میں گئے۔ دس ہزار آپؐ کے وہ صحابہ تھے
جن کے ساتھ آپؐ نے مکہ فتح کیا اور دو ہزار اہل مکہ تھے جنہوں نے طوعاً
یا کرہاً اسلام قبول کیا تھا اور آپؐ نے صفوان بن اُمیہ سے ایک سو زرہیں
لیں اور فرمایا یہ عاریتہً اور مکفولہ ہیں اور مسلمانوں کو ان کی کثرت نے مغرور
کر دیا اور بعض نے کہا ہم قلت سے تباہ نہیں ہوں گے، رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ان کی بات کو ناپسند کیا اور ہوازن، وادی میں چھپے ہوئے
تھے انہوں نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا اور وہ بڑی مصیبت کا دن تھا
مسلمان، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے حتیٰ کہ آپؐ بنی
کے دس آدمیوں میں باقی رہ گئے اور بعض نو بیان کرتے ہیں اور وہ حضرت
علیؓ بن ابی طالب، حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب، حضرت ابوسفیان بن
الحارث، حضرت نوفل بن الحارث، حضرت ربیعہ بن الحارث اور ابولہب

کے دو بیٹے عتبہ اور معتب احضرت فضل بن عباس اور حضرت عبداللہ بن زبیر بن عبدالمطلب تھے اور بعض کا قول ہے کہ ایمن بن ام ایمن تھیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ویوم حنین .... وانزل جنوداً لم تروھا۔

(ترجمہ) اور حنین کے روز جب تمہاری کثرت نے تمہیں مغرور کر دیا اور اس نے تمہیں کوئی فائدہ نہ دیا اور زمین باوجود اپنی وسعت کے تم پر تنگ ہو گئی پھر تم پشت پھیر کر بھاگ گئے پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ پر اور مومنین پر سکینت نازل کی اور ایسے لشکر اتارے جنہیں تم نے نہ دیکھا۔

اور قریش کے بعض آدمیوں نے اپنے دل کی بات کا اظہار کیا۔ ابوسفیان نے کہا خدا کی قسم ان کی شکست سمندر سے ورے ختم نہ ہو گی اور کلدہ بن حنبل نے کہا، آج جادو بے کار ہو گیا ہے اور شیبہ بن عثمان نے کہا آج میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کروں گا، اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباسؓ سے کہا آواز دو اے انصار، آواز دو اے بیعت رضوان والو، آواز دو اے اصحاب سورہ بقرہ، اے اصحاب السمرۃ، پھر لوگ منتشر ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو فتح دی اور ملائکہ کی فوجوں سے آپؐ کی مدد کی اور حضرت علیؓ بن ابی طالب نے ہوازن کے علمبردار کی طرف جا کر اُسے قتل کر دیا اور شکست ہو گئی اور ہوازن سے بہت سی مخلوق قتل ہو گئی اور ان سے بہت سے قیدی بنائے گئے اور ان کی تعداد ایک ہزار سوار دن تک پہنچ گئی اور غنائم، کپڑوں کے سوا، بارہ ہزار ناقہ تک پہنچ گئی اور درید بن الصمۃ بھی قتل ہو گیا اور لوگوں نے اس بات کو بڑا خیال کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، وہ دوزخ کی طرف گیا ہے اور وہ بڑا ٹھکانہ ہے

وہ ائمہ کفر میں سے ایک امام ہے اگرچہ وہ اپنے ہاتھ سے مدد نہیں کرتا بلاشبہ وہ اپنی رائے سے مدد کرتا ہے، اُسے بنی سلیم کے ایک شخص نے قتل کیا اور ذوالخمار سبیع بن الحارث بھی قتل ہوگیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ اُسے ہلاک کرے وہ قریش سے بغض رکھتا تھا اور قیدی اور اموال، مسلمانوں کے ہاتھوں میں آگئے اور مشرکین کی شکست طائف پہنچ گئی اور مالک بن عوف بھی ان کے ساتھ تھا اور سب شہادت پانے والے چار آدمی تھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی بہن الشیماء بنت حلیمہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو آپ ص نے اُسے عطیہ دیا اور اس کا اکرام کیا اور اس کے لیے اپنی چادر بچھائی اور اس نے آپ سے قیدی عورتوں کے بارے میں گفتگو کی اور کہنے لگی وہ آپ کی خالائیں اور بہنیں ہیں، آپ نے فرمایا جو میرے لیے اور بنی ہاشم کے لیے ہیں میں نے وہ تجھے بخش دی ہیں پس مسلمانوں کے ہاتھوں میں جو قیدی عورتیں تھیں وہ بھی انہوں نے آپ کی طرح بخش دیں مگر اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن نے ایسا نہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ ان دونوں کے حصوں کو بلند کر، اور ان دونوں کے لیے ایک بڑھیا باہر آئی اور اس نے آپ سے ہوازن کی فوج کے سالار مالک بن عوف کے بارے میں گفتگو کی اور آپ نے اُسے امان دے دی تو مالک آیا اور مسلمان ہوگیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے طائف کے محاصرہ کے واسطے بھیجا اور آپ نے ان کے مؤلفۃ القلوب کو ہوازن کی غنائم سے غنیمت دی اور بارہ آدمیوں کو ایک ایک سو اُونٹ دیے اور وہ ابوسفیان بن حرب، معاویہ بن ابوسفیان، حکیم بن حزام الحارث بن الحارث بن کلدۃ العبدری، الحارث بن ہشام بن المغیرہ، سہیل بن عمرو، صفوان بن اُمیہ بن خلف، حویطب بن عبدالعزیٰ، العلاء بن حارثہ ثقفی حلیف بنی زہرہ، مالک بن عوف الفہری

عیینہ بن حصن الفزاری اور اقرع بن حابس تھے اور باقی لوگوں کو آپ نے اس سے کم دیا اور انصار نے آپؐ سے سوال کیا اور ان میں ناراضگی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! میں لوگوں کو تالیفاً دیتا ہوں اور تمہیں میں تمہارے ایمان کے سپرد کرتا ہوں اور ایک نے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہمارے ساتھ مل کر جنگ کی اور جب اس کا معاملہ نمایاں ہو گیا اور اُسے کامیابی حاصل ہوئی تو وہ اپنی قوم کے پاس آگیا اور ہمیں چھوڑ دیا ۔ پس آپؐ نے ان کے حصے کو ساقط کر دیا اور مؤلفۃ القلوب کا حصہ صدقات میں قائم رکھا۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف کی طرف گئے اور حضرت علی بن ابی طالب کو بھجوایا تو آپ نے نافع بن غیلان ابن سلمہ بن معتب سے جو ثقیف کے سواروں میں سے تھا ، ملاقات کی اور آپ نے اُسے قتل کر دیا اور اس کے اصحاب شکست کھا گئے اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس پچیس دن طائف کا محاصرہ کیا اور چالیس آدمی آپ کے پاس آ گئے۔

اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انگور کی بیلوں کے قطع کرنے کا حکم دیا تو انھوں نے آپ سے گفتگو کی تو آپؐ نے انہیں چھوڑ دیا اور حکم دیا کہ انہیں قطع نہ کیا جائے پھر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم واپس آ گئے اور ابوسفیان بن حرب کو طائف کے محاصرہ پر پیچھے چھوڑ آئے اور حضرت علی کو اصنام کے توڑنے کے لیے بھیجا تو آپ نے انہیں توڑ دیا۔

مؤتہ کی مہم

اور آپؐ نے حضرت جعفرؓ بن ابی طالب، حضرت زیدؓ بن حارثہ اور حضرت عبداللہؓ بن رواحہؓ کو ۸ھ میں رومیوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے شام کی طرف روانہ کیا اور بعض کی روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا فوج کے سالار زیدؓ بن حارثہ ہوں گے اور اگر زید بن حارثہ قتل ہو جائیں تو جعفر بن ابی طالب سالار ہوں گے اور اگر وہ بھی قتل ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ سالار ہوں گے۔ پھر مسلمان جسے پسند کریں اس پر راضی ہو جائیں اور بعض کا قول ہے کہ آپؐ نے حضرت جعفرؓ کا نام پہلے لیا پھر زیدؓ بن حارثہ کا پھر عبداللہؓ بن رواحہؓ کا۔ اور آپؐ ایک مقام کی طرف چل پڑے جسے موتہ کہا جاتا ہے جو شام سے تعلق رکھتا ہے اور ارض دمشق کے بلقاء میں سے ہے پس حضرت زیدؓ نے جھنڈا پکڑا اور جنگ کی حتیٰ کہ قتل ہو گئے پھر حضرت جعفر نے اُسے پکڑا تو آپؓ کا دایاں ہاتھ قطع کر دیا گیا پھر آپ کی کمر میں تلوار ماری گئی پھر اُسے حضرت عبداللہ بن رواحہ نے پکڑ لیا اور قتل ہو گئے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہر نشیب بلند کر دیا گیا اور ہر فراز آپؐ کے لیے پست کر دیا گیا حتیٰ آپؐ نے ان کے پچھڑنے کی جگہوں کو دیکھا اور فرمایا میں نے پہلے جعفر کی چارپائی دیکھی تو میں نے پوچھا اے جبریلؑ میں نے زید کو مقدم کیا

تھا اس نے کہا اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی قرابت کی وجہ سے جعفرؓ کو مقدم کیا ہے[1] اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں موت کی خبر دی اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے جعفر کے زیر جد کے دو بازو اگائے ہیں جن سے وہ جنت میں جہاں چاہے اڑتا ہے اور آپؐ کی گھبراہٹ بڑھ گئی اور آپؐ نے فرمایا رونے والیوں کو جعفرؓ پر رونا چاہیے[2] اور حضرت خالدؓ بن ولید نے فوج پر تسلط پا لیا[3] حضرت اسماء بنت عمیس خثعمیہ جو حضرت جعفرؓ کی بیوی اور آپ کے سب بیٹوں کی ماں تھی، نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں آئے اور میرے ہاتھ آٹے میں تھے آپؐ نے فرمایا تمہارے بیٹے کہاں

---

[1] یعقوبی نے یہ بات اپنے ذاتی نظریہ کی بناء پر لکھ دی ہے حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی اس کی کوئی سند ہے۔ تمام مؤرخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سب سے پہلے آپ نے حضرت زیدؓ کو سالار مقرر کیا تھا پھر حضرت جعفرؓ کو اور پھر حضرت عبداللہؓ بن رواحہ کو، الیعقوبی اس حقیقت کو نظر انداز نہیں کر سکا اور اس کو اسے تسلیم کرنا ہی پڑا ہے مگر اپنے نظریے کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس نے قرابتداری کا سہارا لیا ہے جس کا فوج کی سالاری کے ساتھ کوئی تعلق ہی نہیں ہے (مترجم)

[2] جس انداز میں یعقوبی نے اسے پیش کیا ہے حقیقت اس کے برعکس ہے مگر اُسے تو رونے کا جواز چاہیے نہ کہ کچھ اور (مترجم)

[3] حضرت خالد رضی اللہ عنہ لوگوں کے مشورے اور اتفاق سے فوج کے سالار بنے تھے مگر یعقوبی نے اپنے قلبی بغض کی بنا پر یہ لکھ دیا ہے کہ آپ زبردستی فوج کے سالار بن گئے تھے، مؤرخ کو غیر جانبدارانہ رنگ میں تاریخی حقائق کو پیش کرنا چاہیے اور انہیں اپنے ذاتی نظریے کے تحت نہیں کرنا چاہیے (مترجم)

ہیں ؟ ہیں عبداللہ، محمد اور عون کو آپؐ کے پاس لائی تو آپؐ نے ان سب کو اپنی گود میں بٹھا لیا اور اپنے ساتھ لگا لیا اور ان کے سروں پر ہاتھ پھیرا اور آپؐ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، میں نے کہا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں آپؐ میرے بیٹوں کے ساتھ کیوں اس طرح کر رہے ہیں جیسے آپ یتیموں کے ساتھ کرتے ہیں ؟ شاید آپؐ کو جعفرؓ کے متعلق کوئی بات پہنچی ہے ؟ پس آپؐ کو آنسوؤں نے مغلوب کر لیا اور آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جعفرؓ پر رحم فرمائے تو میں نے آواز دی واویلاہ، واسیداہ، ہائے ہلاکت ہائے سردار، آپؐ نے فرمایا ہلاکت اور جنگ کو نہ پکارو، اور جو کچھ تو نے کہا ہے سچ کہا ہے، میں نے آواز دی واجعفراہ ہائے جعفرؓ، اور میری آواز کو حضرت فاطمہؓ دختر رسولؐ نے بھی سن لیا، وہ بھی وا ابن عماہ (ہائے میرے عمزاد) چلاتی ہوئی آگئیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے باہر نکلے آپؐ کو اپنے آنسوؤں پہ کنٹرول نہ تھا اور آپؐ کہہ رہے تھے رونے والیوں کو جعفرؓ پہ رونا چاہیے پھر آپؐ نے فرمایا اے فاطمہؓ، آلِ جعفرؓ کے لیے کھانا تیار کرو وہ مصروفیت میں ہیں پس حضرت فاطمہؓ نے ان کے لیے تین دن کھانا تیار کیا اور یہ بنی ہاشم میں سنت بن گئی۔

وہ غزوات جن میں قتال نہیں ہوا

اور ان کے درمیان وہ غزوات بھی ہوئے جن میں قتال نہیں ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر جاتے اور جنگ سے دوچار نہ ہوتے اور واپس آ جاتے اور ہم نے قتال والے غزوات کو بے قتال غزوات پر اس لیے مقدم کیا ہے تاکہ ہم ان غزوات کو الگ کر دیں جن میں قتال نہیں ہوا۔

الابواء کی مہم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ودّان کی طرف گئے اور واپس آ گئے اور جنگ سے دوچار نہ ہوئے۔

بواط کی مہم
اس میں بھی اسی طرح ہوا۔

ذو العشیرہ کی مہم
ینبع کے نشیب میں ہے وہاں آپؐ نے بنی مدلج اور ان کے حلفاء سے جو بنی ضمرہ سے تھے مصالحت کی اور ان کے درمیان تحریر لکھی اور ان میں سے اس کی ذمہ داری مخشی بن عمرو الضمری نے لی۔

قرقرۃ الکدر کی مہم
رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کرز بن جابر فہری جسے کرز بن جابر بھی کہا جاتا ہے کی تلاش میں اس وقت نکلے جب اس نے مدینہ کے مولیشیوں پر غارت گری کی اور یہ واقعہ یوں ہے کہ ابوسفیان نے بنی نضیر کے سردار سلام بن مشکم کی مہمانی کی اور اُسے کھانا پیش کیا اور اُسے شراب پلائی پھر وہ رات کو باہر نکلا حتیٰ کہ اس جگہ سے گذرا جسے العریض کہا جاتا تھا اس نے وہاں انصار کے دو آدمیوں کو اپنے کھجور کے کٹے ہوئے درختوں میں پایا تو اس نے دونوں کو قتل کر دیا اور مکہ واپس آ گیا رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی تو آپؐ قرقرۃ الکدر پہنچے اور جنگ سے دوچار نہ ہوئے اور واپس آ گئے۔

حمراء الاسد کی مہم
جنگ اُحد کے دُوسرے دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر گئے اور ہم نے اس کا ذکر اُحد کے حالات کے ساتھ کیا ہے۔

بدر الصفری کی مہم
ابوسفیان بن حرب کے وقت مقرر کرنے کی وجہ سے اسے بدر الموعد بھی کہتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم چوتھے سال کے شعبان میں نکلے اور آٹھ راتیں وہاں قیام کر گئے ابوسفیان کا انتظار کرتے رہے اور منڈی کو پایا جو بہت بڑی تھی پس مسلمانوں نے خرید و فروخت کی اور انہیں بہت اچھا نفع ہوا اور منافقین نے مومنین

سے جب وہ ابوسفیان کے مقررہ وقت پر نکلے، کہا اُنھوں نے تم کو تمہارے گھروں کے پاس قتل کیا ہے پس جب تم ان کے علاقے میں ان کے پاس جاؤ گے تو کیا حال ہوگا اور وہ تمہارے لیے اکٹھے ہو چکے ہیں خدا کی قسم تم کبھی واپس نہیں آؤ گے، اُنھوں نے کہا حسبنا اللہ و نعم الوکیل، تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل کی :۔

الذین قال لھم الناس .... واللہ ذو فضل عظیم۔

ترجمہ: جنہیں لوگوں نے کہا کہ لوگ تمہارے لیے جمع ہو چکے ہیں پس ان سے ڈرو تو اس بات نے ان کو ایمان میں بڑھا دیا اور اُنھوں نے کہا اللہ ہمیں کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے پس وہ اللہ کے نعمت و فضل کے ساتھ لوٹے۔ انہیں کسی تکلیف نے مَس نہ کیا اور اُنھوں نے اللہ کی رضامندی کی پیروی کی اور اللہ بہت فضل والا ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ سے دوچار ہوئے بغیر لوٹ آئے اور ان کے پیچھے پیچھے ابوسفیان تھا اور اس نے کہا یہ خشک سال ہے اور اے گروہِ قریش تمہارے لیے سرسبز سال مناسب ہے جس میں تم درخت چرتے ہو اور دُودھ پیتے ہو اور ہم واپس لوٹنے والا ہوں اور مرالظہران تک پہنچنے کے بعد وہ واپس لوٹ گئے۔

تبوک کی مہم رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جعفرؓ بن ابی طالب کے خون کا بدلہ لینے کے لیے بہت اسی فوج کے ساتھ تبوک کی طرف روانہ ہوئے[1] جو شام کے علاقے میں ہے اور آپؐ نے قبائل

---

[1] یہ بھی مؤرخ کا اپنا خیال ہے کہ غزوۂ تبوک کا مقصد حضرت جعفر بن ابی طالب کے خون کا بدلہ لینا تھا۔ روایات سے اس کی تصدیق نہیں ہوتی (مترجم)

عشائر کے رؤسا کی طرف ان سے مدد مانگنے اور انہیں جہاد کی رغبت دلانے کے لیے آدمی بھیجے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال داروں کو خرچ کی ترغیب دی تو انھوں نے بہت سے اخراجات کیے اور کمزوروں کو قوت دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین صدقہ غریب کی کوشش ہے اور رونے والے آپ کے پاس سواریاں مانگتے ہوئے آئے اور وہ بنی عمرو بن عوف کا ھرمی بن عبد اللہ، سالم بن عمیر، عمرو بن الحمام، عبد الرحمان بن کعب اور صخر بن سلمان تھے آپ نے فرمایا میں کوئی چیز نہیں پاتا جس پر تم کو سوار کراؤں اور کچھ مال دار لوگ آپ کے پاس آئے اور انھوں نے آپؐ سے اجازت طلب کی اور کہنے لگے ہمیں چھوڑ دیجیے ہم پیچھے رہنے والوں کے ساتھ رہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ــــ انھوں نے پیچھے رہنے والی عورتوں کے ساتھ رہنا پسند کیا ہے ــــ اور وہ الجد بن قیس، مجمع بن جاریہ اور خدام بن خالد تھے، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دے دی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ــــ اللہ تجھے معاف کرے تو نے انہیں کیوں اجازت دی ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نویں سال ماہ رجب میں نکلے اور حضرت علیؓ کو مدینہ پر نائب مقرر کیا اور حضرت زبیرؓ مہاجرین کے جھنڈے پر اور حضرت طلحہؓ کو میمنہ پر اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوف کو میسرہ پر امیر مقرر کیا اور گھاٹی کے پاس عورتیں اور بچے آپ کو الوداع کہنے آئے تو آپؐ نے اس کا نام ثنیۃ الوداع رکھ دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے تو لوگوں کو شدید پیاس لگی اور وہ کہنے لگے یا رسول اللہ اگر آپؐ اللہ سے دعا کرتے تو وہ ہمیں سیراب کرتا پس آپؐ نے اللہ سے دعا کی تو اس نے انہیں سیراب کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان میں تبوک آئے پس اُیلہ کا پادری یحنہ بن رُوبۃ آپ کے پاس آیا اور اس نے آپ سے مصالحت

کی اور آپؐ کو جزیہ دیا اور آپؐ نے اس کے لیے تحریر لکھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس لوٹ گئے اور اصحاب عقبہ آپؐ کے لیے بیٹھ گئے تا کہ آپؐ کی ناقہ کو بھگا دیں، آپؐ نے حضرت حذیفہؓ سے فرمایا ان کو ایک طرف ہٹا دو اور انہیں کہو کہ تم ایک طرف ہٹ جاؤ گے یا میں تم کو تمہارے آباء اور تمہارے قبائل کا نام لے کر آواز دوں تو حضرت حذیفہ نے انہیں آواز دی اور آپؐ کا خروج رجب میں ہوا اور آپ ماہِ رمضان میں واپس آئے اور حضرت حذیفہ کہا کرتے تھے، میں ان کے اور ان کے آباء کے قبائل کے ناموں کو جانتا ہوں

سرایا اور جیوش کے اُمراء

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سرایا اور جیوش کے امراء بھیجے اور ان کے لیے جھنڈے باندھے، اور سب سے پہلے امیر حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب تھے جنہیں اس سریہ کا امیر مقرر کیا گیا جو ساحل سمندر کی طرف بھیجا گیا تھا اور بعض کا قول ہے کہ پہلے امیر حضرت عبیدہ بن الحارث بن المطلب تھے جنہیں اس سریہ کا امیر مقرر کیا گیا جو ثنیۃ المرۃ کی طرف بھیجا گیا تھا یہ ساٹھ یا اسی مہاجرین سواروں پر مشتمل تھا اور ان میں انصار کا کوئی شخص نہ تھا، یہ چل کر ثنیۃ المرۃ کے نشیب میں حجاز کے پانی پر پہنچا، وہاں اس کی قریش کی ایک عظیم فوج سے ملاقات ہوئی مگر ان سے جنگ نہ ہوئی صرف حضرت سعدؓ بن ابی وقاص نے اس روز ایک تیر چلایا اور یہ پہلا تیر تھا جو اسلام میں چلایا گیا پھر لوگ، لوگوں سے رک گئے اور مسلمانوں کا ایک حفاظتی دستہ بھی تھا اور مقداد بن عمرو البہرانی حلیف بنی زہرہ اور عتبہ بن غزوان بن جابر حارثی حلیف بنی نوفل آئے اور یہ دونوں مسلمان تھے لیکن دونوں باہر نکلے تو کفار سے ان کا رابطہ ہو گیا اور دشمن قوم کا

سالار عکرمہ بن ابوجہل تھا۔

اور حضرت سعد بن ابی وقاص سریۃ الخزار کے امیر تھے اور یہ جحفہ کا ایک پانی ہے آپ نے بنی ضمرہ کے اونٹ پکڑ لیے تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پیغام بھیجا تو آپؐ نے اس معاہدے کی وجہ سے جو آپؐ کے اور ان کے درمیان تھا واپس کر دیا۔

اور حضرت حمزہ بن عبدالمطلب اس سریہ کے امیر تھے جو العیص کی جانب ساحل سمندر کی طرف بھیجا گیا تھا یہ تیس مہاجر سواروں پر مشتمل تھا اور ان میں کوئی انصاری نہ تھا، اس نے ابوجہل سے ملاقات کی جو اہل مکہ کے تین سو سواروں کے ساتھ تھا اور مجدی بن عمرو الجہنی ان کے درمیان حائل ہو گیا وہ فریقین سے مصالحت کرنے والا تھا پس لوگ ایک دوسرے سے رک گئے اور جنگ نہ ہوئی۔

اور حضرت عبداللہ بن جحش بن رئاب اس سریہ کے امیر تھے جسے نخلہ کی طرف بھیجا گیا تھا یہ آٹھ مہاجرین پر مشتمل تھا اور ان میں کوئی انصاری نہ تھا اور آپؐ نے حضرت عبداللہ کے لیے ایک تحریر لکھی اور حکم دیا کہ وہ اس میں غور کریں اور جو حکم ہو اسے کر گزریں اور اپنے اصحاب میں سے کسی کو برا نہ سمجھیں، پس حضرت عبداللہ بن جحش دو روز سفر کر چکے تو آپ نے خط کو غور و فکر کرنے کے لیے کھولا تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس میں لکھا ہے کہ جب آپ میرے اس خط پر غور کریں تو چلتے چلیں حتیٰ کہ مکہ اور طائف کے درمیان نخلہ میں اتریں اور وہاں قریش کی نگرانی کریں اور ان کے حالات معلوم کریں، پس آپ اور آپ کے اصحاب چلے اور ان میں سے ایک شخص بھی پیچھے نہ رہا اور جب آپ نخلہ اترے تو آپ کے پاس سے قریش کا ایک قافلہ منقہ اور چمڑا اور سامان تجارت لے کر گزرا اس قافلے میں عمرو بن الحضرمی بھی تھا پس انہوں نے اس سے جنگ کی اور ان کے

دو آدمیوں کو قیدی بنالیا اور یہ دونوں، مشرکین کے سب سے پہلے قیدی تھے اور لوگ بھاگ گئے اور جو کچھ ان کے پاس تھا لے گئے پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قافلے کا خمس الگ کیا اور بقیہ سامان اپنے اصحاب میں تقسیم کر دیا اور یہ اسلام میں تقسیم ہونے والا پہلا خمس تھا۔

اور آپ نے حضرت حمزہ بن عبد المطلب کے حلیف ا مرثد بن ابی مرثد کو سریہ کا امیر بنا کر رجیع کی طرف بھیجا اور یہ واقعہ یوں ہے کہ العضل اور دلیش کی ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور یہ دونوں قبیلے الهون بن خزیمہ سے ہیں ان دونوں نے کہا یا رسول اللہ ہم میں مسلمان بھی ہیں آپ اپنے اصحاب میں سے ہمارے ساتھ آدمی بھیجیں جو ہمیں قرآن پڑھائیں تو آپ نے ان میں حضرت مرثد بن ابی مرثد الغنوی اور بنی عدی کے حلیف حضرت خالد بن بکیر اور حضرت عاصم بن ثابت ابی الاقلع العمری اور حضرت زید بن دثنتہ البیاضی اور حضرت عبد اللہ بن طارق الظفری اور حضرت خبیب بن عدی العمری کو بھیجا اور جب وہ ہذیل کے پانی الرجیع پر پہنچے تو ایک شخص نکل کر ہذیل کے پاس پہنچ گیا اور کہنے لگا یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اصحاب کی ایک جماعت ہے کیا تم ایسا کر سکتے ہو کہ ہم انہیں پکڑ لیں اور ان کا سامان چھین لیں اور ان کو فروخت کر کے قریش سے ان کی قیمت لیں؟ اور مسلمانوں کو ان لوگوں نے خوفزدہ کر دیا جن کے ہاتھوں میں تلواریں تھیں، انھوں نے کہا، قیدی بن کر اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دو، ہم تم سے عہد کرتے ہیں اور ہم تم کو قتل بھی نہیں کریں گے لیکن ہم تم کو فروخت کر کے قریش سے قیمت لیں گے، حضرت مرثد امیر قوم اور عاصم اور خالد نے لوگوں کو آواز دی اور اپنی تلواریں سونت لیں اور جنگ کے لیے تیار ہو گئے اور حضرت خبیب اور عبد اللہ اور زید نے نرمی اختیار کی اور اطاعت اختیار کر لی اور ان کے اصحاب نے شدید جنگ کی اور

حضرت مرثد اور حضرت خالد بن البکیر قتل ہو گئے اور حضرت عاصم بن ثابت نے جنگ کی حتیٰ کہ قتل ہو گئے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت زید بن حارثہ اس سریہ کے امیر تھے جو قردۃ کی طرف بھیجا گیا یہ اس وقت کی بات ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو سفیان کے مقرر کردہ وقت سے بدر الصفری سے واپس آئے اور قریش شام کی طرف جانے والے اپنے اس راستے کو جو بدر سے گزرتا ہے، اختیار کرنے سے ڈر گئے اور انھوں نے اس راستے کو چھوڑ دیا اور عراق کے راستے پر چلے اور ابو سفیان اور ابو العاص بن الربیع قریش کے قافلے میں بہت سامان لے کر شام کی طرف گئے، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوج بھیجی اور اس نے ان کو اور جو کچھ اس میں تھا اُسے جا لیا اور لوگ بھاگ گئے اور ابو سفیان اور اس کے اصحاب ان سے سبقت لے گئے اور حضرت زید اس مال کو لے کر آئے اور آپ نے عبد الملک بن مروان کے دادا معاویہ بن المغیرہ بن ابی العاص کو قید کر لیا اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ آپ اُسے بھی لائے اور ابو العاص بن الربیع مدینہ آیا اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت زینب سے پناہ طلب کی اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھی تو حضرت زینب نے آواز دی آگاہ رہو میں نے ابو العاص بن الربیع کو پناہ دے دی ہے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس لوٹے تو آپ نے فرمایا، کیا تم نے سن لیا ہے؟ انھوں نے کہا ہاں، آپ نے فرمایا جسے زینب نے پناہ دی ہے میں نے بھی اُسے پناہ دی ہے، مومنین کا قریبی ان کے دُور کے رشتہ دار کے برخلاف پناہ دے سکتا ہے اور آپ اُٹھ کر ان دونوں کے پاس آئے اور فرمایا یہ تجھ سے تجاوز نہ کرے اس کی عزت کرنا اور جو کچھ اس سے لیا گیا تھا آپؐ نے اُسے واپس کر دیا اور وہ

مکہ واپس آگیا اور اس نے ہر حق دار کو اس کا حق دیا پھر مسلمان ہو گیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس چلا گیا تو آپ نے حضرت زینبؓ کو نکاح اوّل کے ساتھ واپس کر دیا۔

اور اسی طرح حضرت زید بن حارثہ کو الجموم یا الجموم کے سریہ کا امیر مقرر کیا گیا اور آپ نے مزنیہ کی ایک عورت حلیمہ نام کو پکڑ لیا اور اس نے انہیں بنی سلیم کے اُترنے کی جگھوں میں سے ایک جگہ بتائی اور انہیں اس سے فرودگاہ اُونٹ اور قیدی ملے اور ان قیدیوں میں حلیمہ کا خاوند بھی تھا اور جب آپ اس عورت کے ساتھ واپس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزنیہ کی عورت کے خاوند کو اُسے بخش دیا اور اُسے بھی بخش دیا۔

اور دوسری دفعہ حضرت زید کو، جذام کی طرف بھیجی جانے والی فوج کا امیر مقرر کیا گیا جب ابن خلیفۃ الکلبی قیصر کے پاس سے واپس لوٹے تو ارض جذام سے گذرے تو لهنید بن عارض جذامی نے آپ پر حملہ کر دیا اور جو سامان آپ کے پاس تھا چھین لیا اور مسلمانوں کی ایک جماعت نے اُسے پکڑ لیا اور انھوں نے جو کچھ آپ سے چھینا تھا اُسے لے کر حضرت دحیہ کو دے دیا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ کو بھیجا تو آپ نے قیدی بنائے اور قتلِ عام کیا اور الهنید اور اس کے بیٹے کو پکڑ کر انہیں قتل کر دیا۔

اور اسی طرح آپ نے حضرت زید کو وادی القریٰ کی طرف بھیجی جانے والی فوج کا امیر مقرر کیا اور ربیعہ بن بدر کی بیٹی ام قرفہ سے مالک بن حذیفہ بن بدر نے نکاح کر لیا تھا اس نے اپنے قبیلے کے چالیس آدمیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا اور کہنے لگی کہ مدینہ میں ان کے پاس جاؤ، سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ کو سواروں کے ساتھ بھیجا، آپ نے وادی القریٰ میں ان سے مڈبھیڑ کی تو آپؓ کے

اصحاب کو شکست ہوگئی اور حضرت زید کو مقتولین سے ایسی صورت میں لایا گیا کہ آپ میں زندگی کی رمق باقی تھی، پس آپ نے قسم کھائی کہ آپ نہ غسل کریں گے اور نہ تیل لگائیں گے حتیٰ کہ ان سے جنگ کریں گے سو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ آپ انہیں ان کی طرف بھیجیں تو آپ نے بڑے سواروں کے ساتھ آپ کو بھیجا اور وادی القریٰ میں ان کی مڈبھیڑ ہوئی اور انہوں نے باہم شدید جنگ کی اور بنو فزارہ کو شکست ہوئی اور وہ قتل ہوئے اور اس روز ام قرفہ قید ہوگئی اور آپ نے اُسے سختی سے قتل کیا آپ نے اُسے دو اونٹوں کے درمیان چیر دیا اور اس کی بیٹی قیس بن المحسر کے حصہ میں آئی تو اس نے اُسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے ماموں حزن بن ابی وہب بن عائذ بن عمران بن مخزوم کے لیے مانگ لیا اور اس نے عبدالرحمٰن بن حزم کو جنم دیا۔

اور ایک دفعہ آپ کو جیش الطرف کا پندرہ آدمیوں پر جو بنی ثعلبہ کی طرف بھیجے گئے تھے امیر مقرر کیا گیا، پس اعراب بھاگ گئے اور ڈر گئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف آئیں گے پس آپ نے ان کے اونٹوں میں سے بیس اُونٹ پکڑ لیے اور ان کے درمیان جنگ نہ ہوئی۔

اور حضرت المنذر بن عمرو الانصاری کو بئر معونہ کی طرف بھیجے جانے والے سریہ کا امیر مقرر کیا گیا اور یہ واقعہ یوں ہے کہ اسد بن معونہ، اپنے چچا ابو براء بن مالک ملاعب الاسنہ کا ہدیہ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے آپ کو دو گھوڑے اور اونٹنیاں ہدیہ دیں اور وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دوست تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم میں مشرک کا ہدیہ قبول نہیں کرتا، لبید بن ربیعہ نے کہا، میں نہیں سمجھتا کہ مضر کا کوئی شخص ابو براء کے ہدیہ کو رد کرے، آپ نے فرمایا اگر میں مشرک کے ہدیے کو قبول کرنے والا ہوتا تو اس کے ہدیے کو قبول کر لیتا، اس نے

کہا وہ آپ سے اپنے پیٹ کے پھوڑے کے بارے میں شفا طلب کرتا ہے اور وہ پھوڑا اس پر غالب آگیا ہے، سو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹی کی ایک مٹھی لی اور اُسے اپنی زبان پر پھیرا پھر اُسے پانی میں ملایا پھر اُسے اس کو پلا دیا، گویا وہ بندھن سے آزاد ہو گیا اور ابو براء نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپ اس کے پاس اپنے اصحاب کی ایک جماعت بھیجیں تاکہ وہ انہیں دین سمجھائیں اور قوانین اسلام بتائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے خوف ہے کہ بنو عامر انہیں قتل کر دیں گے ابو براء نے پیغام بھیجا کہ وہ میری امان میں ہوں گے تو آپ نے المنذر بن عمرو کو اور اپنے ۲۹ اصحاب کی جماعت کو جن میں اکثر بدری تھے، اس کی طرف بھیجا، تو عامر بن الطفیل نے ان پر حملہ کر دیا اور بنی سلیم کے تین قبیلوں رِعل، ذکوان اور عُصَبہ نے انھی کی پیروی کی، اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر لعنت کی اور عامر، حرام بن ملحان کے پاس آیا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط پڑھ رہے تھے تو اس نے آپ کو نیزہ مارا تو آپ نے کہا اللہ اکبر میں جنت کے حصول میں کامیاب ہو گیا ہوں اور لوگوں نے باہم شدید جنگ کی اور ان کی اکثریت بنو سلیم کی تھی پس وہ حضرت المنذر بن عمرو کے سوا سب قتل ہو گئے، آپ نے انہیں کہا مجھے اپنے بھائی حرام ابن ملحان کا جنازہ پڑھنے کے لیے چھوڑ دو، انھوں نے کہا بہت اچھا پس آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی پھر تلوار پکڑ لی اور ان کی جانب تیزی سے چل پڑے اور ان سے جنگ کی حتیٰ کہ قتل ہو گئے اور حارث بن الصمۃ نے کہا میں اپنے نفس کو اس راستے سے بے رغبت نہیں کرتا جس پر المنذر گئے ہیں خدا کی قسم میں ضرور جاؤں گا اور اگر وہ کامیاب ہوئے ہیں تو میں ضرور کامیاب ہوں گا اور اگر وہ قتل ہوئے تو میں ضرور قتل ہوں گا پس وہ گئے اور قتل ہو گئے اور عامر بن الطفیل نے اسد بن زید الدیناری کو

اس گردن کے باعث جو اس کی ماں کے ذمے تھی آزاد کر دیا۔

اور آپ نے حضرت جعفر بن ابی طالب اور حضرت زید بن حارثہ اور حضرت عبد اللہ بن رواحہ کو ارضِ شام کے بلقاء کی طرف بھیجا اور وہ موتہ میں مارے گئے اور ہم نے اس مقام سے قبل ان کا ذکر کیا ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غالب بن عبد اللہ الکلبی کو بنی مدلج کی طرف بھیجا اور وہ آپ کے حلیف تھے اور انہی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اَوْ جَاءُوكُمْ حَصِرَتْ صُدُورُهُمْ، انھوں نے کہا ہم نہ آپ کے خلاف ہیں اور نہ آپ کے ساتھ ہیں اور انھوں نے آپ کو جواب نہ دیا لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ان سے جنگ کیجیے آپ نے فرمایا ان کا سردار شائستہ ہے وہ بہتر بات کو اختیار کرے گا اور جب یہ قربانی کرتے ہیں تو بہت خون بہاتے ہیں اور جب تلبیہ کہتے ہیں تو چلاتے ہیں اور بنی مدلج کے کئی جنگجو شہید فی سبیل اللہ ہیں۔

اور آپ نے حضرت نُمیلہ بن عبد اللہ لیثی کو بنی ضمرہ کی طرف بھیجا تو اس نے واپس آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا یا رسول اللہ وہ کہتے ہیں کہ ہم نہ آپ سے جنگ کریں گے اور نہ صلح کریں گے اور نہ آپ کی تصدیق کریں گے اور نہ تکذیب کریں گے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ان سے جنگ کیجیے آپ نے فرمایا انہیں چھوڑ دو، ان کی تعداد اور سرداری ہے اور بنی ضمرہ کے کئی صالح شیخ راہِ خدا میں جنگ کرنے والے ہیں۔

اور آپ نے حضرت عمرو بن اُمیہ ضمری کو بنی الدیل کی طرف بھیجا اور انھوں نے واپس آکر کہا یا رسول اللہ میں نے انہیں جماعت کی صورت میں پایا ہے اور انہیں اُترنے کی حالت میں لایا ہوں، میں نے انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف دعوت دی تو انھوں نے شدید انکار کیا، لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ان سے جنگ کیجیے، آپ نے فرمایا بنی الدیل کو چھوڑ دو،

آگاہ رہو ان کے سردار نے نماز پڑھی ہے اور مسلمان ہو گیا ہے اور وہ کہتا ہے اسلام قبول کرو تو وہ کہتے ہیں بہت اچھا۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن سہیل بن عمرو العامری کو بنی معیص اور محارب ابن فہر اور ان کے نزدیکی سواحل کی طرف پانچ سو جوانوں کے ساتھ بھیجا اور آپ نے المدتراء پہ ان سے ملاقات کی اور جب آپ نے ان سے جنگ کی تو انہیں دعوت اسلام دی اور آپ کے ساتھ ایک جماعت بھی آئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ایمان کا حصہ کھجور کے تنے کی طرح ہے جس کا اوّل و آخر شیریں ہے۔

اور آپ نے حضرت ابو عبیدہ بن الجراح کو فوج کا امیر مقرر کر کے ذات القصہ کی طرف بھیجا اور وہاں محارب، ثعلبہ اور انمار کے کچھ لوگ تھے پس حضرت ابو عبیدہ اور آپ کے اصحاب رات بھر چلتے رہے حتیٰ کہ صبح ہو گئی اور جب لوگوں نے انہیں دیکھا تو وہ بھاگ گئے اور اپنے اونٹ پیچھے چھوڑ گئے تو انھوں نے اموال کو لوٹا اور ایک شخص کو پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خمس لگایا، پس آپ نے خمس لیا اور باقی مال فوج کے جوانوں میں تقسیم کر دیا اور وہ شخص مسلمان ہو گیا تو آپ نے اسے چھوڑ دیا۔

اور حضرت عمر بن الخطابؓ اس فوج کے امیر مقرر ہوئے جو طائف کے نزدیک زبیتہ کی طرف گئی اور آپ جنگ سے دوچار نہ ہوئے اور حضرت علی بن ابی طالب فدک کی طرف جانے والی فوج کے امیر مقرر ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ وہاں ایک فوج ہے جو خیبر کے یہودیوں کو مدد دینا چاہتی ہے پس حضرت علی بن ابی طالب رات کو چلتے اور دن کو چھپتے ہوئے چلے حتیٰ کہ آپ نے صبح کو ان پہ حملہ کر کے ان کو قتل کر دیا۔

اور آپ نے حضرت ابو العوجاء سلمی کو ایک سریہ کا امیر بنا کر بھیجا پس

جو لوگ سریہ میں تھے وہ سب شہید ہو گئے اور ان میں سے ایک شخص بھی واپس نہ آیا اور حضرت عکاشہ بن محصن بن حرثان الاسدی اسد بن خزیمہ کو اس سریہ کا امیر بنا کر بھیجا جو العمرۃ کی طرف گیا۔

اور حضرت ابو سلمہ بن عبد الاسد بن ہلال مخزومی کو قطن کی طرف جانے والے سریہ کا امیر بنا کر بھیجا۔

اور بنی حارثہ کے بھائی حضرت محمد بن مسلمہ انصاری کو القرطا کی طرف فوج کا امیر بنا کر بھیجا جو ہوازن کے علاقے میں ہے اور بشیر بن سعد انصاری کو فدک کی طرف سریہ کا امیر بنا کر بھیجا جس کے سب آدمی مارے گئے اور ان میں سے ایک بھی واپس نہ آیا پھر آپ نے غالب بن عبد اللہ اعلوحی کو ان کی طرف بھیجا تو وہ مرداس ابن نہیک الفدکی کو لائے اور دوسری دفعہ مرحان کی طرف بھیجا جو خیبر کے علاقے میں ہے۔

اور حضرت عبد اللہ بن رواحہ انصاری کو خیبر کی طرف دو بار سریہ کا امیر بنا کر بھیجا ان میں سے ایک دفعہ اصحاب الیسیر بن رزام یہودی اور اس کے اصحاب کی طرف بھیجا، وہ غطفان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے کے لیے اکٹھا کرتا تھا اور حضرت عبد اللہ بن انیس انصاری کو خالد بن سفیان بن نبیح کی طرف بھیجا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے کے لیے لوگوں کو اکٹھا کرتا تھا پس آپؓ نے اسے قتل کر دیا اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ سریہ کوئی نہ تھا آپؓ صرف اکیلے ہی تھے۔

اور حضرت عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر الفزاری کو بلعنبر کی طرف جانے والی فوج کا امیر بنا کر بھیجا اور آپ نے ان کو قتل کیا اور وہ وعدہ خلاف تھے پس آپ نے ان کے قیدیوں کو لا کر مسجد میں پھینک دیا اور ان کے جوان آپ کے پاس آئے اور جب مسجد میں داخل ہوئے تو انہوں نے آواز دی اے محمد ہماری طرف آیئے اور ان میں لبامہ بن الاعور اور سمرہ

بن عمرو بھی شامل تھے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ـــــ اور اگر وہ صبر کرتے حتیٰ کہ آپ ان کے پاس آتے تو ان کے لیے بہتر ہوتا ـــــ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس گئے اور انہوں نے آپ سے مطالبہ کیا کہ آپ سمرہ بن عمرو کو حکم مقرر کریں اور انہیں تین چیزیں دیں اور تین پیچھے رکھیں اور پھر لیں، ہمیں اطلاع ملی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص حضرت اسماعیل کی اولاد میں سے آزاد کرنا چاہتا ہے وہ ان لوگوں میں سے آزاد کرے۔

اور آپ نے حضرت کعب بن عُمیر انصاری کو ذات اطلاح کی طرف فوج کا امیر بنا کر بھیجا بیان کیا جاتا ہے کہ ذات اباطح کی طرف بھیجا پس وہ سب شہید ہو گئے اور فوج سے ایک شخص بھی واپس نہ آیا۔

اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن العاص کو ارضِ شام میں ذات السلاسل کی طرف جانے والی فوج کا امیر بنا کر بھیجا وہاں پر بنی عذرہ بلی اور قبائل یمن کے کچھ لوگ تھے اور حضرت ابوبکر، حضرت عمرؓ اور حضرت ابو عبیدہ بن الجراح بھی آپ کے ساتھ تھے اور آپ نے حضرت عمرو کو مال دیا اور فرمایا جس قدر لوگوں کو آپ جمع کر سکتے ہیں، کرلیں اور جب آپ ان لوگوں کے نزدیک پہنچے تو انہیں آگ جلانے سے منع کر دیا، سردی کی شدت کے باعث مسلمانوں کو یہ بات گراں گزری تو آپ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو حکم دیا ہے کہ تم میری سمع و اطاعت کرو، انہوں نے اس بارے میں حضرت ابوبکرؓ سے گفتگو کی، حضرت عمرؓ آئے تو آپ نے انہیں بھی اجازت نہ دی تو حضرت ابوبکرؓ نے آواز دی، اے پسر چوغہ مردش میری طرف آ، تو آپ نے انکار کیا حضرت ابوبکرؓ نے کہا اے قرظ درخت کے پتوں سے رنگنے والے کے بیٹے، میری طرف آ، تو آپ نے انکار کیا اور جب سحر ہوئی تو آپ نے ان پر حملہ کر کے ان

قتل کر دیا اور کامیاب ہو گئے اور حضرت ابوبکرؓ سے کہنے لگے آپ نے پسر جوغہ فروش کی رائے کو کیسا پایا ہے؟ اور حضرت عمرو بن العاص نے جُنبی ہونے کی حالت میں لوگوں کو نماز پڑھائی اور جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح نے آپ کو اطلاع دی تو حضرت عمرو نے کہا یا رسول اللہ سردی شدید تھی اور اگر میں غسل کرتا تو مر جاتا، پس رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔

اور آپ نے حضرت عبداللہ بن حدرد اسلمی کو اضم کی طرف جانے والی فوج کا امیر مقرر کیا پس آپ نے عامر بن الاضبط الاشجعی سے ملاقات کی اور محلم بن جثامہ بن قیس نے آپ پر حملہ کر کے آپ کو نیزہ مارا اور عیینہ ابن حصن آپ کی دیت کا جھگڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے سو آپ نے نصف دیت جلد دے دی اور نصف کو مؤخر کیا اور محلم بن قیس آپ کے پاس آیا اور کہنے لگے یا رسول اللہ میرے لیے بخشش طلب کیجیے آپ نے فرمایا تو نے ایک مسلمان کو قتل کیا ہے اللہ تجھ پر لعنت کرے اور وہ اس کے بعد پانچ دن زندہ رہا پھر مر گیا۔

اور آپ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو کلب کی طرف جانے والی فوج کا امیر مقرر کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سیاہ عمامہ باندھا اور اُسے آپ کے آگے اور پیچھے لٹکایا اور فرمایا اس طرح عمامہ باندھو، بلاشبہ یہ زیادہ اُونچا ہے اور آپ نے انہیں حکم دیا کہ اگر اللہ تعالیٰ انہیں فتح دے تو آپ ان کے سردار کی بیٹی کا آپ سے نکاح کرا دیں گے پس اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح دی تو آپ نے تماضر بنت الاصبغ سے نکاح کیا جس سے ۸۰ ہزار دینار کے چوتھے حصے پر صلح ہو گئی۔

اور جب آپ تبوک کی طرف گئے تو آپ نے حضرت علیؓ بن ابی طالب کو

امیر مقرر کیا ....[1] اور حضرت المہاجر بن اُمیہ صنعاء پر آپ کے امیر تھے اور حضرت زیاد بن لبید، حضر موت پر آپ کے امیر اور صدقات کے انچارج تھے اور حضرت عدی بن حاتم، طی کے صدقات کے انچارج تھے اور حضرت مالک بن نویرہ یربوعی، حنظلہ کے صدقات کے انچارج تھے اور الزبرقان بن بدر اور قیس بن عاصم، بنی سعد کے صدقات کے انچارج تھے اور حضرت علی بن ابی طالب اہل نجران کی طرف ان کے صدقات جمع کرنے اور ان سے جزیہ لینے کے لیے گئے تھے اور حضرت خالد بن ولید دومۃ الجندل جانے والی فوج کے امیر تھے اور حضرت عتاب بن الاسید، مکہ کے امیر تھے اور حضرت ابوسفیان بن حرب اور حضرت یزید بن ابوسفیان، تیماء کے امیر تھے اور حضرت خالد بن سعید بن العاص بن اُمیہ، قُریٰ عربیہ کے امیر تھے اور حضرت ابان بن سعید بن العاص بن امیہ بحرین کی پٹی کے امیر تھے اور آپ نے ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو بنی المصطلق کی طرف بھیجا اور آپ نے ان کے متعلق جھوٹ بولا اور ہم آپ کے واقعہ کو بنی المصطلق کی مہم میں بیان کر چکے ہیں اور سعید بن العاص کے حلیف العلاء، بحرین میں القطیف کے امیر تھے اور معیقیب ابن لابی فاطمہ الدوسی غنائم کے امیر تھے اور ابورہم الغفاری جس وقت آپ نے خیبر سے جنگ کی آپ کے امیر مدینہ تھے اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ابورُھم کلثوم بن الحصین الغفاری امیر تھے اور ابورھم الغفاری امیر تھے اور ابورھم الغفاری فتح مکہ کی مہم میں بھی مدینہ کے امیر تھے اور حضرت عتاب بن اسید، حج کے اجتماع کے امیر تھے اور لوگ ابھی تک شرک پر قائم تھے حضرت عتاب مسلمانوں کے ساتھ کھڑے ہوئے اور مشرکین ان سے الگ کھڑے ہوئے

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

اور حضرت ابوبکرؓ نویں سال کے اجتماع حج میں آپ کے امیر تھے اور بعض لوگ مشرکین تھے پس حضرت ابوبکرؓ مسلمانوں کے ساتھ کھڑے ہوئے اور مشرکین ان کے موافقت کے ایک طرف کھڑے ہوئے۔

اور اس سال آپ نے حضرت علی بن ابی طالب کو سورۃ برأت کے ساتھ بھیجا پس آپ نے اسے حضرت ابوبکرؓ سے لے لیا، حضرت ابوبکرؓ نے کہا یا رسول اللہؐ کیا میرے بارے میں کچھ نازل ہوا ہے؟ آپؐ نے فرمایا نہیں، لیکن جبریلؑ نے مجھے بتایا ہے کہ اسے آپ یا آپ کے اہل کا کوئی شخص پہنچائے، پس آپ نے اسے اہل مکہ کو سنایا اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے اسے زمزم کے حوض پر سنایا اور امان دی اور اعلان کیا کہ جس شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار ماہ کی مہلت کا عہد دیا ہے وہ اپنے عہد پر قائم رہے اور جس کے پاس آپ کا عہد نہیں ہے اس کی مدت پچاس راتیں ہیں اور وفد ثقیف کی نماز پر آپ کے امیر حضرت عثمان بن ابی العاص ثقفی تھے اور حضرت معاذ بن جبل یمن کے کچھ علاقے کے امیر تھے اور جنگ بدر کی غنیمت کی تقسیم پر محمیۃ بن جزد بن عبد یغوث زبیدی حلیف بنی جمح امیر تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت اسامہ بن زید، شام کی طرف جانے والی فوج کے امیر تھے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے آپ کو امیر قائم رکھا اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی فوج میں تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سرایا کو بھیجتے تو فرماتے ۔۔۔ اللہ کا نام لے کر راہِ خدا میں جنگ کرو، اور جو اللہ کا انکار کرے اس سے جنگ کرو اور خیانت اور عہد شکنی نہ کرو اور نہ مثلہ کرو اور نہ بچے کو قتل کرو۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بادشاہوں کو دعوت اسلام دینے کے لیے آدمی بھیجے، آپ نے حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی کو کسریٰ کی طرف بھیجا اور اسے لکھا ۔۔۔۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵

محمد رسول اللہ کی جانب سے ایران کے عظیم کسریٰ کی طرف

ہدایت کی پیروی کرنے والے اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے والے پر سلام ہو۔ اور یہ گواہی دینے والے پر کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے بندے اور سب لوگوں کی طرف رسول ہیں تاکہ آپ اُسے انتباہ کریں جو زندہ ہے اور کافروں پر قول واجب ہو جائے، اسلام لا، تو محفوظ ہو جائے گا پس اگر تو انکار کرے تو تجھ پر مجوس کا گناہ ہوگا۔

اور کسریٰ نے آپ کو خط لکھا اور اس نے اُسے ریشم کے دو ٹکڑوں میں رکھا اور ان دونوں میں کستوری رکھی اور جب ایلچی نے اُسے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کیا تو آپ نے اُسے کھولا اور کستوری کی ایک مٹھی لے کر اُسے سونگھا اور اُسے اپنے اصحاب کو دیا اور آپ نے فرمایا ہمیں اس ریشم کی ضرورت نہیں۔ یہ ہمارے لباس میں سے نہیں ہے نیز آپ نے فرمایا تم ضرور میرے دین میں داخل ہو گے یا میں خود اور میرے ساتھی تیرے پاس آئیں گے اور امر الٰہی اس سے زیادہ تیز ہے اور اب رہا تمہارا خط، تو میں اُسے تجھ سے زیادہ جانتا ہوں، اس میں یوں لکھا ہے اور آپ نے اُسے کھولا اور نہ پڑھا اور ایلچی نے کسریٰ کے پاس واپس آکر اُسے بتایا[1] یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب کسریٰ کے پاس خط پہنچا اور وہ ......

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان کی حکومت کو پوری طرح ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔

اور آپ نے حضرت دحیہ بن خلیفۃ الکلبی کو قیصر کی طرف بھیجا اور اُسے

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

لکھا:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

محمد رسول اللہ کی جانب سے روم کے عظیم ہرقل کی طرف ہدایت کی پیروی کرنے والے پر سلام ہو، امابعد! میں آپ کو دعوتِ اسلام دیتا ہوں، اسلام لا، تو محفوظ ہو جائے گا اللہ تجھے تیرا اجر دو دفعہ دے گا اے اہلِ کتاب، آؤ اس بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور نہ کسی کو اس کا شریک بنائیں اور نہ ہمارے بعض، بعض کو اللہ کے سوا ارباب بنائیں، پس اگر وہ منہ پھیر لیں تو کہو کہ گواہ رہنا کہ ہم مسلمان ہیں اور اگر تو نے منہ پھیرا تو تم پر اریسیوں کا گناہ ہوگا۔

اور ہرقل نے لکھا:۔

اس احمد اللہ کے رسولؐ کی طرف جس کی بشارت حضرت عیسیٰؑ نے دی ہے، قیصر شاہِ روم کی جانب سے —— آپؐ کے ایلچی کے ساتھ آپؐ کا خط میرے پاس آیا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں ہم اپنے ہاں انجیل میں آپ کا ذکر پاتے ہیں حضرت عیسیٰ بن مریم نے آپ کی بشارت ہمیں دی ہے اور میں نے رومیوں کو دعوت دی ہے کہ وہ آپ پر ایمان لائیں تو انھوں نے انکار کر دیا ہے اور اگر وہ میری اطاعت کرتے تو ان کے لیے بہتر ہوتا اور میں چاہتا ہوں کہ میں آپ کے پاس ہوتا اور آپ کی خدمت کرتا اور آپ کے پاؤں دھوتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک میرا خط ان کے پاس رہے گا ان کی حکومت باقی رہے گی۔

اور آپ نے حضرت عمرو بن اُمیہ ضمری کو نجاشی کے پاس بھیجا اور حضرت شجاع بن وہب کو الحارث ابن ابی شمر غسانی کی طرف، اور حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کو حاکم اسکندریہ مقوقس کی طرف، اور حضرت جریر بن عبداللہ البجلی کو ذوالکلاع حمیری کی طرف، اور حضرت العلاء بن الحضرمی کو بحرین میں بنی تمیم کے المنذر بن ساوی کی طرف، اور حضرت عمار بن یاسر کو الایہم بن نعمان غسانی کی طرف اور حضرت سلیط بن عمرو بن عبد شمس العامری کو، یمامہ میں ہوذة بن علی حنفی کے دونوں بیٹوں کی طرف اور حضرت المهاجر بن ابی امیہ کو الحارث بن عبد کلال حمیری کی طرف، اور حضرت خالد بن ولید کو الدیان اور بنی قنان کی طرف اور حضرت عمرو بن العاص کو، عمان کی جانب الجلندا کے دونوں بیٹوں جیفر اور عباد کی طرف بھیجا، اور ان سب کی طرف اسی کی مانند لکھا جو آپ نے کسریٰ و قیصر کو لکھا تھا اور حضرت سلیمہ بن عمرو انصاری کو حضرموت کی طرف بھیجا

اور آپ نے اپنے اصحاب کے کچھ لوگوں کو مشرکین کے کچھ لوگوں کے قتل کے لیے بھیجا، پس آپ نے حضرت عمرو بن امیہ ضمری کو ابو سفیان بن حرب[1] کے قتل کے لیے بھیجا مگر آپ نے اُسے قتل نہ کیا اور آپ نے حضرت محمد بن مسلمہ اور حضرت ابو نائلہ سلکان بن سلامہ اور حضرت عباد بن بشر اور حضرت ابو عیس بن جبر اور حضرت الحارث بن اوس کو، کعب بن اشرف یہودی کے قتل کے لیے بھیجا تو انھوں نے اُسے النضیر میں قتل کر دیا اور آپ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ کو الیسیر بن رزام یہودی کے قتل کے لیے بھیجا تو آپ نے حضرت عبداللہ بن عتیک اور حضرت ابو قتادہ ابن ربعی اور حضرت خزاعی بن اسود اور حضرت مسعود بن سنان کو سلام بن ابی الحقیق کے قتل کے لیے

---

[1] ابو سفیان فتح مکہ کے وقت مسلمان ہو گئے تھے ان کے قتل کے لیے آدمی بھیجنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا یہ تاریخی حقائق کا منہ چڑانا ہے۔

ایک آدمی بھیجا اور اُسے کہا اگر تو اُسے زندہ پائے تو اُسے قتل کرنا اور آگ سے جلا دینا۔ اور اس نے اُسے اس حالت میں پایا کہ اُسے سانپ نے ڈس لیا اور وہ مر گیا اور آپ نے حضرت عبداللہ بن ابی حدرد کو رفاعہ بن قیس الجشمی کے قتل کے لیے بھیجا تو آپ نے اُسے قتل کر دیا اور آپ نے حضرت علی بن ابی طالب کو معاویہ بن المغیرہ بن ابی العاص بن اُمیہ کے قتل کے لیے بھیجا تو آپ نے اُسے قتل کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آنے والے عربوں کے وفود

اور آپ کے پاس عربوں کے وفود آئے اور ہر قبیلہ کا رئیس ان سے متقدم تھا، پس مزنیہ آئے اور ان کا رئیس خزاعی بن عبد نہم تھا اور اشجع آئے اور ان کا رئیس عبداللہ بن مالک تھا اور اسلم آئے اور ان کا رئیس بریدہ تھا اور سلیم آئے اور ان کا رئیس وقاص بن قمامہ تھا اور بنو لیث آئے اور ان کا رئیس الصعب بن جثامہ تھا اور فزارہ آئے اور ان کا رئیس عیینہ بن حصن تھا اور بنو بکر آئے اور ان کا رئیس عدی بن شراحیل تھا اور طی آئے اور ان کا رئیس عدی بن حاتم تھا اور بجیلہ آئے اور ان کا رئیس قیس ابن غربتہ تھا اور ازد آئے اور ان کا رئیس صرد بن عبداللہ تھا اور خثعم آئے اور ان کا رئیس عمیس بن عمرو تھا اور طی کی ایک جماعت آئی اور ان کا رئیس زید بن مہلہل تھا اور یہی زید الخیل ہے اور بنو شیبان ۔۔۔۔ [1] اور عبدالقیس آئے اور ان کا رئیس الاشج العصری تھا پھر الجارود بن المعلیٰ آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

اس کی قوم کا امیر بنادیا اور ملوک حمیر اپنے اسلام کے ساتھ وفود بن کر آئے اور
الحارث بن عبد کلال اور نعیم بن عبد کلال اور نعمان، ذو رُعین کے سردار تھے
انہوں نے آپ کو اپنے اسلام کا خط لکھا تو آپ نے حضرت معاذ بن جبل
ان کے پاس بھیجا اور عُکل آئے اور ان کا رئیس خزیمہ بن عاصم تھا اور جذام
اور ان کا رئیس فروۃ بن عمرو تھا اور حضرموت آئے اور ان کا رئیس وائل بن حجر
حضرمی تھا اور الضباب آئے اور ان کا رئیس ذوالجوشن تھا اور بنو اسد آئے
اور ان کا رئیس ضرار بن الأزور تھا اور بعض کا قول ہے کہ نقادۃ بن العالیہ
تھا اور عامر بن الطفیل بنی عامر کے ساتھ آیا اور واپس چلا گیا اور مسلمان نہ ہوا
اربد بن قیس واپس چلا گیا اور مسلمان نہ ہوا اور بنو الحارث بن کعب آئے اور
ان کا رئیس یزید بن عبد المدان تھا اور بنو تمیم آئے اور ان کے امیر عطارد بن حاجب
الزبرقان بن بدر، قیس بن عاصم اور مالک بن نویرہ تھے اور بنو نہد آئے
امیر ابو لیلیٰ خالد بن الصعقب تھا اور کنانہ آئے اور ان کے رئیس حارثہ کے بیٹے
قطن اور انس تھے جو بنی علیم سے ہیں اور ہمدان آئے اور ان کا رئیس ضمام
بن مالک تھا اور ثمالہ اور الحدان جو ازد قبیلے سے ہیں آئے، ان کا رئیس
بن ہزان الحدانی تھا اور باہلہ آئے اور ان کا رئیس مطرف بن کاہن الباہلی
اور بنو حنیفہ آئے اور ان کے ساتھ مسیلمہ بن حبیب الحنفی بھی تھا اور مراد آئے
اور ان کا رئیس فروہ بن مسیک تھا اور مھرۃ آئے اور ان کا رئیس مھری
الابیض تھا۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب

اور آپ نے رؤسائے قبائل کو دعوتِ اسلام دیتے ہوئے خطوط لکھے اور
آپ کے عہود و خطوط اور وحی لکھنے والے کاتب — حضرت علی بن ابی طالب

ابی سفیان، حضرت شرجیل بن حسنہ، حضرت عبداللہ بن ابی سرح، حضرت مغیرہ بن شعبہ، حضرت معاذ بن جبل، حضرت زید بن ثابت، حضرت حنظلہ بن الربیع حضرت ابی بن کعب، حضرت جہیم بن الصلت اور حضرت الحصین النمیری تھے۔

اور آپ نے اہل یمن کو لکھا:-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

یہ خط محمد رسول اللہ کی جانب سے اہل یمن کی جانب ہے، میں تمہارے ساتھ مل کر اس اللہ کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، ارضِ روم سے ہماری آمد پر آپ کا ایلچی ہمیں ملا اور ہم نے مدینہ میں ملاقات کی اور جس چیز کے ساتھ تم نے اُسے بھیجا تھا وہ اس نے ہمیں پہنچائی اور جو بات تمہاری جانب سے تھی وہ ہمیں بتائی اور اس نے ہمیں تمہارے اسلام کی خبر دی اور اللہ نے تم کو ہدایت دی ہے اگر تم اصلاح کرو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور غنائم سے اللہ کا خمس اور نبی کا حصّہ اور غنیمت کا مخصوص حصّہ دو اور مومنین پر جو صدقہ واجب ہے وہ بارش سے سیراب ہونے والی زمین سے عشر ہے اور جو ڈول سے سیراب ہو اس کا نصف عشر ہے اور چالیس اونٹوں میں سے حصّہ ہے جو کجاوہ ڈالنے کا مستحق ہوتا ہے اور یہی جذعہ ہے اور ۲۵ اونٹوں میں ابن مخاض اور ہر تیس اونٹوں میں ابن لبون ہے اور ہر بیس اونٹوں میں چار بکریاں ہیں اور ہر چالیس گایوں میں ایک گائے ہے اور ہر تیس گایوں میں تبیع یا جذعہ ہے اور ہر چالیس بکریوں میں ایک بکری ہے یہ اللہ کا فریضہ ہے جو اس نے مومنین پر فرض کیا ہے جو زیادہ بھلائی کرے اس کے لیے بہتر ہو گا پس جو شخص بیہ ے

اور اپنے اسلام کی گواہی دے اور کافرین کے خلاف مومنین کی مدد کرے بلاشبہ وہ مومنین میں سے ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محمد رسول اللہؐ کی امان میں ہے اور جو یہودی اور نصرانی مسلمان ہو جائے وہ مومنین میں سے ہے اسے وہی حقوق حاصل ہوں گے جو انہیں ہوں گے اور اس پر وہ ذمہ داری ہو گی جو اُن پر ہے اور جو شخص اپنی یہودیت یا اپنی نصرانیت پر قائم رہے اسے اس سے تبدیل نہیں کیا جائے گا اور اس پر بالغ مرد اور عورت، آزاد اور غلام کا ایک دینار جزیہ ہو گا جو المعافری کی پوری قیمت کا ہو گا یا اس کا سامان ہو گا، پس جو شخص اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ادا کرے گا اس کے لیے خدا اور اس کے رسول کی امان ہو گی اور جس نے اسے روکا بلاشبہ وہ اللہ اور اس کے رسول اور مومنین کا دشمن ہو گا اور رسول اللہؐ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے تونگر اور محتاج کے مددگار ہیں اور صدقہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے اہل کے لیے حلال نہیں یہ صرف زکوٰۃ ہے جسے تم فی سبیل اللہ مومنین کے فقراء کو ادا کرتے ہو اور مالک بن مرارہ نے خبر پہنچا دی ہے اور غیب کی حفاظت کی ہے پس تم کو اس سے بھلائی کرنے کا حکم دیتا ہوں اور میں نے تمہاری طرف اپنے اہل کے صالحین، اور اہل تحریر اور اہل علم بھیجے ہیں، پس تم کو ان سے بھلائی کا حکم دیتا ہوں بلاشبہ ان سے بھلائی کی اُمید کی جاتی ہے۔ والسلام۔

اور خط کے ایلچی حضرت معاذ بن جبلؓ تھے۔

اور آپ نے ہمدان کو لکھا ——

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

محمد رسول اللہ کی جانب سے عمیر ذی مرّان اور ہمدان
کے مسلمانوں کی طرف

تم سلامت رہو میں تمہارے ساتھ مل کر اس خدا کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ، اما بعد ، مجھے ارض روم سے واپسی پر تمہارے اسلام کی اطلاع ملی ہے ، خوش ہو جاؤ کہ اللہ نے تم کو اپنی ہدایت سے ہدایت دی ہے اور جب تم گواہی دو گے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور نماز قائم کرو گے اور زکوٰۃ دو گے تو تمہیں اپنے اموال اور خون اور جس غیر مزروعہ زمین پر تم نے اسلام قبول کیا ہے اس کے میدانوں ، پہاڑوں ، چشموں اور شاخوں کے متعلق اللہ اور اس کے رسول کی امان حاصل ہو گی تم پر نہ ظلم ہو گا اور نہ تنگی ہو گی اور صدقہ ، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپؐ کے اہلبیت کے لیے حلال نہیں ۔ یہ صرف مسلمان فقراء کے لیے زکوٰۃ ہے جسے تم اپنے اموال سے ادا کرتے ہو اور مالک ابن مرارہ الرہاوی نے غیب کی حفاظت کی ہے اور خبر پہنچا دی ہے میں تم کو اس سے بھلائی کا حکم دیتا ہوں بلاشبہ اس سے بھلائی کی امید ہے ۔

یہ تحریر حضرت علیؓ بن ابی طالب نے لکھی ۔

اور آپؐ نے نجران کی طرف لکھا :۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

محمد رسول اللہ کی جانب سے نجران کے پادریوں کی طرف

اللہ کے نام سے میں تمہارے ساتھ مل کر حضرت ابراہیمؑ ، حضرت

اسماعیل، حضرت اسحٰق اور حضرت یعقوب کے معبود کی تعریف کرتا ہوں، اما بعد! میں تمہیں بندوں کی پرستش سے اللہ کی عبادت کی طرف دعوت دیتا ہوں اور بندوں کی دوستی سے اللہ کی دوستی کی طرف بلاتا ہوں اور اگر تم نے انکار کیا تو تمہیں جزیہ دینا ہوگا اور اگر تم نے انکار کیا تو میں تم کو جنگ کی اطلاع دیتا ہوں۔

والسلام

اور آپؐ نے اہل ہجر کو لکھا:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمؕ

محمد رسول اللہ کی جانب سے اہل ہجر کی طرف!

تم سلامت رہو، میں تمہارے ساتھ مل کر اس خدا کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اما بعد! میں تم کو اللہ تعالیٰ اور تمہاری جانوں کے متعلق وصیت کرتا ہوں کہ جب تم کو ہدایت مل گئی ہے تو تم گمراہ نہ ہونا اور سیدھی راہ سے نہ بھٹکنا، میرے پاس تمہارا وفد آیا ہے اور ان میں صرف ان کو خوش کرنے والا ہی آیا ہے اور اگر میں تم میں اپنے پورے حق کی کوشش کرتا تو تم کو ہجر سے نکال دیتا، پس میں نے تمہارے موجود آدمی کی سفارش مان لی ہے اور تمہارے غائب پر احسان کر دیا ہے، اپنے پر اللہ کے احسان کو یاد کرو، جو کچھ تم نے کیا ہے اس کی اطلاع مجھے مل گئی ہے اور تم میں سے جو اچھا کام کرے گا اس پر گناہگار کا گناہ نہیں ڈالا جائے گا اور جب تمہارے امراء تمہارے پاس آئیں تو ان کی اطاعت کرو اور امر الٰہی میں اور اس کی راہ میں ان کی مدد کرو، پس تم میں سے جو نیک عمل کرے گا اللہ کے ہاں اور میرے ہاں وہ اسے ضائع نہ کرے گا، اے منذر

بن سادی، میرے ایلچی نے تیری تعریف کی ہے اور میں بھی تیری تعریف کروں گا، انشاء اللہ وہ تجھے تیرے عمل کا بدلہ دے گا۔

اور اہل نجران آپؐ کے پاس آئے اور ان کا رئیس پادری ابو حارثہ تھا اور اس کے ساتھ العاقب، السید، عبدالمسیح، کوز، قیس اور الایہم بھی تھے، وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور جب وہ اندر داخل ہوئے تو انھوں نے دیباج اور صلیبوں کو نمایاں کیا اور ایسی ہیئت میں داخل ہوئے کہ اس ہیئت کے ساتھ کوئی بھی داخل نہ ہوا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں چھوڑ دو، پس انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی اور دن بھر آپ سے پڑھائی کی اور جو پوچھنا تھا آپ سے پوچھا ابو حارثہ نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ مسیح کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول تھے اس نے کہا آپ نے جو بات کہی ہے اللہ اس سے بلند ہے اے ابو القاسم وہ ایسے ایسے تھے، اور ان کے بارے میں یہ نازل ہوا ہے ـــــ بلاشبہ اللہ کے نزدیک حضرت عیسیٰؑ کی مثال حضرت آدمؑ کی مانند ہے اس نے اسے مٹی سے پیدا کیا ہے الی قولہ ـــــ پس جو تجھ سے تیرے پاس علم آجانے کے بعد اس کے بارے میں جھگڑا کرے تو کہہ آؤ ہم اپنے بیٹوں اور تمہارے بیٹوں اور اپنی عورتوں اور تمہاری عورتوں اور اپنے آپ کو اور تم کو بلائیں پھر لعنت کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔

پس وہ مباہلہ سے راضی ہو گئے اور جب صبح ہوئی تو ابو حارثہ نے کہا جو لوگ آپ کے ساتھ آئے ہیں انہیں دیکھو اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کا ہاتھ پکڑے ہوئے گئے اور آپؐ کے پیچھے حضرت فاطمہؓ تھیں اور حضرت علیؓ بن ابی طالب آپ کے آگے تھے اور العاقب اور السید بھی اپنے دونوں بیٹوں کے ساتھ گئے جو موتی اور زیور

پہنے ہوئے تھے اور اُنھوں نے ابو حارثہ کو گھیرا ہوا تھا، ابو حارثہ نے پوچھا آپؐ کے ساتھ یہ کون لوگ ہیں؟ اُنھوں نے کہا، یہ آپؐ کے چچا کا بیٹا ہے اور یہ آپؐ کی بیٹی ہے اور یہ دونوں اس کے بیٹے ہیں، پس رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے پھر رکوع کیا تو ابو حارثہ نے کہا خدا کی قسم آپ یوں بیٹھے ہیں جیسے نبی مباہلہ کے لیے بیٹھتے ہیں اور السید نے اُسے کہا اے ابو حارثہ مباہلہ کے لیے نزدیک ہو۔ اس نے کہا بلاشبہ میں مباہلہ کے مناسب آدمی دیکھ رہا ہوں اور مجھے خوف ہے کہ وہ راستباز ہے اور اگر وہ راست باز ہے تو ایک سال نہیں گزرے گا کہ دنیا میں کوئی نصرانی کھانا کھائے، ابو حارثہ نے کہا اے ابوالقاسم ہم آپ سے مباہلہ نہیں کریں گے بلکہ ہم آپ کو جزیہ دیں گے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ہزار اواقی حُلّوں پہ ان سے مصالحت کر لی اور ہر حُلّے کی قیمت چالیس درہم تھی اور جو کم و بیش تھا وہ بھی اسی حساب میں تھا۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے تحریر لکھی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵

یہ تحریر محمد رسول اللہ نبی کی جانب سے نجران اور اس کے اہل و عیال کے لیے ہے۔ آپ کو ان کی ہر سفید، زرد چیز اور پھل اور غلام پہ کنٹرول حاصل ہے اور دو ہزار اواقی حُلّوں کے سوا، ان سب چیزوں میں سے افضل چیز ان کے لیے ہوگی اور ہر حُلّے کی قیمت چالیس درہم ہوگی اور جو کم و بیش ہوگا وہ اسی حساب میں ہوگا، ایک ہزار صفر میں اور ایک ہزار رجب میں دینا ہوگا اور ان پر میرے ایلچیوں کی ایک ماہ یا اس سے زائد عرصہ کی مہمانی کا خرچہ تیس ہزار دینار ہوگا اور یمن میں ہونے والی ہر جنگ میں ان پہ زرہوں کا عاریۃً دینا واجب ہوگا جو ان کے لیے اللہ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

کی امان کی ضمانت ہوں گی اور ان میں جس نے اس سال کے بعد سود کھایا میں اس کے عہد سے بری ہوں گا۔

العاقب نے کہا، یا رسول اللہ ہمیں خدشہ ہے کہ آپ دوسروں کے گناہوں میں ہمیں پکڑ لیں گے تو آپ نے لکھا کہ کسی کو دوسرے کے گناہ میں نہ پکڑا جائے، اس پر حضرت عمرو بن العاص اور حضرت مغیرہ بن شعبہ نے گواہی دی اور حضرت علی بن ابی طالب نے تحریر لکھی اور جب وہ نجران آئے تو الایہم مسلمان ہو گیا اور مسلمان ہو کر آیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج

آپؐ نے ۲۱ عورتوں سے نکاح کیا اور بعض کا قول ہے کہ ۲۳ عورتوں سے کیا۔ ان میں سے بعض کو اندر لائے اور بعض کو طلاق دی اور بعض کو اندر نہ لائے اور جن کو اندر لائے ان میں سے

پہلی زوجہ حضرت خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی ہیں اور حضرت ابراہیم کے سوا آپ کی سب اولاد انہی سے ہے اور ان کی موت تک آپ نے کسی سے نکاح نہیں کیا۔

پھر حضرت سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبد ود بن نصر بن مالک ابن حسل بن عامر بن لوی ہیں، آپ نے مکہ میں ان سے نکاح کیا پھر حضرت عائشہ بنت ابی بکر بن ابی قحافہ ہیں۔ آپؐ نے مکہ میں ان سے نکاح کیا اور مدینہ میں انہیں اندر لائے۔

پھر حضرت غزیہ بنت دودان بن عوف بن جابر بن ضباب ہیں جو بنی عامر بن لوئی سے ہیں اور یہی وہ ام شریک ہیں جنہوں نے اپنا نفس حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بخش دیا تھا۔

پھر حضرت حفصہؓ بنت حضرت عمرؓ بن الخطاب ہیں، پھر بنت نفیل بن عبدالعزیٰ العبدوی ہیں، پھر حضرت زینبؓ بنت خزیمہ بن الحارث ہیں جو بنی عامر بن صعصعہ سے ہیں اور یہی ام المساکین ہیں اور آپ کی بیویوں میں سے حضرت خدیجہؓ اور ان کے سوا اور کوئی بیوی آپ کے پاس فوت نہیں ہوئی پھر حضرت ام حبیبہؓ بنت ابوسفیان بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف ہیں، پھر حضرت زینبؓ بنت جحش بن رئاب بن قیس بن یعمر بن صبرۃ ہیں جو بنی اسد ابن خزیمہ سے ہیں، پھر حضرت ام سلمہؓ بنت ابی امیہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ہیں۔

پھر حضرت جویریہؓ ہیں آپ کا نام برّۃ بنت الحارث بن ابی ضرار المصطلق اور خزاعہ سے ہیں، پھر حضرت صفیہ بنت حیی ابن اخطب ہیں جو بنی النضیر سے ہیں اور حضرت ہارون نبی کی اولاد میں سے ہیں، پھر حضرت میمونہؓ بنت الحارث بن حزن بن بُجَیر الہلالی ہیں۔

پھر حضرت ماریہؓ ہیں جو حضرت ابراہیم کی ماں ہیں، ان عورتوں کو آپ اندر لائے اور ان میں سے ام شریک کو آپ نے طلاق دی اور حضرت سودہؓ اور حضرت صفیہؓ اور حضرت جویریہ اور حضرت ام حبیبہؓ اور حضرت میمونہؓ کو مؤخر کیا اور حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ اور حضرت زینبؓ اور حضرت ام سلمہؓ کو پناہ دی۔

اور جن عورتوں کو آپ اندر نہ لائے

حضرت خولہ بنت الہذیل بن ہبیرۃ الثعلبیہ، آپ حضور تک پہنچنے سے قبل ہی فوت ہوگئیں۔

حضرت شراف، خواہر حضرت دحیہ بن خلیفۃ الکلبی، انہیں آپؐ کے پاس لایا گیا اور آپؐ کے دخول سے قبل ہی یہ وفات پا گئیں۔

حضرت سنا بنت الصلت بن حبیب بن حارثہ سلمی، قبل اس کے کہ آپؐ

اس تک پہنچیں یہ وفات پا گئیں۔

حضرت ریحانہ بنت شمعون القریظیہ، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ پر اسلام پیش کیا مگر یہ یہودیت پر قائم رہیں پھر بعد میں مسلمان ہو گئیں، پھر آپ نے تزویج کو ان پر پیش کیا تو انہوں نے بات مان لی اور آپؐ نے پردہ کرایا تو کہنے لگیں یا رسول اللہ آپؐ مجھے اپنی ملک میں چھوڑ دیں اور وہ ہمیشہ آپ کے ملک میں رہیں حتیٰ کہ آپؐ وفات پا گئے۔

حضرت اسماء بنت النعمان الکندی بنی آکل المرار سے تھیں اور آپؐ کی بیویوں میں سب سے خوبصورت تھیں، آپؐ کی بیویوں نے اسے کہا اگر تو آپؐ کے ہاں رتبہ حاصل کرنا چاہتی ہے تو جب آپؐ تیرے پاس آئیں تو تو اللہ کی پناہ مانگنا پس جب آپؐ آئے اور پردہ لٹکایا تو یہ کہنے لگیں میں آپ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں تو آپؐ نے ان سے اپنا چہرہ پھیر لیا پھر فرمایا اللہ کی پناہ لینے والا امن میں ہے اپنے اہل کے پاس چلی جاؤ، پھر بعد ازاں المہاجر بن امیہ مخزومی نے اسماء بنت النعمان الکندی سے نکاح کیا پھر المہاجر کے بعد قیس بن مکشوح مرادی نے ان سے نکاح کیا۔

حضرت قتیلہ بنت قیس بن معدی کرب، یہ اشعث بن قیس بن فلان کی ہمشیرہ ہیں، ان کے یمن سے نکلنے سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی تو بعد ازاں حضرت عکرمہؓ بن ابو جہل نے آپ سے نکاح کیا۔

حضرت عمرۃ بنت یزید بن عبید بن رُداس الکلابی، آپؐ کو اطلاع ملی کہ اس کے سفیدی ہے تو آپؐ نے اسے طلاق دے دی اور اسے اندر نہ لائے۔

حضرت العالیہ بنت ظبیان بن عمرو الکلابی، اسے آپؐ نے طلاق دے دی۔

حضرت الجونیہ، یہ کندہ کی ایک عورت ہیں اور یہ اسماء نہیں ہیں حضرت

ابو اسید الساعدی اسے آپ کے پاس لائے اور حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ نے اس کی کنگھی کرنے اور اس کے اصلاحِ احوال کی ذمہ داری لی اور ان دونوں میں سے ایک نے اسے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورت کے پاس آتے ہیں اور اس کی طرف اپنا ہاتھ دراز کرتے ہیں تو آپ کو عورت کی یہ بات پسند آتی ہے کہ وہ آپ سے کہے کہ میں آپ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔ اس نے ایسے ہی کیا تو آپ نے اپنا ہاتھ اپنے چہرہ پر رکھ لیا اور اسے اس سے چھپا لیا اور فرمایا تو نے پناہ مانگی ہے تو اس نے تین بار پناہ مانگی پھر آپ باہر چلے گئے اور ابو اسید الساعدی کو حکم دیا کہ وہ اسے دو توڑے رسد دے دے اور اسے اس کے اہل کے پاس لے جائے۔ مؤرخین کا خیال ہے کہ وہ غم سے فوت ہو گئی۔

حضرت لیلیٰ بنت الخطیم الاوسی، یہ آپ کے پاس آئیں تو آپ غفلت میں تھے پس اس نے آپ کا کندھا پکڑا آپ نے فرمایا یہ کون ہے اسے سانپ کھا جائے؟ اس نے کہا میں الخطیم کی بیٹی ہوں اور میرا باپ پرندوں کو کھانا کھلاتا ہے اور میں اپنے آپ کو آپ کے حضور پیش کرنے آئی ہوں آپ نے فرمایا میں نے تجھے قبول کیا، پس وہ آپ کی بیویوں کے پاس آئی تو انھوں نے اسے کہا تو نے بہت برا کیا ہے تو ایک غیرت مند عورت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت سوتنوں والے ہیں، ہمیں خدشہ ہے کہ تو غیرت کرے اور وہ تجھ پر بددعا کریں اور تو مر جائے، آپ سے فسخ نکاح کی بات کر، وہ آپ کے پاس آئی اور آپ سے فسخ نکاح کی بات کی آپ نے نکاح فسخ کر دیا اور وہ مدینہ کے ایک باغ میں داخل ہوئی تو اُسے سانپ کھا گیا۔

حضرت صفیہ بنت بشامة العنبریة، آپ نے اسے اپنے ہاں قیام کرنے کی پیشکش کی یا یہ کہ آپ اُسے اس کے اہل کے پاس واپس کر دیں تو اس نے

اپنے اہل کو پسند کیا اور آپ نے اُسے واپس کر دیا۔

حضرت ضباعۃ بنت عامر القیشیۃ، یہ عبداللہ بن جدعان کے پاس تھیں اس نے انہیں طلاق دے دی پھر ہشام بن المغیرہ نے ان سے نکاح کیا تو ان کے ہاں سلمہ پیدا ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمہ کو پیغام دیا اور فرمایا اس سے مشورہ کرو وہ کہنے لگیں کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں مشورہ کروں؟ میں راضی ہوں اور وہ بوڑھی ہو چکی تھیں تو آپؐ ان سے رُک گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیمؑ کی پیدائش

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم ذوالحجہ ۸ھ میں پیدا ہوئے آپ کی ماں حضرت ماریہ قبطیہ ہیں اور جب آپ پیدا ہوئے تو جبریل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے اے ابو ابراہیم آپ پر سلام ہو اور انصار کی عورتوں نے آپس میں بطور رغبت مقابلہ کیا کہ ان میں سے کون اسے دودھ پلائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اُم بردۃ بنت المنذر بن زید نجاریہ کے سپرد کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا ایک مینڈھے سے عقیقہ کیا اور آپ کی دایہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لونڈی سلمٰی ابو رافع کی بیوی تھی، ابو رافع نے آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا تو آپ نے اُسے ایک غلام دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں نے غیرت کی اور انہیں یہ بات گراں گزری کہ اسے بیٹا دیا گیا ہے،

زہری نے عروہ سے بحوالہ حضرت عائشہؓ روایت کی ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بیٹے ابراہیم کو اٹھائے ہوئے میرے پاس آئے اور فرمایا دیکھو یہ مجھ سے مشابہ ہے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں نے اس کی مشابہت کو دیکھا آپؐ نے فرمایا کیا تو اس کی سفیدی اور گوشت کو نہیں دیکھتی؟ حضرت عائشہؓ نے کہا جو دودھ سے متجاوز نہ ہو وہ سفید اور موٹا ہو جاتا ہے اور حضرت ابراہیم ۱۰ھ میں ایک سال آٹھ ماہ کی عمر میں وفات پا گئے اور دن کے دو گھنٹے سورج کو کسوف ہو گیا تو لوگوں نے کہا حضرت ابراہیم کی وفات کی وجہ سے کسوف ہوا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آفتاب اور ماہتاب اللہ تعالیٰ کے نشانات میں سے دو نشان ہیں جو کسی کی زندگی اور موت کی خاطر منکسف نہیں ہوتے پس جب تم دیکھو تو اپنی مساجد کی پناہ لو۔ نیز فرمایا بلاشبہ آنکھ روتی ہے اور دل عاجزی کرتا ہے اور اے ابراہیم ہم تیری وجہ سے غمگین ہیں لیکن ہم وہ بات نہیں کہتے جو رب کو ناراض کر دے۔

اور آپؐ نے غلاموں اور لونڈیوں کی ایک جماعت کو آزاد کیا جن میں حضرت زید بن حارثہ بن شراحیل، حضرت اسامہ بن زید، حضرت ابو رافع اور ایک قبطی جسے مقوقس نے آپ کو ہدیۃً دیا تھا اور اُنسہ، یہ حبشی تھا اور ابوکبشہ ایرانی، اور ابولبابہ، ابولقیط، ابوہند، رافع، سفینہ، ثوبان، صالح اور یہی شقران ہے، اور ام ایمن حبشیہ، اسے ابوطالب نے آپ پر نائب بنایا تھا اور اس کا نام برکۃ تھا اور خُضرۃ بھی بیان کیا جاتا ہے اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ آپ اپنے باپ سے اس کے وارث ہوئے تھے اور آپ ہر چیز اس کے نام کر دیتے تھے۔

اور آپؐ کے جھنڈے کا نشان عقاب تھا اور جھنڈا سیاہ طیلسان کا بنا ہوا تھا اور آپ کی تلوار کو المغذم کہا جاتا تھا اور ایک تلوار کو الرسوب

کہا جاتا تھا اور جس تلوار کو آپ پاس رکھتے تھے وہ ذوالفقار تھی اور روایت کی گئی ہے کہ جبرئیل اسے آسمان سے لائے تھے اور اس کا طول سات بالشت اور عرض ایک بالشت تھا اور اس کے وسط میں دندانہ تھا اور اس پر چاندی کا قبضہ تھا اور اس کے میان کا سرا چاندی کا تھا اور اس میں چاندی کے دو حلقے تھے اور آپؐ کا نیزہ المثوی اور آپؐ کا برچھا العنزۃ تھا اور عیدوں میں اس کے ساتھ آپؐ کے آگے آگے چلا جاتا تھا اور آپؐ فرماتے تھے سنن کی فطرت یوں ہوتی ہے اور آپؐ کی کمان الکتوم تھی اور آپؐ کا ترکش الکافور تھا اور آپؐ کا تیر، المتصلہ اور آپؐ کی ڈھال الزلوق تھی اور آپؐ کا خود، السبوع اور آپؐ کی زرہ، ذات الفضول تھی اور اس میں دو زائد زرہیں تھیں اور آپؐ کا گھوڑا، السکب تھا اور دوسرا گھوڑا، المرتجز اور تیسرا گھوڑا، السجل اور چوتھا گھوڑا، البحر تھا اور آپؐ نے گھوڑوں کو دوڑایا تو آپؐ کا گھوڑا اوّل آیا، اور آپؐ نے اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر فرمایا یہ سمندر ہے اور آپؐ فرمایا کرتے تھے گھوڑوں کی پیشانیوں میں بھلائی ہے اور آپؐ کی ناقہ کو القصویٰ کہا جاتا تھا اور ایک ناقہ کو العضباء کہا جاتا تھا اور ایک کو الجدعاء کہا جاتا تھا اور آپؐ نے اونٹوں کو دوڑایا تو آپؐ کی اونٹنی العضباء سب سے اوّل آئی اور اس پر حضرت اسامہ بن زید سوار تھے۔ لوگوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑھ گئے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسامہ بڑھ گئے ہیں۔

اور آپؐ کا خچر الشہباء تھا جسے دلدل کہا جاتا تھا اسے مقوقس نے آپؐ کو ہدیۃً دیا تھا اور دوسرا خچر، طویل اور بلند تھا اُسے الایلیہ کہا جاتا تھا اور آپؐ کا گدھا الیعفور تھا اور آپؐ کی ایک بکری تھی جس کا آپ دُودھ پیتے تھے اُسے غیثہ کہا جاتا تھا اور پیالے کو الریان کہا جاتا تھا اور دوسرے پیالے کو العیر کہا جاتا تھا اور آپؐ کی چھڑی کو، الممشوق کہا جاتا تھا

اور جُبّے کو، الکِنّ کہا جاتا تھا اور سیاہ عمامے کو سحاب کہا جاتا تھا اور ابو البختری نے بیان کیا ہے کہ آپ کی پیٹی خوبصورت چمڑے کی تھی جس میں کنٹوپ اور کشتی کی طرح چاندی کے تین حلقے تھے اور آپ نرم چادروں کے تہبند یا سفید چادریں پہنتے تھے اور منقش ٹوپی پہنتے تھے اور سبز سندس کا جُبّہ پہنتے تھے اور ان دونوں کے پہننے سے اعراض نہ تھا اور آپ نے وفات تک صوف نہیں پہنی اور آپ کا بچھونا چمڑے کا تھا اور زعفران اور ورس[1] سے رنگا ہوا کمبل پہنتے تھے اور آپ ایک چادر پہنتے تھے اور اُسے اپنے دونوں کندھوں کے درمیان گرہ لگا دیتے تھے اور خوشبو لگاتے تھے حتیٰ کہ خوشبو نے آپ کی چادر کو آپ کے سر کی جگہ سے خوشبو سے رنگ دیا اور آپ کی مانگ میں کستوری کی چمک دیکھی جاتی تھی اور آپ کے دیکھے جانے سے قبل آپ کی خوشبو سے اس کی آمد کو معلوم کیا جاتا تھا اور آپ فرمایا کرتے تھے بہترین خوشبو کستوری ہے اور جب بھی آپ کو خوشبو پیش کی گئی آپ نے اس سے خوشبو لگائی اور جب اپنے گھر سے باہر جانے کا ارادہ کرتے تو کنگھی کرتے اور اپنے بالوں کو سنوارتے اور ٹھیک کرتے اور آپ فرمایا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے یہ بات پسند کرتا ہے کہ اس کی ہیئت اچھی ہو اور روایت کی جاتی ہے کہ آپ ٹوپی اور چوڑی دار چادر پہنتے تھے اور آپ کے دو کپڑے تھے اور آپ انگوٹھی بھی پہنتے تھے اور اُسے چاندی سے بناتے تھے اور اس کا نگینہ ہتھیلی کے ساتھ رکھتے تھے اور اُسے دائیں اور بائیں ہاتھ میں پہنتے تھے اور اسے درمیانی انگلی میں رکھتے تھے اور اُسے اپنے ہاتھ کی انگلیوں میں گھماتے رہتے تھے۔

---

[1] ورس ایک قسم کی گھاس ہے جو رنگائی کے کام آتی ہے (مترجم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبات و مواعظ اور اخلاقِ عالیہ سے آپؐ کا تادیبؐ کرنا

آپؐ اپنے اصحاب سے خطاب کرتے تھے اور انہیں محاسنِ اخلاق اور مکارم افعال سکھاتے تھے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور فرمایا ——— اے لوگو بلاشبہ تمہارے کچھ نشانات ہیں، پس تم اپنے نشانات تک پہنچو اور تمہاری ایک نہایت ہے، تم اس نہایت تک پہنچو اور مومن دو خوفوں کے درمیان ہے، اس مدت کے درمیان جو گزر چکی ہے اور اُسے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں کیا کرنے والا ہے اور وہ مدت جو باقی رہ گئی ہے اُسے معلوم نہیں کہ اللہ اس کے بارے میں کیا فیصلہ کرنے والا ہے، پس بندہ اپنے نفس سے اپنے نفس کے لیے لے اور اپنی دنیا سے اپنی آخرت کے لیے لے، بڑھاپے سے پہلے جوانی میں اور موت سے پہلے زندگی میں، اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے، موت کے بعد طلب رضا کا کوئی موقعہ نہیں اور دنیا کے بعد جنت اور دوزخ کے سوا کوئی گھر نہیں۔

ایک روز آپؐ نے خطبہ دیا اور اس میں فرمایا ——— بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی قرابت نہیں کہ وہ اسے اس کی وجہ سے بھلائی دے اور نہ کوئی حق ہے کہ اس کی وجہ سے اس سے بُرائی کو دُور کرے سوائے اس کے کہ وہ اس کی طاعت کرے اور اس کی رضا کی اتباع کرے اور اس کی

ناراضگی سے بچے، اور اللہ تعالیٰ اپنے ارادے پر قائم ہے خواہ مخلوق ناپسند کرے وہ جب چاہے گا اور جب نہ چاہے گا نہ ہو گا۔ نیکی اور تقویٰ پر تعاون کرو اور گناہ وزیادتی پر تعاون نہ کرو اور اللہ سے ڈرو بلاشبہ وہ سخت سزا دینے والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور فرمایا — اس بندے کو مبارک ہو جس کی کمائی پاک ہے اور اخلاق اچھا ہے اور نیت نیک ہے اور وہ اپنے زائد مال کو خرچ کرتا ہے اور فضول باتوں کو ترک کرتا ہے اور اپنے شر کو لوگوں سے روکتا ہے اور اپنے نفس سے ان کا حق لیتا ہے، بلاشبہ جس نے اللہ کو پہچان لیا ہے وہ اللہ سے ڈرتا ہے اس کا نفس دنیا سے بچتا ہے۔

اور ایک روز آپؐ نے خطبہ دیا اور فرمایا —— موت کو یاد کرو بلاشبہ وہ تم کو تمہاری پیشانیوں سے پکڑنے والا ہے، خواہ تم اس سے فرار کرو وہ تم کو پکڑے گا اور خواہ کھڑے رہو وہ پکڑے گا۔۔۔۔۔۔[1] اس کے بعد کوئی بھلائی نہیں اور قیامت کے روز بندے کے پاؤں اس وقت لغزش کھائیں گے جب اس سے پوچھا جائے گا کہ اس نے عمر کس کام میں فنا کی ہے اور جوانی کس کام میں تباہ کی ہے اور مال کہاں سے کمایا ہے اور کہاں خرچ کیا ہے اور اس کے امام کے بارے میں بھی پوچھا جائے گا کہ وہ کون ہے؟[2] اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یوم ندعو کل اناس بامامھم۔۔۔۔۔ اس روز ہم سب آدمیوں کو ان کے امام کے ساتھ حاضر ہونے کو کہیں گے۔

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

[2] امام والی بات اضافہ ہے اور آیت میں امام سے مراد نبی ہیں (مترجم)

اور آپؐ نے فرمایا ــــــ جو شخص اپنے دین میں کسی کو اپنے سے اُوپر دیکھے تو اس کی اقتداء کرے اور اپنی دنیا میں اُسے دیکھے جو اس سے نیچے ہے تو اللہ تعالیٰ نے اُسے جو فضیلت دی ہے اس پر اس کا شکر کرے تو اللہ تعالیٰ اُسے صابر و شاکر لکھے گا اور جو شخص اپنے دین میں اپنے سے نیچے کے شخص کو دیکھے اور اپنی دنیا میں اپنے سے اُوپر والے کو دیکھے اور اللہ نے اُسے جو فضیلت دی ہے اس پر افسوس کرے تو اللہ تعالیٰ اُسے شاکر و صابر نہ لکھے گا۔

اور آپؐ نے فرمایا۔ جسے شکر گزار دل اور ذکر کرنے والی زبان اور صبر کرنے والا بدن اور صالحہ بیوی عطا کی گئی وہ اُسے دنیا اور آخرت عطا کی گئی ہے۔

اور آپ نے فرمایا ــــــ دنیا کی رغبت ہم و غم پیدا کرتی ہے اور اس سے بے رغبتی، دل اور بدن کو راحت دیتی ہے۔

اور آپؐ نے فرمایا ــــــ سعادت دو باتوں میں ہے، طاعت اور تقویٰ میں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میرے نزدیک مومن کے ایمان کی حقیقت اس کے ضمیر میں اور اس کی نیت کے تقوے کی سچائی۔

اور آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے نزدیک مومن کے لیے یہی کافی ہے کہ اس کے ایمان کی حقیقت اس کے ضمیر میں ہو اور اس کی نیت کا تقوے پر ہو تاکہ میں اس کے نیند کو عمل اور اس کی خاموشی کو ذکر بنا دوں۔

اور آپ نے فرمایا ــــــ جو شخص لوگوں کی مرضی کی بات کرے اور اللہ کی ناپسندیدہ بات کرکے اس کا مقابلہ کرے تو وہ اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ وہ اس پر غضب ناک اور ناراض ہو گا۔

اور آپؐ نے فرمایا ـــــ بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہاری تین باتوں کو پسند کرتا ہے وہ تم سے راضی ہوتا ہے کہ تم اس کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ اور سب اس کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور متفرق نہ ہو اور اپنے حکمرانوں کی خیر خواہی کرو اور وہ تمہاری تین باتوں کو ناپسند کرتا ہے قیل و قال کو، اور سوال کرنے اور مال کے ضائع کرنے کو۔

اور آپؐ نے فرمایا ـــــ ابن آدم کہتا ہے میرا مال میرا مال، اور تیرے مال میں سے تیرا وہی ہے جو تو نے کھایا اور فنا کر دیا یا پہنا اور بوسیدہ کر دیا، یا عطا کیا اور ختم کر دیا۔

اور آپؐ نے فرمایا ـــــ دنیا شیریں اور تازہ ہے اور اللہ تم کو اس میں امیر بنانے والا ہے، دیکھنا تم کیسے عمل کرتے ہو،

اور آپؐ نے فرمایا ـــــ قیامت کے روز تم میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب اور نشست کے لحاظ سے میرے سب سے زیادہ قریب اچھے اور نرم اخلاق والے ہوں گے جو الفت کے ساتھ رہتے ہیں اور ان سے الفت کی جاتی ہے اور تم میں سے مجھے سب سے زیادہ مبغوض قیامت کے روز نشست کے لحاظ سے مجھ سے سب سے زیادہ دور، فضول باتیں کرنے والے ہوں گے۔

ایک شخص نے آپ سے کہا یا رسول اللہ مجھے وصیت کیجیے آپ نے فرمایا موت کو اکثر یاد کرو وہ تجھے دنیا سے چلا دے گی۔

اور تجھ پر شکر کرنا واجب ہے تیری نعمت میں اضافہ ہوگا اور اکثر دعا کیا کر، تجھے معلوم نہیں کہ کب تیری دعا قبول کی جائے گی۔ اور بغاوت سے اجتناب کر بلاشبہ اللہ نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ اس کی مدد کرے جس کے خلاف بغاوت کی گئی ہے اور فریب سے بچ بلاشبہ اللہ نے فیصلہ کیا ہے کہ بری تدبیر اس کے اہل ہی کو گھیرے گی

اور آپؐ سے دریافت کیا گیا۔ کونسا عمل افضل ہے؟ فرمایا محارم سے اجتناب کرنا اور یہ کہ تیری زبان ہمیشہ ذکر الٰہی سے تر رہے آپ سے دریافت کیا گیا کونسا دوست افضل ہے؟ فرمایا، وہ کہ جب تو بھول جائے تو تجھے یاد کرے اور جب تو بلائے تو تیری مدد کرے، دریافت کیا گیا، کون سے لوگ بڑے ہیں، فرمایا علماء جب خراب ہو جائیں۔

اور آپؐ نے فرمایا —— جب گروہ کا سردار ان کا فاسق ہو اور قوم کا لیڈر ان کا گھٹیا ترین آدمی ہو اور معزز ترین آدمی وہ ہو جس کے شر سے بچا جائے تو مصیبت کا انتظار کرو۔

اور آپؐ نے فرمایا —— جو شخص پس پشت اپنے بھائی کے گوشت کو نچائے، اللہ پر واجب ہے کہ اس کے گوشت کو آگ پر حرام کر دے۔

اور آپؐ نے فرمایا —— اللہ فرماتا ہے اے ابن آدم تو میری مشیت سے ہے تو جو چاہتا ہے اپنے نفس کے لیے چاہتا ہے اور تو میرے ارادے سے اپنے نفس کے لیے جو چاہتا ہے، چاہتا ہے، اور تو میری قوت سے میرا فریضہ ادا کرتا ہے اور تو میری نعمت سے میری معصیت کی طاقت پاتا ہے اور میں تجھ سے تیری نیکیوں کا زیادہ حق دار ہوں اور تو مجھ سے زیادہ اپنی برائیوں کا حق دار ہے اور میں جو کرتا ہوں اس کے بارے میں مجھ سے سوال نہ ہو گا اور ان سے پوچھا جائے گا۔

اور آپؐ نے فرمایا —— اللہ تعالیٰ نے مال دار پر وہ فرض کیا ہے، جو فقراء کو کفایت کرتا ہے پس اگر فقراء بھوکے رہیں تو اللہ پر واجب ہے کہ وہ ان کے مالداروں کا محاسبہ کرے اور انہیں جہنم میں منہ کے بل گرا دے۔

اور آپؐ نے فرمایا ـــــ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میں نے مالدار کو اس وجہ سے مالدار نہیں کیا کہ اُسے مجھ پر بزرگی حاصل ہے بلکہ میں نے اس سے مالداروں کو آزمایا ہے اور اگر فقراء نہ ہوتے تو مالدار جنت کے مستحق نہ ہوتے۔

اور آپؐ نے فرمایا ـــــ جو شخص چار چیزوں میں سے ایک بھی اللہ کے پاس لائے گا اس کے لیے جنت واجب ہو گی جس نے پیاسے کو پانی پلایا یا بھوکے کو کھانا کھلایا یا ننگے کو لباس پہنایا یا قیدی گردن آزاد کیا۔

اور آپ نے فرمایا ـــــ قیامت کے روز تین آنکھوں کے سوا سب آنکھیں بیدار ہوں گی، وہ آنکھ جو راہِ خدا میں بیدار رہی اور وہ آنکھ جو الٰہی محارم سے رُک گئی اور وہ آنکھ جو خوفِ الٰہی سے رواں ہو گئی۔

اور آپؐ نے فرمایا ـــــ اللہ فرماتا ہے، اے میرے بندے جب تو نے میری فرض کردہ نماز پڑھ لی تو تو سب لوگوں سے زیادہ عبادت گزار ہے اور جو میں نے تجھے دیا ہے جب تو نے اس پر قناعت کر لی تو تو سب لوگوں سے بڑھ کر غنی ہے۔

اور آپؐ نے بنی عبدالمطلب کو جمع کیا اور فرمایا ـــــ اے بنی عبدالمطلب اسلام کو رواج دو، اور صلہ رحمی کرو اور جب لوگ سوئے ہوئے ہوں تو بیدار رہو اور کھانا کھلاؤ اور اچھی گفتگو کرو تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو گے۔

اور آپ نے فرمایا ـــــ چار چیزیں نیکی کے خزانوں میں سے ہیں حاجت کا چھپانا اور صدقہ کا چھپانا اور درد کا چھپانا اور مصیبت کا چھپانا۔

اور آپؐ نے فرمایا ـــــ کل موقف میں تم میں سے میرے زیادہ

قریب زیادہ راست گفتار اور زیادہ امانت کا ادا کرنے والا اور زیادہ اچھے اخلاق والا ہوگا اور لوگوں کے بھی زیادہ قریب ہوگا۔

اور آپ نے فرمایا ——— عمل پر قائم رہنا، عمل سے زیادہ سخت ہے آدمی پوشیدگی میں عمل کرتا ہے اور شیطان ہمیشہ اس کے ساتھ رہتا ہے حتیٰ کہ وہ اُسے بیان کرتا ہے یا اسے ظاہر کر دیتا ہے اور اعلانیہ اس کی تعریف کرتا ہے تو وہ عمل ریاکاری میں لکھا جاتا ہے۔

اور آپ نے فرمایا ——— نفاق کی علامت، آنسوؤں کا بند ہو جانا، دل کا سخت ہو جانا، گناہ پر اصرار کرنا اور دنیا کی خواہش کرنا ہے۔

اور آپؐ نے فرمایا ——— سخی اللہ کے قریب ہے، لوگوں کے قریب ہے، جنت کے قریب ہے اور دوزخ سے دُور ہے۔ اور بخیل، اللہ سے دُور ہے، لوگوں سے دُور ہے، جنت سے دُور ہے اور دوزخ کے قریب ہے۔

اور آپؐ نے فرمایا ——— جب بندے کا ظاہر و باطن ٹھیک ہو جائے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تو حقیقتہً میرا بندہ ہے۔

اور آپؐ نے فرمایا ——— مومن وہ ہے جس کا حلم اس کے علم سے مل جائے، وہ بولے تاکہ سمجھ جائے اور بیٹھے تاکہ معلوم کرے اور خاموش رہے تاکہ محفوظ رہے اور دوست اس کی امانت کو بیان کریں اور دشمن اس کی شہادت کو چھپائیں اور وہ حق کا کوئی کام ریاکاری کے لیے نہ کرے اور نہ اُسے حیا کی وجہ سے چھوڑے حتیٰ کہ جب وہ زکوٰۃ دے تو لوگوں کی باتوں سے ڈرے اور جو وہ نہیں جانتے اس سے استغفار کرے اور منافق وہ ہے جو منع کرنے والے کی بات سے عبرت حاصل نہ کرے اور نہ باز آئے اور وہ حکم دے جو وہ خود نہیں کرتا اور جب نماز کو آئے ..... [1] اور جب رکوع کرے تو بیٹھ جائے اور جب سجدہ کرے تو

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

ٹھونگا مارے اور جب بیٹھے تو خوش نصیب ہو، شام کرے تو باوجود روزہ دار نہ ہونے کے اس کا مقصد کھانا ہو اور صبح کرے تو اس کا مقصد نیند ہو اور وہ بیدار نہ ہو، اگر وہ تجھ سے بات کرے تجھ سے جھوٹ بولے، اور اگر تجھ سے وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے اور اگر تو اُسے امین بنائے تو تجھ سے خیانت کرے۔ اور اگر تجھ سے معاہدہ کرے تو تیری غیبت کرے۔

اور آپؑ نے فرمایا —— جس نے اپنے نفس کو اپنی دنیا کے لیے مشقت میں ڈالا اس نے اپنی آخرت کو نقصان پہنچایا اور جس نے آخرت کے لیے کوشش کی، اللہ اُسے اس کے مقصد میں کفایت کرے گا۔

اور آپؑ نے فرمایا —— جو اپنی گفتگو کی جگہ کو اپنے عمل سے دیکھے اس کی گفتگو کم ہو جاتی ہے صرف جس کام سے اُسے سروکار ہو اس کے متعلق بات کرتا ہے۔

اور آپؑ نے فرمایا —— مفتنوں کے جھگڑے سے بچو بلاشبہ ہر مفتون اپنی عمر کے خاتمے تک اپنی حجت کی تلقین کرنے والا ہے اور جب اس کی مدت ختم ہو جائے گی تو اس کا فتنہ اُسے آگ سے جلا دے گا۔

اور آپؑ نے فرمایا —— مسلمان کو گالی دینا، فسق ہے اور اس سے جنگ کرنا، کفر ہے اور اس کا گوشت کھانا اللہ کی نافرمانی ہے اور اس کے مال کی حُرمت اس کے خون کی حُرمت کی طرح ہے۔

اور آپؑ نے فرمایا —— حیاء ایمان کا حصّہ ہے اور ایمان جنت میں ہے اور بیہودہ گفتگو بداخلاقی ہے اور بداخلاقی دوزخ میں ہے اور اللہ حیادار، حلیم، عفیف اور تکلف عفیف بننے والے کو پسند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بے ہودہ گو اور پیچھے پڑ جانے والے سائل سے نفرت کرتا ہے اور جلد ثواب والی نیکی حسنِ سلوک ہے اور جلد سزا والی بدی، بغاوت ہے۔

اور آپؐ نے فرمایا — کیا میں تم کو تمہارے بڑے لوگوں کی خبر نہ دوں؟ اُنھوں نے کہا بے شک یا رسول اللہ، آپؐ نے فرمایا چغلی کھانے والے دوستوں کے درمیان جُدائی ڈالنے والے اور بے گناہوں کے عیب تلاش کرنے والے اور جو لوگوں کی عزتوں سے رُکے گا اللہ اُسے معاف کرے گا اور جس نے اپنے غضب کو لوگوں سے روکا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس سے اپنا عذاب روک لے گا۔

اور آپؐ نے فرمایا — دو چہروں اور دو زبانوں والا بندہ، بہت ہی بُرا بندہ ہے وہ اپنے بھائی کی اس کے منہ پر تعریف کرتا ہے اور اس کی غیر حاضری میں اس کی غیبت کرتا ہے، اگر اُسے دیا جائے تو اس سے حسد کرتا ہے اور اگر وہ آزمائش میں پڑ جائے تو اُسے چھوڑ دیتا ہے۔

اور آپؐ نے فرمایا — اللہ تعالیٰ نے احسان جتانے والے، چغلی کھانے والے اور ہمیشہ شراب پینے والے پر جنت کو حرام کر دیا ہے۔

اور آپؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا — تجھ پر صدق کو اختیار کرنا لازم ہے تمہارے منہ سے کبھی جھوٹی بات نہ نکلے اور تقویٰ کو بھی اختیار کرنا لازم ہے پس تو کبھی خیانت کی جرات نہ کرے اور اللہ کا خوف یہ ہے کہ گویا تو اُسے دیکھ رہا ہے اور اللہ کے خوف سے رونا تیرے لیے ہر آنسو کے عوض جنت میں گھر بنائے گا اور میری سنت کی پابندی بھی تجھ پر لازم ہے۔

اور آپؐ نے فرمایا — خوش بخت وہ ہے جو ماں کے پیٹ میں خوش بخت ہے اور بد بخت وہ ہے جس سے اس کے غیر کو نصیحت کی جائے اور سب سے زیادہ عقل مند، متقی ہے، اور سب سے بڑی حماقت، گناہ کرنا ہے اور سب سے بُری روایت، جھوٹ ہے اور سب سے بُرے امور بدعات ہیں اور سب سے بڑا اندھا پن ہے اور سب سے

بڑی ندامت، قیامت کے روز کی ندامت ہے، اور اللہ کے نزدیک سب سے بڑی خطا، جھوٹی زبان ہے، اور سب سے بُرا کھانا، ظلم سے یتیم کا مال کھانا ہے اور مرد کی بہترین زینت، ایمان کے ساتھ اچھی ہدایت ہے جو شہرت کے پیچھے چلتا ہے اللہ اُسے رسوا کر دیتا ہے اور جو دنیا کا ارادہ کرے وہ اس سے رُک جاتی ہے اور جو اللہ کو پہچانے وہ اس کے پاس آجاتا ہے کسی کی رضا کے لیے اللہ کو ناراض نہ کرو اور مخلوق میں سے کسی کی طرف تیزی سے یوں نہ جاؤ کہ وہ اللہ سے دُور کر دے۔

اور آپؐ نے فرمایا —— تھوڑی نیکیوں کو حقیر نہ سمجھو، بلاشبہ جو چیز قیامت کے روز نفع دینے والی ہے وہ حقیر نہیں ہے اور پوشیدگی میں اللہ سے ڈرو حتیٰ کہ تم اپنے سے انصاف کرو، اور اطاعت الٰہی کی طرف جلدی کرو اور سچی بات کرو اور امانت ادا کرو۔

یہ باتیں تمہارے فائدے کی ہیں اور ظلم نہ کرو اور جو بات تمہارے لیے جائز نہیں اس میں دخل نہ دو، اس کا تمہیں نقصان ہوگا۔

اور آپ نے فرمایا —— جب سُود زیادہ ہوجاتا ہے تو اچانک موت زیادہ ہوجاتی ہے اور جب ماپ کم ہوجاتے تو اللہ تعالیٰ قحط اور نقصان سے گرفت کرتا ہے اور جب وہ زکوٰۃ روکتے ہیں تو زمین کو اس کی بڑھوتی سے روک دیا جاتا ہے اور جب وہ احکام میں ناانصافی کرتے ہیں اور عہد شکنی کرتے ہیں تو ان کے دشمن کو ان پر مسلط کر دیا جاتا ہے اور جب وہ قطع رحمی کرتے ہیں تو اموال کو اشرار کے ہاتھوں میں دے دیا جاتا ہے اور جب وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہیں کرتے اور اخیار کی اتباع نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ ان کے اشرار کو ان پر مسلط کر دیتا ہے اور ان کے نیک لوگ دُعا کرتے ہیں تو ان کی دُعا قبول نہیں ہوتی۔

اور آپؐ نے فرمایا —— آدمی کی جڑ اس کا دل ہے اور خلق اس کا

حسب ہے اور اس کا تقویٰ اس کا اعزاز ہے اور لوگ سب برابر ہیں۔

اور آپؐ نے فرمایا ـــــ اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کو مکارم اخلاق سے مخصوص کیا ہے پس اپنے آپ کا جائزہ لو، اور اگر وہ تم میں ہیں، تو اللہ کا شکر کرو، بصورتِ دیگر اس کی طرف رغبت کرو، آپؐ سے دریافت کیا گیا وہ کیا ہیں؟ فرمایا الیقین، قناعت، صبر، شکر، عقل، مروّت، حلم، سخاوت اور شجاعت۔

اور آپؐ نے فرمایا ـــــ تین باتیں ایسی ہیں جن کا کرنے والا اس وقت تک فوت نہ ہوگا جب تک اپنی ناپسندیدہ بات کو نہ دیکھ لے، ظلم، قطع رحمی اور جھوٹی قسم، وہ ان سے اللہ کا مقابلہ کرتا ہے اور اطاعت میں سے سب سے جلد ثواب والی چیز صلہ رحمی ہے، اور لوگ فاجر ہو جائیں گے اور ایک دوسرے سے تعلق رکھیں گے تو ان کے اموال بڑھیں گے اور وہ مالدار ہو جائیں گے اور جھوٹی قسم اور قطع رحمی گھروں کو ویران کر چھوڑتی ہے اور راستے بند کر دیتی ہے اور جس کی زبان سچ بولے اس کا عمل بڑھ جاتا ہے اور جس کی نیت اچھی ہو اللہ اس کے رزق میں اضافہ کرتا ہے اور جو اپنے اہل بیت سے حسنِ سلوک کرتا ہے اللہ اس کی عمر میں اضافہ کرتا ہے۔

اور آپؐ نے فرمایا ـــــ تین باتوں میں اللہ نے کسی کے لیے رخصت نہیں رکھی، والدین سے حسنِ سلوک کرنا خواہ وہ نیک ہوں یا بُرے اور نیک اور بُرے آدمی سے وفائے عہد کرنا اور نیک اور بُرے آدمی کو امانت ادا کرنا، اور جو شخص اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی سے حسنِ سلوک کرے اور اپنے مہمان کا اکرام کرے اور اچھی بات کرے اور شکر ادا کرے۔

اور آپؐ نے فرمایا ـــــ مومن، مومن کا بھائی ہے وہ نہ اُسے

چھوڑ دے اور نہ اُسے غمگین کرے اور نہ اس کی غیبت کرے اور نہ اس سے حسد کرے اور نہ اس پر ظلم کرے اور ابلیس اپنے سپاہیوں سے کہتا ہے ان کے درمیان بغاوت اور حسد ڈال دو بلاشبہ یہ اللہ کے نزدیک شرک کے برابر ہے۔

اور آپؐ نے فرمایا ـــــ آدمی کے حسنِ اسلام میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اس بات کو چھوڑ دے جس سے اُسے سروکار نہیں، جس بات سے تم عذر کرتے ہو اس سے بچو۔ بلاشبہ مومن بُرائی نہیں کرتا اور عذر کرتا ہے اور منافق ہر روز بُرائی کرتا ہے اور عذر نہیں کرتا اور غیبت مسلمان کے دین میں، لقمے کے پیٹ میں جانے سے بھی زیادہ تیز ہے، اہل زمین جب تک آپس میں محبت کریں قابل رحم ہیں اور امانت کو ادا کرو اور حق کے مطابق عمل کرو۔

اور آپؐ نے فرمایا ـــــ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ــ اے ابن آدم میں زندہ ہوں میں نہیں مروں گا پس تو میری اطاعت کر، میں تجھے زندہ بنا دوں گا تو نہیں مرے گا اور میں ہر چیز پہ قادر ہوں، اے ابن آدم صلہ رحمی کر میں تجھ سے تیری تنگی دُور کر دوں گا اور تیرے لیے آسائش کروں گا۔

اور آپؐ نے فرمایا ـــــ جس نے دنیا پر غمگین ہونے کی حالت میں صبح کی، اس نے اللہ پر ناراض ہونے کی حالت میں صبح کی، اور جس نے اپنے پر نازل ہونے والی مصیبت کی شکایت کی اس نے اپنے رب کی شکایت کی وہ اپنے رب کی شکایت کرنے والا ہے اور جو کسی آسودہ حال آدمی کے پاس آئے اور اس کے سامنے عاجزی کا اظہار کرے تاکہ اس کی دُنیا سے کچھ حاصل کرے اس کے دین کا دو تہائی جاتا رہے گا اور جس نے کسی چیز کی تمنا کی اور وہ تمنا اللہ کی رضامندی کی ہو تو وہ دُنیا سے نہیں جائے گا حتیٰ کہ وہ اسے عطا کر دی جائے گی۔

اور آپؐ نے فرمایا —— اللہ تعالیٰ فرماتا ہے —— اے ابن آدم میری عبادت کے لیے فارغ ہو جا میں تیرے دل کو دولت سے بھر دوں گا اور میں تیری معاش کی تلاش میں تجھے تیری طلب کے سپرد تر کروں گا اور مجھ پر تیرے فاقہ کو روکنا لازم ہے اور میں تیرے دل کو اپنے خوف سے بھر دوں گا اور اگر تو میری عبادت کے لیے فارغ نہ ہوا تو میں اُسے دنیا کی مشغولیت سے بھر دوں گا پھر دنیا کو تجھ سے روک دوں گا اور تجھے تیری طلب کے سپرد کر دوں گا۔

اور آپؐ نے فرمایا —— صاحب حسب اور صاحب دین سے نیکی کرنا مناسب ہے اور جو تم سے اللہ کے نام پر مانگے اُسے دو، اور جو تم سے اللہ کی پناہ مانگے تو اُسے پناہ دو اور جو تمہیں بلائے اس کو جواب دو اور جو تم سے نیکی کرے اُسے اس کا بدلہ دو اور اگر تم اُسے بدلہ نہ دو تو اس کا شکریہ ادا کرو۔

اور آپ نے فرمایا —— بندوں پر جلال الٰہی میں سے، عادل امام اور بوڑھے مسلمان اور غلو نہ کرنے والے اور قرآن سے نہ ہٹنے والے عامل قرآن کی تعظیم کرنے کا بھی حق ہے، جس نے چار باتوں کا ارتکاب کیا وہ اسلام سے خارج ہو گیا۔ جس نے عَلَم ضلالت بلند کیا، اور جس نے ظالم کی مدد کی یا اس کے ساتھ چلا یا اس کو ظالم جانتے ہوئے اس کے ساتھ چلا، اور جو عہد کی پاسداری سے رُکا، اور قیامت کے روز دو آدمیوں کو میری شفاعت حاصل نہ ہو گی، ظالم امیر اور دین میں غلو کرنے والے اور اس سے نکل جانے والے آدمی کو، اور عادل امیر کی دُعا ردّ نہیں کی جاتی۔

اور آپؐ نے فرمایا —— تجھے دنیا کی طلب، دین کی طلب سے غافل نہ کرے بلاشبہ لیسا اوقات طالبِ دنیا جو کچھ حاصل کرتا ہے اس سمیت

ہلاک ہو جاتا ہے اور لبا اوقات اُسے کھو دیتا ہے اور جو اس سے کھو جاتا ہے اس کے ساتھ ہلاک ہو جاتا ہے۔ دنیا میں مالدار آخر میں کم مال والے ہوں گے سوائے اس کے جس نے یوں یوں کہا اور آپ نے اپنے ہاتھ سے ایک مٹھی ڈالی اور جس کسی کو دنیا سے کچھ دیا گیا آخرت میں اس کے حق میں کمی کر دی جائے گی حتیٰ کہ حضرت سلیمان بن داؤدؑ کے حق میں بھی کمی ہو گی بلاشبہ آپ انبیاء میں سے سب سے آخر میں جنت میں داخل ہونے والے ہوں گے، اور سب برائیوں کی جڑ دنیا کی محبت ہے۔

اور آپؐ نے فرمایا ــــ موت آئی اور اس میں ان دار الخلد والوں کے لیے راحت اور جنت عالیہ کی طرف مبارک واپسی ہے جن کی سعی اس کے لیے تھی اور اس میں انہیں رغبت تھی، اور موت آئی اور اس میں ان دنیا داروں کے لیے بدبختی، ندامت اور اس گرم آگ کی طرف ناکام واپسی ہے جن کی سعی اس کے لیے تھی اور اسی میں انہیں رغبت تھی۔

اور آپؐ نے فرمایا ــــ وسیلہ پکڑنے والوں کے لیے سب سے بہتر وسیلہ ایمان باللہ، جہاد فی سبیل اللہ اور کلمہ اخلاص ہے بلاشبہ یہ فطرت ہے اور نماز کا پورا ہونا مذہب ہے اور زکوٰۃ کا ادا کرنا، مال کا بڑھانے والا اور اجل کو مؤخر کرنے والا ہے اور خفیہ صدقہ کرنا گناہوں کو دور کرتا ہے اور رب کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے اور اچھے کام بری موت کو دور کرتے ہیں اور ذلت کی جگہوں سے بچاتے ہیں، آگاہ رہو سچ بولو، بلاشبہ سچ بولنے والا اپنی نجات اور عزت کی جگہ کے کنارے پر ہے اور جھوٹا اپنی ذلت اور ہلاکت کی جگہ کے کنارے پر ہے اور اچھی بات کہو تم اس سے مشہور ہو جاؤ گے اور اس پر عمل کرو تم اس کے اہل میں سے ہو جاؤ گے اور جو تمہیں امین بنائے اس کو امانت ادا

کرو، اور جو تم سے قطع رحمی کرے تم اس سے صلہ رحمی کرو اور جو تم سے سخت کلامی کرے اس پر احسان کرو۔

اور آپؐ نے فرمایا —— اور جس کا ظالم بادشاہ سے پالا پڑے اور اُسے مصیبت آجائے تو اُسے اس میں اجر نہ ملے گا اور نہ اُسے اس پر صبر دیا جائے۔ تو مومن کے لیے بھی تسلی کافی ہے کہ جب وہ بڑی بات کو دیکھے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل سے یہ بات معلوم کرے کہ وہ اسے ناپسند کرتا ہے۔

اور آپؐ نے فرمایا —— اللہ کی مخلوق میں سے کچھ ایسے بندے ہیں جنہیں وہ اپنی نعمت سے خاص کرتا ہے اور جب تک وہ ان نعمتوں کو خرچ کرتے رہتے ہیں انہیں ان نعمتوں میں برقرار رکھتا ہے اور پھر وہ انہیں ان سے منتقل کر دیتا ہے اور انھیں دوسروں کو دے دیتا ہے۔

اور آپؐ نے فرمایا —— جس بندے پر اللہ تعالیٰ کی جتنی بڑی نعمت ہو اسی قدر اس کے ذمہ لوگوں کے اخراجات ہوتے ہیں اور جو شخص اس خرچ کو برداشت نہیں کرتا وہ نعمت کو زوال کے لیے پیش کرتا ہے۔

اور آپ نے بنی سلمہ سے فرمایا —— اے بنی سلمہ آج کل تمہارا سردار کون ہے؟ انہوں نے کہا

یارسول اللہ، الجد بن قیس، آپ نے فرمایا اس کا تم میں کیسا حال ہے؟ انھوں نے کہا۔ ہم اُسے بخیل پاتے ہیں، آپ نے فرمایا بخل سے بڑی کونسی بیماری ہے، بخیل کے لیے کوئی سرداری نہیں بلکہ تمہارا سردار سفید رنگ گھنگھریالے بالوں والا عمرو بن الجموح ہے یا آپ نے فرمایا قیس بن البراء۔

آپ کے پاس ایک شخص آیا جس کے جھوٹ کے متعلق آپ کو اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا، اگر تجھ میں یہ برائی نہ ہوتی اور تیرے ساتھ اللہ ہوتا تو تو آنے والے دودھ کو پیتا۔

اور آپ نے فرمایا —— دو خصلتیں مومن میں اکٹھی نہیں ہو سکتیں، بخل اور

بد اخلاقی ۔

اور آپ نے فرمایا —— سخی کی لغزش سے دور رہو بلاشبہ جب وہ لغزش کھاتا ہے اللہ اسے اس کی پیشانی سے پکڑ لیتا ہے ۔

اور آپؐ نے فرمایا —— جنت سخیوں کا گھر ہے ۔

اور آپؐ نے فرمایا —— سخی زاہد نوجوان ، اللہ کو بوڑھے بخیل عابد سے زیادہ محبوب ہے ۔

اور آپؐ نے فرمایا —— اللہ سخی ہے اور سخاوت کو پسند کرتا ہے اور ردّی اخلاق سے نفرت کرتا ہے ۔

اور آپؐ نے فرمایا —— کچھ لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی ضروریات کے لیے پیدا کیا ہے ، لوگ ان کی پناہ لیتے ہیں وہ قیامت کے روز امن میں ہوں گے ۔

اور آپؐ نے فرمایا —— اللہ کی نعمتوں کی اچھی مجاورت کرو اور انہیں اکتاؤ نہیں اور نہ انہیں بھگاؤ اور کسی قوم سے بھاگ کر یہ کم ہی اس کی طرف واپس آتی ہیں ۔

اور آپؐ نے فرمایا —— ضروریات اللہ کے پاس ہیں اور ان کے اسباب لوگوں کے پاس ہیں پس انہیں اللہ سے ان کے اسباب کے ساتھ طلب کرو اور جو شخص تم کو وہ اسباب دے انہیں اللہ کے شکر سے لو ، اور جو شخص ان اسباب کو تم سے روک لے تو انہیں صبر سے اللہ سے لو ۔

اور آپؐ نے فرمایا ، ایمان کے بعد عقل کی جڑ لوگوں کی مدارات ہے پس اگر مصیبت آجائے تو اپنی جان اور اپنے دین سے پہلے اپنے مال کو مقدم کر ، اور اگر مصیبت تجاوز کر جائے تو اپنے دین سے پہلے اپنے مال اور اپنی جان کو مقدم کر اور جان لے کر لٹا ہوا وہ ہے جس کا دین

لُٹ جائے۔

اور آپؐ نے فرمایا — ہر چیز کے لیے ایک بلندی ہے اور سب سے بلند گھر کعبہ ہے اور جو شخص سب لوگوں سے معزز بننا چاہے وہ اللہ پر بھروسہ کرے، اور جو سب لوگوں سے مالدار بنتا چاہے اُسے اس چیز کی بہ نسبت جو اس کے ہاتھ میں ہے اس پر زیادہ اعتماد کرنا چاہیے جو اللہ کے ہاتھ میں ہے اور جو سب لوگوں سے طاقت ور بننا چاہے اُسے اللہ پر توکل کرنا چاہیے پھر آپ نے فرمایا، کیا میں تم کو بڑے لوگوں کی خبر نہ دوں؟ جو اکیلا کھائے اور اپنی بخشش کو روکے اور اپنے غلام کو کوڑے مارے، اور کیا میں اس سے بھی بڑے آدمی سے تمہیں آگاہ کروں؟ جس کی بھلائی کی اُمید نہ ہو اور جس کے شر سے امان حاصل نہ ہو اور کیا میں اس سے بھی بڑے آدمی سے تمہیں آگاہ کروں؟ جو لوگوں سے نفرت کرتا ہو اور لوگ اس سے نفرت کرتے ہوں۔

اور آپؐ سے دریافت کیا گیا — بندے کو کیا بہتر چیز عطا کی گئی ہے آپؐ نے فرمایا عقل کی طبیعت جو اس کے ساتھ پیدا کی گئی ہے، لوگوں نے پوچھا کہ اگر وہ اسے غلطی میں ڈال دے؟ فرمایا وہ عقل سیکھے۔ لوگوں نے کہا، اگر وہ بھی اسے غلطی میں ڈال دے؟ فرمایا تو وہ اللہ کے بارے میں غیر حاسد دوست بنائے، لوگوں نے کہا، اور اگر وہ بھی اُسے غلطی میں ڈال دے، فرمایا، تو اس پر خاموش رہنا لازم ہے، لوگوں نے کہا اور اگر وہ بھی اسے غلطی میں ڈال دے؟ فرمایا تو فیصلہ کرنے والی موت ہے۔

اور آپؐ نے ثقیف کے ایک شخص سے فرمایا — تم میں مروت کیا ہے؟ اس نے کہا دین میں بہتری، اور معیشت کی درستی اور سخاوت نفس اور حسنِ اخلاق، آپؐ نے فرمایا یہ باتیں ہم میں بھی اسی طرح ہیں۔

اور آپؑ نے فرمایا ـــــ جو شخص اپنے رب سے ڈرے اس کی زبان دراز ہو جاتی ہے اور اس کا غصہ ٹھنڈا نہیں ہوتا بلاشبہ اللہ ہر قائل کی زبان کے نزدیک ہے پس قائل دیکھے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔

اور آپ نے فرمایا ـــــ جبرئیلؑ جب بھی میرے پاس آئے اور مجھے وعظ کیا تو آخر میں یہ بات کہی، دشمنی سے بچو، یہ کمزوری کو ننگا کر دیتی ہے اور عزت کو گنوا دیتی ہے۔

اور ایک شخص نے آپ سے سوال کیا تو آپؐ نے اُسے فرمایا، میرے پاس کوئی چیز نہیں، اس نے آپ سے کہا مجھ سے وعدہ کیجیے آپؐ نے فرمایا، میں ایک شخص کو عامل مقرر کرتا ہوں اور دوسرا اس سے زیادہ صاحب بصیرت زیادہ مردانگی والا اور زیادہ تدبیر والا ہوتا ہے اور میں ایک شخص کو دیتا ہوں حالانکہ دوسرا مجھے اس سے زیادہ محبوب ہوتا ہے اور میں اسے دوستانہ طور پر دیتا ہوں۔

اور آپؐ نے فرمایا ـــــ جو عدل کی تعریف نہ کرے اور ظلم کی مذمت نہ کرے۔ وہ اللہ سے جنگ کرنے کے لیے مقابلہ میں نکلتا ہے۔

اور آپؐ نے فرمایا ـــــ اعمال تین ہیں، ہر حال میں اللہ کا ذکر کرنا اپنے نفس سے لوگوں کا پورا حق لینا، اور بھائیوں کی ہمدردی کرنا۔

اور آپؐ نے فرمایا ـــــ بیٹیوں کی موت، اچھے کاموں میں ہے

اور آپؐ نے فرمایا ـــــ اللہ کے نزدیک صبر، غیرت کی ضد ہے اور اسے کوئی مکمل نہیں کرتا اور مصیبت کی بڑائی کے ساتھ جزاء بھی بڑی ملتی ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو پسند کرتا ہے تو اُسے آزماتا ہے۔

اور آپؐ نے فرمایا ـــــ ہر نیکی صدقہ ہے اور جس سے زبان بچایا جائے وہ بھی صدقہ ہے۔ محمد بن المنکدر سے پوچھا گیا یہ کیا ہے

اس نے کہا شاعر اور زبان دان کو دینا۔

اور آپؐ نے فرمایا —— ایمان کے لحاظ سے اکمل مومن وہ ہے جو ان سے اچھے اخلاق والا ہے۔

اور آپؐ نے فرمایا —— بدخلقی کے سوا اللہ کے ہاں ہر گناہ کی توبہ ہے وہ ایک بات سے نکل کر اس سے بڑی بات میں جا پڑتا ہے۔

آپؐ نے فرمایا —— آرام سے بچو، آرام والا اپنے بھائی کو اور اپنے آپ کو اور اپنے اقتدار کو قتل کرنے والا ہے۔

اور ایک شخص آپؐ کے پاس آیا تو آپؐ نے اس سے پوچھا کیا تیرے لیے کھانا ہے؟ اس نے کہا ہاں مال کا کھانا ہے، آپؐ نے فرمایا جب اللہ تم پر اپنی نعمت کرتا ہے تو چاہیے کہ وہ تیری تعریف بھی کرے۔

اور آپؐ نے فرمایا —— جس کے دل میں ایک ذرّے برابر بھی کبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا، ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ میں چاہتا ہوں کہ میری سواری کا جانور سبک رفتار ہو اور میرے کپڑے اچھے ہوں حتیٰ کہ اس نے اپنی جوتی کے تسمے اور اپنی کوڑی کے لٹکانے کی چیز کا بھی ذکر کیا، آپؐ نے فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے اور کبر یہ ہے کہ وہ حق کو روکے اور باطل سے چشم پوشی کرے۔

ایک سائل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا بیت آل محمد صبح کو ایک صاع کھانے کے سوا کچھ نہیں ہوتا حالانکہ وہ نو گھروں کے آدمی ہیں، کیا انہیں اس سے کفایت ہو گی؟ اور نہ کبھی سائل کو واپس کیا گیا ہے اور آپؐ کھجور کی شاخ ٹھیک کر رہے تھے کہ ایک شخص آپ کے پاس سے گزرا اس نے کہا یا رسول اللہ میں آپ کو اس سے کفایت کرتا ہوں آپؐ نے فرمایا تیری مرضی، اور جب وہ اس سے فارغ ہوا تو آپ نے اُسے پوچھا کیا تمہیں کوئی ضرورت ہے؟ اس نے کہا ہاں، آپؐ اللہ کے

حضور میرے لیے جنت کے ضامن بنیں، آپ نے دیر تک سر جھکائے رکھا پھر اپنا سر اس کی طرف اٹھایا اور فرمایا میں تیرے لیے اس کا ضامن ہوا اور جب وہ واپس پھرا تو آپؐ نے اُسے آواز دی اسے اللہ کے بندے طویل سجدوں سے میری مدد کرنا۔

اور آپؐ نے اپنی ناقہ پر خطبہ دیا اور فرمایا ——— اسے لوگو، گویا موت ہمارے غیروں پر واجب کی گئی ہے اور گویا حق ہمارے غیروں پر واجب کیا گیا ہے اور گویا مُردوں میں سے جن کی مشایعت کی جاتی ہے وہ مسافر ہیں اور تھوڑے عرصے تک ہماری طرف واپس آنے والے ہیں ہم انہیں ان کی قبروں میں جگہ دیتے ہیں اور ان کا ورثہ کھاتے ہیں گویا ہم ان کے بعد ہمیشہ رہیں گے ہم ہر نصیحت کرنے والی بات کو بھول چکے ہیں اور ہر مصیبت سے امن میں ہیں مبارک ہو اس شخص کو جس کے عیوب اُسے لوگوں کے عیوب سے غافل رکھیں اور وہ اپنے کمائے ہوئے مال کو گناہ کی جگہ پر خرچ نہ کرے اور رحم کرے اور محتاجوں اور کمزوروں کے ساتھ رہے اور اہل فقہ و حکمت سے میل جول رکھے اس شخص کو مبارک ہو جو اپنے نفس کو ذلیل کرے اور اس کے اخلاق اچھے ہوں اور اس کی نیت درست ہو اور اس کا شر لوگوں سے دُور رہے اور سنت اس کو وسیع کرے اور وہ اسے بدعت کی طرف دُور تک نہ لے جائے۔

اور آپؐ نے فرمایا، جبریلؑ نے مجھے نصیحت کی اور کہا تو جس کو چاہے کہ جواب دے بلاشبہ تو مرنے والا ہے اور جو چاہے عمل کر بلاشبہ تو اپنے عمل سے ملنے والا ہے۔

اور آپؐ نے فرمایا ——— جو رزق حلال طلب کرے اُسے چاہیے کہ وہ اللہ پر خرچ کر دے۔

اور آپؐ نے فرمایا ——— عقل مند سے راہنمائی حاصل کرو تم ہدایت پاؤ

گے اور اس کی نافرمانی نہ کرو، پشیمان ہو گے۔

اور آپؐ نے فرمایا —— طلاق، نکاح کے بعد ہے، اور آزادی ملکیت کے بعد ہے، اور خاموشی، صبح سے رات تک ہے، اور روزوں میں وصال نہیں ہے اور نہ دُودھ چھڑانے کے بعد رضاعت ہے اور بلوغت کے بعد یتیمی نہیں ہے اور عورت کی اپنے خاوند کے ساتھ کوئی قسم نہیں ہے اور نہ بیٹے کی اپنے باپ کے ساتھ کوئی قسم ہے اور نہ غلام کی اپنے مالک کے ساتھ کوئی قسم ہے اور ہجرت کے بعد جلاوطنی نہیں ہے اور قطع رحمی میں کوئی قسم نہیں ہے اور معصیت میں کوئی نذر نہیں ہے اور اگر کوئی ...... بندہ دس حج کرے پھر ہجرت کرے تو اسلام کا فریضہ اس پر تب واجب ہے جب اس کی راہ کی استطاعت رکھے اور اگر کوئی غلام دس حج کرے پھر آزاد ہو جائے تو اس پر اسلام کا فریضہ تب واجب ہے جب اس کی راہ کی استطاعت رکھے۔

اور فرمایا —— بندوں کے نزدیک جو سب سے چھوٹا گناہ ہے وہ اللہ کے ہاں سب سے بڑا ہے اور اللہ کے نزدیک جو سب سے چھوٹا گناہ ہے وہ بندوں کے نزدیک سب سے بڑا ہے۔

اور آپؐ نے فرمایا —— مومن ایک سوراخ سے دو دفعہ نہیں ڈسا جاتا اور لوگ کنگھی کے دندانوں کی طرح برابر ہیں اور آدمی اپنے بھائی کے لیے بہت ہے اور اس شخص کی صحبت میں تیرے لیے کوئی بھلائی نہیں جو تیرے حق کی اس طرح رعایت نہیں کرتا جس طرح تو اس کے حق کی رعایت کرتا ہے اور اُوپر والا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہے اور مسلمانوں کے خون برابر ہیں اور وہ دُوسروں کے مقابلے میں متحد ہیں اور جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہے جس شخص نے اپنی قدر پہچان لی وہ ہرگز ہلاک نہ ہوگا اور اللہ اس بندے پر رحم کرے جس نے اچھی بات کہی اس نے غنیمت حاصل کی یا خاموش

رہا اور بچ گیا۔

اور آپؐ نے گھوڑوں کا ذکر کیا اور فرمایا — ان کی پیشانیوں سے بھلائی بندھی ہوئی ہے اور ان کے پیٹ خزانے ہیں اور ان کی پشتیں محفوظ مقام ہیں اور آپ نے گھوڑے دوڑائے تو آپ کا سیاہ رنگ گھوڑا اوّل آیا تو آپ نے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر فرمایا یہ سمندر ہے۔

اور آپؐ نے فرمایا — ہر خلف سے اس کے عادل آدمی اس علم کو روایت کریں گے جو اس سے غالیوں کی تحریف اور مبطلین کی منسوب کردہ باتوں اور جاہلوں کی تاویل کو دُور کریں گے۔

اور آپؐ نے فرمایا — اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ان لوگوں کے لیے ہلاکت ہے جو دنیا کو دین سے الگ کرتے ہیں اور ان لوگوں کے لیے ہلاکت ہے جو لوگوں میں سے انصاف کا حکم دینے والوں کو قتل کرتے ہیں اور ان لوگوں کے لیے بھی ہلاکت ہے جن میں مومن تقیہ کے ساتھ چلتا ہے وہ مجھے دھوکہ دیتے ہیں یا مجھ پر جرأت کرتے ہیں اور میں نے قسم کھائی ہے کہ میں انہیں فتنہ میں ہلاک کروں گا جو ان میں سے حلیم کو حیران کر چھوڑے گا۔

اور آپؐ سے روایت کی گئی ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جس دیوار کا ذکر کیا ہے کہ اس کے نیچے ان دونوں کا خزانہ تھا اور وہ خزانہ سونے کی ایک تختی تھی جس میں لکھا تھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اس شخص پر تعجب ہے جو موت پر یقین رکھتا ہے کہ وہ کیسے خوش ہوتا ہے اور اس شخص پر تعجب ہے جو قدر پر یقین رکھتا ہے وہ کیسے غمگین ہوتا ہے اور اس شخص پر تعجب ہے جو دوزخ پر یقین رکھتا ہے وہ کیسے ہنستا ہے اور اس شخص پر تعجب ہے جو دُنیا کو دیکھتا ہے اور اہل دنیا کے اُلٹ پلٹ کو دیکھتا ہے وہ دنیا سے کیسے مطمئن ہوتا ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اور آپؐ نے فرمایا ـــــ شکر گزار کھانے والے کے لیے بھوکے صابر کا اجر ہے اور اگر تم میں سے کسی کو عافیت دی جائے تو اس کے لیے شکریہ ادا کرتا کھڑے ہو کر رات گزارنے اور دن کو روزہ رکھنے سے بہتر ہے۔

اور آپؐ نے فرمایا ـــــ مومن کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے آپ کو ذلیل کرے۔ دریافت کیا گیا یا رسول اللہ نفس کیسے ذلیل ہوتا ہے آپؐ نے فرمایا وہ اسے ایسی مصیبت کے سامنے پیش کر دے جس کی وہ طاقت نہیں رکھتا۔

اور آپؐ نے فرمایا ـــــ مومن کی فراست سے بچو بلاشبہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

حضرت اسماء بنت عمیس کے ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کی ایک تحریر پائی گئی ـــــ دیر کرنے والیاں اور گناہ کرنے والیاں جو اپنے پیچھے باقی رہنے والی ہدایت کو چھوڑ جائیں اس جلد باز عبادت گزاروں سے اچھی ہیں جو اپنے پیچھے باقی رہنے والی گمراہی کو چھوڑ جائیں، مسلمان، ناانصافیوں اور محارم سے عفیف ہوتا ہے وہ بندہ بہت برا ہے جس کی خواہش اُسے گمراہ کرتی ہے وہ بندہ بہت برا ہے جس کی طرف وہ ذلت سے رغبت کرتی ہے وہ بندہ بہت برا ہے جس نے سرکشی اور بغاوت کی اور حیات دنیوی کو ترجیح دی۔

اور آپؐ نے فرمایا ـــــ چار چیزیں کمر توڑ ہیں، وہ امام جس کی تو اطاعت کرے اور وہ تجھے گمراہ کرے اور وہ بیوی جس کو تو امین بنائے اور وہ تجھ سے خیانت کرے اور وہ بُرا پڑوسی کہ اگر اُسے بُرائی کا علم ہو تو اُسے مشہور کرے اور اگر اُسے بھلائی معلوم ہو تو اُسے چھپائے اور وہ فقیر جب اُسے بخشش دی جائے تو وہ اپنا ساتھی نہ پائے۔

اور آپؐ نے فرمایا ــــ ہر آدمی کے علم و حلم میں نقص ہوتا ہے کیا تم دیکھتے نہیں کہ اس کے رزق میں اضافہ ہوتا ہے تو وہ خوش اور خوشحال ہو جاتا ہے اور یہ دن رات اس کی عمر میں کمی کرتے ہیں اور یہ بات اسے غمگین نہیں کرتی اور نہ وہ اس کی پرواہ کرتا ہے وہ کج رد ہو جاتا ہے اور اس کے رزق کا اضافہ اور اس کی عمر کی کمی اس کے کچھ کام نہیں آتی۔

اور آپؐ نے فرمایا ــــ بنی اسرائیل اپنے دلوں سے خوف الٰہی کو لے گئے تو ان کے بدن حاضر ہو گئے۔ اور جس بندے کے دل سے وہ بات حاضر نہ ہو جو اس کے بدن سے حاضر ہوتی ہے تو اللہ اس کی بات کو قبول نہیں کرتا۔

اور آپؐ نے فرمایا ــــ جس شخص کے علم میں اضافہ ہو پھر اس کے زہد میں اضافہ نہ ہو وہ اللہ سے دوری میں زیادہ ہو جاتا ہے۔ اور جس نے ظالم امام کی مدد کی اور اُسے خطاکار قرار نہ دیا۔ تو اللہ کے سامنے اس کا ... اس کے قدم سے الگ نہ ہو گا حتیٰ کہ وہ اسے دوزخ کی طرف جانے کا حکم دے گا۔

اور بنی قشیر کا ایک شخص آپ کے پاس آیا جسے قرۃ بن ہبیرہ کہا جاتا تھا اس نے کہا یا رسول اللہ ہماری مورتیاں اور بُت تھے پس اللہ نے آپؐ کے ذریعے ہمیں ہدایت دی۔

اور آپؐ نے فرمایا ــــ اہل جنت کی اکثریت سادہ لوح لوگوں کی ہوگی اور علیین والے عقل مند ہوں گے۔

اور آپؐ نے فرمایا ــــ ائمہ قریش میں سے ہیں، تمہیں ان پر حق ہے اور انہیں بھی تم پر حق ہے جب تک وہ فیصلے کریں اور عدل کریں اور جب رحم کی التجا کرنے پر رحم کریں اور عہد کریں اور اُسے پورا کریں۔

اور آپؐ ایک دروازے پہ کھڑے ہوئے اس میں قریش کی ایک جماعت تھی آپ نے فرمایا تم عنقریب اس امر (دین) کے حاکم ہو گے پس جو شخص

تم میں سے اس کا حکمران بنے اور اس سے رحم کی التجا کی جائے اور وہ رحم نہ کرے اور فیصلہ کرے اور عدل نہ کرے اور وعدہ کرے اور اُسے پورا نہ کرے اس پہ اللہ کی لعنت ہے۔

اور آپؐ نے فرمایا ـــــ دین خیر خواہی ہے، دین خیر خواہی ہے، دریافت کیا گیا یا رسول اللہ کس کی ؟ اللہ کی اور اس کی کتاب کی اور اس کے نبی کی اور ائمہ حق کی،

اور آپؐ نے منیٰ کے خیف مقام پر فرمایا ـــــ اللہ اس شخص کے چہرے کو تازہ رکھے جس نے میری بات کو سنا اور اُسے یاد رکھا حتیٰ کہ اُسے اس تک پہنچا دیا جس نے اُسے نہیں سُنا، بہت سے فقہ کے حاملین اس تک بات کو لے جائیں گے جو اُن سے زیادہ فقیہہ ہوں گے، تین باتوں پہ مومن کا دل خیانت نہیں کرتا، اخلاص عمل پر، صحیح تقوے پہ اور حکمرانوں کی خیر خواہی پہ۔

اور آپؐ نے فرمایا، مسلمان کے لیے اپنے مسلمان بھائی پر چھ نیکیاں کرنا واجب ہے، جب وہ اسے ملے تو اُسے سلام کرے اور جب اس سے غائب ہو تو اس کی خیر خواہی کرے اور جب وہ مریض ہو تو اس کی تیمارداری کرے اور جب وہ مر جائے تو اس کے جنازے کے پیچھے جائے اور جب وہ اُسے بلائے تو اس کی مدد کرے اور جب وہ چھینک مارے تو اُسے یرحمک اللہ کہے۔

اور آپؐ نے فرمایا ـــــ اپنے بھائی کی مدد کر خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ہم ظالم ہونے کی صورت میں اس کی کیسے مدد کریں، فرمایا اس کو ظلم سے روکنے سے۔

اور آپؐ نے فرمایا ـــــ جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو تین کاموں کے سوا اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے، صدقہ جاریہ، یا وہ علم جس سے

فائدہ حاصل کیا جائے یا نیک بیٹا اس کے لیے دُعا کرتا رہے۔

اور آپؐ نے فرمایا ـــــ تین آدمیوں کی دُعا ردّ نہیں ہوتی۔ مظلوم کی اور امام عادل کی اور روزہ دار کی حتیٰ کہ وہ افطار کر دے۔

اور آپؐ نے فرمایا ـــــ تین باتوں کی ابن آدم کی موت کے بعد پیروی کی جاتی ہے، وہ سنت جو اس نے مسلمانوں میں جاری کی اور اس نے اس پر عمل کیا اس کا اجر اس کے لیے ہوگا اور جو اس پر عمل کرے گا، اس کا اجر بھی اس کے لیے ہوگا اور ان کے اجر میں کوئی کمی نہ ہوگی اور وہ صدقہ جو اس نے مال یا پھل کا دیا اور جب تک وہ صدقہ چلے گا اس کا اجر اُسے ملے گا اور وہ شخص جس نے اولاد چھوڑی اور وہ اس کے لیے دُعا کرتی رہے۔

اور آپؐ نے اپنے خطبے میں فرمایا ـــــ بدترین امور، بدعات ہیں اور ہر بدعت، ضلالت ہے اور ہر چیز کے لیے ایک آفت ہے اور اس اعتقاد کی آفت، خواہش ہے۔

اور آپؐ نے فرمایا ـــــ تم مجھے چھ باتوں کی ضمانت دو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ جب تم بات کرو تو جھوٹ نہ بولو اور جب تم امین بنائے جاؤ تو خیانت نہ کرو اور جب تم وعدہ کرو تو وعدہ خلافی نہ کرو، اپنی زبانوں کو روکو، اور اپنی نگاہوں کو نیچا رکھو اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو۔

اور آپؐ نے فرمایا ـــــ اللہ فرماتا ہے ـــــ میرا بندہ ہمیشہ ہی سچ بولتا ہے حتیٰ کہ اُسے صدیق لکھ دیا جاتا ہے اور میرا بندہ ہمیشہ ہی جھوٹ بولتا ہے حتیٰ کہ اُسے کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔

اور آپؐ نے فرمایا ـــــ اس شخص کے لیے ہلاکت ہے جو لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹی بات بیان کرتا ہے اس کے لیے ہلاکت ہے اس کے لیے ہلاکت ہے اور روایت کی گئی ہے کہ آپؐ نے فرمایا تم پر صدق کو اختیار کرنا واجب

ہے اور اگر تم اس میں ہلاکت خیال کرو تو بلاشبہ اس کا انجام نجات ہوگا اور جھوٹ سے اجتناب اختیار کرو اور اگر تم اس میں نجات خیال کرو تو بلاشبہ اس کا انجام ہلاکت ہوگا۔

اور آپؐ نے فرمایا —— جس نے اپنے بھائی کے مال پر ظالم کو جانشین مقرر کیا اس نے اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنایا، ایک شخص نے کہا، یا رسول اللہ خواہ مال تھوڑا ہی ہو؟ آپ نے فرمایا خواہ پیلو کی چھڑی ہو اور جس نے قسم کے ذریعے اپنے مومن بھائی کا حق لیا، اللہ نے دوزخ کو اس پر واجب کر دیا ہے۔

اور آپؐ لوگوں سے بہت بھلائی کرنے اور ماہِ رمضان میں بڑے سخی ہوتے تھے، اور آپؐ نے فرمایا ہے اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تہامہ کے درختوں کی مانند میرے پاس نعمتیں ہوتیں تو میں انہیں تمہارے درمیان تقسیم کر دیتا پھر تم مجھے جھوٹا، بزدل اور بخیل نہ پاتے۔

اور ایک شخص نے آپؐ سے کہا، یا رسول اللہ مجھے اپنی چادر دیجیے تو آپؐ نے اُسے دے دی، اس نے کہا مجھے نہیں چاہیے۔ آپؐ نے فرمایا اللہ تیرا ستیاناس کرے تو نے مجھ پر بخل کا الزام لگانا چاہا ہے اور مجھے اللہ نے بخیل نہیں بنایا۔

اور آپؐ نے فرمایا —— تم میں بہتر آدمی وہ ہے جس کی بھلائی کی اُمید کی جائے اور اس کے شر سے بچا نہ جائے اور تمہارا بُرا آدمی وہ ہے جس کے شر سے بچا جائے اور اس کی بھلائی کی اُمید نہ کی جائے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تم کو اسلام سے سرفراز فرمایا ہے پس تم اُسے سخاوت سے اور حسنِ اخلاق سے آراستہ کرو۔

اور آپؐ نے فرمایا —— جس گھر میں رات کا کھانا کھلایا جائے اس کی طرف بھلائی، اُونٹ کی کوہان کی طرف، چھری سے زیادہ تیزی کے ساتھ آتی ہے۔

اور آپؐ نے فرمایا ــــ بخل سے بچو، تم سے پہلے لوگوں کو صرف بخل نے ہلاک کیا ہے، اس نے انہیں قطع رحمی کا حکم دیا تو انہوں نے قطع رحمی کی، اس نے انہیں ظلم کا حکم دیا تو انہوں نے ظلم کیا، اس نے انہیں بدکاری کا حکم دیا تو انہوں نے بدکاری کی، بخل کفر ہے اور کفر دوزخ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو نفس کے بخل سے بچائے گئے وہی کامیاب ہونے والے ہیں

اور آپؐ نے فرمایا ــــ ایمان کے بعد، عقل کی جڑ، لوگوں کی مدارات ہے۔ اور دنیا میں نیکی کرنے والے آخرت میں نیکی کرنے والے ہوں گے اور دنیا میں بُرائی کرنے والے آخرت میں بُرائی کرنے والے ہوں گے اور بلاشبہ جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے والے نیکوکار ہوں گے۔

اور آپؐ نے فرمایا ــــ کسی نیکی کو حقیر نہ جان خواہ تو رسی کا چمڑا اور جوتی کا تسمہ دے اور خواہ تو اپنے ڈول سے پانی مانگنے والے کے برتن میں ڈالے اور خواہ تو راستے سے لوگوں کو اذیت دینے والی چیز کو ہٹائے اور خواہ تو اپنے بھائی کو مل کر اُسے سلام کرے اور خواہ تو اُسے بشاش چہرے سے ملے اور اگر کوئی شخص تجھے اس بات کی وجہ سے جسے وہ جانتا ہے کہ وہ تجھ میں ہے گالی دے اور تو بھی جانتا ہو کہ وہ بات اس میں پائی جاتی ہے تو تو اُسے گالی نہ دے تاکہ تیرے لیے اس کا اجر ہو اور اس پر اس کا گناہ ہو۔

اور آپؐ نے فرمایا ــــ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے کچھ چہرے نیکی کے لیے بنائے ہیں جنہیں نیکی محبوب ہوتی ہے اور اس کا کرنا بھی انہیں محبوب ہوتا ہے اور نیکی کے طلبگار ان کی طرف گئے اور اس کا عطا کرنا ان پر آسان کر دیا جیسے وہ بارش کو خشک زمین کی طرف لے جاتا ہے تاکہ اُسے اور اس کے اہل کو زندہ کرے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے نیکی کے دشمن بھی بنائے ہیں جنہیں نیکی سے نفرت ہے اور اس کے کرنے سے بھی نفرت ہے اور اس نے نیکی کے متلاشیوں کو تلاش سے روک دیا اور انہیں

اس کے عطا کرنے سے روک دیا ہے جیسے وہ بارش کو خشک زمین سے روک دیتا ہے تاکہ اُسے ہلاک کرے اور اس کے اہل کو بھی ہلاک کرے یا اکثر کو اللہ معاف کر دے۔

اور آپؐ نے فرمایا ــــــ تمام مخلوق اللہ کا عیال ہے اور مخلوق میں سے اللہ کو سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جو اس کے عیال سے حسنِ سلوک کرتا ہے اور ایک شخص نے آپ سے پوچھا کون سا شخص اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے؟ آپ نے فرمایا جو لوگوں کے لیے زیادہ نافع الناس ہو، اس نے پوچھا کونسا عمل اللہ کو زیادہ محبوب ہے؟ آپؐ نے فرمایا مسلمان کو خوش کرنا، اس کی بھوک میں کھانا کھلانا، اس کی برہنگی میں کپڑا پہنانا اور اس کا قرض ادا کرنا۔

اور آپؐ نے فرمایا ــــــ کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز عہد شکن کے لیے جھنڈا نصب کرے گا اور اعلان کیا جائے گا آگاہ رہو یہ فلاں کا جھنڈا ہے اور ایک شخص نے آپ سے پوچھا، ہمیں ان خصلتوں کے متعلق بتائیے جن سے منافق پہچانا جاتا ہے آپ نے فرمایا جو قسم کھائے تو جھوٹ بولے اور وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے اور جھگڑا کرے تو گالیاں دے اور امین بنایا جائے تو خیانت کرے اور عہد کرے تو عہد شکنی کرے۔

اور آپؐ نے فرمایا ــــــ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ بندے سے پوچھے گا حتیٰ کہ وہ اسے کہے گا تجھے کس نے منع کیا تھا کہ جب تو بری بات کو دیکھے تو اس سے انکار کرے؟ اور جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو اپنی حجت سمجھائے گا تو وہ کہے گا اے اللہ میں تجھ پہ اعتماد کرتا ہوں اور لوگوں سے ڈرتا ہوں۔

اور آپؐ نے فرمایا ــــــ جسے عطا کیا جائے اور وہ کوئی چیز پائے تو اس کا بدلہ دے سکے تو اس کی تعریف کرے اور جس نے اس کی تعریف

کی اس نے اس کا شکر ادا کیا اور جس نے اُسے چھپایا اس نے اس کی ناشکری کی۔

اور کچھ مہاجرین نے آپؐ سے کہا یا رسول اللہ ہمارے انصار بھائیوں نے ہم سے ہمدردی کی اور ہمارے لیے خرچ کیا اور ہمیں خوف ہوا کہ وہ سب اجر سے جائیں گے آپ نے فرمایا سوائے اس کے کہ تم اس پہ ان کی تعریف کرو اور اللہ سے ان کے لیے دُعا کرو۔

آپؐ نے فرمایا ـــــ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ کوئی شخص کسی چیز کو اپنے حق کے بغیر نہ لے، بصورتِ دیگر وہ قیامت کے روز اُسے اُٹھائے ہوئے اللہ سے ملاقات کرے گا۔

اور آپؐ نے فرمایا ـــــ ہدیہ کینے کو ختم کرتا ہے اور اخوت کو تازگی بخشتا ہے اور محبت کو قائم کرتا ہے۔

اور آپؐ نے فرمایا ـــــ اگر مجھے کروڑوں کا ہدیہ دیا جائے تو میں اُسے قبول کروں اور اگر مجھے ان کی دعوت دی جائے تو میں اُسے قبول کروں۔

اور آپؐ نے فرمایا ـــــ جس بندے نے اچھا صدقہ دیا اللہ اُس کے ترکہ پر اچھی جانشینی کرے گا اور مومن کا صدقہ اس کا سایہ ہے یا اس کا سایہ اس کے صدقہ سے ہے۔

اور آپؐ سے روایت کی گئی ہے کہ آپؐ نے فرمایا اعمال میں سے اللہ تعالیٰ کو تین عمل زیادہ پسند ہیں، مسلمان کی بھوک کو سیر کرنا اور اس کا قرض ادا کرنا اور اس کے رنج و مشقت کو دُور کرنا اور جو شخص مومن سے اس کے رنج و مشقت کو دُور کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن کے رنج و مشقت کو دُور کرے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی مدد میں لگا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا

رہتا ہے۔

اور آپؐ نے فرمایا —— تین آدمیوں کے لیے سوال کرنا جائز ہے، سخت فقر والے کے لیے اور قبیح تنگی والے کے لیے اور دردمند کرنے والے خون کے لیے۔

اور آپؐ نے فرمایا —— جو سوال کرے اور اس کے پاس ایک اوقیہ ہو جائے اور اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے اس نے لوگوں سے پیچھے پڑ کر سوال کیا۔

اور آپؐ سے دو آدمیوں نے سوال کیا —— اور آپ خیبر کی غنائم کی تقسیم کر رہے تھے آپ نے فرمایا، مالدار کے لیے کوئی حصہ نہیں اور نہ طاقتور کے لیے کوئی کمائی ہے۔

اور آپؐ نے فرمایا —— صدقہ، مالدار اور طاقت ور کے لیے حلال نہیں۔

اور آپؐ نے فرمایا —— جس نے سوال کیا اور اس کے پاس کفایت کرنے والی چیز ہو، وہ صرف جہنم کے انگاروں کو زیادہ چاہتا ہے آپ سے دریافت کیا گیا یارسول اللہؐ اسے کیا کفایت کرتا ہے، فرمایا اس کی صبح اور شام کا کھانا۔

اور آپؐ سے دریافت کیا گیا —— یارسول اللہ غنا کیا ہے؟ فرمایا صبح اور شام کا کھانا۔

اور آپؐ نے فرمایا —— جس نے تونگری کے باوجود سوال کیا وہ قیامت کے روز، ایسے چہرے کے ساتھ آئے گا کہ اس پر خراشیں ہوں گی جن سے وہ پہچانا جائے گا، صحابہ نے پوچھا یارسول اللہؐ تونگری کیا ہے؟ فرمایا ایک رات یا ایک دن کی خوراک۔

اور حضرت حکیم بن حزام نے آپ سے سوال کیا تو آپ نے انہیں عطا

کیا اور فرمایا بلاشبہ یہ مال تازہ اور شیریں ہے اور جس نے اسے خوشدلی سے لیا اس کے لیے اس میں برکت ڈالی جائے گی اور جس نے اسے لالچ سے لیا اس کے لیے اس میں برکت نہ ہوگی اور وہ اس کھانے والے کی طرح ہوگا جو کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا۔

اور انصار نے آپؐ سے سوال کیا جو اُنھوں نے مانگا آپؐ نے انہیں دیا حتیٰ کہ آپ کے پاس جو کچھ تھا انہوں نے ختم کر دیا پھر آپؐ نے فرمایا اے گروہِ انصار ہمارے پاس جو مال ہوگا میں اُسے تم سے پیچھے نہیں رکھوں گا اور جو استغناء کرے گا اللہ اُسے غنی کر دے گا اور جو بچے گا اللہ اُسے بچائے گا اور جو صبر کرے گا اللہ اُسے صبر دے گا اور بندہ کو صبر سے افضل اور بڑی چیز نہیں دیا گیا۔

اور آپؐ نے فرمایا — جو مجھے ایک بات کی ضمانت دے میں اُسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں، دریافت کیا گیا یا رسول اللہ وہ کیا بات ہے؟ فرمایا — کہ تو کسی سے کوئی چیز نہ مانگے۔

اور آپؐ نے حضرت ابوذرؓ سے فرمایا — اے ابوذرؓ تیرا کیا خیال ہے کہ اگر لوگوں کو شدید بھوک لگے حتیٰ کہ تو اپنے بستر سے اُٹھ کر اپنی مسجد میں نہ آسکے تو تُو کیا کرے گا؟ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپؐ نے فرمایا سوال کرنے سے بچ۔

اور آپؐ نے فرمایا — جو شخص اپنے لیے سوال کا دروازہ کھولتا ہے اللہ تعالیٰ اُس پر فقر کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

اور آپؐ نے فرمایا، ہاتھ تین ہیں، خدا تعالیٰ کا بلند ہاتھ اور عطا کرنے والے کا ہاتھ جو اس کے ساتھ ہوتا ہے اور سائل کا ہاتھ قیامت کے روز نچلا ہوگا۔ پس جہاں تک ہو سکے سوال سے بچ۔ اور ایک شخص سے آپؐ نے فرمایا اس مال سے جو تجھے ملے اور تو سائل نہ ہو اور نہ حریص

ہو تو اسے لے لے اور اسے جمع کر یا اس کا صدقہ دے دے۔

اور آپؐ نے ایک شخص سے فرمایا ــــ تونگر کے لیے کوئی صدقہ نہیں اور تو جس کی پرورش کرتا ہے اس سے آغاز کر اور کفاف پر تجھے ملامت نہ کی جائے

اور آپؐ نے فرمایا ــــ سوال کرنا، قیامت کے روز بندے کے منہ پر خراش ہوگا سوائے اس کے کہ وہ اپنے بادشاہ سے سوال کرے یا جس سے اُسے چارا نہ ہو۔

اور آپ سے دریافت کیا گیا ــــ کونسا صدقہ افضل ہے؟ آپ نے فرمایا تو صدقہ دے حالانکہ تو صحیح ہو اور فقر سے خوفزدہ ہو۔ اور تونگری کی اُمید رکھتا ہو اور تو مہلت نہ دیا جائے حتیٰ کہ جان حلقوم تک پہنچ جائے اور تو کہے کہ میں نے فلاں سے یوں کہا اور فلاں سے یوں کہا اور فلاں کے لیے یوں تھا۔

اور آپؐ نے فرمایا ــــ جس نے اپنی بیوی، اپنے بچوں اور اپنے اہلبیت پر خرچ کیا وہ اس کا صدقہ ہے اور جسے مدت کی تاخیر اور رزق کی بڑھوتری خوش کرے اُسے صلہ رحمی کرنی چاہیے۔

اور آپؐ نے فرمایا ــــ کوئی گناہ بغاوت اور قطع رحمی سے بڑھ کر اس بات کا مستحق نہیں کہ اللہ دُنیا میں اس کی جلد سزا دے اور آخرت میں بھی اس کا ذخیرہ کرے۔

اور ایک شخص نے آپؐ کے پاس آکر پوچھا ــــ میں کس سے نیکی کروں؟ فرمایا اپنی ماں سے اور اپنے باپ سے اور اپنے بھائی سے اور اپنی بہن سے اور اپنے قرابت داروں سے۔

اور آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، جس نے اپنے باپ کی توقیر کی میں اس کی عمر لمبی کردوں گا اور جس نے اپنی ماں کی توقیر کی وہ اپنے بیٹوں کے بیٹے دیکھے گا۔

اور آپؐ نے فرمایا ــــ کیا میں تم کو سب سے بڑے گناہوں کے متعلق بتاؤں ؟ اللہ کا شریک بنانا ، والدین کی نافرمانی کرنا اور جھوٹ بولنا۔

اور آپؐ نے فرمایا ــــ جس نے اپنے مسلمان بھائی کی پردہ پوشی کی قیامت کے روز اللہ اس کی پردہ پوشی کرے گا۔

اور آپؐ نے فرمایا ــــ چار چیزیں انبیاء کی سُنن میں سے ہیں ، حیا نکاح ، حلم اور مسواک۔

اور آپؐ نے فرمایا ــــ اللہ کا فرمان ہے ، تم ضرور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرو گے یا میں تم پر تمہارے شرارتی لوگوں کو حکمران بنا دوں گا اور تمہارے اموال کو تمہارے بخیلوں کے ہاتھوں میں دے دوں گا۔ اور تم سے آسمان کے قطروں کو روک لوں گا پھر تمہارے نیک لوگ مجھ سے دُعا کریں گے تو میں ان کی دُعا قبول نہیں کروں گا اور وہ مجھ سے رحم طلب کریں گے اور میں ان پر رحم نہیں کروں گا اور وہ مجھ سے پانی طلب کریں گے اور میں انہیں سیراب نہیں کروں گا۔

اور آپؐ نے فرمایا ــــ جس میں یہ باتیں موجود ہوں اس کا اسلام مکمل ہو گا خواہ اس کی چوٹی سے پاؤں کے درمیان تک خطائیں ہوں ، حیا ، شکر اور حسنِ اخلاق ، اور جس میں یہ چار باتیں ہوں اللہ جنت میں اس کا گھر بنائے گا ، یتیم کو پناہ دینا اور رحم ....[1] اور اپنے غلام سے نرمی کرنا اور اپنے والدین سے مہربانی کرنا۔

اور آپؐ نے فرمایا ــــ لوگوں سے دوستی کرنا نصف ایمان ہے اور نرمی نصف زندگی ہے اور جو شخص کفایت کرے اس کی میانہ روی پوری ہو جاتی ہے۔

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

حجۃ الوداع

دسویں سال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کیا اور یہی اسلامی حج ہے، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے نکلے حتیٰ کہ ذوالحلیفہ آگئے اور آپؐ نے دو صحاری کپڑے تہبند اور چادر پہنے ہوئے تھے اور بعض کا قول ہے کہ آپ مدینہ سے نکلے اور آپ دو کپڑے پہنے ہوئے تھے اور آپ مسجد ذوالحلیفہ میں داخل ہوئے اور دو رکعت نماز پڑھی اور آپؐ کی سب بیویاں آپؐ کے ساتھ تھیں پھر آپؐ مسجد سے باہر نکلے اور آپؐ نے اپنے اونٹ کی دائیں جانب شعار پہنایا پھر اپنی ناقہ قصویٰ پر سوار ہوئے اور جب وہ آپؐ کے ساتھ ویرانے پر حادی ہو گئی تو آپؐ نے حج کا تلبیہ کہا۔

اور واقدی نے عن الزہری عن سالم عن ابیہ روایت کی ہے اور زہری سے اپنے اسناد میں بحوالہ حضرت سعد بن ابی وقاص روایت کی ہے کہ ان دونوں نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کو حج سے ملا کر متمتع ہو کر تلبیہ کہا۔ اور بعض نے کہا ہے کہ مفرد حج کا تلبیہ کہا اور بعض کا قول ہے کہ حج اور عمرہ کا تلبیہ کہا۔

اور آپؐ دن کے وقت کداء سے (اور یہ مدنیوں کی گھاٹی ہے) اپنی اونٹنی پر مکہ میں داخل ہوئے حتیٰ کہ بیت اللہ تک پہنچ گئے اور جب آپ نے بیت اللہ کو دیکھا تو اپنے ہاتھ اپنی ناقہ کی مہار کے اوپر بلند کر دیے اور نماز

سے قبل طواف سے آغاز کیا۔

اور یوم الترویہ سے ایک روز قبل ظہر کے بعد اور یوم عرفہ کو زوال آفتاب کے وقت اپنی اونٹنی پر نماز سے قبل دوسرے روز یوم منیٰ کو خطبہ دیا اور آپ نے اپنے خطبہ میں فرمایا ۔۔۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کے چہرے کو تر و تازہ رکھے جس نے میری باتوں کو سُنا اور انہیں یاد رکھا اور جس نے انہیں نہیں سُنا ان تک پہنچا دیا، بہت سے حاملِ فقہ، غیر فقیہ ہوتے ہیں اور بہت سے حاملِ فقہ اپنے سے زیادہ فقیہ تک لے جاتے ہیں، تین باتوں پر مسلمان کا دل خیانت نہیں کرتا، اللہ کے لیے خالص عمل کرنا، اور ائمہ حق کی خیر خواہی کرنا اور مومنین کی جماعت کے ساتھ وابستہ رہنا بلاشبہ ان کی دعوت، ان کے پیچھے سے احاطہ کرنے والی ہے اور آپؐ نے اُونٹ منگوائے اور آپ کے سامنے ان کی صف بنائی گئی اور وہ ایک سو اونٹ تھے آپؐ نے ان میں سے ساٹھ اونٹوں کو اپنے ہاتھ سے ذبح کیا اور بعض کا قول ہے کہ چونسٹھ کو ذبح کیا اور بقیہ اُونٹ حضرت علیؓ کو دے دیے آپؐ نے ان کو ذبح کیا اور ہر ناقہ سے ایک ٹکڑا لیا اور وہ سب ٹکڑے ایک ہانڈی میں جمع کیے گئے اور پانی اور نمک سے پکائے گئے پھر آپؐ نے اور حضرت علیؓ نے کھائے اور شوربا تھوڑا تھوڑا کر کے پیا اور آپ نے اپنی ناقہ پر جمرہ کو سنگریزے مارے اور زمزم کے پاس کھڑے ہوئے اور ربیعہ بن اُمیہ آپ کے حکم سے آپؐ کی اونٹنی کے سینے تلے کھڑا ہوا اور وہ بچہ ہی تھا آپؐ نے فرمایا اے ربیعہ، کہو رسول اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، شاید تم میرے اس حال میں نہ مل سکو، کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ کونسا شہر ہے؟ اور کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ کونسا مہینہ ہے؟ اور کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ کونسا دن ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں، یہ شہر حرام ہے اور ماہِ حرام ہے اور یوم حرام ہے آپؐ نے فرمایا ۔۔۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تم پر تمہارے خون اور تمہارے

اموال، تمہارے اس شہر کی حرمت اور تمہارے اس ماہ کی حرمت اور تمہارے اس دن کی حرمت کی طرح حرام کر دیے ہیں آگاہ رہو کیا میں نے ابلاغ کر دیا ہے؟ انھوں نے جواب دیا ہاں آپ نے فرمایا اے اللہ گواہ رہنا۔

۷۔ پھر آپؐ نے فرمایا ـــــ اللہ سے ڈرو اور لوگوں کو ان کی اشیاء کم نہ دو اور زمین میں فساد نہ کرو اور جس کے پاس امانت ہو وہ اسے ادا کر دے پھر آپؐ نے فرمایا لوگ اسلام میں برابر ہیں، لوگ آدمؑ اور حواؑ کے لیے صاع کے برتن کی طرح ہیں، کسی عربی کو عجمی پر فضیلت نہیں دی گئی اور نہ عجمی کو عربی پر تقویٰ اللہ کے سوا فضیلت دی گئی ہے آگاہ رہو، کیا میں نے ابلاغ کر دیا ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں، آپ نے فرمایا اے اللہ گواہ رہنا۔

۸۔ پھر آپ نے فرمایا۔ تم میرے پاس اپنے انساب نہ لاؤ بلکہ میرے پاس اپنے اعمال لاؤ اور میں لوگوں سے یوں کہوں اور تمہیں یوں کہوں، آگاہ رہو کیا میں نے ابلاغ کر دیا ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں، آپؐ نے فرمایا اے اللہ گواہ رہنا۔

۹۔ پھر آپؐ نے فرمایا، جاہلیت کے تمام خون میرے پاؤں کے نیچے ہیں اور سب سے پہلا خون آدم بن ربیعہ بن الحارث بن عبد المطلب کا ہے جسے میں ساقط کرتا ہوں اور آدم بن ربیعہ، ہذیل میں دودھ پلانے والی تلاش کر رہا تھا کہ بنو سعد بن بکر نے اسے قتل کر دیا اور بعض کا قول ہے کہ بنی لیث میں دودھ پلانے والی تلاش کر رہا تھا کہ ہذیل نے اسے قتل کر دیا۔ آگاہ رہو، کیا میں نے ابلاغ کر دیا ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں، آپؐ نے فرمایا اے اللہ گواہ رہنا۔

۱۰۔ پھر آپؐ نے فرمایا ـــــ جاہلیت کے تمام سود میرے پاؤں کے نیچے ہیں، سب سے پہلے میں عباس بن عبد المطلب کے سود کو ساقط کرتا ہوں، آگاہ رہو، کیا میں نے ابلاغ کر دیا ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں، آپؐ نے فرمایا اے اللہ گواہ رہنا۔

پھر آپ نے فرمایا ــــ اے لوگو! نسئی کفر کا اضافہ ہے جس سے کفار کو گمراہ کیا جاتا ہے وہ اسے ایک سال حلال کر لیتے ہیں اور ایک سال حرام کر دیتے ہیں تاکہ اللہ نے جو حرام کیا ہے اس سے موافقت کر لیں۔ آگاہ رہو زمانہ اپنی ہیئت پر اسی طرح چکر لگاتا ہے جس روز اس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا تھا اور اللہ کے ہاں مہینوں کی تعداد کتاب اللہ میں بارہ ہے جن میں سے چار مہینے حرام ہیں، رجب، جو جمادی اور شعبان کے درمیان ہے وہ اسے مُضر کہتے ہیں اور تین پے درپے ہیں ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم، آگاہ رہو کیا میں نے ابلاغ کر دیا ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں، آپؐ نے فرمایا اے اللہ گواہ رہنا۔

پھر آپؐ نے فرمایا ــــ میں تم کو عورتوں کے بارے میں بھلائی کی وصیت کرتا ہوں وہ تمہارے پاس قیدی ہیں وہ اپنے لیے کسی چیز کی مالک نہیں ہیں اور تم نے انہیں اللہ کی امانت سے حاصل کیا ہے اور کتاب اللہ سے ان کی فروج کو حاصل کیا ہے اور تمہارا ان پر حق ہے اور ان کے لباس اور رزق کا بھی معروف طریق کے مطابق تم پر حق ہے اور تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ وہ تمہارا بستر کسی کو پامال نہ کرنے دیں اور تمہارے گھروں میں تمہارے علم اور اجازت کے بغیر کسی کو اجازت نہ دیں اور اگر وہ اس میں سے کچھ کریں تو انہیں بستروں میں چھوڑ دو، اور انہیں ضرب لگاؤ جو تکلیف دہ نہ ہو، آگاہ رہو، کیا میں نے ابلاغ کر دیا ہے، لوگوں نے کہا ہاں آپؐ نے فرمایا اے اللہ گواہ رہنا۔

پھر آپؐ نے فرمایا ــــ میں تم کو غلاموں کے بارے میں وصیت کرتا ہوں، جو تم کھاتے ہو اس سے انہیں کھانا کھلاؤ اور جو تم پہنتے ہو اس سے انہیں پہناؤ پس اگر وہ گناہ کریں تو ان کی سزا ئیں اپنے شریروں کے سپرد کرو، آگاہ رہو کیا میں نے ابلاغ کر دیا ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں، آپؐ نے

فرمایا اے اللہ گواہ رہنا۔

۔ پھر آپؐ نے فرمایا ـــ مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے وہ اس سے دھوکا نہ کرے اور نہ اس سے خیانت کرے اور نہ اس کی غیبت کرے اور نہ اس کے لیے اس کا خون حلال ہے اور نہ ہی اس کا مال اس کے لیے حلال ہے سوائے اس کے کہ وہ بخوشی اسے دے، آگاہ رہو کیا میں نے ابلاغ کر دیا ہے ؟ لوگوں نے کہا، ہاں آپؐ نے فرمایا اے اللہ گواہ رہنا۔

۔ پھر آپ نے فرمایا ـــ شیطان آج کے بعد اپنی عبادت سے مایوس ہو گیا ہے لیکن اس کے سوا، جو تمہارے اعمال ہیں جنہیں تم حقیر جانتے ہو ان میں اس کی اطاعت کی جائے گی وہ اسے پسند کرتا ہے آگاہ رہو کیا میں نے ابلاغ کر دیا ہے ؟ لوگوں نے کہا ہاں، آپؐ نے فرمایا اے اللہ گواہ رہنا۔

۔ پھر آپؐ نے فرمایا ۔ اللہ کا سب سے بڑا دشمن قتل نہ کرنے والے کو قتل کرنے والا اور نہ مارنے والے کو مارنے والا ہے اور جس نے اپنے آقا کی نعمت کی ناشکری کی اس نے اس کا کفر کیا جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اتارا گیا ہے اور جو غیر باپ کی طرف منسوب ہوا، اس پر اللہ تعالیٰ فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے آگاہ رہو، کیا میں نے ابلاغ کر دیا ہے ؟ لوگوں نے کہا ہاں، آپؐ نے فرمایا اے اللہ گواہ رہنا۔

۔ پھر آپؐ نے فرمایا ۔ آگاہ رہو مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جنگ کروں حتیٰ کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور جب وہ اسے کہہ دیں گے تو وہ حق کے سوا مجھ سے اپنے خون اور اموال محفوظ کر لیں گے اور ان کا حساب اللہ پر ہوگا ۔ آگاہ رہو، کیا میں نے ابلاغ کر دیا ہے ؟ لوگوں نے کہا ہاں، آپؐ نے فرمایا اے اللہ گواہ رہنا۔

— پھر آپؐ نے فرمایا —— میرے بعد گمراہ کرنے والے کفار نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنوں کو قابو کرو اور میں نے تم میں کتاب اللہ اور اپنے اہل بیت کی عزت کو پیچھے چھوڑا ہے تم اس سے وابستگی کی صورت میں ہرگز گمراہ نہ ہوگے آگاہ رہو، کیا میں نے ابلاغ کر دیا ہے ؟ لوگوں نے کہا ہاں، فرمایا اے اللہ گواہ رہنا۔

— پھر آپؐ نے فرمایا —— تم ذمہ دار ہو پس چاہیے کہ تم میں سے حاضر آدمی، غائب تک ان باتوں کو پہنچا دے اور آپ مکہ میں نہیں اُترے اور آپ کو اس بارے میں کہا گیا یا رسول اللہ کاش آپ اپنے کسی گھر میں اُترتے آپؐ نے فرمایا میں اس شہر میں اُترنے کا نہیں جس سے مجھے نکالا گیا ہے۔

اور جب یوم النفر[1] آیا تو آپ بیت اللہ میں داخل ہوئے اور طواف وداع کیا اور آپؐ پر یہ آیت اُتری۔

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا —— اور آپ رات کو مدینہ واپس جانے کے لیے روانہ ہوئے۔

اور ۱۸ ذو الحجہ کو جحفہ کے نزدیک ایک مقام پہ آئے جسے غدیر خم کہا جاتا ہے اور آپؐ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور حضرت علیؓ بن ابی طالب کا ہاتھ پکڑ کر آپؐ نے فرمایا —— کیا میں مومنین کی جانوں سے اولیٰ نہیں؟ انھوں نے کہا، بے شک یا رسول اللہ!

آپؐ نے فرمایا —— جس کا میں محبوب ہوں علیؓ بھی اس کا محبوب ہے، اے اللہ اس سے محبت کر جو اس سے محبت کرے اور

---

[1] یوم النفر ۱۲ ذو الحجہ کو کہتے ہیں جس روز حاجی منیٰ سے واپس ہو کر مکہ معظمہ کا رُخ کرتے ہیں۔ (مترجم)

اس سے دشمنی کر جو اس سے دشمنی کرے۔[1]

سلہ پھر آپؐ نے فرمایا ـــــ اے لوگو میں تمہارا فرط ہوں اور تم حوض میں میرے پاس آنے والے ہو اور جس وقت تم میرے پاس آؤ گے میں تم سے ثقلین کے بارے میں پوچھنے والا ہوں، دیکھنا تم ان دونوں کے بارے میں میری جانشینی کیسے کرتے ہو اور انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ ثقلین کیا ہے؟ فرمایا، ثقل اکبر، کتاب اللہ ہے اس کا ایک کنارہ اللہ کے ہاتھ میں ہے اور ایک کنارہ تمہارے ہاتھوں میں ہے، پس اس سے تمسک رہو اور گمراہ نہ ہو اور تبدیل نہ ہو اور میرے اہل بیت کی عزت ہے۔

لہ حضرت علیؓ یمن سے حجۃ الوداع میں شامل ہونے کے لیے آئے اور ایک شخص کو اپنا نائب مقرر کیا۔ اس نے فوج میں چادریں تقسیم کیں جب وہ فوج مکہ آئی تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو اس کے استقبال کے لیے کہا آپ گئے تو آپ نے ان پر چادریں دیکھیں آپ نے وہ سب چادریں ان سے لے لیں جس کے باعث کچھ لوگوں کے دل میں رنجش پیدا ہوئی اس رنجش کو دور کرنے کے لیے آپ نے فرمایا جسے میں محبوب ہوں علی بھی اس کا محبوب ہے۔ شیعہ حضرات نے اس روایت سے خلافت بلا فصل کا جواز نکالا ہے جس کا اس معاملے سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے اگر آپ نے ان کی خلافت کا اعلان کرنا ہوتا تو میدان عرفات میں کرتے جہاں سارے مسلمان جمع تھے نہ یہ کہ حج کے نو دن بعد راستے میں ایک تالاب کے کنارے کھڑے ہو کر کرتے یہ سب یار لوگوں کے افسانے ہیں جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ نیز حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیعت کر کے حضرت علیؓ نے خود اس مفہوم کی تکذیب کر دی ہے جو یار لوگوں نے گھڑ لیا ہے (مترجم)

وفات

اور جب آپ مدینہ آئے تو آپؐ نے چند یوم قیام کیا اور حضرت اسامہ بن
کو، جلیل القدر مہاجرین اور انصار پر امیر مقرر کیا اور انہیں حکم دیا کہ ارضِ شام
جہاں ان کا باپ قتل ہوا ہے وہاں جائیں اور حضرت اسامہ سے روایت کی گ
ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں صب
کو ارضِ فلسطین کے یُبنی سے جنگ کروں پھر جلا دوں۔

اور دوسروں نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ
حکم دیا کہ آپ گھوڑوں سے ارضِ بلقاء کو پامال کر دیں اور فوج میں حضرت اب
اور حضرت عمرؓ بھی شامل تھے اور کچھ لوگوں نے باتیں کیں اور کہنے لگے سن
سال کا نوعمر ہے، آپؐ نے فرمایا اگر تم نے اس پر اعتراض کیا ہے تو اس
سے قبل تم اس کے باپ پر بھی اعتراض کر چکے ہو حالانکہ دونوں امارت کے
لائق تھے۔

اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوج کے جانے سے پہلے بیمار ہو گئے
حضرت اسامہ جُرف میں مقیم تھے اور جب آپؐ کی بیماری بڑھ گئی تو آپ
فرمایا جیشِ اسامہ کو بھجواؤ، آپؐ نے یہ بات کئی بار کہی اور آپؐ چودہ د
بیمار رہے اور ۲، ماہ ربیع الاوّل کو سوموار کے روز وفات پا گئے اور ع
کے مہینوں میں سے مارچ کا مہینہ تھا اور عقرب کا قران تھا۔

اور منجم نے بیان کیا ہے کہ جس سال میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اس کا طالع آپ کی پیدائش سے قران رابع تھا جدی اٹھارہ درجے تھا اور زہرہ ..... [1] سترہ درجے تھا اور آفتاب، حمل میں ایک منٹ تھا اور مشتری، میزان میں ۲۳ درجے چار منٹ راجع تھا اور مریخ، جدی میں پانچ منٹ تھا۔

اور خوارزمی نے بیان کیا ہے کہ جس روز رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی، آفتاب، جوزاء میں چھ درجے تھا اور ماہتاب، جوزاء میں ۲۳ درجے تھا اور زحل، قوس میں ۲۹ درجے تھا اور مریخ، حوت میں گیارہ درجے تھا اور زہرہ، سرطان میں ۱۸ درجے تھا اور عطارد، جوزاء میں ۲۸ درجے تھا اور راس جدی میں ۲۵ درجے تھا اور آپ کی عمر ۶۳ سال تھی، حضرت علی بن ابی طالب نے آپؐ کو غسل دیا اور حضرت فضل بن عباس اور حضرت اسامہ بن زید پانی دیتے تھے اور انہوں نے بیت اللہ سے ایک آواز سُنی وہ آواز کو سنتے تھے اور شخص کو نہیں دیکھتے تھے اس نے کہا اہلبیت تم پہ سلام، رحمت اور برکت ہو وہ حمید مجید ہے، اللہ صرف یہ چاہتا ہے کہ وہ تم اہلبیت سے پلیدی کو دُور کرے اور تمہیں اچھی طرح پاک کرے، ہر نفس موت کا ذائقہ چکھنے والا ہے اور قیامت کے روز تمہیں پورا اجر دیا جائے گا اور جسے آگ سے ہٹایا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا وہ کامیاب ہو گیا اور دنیوی زندگی صرف دھوکے کا سامان ہے، تمہیں اپنے اموال و انفس کے بارے میں ضرور آزمایا جائے گا اور جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے تم ان سے اور مشرکین سے بہت سی اذیت کی باتیں سنو گے اور اگر تم نے صبر و تقویٰ سے کام لیا تو یہ پختہ ارادے کا کام ہے۔

---

[1]، [2] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

بلا شبہ ہر مرنے والے کا اللہ کے بارے میں خلف ہوتا ہے اور ہر مصیبت کا صبر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے اجر کو بڑا کرے۔ والسلام ورحمۃ اللہ،
جعفر بن محمد سے دریافت کیا گیا تم کسے دیکھتے تھے؟ اس نے کہا جبریل کو، اور آپ کو دو صحاری کپڑوں اور یمنی چادر میں کفن دیا گیا اور آپؐ کی قبر میں حضرت علیؓ بن ابی طالب اور حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ اترے اور بعض کا قول ہے کہ حضرت فضل بن عباس اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام شقران ؓ اترے اور انصار نے کہا جیسے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندگی میں حصہ حاصل تھا اسی طرح آپ کی وفات میں بھی ہمیں حصہ دو، حضرت علیؓ نے کہا، تم میں سے ایک شخص اترے تو انھوں نے بنی الحبلی کے ایک شخص اوس بن خولی کو اتارا اور آپ کی قبر، حضرت ابو طلحہ بن سہل انصاری نے کھودی اور مدینہ میں ان کے اور حضرت ابو عبیدہ بن الجراح کے سوا اور کوئی قبر کھودنے والا نہ تھا اور حضرت ابو عبیدہ بن الجراح درمیان سے کھودتے تھے اور حضرت ابو طلحہ، لحد بناتے تھے اور بعض کا قول ہے کہ ان دونوں نے کھدائی میں سبقت کی اور حضرت ابو طلحہؓ نے کھودنے میں سبقت کی اور کئی روز آپ کا جنازہ پڑھا گیا، لوگ آتے اور ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھتے اور آپ کو بدھ کی رات کے ایک حصے میں دفن کیا گیا اور آپؐ کے نیچے آپؐ کے غالیچے کا ایک ٹکڑا رکھا گیا اور وہ سُرخ کپڑے کا تھا اور آپ کی قبر کو چوکور بنایا گیا اور جب آپ فوت ہو گئے تو لوگوں نے کہا ہمارا خیال تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر غالب آنے تک فوت نہیں ہوں گے اور حضرت عمرؓ نے باہر آکر کہا خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ فوت ہوئے ہیں اور نہ فوت ہوں گے آپ صرف غائب ہوئے ہیں جیسے حضرت موسیٰ بن عمران چالیس راتیں غائب ہوئے تھے آپ پھر واپس آ جائیں گے، خدا کی قسم وہ لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیں گے اور حضرت ابو بکرؓ نے کہا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے

ہمیں آپ کی موت کی خبر دی ہے اور فرمایا ہے بلاشبہ تو مرنے والا ہے اور وہ بھی مرنے والے ہیں، حضرت عمرؓ نے کہا خدا کی قسم یوں معلوم ہوتا ہے کہ گویا میں نے اسے کبھی نہیں پڑھا پھر کہا :

میری زندگی کی قسم مجھے یقین ہوگیا ہے کہ آپ مرنے والے ہیں لیکن میں نے جو بات کہی ہے اس سے گھبراہٹ کا اظہار ہوا ہے۔

اور آپؐ نے حضرت فاطمہؓ کے سوا کوئی اولاد پیچھے نہ چھوڑی اور آپ حضورؐ کے چالیس روز بعد وفات پا گئیں اور بعض لوگوں نے ستر دن بعد وفات پانا بیان کیا ہے اور بعض نے تیس دن بعد وفات پانا بیان کیا ہے اور بعض نے چھ ماہ بعد وفات پانا بیان کیا ہے اور آپ نے اپنے خاوند حضرت علیؓ کو وصیت کی کہ آپ انہیں غسل دیں آپ نے انہیں غسل دیا اور حضرت اسماء بنت عمیس نے آپ کی اعانت کی اور حضرت اسماء آپ کی خدمت اور نگہداشت کیا کرتی تھیں اور آپ فرمانے لگیں، کیا تم اس حالت کو نہیں دیکھتے جس تک میں پہنچ گئی ہوں ؟ کیا مجھے کھلی چارپائی پر اٹھایا جائے گا، کہنے لگے میری زندگی کی قسم نہیں، اے رسول اللہ کی دختر! میں آپ کے لیے وہ چیز بناؤں گا جیسے حبشہ میں بنائی جاتی ہے، کہنے لگیں مجھے وہ دکھائیے، پس میں نے کھجور کی ترشاخیں منگوا کر انہیں قطع کیا پھر میں نے چارپائی پر ان کا تابوت بنایا اور وہ پہلا تابوت تھا پس آپ مسکرائیں اور اسی روز آپ کو مسکراتے دیکھا گیا اور رات کو آپ کو دفن کیا گیا اور آپ کے جنازے میں حضرت سلمان اور حضرت ابوذرؓ کے سوا کوئی شخص حاضر نہ ہوا اور بعض کا قول ہے کہ حضرت عمار حاضر ہوئے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض بیویاں آپ کی بیماری میں آپ کے پاس آئیں اور کہنے لگیں اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دختر اپنے غسل میں ہمیں بھی حصہ دو، آپ فرمانے لگیں کیا تم میرے بارے میں بھی وہ

باتیں کرنا چاہتی ہیں جو تم نے میری ماں کے متعلق کی تھیں مجھے تمہاری حاضری کی ضرورت نہیں ہے؟[1]

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں اور قریش کی دیگر عورتیں آپ کی بیماری میں آپ کے پاس آئیں اور کہنے لگیں، آپ کا کیا حال ہے؟ آپ کہنے لگیں خدا کی قسم میں اپنے آپ کو تمہاری دنیا کو ناپسند کرنے والا پاتی ہوں اور تمہارے فراق سے خوش ہوں، میں اللہ اور اس کے رسول کو تم پر افسوس کرتے ہوئے ملوں گی، میرے حق کی حفاظت نہیں کی گئی اور نہ میرے عہد کی رعایت کی گئی ہے اور نہ وصیت قبول کی گئی ہے اور نہ حرمت کو پہچانا گیا[2] اور آپ کی عمر ۲۳ سال تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حُلیہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فربہ، خوبصورت، روشن رُو، خوبصورت ہیئت، درمیانے سے لمبے اور لمبے سے چھوٹے تھے آپ کو بڑے پیٹ نے عیب نہیں لگایا اور نہ ہی پتلی گردن نے، خوبصورت اور حسین تھے لوگوں میں سے جو شخص آپ کے ساتھ چلا آپ اس سے دراز ہو گئے خواہ آپ کے ساتھ چلنے والا طویل ہی ہو، بڑے سر والے اور سیدھے بالوں والے تھے اگر آپ کے بال متفرق ہوتے تو الگ الگ ہو جاتے اور آپ کے بال آپ کے کان کی لو سے تجاوز نہ کرتے، صاف رنگ والے تھے جس میں سرخی ملی ہوئی تھی، آپ کی آنکھ میں سیاہی تھی اور آپ کی پلکیں گھنی تھیں

لہ یہ ایک بے سروپا روایت ہے (مترجم)

سے اس روایت کی بھی کوئی حقیقت نہیں صرف اپنی خواہش کی تکمیل کے لیے اسے گھڑا گیا ہے۔

اور آپ کی آواز بھاری تھی اور داڑھی گھنی تھی اور آپ کی داڑھی کے اکثر سفید بال آپ کی ٹھوڑی کے اردگرد تھے اور سر میں دونوں کنپٹیوں میں تھے آپ کے رخساروں پر گوشت کم تھا اور فراخ دہن تھے، شیریں گفتار تھے نہ کم بات کرتے اور نہ ناکارہ باتیں کرتے، پتلے پیٹ والے، معتدل ہیئت اور چوڑے سینے اور کندھوں والے تھے، دونوں کندھوں کے درمیان بڑا فاصلہ تھا۔ بڑی کمر والے تھے اور تہبند کے نیچے رانیں اور پنڈلیاں بڑی نہ تھیں، ظاہر خوش نما تھا سینے اور ناف کے درمیان بالوں کی ایک لکیر تھی، اس کے سوا بال نہ تھے دونوں ہاتھوں اور کندھوں اور سینے کے اوپر بال تھے۔ پہنچے لمبے تھے، ہتھیلیاں کشادہ تھیں، ہاتھ پاؤں موٹے تلوے پتلے تھے اور تیز رفتار تھے جب چلتے تو یوں معلوم ہوتا ڈھلوان سے اتر رہے ہیں۔ یا چٹان سے اکھڑ رہے ہیں جب مڑتے تو معاً مڑ جاتے، نیچی نگاہ والے تھے آپؐ کی نظر زمین کی طرف آسمان کی بہ نسبت زیادہ ہوتی تھی، آپ کی ساری نظر دیکھنا ہوتی تھی، آپؐ جس سے ملتے پہلے سلام کہتے اور آپ کی ساری نشست اکڑوں ہوتی تھی اور آپ زمین پر کھاتے تھے اور جب کوئی شخص آپ کو بلاتا تو کہتا یا رسول اللہ! آپؐ فرماتے لبیک، اور جب کوئی کہتا اے ابو القاسم، آپؐ کہتے اے ابو القاسم، اور جب کہتا یا محمد، آپؐ کہتے یا محمد اور جب کوئی شخص آپؐ کا ہاتھ پکڑتا تو آپؐ اُسے اس سے نہ چھڑاتے حتیٰ کہ وہ آپؐ کو چھوڑ دیتا اور جب کوئی شخص آپؐ سے ضرورت کا سوال کرتا تو آپؐ اس کی ضرورت کو پورا کر کے واپس کرتے یا اچھی بات کہتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت کرنے والے

حضرت جعفر بن ابی طالب، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ

تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ خلق و خلق میں میرے مشابہ تھے اور حضرت حسن بن علیؓ بھی آپؐ کے مشابہ تھے، حضرت فاطمہؓ فرمایا کرتی تھیں میرے باپ کی قسم، میرے باپ سے مشابہ ہیں، حضرت علیؓ کے مشابہ نہیں، بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے آپؐ سے کہا اور آپ مدینہ کے راستے میں آپ سے ملے - میری زندگی کی قسم یہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہیں اور حضرت علیؓ کے مشابہ نہیں اور حضرت قثم بن عباس بن عبد المطلب اور ابو سفیان بن الحارث بن عبد المطلب اور اسعد بن العرؔ[1] ہاشم بن عبد المطلب، ابن عبد مناف اور مسلم بن معتب بن ابی لہب بھی آپ کے مشابہ تھے -

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ یہ لفظ نقطوں کے بغیر ہی ہے -

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اور حضرت ابراہیمؑ تک آپؐ کی اُمّہات اور آپ کو جنم دینے والی عواتک و فواطم

آپ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ ابن خزیمہ ابن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن اد بن اُدد بن ہمیسع بن یشجب بن ایمن بن نبت بن قیذار بن اسماعیل بن ابراہیم بن تارح بن ساروغ بن ارغو بن فالغ بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح بن لمک بن متوشلخ بن اخنوع (ادریس نبی ہیں) بن یرد بن مہلائیل ابن قینان بن انوش بن شیث بن آدم ہیں۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب ہیں اور آپ کی ماں برۃ بنت عبدالعزیٰ بن عبدالدار ابن قصی ہیں۔

اور عبداللہ بن عبدالمطلب کی والدہ، فاطمہ بنت عمرو بن عائذ بن عمران بن عائذ بن عمران بن مخزوم ہیں اور عبدالمطلب کی والدہ (اور یہی شیبۃ الحمد بن ہاشم ہیں) سلمیٰ بنت عمرو بن زید بن لبید بن خداش بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار ہیں اور ان کا نام زید مناۃ ہے اور بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کا نام تیم اللات ابن ثعلبہ بن عمرو بن الخزرج ہے۔

اور ہاشم کی والدہ عاتکہ بنت مرۃ بن ہلال بن فالج بن ذکوان بن ثعلبہ بن بہثہ

ابن سلیم ہیں۔

اور عبد مناف کی والدہ (اور آپ کا نام المغیرہ بن قصی ہے) حبی بنت حلیل بن حبشیہ بن سلول بن کعب بن عمرو بن ربیعہ بن حارثہ بن عمرو بن عامر بن خزاعہ ہیں۔

اور قصی کی والدہ (اور آپ کا نام زید بن کلاب ہے) فاطمہ بنت سعد بن سَیَل بن عامر الجادر..... [1] ازدلیعنی ازدشنوءة ہیں اور وہ بنی نفاثہ بن عدی بن الدئل بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ کے حلیف ہیں۔

اور کلاب بن مُرة کی والدہ ہند بنت سُریر بن ثعلبہ بن الحارث بن مالک بن کنانہ ابن خزیمہ ہیں۔

اور مُرة بن کعب بن لؤی کی والدہ، ماویۃ بنت القین بن جسر بن شیع اللہ بن الاسد ابن دبرۃ بن تغلب بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ ہیں۔

اور کعب بن لؤی کی والدہ، وحشیہ بنت شیبان ہیں۔

اور لوی بن غالب کی والدہ، سلمی بنت عمرو بن ربیعہ بن حارثہ بن عمرو بن خزاعہ ہیں۔

اور غالب بن فہر کی والدہ لیلیٰ بنت سعد بن ہذیل بن مدرکہ بن الیاس بن مضر ہیں۔

اور فہر بن مالک کی والدہ، جندلہ بنت الحارث بن جندل بن عامر بن سعد بن الحارث بن مضاض بن عامر بن دبّ بن جرہم ہیں۔

اور مالک بن النضر کی والدہ، عاتکہ ہیں اور یہی عکرشہ ہیں اور یہ الحصان بنت عدوان ہیں اور وہ الحارث بن عمرو بن قیس بن عیلان بن مُضر ہیں۔

اور النضر بن کنانہ کی والدہ، برۃ بنت مُرّ بن ادّ بن طابخہ بن الیاس بن مضر ہیں۔

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

اور کنانہ بن خزیمہ کی والدہ ، ہند بنت قیس بن عیلان ہیں۔
اور خزیمہ بن مدرکہ کی والدہ ، سلمیٰ بنت اسد بن ربیعہ بن نزار ہیں۔
اور مدرکہ بن الیاس خندف کی والدہ ، لیلیٰ بنت حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ ہیں۔
اور الیاس بن مضر کی والدہ ، الخنفاء بنت ایاد بن نزار بن معد بن عدنان ہیں۔
اور مضر بن نزار کی والدہ ، شقیقہ بنت عک بن عدنان بن ادد ہیں۔
اور نزار بن معد کی والدہ ، فاطمہ بنت جوشم بن عدی بن دب بن جرہم ہیں۔
اور معد بن عدنان کی والدہ ، تیمہ بنت یشجب بن یعرب بن قحطان ..... ہیں[1]
اور ادّ بن ادد کی والدہ البعجا[2] بنت عمرو بن تبع بن سعد ذی فائش ابن حمیر ہیں۔
اور ادد بن الہمیسع کی والدہ جیہ بنت قحطان ہیں۔
اور الہمیسع بن یشجب کی والدہ حارثہ بنت مراد بن زرعۃ بن ذی رعین بن حمیر ہیں۔
اور یشجب بن ابین کی والدہ ، قطامہ بنت علی بن جرہم ہیں۔
اور حضرت اسماعیل بن ابراہیم کی والدہ ، ہاجرہ ، سارہ یا اسحٰق کی لونڈی تھیں اور وہ قبطیہ تھیں ، دوسرے لوگوں کا خیال ہے کہ وہ رومیہ ہیں۔
اور حضرت ابراہیم یعنی ابراہیم بن تارح کی والدہ ، ادنیا بنت سر[3] بن ارغوا بن فالغ بن عابر بن شالخ ہیں۔
اور روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر فرمایا کرتے تھے میں ابن العواتک ہوں اور لبا اوقات آپ نے فرمایا میں سلیم کی عواتک کا بیٹا ہوں اور جن عواتک نے آپ کو جنم دیا ہے وہ بارہ ہیں ان میں سے

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔
[2] و [3] یہ لفظ نقطوں کے بغیر ایسے ہی لکھا ہوا ہے۔

دس مضریات ہیں اور قحطانیہ اور قضاعیہ ہیں اور مضریات، تین قریش سے ہیں تین سلیم سے ہیں اور دو عدوانیہ ہیں اور ایک ہذلیہ اور ایک اسدیہ ہے اور قرشیات نے اسد بن عبد العزیٰ کی طرف سے آپ کو جنم دیا۔ اسد بن عبد العزیٰ الحطیاء کی والدہ ربیطہ بنت کعب ابن سعد بن تیم بن مرۃ ہے اور اس کی قبلہ بنت حذافہ بن جمح ہے اور اس کی ماں عاتکہ بنت ہلال بن وہیب بن ضبہ بن الحارث بن فہر ہے اور ہلال بن وہیب کی والدہ، عاتکہ بنت عتوارہ بن الطرب بن الحارث بن فہر ہے اور اس کی والدہ عاتکہ بنت یخلد بن النضر ابن کنانہ بن خزیمہ ہے۔

اور سلیمیات نے ہاشم کی جانب سے آپ کو جنم دیا، ہاشم بن عبد مناف کی والدہ عاتکہ بنت مرۃ بن ہلال بن سلیم بن منصور ہے اور مرۃ بن ہلال کی والدہ عاتکہ بنت مرۃ بن عدی بن سلیمان بن قصی بن خزاعہ ہے اور بیان کیا جاتا ہے کہ یہ عاتکہ بنت جابر بن قنقذ بن مالک بن غوف بن امری القیس بن بہثہ بن مسلم ہے۔

اور دونوں عدوانی عورتوں نے آپ کو آپ کے باپ عبد اللہ کی جانب سے جنم دیا ہے اور مالک بن النضر کی طرف سے، اور جس نے آپ کو عبد اللہ کی جانب سے جنم دیا ہے وہ آپ کی ساتویں ماں ہے اور اُسے پانچویں بھی بیان کیا جاتا ہے اور وہ عاتکہ بنت عامر بن طرب بن عمرو بن لیشکر بن الحارث ہے اور وہ عدوان بن عمرو بن قیس بن عیلان ہے اور جس نے اسے پانچویں بیان کیا ہے وہ کہتا ہے عاتکہ بنت عبد اللہ بن الحارث بن وائلہ بن طرب بن عمرو ہے اور دوسری عدوانی عورت، مالک بن النضر بن کنانہ کی والدہ ہے اور وہ عاتکہ بنت عدوان بن عمرو ابن قیس بن عیلان ہے۔

اور ہذلیہ جو ہے وہ ہاشم کی جانب سے آپ کی والدہ ہے اور ہاشم کی والدہ عاتکہ بنت مرۃ بن ہلال ہے اور اس کی والدہ، ماویۃ بنت حورۃ بن عمرو بن سلول بن صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن ہے اور معاویہ بن بکر بن

ہوازن کی والدہ، عاتکہ بنت سعد بن ہذیل ہے۔

اور اسدیہ جو ہے وہ کلاب بن مرۃ کی جانب سے آپ کی والدہ ہے اور یہ آپ کی تیسری ماں ہے اور یہ عاتکہ بنت دودان بن اسد بن خزیمہ ہے اور قحطانیہ جو ہے وہ غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ کی طرف سے آپ کی ماں ہے اور غالب بن فہر کی والدہ، لیلیٰ بنت سعد بن ہذیل بن مدرکہ ہے اور اس کی ماں سلمیٰ بنت طابخہ بن الیاس بن مضر ہے اور اس کی والدہ عاتکہ بنت الازد بن الغوث بن نبت بن مالک بن زید بن کہلان بن سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان ہے اور یہ النضر بن کنانہ کی امہات سے تیسری ماں ہے۔

اور قضاعیہ جو ہے وہ لؤی بن کعب کی طرف سے آپ کی والدہ ہے اور آپ کی والدہ ہے اور یہ آپ کی تیسری ماں ہے، عاتکہ بنت رشدان بن قیس بن جہینہ بن زید بن سود بن اسلم بن الحاف بن قضاعہ۔

آپ کو جنم دینے والی فواطم کے نام

راوی کا بیان ہے کہ مجھے کئی اہل علم نے بتایا ہے کہ آپ معرکہ حنین میں اکثر فرماتے تھے کہ میں ابن فواطم ہوں اور نسابوں نے مجھے بتایا ہے کہ آپ کو چار فواطم نے جنم دیا ہے، قرشیہ، قیستان اور ازدیہ، پس قرشیہ جو ہے وہ آپ کے باپ عبداللہ بن عبدالمطلب سے آپ کی والدہ نے فاطمہ بنت عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم اور قیستان اُم عمرو بن عائذ بن عمران ہے اور یہی فاطمہ بنت ربیعہ بن عبدالعزیٰ بن رزام بن بکر بن ہوازن ہے اور اس کی ماں فاطمہ بنت الحارث بن بہثہ بن سلیم بن منصور ہے اور ازدیہ قصی بن کلاب کی ماں ہے اور وہ فاطمہ بنت سعد بن سیل ہے۔

اور جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات دی تو مکہ پر آپ کے عامل حضرت عتاب بن اسید بن العاص تھے اور بحرین پر حضرت العلاء بن الحضرمی اور المنذر بن ساوی تمیمی تھے اور بعض حضرت العلاء کی جگہ حضرت اُبان بن سعید بن العاص کا نام لیتے ہیں اور عمان پر، الجلندا کے بیٹے حضرت عباد اور جیفر تھے اور بعض کا قول ہے کہ حضرت عمرو بن العاص تھے اور طائف پر حضرت عثمان بن ابی العاص تھے اور یمن پر حضرت معاذ بن جبل تھے اور حضرت ابو موسیٰ عبد اللہ بن قیس اشعری لوگوں کو فقہ سکھاتے تھے اور الجَنَد اور صنعاء پر حضرت المہاجر بن ابی امیہ مخزومی تھے اور حضرموت پر حضرت زیاد بن لبید انصاری تھے اور یمن کے صوبوں پر حضرت خالد بن سعید بن العاص تھے اور اس کے نواح پر حضرت یعلیٰ بن منبہ تمیمی تھے اور نجران پر حضرت فروہ ابن میک المرادی تھے اور بعض کا قول ہے کہ حضرت ابوسفیان بن حرب تھے اور اسد اور طی کے صدقات پر حضرت عدی بن حاتم تھے اور حنظلہ کے صدقات پر مالک بن نویرہ حنظلی تھے اور بعض کا قول ہے کہ بنی یربوع کے صدقات اور بنی عمرو اور تمیم کے صدقات پر حضرت سمرۃ بن عمرو بن خباب العنبری تھے اور بنی سعد کے صدقات پر حضرت الزبرقان بن بدر تھے اور مقاعس اور البطون کے صدقات پر حضرت قیس بن عاصم تھے۔

سقیفہ بنی ساعدہ کا واقعہ اور حضرت ابوبکرؓ کی بیعت

جس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی، انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں اکٹھے ہوئے ......[1] آپ کو غسل دیا جا رہا تھا اور انھوں نے حضرت سعد بن عبادہ خزرجی کو بٹھایا اور ایک گروہ نے آپ کو گھیر لیا اور آپ کے لیے تکیہ موڑا، اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اور المہاجرین کو اطلاع ملی تو وہ جلدی سے آئے اور انہوں نے لوگوں کو حضرت سعد سے ایک طرف ہٹایا اور حضرت ابوبکرؓ، اور حضرت عمر بن الخطابؓ اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح آئے اور انھوں نے کہا اے گروہِ انصار، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے تھے اور ہم آپ کے مقام کے زیادہ حق دار ہیں اور انصار نے کہا، ہم میں سے امیر ہوگا اور تم میں سے بھی امیر ہوگا حضرت ابوبکرؓ نے کہا اُمراء ہم میں سے ہوں گے اور تم وزراء ہو گے اور انصار کے خطیب حضرت ثابت بن قیس ابن شماس کھڑے ہوئے اور انہوں نے گفتگو کی اور ان کی فضیلت کا ذکر کیا اور حضرت ابوبکرؓ نے کہا ہم ان کی فضیلت کی حمایت کرتے ہیں اور جس فضیلت کا تم نے ذکر کیا ہے تم اس کے اہل ہو، لیکن قریش تمہاری نسبت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریب ہیں اور یہ حضرت عمر بن الخطابؓ ہیں جن کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

نے فرمایا ہے اسے اللہ دین کو ان کے ذریعے عزت دے ، اور یہ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح ہیں جن کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے یہ اس اُمت کے امیر[1] ہیں ان دونوں میں سے تم جس کی چاہو بیعت کر لو ، یہ دونوں رُکے اور کہنے لگے خدا کی قسم ہم آپ سے متقدم ہونے کے نہیں ، آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست اور دوبین سے دوسرے ہیں ، سو حضرت ابو عبیدہ نے حضرت ابو بکرؓ کو روک لیا اور حضرت عمرؓ نے تعریف کی ، پھر آپ کے ساتھ جو قریش تھے انہوں نے بیعت کر لی۔

پھر حضرت ابو عبیدہؓ نے اعلان کیا اے گروہِ انصار ، تم پہلے مدد کرنے والے ہو پس تم پہلے بدلنے والے نہ بنو ، اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ نے اُٹھ کر بات کی اور فرمایا اے گروہِ انصار ! اگرچہ تمہیں فضیلت حاصل ہے مگر تم میں حضرت ابو بکرؓ ، حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کی مثل کوئی نہیں ہے اور حضرت المنذر بن ارقمؓ نے اُٹھ کر کہا ، آپ نے جس فضیلت کا ذکر کیا ہے ہم اس کو ردّ نہیں کرتے اور ان میں ایک ایسا شخص بھی ہے کہ اگر وہ اس امر کو طلب کرے تو اس میں کوئی اس سے جھگڑا نہ کرے یعنی حضرت علی بن ابی طالب ،

اور خزرج میں سے حضرت بشیر بن سعد کھڑے ہوئے اور آپ انصار میں سے سب سے پہلے آپ کی بیعت کرنے والے تھے اور اسید بن الحضیر خزرجی نے بھی بیعت کی ، اور لوگوں نے بھی بیعت کی حتیٰ کہ ایک شخص حضرت سعد بن عبادہ کے تکیے کو پھلانگنے لگا حتیٰ کہ انھوں نے حضرت سعد کو روند دیا اور حضرت عمرؓ نے کہا سعد کو قتل کر دو ، اللہ سعد پر لعنت کرے[2]

---

[1] ہمارے نزدیک یہ کتابت کی غلطی ہے یہ لفظ امیر نہیں بلکہ امین ہے حضور نے فرمایا ہے یہ اس امت کے امین ہیں (مترجم)

[2] یہ الفاظ ایک خاص ذہنیت کے آئینہ دار ہیں جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں (مترجم)

اور حضرت البراء بن عازب آئے اور انھوں نے بنی ہاشم کا دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا اے گروہِ بنی ہاشم حضرت ابوبکرؓ کی بیعت ہو گئی ہے۔

اور بعض نے کہا مسلمان کوئی نئی بات نہیں کر سکتے جس سے ہم غائب ہوں اور ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریبی ہیں، حضرت عباسؓ نے کہا رب کعبہ کی قسم انھوں نے یہ کام کر لیا ہے۔

اور مہاجرین اور انصار حضرت علیؓ کے بارے میں شک نہ کرتے تھے اور جب وہ گھر سے نکلے تو حضرت فضل بن عباس اُٹھے اور وہ قریش کے نمائندہ تھے، آپ نے کہا اے گروہِ قریش، خلافت جھوٹ سے تم کو سزاوار نہیں اور ہم تم کو چھوڑ کر اس کے اہل ہیں اور ہمارا دوست اس کا تم سے زیادہ حق دار ہے۔

اور عتبہ بن ابی لہب نے اُٹھ کر کہا ؎

میں خیال نہیں کرتا تھا کہ امر (خلافت) ہاشم سے پھر جانے والا ہے پھر ان میں سے ابوالحسن سے پھر جانے والا ہے۔
اور اس شخص سے پھر جانے والا ہے جو ایمان اور سابقت میں اوّل ہے اور قرآن و سنن کو سب لوگوں سے زیادہ جاننے والا ہے
اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سب لوگوں سے آخر میں ملاقات کرنے والا ہے اور غسل و کفن میں جبریلؑ جس کا مددگار تھا جو خوبیاں اس میں تھیں ان میں نہیں تھیں اور وہ آپ کے بارے میں شک نہ کرتے تھے اور لوگوں میں وہ خوبیاں نہ تھیں جو آپ میں تھیں۔

حضرت علیؓ نے اس کی طرف پیغام بھیج کر اسے منع کر دیا اور مہاجرین اور انصار کے کچھ لوگوں نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت سے تخلف کیا اور حضرت علیؓ بن ابی طالب کے ساتھ ہو گئے ان میں حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب

حضرت فضل بن عباس، حضرت زبیرؓ بن العوام، حضرت خالد بن سعید، حضرت مقداد
بن عمرو، حضرت سلمانؓ فارسی، حضرت ابوذر غفاری، حضرت عمار بن یاسرؓ
حضرت البراء بن عازب اور حضرت ابی بن کعب شامل تھے، حضرت ابو بکرؓ نے
حضرت عمر بن الخطابؓ، حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح اور حضرت مغیرہ بن شعبہ کی
طرف پیغام بھیجا اور پوچھا، کیا رائے ہے؟ انھوں نے کہا رائے یہ ہے کہ
آپ حضرت عباس بن عبدالمطلب سے ملاقات کریں اور اس امر (خلافت)
میں ان کا حصہ مقرر کریں جو ان کے لیے ہو اور ان کے بعد ان کی اولاد کے لیے
ہو اور جب وہ تمہارے ساتھ ہو جائیں گے تو تم حضرت علی بن ابی طالب کی
جانب کو کاٹ دو گے اور یہ حضرت علیؓ کے خلاف تمہاری دلیل ہوگی، لہٰذا
حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح اور حضرت
مغیرہ رات کو حضرت عباسؓ کے پاس گئے اور حضرت ابو بکرؓ نے اللہ کی
حمد و ثنا کی پھر کہا:-

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی اور مومنین کے لیے
ولی بنا کر بھیجا ہے اور آپ کو ان کے درمیان سے بنا کر ان پر احسان
کیا ہے حتیٰ کہ آپ نے اپنے لیے اس چیز کو پسند کر لیا جو اس کے
پاس تھی اور امور کو لوگوں پر چھوڑ دیا کہ وہ اپنے لیے اپنی مصلحت
کی بات کو ڈھونڈتے ہوئے پسند کر لیں پس انھوں نے مجھے اپنا والی
اور اپنے امور کا نگران چن لیا ہے پس یہ امر میرے سپرد کر دیا گیا
ہے اور میں اللہ تعالیٰ کی مدد و قوت سے کمزوری سے نہیں ڈرتا۔
اور نہ حیرت اور بزدلی سے ڈرتا ہوں۔

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

اور مسلسل مجھے ایک معترض کے متعلق اطلاع مل رہی ہے کہ وہ عامۃ المسلمین
کے خلاف باتیں کرتا ہے وہ تمہیں جائے پناہ بناتا ہے پس وہ اس کام

قلعہ اور انوکھی حالت بن جاتی ہے پس یا تو تم لوگوں کے ساتھ اس میں داخل ہو جاؤ جس پر انھوں نے اتفاق کیا ہے اور یا انہیں اس بات سے پھیرو جس کی طرف وہ مائل ہوئے ہیں اور ہم آپ کے پاس آئے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ آپ کا اس امر (خلافت) میں حصّہ ہو جو آپ کے لیے ہو اور جو آپ کے بعد آپ کی اولاد میں سے ہو اس کے لیے بھی ہو کیونکہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں اور لوگوں نے آپ کا اور آپ کے دوست کا مرتبہ دیکھ لیا ہے ......[1] اور اے بنی ہاشم آہستگی اختیار کرو بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے اور تم میں سے تھے۔

اور حضرت عمر بن الخطاب رضؓ نے کہا:۔

خدا کی قسم دوسری بات یہ ہے کہ ہم تمہارے پاس کسی ضرورت کے لیے نہیں آئے بلکہ اس بات کو ناپسند کرتے ہوئے آئے ہیں کہ جس پر مسلمانوں نے اتفاق کیا ہے اس میں تمہاری طرف سے اعتراض ہو اور تمہاری اور ان کی وجہ سے بات ناہموار ہو جائے پس اپنی جانوں پر رحم کرو[2]

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

[2] ہم نے مؤرخ کے بیان کو پوری طرح درج کر دیا ہے اس نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو کس طرح مطلب پرست ثابت کرنے کی کوشش کی ہے بلکہ حقیقت بالکل اس کے برعکس ہے شیعہ کتب سے واضح طور پر ثابت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضؓ کی برضا و رغبت بیعت کی اور اپنے دل میں کبھی یہ خیال بھی نہ لائے کہ آپ کو کوئی گزند پہنچ جائے اور آپ خلافت سنبھال لیں مگر تعصب کا برا ہو، اس نے حقیقت کو بدل کر ایک خیالی افسانے کا رنگ دے دیا ہے (مترجم)

حضرت عباسؓ نے اللہ کی حمد و ثنا کی اور کہا :۔

جیسا کہ آپ نے بیان کیا ہے اللہ تعالیٰ نے صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی اور مومنین کے لیے ولی بنا کر بھیجا ہے اور آپ کی امت پر آپ کے ذریعے احسان کیا ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دے دی اور آپ نے اس کے پاس جو تھا اسے پسند کر لیا اور آپ نے مسلمانوں کے امور ان پر چھوڑ دیے تاکہ وہ حق کو صحیح سمجھتے ہوئے اپنے لیے پسند کر لیں اور خواہش کی کجی سے مغلوب نہ ہوں پس اگر آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں تو آپ نے حق لے لیا ہے اور اگر آپ مومنین کے ساتھ ہیں تو ہم بھی ان میں سے ہیں پس ہم آپ کے معاملے میں فرضاً آگے نہیں بڑھے اور نہ ہم نے کمر کھولی ہے اور نہ ہم ناراض ہیں اور اگر یہ امر آپ کے لیے مومنین کی وجہ سے واجب ہوا ہے تو وہ واجب نہیں ہوا کیونکہ ہم ناپسند کرتے ہیں، آپ کا یہ قول کہ انھوں نے آپ پر اعتراض کیا ہے آپ کے اس قول سے کس قدر بعید ہے کہ انھوں نے آپ کو منتخب کر لیا ہے اور آپ کی طرف رغبت کی ہے اور آپ کا اپنے آپ کو خلیفہ رسول کا نام دینا آپ کا اس قول سے کس قدر بعید ہے کہ آپ نے لوگوں کے امور ان پر چھوڑ دیے ہیں تاکہ وہ پسند کر لیں اور انھوں نے آپ کو پسند کر لیا ہے اور یہ بات جو آپ نے کہی ہے کہ آپ اس میں میرا حصہ مقرر کرتے ہیں پس اگر یہ مومنین کا حق ہے تو آپ اس کے بارے میں فیصلہ نہیں کر سکتے اور اگر یہ ہمارا حق ہے تو ہم اس کے ایک حصے کو چھوڑ کر دوسرے حصے سے راضی نہیں ہیں اور آپ آہستگی اختیار کریں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت ہیں اور ہم اس کی شاخیں ہیں اور تم اس کے پڑوسی ہو،

پس وہ سب آپ کے ہاں سے باہر نکل گئے۔

اور حضرت ابوبکرؓ کی بیعت سے تخلف کرنے والوں میں حضرت ابوسفیان بن حرب بھی تھے، آپ نے کہا اے بنی عبد مناف کیا تم اس بات سے راضی ہو کہ تم پر تمہارا غیر اس امر کا حاکم ہو؟ اور آپ نے حضرت علی بن ابی طالب سے کہا اپنا ہاتھ بڑھایئے میں آپ کی بیعت کروں اور حضرت علیؓ کے ساتھ قصی تھا اس نے کہا ؎

اے بنی ہاشم لوگوں کو اپنے بارے میں لالچ نہ دو خصوصاً تیم بن مرۃ اور عدی کو، امر خلافت تم میں ہے اور تمہارے پاس ہے اور ابوحسن علیؓ کے سوا اس کا کوئی اہل نہیں۔ اے ابوحسن اس کے ساتھ دانش مند کے ہاتھ کو مضبوط کر بلاشبہ جس امر کی اُمید کی جاتی ہے تو اس سے فائدہ اٹھانے والا ہے بلاشبہ وہ شخص جس کے پیچھے قصی تیر مارتا ہے مضبوط رکھ والا ہے اور لوگ غالب قصی سے ہیں۔

اور حضرت خالد بن سعید غائب تھے وہ آئے تو حضرت علیؓ کے پاس آکر کہنے لگے آؤ میں آپ کی بیعت کروں خدا کی قسم لوگوں میں آپ سے بڑھ کر کوئی ایک بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کا نہیں اور لوگوں کی ایک جماعت حضرت علیؓ کے پاس آئی کہ وہ آپ کو اپنی بیعت لینے کی دعوت دینے آئے ہیں آپ نے انہیں کہا ان سر منڈوں کو اس کے پاس لے جاؤ مگر تین آدمیوں کے سوا کوئی اس کے پاس نہ گیا۔

اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو اطلاع ملی کہ انصار و مہاجرین کی ایک جماعت حضرت علی بن ابی طالبؓ کے ساتھ حضرت فاطمہؓ دختر رسول کے گھر میں اکٹھی ہوئی ہے تو وہ ایک جماعت کے ساتھ آئے اور انھوں نے گھر پہ حملہ کر دیا اور حضرت علیؓ تلوار لیے باہر نکلے تو حضرت عمرؓ آپ سے ملے اور

حضرت عمرؓ نے آپ سے کشتی لڑی اور آپ کو پچھاڑ دیا اور آپ کی تلوار توڑ دی اور لوگ گھر میں داخل ہو گئے اور حضرت فاطمہؓ باہر نکلیں اور کہنے لگیں خدا کی قسم تم ضرور باہر نکلو گے یا میں اپنے بال ننگے کر دوں گی اور اللہ کے حضور چلاؤں گی پس وہ باہر نکل گئے اور جو لوگ گھر میں تھے وہ بھی باہر نکل گئے اور لوگوں نے چند یوم قیام کیا پھر یکے بعد دیگرے بیعت کرتے لگے اور حضرت علیؓ نے چھ ماہ بعد بیعت کی اور بعض کا قول ہے کہ چالیس روز بعد بیعت کی

لہ اس واقعہ میں کوئی صداقت نہیں پائی جاتی کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ جو دونوں ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خسر تھے، نے حضرت فاطمہؓ جو دونوں کی نواسی لگتی تھی، کے مکان پر حملہ کر دیا اور حضرت علیؓ کی تلوار توڑ دی اور پھر عجیب بات یہ ہے کہ ان سب لوگوں نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کرلی مؤرخ نے اپنے نظریے کے مطابق بات کو ڈھالنے کی کوشش کی ہے مگر حقیقت نے اس کے قلم سے اپنا آپ منوالیا ہے، سچ ہے

ؔ حقیقت خود کو منوا لیتی ہے مانی نہیں جاتی

(مترجم)

حضرت ابوبکرؓ کا دورِ خلافت

حضرت ابوبکرؓ کی بیعت ۱۲ ربیع الاوّل سوموار کو اس روز ہوئی جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی، اور حضرت ابوبکرؓ کا نام عبد اللہ بن عثمان بن عامر تھا اور آپ کو اپنی خوبصورتی کے باعث عتیق کا نام دیا گیا۔
اور آپ کی ماں سلمیٰ بنت صخر تھی جو بنی تیم بن مرۃ سے تھی اور آپ کا گھر مدینہ سے باہر السنح میں تھا اور آپ کی بیوی حبیبہ بنت خارجہ اس میں رہتی تھی اور ایسے ہی آپ کا ایک گھر مدینہ میں بھی تھا جس میں اسماء بنت عمیس رہتی تھیں اور جب آپ خلیفہ بنے تو آپ کا گھر مدینہ ہی تھا اور حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ آپ کے پاس اپنے باپ کی میراث کا مطالبہ کرتے ہوئے آئیں تو آپ نے انہیں کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہم انبیاء کا کوئی وارث نہیں ہوتا اور جو ہم ترکہ چھوڑیں وہ صدقہ ہوتا ہے، حضرت فاطمہؓ نے کہا کیا یہ خدا لگتی بات ہے کہ آپ اپنے باپ کے وارث ہوں اور میں اپنے باپ کی وارث نہ ہوں؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا کہ آدمی اپنے بچوں کی حفاظت کرتا ہے؟ تو حضرت ابوبکرؓ بہت روئے۔
اور آپ نے حضرت اسامہ بن زید کو حکم دیا کہ وہ اپنی فوج کے ساتھ جائیں اور آپ نے ان سے اپیل کی کہ وہ حضرت عمرؓ کو آپ کے لیے چھوڑ دیں تاکہ وہ اپنے معاملات میں ان سے مدد لیں، انھوں نے کہا آپ اپنے بارے میں

کیا کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اے میرے بھتیجے، جو کچھ لوگوں نے کہا ہے تو دیکھ رہا ہے میرے لیے حضرت عمرؓ کو چھوڑ دے اور خود چلا جا۔ سو حضرت اسامہ لوگوں کے ساتھ گئے اور حضرت ابو بکرؓ نے ان کی مشایعت کی اور ان سے کہنے لگے میں تمہیں نہ کسی چیز کی وصیت کرتا ہوں اور نہ کسی چیز کا حکم دیتا ہوں، اور میں تجھے وہی حکم دیتا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں دیا ہے اور جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے امیر مقرر کیا ہے وہاں چلا جا، پس حضرت اسامہ چلے گئے اور آپ نے جب سے آپ گئے تھے یہاں تک کہ مدینہ واپس آ گئے ساٹھ روز یا چالیس روز قیام کیا، پھر آپ مدینہ داخل ہوئے اور آپ کا جھنڈا بندھا ہوا تھا حتیٰ کہ آپ مسجد میں داخل ہوئے اور نماز پڑھی پھر اپنے گھر آئے اور جو جھنڈا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا تھا وہ آپ کے پاس تھا اور حضرت ابوبکرؓ ولی الامر بنتے ہی منبر پر چڑھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نشست سے ایک سیڑھی نیچے بیٹھے پھر اللہ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا مجھے تمہارا حکمران بنایا گیا ہے اور میں تم سے بہتر نہیں ہوں پس اگر میں سیدھا رہوں تو تم میری اتباع کرنا اور اگر میں کج ہو جاؤں تو مجھے سیدھا کر دینا، میں نہیں کہتا کہ میں تم سے فضل میں غالب ہوں لیکن میں تم سے بوجھ اٹھانے میں بہتر ہوں اور آپ نے انصار کی اچھی تعریف کی اور فرمایا اے انصار میری اور تمہاری مثال شاعر کے اس شعر کی سی ہے۔

اللہ تعالیٰ جعفر کو ہماری طرف سے جزا دے کہ جب ہمارے جوتے نے ہمیں پامال کرنے والوں میں پھسلا دیا تو وہ پھسل گیا انہوں نے ہمیں اکتانے سے انکار کر دیا اور اگر ہم مامون ہوتے تو تو بھی اس بات سے دوچار ہوتا جس سے وہ ہم سے دوچار ہو رہے ہیں اور وہ اکتا جاتے۔

پس انصار حضرت ابو بکرؓ سے علیحدہ ہو گئے اور قریش ناراض ہو گئے

اور اس بات نے انہیں غصہ دلایا اور ان کے خطباء نے گفتگو کی اور حضرت عمرو بن العاص آئے تو قریش نے ان سے کہا اُٹھ کر ایسی گفتگو کر جس میں انصار پر عیب لگا تو انھوں نے ایسے ہی کیا اور حضرت فضل بن عباس نے اُٹھ کر ان کو جواب دیا پھر وہ حضرت علیؓ کے پاس گئے اور انہیں بات بتائی اور جو شعر انھوں نے پڑھا تھا آپ کو سُنایا تو حضرت علیؓ غصے سے باہر نکلے، حتیٰ کہ مسجد میں آ گئے اور انصار کا بھلائی سے ذکر کیا اور حضرت عمرو بن العاص کی بات کا جواب دیا اور جب انصار کو اس بات کا علم ہوا تو اس نے انہیں خوش کیا اور وہ کہنے لگے ہم حضرت علیؓ کی اچھی بات کے ساتھ کسی کہنے والے کی بات کی پرواہ نہیں کرتے اور وہ حضرت حسان بن ثابت کے پاس گئے اور کہنے لگے فضل کو جواب دو، حضرت حسان نے کہا اگر میں نے اس کے قوافی کے بغیر اس کا مقابلہ کیا تو وہ مجھے ذلیل کرے گا، انھوں نے کہا صرف حضرت علیؓ کا ذکر کر تو آپ نے کہا ؎

اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے ابو حسن کو جزائے خیر دے اور جزاء اس کے ہاتھ میں ہے اور ابو حسن کی مانند کون ہے تو جس بات کا اہل ہے اس میں تو قریش سے سبقت لے گیا ہے پس تیرا سینہ کھلا ہوا ہے اور تیرا دل آزمایا ہوا ہے، قریش کے معزز آدمیوں نے تیرے مرتبے کی خواہش کی دُبلے کو موٹے سے کیا نسبت ہے، اور تو اسلام میں ہر مقام پر . . . . . [1] سخت رہنے والا ہے اور تو لوئی بن غالب میں اُمید گاہ ہے کیونکہ اس سے جو کام ہوتا ہے اور جو اس کے بعد ہو گا، تو نے ہم میں رسول اللہ کی نگہبانی کی ہے اور

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے اور ہمیں حضرت حسانؓ کے دیوان میں یہ اشعار نہیں ملے۔

آپ نے تجھے وصیت کی ہے اور تجھ سے بڑھ کر اس کا کون مستحق ہے
کیا تو اس کا بھائی اور وصی نہیں اور کتاب و سنت کو فہر میں سے سب
سے بہتر جاننے والا ہے۔

اور عربوں کی ایک جماعت نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا اور ایک جماعت مرتد ہو گئی اور انہوں نے اپنے سروں پر تاج رکھے اور کچھ لوگوں نے حضرت ابوبکرؓ کو زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔

اور دعویٰ نبوت کرنے والوں میں سے طلیحہ بن خویلد اسدی نے اپنے نواح میں دعویٰ کیا اور غطفان اس کے مددگار تھے اور ان کا سردار عیینہ بن حصن فزاری تھا اور اسود عنسی نے یمن میں دعویٰ نبوت کیا اور مسیلمہ بن حبیب حنفی نے یمامہ میں دعویٰ نبوت کیا اور سجاح بنت الحارث تمیمیہ نے بھی دعویٰ کیا پھر اس نے مسیلمہ سے نکاح کر لیا اور اشعث بن قیس اس کا ڈھنڈورچی تھا حضرت ابوبکرؓ اپنی فوج کے ساتھ ذوالقصہ کی طرف گئے اور حضرت عمرو بن العاص کو بلا کر فرمایا۔ اے عمرو! آپ قریش کے صاحب الرائے آدمی ہیں اور طلیحہ نے نبوت کا دعویٰ کر دیا ہے، حضرت علیؓ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے، آپ نے جواب دیا وہ آپ کی اطاعت نہیں کریں گے[1]۔ آپ نے پوچھا حضرت زبیرؓ کے بارے میں کیا رائے ہے؟ آپ نے

---

[1] یہ بات مورخ کے پہلے بیان کے خلاف ہے اس نے خود لکھا ہے کہ حضرت علیؓ نے چھ ماہ یا چالیس دن کے بعد حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کر لی تھی کیا بیعت کرنے کے بعد وہ اپنے دل میں آپ سے نفاق رکھتے تھے اور بیعت کر کے آپ نے حضرت ابوبکرؓ کو دھوکا دینے کی کوشش کی تھی یہ بات حضرت علیؓ جیسے شجاع مومن کی شان کے خلاف ہے اور اس امر سے آپ کی سیرت پر دھبہ لگتا ہے (مترجم)

جواب دیا۔ وہ اچھا بہادر ہے، آپ نے پوچھا حضرت طلحہؓ کے بارے میں کیا رائے ہے آپ نے جواب دیا وہ آسودگی اور نیزہ زنی کے لیے ہیں آپ نے پوچھا حضرت سعدؓ کے بارے میں کیا رائے ہے؟ آپ نے جواب دیا، جنگ کو بھڑکانے والا ہے، آپ نے پوچھا حضرت عثمانؓ کے بارے میں کیا رائے ہے آپ نے جواب دیا اس کو بٹھاؤ اور اس کی رائے سے مدد لو، آپ نے پوچھا حضرت خالدؓ بن ولید کے متعلق کیا رائے ہے؟ آپ نے جواب دیا جنگ کو پھیلانے والا اور موت کا مددگار ہے، اس کا حلم بھیڑ تیز کا اور حملہ شیر کا ہے اور جب آپ کا جھنڈا باندھا گیا تو حضرت ثابتؓ بن قیس بن شماس نے اٹھ کر کہا اے گروہِ قریش، کیا ہم میں کوئی شخص اس کے مناسب نہیں جو تم اس کے مناسب سمجھتے ہو؟ خدا کی قسم ہم جو دیکھ رہے ہیں اس سے اندھے نہیں ہیں اور جو سُن رہے ہیں اس سے بہرے نہیں ہیں لیکن ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر کا حکم دیا ہے پس ہم صبر کرتے ہیں اور حضرت حسان نے اٹھ کر کہا سے

اے مختلف اطوار کے لوگو، جب لوگوں نے انصار کا ارادہ کیا تو انھوں نے ہم میں سے ایک سردار کو بھی شامل نہ کیا اے سدھرنے اور بگڑنے کے متعلق آواز دینے والے۔

حضرت ابوبکرؓ کو یہ بات گراں گزری اور آپ نے انصار پر حضرت ثابت بن قیس کو امیر مقرر کیا اور حضرت خالدؓ کو مہاجرین پر امیر بنا کر بھیجا، پس آپ نے طلیحہ کا قصد کیا اور اس کی فوج کو منتشر کر دیا اور اس کے پیروکاروں میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور عینیہ بن حصن کو پکڑ لیا اور اسے تیس قیدیوں کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ کے پاس بھجوایا اور وہ بیڑیوں سے جکڑا ہوا تھا اور جب وہ مدینہ میں داخل ہوا تو بچوں نے اس پر آوازے کسے، اے مرتد، وہ کہنے لگا کہ میں کبھی ایک لحظہ کے لیے بھی مومن نہیں ہوا، پس آپ نے

اس سے توبہ کا مطالبہ کیا اور اسے آزاد کر دیا اور طلیحہ شام چلا گیا اور بنی حنیفہ کی ہمسائیگی اختیار کر لی اور حضرت ابوبکرؓ کی طرف معذرت کے اشعار بھجوائے اور دوبارہ اسلام لایا، وہ اس بارے میں کہتا ہے سہ

کیا صدیق اس بات کو قبول کریں گے کہ میں دوبارہ اسلام لانے والا ہوں اور میں نے جو اقعہ کیا ہے اس سے اطاعت اختیار کرنے والا ہوں اور میں ضلالت کے بعد سچی گواہی دینے والا ہوں اور میں اس گواہی میں الحاد اختیار کرنے والا نہیں۔

اور جب حضرت ابوبکرؓ کے پاس اس کی بات پہنچی تو آپ کو اس پر رحم آگیا اور آپ نے اس کی طرف پیغام بھیجا اور وہ واپس آگیا اور حضرت ابوبکرؓ فوت ہو گئے اور حضرت عمرؓ آپ کی قبر پر کھڑے ہوئے اور اسے حضرت سعد بن ابی وقاص کے ساتھ عراق کی طرف بھجوایا اور انہیں حکم دیا کہ اسے عامل مقرر نہ کریں۔

اور اسود بن عنترۃ العنسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نبوت کا دعویٰ کیا اور جب حضرت ابوبکرؓ کی بیعت ہوئی تو اس کی نبوت کا معاملہ نمایاں ہوا اور کچھ لوگوں نے اس کی اتباع کی اور قیس بن مکشوح مرادی اور فیروز دیلمی نے اس کے گھر میں داخل ہو کر جب کہ وہ نشے میں تھا اسے قتل کر دیا۔

اور حضرت ابوبکرؓ نے شرجیل بن حسنہ کے لیے جھنڈا باندھا اور اسے حکم دیا کہ وہ مسیلمہ کذاب کا قصد کرے اور اس کی لڑائی کو نہ مانتے، پھر آپ نے حضرت خالدؓ کے لیے جھنڈا باندھا اور آپ کو شرجیل پر افسر بنا کر بھیجا اور حضرت خالدؓ نے شرجیل کو لکھا "جلدی نہ کرنا حتیٰ کہ میں تیرے پاس آجاؤں" اور حضرت خالدؓ بن ولید تیزی کے ساتھ یمامہ کی جانب مسیلمہ کذاب کی طرف گئے اور اس نے اسلام قبول کیا تھا پھر ۱۰ھ میں نبوت کا دعویٰ کر دیا اور اس نے خیال کیا کہ وہ نبوت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شریک ہے

ر اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خط لکھا "مجھے آپ کے ساتھ شریک گیا ہے آپ کے لیے نصف زمین ہے اور نصف میرے لیے ہے، لیکن ریش عدل کرنے والے لوگ نہیں۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ما:-

محمد رسول اللہ کی جانب سے مسیلمہ کذاب کی طرف

اما بعد، زمین اللہ کے لیے ہے وہ جسے چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے اس کا وارث بناتا ہے اور انجام متقین کے لیے ہے۔

اور حضرت خالدؓ نے ایک جماعت کے ساتھ مجاعۃ سے ملاقات کی اور ان سیر کر لیا اور ان کو قتل کر دیا اور مجاعۃ کو باقی رکھ لیا اور مسیلمہ کی طرف بڑھے، سیلمہ نے باہر نکل کر اپنے ربیعہ وغیرہ کے ساتھیوں کے ساتھ آپ سے شدید گ کی اور مسلمانوں میں سے بہت سے لوگ مارے گئے۔ پھر مسیلمہ بھی میدان گ میں مارا گیا، اسے حضرت ابو دجانہ انصاریؓ نے نیزہ مارا اور مسیلمہ نیزہ یت آپ کی طرف چل پڑا اور وحشی نے اپنا برچھا مار کر اسے قتل کر دیا راس وقت اس کی عمر ۱۵۰ سال تھی۔

اور مجاعۃ حنفی حضرت خالدؓ کے پاس آیا اور آپ کو وہم ڈال دیا کہ ابھی قلعے ں کچھ لوگ ہیں اور کہنے لگا آپ کے پاس صرف جلد باز لوگ آئے ہیں اور اس نے لح کی دعوت دی اور حضرت خالدؓ نے ان سے سونے چاندی اور نصف قیدی ورتوں پر صلح کی پھر انہوں نے دیکھا تو قلعے میں عورتوں اور بچوں کے سوا ئی شخص نہ تھا، اور اس نے انہیں ہتھیار پہنا دیے اور انہیں قلعوں پر ھڑا کر دیا پھر حضرت خالدؓ کو اشارہ کیا اور کہنے لگا وہ میری نہیں مانتے پ جو تھا حصہ لے لیں؟ تو حضرت خالدؓ نے ایسے ہی کیا اور ان سے قبول رلیا اور جب قلعے فتح ہو گئے تو آپ نے صرف عورتوں اور بچوں کو پایا تو پ نے فرمایا اے مجاعۃ کیا تو نے فریب سے یہ کام کیا ہے؟ اس نے کہا

وہ میری قوم کے لوگ ہیں اور آپ نے انہیں اجازت دی اور یمامہ فتح ہو گیا
اور سجاح بھاگ گئی اور بصرہ میں فوت ہو گئی۔

اور مسیلمہ ۱۱ھ میں مفتوح ہوا اور ربیع الاول ۱۲ھ میں قتل ہوا اور حضرت
خالد نے مجاعۃ کو اس کی بیٹی کی منگنی کا پیغام دیا تو اس نے اس سے آپ کا نکاح
کرا دیا اور حضرت ابوبکرؓ نے آپ کو لکھا، آپ عورتوں پر ٹوٹے پڑتے ہیں اور
آپ کے گھر کی طنابوں کے پاس مسلمانوں کے خون پڑے ہیں۔

اور حضرت ابوبکرؓ نے حضرت خالد کو حکم دیا کہ وہ ارضِ عراق کی طرف جائیں
پس آپ گئے اور حضرت المثنیٰ بن حارثہ بھی آپ کے ساتھ تھے حتیٰ کہ آپ ابلہ
شہر کو چلے گئے اور اُسے فتح کیا اور جو لوگ وہاں موجود تھے انہیں قید کر لیا
پھر چل کر ایک عجمی بادشاہ سے ملے جسے جابان کہا جاتا تھا آپ نے اُسے
شکست دی اور اس کے اصحاب کو قتل کیا پھر چل کر فرات بادقلی پہنچے اور آپ
حیرہ جانا چاہتے تھے اور اس کا بادشاہ نعمان تھا اور انھوں نے باہم شدید
جنگ کی، پھر نعمان نے شکست کھائی اور مدائن چلا گیا اور حضرت خالد الجوف
میں اُترے اور چلے حتیٰ کہ آپ نے ان سے ستر ہزار مویشیوں پر صلح کی اور
بعض کا قول ہے کہ ایک لاکھ درہم پر کی۔

اور حضرت ابوبکرؓ، مرتدین سے جنگ کرنے کو نکلے اور مرتد ہونے والوں
میں سے اور جس نے عربوں میں سے اپنے سر پر تاج رکھا، بحرین میں نعمان
بن المنذر بن ساوی تمیمی بھی تھا، آپ نے حضرت العلاء بن الحضرمی کو بھیجا اور
آپ نے اُسے قتل کر دیا اور عمان میں لقیط بن مالک بھی تھا آپ نے حذیفہ
ابن محصن کو اس کی طرف بھیجا تو آپ نے ارضِ عمان میں صحار مقام پر اُسے
قتل کر دیا اور بنی ناجیہ میں سے تاج والا ۔۔۔۔[1] اور عبد القیس کے بہت

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

لوگ بھی تھے پس اللہ تعالیٰ نے تارج والے کو مار دیا اور مسلمانوں نے اس کے بچوں کو قیدی بنا لیا اور انہیں حضرت ابوبکرؓ کے پاس بھجوا دیا اور آپ نے انہیں چار سو درہم میں فروخت کر دیا پھر آپ نے مانعین زکوٰۃ سے جنگ کرنے کے لیے آدمی بھیجا اور فرمایا اگر انہوں نے مجھے اونٹ کے زانو کو باندھنے والی رسی بھی نہ دی تو میں ان سے جنگ کروں گا اور آپ نے حضرت خالد بن ولید کو لکھا کہ وہ مالک بن نویرہ یربوعی کی طرف پلٹ جائیں پس آپ ان کے پاس گئے اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے ان کو ڈرایا تھا، پس مالک بن نویرہ آپ کے ساتھ مناظرہ کرنے آیا اور اس کی بیوی بھی ان کے پیچھے پیچھے آئی اور جب حضرت خالد نے اُسے دیکھا تو وہ آپ کو پسند آئی اور آپ نے کہا خدا کی قسم جو کچھ تیرے ٹھکانے میں ہے میں اُسے حاصل نہیں کروں گا حتیٰ کہ تجھے قتل کر دوں پس آپ نے مالک کو دیکھا اور آپ نے اُسے قتل کر دیا اور اس کی بیوی سے نکاح کر لیا اور حضرت ابوقتادہ نے حضرت ابوبکرؓ سے مل کر آپ کو واقعہ بتایا اور قسم کھائی کہ آپ حضرت خالد کے جھنڈے تلے نہیں چلیں گے اس لیے کہ آپ نے مسلمان مالک کو قتل کیا ہے، حضرت عمر بن الخطاب نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا اے خلیفہ رسول بلاشبہ حضرت خالد نے مسلمان شخص کو قتل کیا ہے اور اسی روز اس کی بیوی سے نکاح کر لیا ہے حضرت ابوبکرؓ نے حضرت خالد کو خط لکھا اور آپ کو بے قرار کر دیا آپ نے کہا، اے خلیفہ رسول ▪ میں نے تاویل کی ہے اور میں نے ٹھیک کیا ہے اور غلطی بھی کی ہے[1]

اور متمم بن نویرہ شاعر تھا اس نے اپنے بھائی کے بہت سے مرثیے

---

[1] حضرت خالدؓ سے مالک کے قتل میں غلطی ہوئی ہے اور تحقیق کے بعد یہی بات ثابت ہوئی اور حضرت ابوبکرؓ نے اس کی دیت ادا کر دی۔ (مترجم)

کہے اور مدینہ میں حضرت ابوبکرؓ کے پاس گیا اور صبح کی نماز حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے پڑھی اور حضرت ابوبکرؓ اپنی نماز سے فارغ ہوئے تو متمم اُٹھ کھڑا ہوا اور اپنی کمان پر ٹیک لگائی اور کہنے لگا ؎

جب ہوائیں شدت سے گھروں کے پیچھے چلتی ہیں اے ابن الازور
تو نے کیا ہی اچھے مقتول کو قتل کیا ہے۔ تو نے اُسے اللہ
کے نام پر حاضر ہونے کو کہا پھر اس سے خیانت کی، اگر وہ تجھے
عہد دیتا تو تجھ سے خیانت نہ کرتا۔

آپ نے فرمایا، میں نے نہ اُسے دعوت دی ہے اور نہ اس سے خیانت کی اور حضرت ابوبکرؓ نے زیاد بن لبید البیاضی کو یمن کے مرتدین اور مانعین زکوٰۃ سے جنگ کرنے کے بارے میں خط لکھا تو اس نے ان سے جنگ کی اور کندہ کے کئی بادشاہ تھے جو بادشاہ کہلواتے تھے اور ان میں سے ہر ایک کی رکھ جس میں کوئی دوسرا چرا نہ سکتا تھا، پس زیاد نے رات کو ان پر حملہ کیا اور وہ اپنے باغیچوں میں تھے پس آپ نے بادشاہوں کو مار دیا یعنی جمد، مخوص مشرح، اور الضبعہ کو، اور بہت سے اونٹوں اور عورتوں کو قیدی بنا لیا اور اشعث بن قیس نے ان کا مقابلہ کیا اور ان سے قیدی چھین لیے۔

اور حضرت ابوبکرؓ کو اشعث کے ارتداد کی اور اس نے جو فعل کیا تھا اس کی اطلاع پہنچی تو آپ نے حضرت عکرمہ بن ابوجہل کو ایک فوج کے ساتھ ان کے ساتھ جنگ کرنے کو بھیجا وہ آئے تو زیاد بن لبید اور المہاجر بن ابی امیہ نے ان کو گھیر لیا اور ان میں بہت قتلِ عام کیا اور بہت سی غنائم حاصل کیں، المہاجر اور زیاد نے اپنے ساتھیوں سے کہا، حجاز سے تمہارے بھائی آئے ہیں، ان کو بھی شریک کرو اور انہیں بھی دو، اور اشعث نے صلح کا مطالبہ کیا اور اپنے قبیلے کے لیے امان حاصل کی اور اپنے آپ کو بھول گیا اور جب حضرت عکرمہ نے کاغذ کو پڑھا تو اس میں اشعث کا نام نہ

تھا تو آپ نے تکبیر کہی اور اُسے پکڑ لیا اور باندھ کر اُسے حضرت ابو بکرؓ کے پاس لائے تو حضرت ابو بکرؓ نے اس پر احسان کیا اور اُسے آزاد کر دیا اور اپنی بہن ام فروہ کا اس سے نکاح کر دیا۔

اور حضرت ابو بکرؓ نے رومیوں سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا اور آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی ایک جماعت سے مشورہ کیا تو انھوں نے پس و پیش کی، تو آپ نے حضرت علی بن ابی طالب سے مشورہ لیا تو انھوں نے آپ کو مشورہ دیا اور کہا اگر آپ نے جنگ کی تو آپ فتح پائیں گے، آپ نے کہا، آپ نے اچھی بشارت دی ہے اور حضرت ابو بکرؓ نے اُٹھ کر خطبہ دیا اور انھیں رومیوں کی طرف تیار ہو کر جانے کا حکم دیا تو لوگ خاموش ہو گئے، حضرت عمرؓ نے اُٹھ کر کہا، اگر قریب کا سامان ہوتا اور درمیانہ سفر ہوتا تو تم اسے جواب دیتے۔ اور عمرو بن سعید نے اُٹھ کر کہا اے پسر خطاب منافقین کی مثالیں بیان نہ کرو، آپ کو ہم پر عیب لگانے سے کوئی مانع نہیں ہے؟ اور خالد بن سعید نے گفتگو کی اور اپنے بھائی کو خاموش کر دیا اور کہنے لگے ہمارے پاس صرف اطاعت ہے تو حضرت ابو بکرؓ نے آپ کو اچھی جزا دی۔ پھر آپ نے لوگوں میں روانگی کا اعلان کیا اور ان کے امیر خالد بن سعید تھے اور خالد یمن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گورنروں میں سے تھے، آپ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو چکے تھے اور آپ بیعت کرنے سے رُکے اور بنی ہاشم کی طرف رغبت کی، اور جب حضرت ابو بکرؓ نے خالد کو امیر مقرر کیا تو حضرت عمرؓ نے آپ سے کہا کیا آپ خالد کو امیر مقرر کرتے ہیں حالانکہ اس نے آپ کی بیعت نہیں کی اور اس نے بنی ہاشم سے جو بات کی ہے وہ آپ تک پہنچ چکی ہے؟ خدا کی قسم میں آپ کو اُسے بھیجتا نہیں دیکھتا پس آپ نے اس کا جھنڈا کھول دیا اور آپ نے حضرت یزید بن ابی سفیان، حضرت

ابو عبیدہؓ بن الجراح، حضرت شرجیلؓ بن حسنہ اور حضرت عمروؓ بن العاص کو بلا کر ان کے لیے جھنڈے باندھے اور فرمایا جب تم اکٹھے ہو جاؤ تو لوگوں کے امیر حضرت ابو عبیدہؓ ہوں گے۔

اور یمن کے قبائل آپ کے پاس آئے اور آپ نے ان کو یکے بعد دیگرے فوجیں بھیجا اور جب فوجیں شام آئیں تو حضرت ابو عبیدہؓ نے آپ کو خط لکھ کر بتایا کہ شاہِ روم بہت سے لوگوں کے ساتھ آ رہا ہے تو آپ یکے بعد دیگرے ان کی طرف فوجیں بھیجنے لگے اور جو قبائل عرب میں آپ کے پاس پہلے آتا وہ پہلے ہوتا پھر آپ کے پاس حضرت ابو عبیدہ کے رومیوں کے جمع ہونے کی خبروں کے متعلق پے در پے خطوط آئے اور حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عمرو بن العاص کو قریش وغیرہ کی فوج کے ساتھ بھیجا پھر حضرت ابو بکرؓ نے حضرت خالد بن ولید کو لکھا کہ وہ شام کی طرف جائیں اور عراق میں حضرت المثنیٰ بن حارثہ کو نائب بنائیں پس حضرت خالدؓ، اپنے طاقتور ساتھیوں کے ساتھ گئے اور حضرت المثنیٰ بن حارثہ شیبانی کو بقیہ فوج کے ساتھ عراق میں پیچھے چھوڑا۔

اور حضرت خالد، شام کو روانہ ہو گئے اور جب عین التمر پر پہنچے تو آپ نے کسریٰ کی فوجی چوکی سے ملاقات کی تو جن کا افسر عقبہ بن ابی ہلال نمری تھا اور وہ آپ کے مقابلہ میں قلعہ بند ہو گئے۔ پھر انہوں نے آپ کے فیصلے کو تسلیم کر لیا آپ نے نمری کو قتل کر دیا پھر آپ چلے تو بنی تغلب کی ایک فوج سے ملے جن کا امیر الھذیل بن عمران تھا آپ نے آگے کر کے اس کو قتل کر دیا اور ان میں سے بہت سے لوگوں کو قیدی بنایا اور انھیں مدینہ بھجوا دیا اور آپ نے یہود کے کلیسا کی طرف فوج بھیجی اور ان میں سے بیس غلاموں کو پکڑ لیا اور انبار کی طرف چلے گئے اور جنگل کا راستہ بتانے کے لیے ایک راہنما لے لیا اور آپ تدمر کے پاس سے گزرے تو اس کے باشندے قلعہ بند ہو گئے آپ نے ان کا گھیراؤ کر لیا تو انہوں نے آپ کے لیے قلعہ کا دروازہ

کھول دیا اور آپ نے ان سے صلح کر لی پھر آپ حوران کی طرف گئے اور ان سے شدید جنگ کی اور بعض کا قول ہے کہ حضرت خالد جنگل میں آٹھ دن چلتے رہے حتیٰ کہ ان سے جا ملے اور انھوں نے فلسطین کے علاقے سے بُصریٰ، فِحل اور اجنادین کو فتح کیا۔

اور ان کے اور رومیوں کے درمیان اجنادین میں سخت معرکے ہوئے ان تمام معرکوں میں اللہ تعالیٰ نے رومیوں کو شکست دی اور مسلمانوں کا انجام بخیر ہوا۔

اور بعض نے روایت کی ہے کہ حضرت خالدؓ بن ولید غوطہ دمشق کی طرف گئے اور ایک گھاٹی پر چڑھے اور آپ کے پاس سفید جھنڈا تھا جسے عقاب کہا جاتا تھا اس کی وجہ سے اُسے ثنیۃ العقاب کا نام دیا گیا اور آپ حوران کی طرف گئے اور بصریٰ شہر کا قصد کیا اور ان سے جنگ کی اور انھوں نے آپ سے صلح کی اپیل کی تو آپ نے ان سے صلح کی پھر آپ اجنادین کی طرف گئے جہاں رومیوں کی فوج تھی، سو آپ نے ان سے شدید جنگ کی اور کفار کی فوج کو منتشر کر دیا۔ اور اجنادین کا معرکہ ۲۸ جمادی الاوّل ۱۳ھ کو ہفتہ کے روز ہوا۔

اور حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عثمانؓ بن ابی العاص کو بھیجا اور عبدالقیس کو آپ کے ساتھ مقرر کیا اور آپ فوج کے ساتھ توج کی طرف گئے اور اُسے فتح کیا اور اس کے باشندوں کو قیدی بنایا اور مکران اور اس کے قریبی علاقوں کو فتح کیا اور آپ نے حضرت العلاء بن الحضرمی کو ایک فوج کے ساتھ بھیجا اور آپ نے ارضِ بحرین سے الزارۃ اور اس کے نواح کو فتح کیا اور آپ نے حضرت ابوبکرؓ کو مال بھجوایا اور یہ پہلا مال تھا جسے لوگوں نے احمر و اسود اور آزاد اور غلام کے درمیان تقسیم کیا اور ہر آدمی کو ایک دینار دیا۔

اور ایاس بن عبداللہ الفجاءۃ اسلمی حضرت ابوبکرؓ کے پاس آیا اور کہنے

لگا اے خلیفۂ رسول میں مسلمان ہو چکا ہوں تو حضرت ابوبکرؓ نے اسے ہتھیار دیے اور وہ آپ کے ہاں سے چلا گیا، آپ کو اطلاع ملی کہ وہ ڈاکہ ڈالتا ہے آپ نے طُرَیفہ بن حاجزہ کو لکھا کہ دشمنِ خدا ابن الفجاءۃ میرے پاس سے چلا گیا ہے اور مجھے اطلاع ملی ہے کہ اس نے ڈاکہ ڈالا ہے اور مسافروں کو خوفزدہ کیا ہے پس اُسے جا کر پکڑو، اور طریفہ آیا اور اس کی طرف بڑھا اور اس کے اصحاب کی ایک جماعت کو قتل کیا پھر وہ اسے ملا تو کہنے لگا میں مسلمان ہوں اور میرے متعلق جھوٹ بولا گیا ہے، طریفہ نے کہا اگر تو سچا ہے تو قیدی بن جا اور حضرت ابوبکر کے پاس جا کر انہیں بتا، پس وہ قیدی بن گیا اور جب اُسے حضرت ابوبکرؓ کے پاس لایا گیا تو آپ اُسے بقیع کی طرف لے گئے اور اُسے آگ سے جلا دیا اور ایسے ہی آپ نے بنی اسد کے ایک شخص کو بھی جلا دیا جسے شجاع بن ورقاء کہا جاتا تھا اور وہ نکاح ...... کرتا تھا[1]

حضرت عمر بن الخطابؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا اے خلیفۂ رسولؐ! حاملین قرآن کی اکثریت جنگِ یمامہ میں قتل ہو گئی ہے کاش آپ قرآن کو جمع کر دیں، مجھے خوف ہے اس کے حاملین ختم ہو جائیں گے، حضرت ابوبکرؓ نے کہا میں وہ کام کروں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا اور حضرت عمرؓ ہمیشہ آپ سے یہی کہتے رہے حتیٰ کہ آپ نے اُسے جمع کیا اور اُسے اوراق میں لکھا اور وہ شاخوں وغیرہ پر علیحدہ علیحدہ موجود تھا اور آپ نے قریش کے ۲۵ آدمیوں اور انصار کے ۵۰ آدمیوں کو بٹھایا اور فرمایا قرآن کو لکھو اور سعید بن العاص پر پیش کرو بلاشبہ وہ فصیح آدمی ہے۔

اور بعض نے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے تو حضرت علیؓ بن ابی طالب نے اُسے جمع کیا اور اُسے اونٹ پر لاد کر لائے

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

اور کہا ہیں نے یہ قرآن جمع کیا ہے اور آپ نے اس کے سات جزء بنائے، پہلا جزء، بقرہ، سورہ یوسف، عنکبوت، روم، لقمان، حم السجدة، الذاریات، ھل اتیٰ علی الانسان، الم تنزیل السجدة، النازعات، اذا الشمس کورت، واذا السماء انفطرت، واذا السماء انشقت، وسبح اسم ربک الاعلیٰ، ولم یکن، تھا یہ بقرہ کا جزء ۸۸۶ آیتوں کا تھا اور پندرہ سورتوں کا تھا۔

اور دوسرا جزء، آلِ عمران، ہود، الحج، الحجر، الاحزاب، الدخان، الرحمٰن، الحاقة، سأل سائل، عبس، والشمس وضحاھا، انا انزلناہ، اذا زلزلت، ویل لکل ھمزة، الم تر، لایلاف قریش تھا۔ یہ آلِ عمران کا جزء ۸۸۶ آیتوں کا تھا اور سولہ سورتوں کا تھا۔

اور تیسرا جزء، النساء، النحل، المومنون، یٰسین، حمعسق، الواقعہ، تبارک الملک، یا ایھا المدثر، ارأیت، تبت، قل ھو اللہ احد، والعصر، القارعة، والسماء ذات البروج، والتین والزیتون، طس النمل تھا۔ یہ النساء کا جزء ۸۸۶ آیتوں کا تھا اور سولہ سورتوں کا تھا۔

اور چوتھا جزء، المائدہ، یونس، مریم، طس الشعراء، الزخرف، الحجرات، ق والقرآن المجید، اقتربت الساعة، الممتحنہ، والسماء والطارق، لا اقسم بھذا البلد، الم نشرح لک، والعادیات، انا اعطیناک الکوثر، قل یا ایھا الکافرون تھا، یہ مائدہ کا جزء ۸۸۶ آیتوں کا تھا اور پندرہ سورتوں کا تھا۔

اور پانچواں جزء، الانعام، سبحان، اقترب، الفرقان، موسیٰ وفرعون، حم المومن، المجادلہ، الحشر، الجمعہ، المنافقون، ن والقلم، انا ارسلنا نوحا، قل اوحی الیّ، المرسلات، والضحیٰ، الھاکم التکاثر، تھا، یہ الانعام کا جزء ۸۸۶ آیتوں کا تھا اور سولہ سورتوں کا تھا۔

اور چھٹا جزء، الاعراف، ابراہیم، الکہف، النور، ص، الزمر، الشریعة، والذین کفروا، الحدید، المزمل، لا اقسم بیوم القیامة، عم یتساءلون، الغاشیہ،

والفجر، اذا یغشی، اذا جاء نصر اللہ تھا، یہ الاعراف کا جز ۸۸۶ آیتوں کا تھا اور سولہ سورتوں کا تھا۔

اور ساتواں جز، الانفال، البراءۃ، طٰہٰ، الملائکۃ، والصافات، الاحقاف، الفتح، الطور، والنجم، الصف، التغابن، الطلاق، المطففین، المعوذتین تھا یہ الانفال کا جز ۸۸۶ آیتوں کا تھا اور پندرہ سورتوں کا تھا۔

اور بعض نے بیان کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا ہے کہ قرآن چار ربع نازل ہوا تھا ایک ربع ہمارے بارے میں، ایک ربع ہمارے دشمنوں کے بارے میں، اور ایک ربع، امثال اور ایک ربع، محکم اور متشابہ۔

اور حضرت ابوبکرؓ نے لوگوں کے درمیان برابر برابر تقسیم کر دیا اور کسی کو کسی پر فضیلت نہ دی اور آپ ہر روز بیت المال سے تین درہم اجرت لیتے تھے اور خلیفہ رسول اللہ کہلاتے تھے۔

اور حضرت ابوبکرؓ جمادی الآخرۃ ۱۳ھ میں بیمار ہوئے اور جب آپ کی بیماری سخت ہو گئی تو آپ نے حضرت عمر بن الخطاب کو وصیت کی اور حضرت عثمانؓ کو حکم دیا کہ وہ آپ کی وصیت کو لکھیں اور آپ نے لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

یہ وصیت ابوبکر خلیفہ رسول اللہ نے مومنین اور مسلمین کو کی ہے تم پر سلام ہو میں تمہارے ساتھ مل کر اللہ کی تعریف کرتا ہوں، اما بعد میں نے تم پر حضرت عمرؓ بن الخطاب کو امیر مقرر کیا ہے پس سمع و اطاعت کرو، میں نے تمہاری خیر خواہی میں کوتاہی نہیں کی۔ والسلام۔

اور آپ نے حضرت عمرؓ بن الخطاب سے کہا، اے عمر، محب نے آپ سے محبت کی ہے اور نفرت کرنے والے نے آپ سے نفرت کی ہے پس اگر حق سے نفرت کی جائے تو یہ ایک قدیمی بات ہے اور اگر باطل پر قائم رہا جائے تو

بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے۔

اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف آپ کی اس بیماری میں آپ نے وفات پائی، آئے اور کہنے لگے اے رسول اللہ کے خلیفہ آپ نے کیسے صبح کی ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے حاکم مقرر کرتے ہوئے صبح کی ہے اور مجھے جو تکلیف ہے اس میں تم نے اضافہ کر دیا ہے اگر تم مجھے اپنے میں سے ایک شخص کو امیر مقرر کرتے دیکھو، تم سب غضب ناک ہوتے ہو اور سب اُسے اپنے لیے طلب کرتے ہیں حضرت عبدالرحمٰن نے کہا خدا کی قسم میں آپ کے دوست کو صالح اور مصلح جانتا ہوں پس دنیا پر افسوس نہ کیجیے آپ نے فرمایا میں صرف تین باتوں پر جو میں نے کی ہیں افسوس کرتا ہوں کاش میں نے انہیں نہ کیا ہوتا اور تین باتیں میں نے نہیں کیں کاش میں انہیں کرتا اور تین کے متعلق کاش میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرتا۔

اور وہ تین باتیں جو میں نے کی ہیں یہ ہیں کاش میں اس امر (خلافت) کی ذمہ داری نہ لیتا اور حضرت عمرؓ کو اپنے آگے کرتا اور میں وزیر ہوتا اور وہ میرے امیر ہوتے ہوتے تو بہتر ہوتا اور کاش میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت فاطمہؓ کے گھر کی تلاشی نہ لیتا اور اس میں آدمی داخل نہ کرتا خواہ میں جنگ کے حوالے ہو جاتا[1] اور کاش میں الفجاءۃ اسلمی کو نذرِ آتش نہ کرتا یا تو میں اُسے جلدی قتل کرتا یا اُسے صبر سے آزاد کر دیتا۔

اور وہ تین باتیں جو کاش میں نے کی ہوتیں یہ ہیں ـــ کاش میں اشعث بن قیس کو آگے کرتا کہ اُسے قتل کر دیا جاتا میرا خیال ہے کہ وہ جو بُری بات دیکھتا تھا اس کی مدد کرتا تھا۔ اور کاش میں حضرت ابوعبیدہ کو مغرب کی طرف

---

[1] یہ بھی مؤرخ کا اپنا نظریہ ہے جس کا حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ (مترجم)

اور حضرت عمرؓ کو مشرق کی طرف بھیجتا اور میں فی سبیل اللہ اپنے ہاتھوں کو آگے کرنے والا ہوتا اور کاش میں حضرت خالد بن ولید کو بزاخہ کی طرف نہ بھیجتا بلکہ میں باہر نکلتا اور راہِ خدا میں اس کا مددگار ہوتا۔

اور وہ تین باتیں جن کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھنا چاہتا تھا یہ ہیں:— یہ امر خلافت کس کے لیے ہے پس اس میں کوئی اس سے جھگڑا نہ کرتا[1] اور کیا انصار کے لیے بھی اس میں سے کوئی چیز ہے، اور پھوپھی اور خالہ کے متعلق، کیا وہ وارث ہوں گی یا نہ ہوں گی اور میں نے تمہاری دنیا سے کوئی چیز نہیں لی اور میں نے اپنے آپ کو اللہ کے مال میں اور مسلمانوں کے مال میں، یتیم کے مال کے وصی کے مقام پر کھڑا کیا ہے اگر وہ غنی ہو تو بچے اور اگر محتاج ہو تو معروف کے ساتھ کھائے اور میرے بعد ولی الامر حضرت عمر بن الخطاب ہوں گے اور میں نے بیت المال کے مال سے قرض لیا ہے پس جب میں مر جاؤں تو میرا باغ جو فلاں جگہ پر ہے فروخت کر دیا جائے اور قرض بیت المال کو واپس کر دیا جائے۔

اور حضرت ابو بکرؓ نے اپنی بیوی حضرت اسماء بنت عمیس کو اپنے غسل کے متعلق وصیت کی اور اس نے آپ کو غسل دیا اور آپ کو رات کو دفن کیا گیا اور ابو قحافہ نے آپ کو چھٹے حصے کا وارث قرار دیا۔

اور حضرت عمر بن الخطابؓ، حضرت ابو بکرؓ پر حاوی تھے، اور آپ کی وفات ۲۲ جمادی الآخرۃ کو منگل کے روز ہوئی اور عجمی مہینوں کے مطابق اگست میں ہوئی اور بعض کا قول ہے کہ تیرھویں سال کی دو راتیں باقی تھیں کہ آپ نے وفات پائی اور حضرت عمر بن الخطابؓ نے آپ کا جنازہ پڑھایا

---

[1] یہ بھی مورخ کا اپنا خیال ہے اور جس کے متعلق بقول مورخ، غدیر خم پر اعلان کیا گیا اس نے بھی ساری عمر اسے اپنے حق میں پیش نہیں کیا (مترجم)

اور آپ کو اس گھر میں دفن کیا گیا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر ہے اور وفات کے روز آپ کی عمر ۶۳ سال تھی اور آپ کے تین بیٹے تھے ایک تو آپ کی زندگی ہی میں فوت ہو گیا اور وہ عبداللہ تھا اور دو بیٹوں محمد اور عبدالرحمٰن کو آپ نے پیچھے چھوڑا، اور آپ کا حاجب آپ کا غلام سدید تھا اور آپ کی حکومت دو سال چار ماہ رہی اور ۱۲ھ میں آپ نے لوگوں کو حج کرایا۔

اور وفات کے وقت حضرت ابوبکرؓ کے عمال یہ تھے۔ حضرت عتاب بن اسید مکہ کے امیر تھے اور حضرت عثمان بن ابی العاص طائف کے امیر تھے اور انصار کا ایک شخص یمامہ کا امیر تھا اور حضرت حذیفہ بن محصن عمان کے امیر تھے اور حضرت العلاء بن الحضرمی، بحرین کے امیر تھے اور حضرت خالد بن ولید، شام کی فوج کے امیر تھے اور حضرت المثنیٰ بن حارثہ شیبانی، کوفہ کے امیر تھے اور حضرت سوید بن قطبہ، بصرہ کے امیر تھے۔

حضرت ابوبکرؓ کا حلیہ، حضرت ابوبکرؓ سفید رنگ، کمزور، تھوڑی داڑھی والے، کپڑے اور تہبند کو کوکھ پر مضبوطی سے نہیں رکھ سکتے تھے پتلے چہرے والے، دھنسی ہوئی آنکھوں والے، اور ہتھیلی کی پشت کی ننگی رگوں والے تھے اور اپنی داڑھی کو حنا اور خضاب سے رنگتے تھے۔

اور حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں جن لوگوں سے فقہ سیکھی جاتی تھی، وہ حضرت علیؓ بن ابی طالب، حضرت عمر بن الخطابؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت زید بن ثابتؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ تھے۔

حضرت عمرؓ بن الخطاب کا دورِ خلافت

پھر حضرت عمر بن الخطابؓ بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن رباح بن عبداللہ ابن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب ۲۸ جمادی الآخرۃ کو منگل کے روز خلیفہ بنے[1] اور آپ کی ماں حنتمہ بنت ہاشم بن المغیرۃ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھی اور یہ عجمیوں کا اگست کا مہینہ تھا اور اس روز آفتاب، اسد میں سولہ درجے تھا اور ماہتاب، عقرب میں ۲۴ درجے اور پندرہ منٹ تھا اور زحل، قوس میں ۳۰ درجے راجع تھا اور مشتری، حوت میں ۹ درجے ۳۰ منٹ راجع تھا اور مریخ، ثور میں ۲۱ درجے اور ۵۰ منٹ تھا اور زہرہ، حوت میں ۹ درجے تھا، اور عطارد، سنبلہ میں ۱۰ درجے ۳۰ منٹ تھا اور راس، قوس میں ۱۲ درجے اور ۳۵ منٹ تھا۔

پس آپ منبر پر چڑھے اور حضرت ابوبکرؓ کی نشست سے ایک سیڑھی نیچے بیٹھے اور لوگوں سے خطاب کیا اور اللہ کی حمد و ثنا کی اور حضرت نبی کریم

---

[1] مؤرخ نے حضرت ابوبکرؓ کی وفات ۲۲ جمادی الآخرۃ منگل کے روز بیان کی ہے اور حضرت عمرؓ کا خلیفہ بننا ۲۸ جمادی الآخرۃ کو بیان کیا ہے گویا حضرت ابوبکرؓ کی لاش چھ دن بغیر دفن ہوئے پڑی رہی مؤرخ کا یہ بیان درست نہیں بلکہ اس کی مخصوص ذہنیت کا آئینہ دار ہے (مترجم)

صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا اور حضرت ابوبکرؓ کا اور آپ کی فضیلت کا ذکر کیا اور آپ کے لیے رحم کی دعا کی۔ پھر فرمایا، میں تم میں سے ایک عام آدمی ہوں اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ کے حکم کو رد کرنا ناپسند نہ کرتا تو میں تمہارے امر (خلافت) کی ذمہ داری نہ لیتا، پس لوگوں نے آپ کی اچھی تعریف کی۔

اور حضرت عمرؓ نے پہلا کام یہ کیا کہ مرتدین کے قیدیوں کو ان کے قبائل کو واپس کر دیا اور فرمایا میں قیدیوں کو عربوں کی سنت بنانا ناپسند نہیں کرتا اور حضرت عمرؓ نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کو حضرت ابوبکرؓ کی وفات کی خبر دیتے ہوئے اپنے غلام یرفا کے ہاتھ خط لکھ کر بھیجا اور یہ بھی لکھا کہ وہ حضرت خالد بن ولید کی جگہ، شداد بن اوس کے ساتھ شام کے امیر ہوں گے اور آپ نے حضرت خالدؓ کو حضرت ابوعبیدہ کی جگہ امیر مقرر کر دیا اور حضرت عمرؓ حضرت خالدؓ کے متعلق بری رائے رکھتے تھے[1]۔ حالانکہ وہ آپ کے ماموں کے بیٹے تھے اور یہ بری رائے اس بات کی وجہ سے تھی جو آپ نے حضرت عمرؓ کے بارے میں کہی تھی، حضرت خالد بن ولید نے اپنے مسلمان ساتھیوں کے ساتھ مرج الصفر کو فتح کیا جو دمشق کے علاقے میں ہے اور انھوں نے حضرت ابوبکرؓ کی وفات سے چار روز قبل، دمشق کا محاصرہ کر لیا، پس حضرت ابوعبیدہؓ نے حضرت خالدؓ سے یہ بات پوشیدہ رکھی، حتیٰ کہ حضرت ابوعبیدہؓ کے پاس حضرت عمرؓ کا دوسرا خط آیا جس میں آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ حمص اور شام کے نواح میں جائیں، پس آپ نے حضرت خالد کو یہ بات بتا دی

---

[1] قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کی شان یہ بیان کی ہے کہ وہ باہم ایک دوسرے پر مہربان تھے اور کسی کے بدخواہ نہ تھے، اس الٰہی گواہی کے بعد صحابہ کو ایک دوسرے کے متعلق بد اندیش قرار دینا جاہلانہ بات ہے (مترجم)

تو آپ نے کہا، اللہ حضرت ابوبکرؓ پر رحم فرمائے اگر وہ زندہ ہوتے تو مجھے مو
نہ کرتے۔

اور حضرت عمرؓ نے حضرت ابو عبیدہؓ کو لکھا، حضرت خالدؓ نے جو بات
کی ہے اگر وہ اس میں اپنی تکذیب کریں تو ان کو عامل مقرر کریں بصورتِ دیگ
ان کا عمامہ اتار لیں اور ان کے مال کو آدھا آدھا تقسیم کرلیں، حضرت خالد
اپنی بہن سے مشورہ کیا تو بہن نے کہا خدا کی قسم ابن حنتمہ کا یہی ارادہ ہے کہ آ
اپنی تکذیب کریں پھر وہ آپ کو آپ کے کام سے معزول کر دیں گے پس تم
ایسا نہ کرنا اور آپ نے اپنی تکذیب نہ کی تو حضرت بلالؓ نے اٹھ کر آپ
عمامہ اتار لیا اور حضرت ابو عبیدہؓ نے آپ کے مال کو آدھا آدھا تقسیم
حتیٰ کہ آپ کے جوتے کو بھی، پس آپ نے ایک کو دوسرے سے الگ کر د

اور انھوں نے پورا ایک سال اور چند دن دمشق کا محاصرہ قائم رکھا
حضرت ابو عبیدہؓ، باب الجابیہ پر تھے اور حضرت خالدؓ باب الشرقی پر تھے
حضرت عمرو بن العاص باب توما پر تھے اور حضرت یزید بن ابی سفیان باب ال
پر تھے اور جب حاکم دمشق پر محاصرہ طویل ہو گیا تو اس نے حضرت ابو عبید
کی طرف پیغام بھیج کر آپ سے مصالحت کرلی اور باب الجابیہ کو آپ کے
کھول دیا اور جب حضرت خالدؓ کو اطلاع ملی کہ حضرت ابو عبیدہؓ نے دشمن
سے مصالحت کرنے کا عزم کرلیا ہے تو آپ باب الشرقی پر اڑ گئے اور دشم
قوم نے صلح کے بارے میں آپ پر اعتماد کیا تھا پس آپ نے اسے بزور
کھول دیا اور حضرت خالدؓ نے حضرت ابو عبیدہؓ سے کہا انہیں قیدی بنا
میں بزورِ قوت اس میں داخل ہوا ہوں، حضرت ابو عبیدہ نے کہا، نہیں
میں نے انہیں امان دی ہے، اور مسلمان، شہر میں داخل ہو گئے اور صلح
ہو گئی۔ یہ رجب ۱۴ھ کا واقعہ ہے۔

اور واقدی نے بیان کیا ہے کہ حضرت خالد بن ولید نے ان سے صلح

پادری کے لیے صلح کا خط لکھا اور انہیں امان دی اور حضرت ابو عبیدہؓ نے اس کی اجازت دی۔

اور اس سال حضرت عمر بن الخطابؓ نے ماہِ رمضان میں قیام کی سنت جاری کی اور یہ بات شہروں کی طرف لکھی اور حضرت ابی بن کعب اور حضرت تمیم الداری کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، آپ سے اس کے متعلق بات کی گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہیں کیا اور حضرت ابو بکرؓ نے بھی ایسا نہیں کیا تو آپ نے فرمایا، اگر یہ بدعت ہے تو کیا ہی اچھی بدعت ہے[1]

اور حضرت ابو عبیدہؓ نے حضرت عمروؓ بن العاص کو، اردن اور فلسطین کی طرف بھیجا اور دشمن نے حضرت عمروؓ اور آپ کے اصحاب کو دور کرنے کے لیے فوجیں جمع کیں۔ سو حضرت ابو عبیدہؓ نے شرجیلؓ بن حسنہ کو حضرت عمروؓ بن العاص کی طرف بھیجا اور خود حضرت ابو عبیدہؓ، رومی فوج کی طرف گئے اور طبریہ کے سوا اردن کو بزورِ قوت فتح کیا گیا۔ طبریہ کے باشندوں نے اپنے گھروں اور گرجوں کے نصف نصف پر آپ سے مصالحت کر لی اور اس بات کے ذمہ دار حضرت شرجیل بن حسنہ تھے۔

---

[1] اس جگہ پر بدعت کا لفظ اصطلاحی معنوں میں استعمال نہیں ہوا بلکہ لغوی معنوں میں استعمال ہوا ہے، اصطلاح میں بدعت اس کام کو کہتے ہیں جو خلاف سنت ہو اور قیامِ رمضان تو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے ہاں آپ کے زمانے میں صرف دو تین دن تراویح کی نماز با جماعت کے ساتھ ہوئی پھر نہیں ہوئی، پس اس سے یہ ثابت تو ہو گیا کہ تراویح با جماعت بھی سنت ہے نہ کہ بدعت، لہٰذا ثابت ہو گیا کہ حضرت عمرؓ کے قول میں بدعت کا لفظ اصطلاحی معنوں میں استعمال نہیں ہوا (مترجم)

اور جب رومیوں کو حضرت ابوعبیدہ کی اطلاع کی آمد ملی تو وہ فحل کی طرف منتقل ہوگئے اور حضرت ابوعبیدہؓ نے مسلمانوں کو منظم کیا اور اپنے میمنہ پر حضرت معاذ بن جبلؓ اور میسرہ پر حضرت ہاشم بن عتبہ اور پیادوں پر حضرت سعدؓ بن زید اور سواروں پر حضرت خالدؓ بن ولید کو امیر مقرر کیا اور رومی آئے تو سب سے پہلے خالد بن ولید نے ان سے ملاقات کی اور اللہ تعالیٰ نے دشمن کو شکست دی اور انھوں نے جزیہ کی ادائیگی پر صلح کی اپیل کی۔ تو حضرت ابو عبیدہؓ نے ان کی بات مان لی اور واپس چلے گئے اور حضرت عمرو بن العاصؓ کو بقیہ اردن پر نائب مقرر کیا اور اپنے ہراول کا امیر بنا کر حضرت خالد کو بعلبک اور ارض البقاع کی طرف بھیجا پس آپ نے اسے فتح کیا اور حمص کا شدید محاصرہ کیا پھر انھوں نے صلح کی اپیل کی اور آپ نے ان سے ان کے تمام شہروں کی طرف سے اس شرط پر صلح کی کہ وہ ایک لاکھ ستر دینار خراج ادا کریں گے پھر مسلمان شہر میں داخل ہوگئے اور حضرت ابوعبیدہ نے اپنے عمال کو حمص کے نواح میں پھیلا دیا۔

پھر آپ کو ان افواج کی اطلاع ملی جو طاغیۃ الروم نے تمام شہروں میں جمع کی تھیں اور آپ نے ان کی طرف فوج بھیجی جس سے انہیں مقابلہ کرنے کی سکت نہ تھی اور آپ دمشق واپس آگئے اور آپ نے یہ بات حضرت عمر بن الخطاب کو لکھ بھیجی اور حضرت عمرؓ نے ان کی طرف لکھا کہ آپ نے ارض حمص سے دمشق کی طرف تمہاری واپسی کو پسند نہیں کیا اور حضرت ابوعبیدہ نے مسلمانوں کو اپنے پاس اکٹھا کیا اور یرموک میں پڑاؤ ڈال دیا اور جبلہ بن الایہم اپنی قوم کی فوج کے ساتھ رومیوں کے ہراول میں تھا اور حضرت ابوعبیدہؓ نے حضرت خالد بن ولید کو اپنے ہراول پر امیر مقرر کیا اور آپ نے مشرکین سے جنگ کی اور رومیوں کے حکمران ماہان سے ملاقات کی اور انھوں نے باہم شدید جنگ کی اور حضرت ابوعبیدہؓ اور مسلمان آپ

جا ملے، اور بڑا خطرناک معرکہ ہوا، اور آپ نے رُومیوں کے بہت سے آدمیوں کو قتل کیا اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دی، یہ معرکہ ۱۵ھ میں ہوا۔

اور حضرت ابو عبیدہؓ نے حضرت عمرؓ کی طرف ایک وفد بھیجا جس میں حضرت حذیفہ بن الیمان بھی تھے اور حضرت عمرؓ کئی راتیں بے خواب رہے اور آپ کی خبر کی جستجو شدید ہو گئی اور جب آپ کو خبر ملی تو آپ سجدے میں گر پڑے اور فرمایا، اس خدا کا شکر ہے جس نے ابو عبیدہ کو فتح دی ہے اور قسم بخدا، اگر آپ فتح نہ کرتے تو ایک کہنے والا کہتا، اگر...... [1] خالد بن ولید، اور حضرت ابو عبیدہؓ حمص کی طرف واپس آ گئے اور حضرت خالد کو رومیوں کے پیچھے بھیجا حتیٰ کہ آپ قنسرین کی طرف چلے گئے اور حلب پہنچ گئے اور اس کے باشندے قلعہ بند ہو گئے اور حضرت ابو عبیدہ آکر وہاں اترے اور انہوں نے صلح اور امان کی اپیل کی تو حضرت ابو عبیدہ نے ان کی بات مان لی اور ان کو امان لکھ دی اور آپ نے مالک بن حارث الاشتر کو فوج کا امیر بنا کر رومیوں کی طرف بھجوایا اور انھوں نے راستہ بند کر دیا اور آپ نے ان میں بڑا قتلام کیا پھر واپس آ گئے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اور آپ کے اصحاب کو بچا لیا۔

اور حضرت ابو عبیدہ اُردن کی جانب واپس آ گئے اور ایلیا کے باشندوں کا محاصرہ کر لیا اور یہی بیت المقدس ہے، انھوں نے آپ کی بات نہ مانی اور آپ سے ٹال مٹول کی اور حضرت ابو عبیدہ نے حضرت عمرو بن العاص کو قنسرین کی طرف بھیجا اور اہل حلب، اہل قنسرین اور اہل منبج نے ان سے مصالحت کر لی۔

اور آپ نے ان پر ایسے ہی خراج مقرر کیا جیسے حضرت ابو عبیدہ نے حمص میں کیا تھا اور جابیہ میں یرموک کی غنائم اکٹھی کی گئیں اور انھوں نے حضرت عمرؓ کو خط لکھا تو آپ نے ان کو خط لکھا کہ جب تک تم بیت المقدس کو فتح نہ کر لو

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

ان میں کوئی نئی بات نہ کرنا۔

اور جب رومیوں نے یرموک میں شکست کھائی تو جبلہ بن الایہم اپنی قوم کی جماعت کے ساتھ اپنی جگہ پر چلا گیا اور حضرت یزید بن ابی سفیان نے اس کی طرف پیغام بھیجا کہ اپنی زمین کو خراج اور جزیہ کی ادائیگی کے لیے روک دے اس نے جواب دیا، جزیہ صرف عجمی کا فر دیتے ہیں اور میں عرب ہوں۔

اور حضرت عمرؓ نے ابو عبید بن مسعود ثقفی کو ایک فوج میں حضرت المثنیٰ بن حارثہ شیبانی کے ساتھ عراق کی طرف بھیجا اور کسریٰ فوت ہو چکا تھا اور اس کی بیٹی بوران بادشاہ بنی اور اس نے رستم اور الفیروزان کو حکومت کا منتظم مقرر کیا اور یہ دونوں کمزور تھے، حضرت ابو عبید ثقفی آگے بڑھے اور ایرانیوں کے ایک میگزین سے ملاقات کی اور ان پر حملہ کر دیا اور انھوں نے باہم شدید جنگ کی پھر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان پر فتح دی اور ان کی مشکیں انہیں دے دیں۔

اور جب رستم کو خبر ملی تو اس نے ایک شخص کو جسے جالینوس کہا جاتا تھا ان کے پاس بھیجا تو انھوں نے بارو سما مقام پر ایک دوسرے سے ملاقات کی اور ایرانی شکست کھا گئے اور ابو عبید نے باروسما کو فتح کر لیا تو رستم نے ان کے مقابلے میں ذوالحاجب کو بھیجا اور اس کے ساتھ ہاتھی بھی بھیجا اور انھوں نے باہم شدید جنگ کی اور مسلمانوں کے گھوڑے ہاتھی سے بدکنے لگے تو ابو عبید نے تلوار کے ساتھ اس پر حملہ کیا اور اس کا ہونٹ کاٹ دیا اور ہاتھی نے آپ پر بیٹھ کر آپ کو مار دیا اور حضرت المثنیٰ بن حارثہ نے فوج کا نظم ونسق سنبھالا اور جب حضرت عمرؓ کو اطلاع ملی تو آپ کو اس امر کا بہت غم ہوا۔

اور حضرت جریر بن عبداللہ البجلی یمن سے بجیلہ کے ایک قافلے کے ساتھ آئے اور ان کا سردار عرفجہ بن ہرثمہ تھا جو ازد سے ان کا حلیف تھا پس حضرت عمرؓ نے ان کو عراق کی طرف جانے کا حکم دیا اور عرفجہ کو ان کا

امیر مقرر کیا تو حضرت جریر ناراض ہو گئے اور کہنے لگے خدا کی قسم یہ ہمارا آدمی نہیں، عرفجہ نے کہا آپ نے درست کہا ہے! پس حضرت عمرؓ نے حضرت جریر بن عبداللہ کو بھیجا۔ وہ کوفہ آئے پھر وہاں سے نکل کر آپ نے مرزبان المذار پر حملہ کر کے اُسے قتل کر دیا اور اس کی فوج نے شکست کھائی اور ان کی اکثریت دجلہ میں غرق ہو گئی پھر آپ النخیلہ کی طرف گئے وہاں مہران اپنی فوج کے ساتھ موجود تھا آپ نے اس پر حملہ کیا اور باہم شدید جنگ ہوئی اور المنذر بن حسان نے مہران پر حملہ کر کے اُسے نیزہ مارا اور اُسے اس کی سواری سے گرا دیا اور حضرت جریر نے جلدی سے اس کا سر کاٹ لیا اور دونوں نے اس کے کپڑوں کے بارے میں جھگڑا کیا، حضرت جریر نے ہتھیار لے لیے اور المنذر نے پیٹی لے لی اور یہ واقعہ ۱۴ھ میں ہوا۔

اور جب ایرانیوں نے اپنی کمزوری اور ذلت کو اور اپنے پر مسلمانوں کے غلبے کو دیکھا تو انھوں نے رستم اور الفیروزان کے قتل کرنے پر اتفاق کر لیا پھر کہنے لگے اس میں ہماری حکومت کی پراگندگی ہو گی سو انھوں نے پسر کسریٰ کو تلاش کیا حتیٰ کہ انھوں نے یزدگرد کو پا لیا اور وہ بیس سال کا تھا اور انھوں نے اُسے اپنا بادشاہ بنا لیا، اس نے ان کے امور کو کنٹرول کیا اور خوش تدبیری سے کام لیا اور حکومت مضبوط ہو گئی اور ایرانی طاقت ور ہو گئے اور انھوں نے المروج سے مسلمانوں کو باہر نکال دیا اور اردگرد کے لوگ مرتد ہو گئے اور انہوں نے اپنے معاہدات توڑ دیے اور مسلمان اطراف میں چلے گئے اور جب حضرت عمرؓ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے عراق جانے کا ارادہ کیا پھر آپ نے انہیں آٹھ ہزار فوج کے ساتھ بھیجا آپ چل کر قادسیہ آئے اور عتبہ بن غزوان کو دجلہ، اُبلہ، ابرقباذ اور میسان کے اضلاع کی طرف بھیجا اور آپ نے انہیں فتح کیا اور آپ نے بصرہ کی حد بندی کی اور القصب میں اس کی مسجد بنائی اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے انہیں اسی

کام کے لیے بھیجا تھا۔

اور حضرت سعد نے قادسیہ میں قیام کیا پھر مسلمانوں نے ازمرد کی دخت پر فتح پائی اور وہ ایک بادشاہ کے پاس بھجوائی جا رہی تھی اور اس کے پاس جو اموال، اثقال تھے، انھوں نے لے لیے اور انہیں مسلمانوں میں تقسیم کر دیا اور ان کے دل خوش ہو گئے اور ان کی قوت بڑھ گئی۔

پھر حضرت سعد نے نعمان بن مقرن کو ایک جماعت کے ساتھ کسریٰ کی طرف بھیجا کہ وہ اُسے دعوتِ اسلام دیں، پس وہ نہایت خوبصورت لباس میں اس کے پاس آئے اور ان پر چادریں اور تلواروں کے میان تھے اور انھوں نے اُسے بتایا کہ حضرت سعد نے انہیں اس کے پاس اس کام کے لیے بھیجا ہے اور انھوں نے اُسے اسلام اور حق کی شہادت اور جزیہ کی ادائیگی کی دعوت دی تو اس بات نے اُسے غضب ناک کر دیا اور اس نے مٹی کا ایک تھیلا منگوایا اور کہنے لگا اسے اپنے سردار کے سر پر رکھو، اور اگر یہ دستور نہ ہوتا کہ ایلچی قتل نہ کیے جائیں تو میں انہیں قتل کر دیتا، حضرت عاصم بن عمرو تمیمی نے کہا میں ان لوگوں کا سردار ہوں تو انھوں نے مٹی آپ پر رکھ دی اور وہ جلدی سے چل پڑے اور کہنے لگے خدا کی قسم ہم ان پر فتح پا چکے ہیں اور ان کی زمین کو پامال کر چکے ہیں۔

رستم کو خبر ملی تو اسے یہ امر گراں گزرا اور اس نے کہا ابن حجامہ کو تدبیر ملک سے کوئی واسطہ نہیں ہے اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ یزدگرد کی ماں پچھنے لگانے والی تھی، پھر اس نے ان کے پیچھے ایلچی بھیجے تو وہ ایلچیوں سے آگے نکل گئے اور کسریٰ ایرانی ان سے بہت ڈر گئے اور اس نے رستم کو حکم دیا کہ وہ ان کے مقابلے میں جائے، تو اس نے اسے ناپسند کیا، اور اس نے اس پر اصرار کیا تو وہ بادلِ نخواستہ گیا اور جب وہ نجف کی طرف گیا تو اس نے حضرت سعد کی طرف پیغام بھیجا کہ میرے پاس کچھ آدمی بھیجو تاکہ میں ان سے مناظرہ

کردوں حضرت سعدؓ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ، حضرت بشر بن ابی رہم، حضرت عرفجہ بن ہرثمہ، حضرت حذیفہ بن محصن، حضرت ربعی بن عامر، حضرت قرفہ بن زاہر، حضرت مذعور بن عدی، حضرت مضارب بن یزید اور حضرت شعبہ بن مرۃ کو بھیجا اور یہ عرب کے دانش مندوں میں سے تھے پس وہ ایک ایک کر کے اس کے پاس آئے اور ان میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کی مانند بات کرتا اور وہ اسے اسلام کی یا جزیہ ادا کرنے کی دعوت دیتے، اور ان پر واضح ہوا کہ وہ اسلام میں داخل ہونا چاہتا ہے اور اہل اسلام سے خوفزدہ ہے، اور اور جب کبھی اس نے ان میں سے کسی کو پیشکش کی تو اس نے اس میں جلد بازی نہ دیکھی پھر رستم فوج کی تیاری کے لیے نکلا اور سونے کے تخت پر بیٹھا اور اپنے میدانِ جنگ کو ٹھیک کیا اور اپنے اصحاب کو درست کیا اور اُسے ہلاکت کا یقین ہوگیا اور وہ منجم تھا اس نے اپنے بھائی کو خط لکھا:۔

بسم اللہ ولی الرحمۃ

اصبہبذ رستم کی جانب سے اس کے بھائی کی طرف

اما بعد، میں نے مشتری کو ہبوط میں اور زہرہ کو علو میں دیکھا ہے اور یہ آپ سے آخری ملاقات ہے۔ تجھ پر ہمیشہ سلام ہو۔

اور حضرت سعدؓ بن ابی وقاص نے مسلمانوں کو خطاب کیا اور انہیں جہاد میں رغبت دلائی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے مدد اور دین کے غلبے کا جو وعدہ کیا ہے، انہیں بتایا اور مسلمانوں کے ہر آدمی نے اپنے ساتھی کو رغبت دلائی اور نمازِ ظہر کے بعد ان کے درمیان جنگ چھڑ گئی اور انھوں نے باہم شدید جنگ کی اور مسلمانوں کی اچھی آزمائش ہوئی اور حضرت سعدؓ ان دنوں بیمار تھے، آپ قصر العذیب کی طرف گئے اور اس میں اتر کر قلعہ بند ہوگئے رستم کو اطلاع ملی تو اس نے سواروں کو بھیجا، انھوں نے محل کو گھیر لیا اور جب مسلمانوں کو اس کی اطلاع ملی تو وہ بھی محل کی طرف آگئے اور رستم کے

اصحاب نے شکست کھائی پھر انھوں نے دوسرے دن کی صبح کی تو حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کی فوج کے چھ ہزار آدمیوں نے ان سے ملاقات کی اور یہ وہی لوگ تھے جو حضرت خالد بن ولید کے ساتھ تھے ، پانچ ہزار مضر اور ربیعہ کے تھے اور ایک ہزار غیر معروف مسلمان تھے ان کا امیر المرقال ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص تھا اور شام قادسیہ سے ایک ماہ پہلے فتح ہوا اور تیسرے دن انھوں نے اپنے مواقف پر صبح کی اور رستم نے ہاتھیوں کو باہر نکالا اور جب فوجوں نے ان کو دیکھا تو قریب تھا کہ وہ پراگندہ ہو جائیں پھر مسلمانوں نے ان پر حملہ کرکے ان کی آنکھیں پھوڑ دیں اور ان کے ہونٹ قطع کر دیے۔

اور مسلمان آگے بڑھے اور چوتھے دن کی صبح کی اور مسلمانوں کو بلندی حاصل تھی اور رستم قتل ہو گیا اور اس کے خچر پر جو بوجھ تھا وہ اس پر گر پڑا - اور اس نے اُسے مار دیا اور ہلال بن علفہ نے اس پر بوجھ پھینکا تھا اور اس نے اُس کے تخت پر چڑھ کر آواز دی ، رب کعبہ کی قسم میں نے رستم کو قتل کر دیا ہے ، میری طرف آؤ میری طرف آؤ ، اور بعض کا قول ہے کہ حضرت جریر بن عبداللہ کے بھتیجے زہیر بن عبد شمس نے اُسے قتل کیا ہے اور ان کے بہت سے آدمی مارے گئے اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے اور اموال اور کپڑے جمع کیے گئے اور رستم کے کپڑے فروخت کیے گئے اور ہر سوار کا حصہ چودہ ہزار تک پہنچ گیا اور پیادے کا حصہ سات ہزار ایک سو تھا اور اصل غنیمت سے آپ نے شہداء کے عیال کو تھوڑی سی غنیمت دی اور آپ نے اصل غنیمت سے تھوڑی سی غنیمت عورتوں کو بھی دی اور غلام زائد تھے اور حضرت سعدؓ نے حضرت عمرؓ کی طرف وفد بھیجا اور حضرت عمرؓ نے ان کو اسّی اسّی دینار دیے۔

اور قادسیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ستر اشخاص اہل بدر میں سے تھے اور بیعت الرضوان والوں میں سے بھی تھے

اور فتح مکہ میں شامل ہونے والوں میں سے ایک سو بیس آدمی تھے اور ایک سو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے اور تمام ایرانی شکست کھا کر مدائن کی طرف بھاگ گئے وہ کسی چیز کی طرف توجہ نہ دیتے تھے اور یزدگرد وہاں بادشاہ تھا، پس حضرت سعد نے مسلمانوں کے ساتھ ان کا تعاقب کیا اور ڈیڑھ ماہ تک ان کا محاصرہ کیا پھر ایرانی بھاگتے ہوئے نکلے اور مدائن فتح ہو گیا اور بعض کا قول ہے کہ یہ واقعہ ۱۶ھ میں ہوا۔

اور اس سال حضرت عمرؓ نے خطوط پر تاریخ ڈالی اور آپ نے چاہا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے تاریخ لکھیں پھر فرمایا بعثت کے وقت سے لکھتے ہیں تو حضرت علی بن ابی طالبؓ نے آپ کو بتایا کہ آپ اسے ہجرت سے لکھیں تو آپ نے اسے ہجرت سے لکھا۔

اور عتبہ بن غزوان، حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور بصرہ پر مجاشع بن مسعود سلمی کو نائب مقرر کیا اور حضرت مغیرہ بن شعبہ، فوج میں تھے اور جب عتبہ چلے گئے تو میسان میں جو لوگ موجود تھے وہ آئے اور دجلہ کے صوبے میں جو عجمی تھے وہ بھی آئے اور ان کا سردار الفیلکان تھا، پس حضرت مغیرہ بن شعبہ نے ان کے لیے متعدد مسلمانوں کو جمع کیا اور ان کو لے کر روانہ ہوئے حتیٰ کہ میسان میں عجمیوں سے آپ نے ملاقات کی اور ان کو شکست دی اور بزورِ قوت اس کے باشندوں کو قیدی بنا لیا اور حضرت مغیرہ نے یہ بات حضرت عمر بن الخطابؓ کو لکھ بھیجی تو حضرت عمرؓ نے عتبہ سے کہا دیہاتیوں کو شہریوں پر عامل مقرر کیا گیا ہے اور آپ نے حضرت مغیرہ کو لکھا آپ عتبہ بن غزوان کے آنے تک اس کے نائب ہیں اور عتبہ، حضرت عمرؓ کے ہاں سے نکلے۔ اور جب آپ مدینہ اور بصرہ کے درمیان پہنچے تو فوت ہو گئے، سو حضرت عمرؓ نے حضرت مغیرہ کو لکھا کہ آپ بصرہ کے والی ہیں اور جب قادسیہ کا معرکہ ہوا تو حضرت مغیرہ، حضرت سعدؓ کے

پاس گئے پھر اپنے کام پر واپس آ گئے اور آپ بنی ہلال کی ایک عورت کے پاس آیا جایا کرتے تھے جسے ام جمیل زوجہ الحجاج بن عتیک کہا جاتا تھا پس مسلمانوں کی ایک جماعت آپ کے متعلق شک میں پڑ گئی اور ابوبکرہ، نافع بن الحارث، شبل بن معبد اور زیاد بن عبید نے آپ کی نگرانی کی، حتیٰ کہ آپ اس عورت کے پاس آئے اور ہوا نے پردہ اُٹھا دیا کیا دیکھتے ہیں کہ آپ اس پر لیٹے ہوئے ہیں، پس ابوبکرہ حضرت عمرؓ کے پاس گیا اور حضرت عمرؓ نے ابوبکرہ کی آواز سُنی اور آپ کے اور اس کے درمیان پردہ تھا آپ نے پوچھا، ابوبکرہ ہے؟ اس نے کہا ہاں، آپ نے پوچھا کوئی بشارت لایا ہے؟ اس نے کہا کہ اُسے مغیرہ لائے ہیں پھر اس نے آپ کو واقعہ بتایا پس حضرت عمرؓ نے ان کی جگہ پر حضرت ابوموسیٰ اشعری کو عامل بنا کر بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ وہ مغیرہ کو بھیج دیں اور جب وہ آپ کے پاس آئے تو آپ نے انہیں اور گواہوں کو اکٹھا کیا تو تین آدمیوں نے گواہی دی اور زیاد آیا اور جب حضرت عمرؓ نے اُسے دیکھا تو فرمایا میں ایسے شخص کے چہرے کو دیکھ رہا ہوں جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی کو رسوا نہیں کرے گا اور جب وہ نزدیک ہوا تو آپ نے پوچھا عقاب کے بچے تیرے پاس کیا ہے؟ اس نے کہا میں نے ایک قبیح بات دیکھی ہے اور میں نے اُونچی سانس سُنی ہے اور میں نے مختلف پاؤں دیکھے ہیں اور میں نے سُرمے دانی میں سلائی کی مانند نہیں دیکھا پس حضرت عمرؓ نے ابوبکرہ، نافع اور شبل بن معبد کو کوڑے لگائے اور ابوبکرہ نے اُٹھ کر کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ مغیرہ زانی ہیں اور حضرت عمرؓ نے دوبارہ اُسے کوڑے لگانے کا ارادہ کیا تو اس نے آپ سے کہا جب آپ کا دوست فوت ہو گا تو پتھر پڑیں گے اور حضرت علیؑ جب حضرت مغیرہ کو دیکھتے تو کہتے اے مغیرہ، میں نے جب کبھی

آپ کو دیکھا ہے مجھے خوف ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے پتھروں سے مارے گا[1] اور بصرہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ۸۶ آدمی تھے۔

اب بات حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کے حالات اور آپ کے اہالیان بیت المقدس کے محاصرہ کرنے کی طرف لوٹتی ہے کیونکہ ہم نے ہر واقعہ کو اس کے سال میں اور اس کے وقت میں بیان کیا ہے۔

اور حضرت ابوعبیدہؓ نے حضرت عمرؓ کو اہالیانِ ایلیا کی ٹال مٹول اور ان کے استقلال کے متعلق خط لکھ کر آپ کو بتایا اور بعض نے بیان کیا ہے کہ اہالیان ایلیا نے آپ سے مطالبہ کیا کہ خلیفہ ان سے صلح کرے اور آپ نے ان سے عہود و مواثیق لیے اور حضرت عمرؓ کو خط لکھا پس آپ شام کی طرف روانہ ہوئے اور حضرت عثمان بن عفان کو مدینہ پر نائب مقرر کیا اور حضرت خالد کو قریب کیا اور آپ کو امیر بنایا اور وہ آپ کے ہراول میں لوگوں کے ساتھ چلے، یہ رجب ۱۶ھ کا واقعہ ہے اور آپ سرزمین دمشق میں جابیہ میں اترے، پھر بیت المقدس کی طرف گئے اور اسے صلح سے فتح کیا اور ان کو تحریر لکھ دی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

یہ تحریر عمر بن الخطاب نے اہالیان بیت المقدس کے لیے لکھی ہے تمہیں اپنے خون، اموال اور گرجوں کے متعلق امان حاصل ہے ان میں نہ سکونت کی جائے گی اور نہ انہیں ویران کیا جائے گا، سوائے

---

[1] تاریخ کی دیگر کتب میں بھی یہ واقعہ بیان ہوا ہے یہ حضرت مغیرہ کے چند مخالفین کی سازش تھی جو تحقیق پر اپنی بات کو ثابت نہ کر سکے اور مستوجب سزا ہوئے، مگر مؤرخ نے اسے اصحاب رسول کو بدنام کرنے کی خاطر درج کیا ہے (مترجم)

اس کے کہ تم عام واقعہ کرو اور آپ نے گواہوں کی شہادت ڈلوائی اور حضرت عمرو بن العاص آپ کے پاس طِلاء[1] لائے آپ نے پوچھا اسے کیسے بنایا جاتا ہے حضرت عمرو نے کہا اسے پکایا جاتا ہے حتیٰ کہ اس کا دو تہائی ختم ہو جاتا ہے اور ایک تہائی باقی رہ جاتا ہے آپ نے فرمایا میں اس میں کوئی حرج نہیں دیکھتا۔

اور لوگوں نے بیت المقدس کی صلح میں اختلاف کیا ہے، کچھ کہتے ہیں یہود نے صلح کی ہے اور کچھ کہتے ہیں نصاریٰ نے صلح کی ہے اور نصاریٰ پر اتفاق کیا گیا ہے اور حضرت بلال رضؓ نے آپ کے پاس آکر کہا یا امیر المومنین شامی افواج کے افراد صرف پرندوں کا گوشت اور صاف روٹی کھاتے ہیں اور عوام الناس کو یہ چیز نہیں ملتی پس حضرت عمر رضؓ نے امرائے شام کو کہا کہ وہ آپ کو مسلمانوں کی خوراک کی ضمانت دیں کہ ہر روز ہر شخص کو دو روٹیاں اور مناسب سرکہ تقسیم کیا جائے اور آپ نے فرمایا میں اس شخص کو جو دشمن راستے سے نکل کر دشمن کی طرف چلا جائے اس شخص کی طرح قرار نہ دوں گا جو اپنے گھر سے نکلا ہے، تو ایک شخص نے آپ کے پاس آکر کہا، اگر اللہ ہمارے لیے ہجرت مقرر کر دے اور ہم اپنے گھروں سے نکل کر اپنے دشمن کی طرف چلے جائیں تو ہم اپنے حصے سے محروم ہوں گے۔

اور حضرت عمر رضؓ مدینہ کی طرف واپسی پر کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے جنہیں خراج کے بارے میں عذاب کے لیے کھڑا کیا گیا تھا، حضرت عمر رضؓ نے کہا انہیں چھوڑ دو اور انہیں عذاب نہ دو، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے، جو لوگ دنیا میں لوگوں کو عذاب دیتے ہیں اللہ تعالیٰ آخرت میں قیامت کے روز انہیں عذاب دے گا، پس آپ نے ان کو پیغام بھیجا اور انہیں رہا کر دیا گیا اور جبلہ بن ایہم آپ کے پاس آیا اور آپ سے کہنے لگا آپ عربوں کی طرح مجھ سے صدقہ لیں؟ آپ نے فرمایا بلکہ جزیہ لوں گا، بصورت دیگر تو

[1] طلاء انگوروں کے گاڑھے رس کو کہا جاتا ہے (مترجم)

لوگوں کے ساتھ جا کر مل جا، جو تیرے دین پر ہیں تو وہ اپنی قوم کے تیس ہزار آدمیوں کے ساتھ چلا گیا حتیٰ کہ یہودیوں کے علاقے میں پہنچ گیا اور حضرت عمرؓ اس کے معاملے میں جو کچھ ہوا تھا اس پر پریشان ہوئے[1]

اور آپ نے حضرت عمرو بن العاص کو بھیجا تو انہوں نے آپ سے کہا یا امیر المومنین آپ مجھے مصر جانے کی اجازت دیں اگر ہم نے اسے فتح کر لیا تو وہ مسلمانوں کے لیے قوت کا باعث ہوگا اور وہ بہت مالدار ملک ہے اور جنگ سے بہت درماندہ کرنے والا ہے اور آپ مسلسل ان کے دل میں اس کی عظمت بٹھلاتے رہے اور اس کی فتح کو آسان قرار دیتے رہے حتیٰ کہ آپ نے ان کو چار ہزار آدمیوں پر امیر مقرر کر دیا جو سب کے سب عک سے تھے، اور ان سے کہنے لگے عنقریب جلد ہی میرا خط آپ کے پاس آئے گا اور اگر میرا خط آپ کو ملے اور میں اس میں آپ کو مصر کی زمین میں داخل ہونے سے قبل واپسی کا حکم دوں تو واپس آ جانا اور اگر آپ اس میں داخل ہو جائیں پھر میرا خط آپ کے پاس آئے تو چلتے جانا اور اللہ سے مدد طلب کرنا۔

اور حضرت عمرو سرعت سے روانہ ہوئے اور جب رفح مقام پر پہنچے اور یہ فلسطین کی آخری عملداری ہے تو حضرت عمرؓ کا ایلچی خط لے کر آپ کے پاس آیا اور آپ نے خط کو نہ کھولا اور چلتے گئے حتیٰ کہ العریش کے نزدیک ایک بستی میں پہنچے اور خط پڑھا پھر پوچھنے لگے، یہ بستی کس کی ہے لوگوں نے کہا مصر کی، آپ نے کہا امیر المومنین نے مجھے حکم دیا ہے کہ اگر

---

[1] مؤرخ نے یہ واقعہ بھی بطور طعن ہی لکھا ہے اللہ کے [redacted]ں کثرت تعداد کی کوئی قیمت نہیں وہ ایمان و اخلاص اور اعمال صالحہ کو پسند کرتا ہے اگر یہ چیزیں نہیں ہیں تو تیس ہزار کیا، تیس کروڑ آدمیوں کی بھی کوئی قیمت نہیں۔

(مترجم)

آپ کا خط مجھے اس وقت ملا جب میں مصر کے کچھ علاقے میں داخل ہو چکا ہوں تو میں سیدھا چلتا جاؤں اور اللہ سے مدد طلب کروں، حتیٰ کہ آپ الفرما آ گئے اور انہوں نے آپ سے تقریباً تین ماہ جنگ کی پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح دی اور آپ چلتے گئے حتیٰ کہ ام دُنین پہنچ گئے اور انھوں نے آپ سے شدید جنگ کی اور فتح میں تاخیر ہو گئی اور آپ نے حضرت عمرؓ کو خط لکھا اور آپ سے کمک طلب کی تو آپ نے چار ہزار کی کمک بھجوائی اور آپ کو لکھا کہ آپ نے ہر ہزار جوان پر ایک جوان کو مقرر کیا ہے جو ایک ہزار جوان کے قائم مقام ہے ان میں حضرت زبیرؓ بن العوام، حضرت مقدادؓ بن اسود، حضرت عبادہؓ بن الصامت اور حضرت خارجہ بن حذافہ شامل تھے اور بعض کا قول ہے کہ مسلمہ بن مخلد تھے، پس انھوں نے باہم شدید جنگ کی، پھر حضرت زبیرؓ نے کہا میں اپنی جان کو اللہ کے لیے وقف کرتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فتح دے گا پس آپ نے قلعے کی جانب رات کو سیڑھی رکھی پھر ایک جماعت آپ کے ساتھ چڑھ گئی اور مسلمانوں نے تکبیر کہی اور جب جنگ تیز ہو گئی تو انھوں نے صلح کی دعوت دی اور بعض نے کہا کہ مقوقس نے حضرت عمرو بن العاص کے ساتھ اس شرط پر صلح کی کہ وہ ہر شخص کو دو دینار دے گا اور بعض کا قول ہے کہ صلح نہ تھی بلکہ آپ نے بزورِ قوت فتح حاصل کی تھی۔

پھر آپ چلے حتیٰ کہ اسکندریہ پہنچ گئے وہاں رومیوں کی افواج تھیں اور وہاں پر تین قلعے تھے پس انھوں نے آپ سے شدید جنگ کی اور ان کے درمیان تین ماہ کی درازیدت ہو گئی اور مقوقس نے حضرت عمرو سے اپیل کی کہ وہ اس سے اس شرط پر اسکندریہ کے بارے میں صلح کر لیں کہ وہ آزادی دے دیں کہ ان میں سے جو شخص بلادِ روم کی طرف جانا چاہتا ہے چلا جائے اور جو اسکندریہ میں ٹھہرے اس پر دو دینار خراج ہو گا، آپ نے اس کی بات مان لی اور

جب شاہِ روم ہرقل کو اس بات کی اطلاع پہنچی تو وہ غضب ناک ہوا، مقوقس نے کہا میں نے ان کی خیر خواہی کی ہے اور انھوں نے مجھے دھوکے باز سمجھا ہے پس آپ انہیں جواب نہ دیں جب تک مجھے جواب نہیں دیتے۔

اور حضرت عمرؓ ۱۷ھ کو مکہ گئے اور رجب کا عمرہ کیا اور مقام کو وسیع کیا اور اسے بیت اللہ سے دُور کیا اور الحجر کو وسیع کیا اور مسجد حرام کو تعمیر کیا اور اُسے وسیع کیا اور کچھ لوگوں سے ان کے مکان خریدے اور دوسروں نے انکار کر دیا تو آپ نے ان پر ان کے مکان گرا دیے اور ان کے گھروں کی قیمت بیت المال میں ڈال دی اور ان گرائے جانے والے گھروں میں حضرت عباس بن عبدالمطلب کا گھر بھی تھا حضرت عباسؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا آپ میرا گھر گراتے ہیں؟ آپ نے کہا اس لیے گراتا ہوں تاکہ اس سے مسجد حرام کو وسیع کروں حضرت عباسؓ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے، اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد کو حکم دیا کہ وہ ایلیاء میں اس کے لیے گھر بنائیں تو آپ نے اُسے بیت المقدس میں بنا دیا اور جب کبھی عمارت بلند ہوتی وہ گر پڑتی، حضرت داؤد نے کہا اے میرے رب آپ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کے لیے گھر بناؤں اور جب کبھی میں بناتا ہوں عمارت گر پڑتی ہے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی، میں صرف پاکیزہ چیز ہی پسند کرتا ہوں اور تو نے میرے لیے غصب شدہ زمین میں عمارت بنائی ہے حضرت داؤد نے دیکھا تو آپ نے ایک قطعۂ زمین کو خریدا ہوا نہ تھا، سو آپ نے اس کے مالک سے اُسے اپنے حکم سے خرید لیا پھر تعمیر کی تو عمارت مکمل ہو گئی۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کون گواہی دیتا ہے کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات سُنی ہے؟ تو لوگوں نے کھڑے ہو کر گواہی دی، آپ نے کہا اے ابوالفضل ہمارے حق میں فیصلہ کرو ورنہ ہم رُک جاتے ہیں؟[1] حضرت عباسؓ نے کہا میں نے اُسے اللہ پر چھوڑ دیا

---

[1] یہ واقعہ بھی مؤرخ نے حضرت عمرؓ اور اہلبیت کے درمیان خصومت ثابت

ہے اور حضرت عمرؓ بیس دن کے بعد واپس آگئے اور حضرت عباسؓ آپ کے س
چلتے تھے اور حضرت عباسؓ کے نیچے ایک سخت سواری تھی، حضرت عمرؓ آ
سے آگے ہو گئے پھر آپ کے لیے کھڑے ہو گئے حتیٰ کہ حضرت عباسؓ آ
سے جا ملے تو آپ نے حضرت عباس سے کہا میں آپ سے آگے بڑھا ہو
اے بنی ہاشم کسی کی مجال نہیں کہ تم سے آگے بڑھے...... [1] تم ہیں کمزو
آگئی ہے حضرت عباسؓ نے کہا اللہ نے ہمیں نبوت پر مضبوط اور خلافت
کمزور دیکھا ہے [2]

پھر آپ شام جانے کے ارادے سے نکلے حتیٰ کہ سرغ تک پہنچ گ
آپ کو اطلاع ملی کہ طاعون بہت ہے تو آپ واپس آگئے اور امرائے شام
آپ سے ملاقات کی اور حضرت ابو عبیدہ بن الجراح نے آپ سے بہت
کلامی کی اور کہا اللہ کی تقدیر سے فرار کرتے ہو؟ حضرت عمرؓ نے کہا میں
کی تقدیر سے اللہ کی تقدیر کی طرف بھاگتا ہوں۔

اور اس سال حضرت عمرؓ نے حضرت علی بن ابی طالبؓ کی بیٹی ام کلثوم
منگنی کی اور آپ کی ماں حضرت فاطمہؓ دختر رسول ہیں حضرت علیؓ نے کہا
چھوٹی ہے، حضرت عمرؓ نے کہا میں نے وہ ارادہ نہیں کیا جو آپ نے ک
لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا ہے کہ قیامت کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

کرنے کے لیے پیش کیا ہے حالانکہ حقیقت سے اس کا کچھ بھی تعلق نہیں ہے
(مترجم)۔ (حاشیہ صفحہ ہذا) [1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی
[2] یہ فقرہ بھی مخصوص ذہنیت کا آئینہ دار ہے اور اگر اللہ نے آپ کو ایسا
پایا ہے تو پھر خلافت کے جھگڑے کو چھوڑو اس سے معترض ہونے کی
ضرورت ہے (مترجم)

روز، میری قرابت، میرے نسب اور میری دامادی کے سوا سب نسب اور قرابت داریاں منقطع ہو جائیں گی میں نے چاہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت داری اور دامادی حاصل ہو جائے اور آپ نے حضرت ام کلثوم سے نکاح کر لیا اور اسے دس ہزار دینار مہر دیا۔

اور اس سال، مسلمان کوفہ میں اترے اور وہاں حد بندیاں کیں اور گھر تعمیر کیے اور بعض کا قول ہے یہ ۱۸ھ کے اوائل کا واقعہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے اسی آدمی وہاں اترے۔

اور عام الرمادہ میں لوگوں کو خشک سالی، قحط اور شدید بھوک نے تکلیف دی اور یہ ۱۸ھ کا واقعہ ہے حضرت عمرؓ بارش طلب کرنے کے لیے باہر نکلے اور لوگوں کو بھی نکالا اور حضرت عباس بن عبدالمطلب کا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگے ۔ اے اللہ ہم تیرے نبی کے چچا کے ذریعے تیرا قرب حاصل کرتے ہیں اے اللہ اپنے رسول کے بارے میں ان کے ظن کو خراب نہ کر تو انہیں سیراب کر دیا گیا لہ

اور حضرت عمرؓ نے اس سال مسلمانوں کے عیال کے روزینے جاری کیے اور حکم دیا کہ اولاد اللقطہ اور ان کی رضاعت کا خرچہ بیت المال سے ہوگا ۔

لہ یہ واقعہ بھی اس امر کی تغلیط کرتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت عباسؓ کے گھر کو منہدم کر دیا تھا جب کہ آپ ان کے بارے میں یہ نظریہ رکھتے تھے کہ ان کے وسیلے سے بارگاہ الٰہی میں بارش کی دعائیں کرتے تھے اور پھر عملاً ان پر بارش بھی ہوئی ۔ پس مؤرخ کے پہلے بیان کو خود اس کا دوسرا بیان غلط ثابت کر رہا ہے (مترجم)

ٰ اولاد اللقطہ ان گرے پڑے بچوں کو کہتے ہیں جو دستیاب ہو جائیں (مترجم)

اور اس سال حضرت عمرؓ کو امیر المومنین کا نام دیا گیا اور آپ رسول اللہ کے خلیفہ کے خلیفہ کہلاتے تھے اور حضرت ابو موسیٰ اشعری نے آپ کو خط لکھا، اللہ کے بندے عمرؓ امیر المومنین کے لیے، اور یہی نام چل پڑا، اور بعض کا قول ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ آپ کے پاس آئے اور کہا السلام علیک یا امیر المومنین، آپ نے فرمایا آپ نے جو بات کی ہے اس سے بچیں حضرت مغیرہ نے کہا، کیا ہم مسلمان نہیں ؟ آپ نے فرمایا بے شک حضرت مغیرہ نے کہا اور آپ ہمارے امیر ہیں، آپ نے فرمایا، بے شک،

اور حضرت ابو عبیدہ بن الجراح نے، عیاض بن غنم الفہری کو جزیرہ کی طرف بھیجا اور آپ مسلسل ان کا محاصرہ کیے رہے پھر آپ نے رقہ، سروج الرُّہا، نصیبین اور جزیرہ کے بقیہ شہروں کو فتح کیا اور یہ سب صلح سے فتح ہوئے اور آپ نے ۱۸ھ میں زمینوں اور آدمیوں پر خراج مقرر کیا، ہر انسان پر پانچ، چھ اور سات دینار، اور پھر آپ حضرت ابو عبیدہ کے پاس واپس آ گئے۔

اور شام میں بہت طاعون ہو گئی اور وہ طاعون عمواس تھی، حضرت ابو عبیدہ بن الجراح وفات پا گئے اور آپ نے عیاض بن غنم کو حمص اور اس کے مضافات کا نائب مقرر کیا اور حضرت معاذ بن جبل کو اُردن کا نائب مقرر کیا اور حضرت معاذ بن جبل چند روز کے قیام کے بعد وفات پا گئے اور حضرت یزید بن ابی سفیان اور حضرت شرجیل بن حسنہ بھی وفات پا گئے اور حضرت عمرؓ نے حضرت معاویہ کو حضرت یزید کی عملداری پر قائم کیا اور اس سال طاعون عمواس میں ۲۵ ہزار آدمی مر گئے، یہ تعداد ان لوگوں کے علاوہ ہے جو شمار میں نہیں آ سکے۔ اور بھاؤ گراں ہو گئے اور لوگوں نے احتکار[1] کر لیا اور

---

[1] کسی چیز کو مہنگے داموں فروخت کرنے کے لیے روک رکھنے کا نام احتکار ہے جسے موجودہ دور میں ذخیرہ اندوزی کہتے ہیں (مترجم)

حضرت عمرؓ نے احتکار سے منع کیا۔

اور اس سال حضرت فضل بن عباسؓ بن عبدالمطلب نے فلسطین میں وفات پائی اور قیساریہ کے سوا فلسطین فتح ہو چکا تھا اور حضرت معاویہ بن ابی سفیان اس کے نگران تھے اور آپ نے اُسے ۱۸ھ میں فتح کیا اور بعض کا قول ہے کہ وہاں ۸۰ ہزار جانباز موجود تھے اور آپ نے جذام کے دو آدمی بشارت کے ساتھ حضرت عمرؓ کے پاس بھیجے پھر ان دونوں کے پیچھے خثعم کے ایک آدمی کو بھیجا جسے زہیر کہا جاتا تھا اور آپ نے اُسے کہا اگر تو جذام کے دونوں آدمیوں سے آگے بڑھ سکے تو ایسا کر لینا، پس خثعمی ان دونوں کے پاس سے گزرا اور وہ سوئے ہوئے تھے وہ ان سے آگے گزر گیا اور رات کو مدینہ آیا اور آکر حضرت عمرؓ کو خبر دی تو آپ نے تکبیر کہی اور اللہ کا شکر ادا کیا پھر آپ مسجد کی طرف گئے اور آگ لانے کا حکم دیا تو وہ لائی گئی سو آپ نے اللہ کا شکر ادا کیا اور انہیں قیساریہ کی فتح کے متعلق بتایا۔

اور حضرت سعد بن ابی وقاص نے تین سال مدائن میں قیام کرنے کے بعد وہاں سے حضرت عمرؓ کو خط لکھا جس میں بتایا کہ جلولا میں ایرانیوں کا اجتماع ہوا ہے اور یہ حلوان کے نزدیک مضافات کی بستیوں میں سے ایک بستی ہے اور آپ نے انہیں لکھا کہ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ جلدی سے ان کی طرف جائیں ــــــ اور آپ نے حضرت عبداللہؓ بن مسعود کو بھیجا اور انہیں حضرت سعد کا قائم مقام بنایا اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے حضرت سلمان کو مدائن بھجوایا اور حضرت ابن مسعود انہیں سمجھاتے اور تعلیم دیتے تھے اور جلولا کا معرکہ ۱۹ھ میں ہوا اور آپ مسلسل ان سے جنگ کرتے رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح دے

دی اور آپ نے ایرانیوں کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور یزدگرد اپنے باقیماندہ لوگوں کے ساتھ بھاگ گیا اور اصبہان پہنچ گیا پھر رَے کی جانب چلا گیا اور حاکم طبرستان نے آکر اُسے اس کے ملک کی مضبوطی کے متعلق بتایا تو اس نے اس کی بات نہ مانی اور مرو کی طرف چلا گیا اور اس کے ساتھ اس کے ایک ہزار فوجی افسر، ایک ہزار طبل تھے، پس اس نے بیزک طرخان سے خط و کتابت کی تو اس نے اس پر ڈنڈے سے حملہ کیا تو وہ شکست کھا کر چلا گیا حتیٰ کہ ایک چکی پیسنے والے کے گھر میں داخل ہو گیا اور انہوں نے اُسے مل کر چکی پیسنے والے کے گھر میں قتل کر دیا اور اس کے فوجی افسر بلخ کو چلے گئے اور اس کے طبل تیزی سے ہرات کو چلے گئے اور اس کے سرکش، مرو کی طرف چلے گئے اور ایرانیوں کی فوجیں منتشر ہوگئیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کی حکومت کو ختم کر دیا اور ان کی جمعیت کو پریشان کر دیا اور حضرت سعد کوفہ کی طرف واپس آگئے اور اس کی مسجد کی اور اس کے قصر امارت کی حدبندی کی اور اشعث نے کندہ کے مقبرہ کی حدبندی کی اور کندہ نے اس کے اردگرد حدبندی کی اور یزید بن عبداللہ نے صحرا کی جانب حدبندی کی اور بجلہ نے اس کے اردگرد حدبندی کی۔

اور حضرت عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے کوفہ کے مضافات میں مشورہ کیا اور ایک نے ان میں سے آپ سے کہا انہیں ہمارے درمیان تقسیم کر دیجیے، آپ نے حضرت علیؓ سے مشورہ کیا آپ نے کہا اگر آپ نے آج اسے تقسیم کر دیا تو ہمارے بعد آنے والوں کے لیے کچھ نہیں رہے گا لیکن آپ اسے ان کے ہاتھوں میں رہنے دیں اور وہ وہاں کام کریں اور وہ ہمارے لیے اور ہمارے بعد والوں کے لیے ہوں گے، حضرت عمرؓ نے کہا اللہ آپ کا بھلا کرے یہ صحیح رائے ہے، اور آپ نے عثمان بن حنیف اور حذیفہ بن الیمان کو بھیجا اور ان دونوں نے مضافات کی پیمائش کی، اور آپ نے ان دونوں کو حکم دیا کہ کسی پر اس کی طاقت سے

زیادہ بوجھ نہ ڈالیں، اور انھوں نے مضافات کا خراج ۸۰ لاکھ درہم جمع کیا اور آپ نے عثمان بن حنیف کو روزانہ پانچ درہم اور آٹے کا ایک تھیلا رسد دی اور اُسے حکم دیا کہ وہ ٹیلوں اور جھنگیوں اور پانی کے گھاٹوں اور جن جگہوں پر پانی نہیں پہنچ سکتا ان کی پیمائش نہ کرے اور یہ کہ وہ مضافات کی ہاتھ سے پیمائش کرے اور وہ ایک ہاتھ اور ایک مٹھی ہوتا ہے اور آپ نے اپنے انگوٹھے کو مٹھی سے تھوڑا سا اُوپر کھڑا کیا پس عثمان نے جبل حلوان کے سوا ارضِ عرب تک تمام چیزوں کی پیمائش کی اور وہ فرات کے نشیب تک ہے اور آپ نے حضرت عمرؓ کو لکھا، میں نے ہر چیز کو جو آباد ہے اور اس تک پانی پہنچا ہے اور جو غیر آباد ہے اور اس تک پانی پہنچا ہے دیکھا ہے اس کے مالک نے اس پر محنت کی ہے یا نہیں کی.... .... [1] ایک درہم اور قفیز[2] مقرر کیا ہے اور انگوروں پر دس درہم اور کھجوروں پر پانچ درہم مقرر کیے ہیں۔

اور آپ نے مال دار شخص پر ۴۸ درہم اور اس سے کمتر پر ۲۴ درہم اور جس کے پاس کچھ نہ ہو اس پر ۱۲ درہم مقرر کیے اور کہا کہ مہینے میں ایک درہم آدمی کو محتاج نہیں کرتا پس مضافات کے پہلے سال کا خراج ۸۰ لاکھ درہم لایا گیا اور اگلے سال ایک کروڑ بیس لاکھ درہم لایا گیا۔

اور نمبر دار صاحبان، انگوروں کے بارے میں بات کرنے کے لیے عثمان بن حنیف کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ شہر کے نزدیک انگور ایک درہم میں فروخت ہوتے ہیں، آپ نے حضرت عمرؓ کو یہ بات لکھ بھیجی تو حضرت عمرؓ نے آپ کو لکھا کہ آپ اس سے کچھ ٹیکس اٹھا لیں اور اس پر دو جگہوں کے اندازے

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔
[2] قفیز، ایک پیمانے کا نام ہے۔

کے مطابق مقرر کر دیں اور حضرت عمرؓ ہر فن کے لوگوں سے ان کے فن کی واجبی قیمت کا ٹیکس لیتے تھے اور حضرت عمرؓ نے حضرت ابو موسیٰ کو لکھا کہ آپ بھی بصرہ کی زمین پر وہی ٹیکس مقرر کریں جو عثمان بن حنیف نے کوفہ کی زمین پر مقرر کیا ہے اور آپ نے عثمان بن حنیف کو لکھا کہ آپ اہل مدینہ کے عطیات ان کے پاس لائیں وہ آپ کے شریک ہیں پس آپ بیس کروڑ سے تیس کروڑ کے درمیان درمیان عطیات لے جایا کرتے تھے۔

اور حضرت عمرؓ نے رجسٹر بنائے اور ۲۰ھ میں عطیات مقرر کیے اور آپ نے فرمایا، اموال بہت ہو گئے ہیں، آپ کو مشورہ دیا گیا کہ آپ رجسٹر بنائیں، سو آپ نے حضرت عقیل بن ابی طالب، حضرت مخرمہ بن نوفل اور حضرت جبیر بن مطعم بن نوفل بن عبد مناف کو بلایا اور فرمایا، لوگوں کو ان کے مراتب کے مطابق لکھو اور بنی عبد مناف سے شروع کرو، پس سب سے پہلے آپ نے حضرت علی بن ابی طالب کو پانچ ہزاریوں میں اور حضرت حسن بن علی کو تین ہزاریوں میں اور حضرت حسین بن علی کو تین ہزاریوں میں لکھا اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے حضرت عباس بن عبد المطلب کو سب سے پہلے تین ہزاریوں میں لکھا اور قریش میں سے جو لوگ بدر میں شامل ہوئے تھے ان سب کو اور انصار میں سے بدر میں شامل ہونے والوں کو چار ہزاریوں میں لکھا اور اہل مکہ کے قریش کے بڑے آدمیوں مثلاً حضرت ابو سفیان بن حرب اور حضرت معاویہ بن ابی سفیان کو پانچ ہزاریوں میں لکھا۔ پھر بدر میں شامل نہ ہونے والے قریشیوں کو ان کے مراتب کے مطابق لکھا اور امہات المومنین کو چھ ہزار دیے اور حضرت عائشہؓ اور حضرت ام حبیبہؓ اور حضرت حفصہؓ کو بارہ ہزاریوں میں لکھا اور حضرت صفیہؓ اور حضرت جویریہ کو پانچ پانچ ہزار دیا[1] اور اپنے آپ کو چار ہزاریوں میں لکھا اور

---

[1] مؤرخ کا یہ بیان تضادات کا ایک عجیب ملغوبہ ہے، لکھتا ہے کہ حضرت ع

اپنے بیٹے عبداللہ بن عمرؓ کو پانچ ہزاریوں میں لکھا اور اہل مکہ کے جن لوگوں نے ہجرت نہیں کی تھی انہیں چھ سو اور سات سو والوں میں لکھا اور اہل یمن کے لیے چار سو اور مضر کے لیے تین سو اور ربیعہ کے لیے دو سو درہم مقرر کیے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

نے حکم دیا کہ لوگوں کے نام ان کے مراتب کے مطابق لکھو سو سب سے پہلے حضرت علیؓ کا نام لکھا گیا اور ان کا عطیہ پانچ ہزار مقرر ہوا اور حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کا تین تین ہزار مقرر ہوا۔ پھر لکھتا ہے، بدر میں شامل ہونے والوں کا عطیہ آپ نے چار ہزار مقرر کیا اور قریش کے بڑے آدمیوں مثلاً حضرت ابوسفیان اور حضرت معاویہ کا پانچ پانچ ہزار مقرر کیا، مورخ کا یہ بیان تاریخی حقائق اور اس کے نظریہ کے تصادم سے پیدا ہوا ہے جب سب سے عالی مرتبہ شخص جو حضورؐ کا عمزاد اور داماد بھی ہے، کو آپ پانچہزار دیتے ہیں اور اہل بدر کو چار ہزار دیتے ہیں تو حضرت ابوسفیان اور حضرت معاویہ کو پانچہزار کیسے دے سکتے ہیں جو معرکہ بدر میں مسلمان بھی نہ تھے بلکہ مخالف فوج میں شامل تھے اصل میں مؤرخ یہ بتانا چاہتا ہے کہ حضرت عمرؓ نعوذ باللہ نا انصاف تھے پھر لکھتا ہے آپ نے امہات المومنین کو چھ چھ ہزار دیا اور ساتھ ہی لکھتا ہے حضرت عائشہؓ، حضرت ام حبیبہؓ اور حضرت جویریہؓ اور حضرت صفیہؓ کو پانچ پانچ ہزار دیا، اگر آپ نے امہات المومنین کو چھ چھ ہزار دیا ہے تو حضرت عائشہؓ حضرت ام حبیبہؓ اور حضرت حفصہؓ کو بارہ بارہ ہزار اور حضرت جویریہ اور حضرت صفیہؓ کو پانچ پانچ ہزار کیسے دے سکتے ہیں۔ مؤرخ کا مقصد آپ کی جنبہ داری ثابت کرنا ہے مگر اس کا اپنا قول ہی اس کی تضاد بیانی کا شاہکار ہے۔

(مترجم)

اور سب سے پہلا مال جس کا عطیہ آپ نے دیا وہ حضرت ابو ہریرہؓ بحرین سے لائے تھے اور وہ سات لاکھ درہم تھے آپ نے فرمایا لوگوں کو ان کے مراتب کے مطابق لکھو، اور انہوں نے بنی عبد مناف کو لکھا پھر ان کے بعد حضرت ابو بکرؓ اور آپ کی قوم کو لکھا پھر ان کے بعد حضرت عمر بن الخطاب اور آپ کی قوم کے ان لوگوں کو لکھا جو خلافت پر قائم تھے پس جب حضرت عمرؓ نے دیکھا تو فرمایا قسم بخدا میں چاہتا ہوں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں قرابت حاصل ہوتی لیکن تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع کرو پھر جو آپ کے قریب ترہیں انہیں لکھو حتیٰ کہ عمرؓ کو اس جگہ رکھو جہاں اللہ نے اُسے رکھا ہے اور آپ نے مہاجر عورتوں وغیرہ کے لیے ان کی فضیلت کے مطابق مقرر کیا اور ان کا مقررہ کردہ عطیہ دو ہزار، پندرہ سو اور ایک ہزار تھا اور آپ نے حضرت اسماء بنت عمیس، حضرت ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط اور حضرت عثمان بن مظعون کی بیوی حضرت خولہ بنت حکیم الارقص کے لیے دو ہزار اور اُم معبد کے لیے پندرہ سو مقرر کیا اور اعاجم کے اشراف اور بادشاہ کی نہر کے فوجی افسر فیروز بن یزدگرد، اور نخیر خان اور الفلوجہ کے فوجی افسر بھبجوی کے دونوں بیٹوں خالد اور جمیل اور ہرمزان اور بابل کے فوجی افسر بسطام بن نرسی اور جفینۃ العبادی کے لیے دو دو ہزار مقرر کیا اور فرمایا یہ اشراف ہیں، میں چاہتا ہوں کہ ان کے ذریعے دوسروں سے دوستی کروں۔

اور حضرت عمرؓ نے اپنے آخری سالوں میں فرمایا میں نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دے کر لوگوں سے دوستی کی ہے اور اگر میں اس سال زندہ رہا تو لوگوں کے درمیان مساوات کر دوں گا اور میں نے احمر کو اسود پر اور عربی کو عجمی پر فضیلت نہیں دی اور میں نے ایسے ہی کیا ہے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکرؓ نے کیا ہے۔

اور اس سال آپ نے شہروں کو شہر بنایا اور فرمایا: مدینہ شہر ہے اور

شام بھی شہر ہے اور الجزیرہ بھی شہر ہے اور کوفہ بھی شہر ہے اور بصرہ بھی شہر ہے ...... اور آپ نے فوجوں کو بھرتی کیا اور فلسطین کو شہر بنایا اور الجزیرہ کو شہر بنایا اور موصل کو شہر بنایا اور قنسرین کو شہر بنایا۔

اور اس سال حضرت عمرو بن العاص نے اسکندریہ اور بقیہ مضافاتِ مصر کو فتح کیا اور وہاں سے دس کروڑ دینار خراج اکٹھا کیا، ہر راس سے ایک دینار، اور ان کے غلوں کا خراج ہر سو اردب سے دو اردب تھا اور آپ نے ہرقل کے ساتھیوں کو نکال دیا اور رومیوں کا بادشاہ ہرقل مر گیا اور اس امر نے ان کی کمزوری میں اضافہ کر دیا۔

اور جب حضرت عمرو بن العاص نے اسکندریہ کو فتح کیا تو آپ نے معاویہ بن خدیج الکندی کو حضرت عمر بن الخطاب کے پاس بھیجا، معاویہ نے آپ سے کہا مجھے لکھ دو آپ نے کہا میں تیری موجودگی میں لکھ کر کیا کروں گا؟ جو کچھ تو نے دیکھا ہے اس کی آپ کو خبر دے دو اور پیامبری کر دو، پس جب وہ حضرت عمرؓ کے پاس آیا اور آپ کو واقعہ کی اطلاع دی تو آپ سجدہ میں گر پڑے اور حضرت عمرؓ نے حضرت عمرو بن العاص کو لکھا کہ وہ سمندر کے راستے کھانا مدینہ کی طرف بھیجیں جو عام مسلمانوں کو کفایت کرے حتیٰ کہ وہ اسے الجار کے ساحل پر لے جائیں پس آپ نے قلزم کی طرف کھانا بھیجا پھر سمندر میں بیس کشتیوں پر لادا ہر کشتی میں کم و بیش تین ہزار اردب کھانا تھا حتیٰ کہ آپ الجار پہنچ گئے اور حضرت عمرؓ کو ان کے آنے کی خبر ہوئی تو آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر اصحاب کے ساتھ نکلے حتیٰ کہ الجار آ گئے اور آپ نے کشتیوں کو دیکھا پھر آپ نے اس کھانے کو وصول کرنے پر لوگوں کی ڈیوٹی لگائی اور وہاں دو محل بنائے اور ان میں یہ کھانا رکھا پھر آپ نے حضرت زید بن ثابت کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کے مراتب کے مطابق ان کا نام لکھیں اور انہیں حکم دیا کہ وہ ان کے لیے کاغذ کے چیک لکھیں پھر

ان کے نیچے مُہر لگائیں اور آپ چیک بنانے والے اور ان کے نیچے مُہر لگانے والے پہلے شخص ہیں۔

اب بات پھر حضرت سعد بن ابی وقاص کی طرف لوٹتی ہے۔

اور حضرت سعد بن ابی وقاص کوفہ واپس آ گئے اور وہاں قیام کیا اور حد بندیاں کیں اور گھر اور فرودگاہیں بنائیں پھر اہل کوفہ نے حضرت سعد کی شکایت کی کہ وہ اچھی نماز نہیں پڑھاتے۔ حضرت عمرؓ نے آپ کو ان سے علیحدہ کر دیا اور حضرت سعدؓ نے ان پر بد دُعا کی کہ اللہ تعالیٰ انہیں کسی امیر سے راضی نہ کرے اور نہ کسی امیر کو ان سے راضی کرے اور حضرت عمرؓ نے حضرت سعد بن ابی وقاص کی جگہ حضرت عمار بن یاسرؓ کو مقرر کیا .... [1]

پھر اہل کوفہ آپ کے پاس آئے تو آپ نے پوچھا تم نے اپنے امیر عمار بن یاسر کو کیسے پیچھے چھوڑا ہے کہنے لگے وہ کمزور مسلمان ہے، آپ نے اُسے معزول کر دیا اور حضرت جبیر بن مطعم کو بھیجا تو مغیرہ نے آپ کو دھوکا دیا اور ان کی خبر حضرت عمرؓ کے پاس لائے اور آپ سے کہا یا امیر المومنین مجھے امیر مقرر کر دیجیے آپ نے فرمایا تو ایک فاسق شخص ہے، مغیرہ نے کہا میرے فسق کا آپ پر کیا بوجھ ہے؟ میری کفایت اور میری مردانگی آپ کے لیے ہے اور میرے فسق کا وبال مجھ پر ہے تو آپ نے اُسے کوفہ کا امیر بنا دیا اور آپ نے ان سے مغیرہ کے متعلق پوچھا تو وہ کہنے لگے آپ اُسے اور اس کے فسق کو بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اے اہل کوفہ میں نے تم سے کوئی بات نہیں دیکھی، اگر میں تم پر مسلمان متقی کو امیر مقرر کرتا ہوں تو تم کہتے ہو وہ کمزور ہے اور اگر میں تم پر مجرم کو امیر مقرر کرتا ہوں تو تم کہتے ہو وہ فاسق ہے [2]، بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے حضرت سعد بن

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

[2] مؤرخ کا یہ بیان بھی صحابہ دشمنی اور خصوصاً حضرت عمرؓ سے عداوت

وقاص کو واپس کر دیا۔

جب مظہر بن رافع الحارثی قتل ہو گیا تو حضرت عمرؓ نے خیبر کے یہود کو حجاز سے نکال دیا اور فرمایا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جزیرہ عرب میں دو دین اکٹھے نہ ہوں گے اور آپ نے خیبر کو سولہ حصوں میں تقسیم کر دیا۔

اور آپ نے میسرہ بن مرزوق العبسی کو ارضِ روم کی طرف بھیجا اور وہ میسرہ کی فوج پہلی فوج ہے جو اس سال یعنی ۲۰ھ میں روم میں داخل ہوئی اور آپ نے حبیب بن مسلمہ فہری کو جنگ کے لیے روانہ کیا اور آپ کے لیے وقت مقرر کیا اور یہ وقت گزر گیا اور حضرت عمرؓ کے غم میں اضافہ ہو گیا حتیٰ کہ وہ آ گئے، آپ نے ان سے پوچھا میں نے آپ کے لیے جو وقت مقرر کیا تھا اس سے آپ کو کس بات نے مؤخر کیا ہے؟ انہوں نے کہا ایک مسلمان بیمار ہو گیا تھا اور اس کی نگہداشت کرتے رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے جو فیصلہ کرنا تھا کیا، اور حبیب کے بعد حضرت عمرؓ نے بلادِ روم سے جنگ نہیں کی اور حضرت عمرؓ کہا کرتے تھے جب رومیوں کا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

شاہکار ہے۔ آپ ایک شخص کے متعلق جانتے بھی ہیں کہ وہ فاسق ہے اور لوگوں میں بھی وہ فاسق مشہور ہے پھر بھی آپ اُسے لوگوں کا امیر مقرر کر دیتے ہیں گویا آپ فاسقین کے دوست اور ہوا خواہ اور مومنین کے دشمن تھے نعوذ باللہ من ھذہ الخرافات، اہل کوفہ کی حمایت کرنا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان تربیت یافتہ لوگوں سے دشمنی رکھنا جن کے متعلق خدا تعالیٰ نے رضی اللہ عنہم فرمایا ہے۔ یعقوبی ایسے مؤرخ ہی کا کام ہے۔

(مترجم)

ذکر کیا جاتا ہے تو قسم بخدا میں چاہتا ہوں کہ ان کے اور ہمارے درمیان راستہ آگ ہوتا، اس سے ورے جو ہے وہ ہمارے لیے ہوتا اور جو اس سے پرے ہے وہ رومیوں کے لیے ہوتا کیونکہ آپ ان سے جنگ کرنا پسند نہ کرتے تھے اور آپ نے علقمہ بن مجزز المدلجی کو بیس کشتیوں کے ساتھ بھیجا اور وہ سب کے سب مارے گئے تو حضرت عمرؓ نے قسم کھائی کہ وہ کبھی کسی کو سمندر میں سوار نہ کرائیں گے۔

اور اس سال ایسے زلزلے آئے جن کی مثال نہیں دیکھی گئی۔

اور ۲۱ھ میں نہاوند فتح ہوا اور لوگوں کے امیر نعمان بن مقرن المزنی تھے اور رے، قومس، اصبہان اور متعدد شہروں کے عجمی اکٹھے ہوئے حتیٰ کہ وہ نہاوند کی طرف گئے اور کہنے لگے ہم اپنے شہر میں مغلوب ہو گئے ہیں اور ہمیں اپنے اوپر ایک بادشاہ بنانا ہے جسے دوم[1] کہا جاتا تھا اور انہوں نے باہم شدید جنگ کی اور نعمان بن مقرن قتل ہو گئے پھر اللہ تعالیٰ نے اعاجم کو شکست دی اور نہاوند فتح ہو گیا۔

اور نہاوند کی جنگ میں حضرت عمرؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر خطبہ دے رہے تھے، خطبہ کے دوران آپ نے اچانک کہا اے ساریہ پہاڑ کی طرف ہو جاؤ، پہاڑ کی طرف ہو جاؤ اور حضرت ساریہ نہاوند کی جنگ میں تھے اور جب حضرت ساریہ نہاوند سے آئے تو کہنے لگے دشمن نے ہمیں گھیر لیا اور اے امیر المومنین ہم نے آپ کی آواز سنی آپ کہہ رہے تھے ساریہ پہاڑ کی طرف ہو جاؤ، پہاڑ کی طرف ہو جاؤ پس ہم پہاڑ کی طرف سمٹ گئے اور بچ گئے۔

اور حضرت عمرو بن العاص نے برقہ کو فتح کیا اور ان کے ساتھ اس

---

[1] یہ لفظ بغیر نقطوں کے ہے۔

پر تیرہ ہزار دینار پر صلح کی کہ اس سال وہ اپنے بیٹوں میں سے جسے چاہیں اپنے جزیہ میں فروخت کر دیں پھر آپ چل کر طرابلس افریقی میں آئے اور اُسے فتح کیا اور حضرت عمرؓ کو خط لکھا کہ انہیں باقی افریقہ سے بھی جنگ کرنے کی اجازت دیں آپ نے انہیں لکھا کہ وہ جُدا جُدا ہے اور جب تک میں زندہ ہوں کوئی اس سے جنگ نہیں کرے گا اور آپ نے بسر بن ابی ارطاۃ کو بھیجا تو آپ نے اہل ودّان اور اہل فزان سے صلح کر لی اور آپ نے عقبہ بن نافع فہری کو جو العاص بن وائل سہمی کے ماں جائے بھائی تھے ارض النوبہ کی طرف بھیجا اور مسلمانوں نے نوبہ سے شدید جنگ کی اور جب مسلمان بلاد النوبہ سے واپس آئے تو انہوں نے الجیزہ کی حدبندی کی اور حضرت عمرو بن العاص نے حضرت عمرؓ کو یہ بات لکھ بھیجی تو حضرت عمرؓ نے آپ کو لکھا میرے اور اپنے درمیان پانی نہ رکھو اور ایسی جگہ اترو کہ جب میں اپنی سواری پر سوار ہونا چاہوں اور تمہاری طرف آنا چاہوں تو ایسا کر سکوں۔

اور ۲۲ھ میں آذربائیجان فتح ہوا اور لوگوں کے امیر حضرت مغیرہ تھے اور بعض کا قول ہے کہ ہاشم ابن عتبہ بن ابی وقاص تھے اور حضرت ابوموسیٰ اشعری نے ۲۳ھ میں اہواز اور اصطخر کے صوبوں کو فتح کیا اور حضرت عمرؓ نے انہیں لکھا کہ ان پر خراج مقرر کرو جب کہ عراق کے بقیہ علاقے پر کیا گیا ہے تو آپ نے ایسے ہی کیا اور اس سال حضرت عبداللہ بن بدیل بن ورقاء خزاعی نے ہمدان اور اصبہان کو فتح کیا اور قرظہ بن کعب انصاری نے رَی کو فتح کیا اور حضرت عمرؓ نے حضرت خالد بن ولید کو الرھا، حران، رقہ، تل موزن اور آمد کا امیر مقرر کیا اور وہاں آپ نے ایک سال قیام کیا پھر استعفیٰ دے دیا جو منظور ہو گیا اور آپ مدینہ آ گئے اور چند روز وہاں قیام کیا پھر حضرت خالد، مدینہ میں وفات پا گئے۔

اور واقدی نے بیان کیا ہے کہ حضرت خالد بن ولید نے حمص میں وفات

پائی ہے اور آپ نے حضرت عمرؓ کو وصیت کی اور جب آپ کی وفات کی خبر آپ کو ملی تو حضرت حفصہؓ اور آلِ عمرؓ نے آپ کو رُلا دیا اور آپ پر ان کا گریہ زیادہ ہو گیا، حضرت عمرؓ نے کہا ان کو ابوسلیمان پر رونا سزاوار ہے اور آپ نے گھبراہٹ کا اظہار کیا اور حبیب بن مسلمہ فہری کو آرمینیا کی طرف بھیجا پھر اس کی مدد کے لیے سلمان بن ربیعہ کو اس کے پیچھے بھیجا مگر وہ حضرت عمرؓ کے قتل کے بعد اس کے پاس پہنچا۔

اور اس سال حضرت عمرؓ نے ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حج کرنے کی اجازت دی اور خود بھی ان کے ساتھ حج کیا، اور بعض کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کو ہودجوں میں دیکھا ان پر ۲۳ھ میں نیلی چادریں تھیں اور ان کے آگے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور پیچھے حضرت عثمان بن عفان تھے اور یہ دونوں کسی کو ان کے نزدیک نہیں آنے دیتے تھے۔

اور حضرت عمرؓ نے اپنے عمال کی ایک جماعت سے ان کے اموال نصف لیے اور بعض کا بیان ہے کہ ان میں آپ کے عامل کوفہ، حضرت سعد بن ابی وقاص اور عامل مصر حضرت عمرو بن العاص اور عامل بحرین حضرت ابوہریرہ اور عامل میسان حضرت نعمان بن عدی بن حرثان اور عامل مکہ حضرت نافع بن عمرو خزاعی اور عامل یمن، حضرت یعلیٰ بن منبہ بھی شامل تھے، ابوبکرہ نے نصف کرنے سے انکار کر دیا اور کہنے لگا خدا کی قسم اگر یہ مال اللہ کے لیے ہے تو آپ کے لیے جائز نہیں کہ آپ کچھ مال کو لیں اور کچھ کو چھوڑ دیں اور اگر یہ ہمارے لیے ہے تو آپ کے لیے اس کا لینا درست نہیں، حضرت عمرؓ نے اُسے کہا یا تو تُو خیانت نہ کرنے والا مومن ہے اور یا جھوٹا منافق ہے اس نے کہا میں خیانت نہ کرنے والا مومن ہوں اور قریش کے کچھ لوگوں نے حضرت عمرؓ سے جہاد کے لیے جانے کی اجازت طلب کی آپ نے فرمایا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پہلے جہاد کر چکے ہو نیز آپ نے فرمایا میں اس سنگستان کے دہانوں پر

قریش کے گلوں کو پکڑنے والا ہوں، مت باہر جاؤ تو وہ دائیں بائیں لوگوں میں چپکے سے کھسک گئے، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا، میں نے کہا بہت اچھا یا امیرالمومنین، آپ ہمیں جہاد سے کیوں روکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا میرا آپ سے اعراض کرنا اور آپ کو جواب نہ دینا تیرے لیے میرے جواب دینے سے بہتر ہوگا، پھر آپ حضرت ابوبکرؓ کے متعلق بیان کرنے لگے حتیٰ کہ آپ نے فرمایا حضرت ابوبکرؓ کی بیعت بے سوچے سمجھے ہوئی تھی اور اللہ نے اس کے شر سے بچا لیا اور جو دوبارہ ایسا کرے اُسے قتل کر دو۔

اور حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی گئی ہے آپ کا بیان ہے کہ رات کے ابتدائی حصے کے بعد رات کو حضرت عمرؓ بن الخطاب میرے پاس آئے اور کہنے لگے ہمارے ساتھ چلیے ہم مدینہ کے نواح کی حفاظت کریں گے، پس آپ برہنہ پا چلے اور آپ کی گردن میں آپ کا درّہ تھا حتیٰ کہ آپ بقیع الغرقد آگئے اور اپنی پشت کے بل لیٹ گئے اور اپنے پاؤں کے تلوؤں کو اپنے ہاتھ سے ملنے لگے اور بلندی کا قصد کیا میں نے آپ سے پوچھا یا امیرالمومنین آپ کو اس امر کی طرف کونسی بات لائی ہے؟ آپ نے فرمایا اے ابن عباس اللہ کا امر لایا ہے، حضرت ابن عباس نے کہا اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو آپ کے دل کی بات بتا دوں؟ آپ نے فرمایا غوطہ خور نے غوطہ لگایا ہے اور اگر آپ کہیں گے تو اچھی بات ہی کہیں گے حضرت ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ میں نے بعینہٖ اس امر کا اور جس کی طرف آپ گئے تھے اس کا ذکر کیا آپ نے فرمایا آپ نے درست کہا ہے، حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے میں نے آپ سے پوچھا، عبدالرحمٰن بن عوف کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ آپ نے فرمایا کنجوس آدمی ہے اور یہ بات اسراف کے بغیر عطا کرنے والے اور تنگی کے بغیر روکنے والے کے مناسب نہیں، میں نے پوچھا، سعد بن ابی وقاص کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ آپ نے فرمایا کمزور مومن ہے،

ہے، میں نے پوچھا طلحہ بن عبداللہ کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے ؟ آپ نے فرمایا یہ شخص شرف اور مدح کو حاصل کرے گا اور مال عطا کرے گا حتیٰ کہ دوسرے کے مال تک پہنچ جائے گا اور اس میں تکبر پایا جاتا ہے میں نے پوچھا زبیر بن العوام کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے، وہ اسلام کا شہسوار ہے آپ نے فرمایا وہ ایک دن انسان ہوتا ہے اور ایک دن شیطان ہوتا ہے اور عفیف النفس ہے خواہ ترازو پر صبح سے شام تک مشقت کرتا ہے حتیٰ کہ اس سے نماز بھی فوت ہو جائے میں نے پوچھا عثمان بن عفان کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے ؟ آپ نے فرمایا اگر وہ حکمران بن گیا تو وہ ابی معیط اور بنی امیہ کو لوگوں کی گردنوں پر سوار کرا دے گا اور ان کو اللہ کا مال دے گا اور اگر وہ حکمران بنا تو خدا کی قسم الیسا ضرور کرے گا اور اگر اس نے ایسا کیا تو عرب اس کے پاس آکر اس کے گھر میں اُسے قتل کر دیں گے آپ خاموش ہو گئے پھر آپ نے کہا اے ابن عباس اپنی بات کو جاری رکھو کیا تمہارا دوست بھی اس کے لیے جگہ پاتا ہے ؟ میں نے کہا وہ اپنے فضل وسابقت اور قرابت وعلم کے باوجود کیسے دور ہو سکتا ہے ؟ آپ نے فرمایا خدا کی قسم آپ نے جیسے بیان کیا ہے وہ ویسا ہی ہے اور اگر وہ ان کا حکمران بنا تو ان کو راستے پر ڈال دے گا، اور واضح راستے کو اختیار کرے گا مگر اس میں کچھ عادتیں پائی جاتی ہیں، مجلس میں دل لگی کرنا، اپنی رائے کو ترجیح دینا نوعمری کے ساتھ ساتھ لوگوں کو رُلانا، میں نے کہا، یا امیرالمومنین کیا آپ نے جنگ خندق میں بھی اس کو نوعمر سمجھا تھا جب عمرو بن عبد ودّ باہر نکلا تھا اور بہادر اس کے مقابلے سے رُک گئے تھے اور اشیاخ اس سے پیچھے رہ گئے تھے اور بدر کی جنگ میں بھی جب وہ بہادروں کو تراش دیتا تھا اور تم اس سے سابق فی الاسلام نہیں ہو جب کہ السعب[1] اور قریش اُسے تمہارے برابر قرار دیتے

---

[1] یہ لفظ اصل کتاب میں نقطوں کے بغیر ہی ہے۔

آپ نے فرمایا اے ابن عباس دُور ہو جا، کیا تو میرے ساتھ وہ سلوک کرنا چاہتا ہے جو تیرے باپ اور علیؓ نے اس روز ابوبکرؓ سے کیا تھا جب وہ اس کے پاس آئے تھے؟ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں نے آپ کو ناراض کرنا پسند نہ کیا اور میں خاموش ہو گیا آپ نے فرمایا اے ابن عباسؓ قسم بخدا آپ کا عمزاد علی سب لوگوں سے بڑھ کر اس کا حق دار ہے لیکن قریش اس کو برداشت نہیں کریں گے اور اگر وہ ان کا حکمران بن گیا تو وہ انہیں حق کی تلخی کے ساتھ پکڑے گا اور وہ اس کے ہاں رخصت نہ پائیں گے اور اگر اس نے ایسا کیا تو وہ اس کی بیعت سے نکل جائیں گے پھر باہم جنگ کریں گے۔

اور حضرت عمرؓ نے اپنی امارت کے۔ پہلے سال یعنی ۱۳ھ کے سوا تمام سالوں میں حج کیا اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے لوگوں کو حج کروایا اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت عثمان بن عفان آپ پر حادی تھے۔

اور بعض نے بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ آپ کی پولیس کے افسر تھے اور آپ کا غلام یرفأ آپ کا حاجب تھا اور حضرت عمرؓ کو ۲۶ ذوالحجہ ۲۳ھ کو بدھ کے روز ضرب لگائی گئی اور عجمیوں کے مہینوں میں سے یہ اکتوبر کا مہینہ تھا اور آپ کو ابولؤلؤ نے جو حضرت مغیرہ بن شعبہ کا غلام تھا، ضرب لگائی تھی اس نے آپ کو زہر آلود خنجر مارا اور اس وقت حضرت عمرؓ کی عمر ۶۳ سال تھی اور بعض ۵۴ سال بیان کرتے ہیں اور آپ کی خلافت دس سال آٹھ ماہ تھی اور جب حضرت عمرؓ کو خنجر مارا گیا تو آپ نے اپنے بیٹے سے فرمایا میں نے مسلمانوں کے بیت المال سے ۸۰ ہزار قرض لیا ہے اُسے میرے بیٹوں کے مال سے واپس کیا جائے اور اگر ان کا مال وفا نہ کرے تو آلِ خطاب کے مال سے پورا کیا جائے اور اگر وہ مال بھی وفا نہ کرے تو بنی عدی کے مال سے پورا کیا جائے بصورتِ دیگر عام قریش کے مال

سے پورا کیا جائے اور ان سے تجاوز نہ کیا جائے۔

اور جب آپ کی وفات کا وقت نزدیک آیا تو لوگ آپ کے پاس آئے آپ نے فرمایا میں نے شہر بنا دیے ہیں اور رجسٹر بنا دیے ہیں اور عطیات جاری کر دیے ہیں اور میں نے بر و بحر میں جنگ کی ہے پس اگر میں مرجاؤں تو تم پر میرا اقائم مقام اللہ ہے اور تم عنقریب اپنی راستے دیکھ لوگے۔ میں نے تم کو واضح راہ پر چھوڑ دیا ہے میں صرف تمہارے بارے میں دو آدمیوں میں سے ایک کے بارے میں خائف ہوں، ایک وہ شخص جو اپنے آپ کو اپنے ساتھی سے حکومت کا زیادہ حق دار سمجھتا ہے اور اس پر اس سے جنگ کرتا ہے...... [1]

اور میں نے کتاب اللہ میں پڑھا ہے الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموھما البتۃ من اللہ واللہ علیم حکیم۔

ترجمہ: جب بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت زنا کاری کریں تو البتہ ان کو رجم کرو۔ یہ اللہ کی طرف سے سزا ہے اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

پس اور رجم سے باز نہ آؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی رجم کیا ہے اور ہم نے بھی کیا ہے اور اگر لوگ یہ نہ کہیں کہ عمرؓ نے کتاب اللہ میں اضافہ کر دیا ہے تو میں اسے اپنے ہاتھ سے لکھ دیتا، میں نے اسے کتاب اللہ میں پڑھا ہے [2]

اور آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چھ اصحاب کے درمیان شوریٰ کا معاملہ رکھ دیا اور وہ حضرت علیؓ بن ابی طالب، حضرت عثمان

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

[2] ہمارے نزدیک یہ روایت قرآن میں تحریف ثابت کرنے کے لیے وضع کی گئی ہے (مترجم)

بن عفان، حضرت عبدالرحمٰن رضؓ بن عوف، حضرت زبیر رضؓ بن العوام، حضرت طلحہ رضؓ بن عبداللہ اور حضرت سعد رضؓ بن ابی وقاص تھے اور آپ نے فرمایا میں نے حضرت سعید بن زید کو اپنی قرابت داری کی وجہ سے نکال دیا ہے اور آپ سے آپ کے بیٹے حضرت عبداللہؓ بن عمر رضؓ کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا، آلِ خطاب کے لیے وہی کافی ہے جو اس نے اس سے برداشت کر لیا ہے، عبداللہ تو اپنی بیوی کو اچھی طرح طلاق بھی نہیں دے سکتا اور آپ نے حضرت صہیب کو لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا حتیٰ کہ وہ چھ آدمیوں میں سے ایک پر رضامند ہو جائیں اور آپ نے حضرت ابوطلحہ زید بن سہل انصاری کو مقرر کیا اور فرمایا کہ اگر چار راضی ہوں اور دو مخالف ہوں تو دونوں کو قتل کر دینا اور اگر تین راضی ہوں اور تین مخالف ہوں تو ان تین کو قتل کر دینا جن میں عبدالرحمٰن بن عوف شامل نہ ہو، اور اگر تین دنوں سے زیادہ عرصہ گزر جائے اور وہ باہم کسی پر رضامند نہ ہوں تو سب کو قتل کر دینا۔

اور شوریٰ ۲۳ھ کے ذوالحجہ کے بقیہ دنوں میں ہوئی اور حضرت صہیب لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے اور آپ ہی نے حضرت عمر رضؓ کا جنازہ پڑھایا اور حضرت ابوطلحہ رضؓ ان کی طرف اپنا سر داخل کرتے اور کہتے جلدی کرو جلدی کرو، وقت قریب آ گیا ہے اور مدت ختم ہو گئی ہے۔

اور حضرت عمر رضؓ کو حضرت ابوبکر رضؓ کے پہلو میں دفن کیا گیا اور آپ نے چھ بیٹے اپنے پیچھے چھوڑے، عبداللہ، عبیداللہ، عبدالرحمٰن، عاصم، زید اور ابوعبداللہ، اور آپ کے بیٹے عبیداللہ نے حملہ کر کے ابولؤلؤ اور اس کی بیٹی اور اس کی بیوی کو قتل کر دیا اور ہرمزان پر بے خبری میں حملہ کر کے اُسے قتل کر دیا اور عبیداللہ بیان کیا کرتے تھے کہ آپ نے اس کا پیچھا کیا اور جب ہرمزان نے تلوار کو دیکھا تو کہا میں گواہی دیتا ہوں

کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔
اور بعض نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے وصیت کی کہ عبید اللہ سے ہرمزان کا قصاص لیا جائے اور حضرت عثمانؓ نے اس کا ارادہ بھی کیا، اور یہ آپ کے خلیفہ بننے سے قبل کا واقعہ ہے، آپ نے لوگوں کے درمیان سے عبید اللہ پر حملہ کر دیا حتیٰ کہ اس کے بال پکڑ اُسے گھسیٹا اور کہا اے دشمن خدا تو نے ایک مسلمان اور اس کی بچی اور بیوی کو جس کا کوئی گناہ نہیں قتل کر دیا ہے، اگر میں تجھے قتل نہ کروں تو اللہ مجھ سے لعنت کرے اور جب آپ خلیفہ بنے تو آپ نے اسے حضرت عمرو بن العاص کی طرف لوٹا دیا۔
اور بعض نے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت حفصہؓ کو معاف کرے اس نے عبید اللہ کو ان کے قتل پر جرأت دلائی تھی[1]

حضرت عمر بن الخطابؓ کا حلیہ

حضرت عمرؓ دراز قد، سر کے اگلے حصے کے بال اُڑے ہوئے، شدید گندم گوں، دونوں ہاتھ کام کرنے والے تھے اور اپنی داڑھی کو زرد رنگ دیتے تھے اور بعض کا قول ہے کہ حناء اور خضاب سے رنگتے تھے۔

آپ کے زمانے کے فقہاء جن سے علم حاصل کیا جاتا تھا

حضرت علیؓ بن ابی طالب،

---

[1] یہ ام المومنین حضرت حفصہؓ پر الزام ہے، حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کرنے والے راوی کا نام کیوں نہیں لیا جاتا۔
سے کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے (مترجم)

ضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ،
ضرت زید بن ثابت، حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ، حضرت ابو الدرداءؓ،
ضرت ابو سعید خدریؓ، اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ۔

فات کے وقت حضرت عمرؓ کے عمال

کوفہ پر حضرت سعدؓ بن ابی وقاص اور
بعض کا قول ہے کہ حضرت مغیرہؓ تھے، بصرہ پر حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ، حمص
پر حضرت عمیرؓ بن سعد انصاری، شام کے کچھ علاقے پر حضرت معاویہؓ بن
ابی سفیان، مصر پر حضرت عمروؓ بن العاص، یمن کے کچھ علاقے پر حضرت
یاد بن لبید البیاضی، عمان پر حضرت ابو ہریرہؓ، مکہ پر حضرت نافع بن الحارث
صنعاء پر حضرت یعلیٰ بن منبہ، بحرین پر حضرت الحارث بن ابی العاص ثقفی
ور الجند پر حضرت عبداللہ بن ابی ربیعہ،

حضرت عثمانؓ بن عفان کا دورِ خلافت

پھر حضرت عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس خلیفہ بنے اور آپ کی ماں اروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس تھی اور جب حضرت عمرؓ فوت ہو گئے اور لوگ شوریٰ کے لیے جمع ہوئے تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف الزہری نے ان سے پوچھا کہ وہ ان سے اپنے آپ کو اس شرط پر نکال لیتے ہیں کہ وہ اپنے میں سے ایک شخص کو منتخب کر لیں تو انھوں نے ایسے ہی کیا آپ نے تین دن قیام کیا اور حضرت علی بن ابی طالبؓ سے خلوت میں ملے اور کہا ہمارے لیے اللہ کو لازم پکڑو اگر آپ کو یہ امر (خلافت) سپرد کر دیا جائے تو آپ ہم میں کتاب اللہ اور اس کے نبی کی سنت اور سیرت ابوبکرؓ و عمرؓ پر چلیں گے، آپ نے کہا، میں تم میں حتی المقدور کتاب اللہ اور اس کے نبی کی سنت کے مطابق چلوں گا، پھر آپ حضرت عثمانؓ سے خلوت میں ملے اور ان سے کہا ہمارے لیے اللہ کو لازم پکڑو، اگر آپ کو یہ امر (خلافت) سپرد کر دیا جائے تو آپ ہم میں کتاب اللہ اور اس کے نبی کی سنت اور سیرت ابوبکر و عمرؓ کے مطابق چلیں گے آپ نے کہا، میں تمہارے لیے تم میں کتاب اللہ اور اس کے نبی کی سنت اور سیرت ابوبکرؓ و عمرؓ کے مطابق چلوں گا پھر آپ خلوت میں حضرت علیؓ سے ملے اور اپنی پہلی بات کی مانند بات کہی اور انھوں نے آپ کو اپنے پہلے جواب کی مانند جواب دیا پھر آپ خلوت میں حضرت علیؓ

سے ملے اور اپنی پہلی بات کی مانند بات کہی، آپ نے جواب دیا کہ اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت کے ساتھ وہ کسی کی نوکری کے محتاج نہیں آپ اس امر (خلافت) کو مجھ سے روکنے کے لیے کوشاں ہیں، پھر آپ حضرت عثمانؓ سے خلوت میں ملے اور اپنی بات دہرائی تو آپ نے انہیں وہی جواب دیا اور آپ نے ان کے ہاتھ پر ہاتھ مارا۔

اور حضرت عثمان باہر نکلے اور لوگ آپ کو مبارکباد دینے لگے اور یکم محرم ۲۴ھ سوموار کا دن تھا اور عجمی مہینوں میں سے نومبر کا مہینہ تھا اور اس روز آفتاب، عقرب میں تیرہ درجے تھا اور زحل، حمل میں اکیس درجے اور تیس منٹ راجع تھا اور مشتری، جدی میں چار درجے اور چالیس منٹ تھا اور مریخ، میزان میں پچاس منٹ تھا اور زہرہ، عقرب میں گیارہ درجے راجع تھا اور راس، ثور میں چوبیس درجے تھا۔

حضرت عثمانؓ منبر پر چڑھے اور اس جگہ بیٹھے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھا کرتے تھے اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اس جگہ پر نہ بیٹھے تھے حضرت ابوبکرؓ اس سے ایک سیڑھی نیچے بیٹھے اور حضرت عمرؓ، حضرت ابوبکرؓ سے ایک سیڑھی نیچے بیٹھے اور لوگوں نے اس بارے میں باتیں کیں اور بعض نے کہا آج شر پیدا ہوا ہے، اور حضرت عثمانؓ بڑے حیادار آدمی تھے وہ کھڑے ہوئے اور کچھ دیر بول نہ سکے پھر کہنے لگے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اس مقام کے لیے تقریر تیار کیا کرتے تھے اور تم برمحل تقریریں کرنے والے امام کی نسبت امام عادل کے زیادہ محتاج ہو اور اگر تم زندہ رہے تو تمہارے پاس عنقریب تقریر بھی آجائے گی پھر آپ منبر سے اتر آئے۔

اور بعض نے روایت کی ہے کہ جس شب کے دن کو حضرت عثمانؓ کی بیعت ہوئی، اس کی نماز عشاء کے لیے آپ باہر نکلے تو آپ کے آگے شمع تھی، آپ کو حضرت مقداد بن عمرو ملے تو کہنے لگے یہ کیا بدعت ہے؟ اور کچھ

لوگ حضرت علیؓ بن ابی طالب کے ساتھ رغبت کرنے لگے اور انہوں نے حضرت عثمان کے بارے میں برداشت سے زیادہ تکلیف دہ باتیں کیں اور ایک شخص نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں داخل ہوا تو میں نے ایک شخص کو گھٹنوں کے بل بیٹھے دیکھا جو یوں افسوس کر رہا تھا گویا دنیا اس کے لیے تھی اور وہ اس سے چھن گئی ہے اور وہ کہہ رہا تھا قریش پر اور ان کے اس امر کو اپنے نبی کے اہلبیت سے ہٹانے پر تعجب ہے اور ان میں اول المومنین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمزاد اور اللہ کے دین کے سب لوگوں سے زیادہ عالم اور فقیہ اور اسلام کے بڑے کام آنے والے اور راستے کے بہت جاننے والے اور صراط مستقیم کی طرف زیادہ راہ پانے والے بھی موجود تھے خدا کی قسم انھوں نے اسے ہدایت دینے والے ہدایت پانے والے پاکیزہ اور صاف شخص سے روک دیا ہے اور انہوں نے امت کی اصلاح اور مذہب کی درستگی کا ارادہ نہیں کیا بلکہ انہوں نے دنیا کو آخرت پر ترجیح دی ہے پس ظالم قوم کے لیے ہلاکت ہو، میں اس کے قریب ہوا اور میں نے پوچھا اللہ آپ پر رحم کرے آپ کون ہیں اور یہ شخص کون ہے؟ اس نے کہا میں مقداد بن عمرو ہوں اور یہ شخص علیؓ بن ابی طالب ہے، میں نے کہا کیا آپ امر (خلافت) کو نہیں سنبھالیں گے کہ میں اس میں آپ کی مدد کروں؟ آپ نے کہا اے میرے بھتیجے اس امر میں ایک یا دو آدمیوں سے کام نہیں چلتا پھر میں باہر نکل گیا اور حضرت ابوذرؓ سے ملا اور میں نے آپ سے اس کا ذکر کیا آپ نے فرمایا میرے بھائی مقداد نے درست کہا ہے پھر میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس آیا اور اس بات کا ذکر آپ سے کیا آپ نے فرمایا ہمیں اطلاع مل گئی ہے اور ہم نے کوتاہی نہیں کی[1]

---

[1] یہ سارا افسانہ بھی صحابہ کو راہِ حق سے برگشتہ ثابت کرنے کے لیے بنایا گیا ہے خدا تعالیٰ ان کو رضی اللہ عنہم کہے اور یہ صاحب ان کو ظالم اور دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے والے بیان کرتے ہیں (مترجم)

اور لوگوں نے ہرمزان کے خون اور حضرت عثمانؓ کے عبید اللہ بن عمرؓ کو پکڑنے کے متعلق بہت باتیں کیں پس حضرت عثمانؓ منبر پر چڑھے اور لوگوں سے خطاب کیا پھر فرمایا آگاہ رہو میں ہرمزان کے خون کا ولی ہوں اور میں نے اُسے اللہ کے لیے اور حضرت عمرؓ کے لیے بخش دیا ہے اور میں نے اُسے حضرت عمرؓ کے خون کے لیے چھوڑ دیا ہے، حضرت مقداد بن عمرو نے اُٹھ کر کہا، ہرمزان، اللہ اور اس کے رسول کا غلام ہے اور آپ کو یہ اختیار نہیں کہ جو چیز اللہ اور اس کے رسول کی ہو اُسے بخش دیں۔

آپ نے فرمایا ہم دیکھتے ہیں تم بھی دیکھتے ہو، پھر حضرت عثمانؓ نے عبید اللہ بن عمر کو کوفہ کی طرف بھجوا دیا اور اُسے ایک گھر میں اتارا اور وہ جگہ اسی کی طرف منسوب ہوگئی۔ کویفۃ ابن عمر، اور ایک شاعر نے کہا ؎

اے ابو عمرو! عبید اللہ گروی ہے پس تو ہرمزان کے قتل سے شک میں نہ پڑ۔

اور حضرت مغیرہ بن شعبہ نے ہمذان کو فتح کیا اور حضرت عثمانؓ کو خط لکھا کہ وہ رَی میں داخل ہوگیا ہے اور اس نے مسلمانوں کو وہاں اتار دیا ہے اور رَی حضرت عمرؓ کی زندگی میں فتح ہو چکا تھا اور بعض کا قول ہے کہ فتح نہیں ہوا تھا بلکہ اس کا محاصرہ ہوا تھا اور وہ ۲۴ھ میں فتح ہوا۔

اور حضرت عثمانؓ نے الحکم بن ابی العاص کو اپنے پاس آنے کے لیے خط لکھا اور وہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دھتکارا ہوا تھا جب حضرت ابوبکرؓ خلیفہ بنے تو حضرت عثمانؓ اور بنی اُمیہ کے کچھ لوگ حضرت ابوبکرؓ کے پاس گئے اور آپ سے الحکم کے بارے میں پوچھا مگر آپ نے اُسے اجازت نہ دی اور جب حضرت عمرؓ خلیفہ بنے تو انھوں نے ایسے ہی کیا مگر آپ نے بھی اُسے اجازت نہ دی اور لوگوں نے اس کے لیے آپ کے اجازت مانگنے کو بُرا خیال کیا اور ایک شخص نے کہا، جس روز الحکم بن ابی

العاص مدینہ آیا میں نے اس پر بوسیدہ چادر دیکھی اور وہ ایک بکرے کو ہانک رہا تھا حتیٰ کہ وہ حضرت عثمانؓ کے گھر میں داخل ہو گیا اور لوگ اس کی اور اس کے ساتھیوں کی بدحالی کو دیکھ رہے تھے پھر وہ باہر نکلا تو وہ ریشمی جبہ اور طیلسان (سبز چادر) زیب تن کیے ہوئے تھا[1]

اور ۳۵ھ میں اسکندریہ نے بغاوت کر دی اور حضرت عمرو بن العاص نے ان سے جنگ کی حتیٰ کہ اسے فتح کر لیا اور بچوں کو قیدی بنا لیا اور انہیں مدینہ بھجوا دیا اور حضرت عثمانؓ نے ان کو ان کی پہلی امان کی طرف لوٹا دیا اور حضرت عمرو بن العاص کو معزول کر دیا اور حضرت عبداللہ بن ابی سرح کو مقرر کر دیا اور یہی بات حضرت عثمانؓ اور حضرت عمرو بن العاص کے درمیان عداوت کا

---

[1] مؤرخ نے یہ واقعہ اس لیے درج کیا ہے تاکہ یہ اثر دے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خلیفہ بنتے وقت جو وعدہ کیا تھا کہ میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیرت ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہم) کے مطابق چلوں گا اس کی آپ نے خلاف ورزی کی ہے، اس لیے کہ نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں الحکم کو مدینہ آنے دیا اور نہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ نے حضرت عثمانؓ نے اُسے مدینہ بلوا کر اس عہد کی خلاف ورزی کی ہے۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ نے آخری وقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے الحکم کی واپسی کے متعلق اجازت لے لی تھی پھر حضورؐ جلد وفات پا گئے آپ نے یہ معاملہ حضرت ابوبکرؓ کے سامنے رکھا تو انہوں نے گواہی طلب کی، حضرت عمرؓ نے بھی اپنے دورِ خلافت میں ایسے ہی کیا، گواہی فراہم نہ ہونے کی بنا پر اُسے اجازت نہ دی گئی، اپنے دورِ خلافت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی شہادت کی بنا پر الحکم کو مدینے بلا لیا، اس میں کون سی اعتراض کی بات ہے؟ (مترجم)

سبب بن گئی اور جب حضرت عمروؓ آئے تو حضرت عثمانؓ نے انہیں پوچھا، آپ نے عبداللہ بن سعد کو کیسے چھوڑا ہے؟ انھوں نے جواب دیا، جیسے آپ چاہتے ہیں آپ نے پوچھا وہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا وہ اپنے بارے میں قوی ہے اور اللہ کے بارے میں کمزور ہے، آپ نے کہا، میں نے اُسے حکم دیا ہے کہ وہ آپ کی پیروی کرے، انھوں نے کہا، آپ نے اُسے حد سے زیادہ مکلف کیا ہے اور حضرت عبداللہؓ نے مصر سے بارہ کروڑ دینار اکٹھے کیے، حضرت عثمانؓ نے حضرت عمروؓ سے کہا اونٹنیوں نے بہت دُودھ دیا ہے، حضرت عمروؓ نے کہا جب یہ پورا ہوگا تو اونٹنیوں کے بچوں کو نقصان دے گا۔

اور حضرت عثمانؓ نے مسجد حرام کی توسیع کی اور ۲۶ھ میں اس میں اضافہ کیا اور کچھ لوگوں سے ان کے گھر خریدے اور کچھ لوگوں نے انکار کیا تو آپ نے ان کے مکان گرا دیے اور ان کی قیمت بیت المال میں رکھ دی، انھوں نے حضرت عثمانؓ پر آوازے کسے تو آپ نے ان کے قید کرنے کا حکم دیا اور فرمایا تم کو میرے حلم نے جرأت دلائی ہے اور یہ کام حضرت عمرؓ نے بھی کیا ہے مگر تم نے شور نہیں کیا اور آپ نے انصاب حرم کی تجدید کی۔

اور اس سال حضرت عثمان بن ابی العاص نے سابور کو فتح کیا۔

اور اس سال حضرت سعد کی جگہ ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو کوفہ کا حکمران مقرر کیا گیا اور آپ نے نشے کی حالت میں لوگوں کو صبح کی نماز چار رکعت پڑھا دی پھر محراب میں قے کر دی اور جو شخص آپ کے پیچھے تھا اس کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے میں تم کو مزید پڑھا دوں؟ پھر مسجد کے صحن میں بیٹھ گئے اور ایک ساحر کو کوفہ سے لایا گیا جو بطروی کہلاتا تھا پس لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے اور وہ ناقہ کی دُبر سے داخل ہو کر اس کے منہ سے باہر نکلنے لگا اور عجیب عجیب کام کرنے لگا، جندب بن کعب ازدی نے اُسے دیکھا تو وہ ایک تلواروں والے کے پاس گئے اور اس سے ایک تلوار لی پھر بھیڑ میں آ گئے اور آپ تلوار چھپائے

ہوئے تھے حتیٰ کہ آپ نے اُسے قتل کر دیا پھر اس سے کہنے لگے اگر تو سچا ہے تو اپنے آپ کو زندہ کر، حضرت ولید نے اُسے پکڑ لیا اور اُسے قتل کرنا چاہا تو ازد کے کچھ لوگوں نے اُٹھ کر کہا قسم بخدا ہمارے دوست کو قتل نہ کرنا، آپ نے اُسے جیل میں ڈال دیا اور وہ ساری رات نماز پڑھتا تھا۔

داروغے نے جس کی کنیت ابوسنان تھی، اس کی طرف دیکھا تو کہنے لگا اللہ کے ہاں کیا عذر ہو گا اگر میں تجھے ولید کے لیے روک رکھوں وہ تجھے قتل کر دے گا؟ پس اس نے اُسے رہا کر دیا اور جندب مدینہ کی طرف چلا گیا حضرت ولید نے ابوسنان کو پکڑ لیا اور اُسے دو سو کوڑے مارے، پس حضرت جریر بن عبداللہ، حضرت عدی بن حاتم، حضرت حذیفہ بن الیمان اور حضرت اشعث بن قیس نے اس پر حملہ کر دیا اور حضرت عثمانؓ کو اپنے ایلچیوں کے ہاتھ خط لکھ کر بھجوائے تو آپ نے حضرت ولید کو معزول کر دیا اور ان کی جگہ حضرت سعید بن العاص کو حکمران مقرر کیا اور جب ولید آئے تو حضرت عثمانؓ نے پوچھا اسے کون مارے گا؟ پس لوگ اس کی قرابت داری کی وجہ سے رُک گئے اور حضرت ولید، حضرت عثمانؓ کے ماں جائے بھائی تھے، سو حضرت علیؓ نے اُٹھ کر انہیں مارا۔ پھر حضرت عثمانؓ نے انہیں کلب اور بلقین کے صدقات کا عامل مقرر کر کے بھجوا دیا[۱]

---

[۱] حضرت ولید، حضرت عثمانؓ کے ماں جائے بھائی تھے اس لحاظ سے حضرت عثمانؓ ان کے حالات کے جس قدر واقف ہو سکتے ہیں کوئی دوسرا شخص نہیں ہو سکتا۔ آپ ایسے شخص کو کوفہ کا گورنر مقرر کر سکتے ہیں جو نشے کی حالت میں نماز کی امامت کرتا ہو اور محراب میں قے کرتا ہو اور مسجد کے صحن میں بیٹھ کر جادوگروں کے تماشے دیکھتا ہو اور پھر اس کو گورنری سے معزول کرنے کے بعد آپ صدقات کا عامل مقرر

(باقی حاشیہ صفحہ پیوستہ پر)

اور حضرت عثمانؓ نے ۲۷ھ میں افریقہ سے جنگ کے لیے آدمی بھیجے اور ان کے امیر، حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح تھے، آپ نے جرجیس سے ملاقات کی اور اُسے دعوتِ اسلام دی یا جزیہ ادا کرنے کی دعوت دی تو اس نے انکار کیا اور جرجیس کے پاس بہت فوج تھی، پس اللہ تعالیٰ نے اس فوج کو منتشر کر دیا اور جرجیس نے صلح کی اپیل کی تو آپ اس سے باز رہے اور انھوں نے اسے شکست دی حتیٰ کہ وہ سبیطلہ شہر کی طرف چلا گیا اور گھمسان کا معرکہ ہوا اور جرجیس قتل ہو گیا اور غنائم بہت ہو گئیں اور دو کروڑ پانچ لاکھ بیس ہزار دینار تک پہنچ گئیں۔

اور بعض نے روایت کی ہے کہ حضرت عثمانؓ نے مروان بن الحکم سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا اور اس کے لیے اس مال کے خمس کا حکم دیا[1] اور حضرت عبیداللہ بن سعد بن ابی سرح نے حضرت عبداللہ بن زبیر کو حضرت عثمان کے پاس بشارت دے کر بھیجا اور وہ بیس راتیں چلے حتیٰ کہ مدینہ آئے اور حضرت عثمانؓ کو اطلاع دی تو حضرت عثمانؓ نے منبر پر چڑھ کر لوگوں کو اس کی اطلاع دی۔

اور حضرت عبداللہ بن سعد نے ارض النوبہ کی طرف ایک فوج بھیجی اور اُنھوں نے اس شرط پر مصالحت کی اپیل کی کہ وہ ہر سال تین سو راس دیں گے اور ان کی طرف اتنی ہی کھانے پینے کی چیزیں بھیجیں گے، آپ نے حضرت عثمانؓ کو یہ بات لکھی تو آپ نے ان کی بات مان لی اور حضرت معاویہ بن ابی سفیان

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

دیتے ہیں، صحابہ کے دشمنو! کچھ تو عقل سے کام لو، یہ ۲۶ھ کا واقعہ ہے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات پائے صرف پندرہ سال گزرے تھے،

گر ایں عقل و دانش بباید گریست (مترجم)

[1] (حاشیہ صفحہ ہذا) یہ بے سر و پا روایت بھی حضرت عثمانؓ کو بدنام کرنے کے لیے وضع کی گئی ہے۔

نے قبرص کو فتح کیا۔

اور اس سال حضرت عثمانؓ نے اپنا گھر بنایا اور الزوراء کی بھی تعمیر کی اور ۲۹ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کی توسیع کی اور اس کے لیے وادی نخل سے پتھر لائے گئے اور اس کے ستونوں میں سیسہ ڈالا گیا اور آپ نے اس کا طول ۱۶۰ ہاتھ اور عرض ۱۵۰ ہاتھ بنایا اور اس کے چھ دروازے تھے جیسے کہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں تھے۔

اور آپ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری کو معزول کر دیا اور ان کی جگہ عبداللہ بن عامر بن کریز کو حکمران مقرر کیا اس وقت عبداللہؓ کی عمر ۲۵ سال تھی اور جب حضرت ابوموسیٰ کو عبداللہ بن عامر کی حکومت کی اطلاع ملی تو آپ خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور کہا اس کے نبی پر درود پڑھا کرو، پھر فرمایا تمہارے پاس ایک نوجوان آیا ہے جو قریش میں بہت پھوپھیوں، خالاؤں اور دادیوں والا ہے جو تم کو بکثرت مال دے گا اور جب عبداللہ بن عامر بصرہ آیا تو اس نے سرزمین ایران سے سابور، فسا، دارابجرد اور اصطخر کے فتح کرنے کے لیے افواج بھیجیں اور جس فوج نے اصطخر کو فتح کیا اس کا سالار عبیداللہ بن معمر التیمی تھا اور عبیداللہ بن معمر اصطخر شہر میں قتل ہو گیا اور اس کی جگہ عمر بن عبیداللہ قائمقام بنا حتیٰ کہ اس نے شہر کو فتح کر لیا پھر عبیداللہ بن عامر بنفس نفیس اصطخر کی طرف روانہ ہوا اور اس نے عبدالرحمٰن بن سمرۃ کو سجستان کی طرف بھیجا اور وہ اس کا ساتھی تھا پس اس نے شدید مصیبت کے بعد زرنج کو فتح کر لیا۔

اور جب حضرت عثمان نے عبداللہ بن عامر کو بصرہ کا اور سعید بن العاص کو کوفہ کا والی مقرر کیا تو ان دونوں کو لکھا تم دونوں میں سے جس نے بھی خراسان کی طرف سبقت کی وہ اس کا امیر ہوگا، سو عبداللہ بن عامر اور سعید بن العاص روانہ ہوئے اور خراسان کا ایک نمبردار عبداللہ بن عامر کے پاس آیا اور کہا

اگر میں تجھے پہلے لے جاؤں تو تُو میرے لیے کیا مقرر کرے گا؟ اس نے کہا قیامت کے دن تک تیرا اور تیرے اہلبیت کا خراج تیرے لیے ہوگا، سو وہ اسے مختصر راستے پر قومس لے گیا اور عبداللہ بن خازم سلمی اس کے ہراول میں تھا، پس وہ نیشاپور کی طرف گیا اور شہر کی نگرانی کی اور عبداللہ بن عامر اُسے ملا اور اس نے ۳۰ھ میں نیشاپور کو بزورِ قوت فتح کر لیا اور اہل الطبسین نے ... ہزار پر صلح کر لی پھر وہ چلا حتیٰ کہ شہر ابرشہر کی طرف گیا اور کئی ماہ تک ان کا محاصرہ کیے رکھا پھر اُسے فتح کیا اور ان سے صلح کی، اور اس نے اہل ہرات کو خط لکھا، اگر تو نے ابرشہر کو فتح کر لیا تو تُو نے جو بات کہی ہے ہم اُسے مان لیں گے اور بوشنج اور بادغیس ان دنوں ہرات کی طرف تھے اور طوس اور نیشاپور، ابرشہر کی طرف تھے پھر اس نے اسے فتح کیا اور ان سے ایک کروڑ درہم پر صلح کر لی۔

اور آپ نے احنف بن قیس کو ہرات اور مروالروز کی طرف بھیجا اور وہ ہرات کی طرف گیا تو اس کا حکمران اُسے اطاعت اور غلّہ کے ساتھ ملا پھر وہ مروالروز کی طرف گیا اور اس نے اُسے بزورِ قوت فتح کیا اور طالقان، فاریاب اور طخارستان کو فتح کیا اور عبداللہ بن عامر کی طرف نہ لوٹا حتیٰ کہ اس نے دریائے بلخ سے پانی پیا۔

اور ایک خراسانی کا بیان ہے کہ جب عبداللہ بن عامر نے نیشاپور کو فتح کیا تو آپ نے اسے فوجوں کے ساتھ بھیجا اور احنف بن قیس کو مروالروز کی طرف بھیجا اور اوس بن ثعلبہ تمیمی کو ہرات کی طرف بھیجا اور حاتم بن نعمان باہلی کو مرو کی طرف بھیجا اور عبداللہ بن خازم سلمی کو سرخس کی طرف بھیجا اور ان سب لوگوں نے مرو کے سوا، ان علاقوں کو فتح کر لیا جن کی طرف انہیں بھیجا گیا تھا، مرو نے حاتم سے دو کروڑ دو لاکھ اوقیوں پر صلح کی نیز اس شرط پر بھی کہ وہ اپنے گھروں میں مسلمانوں کے لیے کشادگی کریں۔

اور جب عبداللہ بن عامر نے اس صوبے کو فتح کر لیا تو حضرت عثمانؓ کی

طرف واپس آ گیا - اور ترک اور دیلم کے درمیان مخالفت ڈال دی اور اس نے خراسان کو چار حصوں میں کر دیا اور ایک چوتھائی پر قیس بن الہیثم اسلمی کو، اور ایک چوتھائی پر راشد بن عمرو الجدیدی کو، اور ایک چوتھائی پر، عمران بن الفصیل البرجمی کو اور ایک چوتھائی پر عمرو بن مالک خزاعی کو امیر مقرر کیا اور جب حضرت عثمان نے اُسے واپس کیا تو امیر ابن احمد الیشکری کو خراسان کی طرف بھیجا پس وہ مرو کی طرف گیا اور وہاں پڑاؤ کیا پھر اُسے موسم سرما نے آ لیا اور اہل مرو نے اُسے داخل کیا اور اُسے اطلاع ملی کہ وہ اس پر حملہ کرنا چاہتے ہیں، پس اس نے ان میں تلوار سونت لی حتیٰ کہ انہیں فنا کر دیا پھر حضرت عثمانؓ کی طرف واپس آ گیا پس جب حضرت عثمانؓ نے اُسے دیکھا تو آپ نے اُسے خوفزدہ کیا اور وہ ناراض ہو کر آپ کو چھوڑ گیا - اور حضرت عثمانؓ نے اُسے اہل مرو کے قتل پر ملامت کی تھی) اور عبداللہ بن عامر بصرہ واپس آ گیا پھر کرمان چلا گیا اور وہاں پڑاؤ کیا تو انہیں شدید بھوک نے آ لیا حتیٰ کہ روٹی ایک دینار کی ہو گئی پھر اُسے اطلاع ملی کہ حضرت عثمانؓ کا محاصرہ ہو گیا ہے تو وہ واپس چلا گیا اور اس نے خراسان میں قیس بن الہیثم ابن الصلت کو قائم مقام مقرر کیا، اور قیس نے طخارستان کو فتح کیا اور حضرت عثمانؓ نے حبیب بن مسلمہ فہری کو آرمینیہ کی طرف بھیجا تھا پھر آپ نے سلمان بن ربیعہ باہلی کو اس کی مدد کے لیے اس کے پیچھے بھیجا اور جب وہ اس کے پاس آیا تو دونوں نے باہم فخر کیا اور حضرت عثمان قتل ہو گئے تو وہ اسی فخر پر قائم تھے۔

اور بعض کا قول ہے کہ حبیب بن مسلمہ نے جرزان کو فتح کیا پھر سلمان شروان کی طرف گیا تو اس کے بادشاہ نے اس سے صلح کر لی پھر وہ چل کر ارض مسقط میں آیا اور اس کے باشندوں سے صلح کی، اور اسی طرح اللکز کے بادشاہ اور اہل الشابران اور اہل فیلان نے کیا اور خزر کے بادشاہ خاقان نے اپنی فوج کے ساتھ دریائے البلنجر کے پیچھے بہت سی مخلوق کے ساتھ اس سے

ملاقات کی پس مسلمان اور اس کے ساتھی مارے گئے اور وہ چار ہزار تھے، پس حضرت عثمانؓ نے حذیفہ بن الیمان العبسی کو امیر مقرر کیا پھر اسے بدل دیا اور حضرت مغیرہ بن شعبہ کو امیر مقرر کیا۔

اور حضرت عثمانؓ نے اپنی بیٹی کا نکاح عبداللہ بن خالد بن اسید سے کر دیا اور اس کے لیے چھ لاکھ درہم کا حکم دیا اور عبداللہ بن عامر کو لکھا کہ وہ بصرہ کے بیت المال سے اسے یہ درہم دے دے۔

اور ابواسحٰق نے بحوالہ عبدالرحمٰن بن لیسار بیان کیا ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے مدینہ کے بازار پر مسلمانوں کے صدقات کے عامل کو دیکھا کہ جب شام ہوتی تو وہ انہیں حضرت عثمانؓ کے پاس لاتا اور آپ اُسے کہتے انہیں الحکم بن ابی العاص کو دے دو اور حضرت عثمانؓ جب اپنے اہل بیت میں سے کسی کو انعام دیتے تو اُسے بیت المال سے مقرر کرتے اور وہ آپ سے مزاحمت کرتا اور آپ اُسے کہتے ہم انشاءاللہ تم کو عطا کریں گے اس نے آپ سے اصرار کیا تو آپ نے کہا تو صرف ہمارا خزانچی ہے پس جب ہم تجھے دیں تو تُو لے لے اور جب ہم تجھ سے اعراض کریں تو تُو خاموش رہ، اس نے کہا خدا کی قسم آپ نے جھوٹ بولا ہے میں آپ کا اور آپ کے اہلبیت کا خزانچی نہیں ہوں میں صرف مسلمانوں کا خزانچی ہوں۔

اور وہ جمعہ کے روز جب کہ حضرت عثمان خطبہ دے رہے تھے، چابی لایا اور کہنے لگا اے لوگو عثمانؓ نے خیال کیا ہے کہ میں اس کا اور اس کے اہلبیت کا خزانچی ہوں، میں صرف مسلمانوں کا خزانچی ہوں اور یہ تمہارے بیت المال کی چابیاں ہیں اور اس نے وہ چابیاں پھینک دیں اور حضرت عثمانؓ نے انہیں لے لیا اور حضرت زید بن ثابت کو دے دیں[1]

---

[1] یہ تینوں واقعات مؤرخ نے حضرت عثمانؓ کو بدنام کرنے کے لیے بیان

اور اس سال حضرت ابوسفیان بن حرب نے وفات پائی اور حضرت عثمانؓ نے آپ کا جنازہ پڑھایا۔ یہ ۳۱ھ کا واقعہ ہے اور حضرت عثمانؓ نے ۳۲ھ میں جنگ کے لیے ایک فوج بھیجی، اور گرمی کے موسم کی جنگ میں اس کے امیر حضرت معاویہ تھے پس وہ قسطنطنیہ کے درّہ تک پہنچ گئے اور انہوں نے بہت سی فتوحات کیں اور حضرت عثمانؓ نے رومیوں کی جنگ بھی اس شرط پر حضرت معاویہ کے سپرد کر دی کہ وہ جسے چاہیں موسم گرما کی جنگ پر بھیج دیں تو حضرت معاویہ نے سفیان بن عوف الغامدی کو امیر مقرر کر دیا اور وہ حضرت عثمانؓ کے زمانے میں مسلسل اس کا امیر رہا ..... [1] ان دونوں کے درمیان حضرت عثمانؓ کی خلافت کے بارے میں جھگڑا ہو گیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

کہتے ہیں کہ آپ نے اپنے داماد کو بصرہ کے بیت المال سے چھ لاکھ درہم دلوائے اور آپ مدینہ کے بازار کے صدقات الحکم بن ابی العاص کو دلوا دیا کرتے تھے اور صدقات کا عامل آپ سے مزاحمت کرتا تھا اور آپ اسے کہتے تھے کہ تو صرف ہمارا خزانچی ہے اور ایک جمعہ کو اس نے جب کہ آپ خطبہ دے رہے تھے، لوگوں میں اعلان کیا کہ میں عثمان رضی اللہ عنہ کا خزانچی نہیں ہوں بلکہ مسلمانوں کا خزانچی ہوں، یہ کہہ کر اس نے بیت المال کی چابیاں پھینک دیں بندۂ خدا اگر وہ عامل اس قدر جرأت مند تھا کہ وہ خلیفہ وقت کو مسجد میں ٹوک سکتا تھا تو پھر اسے وہ چابیاں پھینکنی نہیں چاہئیں تھیں بلکہ مسلمانوں کے حوالے کرنی چاہئیں تھیں اور بددیانتی کی تحقیق کرانی چاہیے تھی مگر اس نے تو کچھ بھی نہ کیا ——— کجا ایں شورا شوری کجا ایں بے نمکی (مترجم)

(حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

اور روایت کی گئی ہے کہ حضرت عثمانؓ سخت بیمار ہو گئے تو آپ نے حمران بن اُبان کو بُلایا اور آپ نے اپنے بعد والے شخص کے لیے وصیت لکھی اور نام کی جگہ چھوڑ دی، پھر آپ نے اپنے ہاتھ سے عبدالرحمٰن بن عوف لکھا اور اسے باندھ دیا اور اُسے حضرت اُم حبیبہ بنت حضرت ابوسفیان کے پاس بھیج دیا اور حمران نے اُسے راستے میں پڑھ لیا اور اس نے آکر حضرت عبدالرحمٰن کو بتایا تو حضرت عبدالرحمٰن نے شدید غصے میں کہا، میں اُسے علانیہ امیر مقرر کرتا ہوں اور وہ مجھے خفیہ طور پر امیر مقرر کرتا ہے اور یہ خبر مدینہ میں پھیل گئی اور بنو اُمیہ ناراض ہو گئے تو حضرت عثمانؓ نے اپنے غلام حمران کو بُلایا اور اُسے ایک سو کوڑے مارے اور اُسے بصرہ کی طرف بھجوا دیا اور آپ کے اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے درمیان یہ بات عداوت کا سبب بن گئی۔

اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے اپنے بیٹے کو آپ کے پاس بھجوایا اور اُسے کہا، انہیں کہنا، خدا کی قسم میں نے آپ کی بیعت کی ہے اور مجھ میں تین باتیں پائی جاتی ہیں جن کی وجہ سے میں آپ سے فضیلت رکھتا ہوں، میں بدر میں شامل ہوا اور آپ اس میں شامل نہیں ہوئے، اور میں بیعت رضوان میں شامل ہوا اور آپ اس میں شامل نہیں ہوئے اور جنگ اُحد میں ثابت قدم رہا اور آپ نے شکست کھائی اور جب آپ کے بیٹے نے حضرت عثمانؓ تک پیغام پہنچا دیا تو آپ نے اُسے کہا انہیں کہنا، بدر سے میرے غائب رہنے کا سبب یہ ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا نگران تھا اور رسول اللہ نے میرا اجر اور میرا حصہ مقرر کیا اور بیعت الرضوان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر مارا، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بایاں ہاتھ تمہارے داہنے ہاتھوں سے بہتر ہے، اور آپ نے جنگ اُحد کی جس بات کا ذکر کیا ہے وہ اللہ نے مجھے معاف کر دی ہے اور ہم نے کچھ ایسے افعال کیے ہیں ہمیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے

انھیں معاف کیا ہے یا نہیں، اور جب حضرت عبدالرحمن کی بیماری نے شدت اختیار کر لی تو آپ نے اپنی بیوی تماضر بنت الاصبغ کو طلاق دے دی اور حضرت عثمانؓ نے اُسے وارث قرار دیا پس اس سے آٹھویں حصے کی چوتھائی ایک لاکھ دینار پر صلح ہو گئی اور بعض کا قول ہے کہ ۸۰ ہزار دینار پر صلح ہوئی۔

اور حضرت عثمانؓ نے قرآن کو جمع کیا اور لمبی سورتوں کو لمبی سورتوں کے ساتھ اور چھوٹی سورتوں کو چھوٹی سورتوں کے ساتھ رکھا اور آفاق میں مصاحف کے جمع کرنے کے متعلق خطوط لکھے حتیٰ کہ وہ جمع ہو گئے پھر آپ نے انہیں گرم پانی اور سرکے میں جوش دیا اور بعض کا قول ہے کہ انہیں جلا دیا اور مصحف ابن مسعود کے سوا آپ نے سب مصاحف سے یہی کیا اور حضرت ابن مسعودؓ کوفہ میں تھے آپ نے عبداللہ بن عامر کو اپنا مصحف دینے سے انکار کر دیا اور حضرت عثمانؓ نے عبداللہ بن عامر کو لکھا کہ انہیں بھجواؤ، بلاشبہ نہ یہ دین خراب ہے اور نہ یہ اُمت خراب ہے، حضرت ابن مسعودؓ مسجد میں آئے تو حضرت عثمان خطبہ دے رہے تھے، حضرت عثمانؓ نے کہا تمہارے پاس بڑی سواری آئی ہے اور حضرت ابن مسعودؓ نے آپ سے سخت کلامی کی تو حضرت عثمانؓ کے حکم سے انہیں پاؤں سے پکڑ کر گھسیٹا گیا حتیٰ کہ ان کی دو پسلیاں توڑ دی گئیں اور حضرت عائشہؓ نے بہت سی باتیں کیں اور آپ نے انھیں انصار کے پاس بھجوا دیا اور ایک مصحف کوفہ کی طرف اور ایک بحرین کی طرف اور ایک یمن کی طرف اور ایک الجزیرہ کی طرف بھجوا دیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ وہ ایک ہی نسخہ کو سُنائیں۔

اور اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کو اطلاع ملی کہ لوگ کہتے ہیں کہ آلِ فلاں کا قرآن پس آپ نے چاہا کہ ایک ہی نسخہ ہو اور بعض کا قول ہے کہ حضرت ابن مسعود نے یہ بات آپ کو لکھی تھی اور جب آپ کو پتہ چلا کہ آپ مصاحف کو جلاتے ہیں تو آپ نے کہا میرا یہ ارادہ نہ تھا۔

اور بعض کا قول ہے کہ حضرت حذیفہ بن الیمان نے آپ کو یہ بات لکھی تھی اور حضرت ابن مسعود علیل ہو گئے تو حضرت عثمانؓ آپ کی عیادت کو آئے اور آپ سے پوچھنے لگے آپ کے متعلق مجھے کیا بات پہنچی ہے؟ حضرت ابن مسعودؓ نے کہا جو میں نے اسی سلوک کا ذکر کیا ہے جو آپ نے مجھ سے کیا ہے، آپ کے حکم سے میرے پیٹ کو روندا گیا اور میں نماز ظہر اور نماز عصر تک ہوش میں نہیں آیا اور آپ نے میرا عطیہ بھی روک لیا ہے، حضرت عثمانؓ نے کہا میں اپنے نفس سے آپ کو قصاص دوں گا آپ میرے ساتھ وہی سلوک کیجیے جو آپ سے کیا گیا ہے، حضرت ابن مسعودؓ نے کہا، میں خلفا سے قصاص لینے کا راستہ کھولنے کا نہیں، حضرت عثمانؓ نے کہا، یہ آپ کا عطیہ ہے، اس سے لیجیے، حضرت ابن مسعودؓ نے کہا آپ نے اُسے مجھ سے روکا، اور میں اس کا محتاج تھا اور آپ اُسے مجھے دیتے ہیں اور میں اس سے بے نیاز ہوں؟ مجھے اس کی ضرورت نہیں تو حضرت عثمانؓ واپس چلے گئے اور حضرت ابن مسعودؓ، حضرت عثمانؓ پر ناراض رہے حتیٰ کہ اس ناراضگی کی حالت میں وفات پا گئے اور حضرت عمار بن یاسرؓ نے آپ کا جنازہ پڑھایا اور حضرت عثمانؓ، غائب تھے پس آپ کے معاملے کو چھپایا گیا اور جب آپ واپس آئے تو حضرت عثمانؓ نے ایک قبر دیکھی اور پوچھا یہ کس کی قبر ہے؟ آپ کو بتایا گیا کہ یہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی قبر ہے آپ نے پوچھا، مجھے اطلاع دینے سے قبل آپ کو کیسے دفن کیا گیا ہے؟ لوگوں نے کہا، ان کے منتظم حضرت عمار بن یاسر تھے انھوں نے بیان کیا ہے کہ آپ نے وصیت کی تھی کہ حضرت عثمانؓ کو اس کی خبر نہ دی جائے اور ابھی آپ تھوڑا عرصہ ہی ٹھہرے تھے کہ حضرت مقدادؓ فوت ہو گئے اور حضرت عمار بن یاسرؓ نے آپ کا جنازہ پڑھایا اور آپ نے بھی انہیں وصیت کی اور حضرت عثمانؓ کو آپ کے متعلق بھی اطلاع نہ دی گئی تو حضرت عمارؓ پر

حضرت عثمانؓ کا غصہ شدت اختیار کر گیا اور آپ نے کہا ابن السوداء پر میری طرف سے ہلاکت ہو اور میں اُسے جانتا تھا ۱؎

اور حضرت عثمانؓ کو اطلاع ملی کہ حضرت ابوذرؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں بیٹھتے ہیں اور لوگ آپ کے پاس آتے ہیں اور آپ وہ باتیں بیان کرتے ہیں جن سے آپ (حضرت عثمانؓ) پر اعتراض آتا ہے اور یہ کہ آپ مسجد کے دروازے میں کھڑے ہو کر کہا اے لوگو جس نے مجھے پہچان لیا ہے اس نے مجھے پہچان لیا ہے اور جس نے مجھے نہیں پہچانا تو وہ جان لے کہ میں ابوذر غفاری ہوں، میں جندب بن جنادۃ الربذی ہوں، بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے آدم، نوح اور آلِ عمران کو جہانوں سے منتخب کر لیا ہے وہ ایک دوسرے کی اولاد ہیں اور اللہ سمیع و علیم ہے۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم، نوح کے عمدہ آدمی ہیں، پس پہلا شخص حضرت ابراہیم سے ہے اور حضرت اسماعیل کی اولاد سے ہے اور ہدایت دینے والی عترت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے، اور ان کا شریف، بلند رتبہ ہے اور وہ لوگوں

۱؎ حضرت ابن مسعودؓ، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابیؓ ہیں اور تفسیر قرآن میں آپ کا ایک خاص مقام ہے ایک دفعہ آپ ایک درخت پر چڑھے تو آپ کی پتلی پتلی پنڈلیوں کو دیکھ کر بعض لوگ مسکرائے تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابن مسعود کی پنڈلیاں قیامت کے دن اُحد پہاڑ سے بھی وزنی ہوں گی، ان سے حضرت عثمانؓ یہ سلوک کروا سکتے ہیں کہ ان کی دو پسلیاں تڑوا دیں، حاشا وکلا ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا، یہ سب افسانے صحابہ کے درمیان مشاجرات ثابت کرنے کے لیے گھڑے گئے ہیں حقیقت کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ مترجم

ہیں فضیلت کے مستحق ہیں وہ ہم ہیں بلند آسمان اور کعبہ مستورہ یا قبلہ منصوبہ یا روشن سورج یا چلنے والے چاند یا راہنما ستاروں یا زیتون کے درخت کی مانند ہیں جس کا تیل روشنی کرتا ہے اوراس کی جھاگ کو برکت دی گئی ہے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آدمؑ کے علم کے اور جن سے انبیاء کو فضیلت دی گئی ہے اس کے وارث ہیں اور حضرت علیؓ بن ابی طالب، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی ہیں اور آپ کے علم کے وارث ہیں اے وہ اُمت جو اپنے نبی کے بعد متحیر ہے اگر تم اُسے مقدم کرتے جسے اللہ نے مقدم کیا ہے اور اُسے مؤخر کرتے جسے اللہ نے مؤخر کیا ہے اور تم اپنے نبی کے اہلبیت میں ولایت ووراثت کا اقرار کرتے تو تم اپنے سروں کے اُوپر سے اور اپنے پاؤں کے نیچے سے کھاتے، اور نہ ولی اللہ محتاج ہوتا اور نہ اللہ کے فرائض میں سے کوئی حصہ خطا جاتا اور نہ اللہ کے فیصلے میں دو آدمی اختلاف کرتے تو تم کتاب اللہ اور اس کے نبی کی سنت سے ان کے پاس اس کا علم پاتے اور جب تم نے جو کرنا تھا کر لیا تو اپنے کام کے وبال کا مزہ چکھو اور عنقریب ظالموں کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس پلٹنے کی جگہ پلٹتے ہیں [1]

---

[1] اس روایت میں تمام صحابہ پر طعن کیا گیا ہے کہ اُنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت سے پہلوتہی کی ہے اور اُنھوں نے اپنے نبی کے اہل بیت میں وراثت وولایت کا اعتراف نہیں کیا، جب کہ امر واقعہ یہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں علی (رضی اللہ عنہ) کے بارے میں کوئی وصیت نہیں کی ——— حضرت عباسؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الموت میں حضرت علیؓ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کریں کہ امر خلافت ہم میں ہے یا کسی اور میں، آپ نے جواب دیا میں نہیں پوچھوں گا اگر آج آپ نے انکار کر دیا تو قیامت تک اُمت ہمیں خلافت نہیں دے گی، اگر کوئی وصیت تھی

اور اسی طرح حضرت عثمانؓ کو اطلاع ملی کہ حضرت ابو ذرؓ آپ پر عیب لگاتے ہیں اور سنن رسول اور سنن ابوبکرؓ و عمرؓ میں سے جو باتیں تبدیل کی گئی ہیں ان کا ذکر کرتے ہیں، پس آپ نے انہیں حضرت معاویہ کے پاس شام بھجوا دیا اور آپ مسجد میں بیٹھا کرتے تھے اور جس طرح باتیں کیا کرتے تھے، کیا کرتے تھے اور لوگ آپ کے پاس آتے تھے حتیٰ کہ آپ کے پاس آنے والوں اور آپ کی باتیں سننے والوں کی کثرت ہو گئی اور جب آپ صبح کی نماز پڑھتے تو باب دمشق پر کھڑے ہو جاتے اور کہتے گاڑی آگ اٹھائے ہوئے آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نیکی کا حکم کرنے والوں اور اسے چھوڑنے والوں پر لعنت کرے اور اللہ تعالیٰ برائی سے روکنے والوں اور اس کا ارتکاب کرنے والوں پر لعنت کرے۔

اور حضرت معاویہ نے حضرت عثمانؓ کو لکھا۔ آپ نے حضرت ابو ذرؓ کے ذریعے شام کو اپنے خلاف بگاڑ لیا ہے تو آپ نے انہیں لکھا، ان کو پالان پر فرش کے بغیر سوار کرا دیں اور وہ آپ کو مدینہ لے آیا اور آپ کی رانوں کا گوشت اڑ چکا تھا اور جب وہ آپ کے پاس آئے تو آپ کے پاس کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے آپ نے کہا مجھے اطلاع ملی ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جب بنو امیہ مکمل تیس آدمی ہو جائیں گے تو وہ اللہ کے ملک کو حکومت اور اللہ کے بندوں کو غلام اور اللہ کے دین کو خرابی کا ذریعہ بنا لیں گے آپ نے جواب دیا ہاں، میں نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے، آپ نے ان لوگوں سے پوچھا کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات فرماتے سنا ہے؟ اور آپ نے حضر

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

تو آپ حضرت عباسؓ سے کہتے کہ فلاں موقع پر آپؐ نے میرے بارے میں وصیت کی تھی آپ کا ایسا نہ کہنا اس امر کا بین ثبوت ہے کہ آپ کے بارے میں کوئی وصیت نہ تھی مترجم

علی بن ابی طالب کو پیغام بھیجا تو وہ آپ کے پاس آئے آپ نے پوچھا اے ابوالحسن کیا آپ نے وہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہے جو حضرت ابوذرؓ نے بیان کی ہے؟ اور آپ نے وہ بات حضرت علیؓ کو بتائی، حضرت علیؓ نے کہا، ہاں، آپ نے پوچھا آپ کیسے گواہی دیتے ہیں، آپ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی وجہ سے ——— ابوذرؓ سے زیادہ راستباز پر نہ آسمان سایہ فگن ہوا ہے اور نہ زمین نے اسے اُٹھایا ہے اور آپ نے چند روز ہی مدینہ میں قیام کیا حتیٰ کہ حضرت عثمانؓ نے آپ کو پیغام بھیجا خدا کی قسم آپ کو مدینہ سے ضرور نکالا جائے گا آپ نے کہا، کیا آپ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم سے نکال دیں گے؟ آپ نے جواب دیا ہاں، اور تو ذلیل ہوگا، آپ نے پوچھا، آپ مکہ کی طرف نکالیں گے؟ آپ نے کہا نہیں، آپ نے پوچھا، بصرہ کی طرف نکالیں گے؟ آپ نے کہا نہیں، آپ نے پوچھا کوفہ کی طرف نکالیں گے؟ آپ نے کہا نہیں، بلکہ میں آپ کو ربذہ کی طرف نکالوں گا کہ آپ اس سے مرکر ہی نکلیں گے، اے مروان، انہیں نکال دو، اور کسی کو ان سے بات نہ کرنے دو، حتیٰ کہ یہ نکل جائیں، پس اس نے آپ کو ایک اُونٹ پر سوار کرا کے نکالا اور آپ کی بیوی اور آپ کی بیٹی بھی آپ کے ساتھ تھی آپ نکلے تو حضرت علیؓ، حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ، حضرت عبداللہ بن جعفر اور حضرت عمار بن یاسرؓ دیکھنے کو نکلے اور جب حضرت ابوذرؓ نے حضرت علیؓ کو دیکھا تو آپ کے پاس آئے اور آپ کے ہاتھ کو بوسہ دیا پھر رو پڑے اور کہنے لگے میں جب آپ کو اور آپ کے بچوں کو دیکھتا ہوں تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات یاد آجاتی ہے اور میں صبر نہیں کر سکتا اور رو پڑتا ہوں، حضرت علیؓ آپ سے بات کرنے لگے تو مروان نے آپ سے کہا، امیرالمومنین نے ان سے بات کرنے سے منع کیا ہے تو حضرت علیؓ نے کوڑا اٹھایا اور مروان کی ناقہ کے مُنہ پر مارا اور فرمایا، ایک طرف ہو جا، اللہ تجھے دوزخ میں

لے جائے پھر آپ حضرت ابوذرؓ کے پیچھے پیچھے چلے اور آپ سے گفتگو کی جس کی شرح طویل ہے اور قوم کے سب آدمیوں سے آپ نے باتیں کیں اور وہ واپس آ گئے اور مروان بھی حضرت عثمانؓ کے پاس واپس آ گیا اور اس کی وجہ سے آپ کے اور حضرت علیؓ کے درمیان کچھ نفرت پیدا ہو گئی اور دونوں نے مخاصمانہ گفتگو کی اور حضرت ابوذر ہمیشہ ربذہ ہی میں رہے حتیٰ کہ وفات پا گئے۔

اور جب آپ کی وفات کا وقت نزدیک آیا تو آپ کی بیٹی نے آپ سے کہا میں اس جگہ پر اکیلی ہوں اور مجھے خدشہ ہے کہ آپ پر درندے مسلط ہو جائیں گے آپ نے فرمایا ہرگز نہیں، عنقریب مومنین کی ایک جماعت میرے پاس آئے گی، تو دیکھ، کیا تو کسی کو دیکھتی ہے؟ اس نے کہا، میں کسی کو نہیں دیکھتی آپ نے فرمایا ابھی وقت نہیں آیا، پھر آپ نے فرمایا دیکھ کیا تو دیکھتی ہے اس نے کہا ہاں میں ایک قافلے کو آتے دیکھ رہی ہوں، آپ نے فرمایا اللہ اکبر اللہ اور اس کے رسول نے درست فرمایا ہے، میرے چہرے کو قبلہ کی طرف پھیر دے اور جب وہ لوگ آ جائیں تو انہیں میرا سلام کہنا اور جب وہ میرے معاملے سے فارغ ہو جائیں تو ان کے لیے بکری ذبح کرنا اور انہیں کہنا، میں نہیں قسم دیتا ہوں کہ تم نے کھائے بغیر نہیں جانا، پھر آپ وفات پا گئے اور لوگ آ گئے، لڑکی نے ان سے کہا، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت ابوذر فوت ہو گئے ہیں تو وہ اتر پڑے اور وہ سات آدمی تھے اور ان میں حضرت حذیفہ بن الیمان اور اشتر بھی تھے سو انھوں نے شدید گریہ کیا اور آپ کو غسل دیا اور آپ کو کفن پہنایا اور آپ کا جنازہ پڑھا اور آپ کو دفن کیا پھر لڑکی نے ان سے کہا، انھوں نے آپ لوگوں کو قسم دی ہے کہ تم کھائے بغیر نہ جانا، سو انھوں نے بکری کو ذبح کیا اور کھانا کھایا پھر انھوں نے آپ کی بیٹی کو سوار کرایا اور اسے مدینہ لے گئے اور جب حضرت عثمانؓ کو حضرت ابوذر (رضی اللہ عنہ) کی وفات کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا اللہ ابوذرؓ پر رحم

فرمائے[1] حضرت عمارؓ نے کہا، ہاں، اللہ ہم سب کی طرف سے ابوذرؓ پر رحم فرمائے اور آپ نے حضرت عثمانؓ کے بارے میں سخت باتیں کیں، حضرت عثمانؓ کو حضرت عمارؓ کی گفتگو کی اطلاع ملی تو آپ نے انہیں بھی اسی طرح بھجوانے کا ارادہ کیا تو بنو مخزوم، حضرت علیؓ بن ابی طالب کے پاس آئے اور آپ سے مدد کی اپیل کی، حضرت علیؓ نے فرمایا ہم عثمانؓ اور اس کی رائے کو نہیں چھوڑیں گے اور حضرت عمارؓ اپنے گھر میں بیٹھ گئے اور حضرت عثمانؓ کو اس گفتگو کی اطلاع ملی جو بنو مخزوم نے آپ سے کی تو آپ حضرت علیؓ سے رُک گئے اور آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی حضرت عبدالرحمٰن بن حنبل کو القموس کی طرف بھجوادیا جو خیبر کے علاقے میں ہے اور اس کے بھجوانے کا سبب یہ تھا کہ آپ کو اطلاع ملی تھی کہ وہ آپ کے بیٹے اور ماموں کی برائیوں کو پسند نہیں کرتا اور یہ کہ اس نے اس کی ہجو کی ہے۔

---

[1] اس میں کچھ شبہ نہیں کہ حضرت ابوذر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک جلیل القدر درویش صفت صحابی تھے اور آپ بعض مخصوص نظریات کے حامل تھے، فتوحات کے نتیجے میں جب بے شمار مال آیا اور لوگوں نے آسائش و زیبائش کا طریق اختیار کیا تو آپ ایسے لوگوں کے خلاف وعظ کیا کرتے تھے اور مال جمع کرنے کے خلاف سخت تقاریر کیا کرتے تھے، اور مال جمع کرنے والوں پر سخت تنقید کرتے تھے جس کے نتیجے میں لوگوں میں اشتعال کی صورت پیدا ہو گئی، حضرت ابوذر باوجود سمجھانے کے اپنی ڈگر پر قائم رہے تو خلفشار اور انارکی سے بچنے کے لیے آپ کو ربذہ بھجوادیا گیا، بات تو اتنی تھی مگر مؤرخ نے کمال چابکدستی سے اسے ایک اور صورت دے دی ہے۔

(مترجم)

اور حضرت عثمانؓ سخی اور اموال سے بہت صلہ رحمی کرنے والے تھے اور آپ نے اپنے اقارب اور رشتہ داروں کو مقدم کیا اور لوگوں کے درمیان عطیات میں برابری کی اور مروان بن الحکم بن ابی العاص اور ابو سفیان بن حرب آپ پر حاوی تھے اور آپ کے پولیس آفیسر عبداللہ بن قنفذ التیمی تھے اور آپ کا غلام حمران ابن ابان آپ کا حاجب تھا۔

اور لوگوں نے حضرت عثمانؓ پر آپ کی حکومت کے چھ سال بعد، عیب لگائے اور آپ کے متعلق جن لوگوں نے اعتراضات کرنے تھے اعتراضات کیے اور کہنے لگے آپ نے قرابتداروں کو ترجیح دی ہے اور رکھ کو روکا ہے اور گھر بنایا ہے اور اللہ اور مسلمانوں کے مال سے جاگیریں اور اموال بنائے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دھتکارے ہوئے الحکم بن ابی العاص اور عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو پناہ دی ہے اور ہرمزان کے خون کو مباح کیا ہے اور اس کے بدلے میں عبیداللہ بن عمرؓ کو قتل نہیں کیا اور ولید بن عقبہ کو کوفہ کا امیر مقرر کیا ہے اور اس نے نماز میں جو حرکت کی ہے، کی ہے اور اس بات نے آپ کو اسے پناہ دینے سے نہیں روکا اور آپ نے رجم کو جائز قرار دیا ہے اور یہ واقعہ یوں ہے کہ آپ نے جہنیہ کی ایک عورت کو جو اپنے خاوند کے پاس آئی، رجم کیا اور اس نے چھ ماہ کا بچہ جنا تھا تو حضرت عثمانؓ نے اس کو رجم کرنے کا حکم دیا اور جب اُسے نکالا گیا حضرت علیؓ بن ابی طالب نے آپ کے پاس جاکر کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کا حمل اور فصال (دودھ چھڑانا) تیس ماہ ہے اور اس کی رضاعت کے بارے میں اس نے پورے دو سال بیان کیے ہیں، پس حضرت عثمانؓ نے اس عورت کے پیچھے آدمی بھیجا تو وہ رجم ہو کر چکی تھی اور اس شخص نے بچے کا اعتراف کیا۔

اور شہروں کے لوگوں نے آپ کے پاس آکر باتیں کیں، اور حضرت کو اطلاع ملی کہ اہل مصر مسلح ہو کر آئے ہیں تو آپ نے حضرت عمرو بن العاص

ان کے پاس بھیجا اور آپ نے ان سے گفتگو کی اور انہیں کہا، کہ آپ جس بات کو پسند کرتے ہیں وہ اس کی طرف رجوع کر لیں گے پھر آپ نے انہیں یہ بات لکھ دی اور وہ واپس چلے گئے، آپ نے حضرت عمرو بن العاص سے فرمایا لوگوں کے پاس جا کر میری طرف سے عذر کرو، حضرت عمرو باہر نکلے اور منبر پر چڑھے اور الصلوٰۃ جامعۃ کا اعلان کیا اور جب لوگ اکٹھے ہو گئے تو آپ نے اللہ کی حمد و ثنا کی، پھر آپ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے مناسب حال بیان کیا اور کہا اللہ تعالیٰ نے آپ کو رأفت و رحمت بنا کر بھیجا ہے پس آپ نے پیغام پہنچایا اور اُمت کی خیر خواہی کی اور حکمت اور موعظت حسنہ سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا، کیا ایسا نہیں ہوا، انھوں نے کہا بے شک، اللہ تعالیٰ آپ کو وہ بہتر جزا دے جو کسی نبی کو اس کی اُمت کی طرف سے دی گئی ہے پھر آپ نے کہا اور آپ کے بعد ایک شخص والی بنا، جس نے رعیت میں عدل کیا اور حق کے ساتھ فیصلہ کیا، کیا ایسا نہیں ہوا؟ انھوں نے کہا بے شک اللہ اُسے جزائے خیر دے، پھر ابن حنتمہ حیلہ ساز بائیں ہاتھ سے کام کرنے والا والی بنا اور زمین نے اپنے جگر کے ٹکڑے اس کے سامنے نمایاں کر دیئے اور اپنے پوشیدہ خزانوں کو اس کے سامنے ظاہر کر دیا اور وہ دنیا سے گزر گیا اس نے اپنے عصا کو تیر نہیں بنایا، کیا ایسا نہیں ہوا؟ اُنھوں نے کہا بے شک، اللہ اُسے جزائے خیر دے، پھر آپ نے کہا پھر حضرت عثمان والی بنے، تم نے بھی باتیں کیں اور اُنھوں نے بھی کیں، تم انہیں ملامت کرتے ہو اور وہ اپنے آپ کو معذور قرار دیتے ہیں، کیا ایسا نہیں ہوا؟ انہوں نے کہا، بے شک، آپ نے کہا اس کے لیے صبر کرو، بلاشبہ چھوٹا، بڑا ہو جاتا ہے اور دُبلا، موٹا ہو جاتا ہے اور شاید تاخیر امر، اس کی تقدیم سے بہتر ہو پھر آپ منبر سے اُتر آئے اور حضرت عثمانؓ کے اہل آپ کے پاس آئے اور آپ سے کہنے لگے کیا کسی نے عمرو کی طرح آپ پر عیب لگایا ہے؟

اور جب حضرت عمرو، آپ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا اے ابن نابغہ خدا کی قسم تو نے لوگوں کو میرے خلاف اُکسانے میں اضافہ کیا ہے حضرت عمرو نے کہا، خدا کی قسم میں نے آپ سے آپ کے متعلق وہ اچھی باتیں کہی ہیں جو میں جانتا تھا اور آپ نے لوگوں سے سواریاں بنائی ہیں اور اُنھوں نے تجھ سے سواریاں بنائی ہیں، اگر آپ .... اعتدال اختیار نہیں کر سکتے تو معزول ہو جائیے، آپ نے کہا، اے ابن نابغہ جب سے میں نے آپ کو مصر سے معزول کیا ہے آپ کی قمیص میں جوئیں پڑ گئی ہیں۔

اور جو قافلہ مصر سے آیا تھا وہ چلا گیا اور جب وہ راستے ہی میں تھے تو انھوں نے ایک شتر سوار کو دیکھا، انھوں نے اُسے اوپرا سمجھا اور اس کی تلاشی لی تو اس کے پاس حضرت عثمانؓ کا ایک خط آپ کے نائب حضرت عبداللہ بن سعد کے نام تھا کہ ـــــــ جب یہ لوگ تمہارے پاس آئیں تو ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دو، پس وہ آئے اور اُنھوں نے بغاوت پر اتفاق کر لیا اور اس سے معلومات حاصل کرنے والے محمد بن ابی بکر، محمد بن ابی حذیفہ، کنانہ بن بشر اور ابن عُدیس البلوی تھے پس یہ لوگ مدینہ کو واپس ہو گئے اور حضرت عثمانؓ اور حضرت عائشہؓ کے درمیان منافرت پائی جاتی تھی اس لیے کہ آپ نے ان کے عطیے میں جو حضرت عمرؓ بن الخطاب آپ کو دیتے تھے کمی کر دی تھی اور آپ نے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دیگر بیویوں کے لیے نمونہ بنایا، ایک روز حضرت عثمانؓ خطبہ دے رہے تھے کہ اچانک حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص لٹکائی اور اعلان کیا اے گروہِ مسلمین، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر بوسیدہ نہیں ہوئی اور عثمانؓ نے آپ کی سنت کو بوسیدہ کر دیا ہے، حضرت عثمانؓ نے کہا اے میرے رب ان کی تدبیر کو مجھ سے پھیر دے بلاشبہ ان کی تدبیر عظیم ہوتی ہے۔

اور ابن عدیس البلوی نے حضرت عثمانؓ کا ان کے گھر میں محاصرہ کر لیا اور آپ نے انہیں اللہ کا واسطہ دیا پھر آپ نے خزانوں کی چابیوں کا پوچھا تو وہ انہیں حضرت طلحہ بن عبید اللہ کے پاس لائے اور حضرت عثمان اپنے گھر میں محصور تھے اور حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ اور حضرت عائشہؓ آپ کی عداوت پر متحد ہو جایا کرتے تھے، سو آپ نے حضرت معاویہ کو اپنے پاس جلد آنے کو لکھا تو وہ بارہ ہزار آدمیوں کے ساتھ آپ کی طرف روانہ ہوئے پھر آپ نے کہا تم شام کے ابتدائی علاقوں میں اپنی جگہوں پر رہو حتیٰ کہ میں امیر المومنین کے پاس جا کر آپ کے معاملے کی صحت کو معلوم کر دوں پس آپ حضرت عثمانؓ کے پاس آئے اور آپ نے ان سے مدت کے متعلق پوچھا، انھوں نے کہا میں آپ کی رائے معلوم کرنے آیا ہوں اور میں ان کی طرف واپس جا کر ان کے ساتھ آپ کو لے جاؤں گا، آپ نے فرمایا قسم بخدا نہیں، بلکہ تو چاہتا ہے کہ میں قتل ہو جاؤں اور تو کہے میں بدلے کا منتظم ہوں، واپس جاؤ اور لوگوں کو میرے پاس لاؤ۔ پس آپ واپس چلے گئے اور آپ کی طرف واپس نہ آئے حتیٰ کہ آپ قتل ہو گئے۔

اور مروان، حضرت عائشہؓ کے پاس گیا اور کہنے لگا اے ام المومنین! کاش آپ کھڑی ہو جائیں اور اس شخص اور لوگوں کے درمیان صلح کرا دیں؟ آپ نے کہا میں اپنی تیاری سے فارغ ہو چکی ہوں اور میں حج کرنا چاہتی ہوں، اس نے کہا آپ جو ایک درہم خرچ کریں گی وہ اس کے بدلے میں آپ کو دو درہم دیں گے، حضرت عائشہؓ نے فرمایا شاید تیرا خیال ہے کہ میں تیرے دوست کے بارے میں شک میں ہوں؟ قسم بخدا میں چاہتی ہوں کہ وہ میرے تھیلوں میں سے ایک تھیلے میں ٹکڑے ٹکڑے ہو کر پڑا ہو اور میں اس کے اٹھانے کی سکت رکھوں اور اسے سمندر میں پھینک دوں۔

اور حضرت عثمانؓ کا چالیس روز محاصرہ رہا اور ۱۸ ذوالحجہ ۳۵ھ کو

۸۳ سال کی عمر میں آپ کو قتل کر دیا گیا اور بعض کا قول ہے کہ ۸۶ سال کی عمر میں قتل کر دیا گیا اور آپ کے قتل کی ذمہ داری محمد بن ابی بکر، محمد بن ابی حذیفہ، اور ابن حزم نے لی اور بعض کا قول ہے کہ کنانہ بن لبشر التجیبی، عمرو بن الحمق الخزاعی عبدالرحمٰن ابن عدلیس البلوی اور سودان بن حمران نے لی۔ اور تین دن آپ کو دفن نہ کیا گیا اور آپ کے دفن میں حضرت حکیم بن حزام، حضرت جبیر بن مطعم حضرت حویطب بن عبدالعزیٰ اور آپ کے بیٹے عمرو بن عثمان شامل ہوئے اور آپ کو رات کے وقت مدینہ میں ایک جگہ پر جو حش کوکب کے نام سے مشہور ہے دفن کیا گیا اور ان چاروں نے ہی آپ کا جنازہ پڑھا اور بعض کا قول ہے کہ آپ کا جنازہ نہیں پڑھا گیا اور بعض کا قول ہے کہ ان چاروں میں سے ایک نے آپ کا جنازہ پڑھا اور آپ کو بغیر نماز جنازہ کے دفن کر دیا گیا۔

اور آپ کا دورِ خلافت بارہ سال تھا اور حضرت عثمانؓ نے پہلے سال کے سوا لوگوں کو اپنے سارے دور میں حج کروایا اور وہ ۲۴ھ کا سال تھا، اس سال حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے لوگوں کو حج کروایا اور جس سال آپ قتل ہوئے اس میں حضرت عبداللہ بن عباس نے لوگوں کو حج کروایا اور وہ ۳۵ھ کا سال تھا آپ کے سات بیٹے تھے، عمرو، عمر، خالد، ابان، ولید، سعید اور عبدالملک۔

حضرت عثمانؓ کا حلیہ

حضرت عثمانؓ، درمیانہ قد، خوبرو، پتلی کھال بہت داڑھی والے تھے اس کا زیادہ حصہ گندم گوں تھا۔ کندھے کی ہڈیاں بڑی تھیں اور دونوں کندھوں کے درمیان بڑا فاصلہ تھا اور سر کے بال بہت تھے اور آپ کے دانت سونے سے بندھے ہوئے تھے، آپ اپنی داڑھی کو زرد رنگ دیتے تھے۔

حضرت عثمانؓ کے عمال

یمن پر حضرت یعلیٰ بن منبہ تمیمی، مکہ پہ

عبداللہ بن عمرو الحضرمی، ہمدان پر حضرت جریر بن عبداللہ البجلی، طائف پر حضرت القاسم بن ربیعہ ثقفی، کوفہ پر حضرت ابو موسیٰ اشعری، بصرہ پر حضرت عبداللہ بن عامر البجلی، طائف پر حضرت القاسم بن ربیعہ ثقفی، کوفہ پر حضرت ابو موسیٰ اشعری، بصرہ پر حضرت عبداللہ بن عامر بن کریز، مصر پر، حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح اور شام پر حضرت معاویہ بن ابی سفیان بن حرب۔

حضرت عثمانؓ کے دور کے فقہاء

حضرت علیؓ بن ابی طالب، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت ابی بن کعبؓ حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت ابو الدرداء، حضرت ابو سعید خدریؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت سلمان بن ربیعہ باہلی۔

حضرت علی بن ابی طالبؓ کا دورِ خلافت

اور حضرت علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بروز منگل ۲۳ ذوالحجہ ۳۵ھ کو خلیفہ بنے اور آپ کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف تھیں اور عجمی مہینوں میں سے جون کا مہینہ تھا اور اس دن آفتاب، جوزا میں ۲۶ درجے اور چالیس منٹ تھا اور ماہتاب، دلو میں ۱۸ درجے اور چالیس منٹ تھا اور زحل، سنبلہ میں ۲۵ درجے تھا اور مریخ جدی میں سات درجے تھا...... [1] حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ اور انصار و مہاجرین نے آپ کی بیعت کی اور سب سے پہلے آپ کی بیعت کرنے والے اور آپ کے ہاتھ پر ہاتھ مارنے والے حضرت طلحہ بن عبید اللہ تھے اور بنی اسد کے ایک شخص نے کہا سب سے پہلا بیعت کرنے والا ہاتھ شل تھا یا ناقص ہاتھ تھا اور اشتر نے اٹھ کر کہا اے امیر المومنین میں اس شرط پر آپ کی بیعت کرتا ہوں کہ اہل کوفہ کی بیعت میرے ذمے ہے پھر حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ نے اٹھ کر کہا اے امیر المومنین ہم اس شرط پر آپ کی بیعت کرتے ہیں کہ مہاجرین کی بیعت ہمارے ذمے ہے۔ پھر ابو الہیثم بن التیہان، عقبہ بن عمرو اور ابو ایوب نے اٹھ کر کہا ہم اس شرط پر آپ کی بیعت کرتے ہیں کہ انصار کی اور بقیہ قریش کی بیعت ہمارے ذمے ہے۔

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

قریش میں تین آدمیوں، مروان بن الحکم، سعید بن العاص اور ولید بن عقبہ کے سوا، قریش نے آپ کی بیعت کر لی اور ولید قوم کا نمائندہ تھا اس نے کہا ارے تو نے ہم سب کو تکلیف دی ہے، مجھے یہ تکلیف دی ہے کہ تو نے جنگ بدر میں میرے باپ کو باندھ کر قتل کیا ہے اور مروان کو تو نے یہ تکلیف دی ہے کہ اس کے باپ کو تو نے گالیاں دی ہیں اور جب حضرت عثمانؓ نے اُسے اپنے ساتھ ملایا تو اس پر عیب لگایا ہے حالانکہ اس کا باپ قریش کی کلیوں میں سے تھا۔۔۔۔ [1] پس ہم اس شرط پر بیعت کرتے ہیں کہ جو کچھ ہم نے حاصل کیا ہے وہ ہم سے ساقط کر دے اور جو کچھ ہمارے ہاتھوں میں ہے وہ معاف کر دے اور ہمارے دوست کے قاتلوں کو قتل کر، سو حضرت علیؓ ناراض ہو گئے اور کہنے لگے، یہ جو تم نے بیان کیا ہے کہ میں نے تمہیں تکلیف دی ہے تمہاری وہ تکلیف برحق ہے اور یہ کہ جو تم حاصل کر چکے ہو میں تم سے ساقط کر دوں میں اللہ کے حق کو ساقط نہیں کر سکتا اور یہ جو کچھ تمہارے ہاتھوں میں ہے میں اس کو معاف کر دوں پس جو اللہ اور مسلمانوں کے لیے ہے اس میں انصاف تمہیں گنجائش دیتا ہے اور حضرت عثمانؓ کے قاتلوں کو میرا قتل کرنا جو ہے اس کے بارے میں یہ ہے کہ اگر آج مجھے ان کا قتل کرنا ضروری ہو تو کل ان سے جنگ کرنا بھی میرے لیے ضروری ہو گا لیکن تمہارے لیے لازم ہے کہ میں تم کو کتاب اللہ اور اس کے نبی کی سنت پر آمادہ کروں اور جس پر حق تنگ ہو جائے، باطل پر اس پر زیادہ تنگ ہو جاتا ہے پس اگر تم چاہو تو اپنی کمانوں سے جلد ملو، مروان نے کہا بلکہ ہم آپ کی بیعت کریں گے اور آپ کے ساتھ کھڑے ہوں گے اور ہم اور تم دیکھیں گے۔

اور انصار کے کچھ لوگوں نے اُٹھ کر گفتگو کی اور سب سے پہلے خطیب الانصار

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

حضرت ثابت بن قیس بن شماس انصاری نے گفتگو کی اور کہا یا امیر المومنین قسم بخدا اگرچہ انھوں نے آپ کو حکمرانی میں مقدم کیا ہے مگر دین میں آپ کو مقدم نہیں کیا اور اگرچہ گزشتہ کل کو وہ آپ سے سبقت کر گئے تھے مگر آج آپ انہیں جا ملے ہیں اور تحقیق ان سے اور آپ سے آپ کا مقام مخفی نہ تھا نہ آپ کا مرتبہ نامعلوم تھا اور جن باتوں کو وہ نہ جانتے تھے ان میں وہ آپ کے محتاج تھے اور آپ اپنے علم کے ساتھ کسی کے محتاج نہ تھے۔

پھر ذوالشہادتین خزیمہ بن ثابت انصاری کھڑے ہوئے اور کہنے لگے یا امیر المومنین ہم نے اپنے اس معاملے کے لیے آپ کے سوا کسی کو مناسب نہیں پایا اور آپ ہی کی طرف لوٹنے کی جگہ تھی اور اگر ہم آپ کے بارے میں اپنے دلوں کی تصدیق کرتے تو آپ ایماناً سب لوگوں سے مقدم ہوتے اور اللہ کو سب لوگوں سے زیا[redacted]جاننے والے ہوتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سب مومنین سے زیادہ قریب ہوتے، جو ان کے لیے ہوتا آپ کے لیے ہوتا وہ ان کے لیے نہ ہوتا۔

اور صعصعہ بن صوحان نے اٹھ کر کہا یا امیر المومنین قسم بخدا، آپ نے خلافت کو زینت بخشی ہے اور اس نے آپ کو زینت نہیں دی اور آپ نے اسے رفعت بخشی ہے اور اس نے آپ کو رفعت نہیں دی اور وہ آپ کی نسبت، آپ کی زیادہ محتاج ہے۔

پھر مالک بن الحارث اشتر نے اٹھ کر کہا اے لوگو! یہ وصی الاوصیاء اور وارث علم الانبیاء، عظیم البلاء، اور حسن الغناء ہے جس کے ایمان کی کتاب اللہ نے اور اس کے رسول نے جنۃ الرضوان کی شہادت دی ہے، جس میں کامل فضائل پائے جاتے ہیں اور اوائل و اواخر نے اس کی سابقت، علم اور فضل میں شک نہیں کیا۔

پھر عقبہ بن عمرو نے اٹھ کر کہا ، کسے یوم عقبہ کی طرح یوم اور بعیت الرضوان

کی طرح بیعت حاصل ہے اور وہ بڑی ہدایت دینے والا امام ہے جس کے ظلم سے خوف نہیں کیا جاتا اور وہ عالم ہے جس کے جہل سے خوف نہیں کھایا جاتا۔

اور حضرت علیؓ نے حضرت موسیٰ بن اشعریؓ کے سوا، حضرت عثمانؓ کے عمال کو شہروں سے معزول کر دیا اس بارے میں اشترؓ نے آپ سے گفتگو کی تو اُسے آپ نے قائم رکھا اور حضرت قثم بن عباس کو مکہ کا اور حضرت عبید اللہ بن عباس کو یمن کا، اور حضرت قیس بن سعد بن عبادۃ کو مصر کا، اور حضرت عثمان بن حنیف انصاری کو بصرہ کا گورنر مقرر کیا اور حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ آپ کے پاس آکر کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہم سے بدسلوکی ہوئی ہے ہمیں اپنے امر میں شریک کر لیجیے، آپ نے فرمایا تم دونوں قوت واستقامت میں میرے شریک ہو اور عجز و کجی میں میرے مددگار ہو۔

اور بعض نے بیان کیا ہے کہ آپ نے حضرت طلحہؓ کو یمن کا، اور حضرت زبیرؓ کو یمامہ اور بحرین کا گورنر مقرر کیا۔

اور جب آپ نے ان دونوں کے حکم نامے ان کے سپرد کر دیے تو ان دونوں نے آپ سے کہا، آپ نے رشتہ داروں سے نیکی کی ہے، آپ نے فرمایا میں نے تم دونوں کو صرف مسلمانوں کے امور کی حکمرانی سے جوڑا ہے اور آپ نے ان دونوں سے حکم نامہ واپس لے لیا... وہ دونوں اس سے ناراض ہو گئے اور کہنے لگے، آپ نے خود کو ہم پر ترجیح دی ہے، آپ نے فرمایا، اگر تم دونوں کی حرص ظاہر نہ ہوتی تو میری تم دونوں کے بارے میں ایک رائے تھی۔

اور بعض نے بیان کیا ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ نے آپ سے کہا یا امیر المومنین حضرت طلحہؓ کو یمن کی طرف اور حضرت زبیرؓ کو بحرین کی طرف بھیج دیجیے اور حضرت معاویہؓ کو شام کا حکمنامہ لکھ دیجیے اور جب امور درست ہو جائیں تو آپ اپنا کام جانیں، تو آپ نے اس بارے میں انہیں جواب دیا تو حضرت مغیرہ نے کہا خدا کی قسم میں نے اس سے قبل آپ کو نصیحت نہیں کی اور نہ

اس کے بعد میں آپ کو نصیحت کروں گا۔

اور حضرت عائشہؓ مکہ میں تھیں، آپ حضرت عثمانؓ کے قتل سے قبل نکلیں اور جب آپ نے اپنا حج ادا کر لیا تو واپس لوٹ گئیں اور ابھی آپ راستے ہی میں تھیں تو ابن ام کلاب نے آپ سے ملاقات کی، آپ نے اس سے پوچھا عثمانؓ نے کیا کیا ہے؟ اس نے کہا وہ قتل ہو گئے ہیں، آپ کہنے لگیں ہلاکت اور دُوری ہو، آپ نے پوچھا لوگوں نے کس کی بیعت کی ہے؟ اس نے کہا حضرت طلحہؓ کی، آپ نے کہا، ذوالاصبع کی۔

پھر آپ کو ایک اور شخص ملا، آپ نے پوچھا، لوگوں نے کیا کیا ہے اس نے کہا انھوں نے حضرت علیؓ کی بیعت کر لی ہے، آپ کہنے لگیں خدا کی قسم میں پرواہ نہیں کرتی کہ یہ ہاتھ اس ہاتھ پر پڑے پھر آپ مکہ واپس آگئیں اور حضرت علیؓ نے کئی دن قیام کیا پھر حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے ہم عمرہ کرنا چاہتے ہیں ہمیں روانگی کی اجازت دیجیے اور بعض نے بیان کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے ان دونوں سے کہا یا اپنے کسی ساتھی سے کہا، خدا کی قسم ان دونوں نے عمرہ کا ارادہ نہیں کیا بلکہ انھوں نے خیانت کا ارادہ کیا ہے پس یہ دونوں مکہ میں حضرت عائشہؓ کے پاس گئے اور آپ کو خروج پر اکسایا اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی حضرت اُم سلمہ بنت ابی اُمیہ کے پاس آئیں اور کہنے لگیں، میرے عمزاد اور میری بہن کے خاوند نے مجھے بتایا ہے کہ حضرت عثمانؓ مظلومانہ طور پر مارے گئے ہیں اور اکثر لوگ حضرت علیؓ کی بیعت سے راضی نہیں اور بصرہ کی ایک جماعت نے مخالفت کی ہے اور اگر آپ ہمارے ساتھ چلیں تو شاید اللہ تعالیٰ ہمارے ہاتھوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے معاملہ کو درست کر دے؟ حضرت اُم سلمہؓ نے آپ سے کہا، دین کا ستون عورتوں سے کھڑا نہیں کیا جاتا عورتوں کے قابلِ تعریف کام، آنکھیں نیچے رکھنا، نگاہیں جھکانا، اور دامن گھسیٹنا

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے یہ کام مجھ سے اور تجھ سے ساقط کر دیا ہے کیا آپ اس بات کی قائل نہیں کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے جنگلات کے اطراف میں ملتے اور آپ نے پردہ پھاڑ دیا ہوتا تو وہ اسے آپ پر لاگو کرتے؟ اور آپ کے منادی نے اعلان کر دیا آگاہ رہو اُم المومنین مقیم ہیں پس تم بھی مقیم رہو۔

اور حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ نے آپ کے پاس آکر آپ کو اپنی رائے سے ہٹا دیا اور ان دونوں نے آپ کو خروج پر آمادہ کیا اور آپ حضرت علیؓ کی مخالفت میں بصرہ کی طرف روانہ ہوئیں اور حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ بھی بہت سی مخلوق کے ہمراہ آپ کے ساتھ تھے اور یعلیٰ بن منبہ، یمن کے مال کے ساتھ آیا کہتے ہیں کہ اس کی مقدار چار لاکھ دینار تھی، پس حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ نے اس سے مال کو لے لیا اور ان دونوں نے اس سے مدد مانگی اور دونوں بصرہ کی جانب روانہ ہو گئے۔

اور رات کو لوگ ایک پانی پر سے گزرے جسے مَرّ الحواب کہا جاتا تھا تو اس کے کتے ان پر بھونکے، حضرت عائشہؓ نے پوچھا یہ کون سا پانی ہے؟ ایک نے جواب دیا الحواب کا پانی ہے، حضرت عائشہؓ نے کہا انا للہ و انا الیہ راجعون، مجھے واپس کرو، مجھے واپس کرو، یہ وہ پانی ہے جس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا ہے کہ تو وہ نہ ہونا کہ تجھ پر الحواب کے کتے بھونکیں، پس قوم کے چالیس آدمیوں نے آپ کے پاس آکر اللہ کی قسم کھائی کہ یہ الحواب کا پانی نہیں ہے[1]

---

[1] مؤرخ نے صحابہ کی جماعت کو دروغ گو ثابت کرنے کے لیے یہ الفاظ بھی وضع کر لیے ہیں کہ چالیس آدمیوں نے قسم کھا کر کہا کہ یہ الحوٗاب کا پانی نہیں ہے حالانکہ بات صرف اتنی ہے کہ جب آپ کو معلوم ہوا کہ یہ الحوٗاب کا پانی ہے تو آپ کو

اور لوگ البصرہ آ گئے اور حضرت علیؓ کے عامل، عثمان بن حنیف تھے انہوں نے حضرت عائشہؓ اور آپ کے ساتھیوں کو داخل ہونے سے روک دیا تو حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ نے کہا ہم جنگ کے لیے نہیں آئے ہم صرف صلح کے لیے آئے ہیں اور انہوں نے اپنے اور اس کے درمیان ایک تحریر لکھی کہ وہ حضرت علیؓ کے آنے تک کوئی واقعہ نہیں کریں گے اور یہ کہ ہر فریق اپنے ساتھی سے امن میں ہوگا پھر وہ الگ الگ ہو گئے تو حضرت عثمان بن حنیف نے ہتھیار رکھ دیے تو انھوں نے اس کی داڑھی اور مونچھیں اور دونوں آنکھوں کی پلکیں اور ابرو نوچ لیے اور بیت المال کو لوٹ لیا اور جو کچھ اس میں تھا لے لیا اور جب نماز کا وقت آیا تو حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ نے جھگڑا کیا اور ہر ایک نے اپنے ساتھی کو کھینچا حتیٰ کہ نماز کا وقت فوت ہو گیا اور لوگوں نے آوازیں دیں اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب! نماز نماز، حضرت عائشہؓ کہنے لگیں، ایک روز محمد بن طلحہ نماز پڑھائیں اور ایک روز عبداللہ بن زبیر نماز پڑھائیں اور انھوں نے اس بات پر باہم صلح کر لی، اور جب حضرت علیؓ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یاد آ گئی اور آپ پریشان ہو گئیں کہ مجھے اس مقام پر نہیں ہونا چاہیے اسی لیے آپ نے فرمایا کہ مجھے واپس کرو، مجھے واپس کرو، مجھے واپس کرو، اتنی معمولی سی بات کے لیے اکٹھے چالیس آدمیوں کو قسم کھانے کی کیا ضرورت تھی۔ بہر حال تقدیر کے نوشتوں کو کوئی شخص بدل نہیں سکتا مگر حیرت تو اس بات پر ہے کہ مورخ بات کو کئی گنا بڑھا چڑھا کر پیش کرتا ہے اور نبی کے فدائیوں اور عشاق کو کذاب ثابت کرنا چاہتا ہے۔

تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو

(مترجم)

کو خبر ملی تو آپ بصرہ کی طرف چل پڑے اور بنی النجار کے ایک شخص ابو حسن بن عبد عمرو کو مدینہ پر نائب مقرر کیا اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چار سو سوار اصحاب کے ساتھ مدینہ سے نکلے اور جب وہ اسد اور طیؔ کے علاقے میں آئے تو ان میں سے چھ سو آدمی آپ کے پیچھے چلے پھر آپ ذوقار کی طرف آئے اور آپ نے حضرت حسن اور حضرت عمار بن یاسرؓ کو بھیجا اور آپ نے اہل کوفہ سے مدد مانگی اور ان دنوں حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کوفہ کے گورنر تھے آپ نے لوگوں کو ان کو مدد نہ دینے کی ترغیب دی اور ان میں سے چھ ہزار آدمی آپ کے پاس آئے اور عثمان بن حنیف نے آپ سے ملاقات کی اور کہنے لگے یا امیر المومنین آپ نے مجھے داڑھی کے ساتھ بھیجا تھا اور میں آپ کے پاس امرد ہو کر آیا ہوں اور آپ نے سارا واقعہ آپ کو بتایا۔

پھر امیر المومنین بصرہ آئے اور جمادی الاولیٰ ۳۶ھ میں الجُریبۃ مقام پر معرکہ جمل ہوا اور حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ اپنے ساتھیوں کے ساتھ نکلے اور اپنے میدانِ کارزار میں کھڑے ہو گئے تو حضرت علیؓ نے ان کی طرف پیغام بھیجا تم کیا طلب کرتے ہو اور کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہم حضرت عثمان کے خون کا بدلہ طلب کرتے ہیں، حضرت علیؓ نے کہا اللہ تعالیٰ قاتلین عثمانؓ پر لعنت کرے! اور حضرت علیؓ کے اصحاب نے صف بندی کی تو آپ نے انہیں فرمایا، تیر نہ چلانا اور نہ نیزہ مارنا اور نہ تلوار مارنا...... بلکہ[1] عذر کرو، اور دشمن قوم کے لشکر سے ایک شخص نے تیر چلایا تو امیر المومنین کے اصحاب میں سے ایک شخص مارا گیا، اُسے آپ کے پاس لایا گیا تو آپ نے فرمایا اے اللہ گواہ رہ، پھر ایک اور شخص نے تیر چلایا جو عبد اللہ بن بدیل ابن ورقاء خزاعی کو لگا...... اور اس نے اُسے مار دیا، اس کا بھائی عبد الرحمٰن

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

اُسے اُٹھا کر لایا تو حضرت علیؓ نے فرمایا اسے اللہ گواہ رہ، پھر جنگ ہوئی او
بنو ضبہ اُونٹ کے گرد چکر لگانے لگے اور وہ جھنڈا اُٹھائے ہوئے تھے پس
ان میں دو ہزار آدمی مارے گئے اور ازد نے اُسے گھیر لیا اور ان میں سے
دو ہزار سات سو آدمی مارے گئے اور جو شخص بھی اونٹ کی مہار پکڑتا اس کی
جان جاتی رہتی، اور حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ میدان کارزار میں مارے
آپ کو مروان بن الحکم نے تیر مار کر گرا دیا اور کہنے لگا خدا کی قسم میں آج
بعد حضرت عثمانؓ کے بدلے کا مطالبہ نہیں کروں گا اور میں نے انہیں قتل
کیا ہے اور جب حضرت طلحہؓ گر پڑے تو آپ نے کہا، خدا کی قسم میں نے
کبھی آج کی طرح قریش کے کسی شیخ کو اپنے سے بڑھ کر ضائع ہونے والا نہیں
دیکھا، خدا کی قسم اس موقف کے سوا جب بھی میں کسی موقف میں کھڑا ہوا
میں نے اس میں اپنے قدموں کی جگہ کو پہچانا ہے۔

اور حضرت علیؓ نے حضرت زبیرؓ سے کہا اے ابو عبد اللہ میرے نزدیک
آ، میں تجھے وہ بات یاد کراؤں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی
ہے، حضرت زبیرؓ نے حضرت علیؓ سے کہا میرے لیے امان ہے؟ حضرت علیؓ
نے کہا تیرے لیے امان ہے، پس آپ حضرت علیؓ کے پاس گئے تو آپ
انہیں وہ بات یاد دلائی تو انہوں نے کہا، خدا کی قسم مجھے یہ بات اسی وقت یاد
آئی ہے اور آپ نے واپسی کے لیے اپنے گھوڑے کی لگام موڑی تو عبد اللہ
نے آپ سے کہا، کس طرف؟ آپ نے کہا، حضرت علیؓ نے مجھے وہ بات
یاد دلائی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے کہی تھی، اس نے کہا
ہرگز نہیں، بلکہ آپ نے بنی ہاشم کی تلواروں کو تیز پایا ہے جنہیں بہادر اٹھائے
ہوئے ہیں، آپ نے کہا تو ہلاک ہو، میرے جیسے شخص پر بزدلی کا عیب
لگایا جاتا ہے؟ میرے پاس نیزہ لاؤ، اور آپ سے نیزہ لے کر حضرت علیؓ
کے اصحاب پر حملہ کر دیا، حضرت علیؓ نے کہا، شیخ کے لیے کشائش کر دو

ں مبتلا ہے پس آپ نے میمنہ ، میسرہ اور قلب کو شق کر دیا پھر واپس آ کر اپنے بیٹے سے کہنے لگے تیری ماں نہ رہے یہ کام بزدل کرتا ہے اور آپ واپس چلے گئے اور احنف بن قیس کے پاس سے گزرے تو اس نے کہا میں نے اس کی مانند جوان نہیں دیکھا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی کو چلا کر لایا ہے اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پردہ پھاڑ دیا ہے اور اس نے اپنی بیوی کو اپنے گھر میں چھپا رکھا ہے پھر اُسے چھوڑ دیا ہے اور واپس چلا گیا ہے، کیا کوئی شخص اس سے بدلہ لے گا تو عمرو بن جرموز تمیمی نے آپ کا پیچھا کیا اور وادی السباع مقام پر آپ کو قتل کر دیا اور جنگ دن کے چار گھنٹے رہی، بعض نے بیان کیا ہے کہ اس روز تیس ہزار سے زیادہ آدمی مارے گئے۔

پھر حضرت علی رضؓ کے منادی نے اعلان کیا کہ کوئی شخص زخمی کو مار کر اس کا کام تمام نہ کرے اور نہ پیٹھ پھیرنے والے کا تعاقب کرے اور نہ پشت پھیرنے والے کا مقابلے میں جائے اور جو ہتھیار ڈال دے وہ امن میں ہوگا اور جو اپنا دروازہ بند کر لے وہ امن میں ہوگا پھر آپ نے اسود و احمر کو امان دی اور آپ نے حضرت ابن عباسؓ کو حضرت عائشہ رضؓ کے پاس بھیجا کہ انہیں واپسی کا مشورہ دیں اور جب حضرت ابن عباسؓ آپ کے پاس آئے تو حضرت عائشہؓ کہنے لگیں اے ابن عباسؓ تو نے دو دفعہ سنت میں غلطی کی ہے تو میرے گھر میں میری اجازت کے بغیر داخل ہوا ہے اور میرے حکم کے بغیر میرے سامان پر بیٹھا ہے حضرت ابن عباسؓ نے کہا ہم نے آپ کو سنت سکھائی ہے، یہ آپ کا گھر نہیں ہے آپ کا گھر وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے لیے پیچھے چھوڑا ہے اور قرآن نے آپ کو اس میں ٹھہرنے کا حکم دیا ہے اور ان دونوں کے درمیان گفتگو ہوئی جو اس کتاب میں کسی اور جگہ بیان ہوئی ہے اور حضرت علی رضؓ، حضرت عائشہ رضؓ کے پاس آئے اور آپ عبداللہ بن خلف خزاعی کے گھر میں تھیں اور اس کا بیٹا طلحۃ الطلحات کے نام سے مشہور

تھا آپ نے کہا اے حمیراؓ! کیا آپ اس سفر سے نہیں رکیں؟ حضرت عائشہؓ نے کہا اے ابن ابی طالب، تو نے قابو پایا ہے تو نرمی سے گفتگو کر، آپ نے کہا، مدینہ چلی جاؤ اور اس گھر کی طرف لوٹ جاؤ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ٹھہرنے کا حکم دیا ہے حضرت عائشہؓ کہنے لگیں میں ایسے ہی کروں گی۔ پس آپ نے عبد القیس کی ستر عورتیں، مردوں کے لباس میں آپ کے ساتھ بھیجیں حتیٰ کہ وہ آپ کو مدینہ لائیں اور آپ نے لوگوں کو برابر دیا اور کسی کو کسی پر ترجیح نہ دی اور آپ نے غلاموں کو بھی خالص نسب والوں کی طرح دیا اور آپ سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے کہا دونوں گتوں کے درمیان جو کچھ ہے میں نے پڑھا ہے اور میں نے اسماعیل کی اولاد کے لیے اسحاق کی اولاد پر یہ ترجیح نہیں پائی اور آپ نے زمین سے ایک تنکا لے کر اسے اپنی دونوں انگلیوں کے درمیان رکھ لیا۔

اور جب آپ جنگِ جمل سے فارغ ہوئے تو آپ نے جعدہ بن ہبیرہ بن ابی وہب مخزومی کو خراسان کی طرف بھیجا اور مرو کا رئیس ماہویہ آپ کے پاس آیا تو آپ نے اس کے لیے تحریر لکھی اور اس کی شروط کو اس کے لیے نافذ کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ اتنا خراج اکٹھا کر لائے جتنا اس پر مقرر کیا گیا ہے تو وہ آپ کے پاس پہلے مقررہ کردہ مال کے مطابق مال لایا۔

اور حضرت علیؓ کوفہ جانے کے لیے بصرہ سے روانہ ہوئے اور رجب ۳۶ھ میں کوفہ آئے تو جریر بن عبداللہ، ہمدان کے امیر تھے آپ نے

لہ حضرت علیؓ، حضرت عائشہؓ کے بیٹے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ تھے ان سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ آپ نے اپنی ماں حضرت عائشہؓ کو اس طرح خطاب کیا ہو، یہ فقرہ اس مخصوص ذہنیت کا آئینہ دار ہے جس کا مؤرخ حامل ہے (مترجم)

انہیں معزول کر دیا تو انہوں نے حضرت علیؓ سے کہا، مجھے حضرت معاویہ کے پاس بھیج دیجیے بلاشبہ ان کے ساتھ جو آدمی ہیں وہ سب میری قوم کے لوگ ہیں شاید میں انہیں آپ کی اطاعت پر متفق کر دوں، اشتر نے آپ سے کہا یا امیر المومنین، اسے نہ بھیجیے، اس کی خواہش، ان کی خواہش ہے آپ نے فرمایا اسے جانے دو، اگر اس نے خیر خواہی کی تو امانت ادا کرنے والوں میں سے ہوگا اور اگر اس نے مداہنت کی تو جسے امین بنایا جائے اور وہ امانت ادا نہ کرے اور جس پر اعتماد کیا جائے اور وہ اعتماد کو ٹھیس پہنچائے اس پر گناہ لازم آتا ہے۔

ان پر ہلاکت ہو وہ کس کے ساتھ رغبت کرتے ہیں اور مجھے دعوت دیتے ہیں اور قسم بخدا میں نے ان سے صرف اقامت حق کا ارادہ کیا ہے اور میرے دوسرے ان سے باطل کے خواہاں ہیں، پس جریر، حضرت معاویہ کے پاس آئے اور وہ بیٹھے ہوئے تھے اور لوگ ان کے اردگرد بیٹھے ہوئے تھے جریر نے آپ کو حضرت علیؓ کا خط دیا، آپ نے اُسے پڑھا پھر جریر نے اُٹھ کر کہا اے اہل شام، جسے تھوڑا فائدہ نہ دے اُسے زیادہ بھی فائدہ نہیں دیتا۔ اور بصرہ میں جنگ ہے اس جیسی مصیبت ہرگز مدد دے گی، اور اسلام کے لیے بقا نہ ہوگی اے اہل شام اللہ سے ڈرو اور حضرت علیؓ اور حضرت معاویہ کے بارے میں بھلائی سوچو اور اپنی جانوں پر رحم کرو اور تم سے بڑھ کر کوئی ان پر رحم کرنے والا نہ ہوگا۔

پھر وہ خاموش ہو گیا اور حضرت معاویہ بھی خاموش ہو گئے اور بات نہ کی اور کہنے لگے اے جریر! مجھے اپنا تھوک نگلنے تک مہلت دو۔

اور اسی شب حضرت معاویہ نے حضرت عمرو بن العاص کی طرف آدمی بھیجا اور آپ کو لکھا۔

اما بعد، حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت عائشہؓ

کے معاملے کی آپ کو اطلاع مل چکی ہے اور مروان اہل بصرہ کے
دافعہ کے ساتھ ہمارے پاس آیا ہے اور جریر بن عبداللہ میرے
پاس حضرت علیؓ کی بیعت کے بارے میں آیا ہے اور میں نے
اپنے آپ کو آپ کی آمد تک روک رکھا ہے، پس اللہ تعالیٰ
کی برکت سے آیئے۔

اور جب خط ان کے پاس پہنچا تو آپ نے اپنے دونوں بیٹوں عبداللہ اور محمد کو بلایا اور ان سے مشورہ لیا، عبداللہ نے آپ سے کہا اے شیخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے تو وہ آپ سے راضی تھے اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی فوت ہوئے تو وہ دونوں آپ سے راضی تھے اور اگر آپ نے تھوڑی سی دنیا کے بدلے اپنے دین کو خراب کر لیا جیسے آپ حضرت معاویہ کے ساتھ حاصل کریں گے تو تم دونوں کل دوزخ میں لیٹو گے، پھر آپ نے محمد سے کہا، تیری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا اس کام کے لیے سبقت کر اور اس میں دُم بننے سے قبل، سر بن جا اور وہ کہنے لگا

آنے والے غموں کے لیے میری شب دراز ہو گئی ہے اور اس
خوف کی وجہ سے جو دوشیزاؤں کے چہروں کو نمایاں کر دیتا ہے
ابن ہند نے مجھ سے کہا ہے کہ میں اس کی ملاقات کروں اور اس بات
میں ہلاکتیں ہیں، اس کے پاس حضرت علیؓ کی جانب سے جریر
ایک کام کے لیے آیا ہے جس نے ہر درہم کے چھوٹے حصے کے
ساتھ اس کی زندگی کو تلخ کر دیا ہے اگر اس نے اس سے وہ بات
حاصل کی تو اس کے رد کرنے کی اُمید نہیں کی جاتی اور اگر اس نے
اُسے حاصل نہ کیا تو قیدی کی طرح ذلیل ہوگا اور قسم بخدا میں
نہیں جانتا اور میں ایسے ہی ہوں گا اور اس نے کب میری قیادت
کی ہے وہ تو میرے پیچھے چلنے والا ہے، کیا میں اُسے دھوکا

دوں اور اس میں دھوکہ بازی کرنا کمینگی ہے، یا میں اس سے دل
سے محبت کرنے والے کی طرح خیر خواہی کروں، یا اپنے گھر میں
بیٹھ رہوں اور اس میں اس شیخ کے لیے راحت ہے جو ہر سورج
کے طلوع میں موت سے ڈرتا ہے اور عبداللہ نے ایک بات
کہی ہے جو دل کو لگی ہے خواہ میری رکاوٹیں مجھے نہ روکیں، اور
اس بارے میں اس کے بھائی محمد نے اس کی مخالفت کی ہے
اور میں حقائق کے نزدیک مضبوط آدمی ہوں۔

اور جب عبداللہ نے اس کے اشعار سُنے تو اس نے کہا شیخ نے اپنی ایڑیوں پر پیشاب کر دیا ہے اور اپنے دین کو اپنی دنیا کے عوض فروخت کر دیا ہے اور جب صبح ہوئی تو اس نے اپنے غلام وردان کو بُلا کر کہا اے وردان پالان ڈالو، پھر کہنے لگا اے وردان پالان اتار دو، پس اس نے تین بار پالان ڈالا اور اتارا، وردان نے کہا اے ابو عبداللہ تو بے ذوق ہو گیا ہے اور اگر تو چاہے تو میں تجھے وہ بات بتاؤں جو تیرے دل میں ہے اس نے کہا بیان کرو، اس نے کہا دنیا اور آخرت تیرے دل پر پیش ہوئی ہے، میں نے کہا حضرت علیؓ کے پاس آخرت بلا دنیا ہے اور حضرت معاویہ کے پاس دنیا بلا آخرت ہے اور دنیا میں آخرت کا بدلہ نہیں ہے اور تجھے معلوم نہیں کہ تو دونوں میں سے کسے اختیار کرتا ہے، اس نے کہا، اللہ تیرا بھلا کرے جو بات میرے دل میں ہے اس میں تو نے کچھ غلطی نہیں کی، اسے وردان کیا رائے ہے؟ اس نے کہا میری رائے یہ ہے کہ تو اپنے گھر میں قیام کرے، اگر اہل دین غالب آگئے تو تو اُن کے دین کی اچھائی میں زندہ رہے گا اور اگر اہل دُنیا غالب آگئے تو وہ تجھے مستغنی نہ ہوں گے، عمرو نے کہا، اب عربوں نے حضرت معاویہ کی طرف میرے سفر کو شہرت دے دی ہے، اسے وردان، پالان ڈالو، پھر وہ کہنے لگا ؎

اللہ تعالیٰ وردان اور اس کی سمجھ داری کا بھلا کرے، تیری زندگی کی قسم وردان نے وہ بات ظاہر کر دی ہے جو دل میں تھی۔

پس وہ حضرت معاویہ کے پاس آئے اور آپ سے اپنی بات کا تذکرہ کیا ——— اور آپ سے کہنے لگے خدا کی قسم، عرب، حضرت علیؓ اور آپ کے درمیان کسی بات میں برابری نہیں کریں گے اور حضرت علیؓ کو جنگ میں وہ بہرہ حاصل ہے جو قریش میں سے کسی کو حاصل نہیں، سوائے اس کے آپ ان سے بے انصافی کریں، آپ نے کہا تو نے درست کہا ہے لیکن ہم جو کچھ ہمارے پاس ہے اس سے حضرت علیؓ کے ساتھ جنگ کریں گے اور انہیں حضرت عثمانؓ کا قتل لازم کریں گے، حضرت عمرو نے کہا ہائے بُرا ہو، سب لوگوں سے زیادہ حق دار وہ ہے جو عثمان کا ذکر نہ کرے نہ میں اور نہ آپ، آپ نے کہا تو ہلاک ہو، کیوں؟ عمرو نے کہا، آپ نے تو انہیں چھوڑ دیا ہے اور آپ کے ساتھ اہل شام ہیں حتیٰ کہ انھوں نے یزید بن اسد البجلی سے مدد مانگی ہے اور وہ ان کی طرف روانہ ہو گیا ہے اور میں نے ان کو کھلے طور پر چھوڑ دیا ہے اور فلسطین کی طرف بھاگ گیا ہوں، حضرت معاویہ نے کہا اسے چھوڑیئے اپنا ہاتھ بڑھا کر میری بیعت کیجیے، عمرو نے کہا اللہ کی قسم، میں جب تک آپ سے آپ کی دنیا سے حصہ نہ لوں آپ کو اپنا دین نہیں دوں گا، حضرت معاویہ نے آپ سے کہا آپ کے لیے مصر کمائی کا ذریعہ ہے، مروان بن الحکم نے غصے ہو کر کہا کیا وجہ ہے کہ مجھ سے مشورہ نہیں لیا جاتا؟ حضرت معاویہ نے کہا خاموش رہ، تجھ سے مشورہ لیا جا رہا ہے حضرت معاویہ نے حضرت عمرو سے کہا اے ابو عبد اللہ آج شب ہمارے پاس گزاریے اور آپ نے پسند نہ کیا کہ لوگ انہیں خراب کر دیں، حضرت عمرو نے رات گزاری اور آپ کہہ رہے تھے۔

اے معاویہ میں تجھے اپنا دین نہیں دوں گا اور اس کے بدلے، تجھ
سے دُنیا حاصل نہیں کروں گا، دیکھ تو کیا کرتا ہے پس اگر تو
مجھے مصر دے دے تو سودے سے فائدہ حاصل کر، اس کے
ذریعے تو نے اس شیخ کو پکڑا ہے جو فائدہ اور نقصان دیتا ہے
اور دین و دنیا برابر نہیں ہیں اور مجھے جو دیا جائے گا میں اُسے
لے لوں گا اور میرا سر کپڑے سے ڈھکا ہوا ہوگا، لیکن میں تجھے
وہ چیز دوں گا جس میں حکومت کے لیے قوت اور اس کی
بقا ہوگی اور اگر جوتا پھسل گیا تو مجھے فریب دیا جائے گا اور
تو مجھے رغبت سے مصر نہیں دیتا اور قانع کی مالداری کسی روز
شوق بن جاتا ہے۔

اور آپ نے ان کے لیے عہد نامہ لکھا اور گواہوں نے گواہی دی اور
پ نے عہد نامے کو ختم کیا اور حضرت عمرو نے آپ کی بیعت کی اور
ںوں نے وفاداری کا عہد کیا۔

اور حضرت معاویہ نے حضرت علیؓ کے عامل مصر، قیس بن سعد
عبادہ کے لیے تدبیر کی اور آپ اس سے اس اُمید پر خط و کتابت
نے لگے کہ اُسے مائل کر لیں گے اور قیس بن سعد نے آپ کو لکھا۔

قیس بن سعد کی طرف سے معاویہ بن صخر کی طرف

امابعد، تو مکہ کا ایک بُت ہے تو بادلِ نخواستہ اسلام میں داخل
ہوا ہے اور بخوشی اس سے نکل گیا ہے۔

ور حضرت معاویہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص کو لکھا۔

سب لوگوں سے بڑھ کر حضرت عثمانؓ کی مدد کے حق دار،
قریش کے اہلِ شوریٰ ہیں جنہوں نے آپ کے حق کو ثابت کیا
ہے اور دوسروں پر آپ کو ترجیح دی ہے اور حضرت طلحہ اور

حضرت زبیرؓ نے آپ کی مدد کی ہے اور وہ امر میں آپ کے شریک اور اسلام میں آپ کی نظیر ہیں اور اس کے لیے ام المومنین ہلکی ہو گئی ہیں اور جن باتوں سے وہ راضی ہیں انہیں ناپسند نہ کر اور جو بات انہوں نے قبول کی ہے اُسے ردّ نہ کر،

حضرت سعدؓ نے آپ کو لکھا:

اما بعد، بلاشبہ حضرت عمرؓ نے اُسی کو شوریٰ میں داخل کیا تھا جس کے لیے خلافت جائز تھی اور ہم میں سے کوئی شخص بھی اس کا زیادہ حق دار نہ تھا، سوائے اس کے کہ ہم اُس پر اتفاق کرتے، ہاں حضرت علیؓ میں وہ بات تھی جو ہم میں نہ تھی اور جو بات ہم میں تھی آپ میں نہ تھی، اور اگر حضرت طلحہ اور حضرت زبیرؓ اپنے گھروں میں بیٹھے رہتے تو ان دونوں کے لیے بہتر ہوتا اور اللہ ام المومنین کو معاف فرمائے۔

اور حضرت علیؓ کو اطلاع ملی کہ حضرت معاویہ جنگ کے لیے تیار ہیں اور اہل شام آپ کے پاس جمع ہیں، پس حضرت علیؓ انصار و مہاجرین کے ساتھ روانہ ہو کر مدائن آ گئے اور تمیر دار آپ کو تحائف کے ساتھ ملے تو آپ نے ان تحائف کو واپس کر دیا، انھوں نے پوچھا، یا امیر المومنین آپ کیوں ہمیں تحائف واپس کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا، ہم تمہاری نسبت ان کے حق کے زیادہ کام آنے والے ہیں کہ ہم تم پر غالب آ جائیں پھر آپ الجزیرہ کی طرف گئے آپ کو تغلب اور النمر بن قاسط کے قبائل ملے، اور ان میں سے بہت سے آپ کے ساتھ چل پڑے پھر آپ رقہ کی طرف گئے اور اس کے باشندے عثمانیہ تھے جو کوفہ سے بھاگ کر حضرت معاویہ کے پاس بھاگ آئے تھے اور انھوں نے اس کے دروازے بند کر لیے اور قلعہ بند ہو گئے اور ان کا امیر سماک بن مخرمہ اسدی تھا، انھوں نے اس کے دروازے بند کر لیے اور اس

بن الحارث النخعی ان کے پاس گیا اور اس نے کہا خدا کی قسم تم فتح کرو گے یا میں تم میں تلوار رکھوں گا پس انھوں نے فتح کیا اور امیر المومنین نے اس روز وہیں قیام کیا۔

پھر آپ فرات کی مشرقی جانب چلے گئے حتیٰ کہ آپ صفین کی طرف چلے گئے اور حضرت معاویہ، پانی کی طرف سبقت کر گئے اور آپ نے وسیع پڑاؤ پایا اور جب حضرت علیؓ اور آپ کے اصحاب آئے تو وہ پانی تک نہ پہنچے اور لوگوں نے حضرت معاویہ کا تقرب حاصل کیا اور کہنے لگے، لوگوں کو پیاس سے نہ مارو ان میں غلام، لونڈیاں اور مزدور بھی ہیں، حضرت معاویہ نے انکار کیا اور کہنے لگے، مجھے اور ابوسفیان کو اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض سے سیراب نہ کرے اگر وہ اس سے کبھی پانی پئیں، پس حضرت علی نے اشتر اور اشعث کو سواروں کے ساتھ بھیجا اور اشعث بن قیس، پیادوں میں تھا اور حضرت معاویہ کے سوار ابوالاعور سلمی کے ساتھ تھے، سو حضرت علیؓ کے اصحاب نے اس سے جنگ کی حتیٰ کہ گھوڑوں کے سُم فرات میں جا پڑے اور گھاٹ پر غالب آ گئے اور گھاٹ پر اشتر کا بھائی عبداللہ بن الحارث کھڑا تھا اور جب حضرت علیؓ، گھاٹ پر غالب آ گئے تو حضرت معاویہ کے اصحاب نے کہا کہ ہمارے لیے کوئی قوت لایموت نہیں ہے اور حضرت علیؓ نے پانی پر قبضہ کر لیا ہے۔ حضرت عمرو بن العاص نے حضرت معاویہؓ سے کہا، بلاشبہ حضرت علیؓ آپ سے اور آپ کے اصحاب سے وہ بات جائز نہیں سمجھتے جو آپ نے ان سے اور ان کے اصحاب سے جائز سمجھی ہے پس حضرت علیؓ نے پانی چھوڑ دیا اور یہ واقعہ ذوالحجہ ۳۶ھ میں ہوا۔

پھر حضرت علیؓ نے حضرت معاویہ کی طرف آپ کو دعوت دیتے ہوئے اور آپ سے واپسی کی اپیل کرتے ہوئے آدمی بھیجا اور یہ کہ وہ خونریزی سے امت کو پراگندہ نہ کریں مگر انہوں نے جنگ کے سوا ہر بات سے انکار کر دیا۔

اور ۳۷ھ میں صفین میں جنگ ہوئی اور چالیس راتیں ان کے درمیان قائم رہی
اور جنگِ صفین میں حضرت علیؓ کے ساتھ اہل بدر میں سے ستر آدمی تھے اور جنھوں نے درخت تلے بیعت کی تھی ان میں سے سات سو آدمی تھے اور بقیہ مہاجرین و انصار میں سے چار سو آدمی تھے اور حضرت معاویہ کے ساتھ انصار میں سے صرف نعمان بن بشیر اور مسلمہ بن مخلد تھے، اور حضرت علیؓ کے اصحاب کی نیت جنگ میں پختہ تھی اور حضرت عمار بن یاسرؓ نے اُٹھ کر لوگوں کو آواز دی اور بہت سے لوگ آپ کے پاس آ گئے، آپ نے کہا خدا کی قسم اگر وہ ہمیں شکست دے دیں حتیٰ کہ ہمیں ہجر کی کھجوروں کی شاخوں تک پہنچا دیں تب بھی ہمیں معلوم ہے کہ ہم حق پر ہیں اور وہ باطل پر ہیں پھر آپ نے فرمایا کیا کوئی جنت کی طرف جانے والا ہے؟ تو بہت سے لوگوں نے آپ کی پیروی کی اور حضرت معاویہ کے خیمے کے گرد آپ نے گھیرا ڈال دیا اور لوگوں نے شدید جنگ کی اور حضرت عمار بن یاسرؓ مارے گئے اور اس شدید جنگ کو جنگ شدت اختیار کر گئی اور لوگوں نے آواز دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوست قتل ہو گیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے عمارؓ کو باغی گروہ قتل کرے گا۔

اور حضرت علیؓ کے اصحاب آگے بڑھے اور انھوں نے حضرت معاویہ کے اصحاب پر سخت غلبہ پا لیا حتیٰ کہ وہ آپ سے چمٹ گئے اور حضرت معاویہ نے اپنا گھوڑا منگوایا تاکہ اس پر سوار ہو کر بچ جائیں تو حضرت عمرو بن العاص نے آپ سے پوچھا کہاں جاتے ہو؟ آپ نے کہا جو تم دیکھ رہے ہو وہ مصیبت نازل ہو چکی ہے آپ کے پاس کوئی بات ہے حضرت عمرو نے کہا ایک حیلہ باقی رہ گیا ہے کہ مصاحف کو بلند کیا جائے اور ان میں جو کچھ ہے اس کی انہیں دعوت دیں، اس طرح آپ ان کو روک دیں گے اور ان کی تیزی اور ان کی قوت کو توڑ دیں گے، حضرت معاویہ نے کہا یہ آپ کا کام ہے!

انھوں نے مصاحف بلند کیے اور انہیں اس کے مطابق فیصلہ کرنے کی دعوت
دی اور کہنے لگے ہم آپ کو کتاب اللہ کی طرف دعوت دیتے ہیں، حضرت
علیؓ نے کہا یہ ایک چال ہے وہ اصحاب قرآن نہیں ہیں اور اشعث بن قیس
کندی نے روکاوٹ ڈالی اور حضرت معاویہ نے اس سے مہربانی چاہی تھی
ور اُسے خط لکھ کر اپنی طرف دعوت دی تھی، اس نے کہا، آپ نے لوگوں
کو حق کی طرف دعوت دی ہے، حضرت علیؓ نے کہا اُنھوں نے تم سے
فریب کیا ہے اور تمہیں ان سے پھیرنا چاہا ہے، اشعث نے کہا خدا کی قسم
گر آپ نے انہیں جواب نہ دیا میں آپ سے پھر جاؤں گا اور یمانیہ، اشعث
کے ساتھ رغبت کرنے لگے، اشعث نے کہا خدا کی قسم آپ کو ضرور انہیں
س بات کا جواب دینا ہو گا جس کی طرف اُنھوں نے دعوت دی ہے
ہم آپ کو سب کچھ سمیت، ان کی طرف پھینک دیں گے اور اس بارے میں
نتر اور اشعث نے باتوں باتوں میں بہت جھگڑا کیا حتیٰ کہ ان کے درمیان
جنگ ہونے کو تھی اور حضرت علیؓ کو بھی خوف پیدا ہو گیا کہ آپ کے اصحاب
پ سے الگ ہو جائیں گے اور جب آپ نے اپنی پوزیشن کو دیکھا تو
ن کے فیصلے کا انہیں جواب دیا اور حضرت علیؓ نے کہا میری رائے ہے
میں حضرت عبد اللہؓ بن عباسؓ کو بھیجوں، اشعث نے کہا حضرت معاویہ، حضرت
عمرو بن العاص کو بھیج رہے ہیں اور دو مُضری ہمارا فیصلہ نہ کریں گے بلکہ آپ
حضرت ابو موسیٰ اشعری کو بھیجیں، اُنھوں نے جنگ میں کچھ حصہ نہیں لیا، حضرت
علیؓ نے کہا، ابو موسیٰ دشمن ہیں اور اُنھوں نے کوفہ میں لوگوں کو مجھے مدد
نہ دینے کی ترغیب دی ہے اور انہیں میرے ساتھ جانے سے روکا ہے
اُنھوں نے کہا ہم ان کے سوا کسی اور آدمی سے راضی نہیں ہوں گے، پس
حضرت علیؓ نے باوجود اس علم کے کہ وہ آپ سے عداوت رکھتے ہیں اور
آپ کے اور ان کے درمیان مداہنت سے کام لیتے ہیں، حضرت ابو موسیٰ

اشعری کو بھیج دیا اور حضرت معاویہ نے .... حضرت عمرو بن العاص
کو بھیجا اور انھوں نے قضیہ کی دو تحریریں لکھیں، ایک تحریر حضرت علیؓ کی جانب
سے جو آپ کے کاتب عبداللہ بن ابی رافع کے خط میں تھی اور ایک تحریر حضرت
معاویہ کی جانب سے جو آپ کے کاتب عمیر بن عباد الکنانی کے خط میں تھی اور
انھوں نے حضرت علیؓ کی تقدیم اور حضرت علیؓ کے امیرالمومنین کہلانے
کے بارے میں جھگڑا کیا، ابوالاعور سلمی نے کہا، ہم حضرت علیؓ کو مقدم
نہیں کریں گے اور حضرت علیؓ کے اصحاب سے کہا ہم آپ کے نام کو تبدیل
نہیں کریں گے اور صرف امیرالمومنین ہی لکھیں گے، پس انھوں نے اس پر بات
شدید جھگڑا کیا حتیٰ کہ انھوں نے ایک دوسرے کو ہاتھ مارے تو اشعث نے
کہا، اس نام کو مٹا دو، اشتر نے اسے کہا اے اعور، میں نے ارادہ کیا
کہ میں اپنی تلوار تجھ سے بھر دوں، میں نے ان لوگوں کو قتل کیا ہے جو تجھ
سے بھی بدتر تھے اور مجھے معلوم ہے کہ تو صرف فتنہ کا خواہاں ہے اور
تو صرف دنیا کے گرد گھومتا ہے اور اسے آخرت پر ترجیح دیتا ہے
جب انھوں نے باہم اختلاف کیا تو حضرت علیؓ نے کہا اللہ اکبر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے روز سہیل بن عمرو کے لیے لکھا کہ اس پر رسول اللہ
نے صلح کی ہے، سہیل نے کہا اگر ہم جانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم آپ
سے جنگ نہ کرتے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اس
نام مٹا دیا اور آپ نے مجھے حکم دیا اور میں نے لکھا محمد بن عبداللہ کی طرف سے
اور آپ نے فرمایا میرا نام اور میرے باپ کا نام میری نبوت کو ختم نہیں کرے گا
اور اسی طرح انبیاء نے لکھا ہے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ
کی طرف لکھا ہے اور میرا نام اور میرے باپ کا نام بھی امیری امارت کو
ختم نہیں کرتے اور آپ نے ان کو حکم دیا اور انھوں نے لکھا:
علی بن ابی طالب کی طرف سے، اور آپ نے قضیہ کی تحریر فریقین پر پیش

واجب کی کہ وہ اس بات پر راضی ہیں جو کتاب اللہ نے واجب کی ہے اور دونوں پنچوں پر دونوں تحریروں میں شرط لگائی گئی کہ وہ فاتحہ سے لے کر خاتمہ تک جو کچھ بھی کتاب اللہ میں ہے اس کے مطابق فیصلہ کریں اور اس سے تجاوز نہ کریں اور نہ اس سے ہٹ کر خواہش کی طرف آئیں اور نہ مداہنت کریں اور آپ نے ان دونوں سے سخت عہد لیے اور اگر وہ فیصلے میں کتاب اللہ سے فاتحہ سے لے کر خاتمہ تک تجاوز کریں تو ان دونوں کا کوئی فیصلہ نہ ہوگا۔

اور حضرت علی بن ابی طالب نے حضرت عبداللہ بن عباس کو اپنے چار سو اصحاب کے ساتھ بھیجا اور حضرت معاویہ نے بھی اپنے چار سو اصحاب کو بھیجا اور وہ ماہ ربیع الاوّل ۳۸ھ میں دومۃ الجندل میں جمع ہوئے اور حضرت عمرو بن العاص نے حضرت ابو موسیٰ کو دھوکا دیا اور حضرت معاویہ کا آپ سے ذکر کیا اور کہا، وہ حضرت عثمانؓ کے بدلے کے ذمے دار ہیں اور انہیں قریش میں خاندانی شرافت حاصل ہے اور وہ اپنے پاس اپنی پسند کی بات نہیں پلتے، پس میرا بیٹا عبداللہ ہے؟ انھوں نے کہا وہ اس مقام کے مناسب نہیں، آپ نے کہا عبداللہ بن عمرؓ ہیں؟ انھوں نے کہا جب وہ حضرت عمرؓ کی سنت کو زندہ کریں اب وہ جہاں بھی ہیں آپ نے کہا، میں حضرت علیؓ اور حضرت معاویہ کو معزول کرتا ہوں اور مسلمان انتخاب کرلیں۔

اور حضرت عمرو نے حضرت ابو موسیٰ کو منبر کے آگے کیا اور جب حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے انہیں دیکھا تو وہ عبداللہ بن قیس کے پاس آئے اور اس کے نزدیک ہو کر کہا اگر حضرت عمرو کسی بات پر آپ کو چھوڑ دیں تو انہیں اپنے سے مقدم کرنا بلاشبہ وہ فریب کار ہیں۔ اس نے کہا نہیں، ہم نے ایک بات پر اتفاق کر لیا ہے پس وہ منبر پر چڑھے اور حضرت علیؓ کو معزول کر دیا پھر حضرت عمرو بن العاص منبر پر چڑھے اور کہا میں نے حضرت معاویہ کو

ایسے ہی قائم کیا ہے جیسے یہ میری انگوٹھی میرے ہاتھ میں قائم ہے، حضرت ابو موسیٰ نے آپ کو آواز دی اے منافق، تو نے فریب کیا ہے، تیری مثال کُتے کی سی ہے اگر تو اس پر حملہ کرے یا چھوڑ دے تو وہ ہانپ کر زبان ڈالتا ہے حضرت عمرو نے کہا، تیری مثال گدھے کی سی ہے جو کتابوں کو اٹھاتا ہے[1] اور لوگوں نے ایک دوسرے کو آوازیں دیں، خدا کی قسم دونوں پنچوں نے کتاب میں موجود تعلیم کے خلاف فیصلہ کیا ہے اور ان دونوں پر اور شرط تھی اور لوگوں نے ایک دوسرے کو کوڑوں سے مارا اور کچھ لوگوں نے ایک دوسرے کے بال پکڑ لیے اور لوگ منتشر ہو گئے اور خوارج نے آواز دی، دونوں پنچوں نے کفر کیا ہے فیصلہ صرف اللہ ہی کا ہے۔

اور بعض کا قول ہے کہ سب سے پہلے دونوں پنچوں کے اکٹھے ہونے سے قبل یہ نعرہ عروۃ بن ادیہ تمیمی نے لگایا اور فیصلہ ماہِ رمضان ۳۸ھ میں ہوا۔

اور ابن الکلبی نے بیان کیا ہے کہ عبدالرحمٰن بن حصین بن سوید:......[2] نے مجھے بتایا کہ میں فرات کے کنارے حضرت ابو موسیٰ کے ساتھ چل رہا تھا اور اس وقت وہ حضرت عمرؓ کے عامل تھے اور وہ مجھ سے بیان کرنے لگے کہ بنی اسرائیل کو ہمیشہ ہی فتنے ایک زمین کے بعد دوسری زمین میں اوپر

---

[1] ہمارے نزدیک اس قسم کے الفاظ وہ لوگ استعمال نہیں کر سکتے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ ہوں اور دنیائے اسلام انہیں اپنے ایک نہایت ہی اہم فیصلے کے لیے پنچ مقرر کرے یہ سب یار لوگوں کے چٹخارے ہیں جو انھوں نے صحابہ کرام پر طعن کرنے کے لیے تیار کیے ہیں تاکہ ان کی اخلاقی حالت کو فروتر ثابت کیا جا سکے (مترجم)

[2] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

پیچھے کرتے رہے حتیٰ کہ انہوں نے دو گمراہوں کو پنچ بنایا اور ان دونوں نے اپنے پیروکاروں کو گمراہ کر دیا، میں نے پوچھا اے ابوموسیٰ اگر آپ ایک پنچ ہوں تو آپ نے مجھے کہا اگر میں وہ ہوا تب اللہ میرے لیے آسمان میں چڑھنے کی اور زمین میں بھاگنے کی جگہ نہ چھوڑے گا، سوید نے کہا بسا اوقات مصیبت بات کرنے پر منحصر ہوتی ہے اور میں تحکیم کے بعد آپ سے ملا تو میں نے کہا جب اللہ کسی بات کا فیصلہ کر لیتا ہے تو اس سے مقابلہ نہیں کیا جا سکتا[1]

اور حضرت علیؓ، کوفہ واپس آگئے اور جب آئے تو خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا:

اے لوگو! سب سے پہلے فتنے میں پڑنے کا باعث وہ خواہشات ہیں جن کی اتباع کی جاتی ہے اور وہ احکام ہیں جو ایجاد کیے جاتے ہیں، جن میں جوان، جوانوں کی تعظیم کرتے ہیں اور ان میں الٰہی فیصلے کی مخالفت کی جاتی ہے اور اگر خالق حق پر عمل ہو تو کسی عقلمند پر مخفی نہیں رہتا لیکن ایک بے بنیاد خبر اس سے لی جاتی ہے اور دوسری

---

[1] یہ روایت حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو نعوذ باللہ گمراہ ثابت کرنے کے لیے وضع کی گئی ہے گویا حضرت ابوموسیٰ الٰہی فیصلہ کے مطابق گمراہ تھے، انا للہ و انا الیہ راجعون - اور یہ گمراہی کی مصیبت انہوں نے خود ہی سہیڑ لی تھی کیونکہ آپ ہی نے بنی اسرائیل کے دو گمراہ پنچوں کا ذکر کیا تھا اور سائل کے سوال پر آپ نے کہا تھا کہ اگر میں پنچ بنا تو میرے لیے زمین و آسمان میں کوئی گنجائش نہ ہو گی - اس بات کے کہنے پر آپ گمراہ ہو گئے - کیا اس روایت میں کوئی عقل کی بات بھی ہے -
(مترجم)

بے بنیاد خبر دوسرے سے لی جاتی ہے اور ان کو ملا دیا جاتا ہے
اور حق کو چھپایا جاتا ہے اور اس موقع پر شیطان اپنے دوستوں
پر مستولی ہو جاتا ہے اور وہ لوگ نجات پاتے ہیں جن کے لیے
ہماری طرف سے نیکی سبقت کر جاتی ہے۔

اور خوارج احروراء لبستی کی جانب چلے گئے، اس کے اور کوفہ کے درمیان نصف فرسخ کا فاصلہ ہے اور اس کی وجہ سے انہیں حروریہ کا نام دیا گیا ہے اور اس کے سردار عبداللہ بن وہب راسبی، ابن الکواء اور شبث بن ربعی تھے اور وہ کہنے لگے، فیصلہ صرف اللہ ہی کا ہے، جب حضرت علیؓ کو اس بات کی خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا، بات تو سچ ہے مگر اس سے باطل مراد لیا گیا ہے پھر وہ آٹھ ہزار کے ساتھ اور بعض کا قول ہے کہ بارہ ہزار آدمیوں کے ساتھ نکلے اور حضرت علیؓ نے حضرت عبداللہ بن عباس کو ان کے پاس بھیجا اور آپ نے ان سے گفتگو کی اور انھوں نے آپ کے خلاف دلیل پکڑی تو حضرت علیؓ ان کے پاس گئے اور کہنے لگے کیا تم مجھ پر جہل کی شہادت دیتے ہو؟ انھوں نے کہا نہیں، آپ نے کہا تم میرے احکام کو نافذ کرتے ہو؟ انھوں نے کہا ہاں، آپ نے کہا اپنے کوفہ کی طرف واپس چلے جاؤ حتیٰ کہ ہم بحث کر لیں تو وہ سب کے سب واپس آ گئے پھر وہ کھڑے ہو کر کہنے لگے، فیصلہ صرف اللہ ہی کا ہے اور حضرت علیؓ کہنے لگے میں تمہارے بارے میں الٰہی فیصلے کا منتظر ہوں اور وہ کوفہ سے چلے گئے اور انھوں نے حضرت عبداللہ بن خباب بن الارت پر حملہ کر کے آپ کو اور آپ کے اصحاب کو قتل کر دیا، سو حضرت علیؓ ان کے مقابلے میں گئے اور ان سے اللہ کے نام پر اپیل کی اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو ان کے پاس بھیجا اور آپ نے فرمایا اے ابن عباسؓ ان خوارج سے پوچھیے تم امیر المومنین پر کیوں ناراض ہو؟ کیا آپ نے تمہارے متعلق حق کے ساتھ

فیصلہ نہیں کیا، اور تم میں انصاف قائم نہیں کیا اور تمہارے حقوق سے تمہیں کچھ کم نہیں دیا؟ حضرت عبداللہ بن عباس نے یہ بات انہیں کہی تو ایک پارٹی نے ان میں سے کہا، خدا کی قسم ہم انہیں جواب نہیں دیں گے اور دوسری پارٹی نے کہا خدا کی قسم ہم انہیں ضرور جواب دیں گے پھر ہم ان سے ضرور جھگڑا کریں گے، ہاں اے ابن عباس ہم حضرت علیؓ سے کئی باتوں کی وجہ سے ناراض ہیں جو سب کی سب تباہ کرنے والی ہیں، اگر ہم صرف ان میں سے ایک بات پر آپ سے جھگڑا کرتے تو ہم آپ سے جھگڑا کرتے، آپ نے جس روز حضرت معاویہ کو خط لکھا آپ نے امیرالمومنین کی امرۃ سے اپنا نام مٹا دیا اور ہم نے جنگ صفین میں آپ کو چھوڑ دیا اور آپ نے ہمیں اپنی تلوار سے نہیں مارا تاکہ ہم اللہ کی طرف لوٹ آتے اور آپ نے دو پنچوں کو پنچ بنایا حالانکہ آپ کا خیال ہے کہ آپ وصی ہیں پس آپ نے وصیت کو ضائع کر دیا ہے اور اے ابن عباس آپ ہمارے پاس خوبصورت چادریں آئے ہیں اور آپ بھی ہمیں اس بات کی طرف دعوت دیتے ہیں جس جیسی بات کی طرف وہ ہمیں دعوت دیتے ہیں۔

حضرت ابن عباسؓ نے کہا، یا امیرالمومنین میں نے ان لوگوں کی بات سن لی ہے اور آپ جواب کے زیادہ حق دار ہیں، آپ نے فرمایا میں ان کے پاس بار بار آیا گیا ہوں اس ذات کی قسم جس نے دانے کو پھاڑا اور روح کو پیدا کیا ہے، انھیں کہہ دیجیے، کیا تم اس سے جو کتاب اللہ میں ہے اور اس میں جو اسوۂ رسول بیان ہوا ہے اس سے راضی نہیں ہو؟ انھوں نے کہا بیشک، آپ نے کہا علیؓ اس سے زیادہ راضی ہے، یوم حدیبیہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب نے جب اس نے سہیل بن عمرو اور صخر بن حرب اور ان جیسے مشرکین کی طرف لکھا۔ محمد رسول اللہ کی طرف سے ——— تو انھوں نے آپ کی طرف لکھا، اگر ہمیں معلوم ہوتا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم آپ سے جنگ نہ کرتے آپ ہماری طرف لکھیں ۔ محمد بن عبداللہ کی طرف سے ۔

ہم آپ کو جواب دیں گے تو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اپنا نام مٹا دیا اور فرمایا میرا نام اور میرے باپ کا نام میری نبوت اور میرے امر کو ختم نہیں کرتا اور آپ نے لکھا ۔ محمد بن عبد اللہ کی طرف سے ۔ اور اسی طرح انبیاء نے بھی لکھا ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آباء کی طرف لکھا ہے اور رسول اللہ کی ذات میں نیک نمونہ پایا جاتا ہے ۔

اور تمہارا یہ کہنا کہ میں نے جنگِ صفین میں تم کو اپنی تلوار نہیں ماری تاکہ تم امرِ الٰہی کی طرف لوٹ آؤ ، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ، اپنے ہاتھوں کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور تمہاری تعداد بہت تھی اور میں اور میرے اہلبیت بہت معمولی تعداد میں تھے ۔ اور تمہارا یہ کہنا کہ میں نے دو پنچوں کو پنچ بنایا ہے ، بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے خرگوش کے بارے میں بھی پنچ بنایا ہے جو چوتھائی درہم میں فروخت ہوتا ہے اور اس نے فرمایا ہے تم میں سے دو عادل آدمی اس کا فیصلہ کریں ۔ اور اگر دونوں پنچ کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کرتے تو مجھے ان کے فیصلے سے خروج کرنے کی گنجائش نہ ہوتی ۔

اور تمہارا یہ کہنا کہ میں وصی تھا اور میں نے وصیت کو ضائع کر دیا ہے ، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ——— اور اللہ کی خاطر لوگوں پر بصورتِ استطاعت بیت اللہ کا حج فرض ہے اور جو کفر کرے تو اللہ عالمین سے بے نیاز ہے کیا تمہاری رائے میں اگر کوئی شخص اس گھر کا حج نہ کرے تو وہ بیت اللہ کا کفر کرتا ہے اگر مستطیع اس گھر کو ترک کرے تو وہ کفر کرتا ہے اور تم نے مجھے چھوڑ کر کفر کیا ہے اور میں نے تم کو چھوڑ کر کفر نہیں کیا [1]

---

[1] علامہ ابن کثیرؒ نے البدایۃ والنہایۃ میں لکھا ہے کہ حضرت علیؓ سے خوارج کے بارے میں سوال کیا گیا کہ وہ کافر ہیں ، فرمایا نہیں ، پوچھا گیا وہ منافق ہیں ، فرمایا نہیں ، منافق اس قدر طویل نمازیں پڑھنے والے نہیں ہوتے ،

پس اس روز دو سو خوارج واپس آ گئے اور چار ہزار ٹھہرے رہے اور زوال آفتاب کے ساتھ ان کے درمیان گھمسان کا رن پڑا اور دن کے دو گھنٹے جاری رہا اور وہ سب کے سب مارے گئے اور ذوالثدیہ بھی مارا گیا اور ان لوگوں میں سے دس سے بھی کم آدمی بچے اور حضرت علی رضؓ کے اصحاب میں سے دس سے بھی کم آدمی مارے گئے اور معرکہ نہروان ۳۹ھ میں ہوا۔

اور جب حضرت علیؓ کوفہ آئے تو خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے اور حمد و ثنائے الٰہی اور اس کی نعمتوں کی تذکیر اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے اور اللہ نے آپ کو جو فضیلت دی ہے اس کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا، اما بعد، اے لوگو! میں نے فتنہ کی آنکھ پھوڑ دی ہے اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

دریافت کیا گیا پھر وہ کیا ہیں فرمایا، ہمارے بھائی ہیں جنہوں نے ہمارے خلاف بغاوت کی ہے ایہ مسئلہ بغاوت کا تھا نہ کہ کفر و اسلام کا، چونکہ مؤرخ کا مقصد اس امر کو ثابت کرنا ہے کہ لوگوں نے وصی رسول کو نہیں مانا اور اس طرح انھوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا انکار کیا ہے لہٰذا انھوں نے کفر کا ارتکاب کیا ہے یہ بات ہی سرے سے غلط ہے۔ آپ کے بارے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی وصیت نہ تھی اور نہ آپ نے ساری عمر میں ایک دفعہ بھی اس بات کو لوگوں کے سامنے پیش کیا ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصی مقرر کیا ہے آپ نے خود دیگر خلفاء کی بیعت کر کے اس بات کو مؤکد کر دیا ہے کہ آپ کے بارے میں کوئی وصیت نہ تھی اور اگر تھی تو سب سے پہلے آپ ہی نے اس کا انکار کر کے حضرت ابوبکرؓ اور دیگر خلفاء کی بیعت کی ہے (مترجم)

میرے سوا کسی نے اس پر جرأت نہیں کی اور اگر میں تم میں موجود نہ ہوتا تو عہد شکنوں، ظالموں اور خارجیوں سے جنگ نہ کی جاتی، پھر آپ نے فرمایا مجھے کھو دینے سے قبل مجھ سے پوچھ لو، میں عنقریب قتل ہونے والا ہوں اور اس اُمت کے بدبخت ترین کو اس امر سے نہیں روکا جائے گا کہ وہ اسے اس کے اُوپر کے حصے کے خون سے رنگ دے، اس ذات کی قسم جس نے سمندر کو پھاڑا اور رُوح کو پیدا کیا ہے تم مجھ سے جس چیز کے متعلق بھی پوچھو گے جو تمہارے اور قیامت کے درمیان ہے اور جس فتنہ کے متعلق تم پوچھو گے جو ایک سو کو گمراہ کرتا اور ایک سو کو ہدایت دیتا ہے، میں تمہیں اس کے للکارنے والے اور اس کے لیڈر اور اس کے ہانکنے والے کے متعلق قیامت کے دن تک خبر دوں گا، بلاشبہ قرآن اپنا علم اُسی کو دیتا ہے جو اس کا مزہ چکھتا ہے اور علم سے اپنے جہل کو معلوم کر لیتا ہے اپنے عمل کو دیکھتا ہے اور اپنے بہرے پن کو سنتا ہے اور اس سے اپنے ٹھکانے کو پا لیتا ہے اور اگر مر جائے تو اس سے زندہ ہو جاتا ہے اور اس سے اللہ کی رضا کو حاصل کر لیتا ہے پس اسے اس کے اہل سے طلب کرو، بلاشبہ وہ زندگی کے گھر، قرآن کے مستقر اور فرشتوں کی فرودگاہ میں ہیں اور وہ اہل علم جن کا عمل، ان کے علم کے متعلق تمہیں خبر دیتا ہے اور ان کا ظاہر ان کے باطن کے متعلق خبر دیتا ہے، وہی لوگ ہیں جو حق کی مخالفت نہیں کرتے اور نہ اس کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں، ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا سچا حکم گزر چکا ہے اور اس میں یاد کرنے والوں کے لیے نصیحت ہے۔

اور تم عنقریب میرے بعد ہمہ گیر ذلت اور قاتل تلوار اور قبیح خود غرضی کو پاؤ گے جسے تم پر ظلم کرنے والے سنت بنا لیں گے جو تمہاری جمعیت کو پریشان کر دے گی اور تمہاری آنکھیں روئیں گی اور محتاجی تمہارے

میں داخل ہو جائے گی اور میں جو تمہیں کہتا ہوں عنقریب تم اُسے یاد کرو گے اور اللہ ظالم کو ہلاک کرے گا۔

اور حضرت معاویہ بن ابی سفیان نے حضرت عمرو بن العاص کو ان کی شرط کے مطابق مصر کا گورنر بنا کر بھیجا اور آپ ۳۸ھ میں مصر آئے اور آپ کے ساتھ شامیوں کی ایک عظیم فوج تھی اور دمشق کا گورنر یزید بن اسد البجلی، اور اہل فلسطین کا گورنر شمیر الخثعمی اور اہل اردن کا گورنر ابوالاعور سلمی اور الخارجہ کا گورنر معاویہ بن خدیج الکندی تھا، پس محمد بن ابوبکر انھیں المسناۃ مقام پر ملا اور اس نے ان سے شدید جنگ کی اور حضرت عمرو کہا کرتے تھے، میں نے المسناۃ کی جنگ کی مثل نہیں دیکھی محمد نے یمانیہ سے قابل ملامت فعل کیا اور حضرت عمرو بن العاص نے یمانیہ سے موافقت کی تو انھوں نے محمد بن ابوبکر کو اکیلا پیچھے چھوڑ دیا اور اس نے ایک ساعت تلوار چلائی پھر چلا گیا اور ایک جنگلی قوم کی فرودگاہ میں داخل ہو گیا اور اہل ابن حدیج الکندی نے اس کا تعاقب کیا اور اُسے پکڑ کر قتل کر دیا اور اُسے گدھے کی لاش میں داخل کر دیا اور اُسے کوچے میں آگ سے جلا دیا جو زقاق الحوف کے نام سے مشہور ہے۔

حضرت علیؓ کو محمد بن ابوبکر کی کمزوری اور حضرت معاویہ اور حضرت عمرو بن العاص کے یمانیہ کو مدد دینے کی خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا محمد کو کوئی خرابی نہیں ہوئی اور آپ نے مالک بن الحارث اشتر کو مصر کی طرف بھیجا اور اس کے پہنچنے سے قبل محمد بن ابوبکر قتل ہو چکا تھا اور آپ نے اہل مصر کی طرف لکھا میں نے تمہاری طرف اللہ کی شمشیروں میں سے ایک شمشیر بھیجی ہے جو نہ ضرب سے اُچٹنے والی ہے اور نہ کند ہے پس وہ اگر تم سے مدد مانگے تو مدد دو اور اگر وہ تم کو ٹھہرنے کا حکم دے تو ٹھہر جاؤ۔ بلاشبہ وہ میرے حکم سے بڑھے گی اور رُکے گی اور میں نے اس کے ذریعے تم کو اپنے آپ پر

ترجیح دی ہے اور جب حضرت معاویہ کو اطلاع ملی کہ حضرت علیؓ نے اشتر کو بھیجا ہے تو آپ کو یہ بات گراں گزری اور آپ کو معلوم ہوگیا کہ اہل یمن ان میں سے ہر کسی سے زیادہ تیزی کے ساتھ اشتر کی طرف آئیں گے تو آپ نے اس کے لیے زہر چھپایا اور جب وہ فسطاط سے قلزم کی طرف دو مرحلوں پر آیا تو اہل مدینہ کے ایک شخص کے گھر میں اترا جسے ......[1] سو اس نے اس کی خدمت کی اور اس کی ضروریات کو پورا کیا پھر وہ اس کے پاس ایک شہد کا پیالہ لایا جس میں زہر ملایا گیا تھا اور اس نے اسے وہ پیالہ پلا دیا اور اشتر قلزم میں مرگیا اور وہیں اس کی قبر ہے اور اس کا اور محمد بن ابو بکر کا قتل ۳۸ھ میں ہوا۔

اور جب حضرت علیؓ کو محمد بن ابو بکر اور اشتر کے قتل ہونے کی اطلاع ملی تو آپ نے دونوں پر سخت گھبراہٹ کا اظہار کیا اور درد مند ہوئے اور حضرت علیؓ نے کہا، اے مالک تیرے جیسے شخص پر رونے والی عورتوں کو رونا چاہیے اور مالک کی مثل کہاں ؟ اور آپ نے محمد بن ابو بکر کا ذکر کیا اور اس پر درد مند ہوئے اور کہا وہ میرا بیٹا تھا اور میرے بیٹوں اور میرے بھتیجوں کا بھائی تھا اور الخریت بن راشد الناجی اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ نکلا اور انہوں نے کوفہ میں تلواریں سونت لیں اور انھوں نے ایک جماعت کو قتل کر دیا اور لوگوں نے ان کو تلاش کیا تو الخریت اور اس کے اصحاب کوفہ سے نکل گئے اور وہ جس شہر کے پاس سے گزرتے اس کے بیت المال کو لوٹ لیتے حتیٰ کہ عمان کے ساحل کی طرف چلے گئے۔

اور حضرت علیؓ نے الحلو بن عوف ازدی کو عمان کا عامل بنا کر بھیجا تو بنو ناجیہ نے اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور اسلام سے مرتد ہوگئے

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

ضرت علیؓ نے معقل بن قیس الریاحی کو شہر کی طرف بھیجا سو اس نے الخریت راشد اور اس کے اصحاب کو قتل کر دیا اور بنی ناجیہ کو قید کر لیا اور مصقلہ ن ہبیرہ شیبانی نے ان کو خرید لیا اور کچھ قیمت دے دی پھر وہ حضرت معاویہ ے پاس بھاگ گیا اور حضرت علیؓ نے اس کے گھر کو گرائے جانے کا حکم ے دیا اور عتق بن ناجیہ کو بھجوایا اور وہ دعویٰ کرتے تھے کہ وہ سامہ ابن ی کی اولاد میں سے ہیں۔

اور حضرت معاویہ نے نعمان بن بشیر کو بھیجا تو اس نے مالک بن کعب ارحبی پر حملہ کر دیا اور وہ عین التمر کے میگزین پر حضرت علیؓ کا عامل تھا وحضرت علیؓ نے کہا اے اہل کوفہ اپنے بھائی مالک بن کعب کے بلاوے کا واب دو، بلاشبہ نعمان بن بشیر ایک فوج کے ساتھ آیا ہے جو زیادہ نہیں ے شاید اللہ تعالیٰ ظالموں کے ایک گوشے کو قطع کر دے، تو انھوں نے یر کر دی اور نہ نکلے، پس حضرت علیؓ نے منبر پر چڑھ کر آہستگی سے فتگو کی جو سنی نہ جاتی تھی اور لوگوں نے خیال کیا کہ آپ اللہ سے دعا ر رہے ہیں پھر آپ نے اپنی آواز کو بلند کیا اور کہا اے اہل کوفہ! کیا ب کبھی بھی اہل شام کی کوئی فوج آئی ہے ہر شخص نے اپنا دروازہ بند کر لیا ہے اور اپنے گھر میں گوہ کی طرح بل میں داخل ہو گیا ہے اور ذلیل بجو اپنے بھٹ میں ہے، تم پر افسوس ہے۔

مجھے ایک دن تم سے سرگوشی کرنے کے لیے اور ایک دن پکارنے کے لیے ملا ہے پس وہ نجات کے وقت بھائی نہیں ہوتے اور نہ آواز کے وقت آزاد ہوتے ہیں اور جب آپ اپنے گھر میں آئے تو حضرت عدی بن حاتم اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے خدا کی قسم یہ ترک مدد قبیح ہے پھر وہ آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے یا امیر المومنین میرے ساتھ طی کے ایک ہزار جوان ہیں جو میری نافرمانی نہیں کریں گے اور اگر آپ چاہیں کہ میں ان کو لاؤں تو میں

جاتا ہوں حضرت علیؓ نے فرمایا اے ابو طریف اللہ آپ کو جزائے خیر دے میں ایک قبیلہ کو اہل شام کو روکنے کے لیے پیش کرنے کا نہیں بلکہ تو نخیلہ کی طرف جا، پس وہ گیا اور لوگوں نے اس کی پیروی کی اور حضرت عدی فرات کے کنارے پر چلے اور شام کے نزدیکی علاقے پر غارت گری کی۔

اور الضحاک بن قیس نے القطقطانہ پر غارت گری کی اور حضرت علیؓ کو اس کی آمد کی خبر ملی اور یہ کہ اس نے ابن عمیش کو قتل کر دیا ہے، حضرت علیؓ خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا اے اہل کوفہ اپنی فوج کے پاس جاؤ اس کا ایک حصہ مارا گیا ہے اور ابن عمیش مرد صالح کی طرف بھی جاؤ اور اپنے حریم کو بچاؤ اور اپنے دشمن سے لڑو تو انہوں نے کمزور سا جواب دیا، آپ نے کہا اے اہل عراق، میں چاہتا ہوں کہ تمہارے ہر آٹھ آدمیوں کے بدلے میں میرے لیے اہل شام کا ایک شخص ہو اور ان کے لیے ہلاکت ہو انہوں نے ظلم پر استقلال کے باوجود جنگ کی ہے تم ہلاک ہو جاؤ میرے ساتھ نکلو، اگر تمہیں کچھ معلوم ہو تو مجھے چھوڑ کر بھاگ جاؤ اور قسم بخدا میں شہادت کا آرزومند ہوں اور وہ میرے سر پر گھومتی ہے حالانکہ تمہاری مدارات کے ترک کرنے کے بارے میں میرے پاس عظیم رُوح ہے جیسے کہ جوان اونٹوں کی مدارات کی جاتی ہے یا پھٹے ہوئے کپڑوں کی، جب کبھی انہیں ایک جانب سے سیا جاتا ہے وہ دوسری جانب سے پھٹ جاتے ہیں پس حجر بن عدی الکندی نے آپ کے پاس آکر کہا، یا امیر المومنین، اللہ جنت میں مجھے اس کے قریب نہ کرے جو آپ کا قرب نہیں چاہتا آپ اللہ کی عادت پر قائم رہیے، بلاشبہ حق، منصور ہے اور شہادت بہترین روزی ہے، میرے ساتھ خیر خواہ لوگوں کو بلائیے اور میرے لیے اپنی کفایت کے ساتھ ایک جماعت بن

جائیے، خدا کی قسم، انسان اور اس کے اہل کی جماعت، بلاشبہ شیطان اکثر لوگوں کے دلوں کو نہیں چھوڑتا حتیٰ کہ ان کی روحیں ان کے ابدان کو چھوڑ دیں، پس آپ نے حجر کی اچھی تعریف کی اور تسبیح پڑھی اور فرمایا اللہ تجھے شہادت سے محروم نہ کرے مجھے معلوم ہے کہ تو اس کے جوانوں میں سے ہے اور حضرت علی مسجد میں بیٹھ گئے اور ان لوگوں کو بلایا اور چار ہزار آدمیوں نے بلاوے کا جواب دیا اور آپ ان کے ساتھ دشمن کی تلاش میں گئے اور تیزی سے چلے حتیٰ کہ آپ انہیں تدمر میں جا ملے جو حمص کی عملداری میں ہے اور آپ نے ان سے جنگ کی اور ان کو شکست دی، حتیٰ کہ وہ الضحاک کے پاس پہنچ گئے اور رات ان کے درمیان حائل ہو گئی اور الضحاک واپسی پر رات کے آخری حصے میں چلا اور حجر بن عدی اور اس کے ساتھیوں نے ان علاقوں میں دو دن اور دو راتیں غارت گری کی پھر سفیان بن عوف نے انبار پر غارت گری کی اور اشرس بن حسان البکری کو قتل کر دیا اور علی سعید بن قیس نے اس کا تعاقب کیا اور جب اس نے اسے دیکھا تو پیٹھ پھیر کر واپس چلا گیا اور سعید نے عانات تک اس کا پیچھا کیا مگر اسے نہ مل سکا۔

اور حضرت معاویہ نے عبداللہ بن مسعدۃ بن حذیفہ بن بدر فزاری کو ایک سوار دستے کے ساتھ بھیجا اور اسے مکہ اور مدینہ جانے کا حکم دیا پس وہ ایک ہزار سات سو جوانوں کے ساتھ چلا اور جب حضرت علیؑ کو خبر ملی تو آپ نے المسیب بن نجبتہ الفزاری کو بھیجا اور اسے کہا اے مسیب! تو ان لوگوں میں سے ہے جن کی نیکی، جنگ اور خیر خواہی پر مجھے اعتماد ہے، ان لوگوں کی طرف جاؤ اور ان پر اثر انداز ہو اگرچہ وہ تیری قوم کے لوگ ہیں، مسیب نے آپ سے کہا یا امیرالمومنین اگر میں آپ کے قابل اعتماد لوگوں میں ہوں تو یہ میری سعادت ہے پس وہ ہمدان اور طی وغیرہ کے دو ہزار لوگوں کے ساتھ تیزی سے گیا اور اس نے اپنے ہراول کو آگے کیا اور انھوں نے عبداللہ بن مسعدۃ کو پکڑنے کا موقع پا لیا اور وہ

اس سے کترانے لگا اور ابن مسعدة نے شکست کھائی اور تیماء میں قلعہ بند ہوگیا اور مسیب نے قلعے کا گھیراؤ کرلیا اور اس نے ابن مسعدة اور اس کے اصحاب تین دن محاصرہ کیے رکھا تو انہوں نے اُسے آواز دی اے مسیب! ہم تیری قوم کے لوگ ہیں تو رشتہ داری کا خیال رکھ، تو اس نے ابن مسعدة اور اس کے اصحاب کا راستہ چھوڑ دیا اور اس نے قلعے سے نجات پائی۔

اور جب رات نے ان کو چھپالیا تو وہ رات کے پردے میں نکلے حتیٰ کہ شام پہنچ گئے اور مسیب نے قلعہ پر حملہ کیا۔ اور اس نے وہاں کسی کو نہ پایا تو عبدالرحمٰن بن شبیب نے کہا، اے مسیب قسم بخدا تو نے ان کے معاملے میں مداہنت کی ہے اور امیرالمومنین سے خیانت کی ہے اور وہ حضرت علیؑ کے پاس آیا تو حضرت علیؓ نے اُسے کہا اے مسیب تو میرے خیر خواہوں میں سے تھا پھر تو نے جو کیا سو کیا، اور آپ نے اُسے کئی دن تک قید رکھا پھر اُسے چھوڑ دیا اور اُسے کوفہ میں صدقات کی وصولی کا منتظم مقرر کر دیا۔

اور حضرت معاویہ نے بسر بن ابی ارطاة کو بھیجا اور بعض کا قول ہے کہ ابن ارطاة العامری کو۔ جو بنی عامر ابن لوئی میں سے تھا۔ تین ہزار آدمیوں کے ساتھ بھیجا اور اُسے کہا، چلا جا حتیٰ کہ تو مدینہ کے پاس سے گزر اور اس کے باشندوں کو بھگا دے اور تو جس کے پاس سے گزرے اُسے خوف زدہ کر اور جو شخص ہماری اطاعت میں داخل نہیں اور تو اس کا مال پائے تو اس کے مال کو لوٹ لے اور اہل مدینہ کو وہم ڈال دے کہ تو ان کی جانوں کا خواہاں ہے اور یہ کہ وہ تیرے نزدیک بری نہیں ہیں اور نہ ان کا کوئی عذر ہے اور چلا جا حتیٰ کہ تو مکہ میں داخل ہو جائے اور اس میں تو کسی کے درپے نہ ہو اور مکہ اور مدینہ کے درمیان جو لوگ ہیں انہیں خوفزدہ کر دے اور انہیں گروہ در گروہ کر دے، پھر چلتا جا حتیٰ کہ تو صنعاء آجائے وہاں ہمارے مدد

ہیں اور ان کا خط بھی میرے پاس آیا ہے، پس بسر چلا گیا اور وہ عربوں کے جس قبیلے کے پاس سے گزرتا وہ اس کے ساتھ وہی سلوک کرتا جس کا حضرت معاویہ نے اسے حکم دیا تھا حتیٰ کہ وہ مدینہ آ گیا اور حضرت ابوایوب انصاری اس کے امیر تھے سو وہ مدینہ سے ایک طرف ہٹ گئے اور بسر داخل ہو کر منبر پر چڑھا پھر کہنے لگا اے اہل مدینہ، تمہاری برائی کی مثل اس بستی کی سی ہے جو پرامن اور مطمئن تھی اور ہر جگہ سے اس کا رزق بافراغت آتا تھا اور اس نے نعمائے الہٰیہ کی ناشکری کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے افعال کی وجہ سے انہیں بھوک اور خوف کے لباس کا مزہ چکھایا، آگاہ رہو اللہ تعالیٰ نے تم کو اس مثل میں الجھا دیا ہے اور تمہیں اس کا اہل بنایا ہے، چہرے بگڑ گئے ہیں پھر وہ ہمیشہ ہی انہیں گالیاں دیتا رہا حتیٰ کہ وہ منبر سے اتر آیا۔

راوی کا بیان ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی حضرت ام سلمہ کے پاس گئے اور کہنے لگے مجھے خدشہ ہو گیا ہے کہ میں قتل ہو جاؤں گا اور یہ گمراہی کی بیعت ہے، حضرت ام سلمہ نے کہا پھر بیعت کر لو بلاشبہ تقیہ نے اصحاب کہف کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ صلیبیں پہنتے تھے اور اپنی قوم کے لوگوں کے ساتھ عید دن میں شامل ہوتے تھے اور بسر نے مدینہ کے کچھ گھروں کو گرا دیا پھر وہ چلا، حتیٰ کہ مکہ آ گیا اور یمن پر حضرت عبیداللہ بن عباس، حضرت علیؓ کے عامل تھے اور حضرت علیؓ کو اطلاع ملی تو آپ خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا اے لوگو! تمہاری سب سے پہلی کمی تم میں سے ان دانشمندوں اور صاحب الرائے لوگوں کا چلا جانا ہے جو بات کرتے تھے تو سچ بولتے تھے اور جو کہتے تھے وہ کرتے تھے اور میں نے تم کو آتے جاتے، اعلانیہ اور خفیہ اور رات اور دن کو بلایا ہے اور میری پکار نے تمہارے فرار میں اضافہ کیا ہے اور تمہیں موعظت نے اور نہ ہی ہدایت اور حکمت کی طرف پکارنے نے کوئی فائدہ دیا ہے۔

اور قسم بخدا مجھے اس چیز کا علم ہے جو تمہارے مناسب ہے لیکن اس میں میری
خرابی ہے مجھے تھوڑا عرصہ مہلت دو، قسم بخدا تمہارے پاس وہ آ گیا ہے
جو تم کو غمگین کرے گا اور تمہیں عذاب دے گا اور اللہ تعالیٰ اُسے تمہارے
ذریعے عذاب دے گا، بلاشبہ یہ اسلام کی ذلت اور دین کی تباہی کی بات
ہے کہ ابن ابی سفیان، اراذل اور اشرار کو بلاتا ہے اور وہ جواب دیتے ہیں
اور میں تم کو بلاتا ہوں اور تم اصلاح نہیں کرتے اور ایک دوسرے کو دیکھتے
ہو، یہ بسر یمن کی طرف گیا ہے اور اس سے قبل مکہ اور مدینہ کی طرف گیا تھا
اور جاریہ بن قدامۃ السعدی نے اُٹھ کر کہا یا امیرالمومنین! اللہ ہمیں
آپ کے قرب سے محروم نہ کرے اور نہ ہمیں آپ کا فراق دکھائے
آپ کا ادب کیا ہی اچھا ہے اور قسم بخدا آپ کیا ہی اچھے امام ہیں، میں
لوگوں کا ذمہ دار ہوں مجھے ان کے پاس بھیجیے، آپ نے فرمایا تیار ہو جاؤ
تو میرے علم کے مطابق تنگی اور فراخی میں مرد ہے اور مبارک خیال والا ہے
پھر وہب بن مسعود خثعمی نے اُٹھ کر کہا یا امیرالمومنین میں جاتا ہوں آپ نے فرمایا
جا، اللہ تجھ کو مبارک کرے پس جاریہ دو ہزار آدمیوں کے ساتھ اور وہب
ابن مسعود دو ہزار آدمیوں کے ساتھ گیا اور حضرت علیؓ نے ان دونوں کو حکم دیا
کہ وہ بسر کو وہ جہاں بھی ہے تلاش کریں حتیٰ کہ اُسے جا لیں، اور جب وہ دونوں
اکٹھے ہوں تو جاریہ لوگوں کا رئیس ہو گا پس جاریہ بصرہ سے اور وہب کوفہ سے
روانہ ہوا حتیٰ کہ دونوں ارضِ حجاز میں ایک دوسرے سے آ ملے اور بسر طائف
سے روانہ ہو کر یمن آ گیا اور حضرت عبید اللہ بن عباس، یمن سے ایک طرف
ہٹ گئے اور آپ نے وہاں عبداللہ بن عبدالمدان الحارثی کو نائب مقرر کیا
پس بسر اس کے پاس آیا اور اس نے اُسے قتل کر دیا اور اس کے بیٹے مالک
بن عبداللہ کو بھی قتل کر دیا اور عبید اللہ نے قارظ کی بیٹی جویریہ کنانیہ کے
پاس اپنے دو بیٹوں عبدالرحمٰن اور قثم کو پیچھے چھوڑا اور وہ ان دونوں کو

ماں تھی اور اس کے ساتھ اس نے کنانہ کے ایک شخص کو بھی پیچھے چھوڑا پس جب بسُر اس عورت کے پاس پہنچا تو اس نے عبید اللہ کے دونوں بیٹوں کو بلایا تاکہ انہیں قتل کر دے تو کنانی شخص نے اُٹھ کر اپنی تلوار سونت لی اور کہنے لگا خدا کی قسم میں ان دونوں سے پہلے قتل ہوں گا اور میں اللہ کے ہاں اور لوگوں کے ہاں معذور ہوں گا پس اس نے اُسے اپنی تلوار سے مارا حتیٰ کہ وہ قتل ہو گیا اور بنی کنانہ کی عورتیں باہر نکل کر کہنے لگیں اے بسر! یہ مرد قتل ہو جاتے ہیں اور بچوں کا کیا حال ہے خدا کی قسم جاہلیت بھی انہیں قتل نہ کرتی تھی ، خدا کی قسم اقتدار ، بچوں کے قتل کرنے اور بڑے اقتدار سے رحم کے اُٹھا دینے سے مضبوط ہوتا ہے ، بسر نے کہا خدا کی قسم میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں تم میں تلوار چلاؤں اور اس نے دو بچوں کو آگے کیا اور انہیں ذبح کر دیا اور ان دونوں کی ماں نے ان کا مرثیہ کہتے ہوئے کہا۔

اے کس نے میرے ان دو بیٹوں کو دیکھا ہے جو میرے سمع و قلب تھے اور آج میرا دل اُچک لیا گیا ہے ، اے کس نے میرے ان دو بیٹوں کو دیکھا ہے جو ہڈیوں کا گودا تھے اور آج میرا گودا تباہ ہو گیا ہے ، اے کس نے میرے ان دو بیٹوں کو دیکھا ہے جو موتیوں کی طرح تھے جن سے صدف الگ ہو گئی ہے ، مجھے بسر کے متعلق خبر دی گئی اور میں نے ان کی خیالی بات کی اور ان کے جھوٹ کی تصدیق نہ کی ، اس نے میرے دونوں بیٹوں کی گردنوں کی رگوں پر تیز تلوار ماری اور ایسے ہی حکم حاصل کیا جاتا ہے ، کون شدت غم سے متحیر اور بچوں کو گم کر دینے والی عورت کو دو بچوں کے متعلق بتائے جو سلف کے جانے کے بعد کھو گئے ہیں۔

پھر بسر نے اہل نجران کو اکٹھا کیا اور کہا اے نصاریٰ کے بھائیو! اس

ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں اگر مجھے تمہارے متعلق وہ بات پہنچی جسے میں ناپسند کرتا ہوں تو میں تمہارے مقتولین کو زیادہ کر دوں گا پھر وہ جنیشان کی طرف چلا گیا اور وہ حضرت علیؓ کے مددگار تھے اور اس نے ان سے جنگ کر کے انہیں شکست دی اور ان میں حد سے متجاوز قتلام کیا پھر صنعاء کی طرف لوٹ آیا۔

اور جاریہ بن قدامۃ السعدی چل کر نجران آگیا اور اس نے بسر کو تلاش کیا اور وہ اس سے ڈر کر بھاگ گیا اور اس کے لیے نہ ٹھہرا، اور اس نے اس کے بہت سے اصحاب کو قتل کر دیا اور اس نے قتل کرتے اور قیدی بناتے ہوئے ان کا تعاقب کیا اور مکہ پہنچ گیا اور بسر گزر رہا حتیٰ کہ حجاز میں داخل ہو گیا اور وہ کسی چیز کی طرف توجہ نہ دیتا تھا، پس جاریہ نے بیعت کے ذریعے اہل مکہ کو پکڑا اور وہ کہنے لگے، حضرت علیؓ فوت ہو چکے ہیں ہم کس کی بیعت کریں؟ اس نے کہا حضرت علیؓ کے بعد آپ کے اصحاب نے جس کی بیعت کی ہے تو وہ بوجھل ہو گئے اس نے کہا خدا کی قسم تم ضرور بیعت کرو گے خواہ اپنے سرینوں سے کرو، سو انہوں نے بیعت کی اور وہ مدینہ میں داخل ہو گیا اور انہوں نے حضرت ابوہریرہؓ پر باہم صلح کر لی اور اس نے انہیں نماز پڑھائی اور حضرت ابوہریرہؓ اس سے فرار کر گئے تو جاریہ نے کہا اے اہل مدینہ حسن بن علیؓ کی بیعت کر لو، تو انہوں نے بیعت کر لی پھر وہ کوفہ جانے کے ارادے سے چلا گیا اور اہل مدینہ نے ابوہریرہ کو واپس کر دیا۔

اور غیاث نے بحوالہ فطر بن خلیفہ بیان کیا کہ ابو خالد الوالبی نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے جاریہ بن قدامہ کے لیے حضرت علیؓ کا فرمان پڑھا:

اے جاریہ میں تجھے اللہ کے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں بلاشبہ یہ سب خیر کا جامع ہے اور اللہ کی مدد سے روانہ ہو جا اور اس دشمن سے ملاقات کر جس کے لیے میں نے تجھے بھیجا ہے

اور صرف اسی سے جنگ کر جو تجھ سے جنگ کرتا ہے اور زخمی کو مار مار کر قتل نہ کر اور نہ سواری سے بیگار لے خواہ تجھے اور تیرے اصحاب کو پیدل چلنا پڑے اور پانی والوں کو ان کے پانیوں سے ترجیح نہ دے اور ان کا زائد پانی ان کی خوشی سے پی، اور کسی مسلمان مرد اور عورت کو گالی نہ دے اور اپنے پر وہ بات واجب کر، شاید تو دوسرے کو اس کی تربیت دے اور معاہد اور معاہدہ پر ظلم نہ کر اور اللہ کو یاد کر، اور دن اور رات کو کمزور نہ بن اور اپنے پیادوں کو سوار کراؤ اور جو تمہارے ہاتھوں میں ہیں ان سے ہمدردی کرو اور تازگی سے چل اور دشمن جہاں بھی ہے اُسے بھگا دے اور اُسے سامنے آنے پر قتل کر، اور اُسے اس کے غصے میں ذلیل کر کے واپس کر، اور حق کے بارے میں خونریزی کر، اور حق کے بارے میں خون کو گرنے سے بچا، اور جو توبہ کرے اس کی توبہ کو قبول کر اور تو ہر وقت ہر حال سے باخبر رہ، اور سچ، سچ ہی ہے اور جھوٹے کی کوئی رائے نہیں۔

راوی کا بیان ہے کہ ابوالکنود نے بیان کیا کہ جاریہ، بسر کی تلاش میں گیا اور وہ کسی شہر کی طرف التفات نہ کرتا تھا اور نہ کسی چیز پر اعتماد کرتا تھا حتیٰ کہ وہ یمن اور نجران پہنچ گیا اور جس کو اس نے قتل کرنا تھا قتل کیا اور بسر اس سے ڈر کر بھاگ گیا اور اس نے خوب جلایا اور اُسے محرّق کا نام دیا گیا۔

اور حضرت علیؓ نے اپنے عمال کو خروج کی ترغیب دیتے ہوئے خط لکھا اور آپ نے اشعث بن قیس کو جو آذربائیجان پر آپ کا عامل تھا خط لکھا اور فرمایا:

امابعد، تجھے اپنے نفس نے دھوکا دیا ہے اور تجھے اپنے آخر پر جرأت

دلائی ہے اللہ تجھے بھرپور کرے تو قدیم سے اس کا رزق کھا رہا ہے اور اس کی آیات میں الحاد کر رہا ہے اور اپنے حصے کے متعلق سن رہا ہے اور تو اپنی نیکیوں کو اپنے اس دن تک لے جا رہا ہے پس جب میرا ایلچی تیرے پاس میرا یہ خط لائے تو آجا اور تیرے پاس جو مسلمانوں کا مال ہے اُسے لے آ۔

اور جب اشعث نے آپ کا خط پڑھا تو آپ کے پاس آ گیا۔

اور آپ نے یزید بن قیس ارجی کو لکھا:

امابعد، تو نے اپنے خراج کے لانے میں دیر کی ہے اور مجھے معلوم نہیں تجھے کس بات نے اس پر آمادہ کیا ہے، ہاں میں تجھے اللہ کے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں اور اس بات سے تجھے انتباہ کرتا ہوں کہ مسلمانوں کے ساتھ خیانت کرنے سے تیرا اجر اور تیرا جہاد ضائع نہ ہو جائے، پس اللہ سے ڈر اور حرام سے اپنے آپ کو بچا، اور مجھے اپنے خلاف راہ نہ دے کہ میں تجھ پر حملہ کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ پاؤں اور مسلمانوں کی مدد کر اور معاہدین پر ظلم نہ کر اور جو کچھ اللہ نے تجھے دیا ہے اس سے دارِ آخرت کا جویاں ہو اور دُنیا سے بھی اپنے حصے کو فراموش نہ کر اور حسنِ سلوک کر جیسا کہ اللہ نے تجھ سے نیک سلوک کیا ہے اور زمین میں فساد کا خواہاں نہ ہو بلاشبہ اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اور آپ نے مختار بن ابی عبید کے چچا سعد بن مسعود کو لکھا وہ مدائن کا عامل تھا۔

امابعد، تو نے اپنا خراج ادا کر دیا ہے اور اپنے رب کی اطاعت کی ہے اور اپنے امام کو راضی کر دیا ہے، یہ ایک نیک متقی اور شریف کا فعل ہے اللہ تیرے گناہ کو معاف کرے اور تیری

کوشش کو قبول کرے اور تیرے لوٹنے کی جگہ کو اچھا بنائے۔

اور آپ نے عمر بن ابی سلمہ مخزومی کو لکھا اور وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی حضرت ام سلمہ کا بیٹا تھا، اور بحرین پر آپ کا عامل تھا۔

اما بعد، میں نے نعمان بن العجلان کو تیری مذمت کیے بغیر البحرین کا عامل مقرر کیا ہے پس تو متہم ہوئے بغیر آجا، اور اس عملداری کی طرف چلا جا جو تیرے سپرد کی گئی ہے اور میں نے اہل شام کے ظالموں اور باقیماندہ پارٹیوں کی طرف جانے کا ارادہ کیا ہے اور میں نے پسند کیا ہے کہ تو ان کے ساتھ جنگ میں میرے ساتھ شامل ہو، بلاشبہ تو ان لوگوں میں سے ہے جن سے میں اقامت دین اور ہدایت کی نصرت میں مدد مانگتا ہوں، اللہ ہمیں اور تجھے ان لوگوں میں سے بنائے جو حق کے ساتھ عمل کرتے ہیں اور حق کے ساتھ عدل کرتے ہیں۔

پس عمر آیا اور آپ کے ساتھ حاضر ہوا پھر واپس چلا گیا اور کوفہ تک حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے چلا اور ایک سال اور دوسرے سال کا کچھ حصہ آپ کے ساتھ ٹھہرا رہا۔

اور آپ کو اطلاع ملی کہ نعمان بن العجلان، بحرین کے مال کو لے گیا ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے لکھا:

اما بعد، جس نے امانت کو حقیر جانا اور خیانت میں رغبت کی اور اپنے نفس اور دین کو پاک نہ کیا اس نے دنیا میں اپنے آپ کو چھوڑ دیا اور بعد میں تلخ تر، باقی رہنے والا، بدبخت اور احسان کرنے والا اس کے قریب نہ ہوگا پس اللہ سے ڈر، تو ایک اچھے خاندان سے ہے اور اپنے متعلق نیک گمان کر، اور واپس آجا خواہ وہ اطلاع سچ ہی ہو جو مجھے تیرے متعلق ملی ہے اور اپنے

بارے میں میری رائے کو تبدیل نہ کر اور اپنا سارا خراج وصول کر پھر مجھے خط لکھ تو انشاءاللہ میری رائے اور میرا حکم تیرے پاس آ جائے گا۔

اور جب حضرت علیؓ کا خط اس کے پاس آیا اور اُسے معلوم ہو گیا کہ آپ کو مال کے لے جانے کا علم ہو گیا ہے تو وہ حضرت معاویہ کے پاس چلا گیا۔

اور آپ نے مصقلہ بن ہبیرہ کو لکھا اور آپ کو اطلاع ملی کہ وہ اردشیر خرۃ کے اموال کو تقسیم کرتا اور بخشتا ہے اور وہ اس کا عامل تھا۔

امابعد۔ مجھے تیرے بارے میں ایک ایسی بات کی اطلاع ملی ہے میں نے اس کی تصدیق کو بڑی بات خیال کیا ہے۔ تو مسلمانوں کی غنیمت کو اپنی قوم میں اور اپنے پاس آنے والے سائلین اور احزاب اور جھوٹے شعراء میں اخروٹوں کی طرح تقسیم کرتا ہے پس اس ذات کی قسم جس نے دانے کو پھاڑا اور رُوح کو پیدا کیا ہے میں اس کے متعلق پوری تحقیق کروں گا اور اگر میں نے اسے درست پایا تو تُو اپنے آپ کو مجھ پر ہیچ پائے گا پس تو اعمال کو ضائع کرنے والوں میں سے نہ بن، جن کی کوششیں دنیاوی زندگی میں ضائع ہو گئی ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ وہ اچھے کام کر رہے ہیں۔

اور مصقلہ نے آپ کو لکھا،

امابعد، مجھے امیرالمومنین کا خط ملا ہے آپ دریافت کیجیے اگر وہ بات سچ ہو تو مجھے سزا دینے کے بعد جلد معزول کر دیں، میرے سب غلام آزاد ہوں گے، اگر میں نے اپنی عملداری سے جب سے میں والی بنا ہوں، امیرالمومنین کے خط کے آنے تک، کوئی دینار

اور درہم وغیرہ بخشش کیا ہے تو مجھ پر ربیعہ اور مضر کے ایام آئیں اور آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ تہمت کی نسبت معزول ہونا مجھ پر زیادہ آسان ہے۔

اور جب آپ نے اس کے خط کو پڑھا تو فرمایا میں ابوالفضل کو راستباز خیال کرتا ہوں۔

اور آپ نے اپنے اصحاب میں ایک شخص کو اپنے ایک عامل کی طرف جلدی سے بھیجا تو اس نے اُسے حقیر جانا، تو آپ نے اُسے لکھا:

اما بعد، تو نے میرے ایلچی کو گالیاں دی ہیں اور اُسے ڈانٹا ہے اور مجھے یہ اطلاع بھی ملی ہے کہ تو دھونی لیتا ہے اور بڑے تیل لگاتا ہے اور کئی قسم کے کھانے کھاتا ہے اور منبر پر صدیقین کی باتیں کرتا ہے اور جب تو منبر سے اُترتا ہے تو بدعہد لوگوں کے سے کام کرتا ہے اور اگر یہ بات ایسے ہی ہے تو تُو نے اپنا نقصان کیا ہے اور میرے ادب سے متعرض ہوا ہے، تو ہلاک ہو جائے تو کہتا ہے کہ عظمت و کبریائی میری چادر ہے اور جس نے ان دونوں کے بارے میں مجھ سے کشاکش کی میں اس پر ناراض ہوں گا بلکہ تجھ پر واجب نہیں کہ تو آسودگی سے تیل لگائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم دیا ہے اور تجھے کس بات نے آمادہ کیا ہے کہ تو اپنے قول کے خلاف لوگوں کو گواہ بنائے، پھر منبر پر جہاں تیرے خلاف بہت گواہ ہو سکتے ہیں اور اللہ کی ناراضگی تیرے لیے بڑھتی جاتی ہے بلکہ تو کیسے اُمید کرتا ہے جب کہ تو نعمتوں میں قے کر رہا ہے جو تو نے بیواؤں اور یتیموں سے اکٹھی کی ہیں، کہ اللہ تیرے لیے صالحین کا اجر واجب کرے گا بلکہ تجھ پر کوئی سزا نہ ہوگی، تیری ماں تجھے کھو دے، کاش تو اللہ کی رضامندی کی خاطر کئی روز روزے رکھتا،

اپنے کھانے کا کچھ حصّہ صدقہ کرتا، بلاشبہ یہ انبیاء کی سیرت اور صالحین
کا ادب ہے، اپنے نفس کی اصلاح کر، اور اپنے گناہوں سے توبہ
کر اور اللہ کا جو تجھ پر حق ہے اُسے ادا کر، والسلام

اور آپ نے آذربائیجان کے عامل، قیس بن سعد بن عبادہ کو لکھا:

اما بعد۔ اپنے خراج کی طرف حق کے ساتھ آ، اور اپنے فوجیوں
کے ساتھ خوب انصاف کر، اور اللہ تعالیٰ نے جو کچھ تجھے سکھایا
ہے اس سے لوگوں کو بھی سکھا، پھر عبداللہ بن شبیل احمسی نے مجھے
وہ خط بتایا ہے جو اس نے تجھے لکھا ہے اس میں تجھے اچھے
احکام دیے گئے ہیں اور میں نے اُسے صُلح جو اور متواضع پایا
ہے پس تو اپنے حجاب کو نرم کر دے اور اپنے دروازے کو
کھول دے اور حق کا قصد کر، پس اگر وہ حق کے موافق ہو
تو وہ اپنا چقماق نزدیک نہیں کرتا اور تو خواہش کی پیروی نہ کر
وہ تجھے اللہ کے راستے سے بھٹکا دے گی بلاشبہ وہ لوگ
راہِ خدا سے بھٹک جاتے ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے
کیونکہ وہ یوم حساب کو فراموش کر چکے ہیں۔

غیاث کا بیان ہے کہ جب حضرت علیؓ نے حضرت معاویہ سے جنگ
کرنے کی نیت کر لی تو آپ نے قیس کو لکھا،

اما بعد، عبداللہ بن شبیل احمسی کو اپنا خلیفہ مقرر کر اور میرے
پاس آجا، بلاشبہ مسلمانوں نے اپنے سرداروں کو جمع کیا ہے اور
ان کی جماعت نے اطاعت اختیار کر لی ہے پس اس نے آنے
میں جلدی کی، اور میں عنقریب چاند کی پہلی تاریخ کو بدعہد لوگوں
کے پاس حاضر ہوں گا، انشاء اللہ اور میں صرف تیرے لیے دیر
کر رہا ہوں، اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے اور تیرے بارے

تمام امور میں احسان کا فیصلہ کیا ہے۔

اور آپ نے مدینہ کے عامل سہل بن حنیف کو لکھا،

اما بعد، مجھے اطلاع ملی ہے کہ مدینہ کے کچھ لوگ حضرت معاویہ کے پاس چلے گئے ہیں پس تو جس کو ملے اسے روک دے اور جو تجھ سے آگے نکل جائے اس پر غم نہ کر، ان کے لیے ہلاکت ہے اور وہ عنقریب ہلاکت سے دوچار ہوں گے اور اگر قرون کو الٹ پلٹ کیا جاتا اور جھگڑنے والے اکٹھے ہو جاتے تو ان کے لیے اللہ کی طرف سے بات ظاہر ہوتی جس کا وہ گمان بھی نہ کرتے تھے اور تمہارا ایلچی میرے پاس اجازت طلب کرتا ہوا آیا ہے آجاؤ، اللہ ہمیں اور تمہیں معاف کرے اور شگاف نہ چھوڑنا۔

اور حضرت علیؓ نے عمر بن مسلمہ ارجبی کو لکھا۔

اما بعد، تیری عملداری کے نمبرداروں نے تمہاری سختی کی شکایت کی ہے اور ہیں نے ان کے معاملے میں سوچ بچار کی ہے اور میں نے کوئی بھلائی نہیں دیکھی، تیرا مقام دو مقالوں کے درمیان چاہیے، نرم چادر کے کنارے میں ظلم اور کمی کے بغیر کچھ شدت ہو بلاشبہ انھوں نے ذلیل ہو کر ہمیں زندہ کیا ہے پس تیرا ان کے پاس ہے لے لے، اور وہ ذلیل ہیں اور اللہ کے سوا کسی کو مددگار نہ بنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے —— اپنے سوا، دلی دوست نہ بناؤ وہ تم سے خرابی میں کمی نہیں کریں گے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کے بارے میں فرمایا ہے —— یہود و نصاریٰ کو مددگار نہ بناؤ —— اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے —— اور جو تم میں سے ان سے دوستی کرے گا وہ یقیناً ان میں سے ہے —— اور ان کے خراج کے بارے میں انہیں ڈانٹ، اور

ان کے پیچھے پیچھے آ، اور ان کی خونریزی سے اجتناب اختیار کر۔ والسلام۔

اور آپ نے قرظہ بن کعب انصاری کو لکھا۔

اما بعد، تیری عملداری کے ذمیوں نے اپنے علاقے میں نہر کا ذکر کیا ہے جو بھر گئی ہے اور دفن ہو گئی ہے اور اس میں ان کے لیے مسلمانوں کے مقابل آبادی کا سامان ہے پس تم اور وہ غور کریں پھر آباد کر اور نہر کو درست کر، میری زندگی کی قسم ان کی آبادی ان کے چلے جانے سے ہمیں زیادہ محبوب ہے نیز یہ کہ وہ علاقے کی بھلائی کے ضروری کام میں عاجز اور کوتاہ ہو جائیں۔

اور آپ نے اصطخر کے عامل المنذر بن جارود کو لکھا،

اما بعد، تیرے باپ کی بھلائی نے مجھے تیرے بارے میں دھوکا دیا ہے پس جب تو اپنی خواہش کی اطاعت کو نہیں چھوڑ سکتا تو یہ بات تجھے سست کر دے گی مجھے اطلاع ملی ہے کہ تو نے اپنے بہت سے کاموں کو چھوڑ دیا ہے اور تو اس کے منبر سے کھیلتے ہوئے نکلتا ہے اور شکار تلاش کرتا ہے اور کتوں سے کھیلتا ہے اور میں قسم کھاتا ہوں اگر یہ بات سچ ہے تو ہم ضرور تجھے تیرے فعل سے موڑ دیں گے اور تیرے اہل کا جاہل شخص تجھ سے بہتر ہے، اور میرے خط پر غور کرتے ہی میرے پاس چلا آ۔ والسلام

وہ آیا تو آپ نے اُسے معزول کر دیا اور اُسے تیس ہزار کا تاوان ڈالا پھر آپ نے اُسے صعصعہ بن صوحان کے قسم دلانے کے بعد چھوڑ دیا اور اس نے حلف اُٹھا لیا اور یہ واقعہ یوں ہے کہ حضرت علیؓ صعصعہ کی عیادت کرنے آئے اور جب حضرت علیؓ نے اُسے دیکھا تو فرمایا

تجھے خرچ کی اچھائی اور خرچ کی مصیبت معلوم نہیں ہوئی صعصعہ نے کہا، قسم بخدا یا امیر المومنین آپ عالم اور سمجھدار آدمی ہیں اور آپ کے دل میں بڑی بات ہے حضرت علیؓ نے اُسے کہا، اسے اپنی قوم پر بڑائی نہ بنانا کہ تیرے امام نے تیری عیادت کی ہے اس نے کہا یا امیر المومنین ایسا نہیں ہوگا لیکن یہ اللہ کا مجھ پر احسان ہے کہ اہلِ بیت اور رب العالمین کے رسول کے عمزاد نے میری عیادت کی ہے۔

غیاث کا بیان ہے کہ صعصعہ نے آپ سے کہا یا امیر المومنین، یہ الجارود کی دُختر ہے جو ہر روز اپنی آنکھوں کو نچوڑتی ہے کیونکہ آپ نے اس کے بھائی کو قید کر دیا ہے آپ اُسے باہر نکال دیجیے، میں ربیعہ کے عطیات میں اس کا ضامن ہوں، حضرت علیؓ نے اُسے کہا تو ان عطیات کی کیوں ضمانت دیتا ہے اور ہمارا خیال ہے کہ اس نے ان عطیات کو نہیں لیا، پس وہ قسم کھائے ہم اُسے باہر نکال دیں گے، صعصعہ نے آپ سے کہا خدا کی قسم میرا خیال ہے کہ وہ عنقریب قسم کھائے گا آپ نے فرمایا خدا کی قسم میرا بھی یہی خیال ہے، حضرت علیؓ نے فرمایا وہ اپنے دونوں کندھوں کو بہت دیکھنے والا اور اپنی دونوں چادروں میں متکبر اور اپنے دونوں تسموں میں تیز رو ہے، وہ ابھی قسم کھائے یا دُعا کرے سو اس نے قسم کھائی اور آپ نے اُسے چھوڑ دیا۔

اور آپ نے اپنے ایران کے عامل زیاد کو لکھا:

اما بعد، میرے ایلچی نے مجھے حیرانگی سے بتایا ہے اس کا خیال ہے کہ تُو نے اُسے وہ بات کہی ہے جو تیرے اور اس کے درمیان ہے کہ اکراد تیرے متعلق جوش میں آگئے ہیں اور تُو نے بہت سا خراج کم کر دیا ہے اور تو نے اُسے کہا ہے اے زیاد امیر المومنین کو یہ بات نہ بتانا۔ اور میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں

کہ تو جھوٹا ہے اور اگر تو نے اپنا خراج نہ بھیجا تو میں تجھ پر سختی کروں گا جو تجھے کم مال والا اور بوجھل بیٹھ والا کر دے گی۔ سوائے اس کے کہ تو نے خراج میں جو کمی ہے اُسے برداشت کرے۔

اور آپ نے کعب بن مالک کو لکھا۔

اما بعد، اپنی عملداری پر نائب مقرر کر اور اپنے اصحاب کی ایک پارٹی کے ساتھ آجا حتیٰ کہ تو السواد کے صوبے سے گزرے اور میرے عمال جو دجلہ اور العذیب کے درمیان ہیں، کے متعلق دریافت کر اور ان کی سیرت پر غور کر، پھر البھقباذات کی طرف واپس چلا جا اور ان کی مدد کی ذمہ داری سے لے اور اللہ کے مفوضہ کاموں میں اس کی اطاعت کر، اور یاد رکھ ابن آدم کا ہر کام محفوظ ہے اور اس کا بدلہ دیا جائے گا پس بھلائی کر، اللہ تعالیٰ ہم سے اور تجھ سے بھلائی کرے گا اور جو کچھ تو نے کیا ہے وہ مجھے سچ سچ بتا۔

والسلام۔

راوی کا بیان ہے کہ ابومریم مکی قریشی حضرت علیؓ کے پاس آیا اور وہ آپ کا دوست تھا اور جب آپ نے اُسے دیکھا تو فرمایا اے ابومریم تجھے کونسی بات لائی ہے؟ اس نے کہا خدا کی قسم میں کسی حاجت کے بارے میں نہیں آیا بلکہ میری آپ سے ملاقات ہوئے قدیم عرصہ ہوا ہے، میں نے چاہا کہ آپ کو ملوں اور اگر اہل زمین آپ پر اتفاق کرلیں تب بھی تم راستے پر قائم رہو، آپ نے فرمایا اے ابومریم، قسم بخدا میں آپ کا وہ دوست ہوں جسے آپ جانتے ہیں لیکن میرا مخلوق الٰہی کے بدترین لوگوں سے پالا پڑا ہے۔ سوائے اس کے جس پر اللہ رحم کرے، وہ مجھے بلاتے ہیں اور میں کہتا ہوں پھر انہیں جواب دیتا ہوں تو وہ مجھ سے الگ ہو جاتے ہیں اور دنیا صالحین کی آزمائش ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اور تجھے ان میں سے بنائے اور اگر میں نے اپنے جیب...

فرماتے نہ سُنا ہوتا تو میرا دل اس تنگی کے علاوہ تنگ پڑجاتا میں نے آپ کو فرماتے سُنا:

اللہ تعالیٰ اور مجھ سے محبت کرنے والے کی طرف، مشقت اور آزمائش، سیلاب کے اپنے مجاری (بہنے کی جگہوں) کی طرف آنے سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ آتی ہے۔

اور ابوالاسود الدئلی نے حضرت علیؓ کو یہ بتانے کے لیے خط لکھا کہ

عبداللہ نے بیت المال سے دس ہزار درہم لیے ہیں،

یہ بصرہ میں عبداللہ بن عباس کا نائب تھا پس آپ نے انہیں حکم دیتے ہوئے خط لکھا کہ وہ دراہم کو واپس کریں انھوں نے انکار کیا تو آپ نے انہیں قسم دیتے ہوئے خط لکھا کہ وہ ضرور انہیں واپس کریں گے اور جب عبداللہ بن عباس نے انہیں واپس کر دیا، یا ان کا اکثر حصّہ واپس کر دیا تو حضرت علیؓ نے انہیں لکھا:

امابعد، بلاشبہ آدمی کو اس چیز کا پانا خوش کرتا ہے جب تک وہ اسے کھو نہ دے اور اس چیز کا کھونا اُسے بُرا لگتا ہے جب تک وہ اُسے پا نہ لے، پس جو دنیا تیرے پاس آئی ہے اس سے زیادہ خوش نہ ہو اور جو تجھ سے کھو گئی ہے اس پر جزع نہ کر، اور اپنا غم موت کے بعد کے لیے کر، والسلام

اور حضرت ابن عباس کہا کرتے تھے میں نے کبھی کسی کلام سے امیرالمومنین کے کلام کی مانند نصیحت حاصل نہیں کی۔

اور کمیل بن زیاد نے بیان کیا کہ حضرت علیؓ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے صحرا کی جانب لے گئے اور جب آپ صحرا کی طرف گئے تو آپ نے تین دفعہ لمبی سانس لی پھر فرمایا اے کمیل بلاشبہ دل، برتن ہیں پس ان میں سے زیادہ یاد رکھنے والے کو منتخب کر، جو بات میں تجھے کہتا ہوں اُسے یاد رکھ لوگ

تین قسم کے ہیں، ربانی عالم، اور نجات کے راستے پر علم حاصل کرنے والا اور
رذیل لوگ جو ہر کائیں کائیں کرنے والے کے پیروکار ہوتے ہیں وہ نور
سے ضیاء حاصل نہیں کرتے اور نہ مضبوط ستون کی پناہ لیتے ہیں، اے کمیل! علم
مال سے بہتر ہے، علم تیری حفاظت کرتا ہے اور تو مال کی حفاظت کرتا ہے
اور علم حاکم ہے اور مال محکوم ہے، مال کے خزانچی فوت ہو گئے ہیں اور
وہ زندہ ہیں اور جب تک زمانہ باقی ہے علماء باقی رہیں گے ان کے اعیان
مفقود ہیں اور ان کی امثلہ دلوں میں موجود ہیں اور آپ نے اپنے سینے کی
طرف اشارہ کیا کہ یہاں بہت علم ہے کاش میں اس کے حاملین کو پاتا سوائے
اس کے کہ میں ایسے زود فہم مضبوط رائے آدمی کو پاؤں جو دین کے آلہ کو
طلب دنیا میں استعمال کرتا ہو اور اللہ کی حجتوں سے اس کے اولیاء پر مدد
اور اس کی نعمتوں سے اس کی مخلوق پر مدد مانگے یا حاملین حق کا مطیع ہو
اس کے زندہ کرنے میں بصیرت نہ رکھتے ہوں، شبہ کے پہلے عارض پر شک
اس کے دل میں اثر انداز ہوتا ہو، آگاہ رہو نہ یہ ہے نہ وہ ہے، یا لذت
کا فریفتہ ہو، اور خواہش کا تابعدار ہو، یا جمع اور ذخیرہ کرنے کا شائق
ہو، وہ دین کے نگہبانوں میں کچھ چیز نہیں، چرنے والے جانور ان کے بہت
مشابہ ہیں اے اللہ ہرگز نہیں، زمین حق کے قائم سے خالی نہیں ہوتی خواہ
ظاہر مشہور ہو اور خواہ ناکام گمنام ہو تاکہ اللہ کی حجج و بینات باطل نہ ہوں
وہ کم تعداد ہیں اور بڑی اہمیت والے ہیں، علم نے ان کے ذریعے حملہ کیا
ہے حتیٰ کہ حقائق الامور پر بھی، اور وہ روح یقین سے ملے ہیں اور انہوں
نے اس چیز کو نرم سمجھا ہے جسے مالداروں نے سخت دشوار پایا ہے
اور وہ اس چیز سے مانوس ہوئے ہیں جس سے جاہل لوگوں نے خوف کھایا
ہے، انھوں نے بدنوں کے ساتھ دنیا کی مصاحبت کی ہے اور ان کی ارواح
بلند تر محل میں معلق ہیں، اے کمیل! یہی لوگ، مخلوق الٰہی میں اولیاء اللہ

اس کے دین کے داعی ہیں ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ اپنی حجتوں کی حفاظت کرتا ہے حتیٰ کہ وہ انہیں اپنے امثال میں ودیعت کر دیتے ہیں اور اپنے اشباہ کے دلوں میں کاشت کر دیتے ہیں، ان کی دید کا بہت شوق ہے۔

اور آپ نے فرمایا۔

اگر حاملین علم اُسے اس کے حق کے مطابق اُٹھاتے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ اور اس کی مخلوق میں سے اس کے اطاعت گزار ان سے محبت کرتے۔ لیکن انھوں نے اسے طلب دنیا کے لیے اٹھایا ہے پس اللہ تعالیٰ نے ان کو روک دیا، اور لوگوں نے انہیں ہیچ جانا۔

آپ نے فرمایا، ہر انسان کی قیمت وہ ہے جو آراستہ کرے۔

اور آپ نے فرمایا:

اے لوگو! صرف اپنے رب سے اُمید رکھو، اور صرف اپنے گناہوں سے ڈرو، اور نہ جاننے والا سیکھنے سے شرم محسوس نہ کرے اور جاننے والا، سکھانے سے شرم محسوس نہ کرے، یاد رکھو، صبر کی ایمان سے وہ نسبت ہے جو سر کی جسم سے ہے۔

اور آپ نے فرمایا:

جو شخص خاندان کے بغیر عزت چاہتا ہے اور کثرت کے بغیر نسل چاہتا ہے اور مال کے بغیر تونگری چاہتا ہے وہ معصیت کی ذلت سے اطاعت کی عزت کی طرف منتقل ہو جائے۔

اور آپ نے فرمایا:

کتنے ہی احسان سے اس کے قریب ہوئے ہیں اور کتنے ہی پردے سے دھوکہ کھا گئے ہیں اور کتنے ہی اس کے بارے میں اچھی بات سے پاگل ہو گئے ہیں اور کوئی شخص مہلت کی مانند آزمایا نہیں گیا،

کیا تو نے اللہ کے قول کو نہیں سُنا ۔ ہم انہیں صرف اس لیے مہلت دیتے ہیں کہ وہ گناہ میں بڑھ جائیں۔

اور آپ نے فرمایا:

جو جنت کا مشتاق ہوا وہ خواہشات کو بھول گیا اور جو آگ سے ڈر گیا اس نے محرمات کو چھوڑ دیا اور جو دُنیا سے بے رغبت ہوا اس پر مصیبتیں ہیچ ہو گئیں اور جس نے موت کا انتظار کیا اس نے اچھے کاموں میں جلدی کی۔

اور آپ نے خطبہ دیتے ہوئے اللہ کا یہ قول تلاوت کیا:

ہم ہی مُردوں کو زندہ کرتے ہیں اور ہم ان کے اگلے پچھلے کاموں کو لکھتے جاتے ہیں اور ہم نے ہر چیز کو ایک واضح کتاب میں محفوظ کیا ہوا ہے۔

پھر آپ نے فرمایا:

یہ امر ہر نفس کی طرف آسمان سے بارش کے قطروں کی مانند اس صورت میں نازل ہوتا ہے جو اللہ نے اس کے لیے جان، مال اور اہل کے نقصان کے متعلق لکھا ہے، اور آپ نے اپنے بھائی کے پاس گدھے کا مادہ بچہ دیکھا یہ اس کے لیے فتنہ نہ ہو، بلاشبہ مسلمان مرد جب تک اپنی دنیا کے پاس نہیں آتا وہ اس کے لیے جھکتی اور عاجزی کرتی ہے اور جب اس کا ذکر کیا جاتا ہے تو وہ اسے انگیخت کرتی ہے تاکہ اُسے تکلیف ہو، لوگ، کامیاب جوئے باز کی طرح ہیں جو اپنے تیر کی پہلی کامیابی سے منتظر ہوتا ہے کہ وہ اس کے لیے غنیمت کو واجب کر دے گا، اسی طرح کذب و خیانت سے پاک آدمی روزانہ دن رات کو دو نیکیوں میں سے ایک کا انتظار کرتا ہے یا تو اللہ کے داعی کا انتظار کرتا ہے کہ جو اللہ کے پاس ہے وہ اس کے لیے بہتر ہے

اور یا اللہ کی طرف سے فتح کا منتظر ہوتا ہے جب کہ وہ اہل و مال والا ہوتا ہے اور اس کے ساتھ اس کا حسب اور دین بھی ہوتا ہے، مال اور بیٹے، دنیا کا حصہ ہیں اور عمل صالح، آخرت کا حصہ ہے اور کچھ لوگوں کے لیے اللہ ان کو اکٹھا کر دے گا۔

اور آپ نے فرمایا:

جو لوگوں سے معاملہ کرے وہ ان پر ظلم نہ کرے اور ان سے بات کرے تو ان سے جھوٹ نہ بولے اور ان سے وعدہ کرے تو ان سے وعدہ خلافی نہ کرے تو وہ ان لوگوں میں سے ہو گا جس کی غیبت حرام ہو گی اور اس کی مروت کامل ہو گی اور اس کا عدل نمایاں ہو گا اور اس کا وصل واجب ہو گا۔

ایک روز آپ باہر نکلے تو فرمایا:

اے طالب علم، علم کی تین علامات ہیں۔ اللہ کا علم، اللہ کی پسندیدہ باتوں کا علم، اور اللہ کی ناپسندیدہ باتوں کا علم، اور عامل کی بھی تین علامات ہیں، نماز، زکوٰۃ اور تقویٰ۔

اور مردوں میں سے متکلف کی بھی تین علامات ہیں۔ اپنے سے اوپر والے سے جھگڑا کرتا ہے اور وہ بات کرتا ہے جسے جانتا نہیں ہے، اور وہ چیز لیتا ہے جو حاصل نہیں کر سکتا۔

اور ظالم کی بھی تین علامات ہیں۔ جو اس کے اوپر ہو اس پر معصیت سے ظلم کرتا ہے اور جو اس سے نیچے ہو اس پر غلبہ سے ظلم کرتا ہے اور ظالموں اور گنہگاروں کی مدد کرتا ہے اور ریاکار کی بھی تین علامات ہیں، جب اکیلا ہو تو سستی کرتا ہے اور جب اسے کوئی دیکھ رہا ہو تو چستی کرتا ہے اور اپنے تمام امور میں تعریف کو پسند کرتا ہے۔

اور حاسد کی بھی تین علامات ہیں جب غائب ہو تو غیبت کرتا ہے اور جب حاضر ہو تو قریب ہوتا ہے اور مصیبت پر خوش ہوتا ہے۔
اور منافق کی بھی تین علامات ہیں، اس کی زبان اس کے دل کی مخالفت کرتی ہے اور فضول خرچ کی بھی تین علامات ہیں، جو اس کے لیے نہ ہو وہ کھاتا ہے، اور جو اس کے لیے نہ ہو وہ پیتا ہے اور جو اس کے لیے نہ ہو وہ پہنتا ہے۔
اور سہل انگار مرد کی بھی تین علامات ہیں، سستی کرتا ہے حتیٰ کہ کوتاہی کرتا ہے اور کوتاہی کرتا ہے حتیٰ کہ ضائع کر دیتا ہے اور ضائع کرتا ہے حتیٰ کہ گناہ کرتا ہے اور تم سے پہلے لوگ صرف تکلف کی وجہ سے ہلاک ہوئے ہیں پس تم میں سے کوئی شخص تکلف نہ کرے کہ وہ دین کے بارے میں وہ بات کرے جو وہ جانتا نہیں ہے اگر تو اپنی رائے میں طاقت سے بڑھ کر کوشش کرے تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ خطاؤں پر عذر کو قبول کرتا ہے۔
اور آپ نے حضرت عمر بن الخطاب سے کہا۔
تین باتوں کو اگر آپ نے یاد رکھا اور ان پر عمل کیا تو وہ دیگر باتوں سے آپ کو کفایت کریں گی اور اگر آپ نے انہیں چھوڑ دیا تو وہ ان کے سوا کوئی چیز آپ کو فائدہ نہ دے گی۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا وہ تین باتیں کیا ہیں؟ آپ نے کہا، قریب و بعید پر حدود قائم کرنا، اور رضا مندی اور ناراضگی میں کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کرنا اور اسود و احمر کے درمیان عدل سے تقسیم کرنا،
حضرت عمرؓ نے آپ سے کہا، آپ نے بلاغت اور اختصار سے کام لیا ہے۔
اور آپ نے ایک شخص کو دنیا کی مذمت کرتے سنا تو فرمایا:

دنیا اس شخص کے لیے سچ کا گھر ہے جو اس سے سچ بولے اور اس کے لیے عافیت کا گھر ہے جو اُسے سمجھ لے، اور جو اس سے زاد لے اس کے لیے تونگری کا گھر ہے، اللہ کے محبوبوں کی مسجد ہے اور اس کی وحی کا مہبط ہے اور اس کے ملائکہ کی جائے نماز ہے اور اس کے اولیاء کی سوداگری ہے، انھوں نے اس سے رحمت کمائی اور اس میں انہیں جنت کا نفع ہوا، کون اس کی مذمت کرتا ہے اس نے اپنی جُدائی کا اعلان کر دیا ہے اور اپنے فراق کی آواز دی ہے اور اپنی اور اپنے اہل کی موت کی خبر دی ہے اس نے اپنے بوسیدگی سے بوسیدگی کو مثال دی ہے اور اپنے سرور سے سرور کو شوق دے دیا ہے اس نے مصیبت سے شام کی اور اس نے ترغیباً، ترہیباً، تحذیراً اور تخویفاً عافیت سے صبح کی، مردوں نے ندامت کی صبح کو اس کی مذمت کی اور دوسروں نے اس کی تعریف کی اس نے انہیں نصیحت کی تو انھوں نے ذکر کیا، اس نے ان سے بیان کیا تو انہوں نے سچ بولا اے دُنیا کی مذمت کرنے والے جو اس کے فریب سے دھوکہ کھا گیا ہے، اس نے کب تیرے ساتھ قابل مذمت فعل کیا بلکہ کب اس نے تجھے دھوکہ دیا ہے؟ کیا تیرے آباء کے بوسیدہ بستروں سے یا تیری اُمہات کے مٹی کے گھروں نے دھوکہ دیا ہے؟ تو نے اپنے ہاتھوں سے کتنے لوگوں کا علاج کیا ہے اور اپنے ہاتھوں سے تو نے کتنے لوگوں کو بیمار کیا ہے تو کس کے لیے شفا طلب کرتا ہے اور اطباء سے نسخہ تجویز کراتا ہے اور تیرے علاج نے اُسے فائدہ نہ دیا اور نہ تیری عافیت سے اُسے عافیت ملی، دُنیا نے اس سے تیرے نفس کی مثال بیان کی ہے اور اس کے بچھڑنے سے تیرے بچھڑنے کی مثال بیان کی ہے اس صبح کو تیرا

رونا تیرے کام نہ آئے گا اور نہ تیرے دوست تجھے فائدہ دیں گے۔

آپ نے خطبہ دیا اور فرمایا:

تمہارے بارے میں دو باتوں سے بہت خائف ہوں، خواہش کی پیروی اور طول امل سے، بسا اوقات طولِ امل، آخرت کو بھلا دیتی ہے اور خواہش کی پیروی، حق سے روک دیتی ہے جو اپنی جماعت میں صبح کرے وہ اپنے دین کے بارے میں عافیت میں ہوتا ہے اس کے لیے اس کے دن کی خوراک یوں ہوتی ہے گویا دنیا اس کے لیے سمیٹ دی گئی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میری عزت میرے جلال و جمال، میری رونق، میرے علو اور میرے مرتبے میں میرے ارتفاع کی قسم، بندہ میری خواہش کو اپنی خواہش پر ترجیح دیتا ہے تو میں اس کے غم کو آخرت کے بارے میں لگا دیتا ہوں اور اس کے دل میں غناء پیدا کر دیتا ہوں اور زمین و آسمان اس کے رزق کے ضامن ہو جاتے ہیں اور دنیا اس کے پاس ذلیل ہو کر آتی ہے۔

اور آپ نے فرمایا:

لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا اس میں جھگڑالو معزز ہو گا اور فاجر کو دانا سمجھا جائے گا اور منصف کو کمزور سمجھا جائے گا، وہ غنیمت کو لوٹ اور صدقہ کو چٹی بنا لیں گے اور عبادت، لوگوں پر فخر ہو گی اور صلہ رحمی، احسان ہو گا اور علم سوداگری ہو گا، اس وقت عورتوں کا اقتدار ہو گا، لونڈیوں کا مشورہ ہو گا اور بچوں کی امارت ہو گی۔

اور آپ نے فرمایا۔

امارت لوگوں کے مناسب نہ ہو گی جس میں مومن کام کرے گا اور کافر فائدہ اٹھائے گا اور اس میں حکم، مقررہ میعاد تک پہنچ

جائے گا۔

آپ نے جنگ کی اور ایک شخص سے فرمایا:

اگر میں گھبرا جاؤں تو بلاشبہ رحم اس کا مستحق ہے اور اگر میں صبر کروں تو گویا مجھے اس کا اجر دیا گیا ہے بصورتِ دیگر میں بادلِ نخواستہ بوجھل ہو کر صبر کروں گا۔

حضرت علی رضؓ سے دریافت کیا گیا۔ زمین و آسمان کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ فرمایا مظلوم کی دعا جتنا، آپ سے دریافت کیا گیا دنیا کی مسافت کتنی ہے فرمایا دن سے رات تک سورج کے سفر جتنی۔

اور آپ نے جنگِ جمل میں فرمایا:

موت ایک تیز رو طالب ہے جسے مقیم عاجز نہیں کر سکتا اور نہ بھاگنے والا اس سے آگے نکل سکتا ہے آگے بڑھو اور پیچھے نہ ہٹو، موت سے کوئی جائے فرار نہیں، اگر تم قتل نہ ہوئے تو مر جاؤ گے اور سب سے بلند مرتبہ موت، قتل ہے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تلوار کی ایک ہزار ضرب بستر کی موت سے زیادہ ہلکی ہے۔

ایک شخص نے آپ سے کہا، مجھے وصیت کیجیے، فرمایا:

میں تجھے اللہ کے تقویٰ کی، اور غضب سے بچنے کی، اور خواہشات کے ترک کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔

نیز یہ کہ تو دن کی دو ساعتوں کا خیال رکھے، طلوع فجر سے لے کر طلوعِ آفتاب تک اور عصر سے غروبِ آفتاب تک، اور جو تجھے معلوم ہے اس پر خوش نہ ہو بلکہ تو نے اس میں جو عمل کیا ہے اس پر خوش ہو۔

ایک شخص کو لایا گیا جس نے گناہ کیا تھا، آپ نے لوگوں کو اس کے پیچھے دوڑتے دیکھا تو فرمایا، ان چہروں کو کشادگی حاصل نہ ہو جو ہر برائی کے

پاس دیکھے جاتے ہیں۔

اور الحارث بن حوط الرانی نے آپ سے کہا۔ میرا خیال ہے کہ حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت عائشہؓ نے باطل پر اتفاق کیا ہے، آپ نے فرمایا، اے حارث یہ تجھ پر مشتبہ ہے اور حق اور باطل لوگوں کو نہیں جانتے بلکہ تو حق کو پہچان تو اس کے اہل کو پہچان لے، تو اس کے پاس آنے والے کو پہچان لے گا۔

آپ نے ایک شخص کو دیکھا جو آپ سے عرفہ کی شام کو سوال کر رہا تھا آپ نے فرمایا تو ہلاک ہو جائے تو اس دن میں غیر اللہ سے سوال کرتا ہے اور آپ سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا اے نوجوانو! اپنی عزتوں کو ادب سے اور اپنے دین کو علم سے محفوظ کرو، اور آپ جب نماز سے واپس جاتے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہدایت کے چراغ بن جاؤ اور ضلالت کے جھنڈے نہ بنو اور ایسے مزاج کو ناپسند کرو جو اللہ کو ناراض کرتا ہے اور تمہیں وہ مذمت حقیر معلوم ہو جس میں اللہ راضی ہوتا ہے، لوگوں کو اپنی زبانوں کے بیانات سے بھلائی سکھاؤ اور اپنے فعل سے ان کے داعی بن جاؤ اور صدق و تقویٰ کے پابند ہو جاؤ۔

اور آپ نے فرمایا:

خاموشی حلم ہے، اور سکوت، سلامتی ہے اور چھپانا، سعادت ہے۔

آپ کے پاس کچھ لوگوں نے جمع ہو کر باہم نیکی کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا نیکی بہترین خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے اور بہت بڑھنے والی کھیتیوں میں سے ایک کھیتی ہے، پس اس کی ناشکری میں سے کوئی ناشکری اور اس کے انکار میں سے کوئی انکار تمہیں نیکی سے بے رغبت نہ کرے، بلاشبہ جو شخص ان لوگوں میں سے اس پر تیرا شکریہ ادا کرتا ہے جس تک اس میں سے کچھ بھی نہیں

پہنچا وہ اس سے بہت بڑا ہے جو اہل احسان نے حاصل کیا ہے۔

تو نے اپنے نفس پر جو احسان کیا ہے وہ دوسرے سے طلب نہ کر، نیکی تین باتوں سے مکمل ہوتی ہے، اس کو چھوٹا سمجھنے سے اس کے چھپانے سے اور اس کے جلد کرنے سے، پس تو اس کو چھوٹا سمجھے گا تو تو اُسے بڑا بنا دے گا اور جب تو اُسے چھپائے گا تو تو اُسے مکمل کر دے گا اور جب تو اُسے جلدی کرے گا تو تو اُسے خوش گوار کر دے گا۔

اور ایک اہل مغرب میں سے کچھ لوگ آپ کے پاس آئے تو آپ نے انہیں فرمایا: کیا تم میں وہ شخص موجود ہے جس نے اپنے آپ کو مشہور کیا ہے حتیٰ کہ وہ اس کے ذریعے پہچانا جاتا ہے؟ انھوں نے جواب دیا ہاں، آپ نے فرمایا اور تم میں اس کے درمیان بھی کچھ لوگ ہیں جو بدیوں سے بچتے ہیں اور نیکیاں کرتے ہیں؟ انھوں نے کہا ہاں، آپ نے فرمایا: وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے بہترین آدمی ہیں وہ درمیانہ تکیہ ہیں، ان کے ذریعے غالی، رجوع کرتا ہے اور ان کے ذریعے کوتاہی کرنے والا ملتا ہے۔

اور آپ سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا:

چار خصلتوں کے سوا، بہائم کو ہر چیز سکھائی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کا خالق اور رازق ہے ....[1] نر کا مادہ کے پاس آنا، موت سے بھاگنا اور رزق تلاش کرنا۔

آپ نے فرمایا:

چھ آدمیوں کو سلام نہ کیا جائے، یہودی النصرانی، مجوسی اور پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانے والے شاعر کو، اور ان لوگوں کو جو ماؤں کو

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

گالیاں دینے سے لذت حاصل کرتے ہوں اور ان لوگوں کو جو ایسے دستر خوان پر ہوں جس پر شراب پی جاتی ہے۔

اور آپ نے فرمایا:

ائمہ، قریش میں سے ہیں، ان کے نیک، نیکوں پر اور ان کے بُرے بُروں پر،

آپ نے ایک قضیہ میں ایک شخص کے خلاف فیصلہ کیا تو اس نے کہا یا امیر المومنین، آپ نے میرے خلاف ایسا فیصلہ کیا ہے جس سے میرا مال تباہ ہو گیا ہے اور میرے عیال ضائع ہو گئے ہیں، پس آپ ناراض ہوئے حتیٰ کہ ناراضگی آپ کے چہرے پر نمایاں ہو گئی پھر آپ نے فرمایا:

اے قنبر! لوگوں میں الصلاۃ جامعۃ کا اعلان کر دو، پس لوگ جمع ہو گئے اور آپ منبر پر چڑھے اور اللہ کی حمد و ثنا کی، پھر فرمایا، میرا عہد ضامن ہے اور میں اس کا ان تمام لوگوں کے ساتھ ضامن ہوں جنہیں عبرتوں نے خالص کر دیا ہے، کہ لوگوں کی اولاد تقویٰ پر لڑائی نہ کرے اور نہ تقویٰ پر، اصل کا ماخذ پیاسا ہو، اور سب خیر اس میں ہے جو اپنی قدر کو پہچانتا ہے اور آدمی کے لیے یہی جہل کافی ہے کہ وہ اپنی قدر کو نہ پہچانے، مخلوق الٰہی میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض وہ بندہ ہے جس نے اپنے آپ کو سیدھے رستے سے ہٹنے والے اور بدعتی کلام کے دلدادہ کے سپرد کیا ہے جو اپنے اشباہ میں اندھا دھند چھلانگیں لگاتا ہو اور فتنہ کی تاریکیوں میں گھسنے والا ہو اور اس میں صوم و صلاۃ کا شیفتہ ہو اور وہ اپنے پیروکاروں کے لیے فتنہ ہے۔ اشباہ الناس نے اس کا نام عالم رکھا ہے حالانکہ اس نے ایک دن بھی کفایت نہیں کی، اس نے صحیح سالم ہونے کی صورت میں صبح کی، پس وہ اس سے، جو اس سے کم

تھا، مالدار ہوگیا اور وہ اس سے بہتر ہے جو زیادہ ہوگیا، حتیٰ کہ جب وہ سیر ہو جاتا ہے اور بے فائدہ باتیں کرتا ہے تو لوگوں کے درمیان قاضی بن کر بیٹھ جاتا ہے اور جو بات دوسروں پر مشتبہ ہوتی ہے اس کے صاف کرنے کا ضامن بن جاتا ہے اگر وہ کسی چیز کو کسی چیز پر قیاس کرے تو اپنے نفس کی تکذیب نہیں کرتا اور اگر کوئی چیز اس پر مشتبہ ہو جائے تو وہ اسے اپنے دل میں چھپاتا ہے تاکہ یہ نہ کہا جائے کہ وہ نہیں جانتا اور قسم بخدا جو بات اس پر وارد ہوتی ہے وہ اس کے واپس کرنے کے قابل نہیں ہے اور نہ وہ اس اچھی تعریف کا اہل ہے جو کی گئی ہے، وہ تاریکیوں کی چابی، جہالتوں میں اندھا دھند پاؤں مارنے والا ہے، جس بات کو وہ نہیں مانتا اس سے معذرت نہیں کرتا کہ بچ جائے اور نہ علم میں بصیرت سے مقابلہ کرتا ہے، روایات کو یوں اڑاتا ہے جیسے ہوا، خشک گھاس کو اڑاتی ہے اس سے خون، فریاد کرتے ہیں اور ترکے روتے ہیں اور وہ اپنے فیصلے سے فرج حرام کو حلال کر لیتا ہے اور اپنی مرضی سے فرجِ حلال کو حرام کر لیتا ہے، وہ تمہیں کہاں کہاں بھٹکاتا ہے بلکہ تم اپنے نبی کے اہل بیت سے کہاں جاتے ہو؟ میں اصحاب السفینہ کے اصلاب کی اصل سے ہوں اور جیسے اس میں نجات پانے والوں نے نجات پائی اس میں بھی نجات پانے والے نجات پائیں گے ان سے تخلف کرنے والے کے لیے دائمی ہلاکت ہے۔ میں تم میں اصحابِ کہف کے لیے غار کی طرح ہوں اور میں تم میں باب حطہ ہوں جو اس سے داخل ہو گا نجات پائے گا، اور جو اس سے پیچھے رہ گیا، ہلاک ہو جائے گا، ذوالحجہ کے حجۃ الوداع کی حجت ہوں، میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں

اگر تم نے ان سے تمسک کیا تو میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہو گے (کتاب اللہ اور اپنے اہلبیت کی عترت۔

اور آپ نے عجیب فیصلے کیے حتیٰ کہ آپ نے کچھ لوگوں کو جلا دیا اور دوسروں کو دھونی دی اور بعض کے ہاتھ کی انگلیوں کو سرقہ میں کاٹ دیا اور دو فاسق اشخاص پر آپ نے دیوار گرا دی اور آپ فرمایا کرتے تھے۔ اپنے گھروں میں چھپ جاؤ، اور توبہ تمہارے پیچھے ہے جس نے حق کے لیے اپنے سینے کو نمایاں کیا وہ ہلاک ہو گیا، بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو، کوڑے اور تلوار سے ادب سکھایا ہے اور امام کو کسی سے نرمی روا نہیں۔

اور عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی ۲۰ شعبان ۴۰ھ کو کوفہ آیا اور جب حضرت علیؓ کو اس کی آمد کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا وہ آگیا ہے؟ علیؓ کے سوا کوئی زندہ نہیں رہا، یہ اس کا وقت ہے، اور وہ اشعث بن قیس الکندی کے ہاں اترا اور اس نے اس کے ہاں ایک ماہ اپنی تلوار تیز کرتے ہوئے قیام کیا۔ اور آنے والے تین آدمی تھے، ان میں سے ایک شام میں حضرت معاویہؓ کی طرف گیا اور دوسرا مصر میں حضرت عمرو بن العاص کی طرف گیا اور تیسرا حضرت علیؓ کی طرف آیا اور وہ ابن ملجم تھا، حضرت معاویہ کے ساتھی نے آپ کو تلوار ماری جو آپ کے سرین پر لگی اور آپ دوڑ کر اپنے گھر میں داخل ہو گئے، اور حضرت عمرو بن العاص کے ساتھی نے حضرت عمرو کے نائب خارجہ بن حذافہ کو صبح کی نماز میں تلوار ماری، حضرت عمرو ایک بیماری کی وجہ سے نماز سے پیچھے رہ گئے تھے، خارجی نے کہا میں نے حضرت عمرو کا ارادہ کیا تھا اور عبدالرحمٰن بن ملجم، آپ کے لیے مسجد کے پاس کھڑا ہو گیا اور حضرت علیؓ، جھٹپٹے میں باہر نکلے اور گھر کی بطخوں نے آپ کا پیچھا کیا اور آپ کے کپڑوں سے چمٹ گئیں، آپ نے فرمایا چیخنے والیوں کے پیچھے نوحہ کرنے والیاں ہیں اور آپ نے مسجد کے دروازے کی کھڑکی سے اپنا سر داخل کیا تو اس نے

آپ کے سر پر تلوار ماری، آپ گر پڑے اور آپ نے آواز دی اسے پکڑو تو لوگ اس کی طرف جلدی سے بڑھے اور جو شخص اس کے نزدیک ہوتا وہ اسے اپنی تلوار سے ہلکی سی ضرب لگاتا۔ پس حضرت قثم بن عباس نے جلدی سے اس کی طرف بڑھ کر اسے اٹھا لیا اور اسے زمین پر دے مارا تو اس نے آواز دی اے علیؓ اپنے کتے کو مجھ سے ہٹاؤ، اور اسے حضرت علیؓ کے پاس لایا گیا، آپ نے فرمایا، ابن ملجم ہے؟ اس نے کہا ہاں آپ نے فرمایا اے حسن اپنے دشمن سے نپٹنا آپ کا کام ہے، اس کے پیٹ کو سیر کرو، اور اس کے بندھنوں کو مضبوط کر دو، اگر میں مر گیا تو اسے میرے ساتھ ملا دینا میں اپنے رب کے ہاں اس سے جھگڑا کروں گا اور اگر میں زندہ رہا تو یا معاف کروں گا یا قصاص لوں گا اور آپ دو دن زندہ رہے اور ۴۰ھ کے ماہِ رمضان کے آخری عشرہ کی پہلی رات کو جو جمعہ کی رات تھی، وفات پا گئے اور عجم کے مہینوں میں سے یہ جنوری کا مہینہ تھا اور آپ کی عمر ۶۳ سال تھی۔

اور آپ کے بیٹے حضرت حسنؓ نے اپنے ہاتھ سے آپ کو غسل دیا اور آپ کا جنازہ پڑھایا اور آپ پر سات تکبیریں کہیں اور فرمایا کہ وہ آپ کے بعد کسی پر تکبیر نہیں کہیں گے اور کوفہ میں آپ کو الغریّ مقام پر دفن کیا گیا اور آپ کی خلافت چار سال دس ماہ رہی۔

اور آپ کے چار بیٹے تھے، حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ اور حضرت محسن، یہ چھوٹی عمر میں فوت ہو گئے تھے، ان کی ماں حضرت فاطمہ تھیں جو رسول کی دختر تھیں، اور محمد الاکبر، ان کی والدہ خولہ بنت جعفر الحنفیہ تھیں اور عبید اللہ اور ابوبکر، ان دونوں کی کوئی اولاد نہ تھی اور ان دونوں کی ماں لیلیٰ بنت مسعود الحنظلیہ تھی جو بنی تمیم سے تھی اور عباس اور جعفر کربلا میں قتل ہو گئے تھے اور عثمان اور عبد اللہ، ان سب کی ماں ام البنین

بنت حرام الکلابیہ تھی اور عمرو، اس کی ماں ام حبیبہ بنت ربیعہ البکریتہ تھی اور محمد الاصغر اس کی کوئی اولاد نہیں ہے اس کی ماں امامہ بنت العاص تھی اور عثمان الاصغر اور یحییٰ، ان دونوں کی ماں، اسماء بنت عمیس الخثعمیہ تھی اور آپ کی اٹھارہ بیٹیاں تھیں، جن میں سے تین حضرت فاطمہؓ سے تھیں اور باقی بیٹیاں متعدد بیویوں سے تھیں اور مختلف امہات الاولاد سے تھیں اور آپ کا پولیس سپرنٹنڈنٹ معقل بن قیس ریاحی تھا اور آپ کا غلام قنبر آپ کا حاجب تھا۔

اور جب آپ فوت ہو گئے تو حضرت حسنؓ نے اُٹھ کر خطبہ دیا اور اللہ کی حمد و ثنا کی اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا فرمایا آگاہ رہو اس شب کو وہ شخص گزر گیا ہے جسے اولین نے نہیں اور نہ آخرین اس کی مثل کو دیکھیں گے، جبریل اس کے دائیں جانب اور میکائیل اس کی بائیں جانب جنگ کرتے تھے، قسم بخدا آپ نے اس شب کو وفات پائی ہے جس میں حضرت عیسیٰ بن مریم کا رفع ہوا تھا اور قرآن نازل ہوا تھا، آگاہ رہو اس نے سونا، چاندی پیچھے نہیں چھوڑا ہاں سات سو درہم چھوڑے ہیں جو آپ کی عطا سے بچ گئے تھے آپ نے ارادہ کیا تھا کہ ان سے اپنے اہل کے لیے ایک خادم خریدیں اور قعقاع بن زرارۃ نے آپ کی قبر پر کھڑے ہو کر کہا، اے امیر المومنین اللہ آپ پر راضی ہو، خدا کی قسم آپ کی زندگی خیر کی کنجی تھی اور اگر لوگ آپ کو قبول کرتے تو اپنے اُوپر سے بھی اور اپنے پاؤں کے نیچے سے بھی کھاتے لیکن انھوں نے نعمت کی ناشکری کی اور دنیا کو آخرت پر ترجیح دی۔

اور آپ کی خلافت میں ۳۶ھ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے لوگوں کو حج کرایا اور ۳۷ھ میں حضرت قثم بن عباس نے اور بعض کا قول

کہ حضرت عبداللہ بن عباس نے، اور ۳۸ھ میں حضرت عبید اللہ بن عباس نے اور ۳۹ھ میں حضرت شیبہ بن عثمان نے اور حضرت علی رضؓ کے وہ اصحاب جو آپ سے علم حاصل کرتے تھے۔ الحارث الاعور، ابو الطفیل عامر بن واثلہ، حبۃ العرنی، رشید الہجری، حویزۃ بن مسہر، الاصبغ بن نباتۃ میثم التمار، الحسن بن علی۔

حضرت حسنؓ بن علی کی خلافت

اور لوگوں نے اکٹھے ہو کر حضرت حسنؓ بن علی کی بیعت کر لی۔ اور حضرت حسن بن علیؓ جامع مسجد کی طرف گئے اور آپ کے لیے طویل خطبہ دیا۔ اور عبد الرحمٰن بن ملجم کو بُلایا، عبد الرحمٰن نے کہا، آپ کے باپ نے اس کے متعلق آپ کو کیا حکم دیا؟ آپ نے فرمایا آپ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کے قاتل کے سوا کسی کو قتل نہ کروں اور تیرے پیٹ کو سیر کروں، اور تیرے بچھونے کو اچھا رکھوں اور اگر وہ زندہ رہے تو قصاص لے لیں گے یا معاف کر دیں گے اور اگر مر گئے تو میں تجھے ان کے ساتھ ملا دوں گا، ابن ملجم نے کہا آپ کا باپ سچ کہتا تھا اور غصے اور رضامندی میں حق کے ساتھ فیصلہ کرتا تھا حضرت حسنؓ نے اُسے تلوار ماری تو وہ اس کے ہاتھ پر لگی اور وہ گر گیا اور آپ نے اُسے قتل کر دیا۔

اور حضرت حسنؓ اپنے باپ کے بعد دو ماہ ٹھہرے اور بعض کا قول ہے کہ چار ماہ ٹھہرے اور بعض کا قول ہے کہ چار ماہ ٹھہرے اور آپ نے عبید اللہ بن عباس کو بارہ ہزار آدمیوں کے ساتھ حضرت معاویہ سے جنگ کرنے کے لیے بھیجا، اور قیس بن سعد بن عبادۃ انصاری بھی اس کے ساتھ تھے اور آپ نے عبید اللہ کو حکم دیا کہ وہ قیس بن سعد کے مشورے سے کام کرے، پس وہ الجزیرہ کی طرف گیا اور جب حضرت معاویہ کو حضرت علیؓ کے قتل کی خبر

پہنچی تو آپ بھی آئے اور حضرت علیؓ کے قتل کے اٹھارہ دن بعد ا موصل کی طرف گئے اور دونوں فوجوں نے باہم ملاقات کی، حضرت معاویہ نے قیس بن سعد کی طرف آدمی بھیجا کہ وہ آپ کے لیے اس شرط پر ایک کروڑ درہم خرچ کرے کہ وہ آپ کے ساتھ ہو جائے یا اُسے چھوڑ دے اور آپ نے اس کی طرف مال بھیجا اس نے آپ سے کہا آپ مجھے میرے دین کے متعلق فریب دیتے ہیں بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے عبید اللہ بن عباس کی طرف بھی آدمی بھیجا اور اس کے لیے ایک کروڑ درہم مقرر کیا تو وہ اپنے آٹھ ہزار اصحاب کے ساتھ آپ کے پاس چلے گئے اور قیس آپ کے ساتھ جنگ کرنے پر قائم رہا۔

اور حضرت معاویہ حضرت حسنؓ کی فوج کی طرف چوری چھپے آدمی بھیجتے تھے جو بیان کرتے تھے کہ حضرت حسنؓ نے حضرت معاویہ سے صلح کر لی ہے اور وہ آپ کے ساتھ ہو گیا ہے اور قیس کی فوج کی طرف آدمی بھیجتے تھے جو بیان کرتے تھے کہ حضرت حسنؓ نے حضرت معاویہ سے صلح کر لی ہے اور آپ کی بات مان لی ہے۔

اور حضرت معاویہ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ، عبد اللہ بن عامر بن کریز اور عبد الرحمٰن بن الحکم کو حضرت حسنؓ کے پاس بھیجا اور وہ آپ کے پاس آئے آپ اس وقت مدائن میں اپنے خیموں میں اترے ہوئے تھے پھر وہ آپ کے ہاں سے چلے گئے اور وہ لوگوں کو کہہ اور سنا رہے تھے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے کے ذریعے خون کو گرنے سے بچا لیا ہے اور آپ کے ذریعے فتنہ کو ٹھنڈا کر دیا ہے اور آپ نے صلح قبول کر لی ہے، پس فوج مضطرب ہو گئی اور لوگوں نے ان کے صدق میں شک نہ کیا، پس انہوں نے حضرت حسنؓ پر حملہ کر دیا اور ان کے خیموں کو سامان سمیت لوٹ لیا اور حضرت حسنؓ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر مظلم ساباط میں چلے گئے اور جراح بن سنان اسدی نے کمین لگائی اور کدال سے

آپ کی ران میں زخم کر دیا اور آپ نے جراح کو داڑھی سے پکڑ لیا پھر اُسے مروڑا اور اس کی گردن توڑ دی۔

اور حضرت حسنؓ کو مدائن کی طرف لایا گیا اور آپ کا بہت خون بہہ گیا اور آپ کی بیماری شدت اختیار کر گئی اور لوگوں نے آپ کو چھوڑ دیا اور حضرت معاویہ عراق آئے اور امر (خلافت) پر غالب آگئے اور حضرت حسنؓ شدید بیمار تھے اور جب حضرت حسنؓ نے دیکھا کہ آپ کو کوئی طاقت نہیں ہے اور آپ کے اصحاب آپ کو چھوڑ چکے ہیں اور آپ کے لیے کھڑے نہیں ہوئے تو آپ نے حضرت معاویہ سے صلح کر لی، اور حضرت حسنؓ نے منبر پر چڑھ کر اللہ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا اے لوگو! بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے پہلے آدمی کے ذریعے تمہیں ہدایت دی ہے اور ہمارے آخری آدمی کے ذریعے تمہارے خون کو گرنے سے بچایا ہے اور میں نے حضرت معاویہ سے صلح کر لی ہے اور مجھے معلوم نہیں کہ شاید یہ تمہارے لیے فتنہ ہو اور ایک وقت تک متاع ہو۔

حضرت معاویہ بن ابی سفیان کا دورِ خلافت

اور حضرت معاویہ بن ابی سفیان بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بادشاہ بن گئے اور ذوالقعدہ ۴۰ھ میں کوفہ میں آپ کی بیعت ہوئی اور آفتاب احمل میں دو درجے تھا اور ماہتاب، ثور میں پندرہ درجے تھا اور زحل عقرب میں انتیس درجے تھا اور مشتری ثور میں، انتیس درجے اور پچاس منٹ تھا اور مریخ ثور میں سولہ درجے تھا، آپ کوفہ آئے اور منبر پر چڑھ گئے اور اللہ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا۔ جس امت نے بھی اپنے نبی کے بعد اختلاف کیا ہے اس کا باطل اس کے حق پر غالب آگیا ہے سوائے اس امت کے، اس کا حق اس کے باطل پر غالب آگیا ہے۔ پھر آپ منبر سے نیچے اتر آئے۔

اور آپ نے لوگوں کو اپنی بیعت کے لیے بلایا، اور ایک شخص آتا اور کہتا، اے معاویہ قسم بخدا میں تیری بیعت نہیں کروں گا اور میں تجھے ناپسند کرتا ہوں، وہ کہتے، بیعت کر، بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ناپسندیدہ چیز میں بھی بہت سی بھلائی رکھی ہے اور دوسرا شخص انکار کرتا اور کہتا میں تیرے شر سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اور قیس بن سعد بن عبادۃ آپ کے پاس آیا تو آپ نے کہا قیس بیعت کر، اس نے کہا اے معاویہ میں اس قسم کے دن کو پسند نہیں کرتا، آپ نے اسے کہا رُک جا، اللہ تجھ پر رحم کرے، اس نے کہا میں نے اس سے قبل تیرے جسم اور روح کے درمیان جدائی ڈالنی چاہی ہے

مگر اے ابن ابی سفیان خدا نے اپنی مرضی کی ہے آپ نے کہا امر الٰہی کو رد نہیں کیا جا سکتا۔ راوی کا بیان ہے کہ قیس نے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا اے لوگو! تم نے خیر کے بدلے شر کو لیا ہے اور تم نے عزت کے بدلے ذلت کو لیا ہے اور ایمان کے بدلے، کفر کو لیا ہے اور امیر المومنین، سید المسلمین اور عمزاد رسول رب العالمین کی ولایت کے بعد تم اس حال میں ہو گئے ہو کہ طلیق ابن طلیق تمہارا والی بن کر تم کو ذلیل کرتا ہے اور تم سے ظالمانہ سلوک کرتا ہے اور تمہارے دل اس سے کیسے ناواقف رہ سکتے ہیں یا اللہ نے تمہارے دلوں پر مہر کر دی ہے اور تم عقل سے کام نہیں لیتے۔

حضرت معاویہ اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے پھر اس کے ہاتھ کو پکڑ کر کہنے لگے، میں تمہیں قسم دیتا ہوں پھر آپ نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور لوگوں کے سامنے اعلان کر دیا کہ قیس نے بیعت کر لی ہے، اس نے کہا قسم بخدا تم جھوٹے ہو، میں نے بیعت نہیں کی اور جس نے بھی حضرت معاویہ کی بیعت کی آپ نے اس سے عہد لیا اور سب سے پہلے آپ نے اپنی بیعت پر اُسے ہی قسم دی اور سعد بن مالک آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا اے بادشاہ السلام علیک حضرت معاویہ نے ناراض ہو کر کہا، کیا تو یا امیر المومنین السلام علیک نہیں کہہ سکتا؟ اس نے کہا یہ بات تب ہوتی جب ہم آپ کو امیر بناتے، آپ تو کھیل کود کرنے والے ہیں۔

اور فروۃ بن نوفل اشجعی نے ۴۱ھ میں بغاوت کر دی اور وہ شہر زور میں خوارج کی ایک جماعت کے ساتھ الگ تھلگ تھا جب اُسے حضرت علیؓ کے قتل اور حضرت معاویہ کے غلبے کی اطلاع ملی تو وہ پندرہ سو جوانوں کے ساتھ آیا حتیٰ کہ نخیلہ کی طرف چلا گیا حضرت معاویہ نے اس کے مقابلے میں سوار بھیجے تو اس نے انہیں شکست دے دی اور حضرت معاویہ نے ان کی طرف جانے کی وجہ سے اہل کوفہ کو پکڑ لیا تو وہ آپ کے خوف سے چلے

گئے اور جب ان سے ملے تو فروۃ بن نوفل نے ان سے کہا، ہمیں چھوڑ دو بلاشبہ حضرت معاویہ ہمارے اور تمہارے دشمن ہیں، تو اہل کوفہ نے ان سے شدید جنگ کی، حتیٰ کہ فروۃ مارا گیا اور حضرت معاویہ کا ڈر دور ہو گیا۔

اور حضرت معاویہ ۴۱ھ میں شام کی طرف واپس آئے اور آپ کو اطلاع ملی کہ طاغیۃ الروم نے بہت سی افواج کے ساتھ پیشقدمی کی ہے اور آپ کو ضروری تدبیر اور اس کی پختگی سے آپ کو روک دے گا پس آپ نے اس کی طرف آدمی بھیجا اور ایک لاکھ دینار پر اس سے صلح کر لی۔

اور حضرت معاویہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے رُومیوں سے صلح کی، اور آپ کی ان کے ساتھ صلح ۴۲ھ کے آغاز میں ہوئی اور جب حضرت معاویہ کا معاملہ روبراہ ہو گیا تو آپ نے امرائے شام کو موسم گرما کی جنگ پر بھیجا اور انہوں نے سال بہ سال بلاد روم میں قیدی بنائے اور ہم نے موسم گرما کی جنگوں کے موقع پر ان کے نام بیان کیے ہیں اور حاکم روم نے اس شرط پر صلح کی اپیل کی کہ وہ دُگنا مال دے گا مگر آپ نے اُسے جواب نہ دیا۔

اور آپ نے عبداللہ بن عامر بن کریز کو بصرہ کا امیر مقرر کیا اور جب وہ بصرہ آیا تو اس نے عبدالرحمٰن بن سمرۃ کو خراسان کی طرف بھیجا اور اس نے بلخ اور کابل سے جنگ کی اور عبداللہ بن خازم سلمی بھی اس کے ساتھ تھا سو اس نے شدید جنگ کے بعد بلخ کو فتح کیا اور کابل کی طرف چلا گیا اور وہاں کئی راتیں قیام کیا پھر شہر کے دروازے کا دربان اس کے پاس آیا اور اس نے اس کے لیے کچھ شرط مقرر کی حتیٰ کہ اس نے دروازہ کھول دیا اور شہر میں جنگ ہوئی پھر انہوں نے صلح کی اپیل کی تو ابن سمرۃ نے ان سے صلح کر لی اور واپس آ گیا اور اس نے ابن خازم کو خراسان میں نائب مقرر کیا۔

اور حضرت معاویہ نے اپنے غلام عبداللہ بن درّاج کو عراق کے خراج کا عامل مقرر کیا اور اُسے لکھا میرے پاس اس کے مال سے لاؤ جس سے

میں مدد لوں تو ابن دراج نے آپ کو خط لکھ کر بتایا کہ نمبرداروں نے اُسے بتایا ہے کہ جس زمین کے لوگ چلے گئے ہوں اس کا خراج کسریٰ اور آلِ کسریٰ کے لیے ہوتا ہے وہ ان کے مال کو اپنے لیے اکٹھا کرتے ہیں اور وہ خراج کے قائم مقام نہیں ہوتا۔ آپ نے اُسے لکھا کہ وہ ان لوگوں کو جو چلے گئے ہیں شمار کرے اور ان سے اموال لے، اور ان پر بوڑھے جانوروں کا ٹیکس مقرر کرے پس اس نے نمبرداروں کو اکٹھا کیا اور جو کچھ کسریٰ اور آلِ کسریٰ کے لیے تھا آپ نے اس سے نکال لیا اور ان پر بوڑھے جانوروں کا ٹیکس لگا دیا اور آپ نے اُسے حضرت معاویہ کے لیے لے لیا اور ارضِ کوفہ اور اس کے مضافات سے اس کا ٹیکس پچاس کروڑ درہم تک پہنچ گیا۔

اور اسی طرح آپ نے عبد الرحمٰن بن ابی بکرہ کو بصرہ کی زمین کے بارے میں لکھا اور انہیں حکم دیا کہ وہ نیروز اور جشن کے تحائف آپ کے پاس لائیں اور وہ نیروز وغیرہ اور جشن میں دس کروڑ درہم آپ کے پاس لایا کرتا تھا۔

اور ایران پر حضرت علیؓ کا عامل زیاد بن عبید تھا اور جب امارت حضرت معاویہ کے پاس آگئی تو آپ نے اُسے دھمکی دیتے اور ڈانٹتے ہوئے خط لکھا، زیاد نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور کہا جگر خور کے بیٹے اور نفاق کی پناہ گاہ اور احزاب کی اولاد نے مجھے دھمکی دیتے ہوئے خط لکھا ہے اور میرے اور اس کے درمیان دخترِ رسول کے دو بیٹے نوے ہزار کے ساتھ اپنی تلواروں کے دستوں کو اپنی ٹھوڑیوں کے نیچے رکھے ہوئے ہیں ان میں سے کوئی شخص موت تک مڑنے والا نہیں خدا کی قسم اگر وہ مجھ تک پہنچا تو وہ مجھے تیز اور شمشیر زن پائے گا۔

حضرت معاویہ نے، حضرت مغیرہ بن شعبہ کو اس کے پاس بھیجا تو وہ اسے لائے پھر آپ نے اس کا نسب نامہ بیان کر کے اُسے ابو سفیان سے ملا دیا اور اُسے بصرہ کا امیر بنا دیا اور زیاد نے چار گواہ بلائے تو ان میں سے

ایک نے گواہی دی کہ حضرت علیؓ بن ابی طالب نے اُسے بتایا کہ وہ حضرت عمر بن الخطابؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ زیاد، حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کا پیغام لے کر آپ کے پاس آیا اور زیاد نے ایسی گفتگو کی جس نے آپ کو ششدر کر دیا آپ نے پوچھا، کیا تو اس منبر پر لوگوں سے یہ بات کرنے والا ہے؟ اس نے کہا یا امیر المومنین یہ لوگ آپ کی نسبت میرے لیے ہیچ ہیں، ابوسفیان نے کہا قسم بخدا یہ میرا بیٹا ہے اور میں نے اسے اس کی ماں کے رحم میں رکھا ہے، میں نے پوچھا آپ کو اس کے نسب بیان کرنے سے کونسی بات مانع ہے، اس نے کہا اس رینکنے والے گدھے کا خوف۔

اور دوسرے نے آگے بڑھ کر اس گواہی پر گواہی دی، زیاد ہمدانی نے بیان کیا ہے کہ جب زیاد نے اس سے پوچھا کہ حضرت علیؓ کے بارے میں تیرا قول کیسا ہے؟ اس نے کہا تیرے قول کی طرح جب زیاد نے تجھے ایران کا گورنر بنایا تھا اور تیرے لیے گواہی دی تھی کہ تو ابوسفیان کا بیٹا ہے۔

اور ابو فریم السلولی نے آگے بڑھ کر کہا۔ مجھے معلوم نہیں کہ حضرت علیؓ کی شہادت کیا تھی لیکن میں طائف میں شراب فروش تھا، ابوسفیان اپنے سفر سے واپسی پر میرے پاس سے گزرا اور اس نے کھایا پیا پھر کہنے لگا اے ابومریم سفر لمبا ہو گیا ہے کیا کوئی فاحشہ عورت ہے؟ میں نے کہا میں تیرے لیے صرف بنی عجلان کی لونڈی کو پاتا ہوں، اس نے کہا اُسے اس کے لمبے پستانوں اور اس کی میل کے جمع ہونے کی جگہ کے بدبودار ہونے کے باوجود میرے پاس لاؤ، میں اُسے اس کے پاس لایا تو اس نے اس سے جماع کیا پھر وہ میرے پاس واپس آگیا اور مجھے کہنے لگا اے ابومریم اس نے میری پشت کا پانی اچھی طرح نکال لیا ہے اور اس کی آنکھوں میں

جمل سے بیلیٹے کا پانی جمع ہے، زیاد نے اُسے کہا ہم تجھے گواہ بنا کر لائے ہیں تجھے شاتم بنا کر نہیں لائے اس نے کہا میں حق بات بیان کرتا ہوں پس حضرت معاویہ نے ...... [1] اس نے کہا جو بات ہے اس نے تم کو پہنچا دی ہے اور جو اس نے گواہی دی ہے وہ تم نے سُن لی ہے پس جو کچھ انہوں نے کہا ہے اگر وہ سچ ہے تو اس خدا کا شکر ہے جس نے میرے ذریعے اس چیز کو محفوظ کر دیا ہے جسے لوگوں نے ضائع کر دیا ہے اور جسے انہوں نے گرا دیا ہے اس نے میرے ذریعے اُسے بلند کیا ہے اور اگر وہ جھوٹ ہے تو حضرت معاویہ اور گواہ بہتر جانتے ہیں اور عبید ایک نیک اور شکر گزار بچہ تھا اور وہ اُتر آیا اور آپ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ کو جمادی ۴۲ھ میں کوفہ کا امیر مقرر کیا اور آپ ایک وقت تک اس کے امیر رہے پھر آپ کو کچھ سوجھا تو آپ نے عبداللہ بن عامر بن کریز کو کوفہ کا امیر مقرر کر دیا اور جب اہل کوفہ کو اطلاع ملی تو بہت سے لوگ عبداللہ بن عامر کے پاس چلے گئے اور حضرت مغیرہ جس آدمی کے متعلق دریافت کرتے اس کے متعلق آپ کو بتایا جاتا وہ عبداللہ بن عامر کے پاس چلا گیا ہے حتیٰ کہ آپ نے اپنے کاتب کے متعلق پوچھا تو آپ کو بتایا گیا وہ عبداللہ سے جا ملا ہے آپ نے کہا اے غلام میرے کجاوے کو باندھ دے اور میرے خچر کو آگے کر، پس آپ چل کر دمشق آئے اور حضرت معاویہ کے پاس آئے اور جب آپ نے انھیں دیکھا تو پوچھا اے مغیرہ کونسی بات آپ کو لائی ہے آپ نے عملداری کو چھوڑ دیا ہے اور مصر اور اہل عراق سے غائب ہو گئے ہیں اور وہ فتنوں کی طرف بڑی تیزی سے آنے والے ہیں؟ حضرت مغیرہ نے کہا یا امیر المومنین میں عمر رسیدہ ہو گیا ہوں اور میری قوت کمزور ہو گئی ہے اور میں عمل سے عاجز ہو چکا

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

ہوں اور میں نے دنیا سے اپنی حاجت پوری کرلی ہے اخدا کی قسم میں نے دنیا میں صرف ایک چیز پر افسوس کیا ہے جس سے میں نے آپ کے حق کی ادائیگی کی قدرت پائی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ میری اجل مجھ سے سبقت نہ کرجائے اور اللہ نے اس پر میری اچھی مدد کی ہے، حضرت معاویہ نے پوچھا وہ کیا ہے؟ مغیرہ نے کہا میں نے اشرافِ کوفہ کو امیرالمومنین کے بعد یزید بن امیرالمومنین کی ولیعہدی کی بیعت کے لیے بلایا تھا اور انہوں نے میری بات کا جواب دیا ہے اور میں نے انہیں اس کی طرف تیزی کرتے پایا ہے اور میں نے امیرالمومنین کی رائے کے بغیر کوئی نئی بات کرنا پسند نہیں کیا، پس میں آیا ہوں کہ آپ سے اس بارے میں بالمشافہ بات کروں اور کام سے استعفیٰ دے دوں، حضرت معاویہ نے کہا سبحان اللہ اے ابو عبدالرحمٰن، یزید تیرا بھتیجا ہے اور تیرے جیسا شخص جب کسی کام میں مشغول ہو جاتا ہے تو اُسے پختہ کیے بغیر نہیں چھوڑتا پس تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تم واپس نہ آنا اور اس کام کو مکمل کرنا پس مغیرہ آپ کے ہاں سے چلے گئے اور آپ کے کاتب سے ملے اور کہنے لگے ہمیں کوفہ واپس کرو اخدا کی قسم میں نے حضرت معاویہ کا پاؤں ارکاب میں رکھ دیا ہے اس سے اُسے خونریزی ہی نکالے گی اور وہ کوفہ واپس آ گئے۔

اور حضرت معاویہ نے زیاد کو لکھا اور وہ بصرہ میں تھا کہ حضرت مغیرہ نے اہل کوفہ کو میرے بعد یزید کی ولیعہدی کی بیعت کی دعوت دی ہے اور حضرت مغیرہ تجھ سے تیرے بھتیجے کے زیادہ حق دار نہیں پس جب میرا یہ خط تیرے پاس پہنچے تو تو اپنی جانب سے لوگوں کو اس بات کی طرف دعوت دینا جیسے حضرت مغیرہ نے انہیں اس کی دعوت دی ہے اور ان سے یزید کی بیعت لے لے، پس جب زیاد کو خط ملا اور اس نے اُسے پڑھا تو اس نے اپنے اصحاب میں سے ایک شخص کو بلایا جس کے فضل و فہم پر وہ اعتماد کرتا تھا اور اس نے کہا، میں آپ کو اس بات پر امین بنانا

چاہتا ہوں جس پیر میں اور لق کے بطون کو امین نہیں بناتا، حضرت معاویہ کے پاس جاؤ اور انہیں کہو یا امیر المومنین آپ کا خط میرے پاس لیسے لیسے آیا ہے پس لوگ کیا کہیں گے جب ہم انہیں یزید کی بیعت کی طرف دعوت دیں گے حالانکہ وہ کتوں اور بندروں سے کھیلتا ہے اور رنگ دار لباس پہنتا ہے اور ہمیشہ شراب پیتا ہے اور ڈھولوں کے آگے چلتا ہے اور حضرت حسین بن علیؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی ان کے پاس موجود ہیں بلکہ آپ اسے حکم دیں کہ وہ ایک یا دو سال ان کے اخلاق سے متخلق ہو سکتا ہے کہ ہم لوگوں کے سامنے جھوٹا بیان دے سکیں اور جب ایلچی حضرت معاویہ کے پاس گیا اور آپ تک پیغام پہنچایا تو آپ نے کہا ابن عبید کا برا ہو مجھے اطلاع ملی ہے کہ حدی خوان نے اسے حدی سنائی ہے کہ میرے بعد زیاد امیر ہو گا قسم بخدا میں اسے اس کی ماں سمیہ اور اس کے باپ عبید کی طرف لوٹا دوں گا۔

اور حضرت مغیرہ، حضرت معاویہ کے ہاں سے واپسی پر کوفہ آئے اور شبیب بن بجرۃ اشجعی خارجی نے بغاوت کر دی تھی جب اسے علم ہوا کہ حضرت مغیرہ آئے ہیں تو وہ حضرت معاویہ کے پاس بھاگ گیا اور کہنے لگا میں حضرت علی بن ابی طالب کا قاتل ہوں اور شبیب بن بجرۃ اس شب جس میں حضرت علی کو تلوار لگی تھی، ابن ملجم کے ساتھ تھا، حضرت معاویہ نے اسے کہا میں تجھے نہیں دیکھتا اور نہ تو مجھے دیکھتا ہے پس وہ کوفہ واپس آ گیا اور اس نے حضرت مغیرہ سے جنگ کی تو آپ نے اس کے مقابلے میں فوج بھیجی جس نے اسے قتل کر دیا۔

اور ۴۳ھ میں تیم الرباب سے المستورد بن علفہ تیمی نے بغاوت کی تو حضرت مغیرہ نے اس کے مقابلے میں سوار بھیجے اور وہ ساباط کے نشیب میں قتل ہو گیا اور اس کے سب ساتھی بھی مارے گئے۔

اس کے بعد ابو المستورد معاذ بن جوین طائی نے بغاوت کی تو حضرت مغیرہ نے اس کے مقابلے میں سوار بھیجے جن کا سالار ہمدان کا ایک شخص تھا پس انھوں نے اُسے قتل کر دیا۔

اور غلاموں کی ایک پارٹی نے بغاوت کی، ان کا امیر ابو علی کوفی تھا اور وہ بنی الحارث بن کعب کا غلام تھا اور یہ پہلی باغی پارٹی تھی جس میں غلاموں نے بغاوت کی، حضرت مغیرہ نے ان کے مقابلے میں بجیلہ کے ایک شخص کو بھیجا اور بادوریا میں ان کی مڈبھیڑ ہوئی تو بجلی نے ان کو آواز دی اے عاجم، یہ عرب ہیں جو ہم سے دین پر جنگ کر رہے ہیں تمہارا کیا حال ہے؟ تو انھوں نے اُسے آواز دی، اے جابر، ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے جو ہدایت کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں اور ہم ہرگز کسی کو اپنے رب کا شریک نہیں بنائیں گے اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی کو سب لوگوں کی طرف بھیجا ہے اور اس نے اُسے کسی سے نہیں روکا۔ پس اس نے ان سے جنگ کی حتیٰ کہ انھیں قتل کر دیا۔

اور مصر اور مغرب، حضرت عمرو بن العاص کے لیے کمائی کا ذریعہ تھا آپ نے بیعت کے روز اس کی حضرت معاویہ سے شرط لگائی تھی اور شرط کی تحریر یہ تھی ـــــ معاویہ بن ابی سفیان نے عمرو بن العاص کو یہ مصر دیا ہے، اور اس کے باشندوں کو بھی اسے دیا ہے پس وہ اس کی زندگی میں اس کے لیے ہیں اور اس کی اطاعت، شرط کو کم نہیں کرے گی، آپ کے غلام وردان نے آپ سے کہا، اس میں آپ کے بدن کا بال بھی ہے، پس حضرت عمرو، شرط کو پڑھنے لگے اور جو بات وردان کو معلوم ہوئی آپ کو معلوم نہ ہو سکی اور جب آپ نے خط کو ختم کیا اور

گواہوں نے گواہی دی تو وردان نے آپ سے کہا اے شیخ تیری عمر صرف گدھے کی پیاس کی طرح ہے، تو نے اپنے بعد اپنی اولاد کی شرط کیوں نہیں لگائی؟ پس اس نے حضرت معاویہ سے درگزر کا مطالبہ کیا اور انھوں نے اس سے درگزر نہ کی اور حضرت عمرو اس کے مال میں سے کچھ بھی آپ کے پاس نہ لے جاتے تھے اور عطیات کو لوگوں میں تقسیم کر دیتے تھے اور جو چیز بچ جاتی تھی اُسے اپنے لیے رکھ لیتے تھے۔

اور حضرت عمرو بن العاص، دس سال مصر کے والی رہے، ان میں چار سال حضرت عمر بن الخطاب کے ہیں اور تین سال دس ماہ حضرت عثمانؓ کے ہیں اور دو سال تین ماہ حضرت معاویہ کے ہیں آپ نے ۹۸ سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ رائے، استقلال، عقل اور زبان کے لحاظ سے عرب کے دانشمند تھے اور حضرت عمر بن الخطاب جب کسی شخص کو گفتگو کرتے دیکھتے اور وہ اپنی گفتگو کو مکمل نہ کرتا تو آپ فرماتے، پاک ہے وہ ذات جس نے تجھے اور عمرو بن العاص کو پیدا کیا ہے۔

اور ایک شخص نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت عمرو بن العاص کو فرماتے سُنا، عادل سلطان، ظالم سلطان سے بہتر ہے اور ظالم، غاصب سلطان، ہمیشہ رہنے والے فتنہ سے بہتر ہے اور پاؤں کی لغزش درست ہو جانے والی ہڈی ہے اور زبان کی لغزش نہ رحم کرتی ہے نہ چھوڑتی ہے اور جسے عقل نہیں ہے۔ وہ آرام پا گیا ہے۔

اور جب حضرت عمرو کی وفات کا وقت نزدیک آیا تو آپ نے اپنے بیٹے سے کہا تیرے باپ کی خواہش تھی کہ وہ غزوہ ذات السلاسل میں فوت ہوتا میں نے ایسے امور میں دخل دیا ہے، مجھے معلوم نہیں کہ ان کے بارے میں اللہ کے ہاں میری کیا حجت ہو گی پھر آپ نے اپنے مال کی طرف نظر کی اور اس کی کثرت کو دیکھا تو فرمایا کاش وہ مینگنی ہوتا اور کاش میں

اس دن سے تیس سال قبل مرگیا ہوتا، میں نے حضرت معاویہ کی دنیا کو درست کیا اور اپنے دین کو خراب کرلیا، میں نے اپنی دنیا کو ترجیح دی اور اپنی آخرت کو چھوڑ دیا، مجھ پر میرا ارشد مشتبہ ہوگیا حتیٰ کہ میری موت میرے پاس آگئی قریب ہے کہ معاویہ میرا مال جمع کرلیں اور تم میں میری خلافت خراب کردیں۔

اور حضرت عمرو نے ۴۳ھ کی عید الفطر کی شب کو وفات پائی اور حضرت معاویہ نے آپ کے بیٹے عبداللہ بن عمرو کو قائم کیا پھر حضرت عمرو کا سارا مال لے لیا اور آپ پہلے عامل ہیں جن کا سارا مال لے لیا گیا۔ اور جب حضرت معاویہ کا کوئی عامل فوت ہوتا تو آپ اس کے مال کو نصف نصف کرتے اور اس بارے میں آپ سے گفتگو کی جاتی تو آپ کہتے یہ سنت ہے جسے حضرت عمر بن الخطابؓ نے جاری کیا ہے پھر حضرت معاویہ نے عبداللہ بن عمرو کو معزول کردیا اور اپنے بھائی عتبہ بن ابی سفیان کو مصر کا گورنر بنایا۔

اور حضرت معاویہ نے زیاد بن ابی سفیان کو لکھا، اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کوئی شخص تجھے ملے تو اُسے خراسان کا والی بنا دے اور وہ الحکم بن عمرو غفاری تھے پس زیاد نے انہیں خراسان کا گورنر بنا دیا اور وہ ۴۴ھ میں خراسان آئے اور ہرات کی طرف گئے پھر وہاں سے جوزجان گئے اور اُسے فتح کیا اور انھیں تنگی نے آلیا حتیٰ کہ اُنھوں نے اپنی سواری کے جانوروں کو کھایا اور اس وقت مہلب، الحکم بن عمرو کے ساتھ تھے اور مہلب کی شجاعت اور جنگ مشہور ہوچکی تھی اور الحکم بن عمرو وفات پاگئے تو زیاد نے ان کی جگہ ربیع بن زیاد حارثی کو گورنر بنایا اور اس وقت خوارزم فتح ہوا اور اُسے فتح کرنے والے عبداللہ بن عقیل ثقفی تھے۔

اور حضرت معاویہ نے ۴۴ھ میں حج کیا اور شام سے آپ کے ساتھ منبر بھی آیا اور آپ نے اُسے بیت الحرام کے دروازے کے پاس رکھا اور آپ مسجد حرام میں منبر رکھنے والے پہلے شخص ہیں اور جب آپ مدینہ گئے تو بنی ہاشم کے کچھ لوگ آپ کے پاس آئے اور انھوں نے اپنے امور کے بارے میں آپ سے گفتگو کی تو آپ نے فرمایا اے بنی ہاشم کیا تم راضی نہیں کہ ہم تمہارے خون تم پر قائم رکھیں حالانکہ تم نے حضرت عثمان کو قتل کیا حتیٰ کہ تم وہ بات کہو جو تم کہتے ہو؟ خدا کی قسم تم فلاں فلاں سے بڑے خون والے اور بڑے قول والے نہیں ہو، حضرت ابن عباسؓ نے آپ سے کہا، اے معاویہ تو نے جو بات ہمیں کہی ہے وہ تیرے دونوں پہلوؤں کے درمیان شر ہے خدا کی قسم تو ہماری نسبت اس کا زیادہ حق دار ہے تو نے حضرت عثمانؓ کو قتل کیا ہے پھر تو اٹھ کر لوگوں سے جھوٹ بولنے لگا ہے کہ تو ان کے خون کے بدلے کا طلبگار ہے۔ پس حضرت معاویہ ٹوٹ پھوٹ گئے، حضرت ابن عباس نے کہا۔ خدا کی قسم میں نے تجھے سچ بولتے نہیں دیکھا، مگر تو گھبرا جاتا ہے اور ٹوٹ پھوٹ جاتا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت معاویہ ہنس پڑے اور کہنے لگے خدا کی قسم میں نہیں چاہتا کہ تم مجھ سے گفتگو کرنے والے نہ ہو۔

پھر انصار نے آپ سے گفتگو کی تو آپ نے ان سے سخت کلامی کی اور انہیں کہا تمہارے اونٹوں نے کیا کیا ہے، انہوں نے کہا ہم نے انھیں جنگ بدر میں اس وقت فنا کر دیا جب ہم نے آپ کے بھائی، دادا اور ماموں کو قتل کیا تھا، لیکن ہم وہ کام کرتے ہیں جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حکم دیتے ہیں، آپ نے پوچھا، آپ نے تمہیں کیا حکم دیا ہے؟ انہوں نے کہا، آپ نے ہمیں صبر کا حکم دیا ہے، آپ نے کہا پس تم صبر کرو۔

پھر حضرت معاویہ رات کو شام کی طرف چلے گئے اور ان کی حاجت کو

پورا نہ کیا۔

اور اس سال حضرت معاویہ نے مسجد میں حجرہ بنایا اور منابر کو عیدین میں عید گاہ کی طرف نکال دیا اور نماز سے پہلے خطبہ دیا اور یہ اس لیے کیا کہ لوگ جب نماز پڑھ لیتے تو واپس چلے جاتے تاکہ وہ لعنِ علی کو نہ سنیں۔ پس حضرت معاویہ نے خطبہ کو نماز سے پہلے کر دیا اور مروان بن الحکم کو فدک دے دیا تاکہ اس کی وجہ سے آلِ رسول کو غصہ دلائے۔

اور حضرت معاویہ نے ابن اثال نصرانی کو حمص کے خراج پر عامل مقرر کیا اور آپ سے پہلے کسی خلیفہ نے نصاریٰ کو عامل مقرر نہیں کیا۔ پس خالد بن عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید نے سامنے آکر اسے تلوار ماری اور اُسے قتل کر دیا تو حضرت معاویہ نے اُسے کئی روز تک قید کر دیا پھر اس کی دیت کا تاوان آپ پر ڈالا اور آپ سے اس کا قصاص نہ لیا۔

اور ابن اثال نے عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید کو قتل کیا تھا، اس نے زہر ملا مشروب خفیہ طور پر آپ کے پاس بھیجا تو ابن المنذر بن زبیر بن العوام نے اُسے عار دلائی اور کہا تو باتیں کرتا ہے حالانکہ ابن اثال، حمص میں امر و نہی کرتا کرتا ہے؟ اور جب اس نے اُسے قتل کر دیا تو خالد بن عبدالرحمٰن نے کہا، میں نے ابن اثال کو قتل کر دیا ہے اور یہ عمرو بن جرموز تمیمی حضرت زبیر کا قاتل جماعت کو امن دینے والا ہے۔

اور عبدالرحمٰن بن عباس بن عبدالمطلب، حضرت معاویہ کے پاس شام آئے تو حضرت معاویہ نے آپ سے بدسلوکی کی، اور آپ کی حاجت کو پورا نہ کیا۔ اور ایک روز آپ اس کے پاس آئے اور اُسے کہنے لگے اے ابن عباسؓ تو نے اللہ کو دیکھا کہ اس نے ہمارے ساتھ اور ابوالحسن کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ اس نے کہا قسم بخدا ایسا سلوک کیا ہے جو خراب نہیں ہے وہ اُسے جلد جنت کی طرف لے گیا ہے جسے تو ہرگز حاصل نہ کر سکے گا اور اس نے

تجھے دنیا کی طرف گرا دیا ہے جسے امیرالمومنین نے حاصل کر لیا ہے، حضرت معاویہ نے کہا تو تُو اللہ کے متعلق فیصلہ دیتا ہے، اس نے کہا وہ اللہ نے خود اپنے متعلق فیصلہ دیا ہے اور جو اس کے مطابق فیصلہ نہ کریں جو اللہ نے نازل کیا ہے تو وہی ظالم ہیں، حضرت معاویہ نے کہا خدا کی قسم، اگر عثمان زندہ ہوتے حتیٰ کہ مجھے دیکھتے تو وہ عمزاد کی ناراضگی کو دیکھتے، ابن عباس نے کہا قسم بخدا، اگر وہ تم کو دیکھتے تو یقین کرتے کہ تم نے اُسے اس وقت چھوڑا ہے جب اُسے مدد حاصل تھی اور تو نے اس وقت اس کی مدد کی ہے جب تجھے مدد حاصل تھی۔ حضرت معاویہ نے کہا، عصا اور اس کی چھال کے درمیان تیرا دخول کیسا ہے؟ اس نے کہا، میرا دخول ان دونوں کے خلاف ہے ان کے حق میں نہیں ہے، میں جو بات ناپسند کرتا ہوں اس میں مجھے چھوڑ دے میں اس کی مثل میں تجھے چھوڑ دوں گا، اگر تو احسان کرے تو مجھے بدلہ دینا اس سے زیادہ محبوب ہے کہ تو برائی کرے اور میں بدلہ دوں پھر آپ اُٹھ کھڑے ہوئے۔

حضرت حسنؓ بن علی کی وفات

حضرت حسن بن علی نے ماہ ربیع الاوّل ۴۹ھ میں وفات پائی اور جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنے بھائی حضرت حسینؓ سے کہا اے میرے بھائی یہ آخری تیسری بار ہے جس میں مجھے زہر پلایا گیا ہے اور میری اس بار جیسا مجھے کبھی زہر نہیں پلایا گیا اور میں اسی دن مرنے والا ہوں اور جب میں مر جاؤں تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دفن کر دینا، کیونکہ کوئی شخص مجھ سے آپ کا زیادہ قریبی نہیں ہے ہاں اگر تجھے اس بات سے روکا جائے تو اس میں ایک سینگی خون نہ بہانا۔

اور جب آپ کو کفن میں لپیٹا گیا تو حضرت محمد بن الحنفیہ نے کہا، ابو محمد اللہ آپ پر رحم فرمائے، قسم بخدا اگر آپ کی زندگی قوی تھی تو آپ کی وفات نے کمزور کر دیا ہے اور وہ کیا ہی اچھی رُوح ہے جس سے آپ کا بدن آباد کیا گیا ہے اور وہ بدن کیا ہی اچھا ہے جسے آپ کے کفن نے اپنے اندر لیا ہے اور ایسا کیوں نہ ہوتا آپ ہدایت کی اولاد اور اہل تقوےٰ کے ساتھی ہیں اور اصحاب الکساء کے پانچویں ہیں، حق کی ہتھیلی نے آپ کو غذا دی ہے اور آپ نے اسلام کی گود میں پرورش پائی ہے اور ایمان کے پستانوں نے آپ کو دُودھ پلایا ہے، پس آپ زندہ اور مُردہ ہونے کی حالت میں اچھے ہیں آپ پر اللہ کا سلام اور رحمت ہو، اگرچہ ہمارے

دل آپ کی زندگی سے بغض رکھنے والے نہیں ہیں اور نہ آپ کے نیکوں میں شامل ہونے میں شک کرنے والے ہیں۔

پھر آپ کی چارپائی نکالی گئی اور اُسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی طرف لے جانا مقصود تھا پس مروان بن الحکم اور سعید بن العاص آئے اور انہوں نے اس سے روک دیا، قریب تھا کہ فتنہ پیدا ہو جاتا۔

اور بعض کا قول ہے کہ حضرت عائشہؓ سفید خچر پر سوار ہوئیں اور کہنے لگیں، اپنے گھر میں، میں کسی کو اجازت نہ دوں گی تو قاسم بن محمد بن ابی بکر نے آپ کے پاس آکر آپ سے کہا اے پھوپھی ہم نے سُرخ اونٹ کی جنگ کے دن سے اپنے سر نہیں دھوئے کیا آپ چاہتی ہیں کہ سفید خچر کی جنگ بھی بیان کی جایا کرے؟ پس حضرت عائشہؓ واپس چلی گئیں [1]

اور حضرت حسین بن علی کے ساتھ بہت سے لوگ جمع ہو گئے اور اُنہوں نے آپ سے کہا ہمیں اور آلِ مروان کو چھوڑ دیجیے، خدا کی قسم وہ ہمارے نزدیک ایک راس لقمہ کی طرح ہیں، آپ نے فرمایا میرے بھائی نے مجھے وصیت کی ہے کہ میں اس کے بارے میں ایک سینگی خون نہ بہاؤں، سو حضرت حسنؓ کو بقیع میں دفن کر دیا گیا اور آپ کی عمر ۴۷ سال تھی اور حضرت حسن بن علی فوت ہوئے تو ابن عباسؓ حضرت معاویہ کے پاس تھے اور جب آپ کے پاس حضرت حسنؓ کی وفات کی خبر آئی تو آپ حضرت ابن عباسؓ کے پاس آئے اور انہیں کہنے لگے اے ابن عباس، حضرت حسنؓ فوت ہو گئے ہیں، اُنہوں نے کہا عظیم مصیبت پر انا للہ وانا الیہ راجعون، اے معاویہ

---

[1] جس حجرے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دفن ہیں وہ حضرت عائشہؓ کا ہے کوئی شخص اس میں آپ کی اجازت کے بغیر دفن نہیں ہو سکتا اور آپ کی مرضی ہے جسے چاہیں اجازت دیں جسے چاہیں نہ دیں اس میں کوئی اعتراض کی بات نہیں (مترجم)

اگر حضرت حسنؓ فوت ہو گئے ہیں تو آپ کی موت تیری اجل کو مؤخر نہیں کرے گی اور نہ آپ کا جسم تیری قبر کو پُر کرے گا۔ وہ خیر کی طرف چلے گئے ہیں اور تو شر پر زندہ ہے، حضرت معاویہ نے کہا میرا خیال ہے آپ نے اپنے پیچھے چھوٹی بچیاں چھوڑی ہیں، حضرت ابن عباس نے کہا، ہم میں سے ہر کوئی چھوٹا تھا پھر بڑا ہو گیا، حضرت معاویہ نے کہا اے ابن عباسؓ آفرین ہے تو اپنی قوم کا سردار بن گیا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے کہا جب تک اللہ نے ابو عبداللہ حسین بن رسول اللہ کو زندہ رکھا ہے کوئی سردار نہیں ہے۔

اور حضرت حسن بن علی سخی، شریف اور خَلق و خُلق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مانند تھے اور حضرت حسنؓ سے پوچھا گیا، آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا سُنا ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے آپ کو ایک شخص سے کہتے سُنا، جو بات تجھے شک میں ڈالے اُسے چھوڑ دے، بلاشبہ، شر، بے چینی ہے اور خیر، طمانیت ہے اور میں نے آپ سے یہ بات بھی سمجھی کہ میں آپ کے ساتھ کھلیان کے تنگ پہلو میں چل رہا تھا کہ میں نے ایک کھجور لے کر اپنے منہ میں ڈال لی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلی میرے منہ میں ڈال کر اُسے نکال کر پھینک دیا اور فرمایا کہ محمد اور آلِ محمد کے لیے صدقہ جائز نہیں ہے اور میں نے آپ سے پانچ نمازوں کو بھی سمجھا۔

اور حضرت حسن نے پندرہ حج پا پیادہ کیے اور دو دفعہ اپنے مال سے دستبردار ہو گئے اور تین دفعہ اللہ کو اس کا حصہ دیا حتیٰ کہ آپ ایک جوتا دے دیتے تھے اور ایک جوتا روک لیتے تھے اور ایک موزہ دیتے تھے اور دوسرا روک لیتے تھے۔

اور حضرت معاویہ نے حضرت حسنؓ سے کہا اے ابو محمد! تین باتوں

کے متعلق مجھے کوئی شخص بتانے والا نہیں ملا، آپ نے پوچھا وہ کیا ہیں، حضرت معاویہ نے کہا مروّت، سخاوت اور شجاعت، آپ نے فرمایا مروّت یہ ہے کہ آدمی اپنے دین کے معاملے کی اصلاح کرے اور مال کی اچھی نگہداشت کرے اور نرم ہاتھ ہو اور سلام کو رواج دے اور لوگوں سے محبت کرے، اور سخاوت یہ ہے کہ سوال سے پہلے عطیہ دے اور معروف طریق کے مطابق صدقہ خیرات دے اور قحط میں کھانا کھلائے اور شجاعت یہ ہے کہ پڑوسی کا دفاع کرے اور جنگ کی شدت میں بچائے اور مصائب میں صبر کرے۔

اور جابر نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت حسنؓ کو بیان کرتے سُنا کہ عمدہ اخلاق دس ہیں، زبان کا سچا ہونا، جنگ میں ثابت قدم رہنا، سائل کو عطا کرنا، خوش اخلاق ہونا، احسان کا بدلہ دینا، صلہ رحمی کرنا، پڑوسی کی حفاظت کرنا، دوست کا حق پہچاننا، مہمان نوازی کرنا اور ان سب کا سر دار حیا ہے۔

حضرت حسنؓ سے دریافت کیا گیا سب لوگوں سے بڑھ کر کون خوش عیش ہے، آپ نے فرمایا جو لوگوں کو اپنے عیش میں شریک کرے، اور آپ سے دریافت کیا گیا، سب لوگوں سے بڑھ کر کون بد عیش ہے؟ فرمایا جو اپنے عیش میں اکیلا نہ رہے۔

اور حضرت حسنؓ نے فرمایا حاجت کا پورا نہ ہونا اس سے بہتر ہے کہ اُسے نا اہلوں سے طلب کیا جائے اور مصیبت سے سخت تر چیز بد اخلاقی ہے اور عبادت، فراخی کا انتظار کرنا ہے۔

اور حضرت حسنؓ بن علی نے اپنے بیٹوں اور بھتیجوں کو بلایا اور فرمایا اے میرے بیٹو اور بھتیجو! تم قوم کے چھوٹے آدمی ہو، ہو سکتا ہے عنقریب تم دوسری قوم کے بڑے آدمی بن جاؤ، سو علم سیکھو اور تم میں سے جو اُسے روایت کرنے یا یاد کرنے کی طاقت نہیں رکھتا وہ اُسے لکھ لے اور اُسے

اپنے گھر میں رکھ لے، اور ایک شخص نے حضرت حسنؓ سے کہا میں موت سے خوفزدہ ہوں، فرمایا یہ خوف اس وجہ سے ہے کہ تو نے اپنے مال کو پیچھے کر لیا ہے اور اگر تو اسے آگے بھیجتا تو تجھے اس سے ملاقات میں خوشی حاصل ہوتی۔

حضرت معاویہ نے کہا، جب بھی میرے پاس کسی نے بات کی اور میں نے چاہا کہ وہ خاموش نہ ہو تو وہ حضرت حسنؓ بن علی تھے اور میں نے ایک دفعہ کے سوا کبھی آپ سے فحش بات نہیں سُنی، حضرت حسنؓ بن علی اور عمرو بن عثمان بن عفان کے درمیان ایک زمین کے بارے میں جھگڑا تھا، حضرت حسنؓ بن علی نے ایک بات پیش کی جسے عمرو نے پسند نہ کیا تو حضرت حسنؓ نے کہا ہمارے پاس اس کے لیے وہی ہے جو اُسے ذلیل کر دے اور یہ سخت ترین فحش بات ہے جو کبھی میں نے آپ سے سُنی۔

اور ایک روز حضرت معاویہ نے آپ سے کہا ہمارے اقتدار میں ہم پر کیا واجب ہے؟ آپ نے فرمایا جو حضرت سلیمانؑ بن داؤد نے بیان کیا ہے، حضرت معاویہ نے پوچھا حضرت سلیمان بن داؤد نے کیا کہا ہے؟ آپ نے فرمایا آپ نے اپنے ایک دوست سے کہا کیا تجھے معلوم ہے کہ بادشاہ پر اس کی حکومت کے بارے میں کیا واجب ہے اور جو اُسے نقصان بھی نہ دے؟ جب وہ اس کے حق کو ادا کرے، اور خفیہ اور اعلانیہ اللہ سے ڈرے اور غصے اور رضامندی میں عدل کرے اور فقر و تونگری میں اعتدال اختیار کرے اور اموال کو غصب کر کے نہ لے اور انہیں جلدی اور اسراف سے نہ کھائے تو جو وہ دُنیا سے فائدہ اُٹھائے گا وہ اسے نقصان نہ دے گا بشرطیکہ یہ اس کی عادت بن جائے۔

اور حضرت حسنؓ نے فرمایا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی شخص اپنی حاجت طلب کرتا تو آپ اس کی ضرورت پوری کر کے اور

ایسی بات کہہ کر اُسے واپس کرتے۔

ایک روز حضرت حسنؓ گزرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے دروازے پر ایک خطیب تھا، حضرت حسنؓ نے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا اے پسرِ رسول، میں خطیب ہوں، آپ نے فرمایا تو نے جھوٹ بولا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم خطیب ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فاقصص القصص تو واقعات کو بیان کر، اس نے کہا میں نصیحت کرنے والا ہوں آپ نے فرمایا تو نے جھوٹ بولا ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو کہا ہے فذکر انما انت مذکر تو نصیحت کر تو صرف نصیحت کرنے والا ہے، اس نے پوچھا تو پھر میں کیا ہوں، آپ نے فرمایا تکلف کرنے والا مرد۔

حضرت حسنؓ کے آٹھ بیٹے تھے، حسن بن حسن، اس کی ماں خولہ بنت منظور فزاریہ تھی، زید بن حسنؓ، اس کی ماں، ام بشر بنت ابی مسعود انصاری خزرجی تھی، عمرو، قاسم، ابوبکر، عبدالرحمٰن، یہ مختلف امہات الاولاد سے تھے، طلحہ اور عبید اللہ۔

اور جب حضرت حسنؓ فوت ہو گئے اور شیعوں کو اطلاع ملی تو وہ ....

... کوفہ میں سلیمان بن صرد کی حویلی میں اکٹھے ہوئے اور ان میں بنو جعدہ بن ہبیرہ بھی تھے، انھوں نے حضرت حسین بن علی کو، حضرت حسنؓ کی وفات کے بارے میں تعزیتی خط لکھا:-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حسینؓ بن علی کے لیے، اس کے مددگاروں اور اس کے باپ
امیر المومنین کے مددگاروں کی طرف سے

آپ پر سلام ہو ہم آپ کے ساتھ مل کر اس خدا کا شکر ادا کرتے ہیں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اما بعد، ہمیں حضرت حسن بن علیؓ کی وفات کی اطلاع ملی ہے جس روز وہ پیدا ہوئے اور

جس روز وہ مریں گے اور جس روز انہیں زندہ اُٹھایا جائے گا اللہ آپ کے گناہوں کو معاف کرے اور آپ کی نیکیوں کو قبول کرے اور اُسے اپنے نبی کے ساتھ ملائے ۔ اور مصیبت میں آپ کے اجر کو دُگنا کرے اور ان کے بعد آپ کی مصیبت کو ٹھیک کرے ہم اللہ سے اس کا ثواب چاہتے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون اس اُمت کو عموماً اور آپ کو اور ان شیعوں کو خصوصاً ، ابن الوصی اور ابن بنت النبی کے فوت ہونے سے جو مصیبت پہنچی ہے وہ کس قدر عظیم ہے وہ ہدایت کا عَلم تھا اور اقامت دین اور صالحین کی سیرت کی واپسی کے لیے مُلک کا امید گاہ نور تھا ، صبر کیجیے جو مصیبت آپ کو پہنچی ہے اللہ اس پر آپ پر رحم کرے گا اور یہ امر بڑے امور میں سے ہے ، بلاشبہ آپ پہلے لوگوں کے خلف ہیں اور اللہ تعالیٰ اُسے اپنی ہدایت دے گا جسے آپ کی ہدایت سے ہدایت دی جائے گی اور ہم آپ کے مددگار ہیں آپ کی مصیبت سے ہمیں تکلیف ہوئی ہے اور ہم آپ کے غم سے غمگین ہیں اور آپ کی خوشی سے خوش ہیں اور آپ کی سیرت پر چلنے والے ہیں اور آپ کے امر (خلافت) کے منتظر ہیں اللہ تعالیٰ آپ کا شرح صدر کرے اور آپ کے ذکر کو بلند کرے اور آپ کے اجر کو زیادہ کرے اور آپ کے گناہوں کو معاف کرے اور آپ کا حق آپ کو واپس کرے ۔

اور حضرت حسنؓ بن علی کی وفات کے بعد حضرت معاویہ نے اپنے بیٹے یزید کی ولیعہدی کی بیعت لی اور بیعت سے صرف چار آدمیوں نے تخلف کیا حضرت حسینؓ بن علی ، حضرت عبداللہ بن عمر ، حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے ، اور حضرت عبداللہ بن عمرو نے کہا ہم بندرول

اور کتوں سے کھیلنے والے اور شراب نوش اور اعلانیہ فسق کرنے والے کی بیعت کریں، اللہ کے ہاں ہماری کیا حجت ہو گی؟ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا خالق کی معصیت میں، مخلوق کی کوئی اطاعت نہیں، اس نے ہمارے دین کو بگاڑ دیا ہے۔

اور اس سال حضرت معاویہ نے حج کیا اور لوگوں سے دوستی کی، اور انہیں بیعت پر مجبور نہ کیا اور حضرت معاویہ نے اپنے بیٹے یزید کو موسم گرما کی جنگ کے لیے بھیجا، اور سفیان بن عوف عامری بھی اس کے ساتھ تھا، پس سفیان نے بلادِ روم کی طرف جانے میں اس سے سبقت کی اور بلادِ روم میں مسلمانوں کو بخار اور چیچک نے آلیا اور عبداللہ بن عامر کی بیٹی ام کلثوم یزید بن معاویہ کی بیوی تھی اور وہ اس کا عاشق تھا اور جب اُسے بخار اور چیچک سے لوگوں کو تکلیف پہنچنے کی اطلاع ملی تو اس نے کہا ؎

جب میں دیر مران میں کمروں میں غالیچوں پر ٹیک لگاتا ہوں اور
ام کلثوم میرے پاس ہوتی ہے تو غذقذونہ مقام پر بخار اور
چیچک سے ان کی افواج کو جو تکلیف پہنچی ہے میں اس کی
پرواہ نہیں کرتا۔

حضرت معاویہ کو اس بات کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا، میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ تو ضرور ارضِ روم میں داخل ہوگا اور تجھے ضرور وہ تکلیف پہنچے گی جو انہیں پہنچی ہے اور آپ نے اُسے اس فوج کے پیچھے بھیجا اس نے اس کے ساتھ جنگ کی حتیٰ کہ قسطنطنیہ پہنچ گیا۔

اور حضرت معاویہ نے عقبہ بن نافع فہری کو افریقہ کی طرف بھیجا اور اس نے اُسے فتح کیا اور اس نے قیروان کی حد بندی کی اور اُسے تعمیر کیا وہ گنجان درختوں اور ڈب والی جگہ تھی اور اس میں شیر آتا تھا یہ ۵۰

کا واقعہ ہے پھر حضرت معاویہ نے عقبہ بن نافع فہری کی جگہ دینار ابو المہاجر انصار کے غلام کو امیر مقرر کیا، اس نے عقبہ بن نافع کو پکڑ کر قید کر دیا اور بیڑیاں ڈال دیں اور وہ کئی ماہ قید خانے میں رہا پھر اس نے اُسے رہا کر دیا اور جب وہ مصر کی طرف گیا تو حضرت عمرو بن العاص نے اُسے مغرب کی طرف واپس کر دیا۔

اور بعض کا قول ہے کہ حضرت عمرو کے پاس حضرت معاویہ کا خط آیا جس میں آپ نے انہیں یہ حکم دیا اور جب عقبہ، افریقہ آیا تو اس نے دینار کو پکڑ کر قید کر دیا اور بربر کے ایک شخص ابن الکاہنہ نے عقبہ کے خلاف بغاوت کر دی اور عقبہ، حضرت معاویہ اور یزید بن معاویہ کے زمانے میں مسلسل شہر کا امیر رہا۔

اور حضرت مغیرہ بن شعبہ نے ۵۱ھ میں وفات پائی تو حضرت معاویہ نے زیاد کو کوفہ کا امیر مقرر کر دیا اور اسے بصرہ کے ساتھ ملا کر ان کی تحویل میں دے دیا اور آپ پہلے شخص ہیں جن کے لیے دو شہر اکٹھے کیے گئے۔

اور زیاد نے حضرت معاویہ کو لکھا۔

میں نے اپنے بائیں ہاتھ کو عراق میں مصروف کر دیا ہے اور میرا دایاں ہاتھ فارغ ہے اگر امیر المومنین مناسب سمجھیں تو مجھے حج کے اجتماع کا امیر مقرر کر دیں؟

آپ نے اُسے حجاز کی امارت کا خط لکھا اور بعض کا قول ہے کہ حج کے اجتماع کی امارت کا خط لکھا۔

اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ آتے تو کہتے، اپنے ہاتھوں کو اُٹھاؤ اور اللہ سے دُعا کرو کہ زیاد کا دایاں ہاتھ تمہیں کفایت کرے۔

اور بعض نے بیان کیا ہے کہ اس کا بھائی ابو بکرہ اس کے پاس آیا تو

اس بنے اس کے بچے سے خطاب کیا اور اس نے قسم کھائی تھی کہ وہ اس سے بات نہیں کرے گا جب تک وہ مغیرہ پر شہادت سے ڈرے گا اس نے کہا اے میرے بیٹے تیرے باپ نے اسلام میں عظیم کام کیے ہیں، اس نے اپنی ماں کو گالی دی ہے اور اپنے باپ سے انکار کیا ہے اور اب وہ اس سے بھی بڑا کام کرنا چاہتا ہے وہ مدینہ سے گزرتا ہے تو ام حبیبہ بنت ابوسفیان سے اجازت لینا ہے اگر وہ اجازت دے تو اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں پر بڑی مصیبت پڑتی ہے اور اگر وہ اسے اجازت نہ دے تو تیرے باپ کی بڑی رسوائی ہوتی ہے، پس وہ خروج سے متاخر ہو گیا۔

اور حجر بن عدی الکندی اور عمرو بن الحمق الخزاعی اور ان کے ساتھی حضرت علی بن ابی طالب کے مددگاروں میں سے تھے، جب انہوں نے مغیرہ اور دیگر اصحاب معاویہ کو سنا کہ وہ منبر پر حضرت علی پر لعنت کرتے ہیں تو وہ کھڑے ہو جاتے اور ان کی لعنت کا جواب دیتے ... اور اس بارے میں اعتراضات بھی کرتے پس جب زیاد، کوفہ آیا تو اس نے اپنا مشہور خطبہ دیا جس میں اس نے نہ اللہ کی حمد کی اور نہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا اور اس میں خوب گرجا برسا اور ڈرایا دھمکایا اور باتیں کرنے والوں کی باتوں کا انکار کیا اور انہیں انتباہ کیا اور ڈرایا اور کہنے لگا منبر پر مجھے گنجی کتیا کا نام دیا گیا ہے پس جب میں تم سے وعدہ اور وعید کروں اور وعدہ اور وعید کو پورا نہ کروں تو میری اطاعت تم پر فرض نہیں۔

اور اس کے اور حجر بن عدی کے درمیان محبت تھی، اس نے اس کی طرف آدمی بھیج کر اسے بلایا پھر اسے کہنے لگا اے حجر! تجھے معلوم ہی ہے کہ مجھے حضرت علیؓ سے کس قدر محبت تھی؟ اس نے کہا ہاں، زیاد نے کہا، اللہ نے اسے بغض و عداوت میں تبدیل کر دیا ہے اور تجھے معلوم ہی ہے کہ مجھے حضرت معاویہ سے کس قدر بغض اور عداوت تھی؟ اس

نے کہا ہاں، زیاد نے کہا اللہ تعالیٰ نے اسے محبت اور دوستی میں بدل دیا۔ ہے
پس میں تجھے نہیں بتاؤں گا کہ میں نے نہ حضرت علی کا خیر سے اور نہ حضرت معاویہ
کا برائی سے ذکر کیا ہے۔

پھر اُسے اطلاع ملی کہ وہ اکٹھے ہوتے ہیں اور باتیں کرتے ہیں اور اس کے
اور حضرت معاویہ کے خلاف سازش کرتے ہیں اور ان کی برائیوں کا ذکر کرتے
ہیں اور لوگوں کو انگیخت کرتے ہیں، پس اس نے اپنے پولیس سپرنٹنڈنٹ
کو ان کے پاس بھیجا اور اس نے ان میں سے ایک جماعت کو پکڑ لیا اور انہیں
قتل کر دیا گیا اور عمرو بن الحمق الخزاعی اور اس کے ساتھ متعدد آدمی موصل
کی طرف بھاگ گئے۔

اور زیاد نے حجر بن عدی الکندی اور اس کے تیرہ اصحاب کو پکڑ کر حضرت
معاویہ کے پاس بھجوا دیا اور ان کے بارے میں لکھا کہ انھوں نے ابو تراب پر
لعنت ڈالنے کے بارے میں جماعت کی مخالفت کی ہے اور والیوں کی عیب
گیری کی ہے پس اس وجہ سے یہ اطاعت سے نکل گئے ہیں اور اس نے لوگوں
کی شہادتیں بھی بھیجیں، ان میں پہلا شخص بلال بن ابی بردۃ بن ابی موسیٰ اشعری
تھا اور جب یہ مرج عذرا میں گئے اور دمشق سے چند میلوں کے فاصلے پر تھے
تو حضرت معاویہ نے وہاں ان کو کھڑا کرنے کا حکم دے دیا پھر ان کی طرف ان کو
قتل کرنے کے لیے آدمی بھیجا، پس لوگوں نے ان میں سے چھ آدمیوں کے متعلق
گفتگو کی اور وہ ان سے رک گیا اور سات قتل ہو گئے، حجر بن عدی الکندی
شریک بن شداد الحضرمی، صیفی بن فسیل الشیبانی، قبیصہ ابن ضبیعۃ العبسی، محرز
بن شہاب التمیمی اور کدام بن حیان العنزی۔ اور جب اس نے ان کے قتل کا
ارادہ کیا تو حجر بن عدی نے کہا، مجھے چھوڑ دو تاکہ میں نماز پڑھ لوں، پھر
اس نے ہلکی سی دو رکعت نماز پڑھی پھر ان کی طرف آیا اور کہنے لگا اگر تم میری
کیفیت کے خلاف بدظنی نہ کرتے تو میں ان دو رکعتوں کو ذرا لمبا کرتا اور میں

پہلا شخص ہوں جس نے اس جگہ تیر چلایا ہے اور اس جگہ پر ہلاک ہونے والا بھی پہلا ہی شخص ہوں، اس سے دریافت کیا گیا تو گھبرا گیا ہے؟ ابن نے کہا، میں کیوں نہ گھبراؤں میں سونتی ہوئی تلوار، کھلا ہوا کفن اور کھدی ہوئی قبر دیکھ رہا ہوں؟ پھر اُسے اور دوسرے لوگوں کو قتل کر دیا گیا اور ان کا کفن دفن کیا گیا، یہ ۵۲ھ کا واقعہ ہے۔

اور حضرت معاویہ نے حضرت حسینؓ بن علی سے کہا، اے ابو عبداللہ آپ کو معلوم ہے کہ ہم نے آپ کے باپ کے مددگاروں کو قتل کیا ہے اور ان کو خوشبو لگائی ہے اور انھیں کفن دیا ہے اور ان کا جنازہ پڑھا ہے اور انھیں دفن کیا ہے، حضرت حسین نے کہا، رب کعبہ کی قسم، اگر ہم نے آپ کے مددگاروں کو قتل کیا ہے ہم نہ انہیں کفن دیں گے نہ انہیں خوشبو لگائیں گے نہ ان کا جنازہ پڑھیں گے اور نہ انہیں دفن کریں گے۔

جب حضرت معاویہ نے حج کیا تو آپ حضرت عائشہ کے پاس گئے تو حضرت عائشہؓ نے کہا اے معاویہ کیا تو نے حجر اور اس کے اصحاب کو قتل کیا ہے تیرا حلم ان سے کہاں غائب ہو گیا تھا؟ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ مرج عذرا میں کچھ لوگ قتل ہوں گے جن کی خاطر اہل سموات غضب میں آجائیں گے، حضرت معاویہ نے کہا اے ام المومنین میرے پاس کوئی رجل رشید نہیں آیا۔

روایت ہے کہ حضرت معاویہ فرمایا کرتے تھے، میں حجر اور اصحاب حجر کے قتل کے بعد اپنے آپ کو حلیم شمار نہیں کرتا اور عبدالرحمٰن ابن ام الحکم جو موصل پر حضرت معاویہ کے عامل تھے۔ عمرو بن الحمق الخزاعی اور رفاعۃ بن شداد کی جگہ پہنچا، اُسے ان دونوں کی تلاش میں بھیجا گیا تھا وہ دونوں بھاگ نکلے اور عمرو بن الحمق شدید بیمار تھا اور ابھی وہ راستے ہی میں تھا کہ عمرو کو سانپ نے ڈس لیا، تو اس نے کہا اللہ اکبر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا تھا اے عمرو! تیرے قتل میں جن و انس شریک ہوں گے پھر اس نے رفاعۃ سے کہا، اپنے کام کو چلے جاؤ میں ماخوذ و مقتول ہوں اور عبدالرحمٰن بن ام الحکم کے ایلچی اُسے آملے اور انہوں نے اُسے پکڑ کر قتل کر دیا اور اس کا سر نیزے پر نصب کر دیا اور اُسے گھمایا گیا اور حضرت معاویہ نے اس کی بیوی کو دمشق میں قید کیا ہوا تھا پس جب اس کا سر آیا تو آپ نے اُسے بھجوایا اور اُسے اس کی گود میں رکھا تو اس نے ایلچی سے کہا معاویہ کو میری بات پہنچا دینا اللہ اس سے اس کے خون کے بدلے کا مطالبہ کرے گا اور اس کی ناراضگی سے جلد اسے ہلاکت آئے گی، اس نے ایک حیرت انگیز کام کیا ہے اور نیک اور پاکیزہ آدمی کو قتل کیا ہے اور آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مردوں کے جرائم کے بدلے میں عورتوں کو قید کیا ہے۔

اور بصرہ میں دو خارجیوں، قریب اور زحاف نے خوارج کی ایک جماعت کے ساتھ خروج کیا اور دونوں نے پولیس کو طلب کیا اور دونوں نے ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور جامع مسجد کی طرف چلے گئے اور وہاں بھی بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور قبائل کی طرف گئے اور ایسے ہی کیا اور زیاد کوفہ میں تھا اور بصرہ پر اس کا عامل، عبیداللہ بن ابی بکرۃ تھا سو اس نے ان سے جنگ کی اور جب اُسے ان کے ساتھ لڑنے کی طاقت نہ رہی تو اس نے زیاد کو خط لکھا زیاد آیا تو بصرہ کی طرف چلا گیا اور دار الامارت کی طرف گیا پھر کہنے لگا اے اہل بصرہ، تم جس پر اکٹھے ہو گئے ہو یہ کیا ہے؟ میں اللہ کو عہد دیتا ہوں کہ اس کے بعد خارجی میرے خلاف خروج نہ کرے گا اور میں اس کے قبیلے کے کسی شخص کو نہیں چھوڑوں گا، مجھے اپنی ہلاکتوں میں کفایت کرو پس بصرہ کے خطیب اُٹھے اور انہوں نے باتیں کیں اور معذرت کی۔

اور حضرت معاویہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اسلام میں محافظین، پولیس اور دربان مقرر کیے اور پردے لٹکائے اور نصرانی کو کاتب رکھا اور آپ نے

آگے نیزے لے کر چلا جاتا تھا اور آپ نے عطیات سے زکوٰۃ لی، اور تخت پر بیٹھے اور لوگ آپ کے نیچے تھے اور دیوان خاتم بنایا اور بلند و بالا عمارات بنائیں اور ان کی تعمیر میں لوگوں سے بیگار لی اور آپ سے پہلے کسی نے بیگار نہ لی تھی اور آپ نے لوگوں کے سب اموال لے لیے اور انہیں اپنے لیے لیا۔

اور حضرت سعید بن المسیب فرمایا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے معاویہ سے جو سلوک کیا ہے کیا ہے، آپ نے اس امر (خلافت) کو دوبارہ بادشاہت بنانے والے پہلے شخص ہیں اور حضرت معاویہ کہا کرتے تھے میں پہلا بادشاہ ہوں۔

اور ایک روز حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے آپ کی طرف سفر کیا تو آپ نے کہا اے ابو عبداللہ آپ نے ہماری عمارت کو کیسے پایا ہے آپ نے کہا، اگر یہ اللہ کے مال سے بنی ہے تو آپ خیانت کرنے والوں میں سے ہیں اور اگر یہ آپ کے مال سے بنی ہے تو آپ فضول خرچی کرنے والوں میں سے ہیں۔

اور حضرت عدی بن حاتم آپ کے پاس آئے تو آپ نے ان سے پوچھا اے ابو طریف ہمارا یہ زمانہ کیسا ہے؟ حضرت عدی نے کہا اگر ہم آپ سے سچ کہیں تو ہم آپ سے ڈرتے ہیں اور اگر ہم آپ سے جھوٹ بولیں تو ہم اللہ سے ڈرتے ہیں، حضرت معاویہ نے کہا میں آپ کو قسم دیتا ہوں، حضرت عدی نے کہا، تمہارے زمانے کا عدل گزشتہ زمانے کا ظلم ہے اور تمہارے زمانے کا ظلم آئندہ زمانے کا عدل ہوگا۔

حضرت معاویہ کے زمانے میں عراق اور اس کے مضافات کا خراج جو ایران کی مملکت میں تھے چھ ارب پچپن کروڑ درہم تھا اور مضافات کا خراج، ایک ارب بیس کروڑ تھا اور ایران کا خراج ستر کروڑ تھا اور اہواز اور اس کے مضافات کا خراج چالیس کروڑ تھا، اور بحرین اور یمامہ کا خراج پندرہ کروڑ درہم تھا اور دجلہ کے صوبے کا خراج، دس کروڑ درہم تھا اور نہاوند اور ماہ الکوفہ

جسے دہنور کہتے ہیں اور ماہ الکوفہ ہمذان کو کہتے ہیں اور اس کے ساتھ ارض الجبل کا خراج، چالیس کروڑ درہم تھا اور رَی اور اس کے مضافات کا خراج، تیس کروڑ درہم تھا اور حلوان کا خراج بیس کروڑ درہم تھا اور موصل اور اس کے مضافات اور اس کے متعلقہ علاقوں کا خراج پینتالیس کروڑ درہم تھا۔ ملوک فارس آباد جاگیروں سے اپنے لیے جو مال لیتے تھے اسے نکالنے کے بعد حضرت معاویہ نے یہ خراج ہر شہر سے لیا اور اسے خالص اپنے لیے رکھا اور آپ نے اپنے اہلبیت کی ایک جماعت کو اس سے جاگیر دی۔

اور عراق کا گورنر آپ کے پاس اس نواح سے چلے جانے والے لوگوں کے مال سے ایک کروڑ درہم لایا کرتا تھا اور ان سے آپ کے انعامات بھی ہوتے تھے اور حضرت معاویہ کے زمانے میں مصر کا خراج تین کروڑ درہم تھا اور حضرت عمرو بن العاص اس سے تھوڑا سا خراج آپ کے پاس لائے تھے اور جب حضرت عمرو فوت ہو گئے تو مال، حضرت معاویہ کے پاس لایا گیا، وہ لوگوں میں ان کے عطیات تقسیم کر دیا کرتے تھے اور آپ کے پاس ایک کروڑ دینار لایا کرتے تھے اور فلسطین کا خراج چار سو پچاس ہزار دینار تھا اور اردن کا خراج ایک سو اسی ہزار دینار تھا اور دمشق کا خراج چار سو پچاس ہزار دینار تھا اور جند حمص کا خراج تین سو پچاس ہزار دینار تھا اور قنسرین اور عواصم کا خراج چار لاکھ پچاس ہزار دینار تھا اور الجزیرہ کا خراج جسے دیار ربیعہ اور دیارِ مضر کہتے ہیں پچپن کروڑ درہم تھا اور یمن کا خراج ایک کروڑ دو لاکھ دینار تھا اور بعض کا قول ہے کہ نو لاکھ دینار تھا۔

جب حضرت معاویہ کے حالات ٹھیک ہو گئے تو آپ نے فیروز دیلمی کو یمن کا عامل مقرر کیا پھر اس کی جگہ عثمان بن عفان ثقفی کو عامل مقرر کیا پھر ابن بشیر انصاری کو مقرر کیا۔

اور حضرت معاویہ نے شام، جزیرہ اور یمن میں بھی عراق جیسا کام

کیا یعنی ملوک کی جاگیروں کو لے کر خالص اپنے لیے کر لیا اور انہیں اپنے اہل بیت اور خواص کو جاگیروں میں دے دیا اور آپ پہلے شخص ہیں جس کی ساری دنیا میں زمینیں تھیں حتیٰ کہ مکہ اور مدینہ میں بھی تھیں اور ان دونوں سے آپ ہر سال کھجوروں اور گندم کے کئی وسق اٹھاتے تھے اور حضرت معاویہ نے ابن سوار بن ہمام کو ہند کی سرحد کی طرف بھیجا وہ چار ہزار فوج کے ساتھ گیا حتیٰ کہ مکران پہنچ گیا اور وہاں اس نے کئی ماہ قیام کیا پھر اس نے القیقان سے جنگ کی اور ان کے قتال پر ڈٹا رہا اور ابن سوار اور اس فوج کے عام آدمی مارے گئے اور جو باقی رہ گئے وہ مکران کی طرف واپس آ گئے، حضرت معاویہ نے زیاد کو لکھا کہ وہ ایک مستقل مزاج اور فصیح شخص کو بھیجے، سو اس نے سنان بن سلمہ ہذلی کو بھیجا وہ مکران آیا اور مسلسل وہیں مقیم رہا پھر زیاد نے اسے ہٹا دیا اور راشد بن عمرو الجدیدی الازدی کو امیر مقرر کیا، اس نے القیقان سے جنگ کی اور فتح یاب ہوا اور غنیمت حاصل کی اور سندھ کے بعض شہروں سے بھی جنگ کی اور ہند کے شہروں کو فتح کیا اور ان دنوں ہند، سندھ سے کم طاقتور تھا، اور راشد بلادِ سندھ میں قتل ہو گیا۔

اور زیاد بارہ سال عراق کا حکمران رہا اور زیاد، دانشمند، مردانگی والا اور حملے والا تھا اور وہ پہلا شخص ہے جس نے رجسٹر بنائے اور تحریرات کی کاپیاں تیار کیں اور عربوں اور خوش بیان غلاموں سے خطوط کے کاتبوں کو الگ رکھا۔

اور زیاد کہا کرتا تھا، خراج کے کاتب ان اعاجم رؤسا سے ہونے چاہئیں جو امورِ خراج کو جانتے ہوں۔

اور زیاد کہا کرتا تھا۔ اقتدار کا دار و مدار چار چیزوں پر ہے، مال سے بچنا، احسان کرنے والے کے قریب ہونا، بدکار پر سختی کرنا اور

راست گفتار ہونا ، اور زیاد پہلا شخص ہے جس نے اپنے عمال کو ایک ایک ہزار درہم رسد کی فضیلت دی اور اپنے لیے ۲۵ ہزار درہم رکھے۔

اور زیاد کہا کرتا تھا ، والی کو چاہیے کہ وہ اپنی عملداری کے لوگوں کو خود ان سے بہتر جانتا ہو، ایک شخص نے اس کے پاس آ کر کہا ، اللہ امیر کا بھلا کرے، آپ مجھے جانتے ہیں ؟ اس نے کہا ، ہاں خوب جانتا ہوں میں تیرے نام کو تیرے باپ کے نام کو، تیری کنیت کو، تیرے نمبردار کو، تیرے خاندان کو ، تیرے قبیلے کو جانتا ہوں اور میں تمہیں یہاں تک جانتا ہوں کہ میں تمہارے ایک شخص پر چادر دیکھتا ہوں پھر دوسرے کو عاریۃً دیکھتا ہوں تو اُسے پہچان لیتا ہوں۔

دو شخص زیاد کے پاس جھگڑتے ہوئے آئے ، ان میں سے ایک نے کہا اللہ امیر کا بھلا کرے وہ ایک طرف کو پہچانتا ہے اس نے بیان کیا ہے کہ وہ اسے امیر سے ملی ہے ، اس نے کہا اس نے درست کہا ہے میں عنقریب تجھے وہ بات بتاؤں گا جو اُسے اس سے فائدہ دے گی اور تجھے نقصان دے گی ، اگر تجھ پر اس کا حق واجب ہوا تو میں اس کے لیے تجھے سختی سے پکڑوں گا اور اگر اس پر واجب ہوا تو میں فیصلہ کروں گا اور اس کی طرف سے ادائیگی کروں گا۔

اور زیاد نے منبر پر کہا ، لوگوں میں سب سے بڑا جھوٹا وہ امیر ہے جو منبر پر کھڑا ہوتا ہے اور اس کے نیچے ایک لاکھ آدمی ہوتے ہیں اور وہ ان سے جھوٹ بولتا ہے خدا کی قسم میں تم سے جو وعدہ کروں گا اُسے پورا کروں گا اور میں تم کو سزا نہیں دوں گا۔ جب تک تم سے متقدم نہ ہوں گا۔

اور زیاد اپنے ساتھیوں سے کہا کرتا تھا۔ ہر شخص مجھ تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ ہر کوئی جو مجھ تک پہنچ جائے بات کر سکتا ہے پس اپنے سے پیچھے

والوں کی سفارش کرو، اگر میں چاہوں تو تمہارے پیچھے سے زیادہ مضبوط ہو جاؤں۔ اور زیاد کہا کرتا تھا چار کاموں کی صرف وہ عمر رسیدہ ذمہ داری لے سکتا ہے جو سخت ہو۔ سرحد کی گرمی کی جنگ کی، پولیس کی اور قضا کے کام کی، اور چاہیے کہ پولیس سپرنٹنڈنٹ شدید حملہ آور، اور کم غفلت والا ہو اور چاہیے کہ محافظین کا امیر عمر رسیدہ، عفیف اور مامون ہو اس پر عیب گیری نہ کی جا سکے، اور چاہیے کہ کاتب میں پانچ خصلتیں ہوں، عمیق گہرائی، حسن مدارات، کام کو پختہ کرنا اور یہ کہ آج کے کام کو کل تک مؤخر نہ کرے، اور اپنے مالک کا خیر خواہ ہو،

اور حاجب کے لیے عقلمند اور ذہین ہونا ضروری ہے، اس نے ملوک کی خدمت سے قبل ان کی حجابت سنبھالی ہوا اور زیاد نے ۵۴ھ میں کوفہ میں وفات پائی ہے۔

روایت ہے کہ اس نے کچھ لوگوں کو بلایا کہ انہیں حضرت علی رضؓ پر لعنت کرنے اور آپ سے اظہارِ بیزاری کرنے کی دعوت دے اُسے اطلاع ملی تھی کہ وہ حضرت علی رضؓ کے مددگار ہیں، یا انہیں قتل کر دے اور وہ ستر آدمی تھے پس وہ منبر پہ چڑھا اور ڈرانے دھمکانے لگا پس ایک شخص بیٹھا بیٹھا سو گیا اس کے ایک ساتھی نے اُسے کہا تو سوتا ہے حالانکہ تجھے قتل کے لیے بُلایا گیا ہے؟ اس نے کہا، ستون سے ستون تک فرقان ہے میں نے اپنی اس نیند میں ایک عجیب بات دیکھی ہے انہوں نے پوچھا تو نے کیا دیکھا ہے؟ اس نے کہا میں نے ایک سیاہ فام شخص کو دیکھا ہے وہ مسجد میں داخل ہوا اور اس نے اپنا سر چھت کو مارا ہے میں نے پوچھا ارے تو کون ہے؟ اس نے کہا میں گردن توڑنے والا النقاد ہوں، میں نے پوچھا تو کہاں جانا چاہتا ہے؟ اس نے کہا میں اس سرکش کی گردن توڑوں گا جو اس منبر پہ گفتگو کر رہا ہے۔

اس دوران میں کہ زیاد منبر پہ گفتگو کر رہا تھا اچانک اس نے اپنی انگلی کو پکڑ لیا پھر اس نے آواز دی، میرا ہاتھ، اور منبر سے بے ہوش ہو کر گر پڑا اُسے محل میں لے جایا گیا اور اس کی دائیں چھنگلی میں چوٹ لگی ہوئی تھی اور اس سے فاسد مادہ نہ نکلتا تھا اس نے طبیب کو بلایا اور اُسے کہنے لگا میرا ہاتھ کاٹ دو، اس نے کہا اے امیر مجھے اس درد کے متعلق بتائیے جسے آپ اپنے ہاتھ یا اپنے دل میں محسوس کرتے ہیں اس نے کہا قسم بخدا، میرے دل کے سوا سب جسم میں ہے اس نے کہا ٹھیک ٹھاک زندہ رہو،

اور جب اُسے موت آئی تو اس نے حضرت معاویہ کو لکھا، میں نے امیر المومنین کو خط لکھا ہے اور میں دنیا کے آخری دن میں اور آخرت کے پہلے دن میں ہوں اور میں نے اپنی عملداری میں خالد بن عبداللہ بن خالد بن اسید کو نائب مقرر کیا ہے۔

اور جب زیاد فوت ہو گیا اور اس کی چارپائی جنازہ کے لیے رکھی گئی تو اس کا بیٹا عبیداللہ آگے بڑھا تو اس نے اُسے جھکایا اور خالد بن عبداللہ نے آگے بڑھ کر اس کا جنازہ پڑھایا اور جب وہ اس کے دفن سے فارغ ہوا تو عبیداللہ اسی وقت حضرت معاویہ کے پاس چلا گیا اور جب حضرت معاویہ کو بتایا گیا کہ یہ عبیداللہ ہے تو آپ نے کہا اے میرے بیٹے تیرے باپ کو تجھے نائب مقرر کرنے سے کس نے روکا ہے؟

اگر وہ مقرر کرتا تو میں بھی کرتا، اس نے کہا یا امیر المومنین میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ آپ کے بعد مجھے کوئی یہ کہے کہ اس کے باپ اور اس کے چچا کو اُسے عامل مقرر کرنے سے کس نے روکا ہے؟ تو آپ نے اُسے خراسان کا عامل مقرر کر دیا اور ہند کی دو سرحدیں بھی اس کے سپرد کر دیں۔

اور المنذر فوت ہو گیا اور آپ نے اس کی جگہ سنان بن سلمہ کو عامل مقرر کیا تو اس نے القیقان اور البوقان سے جنگ کی اور وہ کامیاب ہوا اور

اللہ تعالیٰ نے اُسے ان پر فتح دی۔

اور عبید اللہ بن زیاد خراسان کی طرف گیا اور اس نے بخارا سے آغاز کیا اور اس کی ملکہ کو خاقان کہا جاتا تھا پس اس نے ان سے جنگ کی حتیٰ کہ اسے فتح کر لیا پھر اس نے دریائے بلخ کو عبور کیا اور پہلا عرب ہے جس نے دریائے بلخ کو عبور کیا اور یہ پہلا عرب ہے جس نے دریائے بلخ کو عبور کیا اور لوگوں نے اس سے شدید جنگ کی اور اُسے فتح حاصل ہوئی پھر وہ خراسان سے حضرت معاویہ کے پاس واپس آ گیا تو آپ نے اُسے ۵۶ھ میں بصرہ کا والی مقرر کر دیا اور بعض کا قول ہے کہ ۵۷ھ کے شروع میں کیا۔

اور حضرت معاویہ نے عبد اللہ بن زیاد کو خراسان کا والی مقرر کیا اور اُسے کمزور پایا تو اُسے معزول کر دیا اور عبد الرحمٰن بن زیاد کو والی مقرر کیا اس نے آپ کا شکریہ ادا نہ کیا تو اُسے بھی آپ نے معزول کر دیا اور عبد الرحمٰن بہت مال لایا، بیان کیا گیا ہے کہ اس نے کہا، میں اپنے ساتھ مال لایا ہوں جو مجھے ایک سو سال کے لیے کافی ہوگا ہر دن کے لیے ایک ہزار درہم، پس یہ مال ختم ہو گیا حتیٰ کہ حجاج کے زمانے میں اُسے ایک گدھے پر دیکھا گیا اس سے دریافت کیا گیا مال کہاں ہے؟ اس نے کہا مجھے صرف اللہ کافی ہے اور یہ گدھا بھی میرا نہیں ہے یہ عاریۃً ہے۔

اور حضرت معاویہ نے عبد الرحمٰن بن زیاد کے بعد سعید بن عثمان بن عفان کو خراسان کا والی مقرر کیا تو وہ دریا پار کر کے بخارا چلا گیا اور بخارا کی ملکہ خاتون نے صلح کی اپیل کی، تو اس نے اس کی بات مان لی پھر ملکہ نے صلح کو چھوڑ دیا اور سعید کا لالچ کرنے لگی سو سعید نے ان سے جنگ کی اور فتح پائی اور بڑا انتقام لیا اور سمرقند کی طرف چلا گیا اور اس کا محاصرہ کر لیا اور اُسے وہاں طاقت حاصل نہ تھی پس اس نے ایک قلعہ کو فتح کیا جس میں شہزادے تھے اور جب وہ اس کے ہاتھ میں آ گئے تو لوگوں نے صلح کی اپیل کی اس نے قسم کھائی کہ وہ

شہر میں داخل ہوئے بغیر نہیں ہٹے گا سو اس کے لیے شہر کا دروازہ کھولا گیا اور وہ شہر میں داخل ہوا اور القہندز نے پتھر پھینکا اور حضرت قثم بن عباس بھی اس کے ساتھ تھے اور وہ سمرقند میں وفات پا گئے اور جب حضرت عبداللہ بن عباس کو ان کی موت کی اطلاع ملی تو آپ نے کہا اس کی جائے پیدائش اور اس کی قبر کے درمیان کتنا بُعد ہے آپ کا مرزبوم مکہ ہے اور قبر سمرقند میں ہے، ابن سعید بن عثمان، حضرت معاویہ کے پاس واپس آ گئے تو حضرت معاویہ نے ان کی جگہ اسلم بن زرعہ کو والی مقرر کر دیا۔

اور سعید مدینہ کی طرف چلے گئے اور آپ کے ساتھ قیدی بھی تھے جو ملوک سغد کی اولاد تھے، انھوں نے آپ پر حملہ کر کے آپ کو قتل کر دیا اور انھوں نے ایک دوسرے کو بھی قتل کیا حتیٰ کہ ان میں سے ایک بھی باقی نہ رہا اور اسلم بن زرعہ نے کئی ماہ قیام کیا اور خراسان کے عمال، ہرات آیا کرتے تھے پھر حضرت معاویہ نے خلید بن عبداللہ حنفی کو والی مقرر کیا اور خراسان پر یہ آپ کا آخری والی تھا۔

اور آپ نے حضرت سعد بن ابی وقاص کو عامل مقرر کرنا چاہا، مگر انھوں نے انکار کیا اور اپنے گھر کے ہو رہے اور آپ اپنے محل میں رہتے تھے جو مدینہ سے دس میل باہر تھا اور موت تک اسی میں فروکش رہے اور آپ کی وفات ۵۵ھ میں ہوئی اور آپ کو جوانوں کے ہاتھوں پر اٹھا کر مدینہ لایا گیا حتیٰ کہ بقیع میں دفن کر دیا گیا۔

اور حضرت معاویہ کے زمانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار ازواج نے وفات پائی، حضرت حفصہ بنت عمر آپ نے ۴۵ھ میں وفات پائی اور مروان بن الحکم عامل مدینہ نے آپ کا جنازہ پڑھایا، حضرت صفیہ بنت حیی بن اخطب، آپ نے ۵۰ھ میں وفات پائی، حضرت خولہ بنت الحارث، آپ نے ۵۶ھ میں وفات پائی، حضرت عائشہ بنت ابی بکر، آپ نے ۵۸ھ میں وفات پائی اور حضرت ابوہریرہؓ نے آپ کا جنازہ پڑھایا آپ مدینہ پر مروان

کے نائب تھے، حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا کہ آپ کا جنازہ آپ کے سب سے بڑے دشمن نے پڑھایا ہے اور حضرت ابوہریرہؓ نے ۵۹ھ میں وفات پائی۔

اور حضرت معاویہ دانش مند اور حلیم تھے اور اس شخص کی مدارات پر فیاضانہ مال خرچ کرتے تھے جو آپ کے کھانے پر بھی بخل کرتا تھا اور سعید بن العاص نے بیان کیا ہے کہ میں نے ایک روز حضرت معاویہ کو بیان کرتے سنا کہ میں اپنی تلوار وہاں نہیں رکھتا جہاں مجھے میرا کوڑا کافی ہو اور وہاں میں اپنا کوڑا نہیں رکھتا جہاں میری زبان کافی ہو۔ اور اگر میرے اور لوگوں کے درمیان ایک بال ہو تو وہ نہ ٹوٹے، دریافت کیا گیا، یا امیرالمومنین کیسے؟ آپ نے کہا جب وہ اسے کھینچتے ہیں تو میں اُسے چھوڑ دیتا ہوں اور جب وہ اُسے چھوڑتے ہیں تو میں اُسے کھینچ لیتا ہوں۔

اور جب آپ کو کسی شخص کے متعلق ناپسندیدہ بات پہنچتی، تو عطیے سے اس کی زبان بند کر دیتے اور بسا اوقات اس کے متعلق تدبیر کرکے اُسے جنگوں میں بھجوا دیتے اور اُسے آگے کرتے اور آپ اکثر دھوکا اور فریب کرتے تھے۔

اور آپ نے اپنی حکومت کے تمام سالوں میں لوگوں کو حج کروایا دو حج آپ نے ۴۴ھ اور ۴۵ھ میں کیے اور آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کو اٹھانا چاہا تو منبر کو زلزلہ لے نے آلیا حتیٰ کہ آپ نے خیال کیا کہ دنیا کا آخر آگیا ہے پس آپ نے اُسے چھوڑ دیا پھر اس میں اس کے نیچے سے پانچ سیڑھیوں کا اضافہ کیا اور رجب ۵۰ھ میں آپ نے عمرہ کیا۔

اور آپ کعبہ کو دیباج پہنانے والے پہلے شخص ہیں اور آپ نے اس کے لیے غلام خریدے۔

اور حضرت عمرو بن العاص اور یزید بن الحر العبسی اور الضحاک بن قیس الفہری آپ پر حاوی تھے اور الضحاک آپ کے پولیس سپرنٹنڈنٹ تھے اور حمیر کے غلام

ابو مخارق آپ کے محافظوں کے افسر تھے اور آپ کا غلام رباح آپ کا حاجب تھا۔

اور حضرت معاویہ، ترش رُو، اُبھری ہوئی آنکھوں والے گھنی داڑھی والے چوڑے سینے والے، بڑے سرین والے اور چھوٹی پنڈلیوں اور رانوں والے تھے۔ آپ کی حکومت نو سال آٹھ ماہ رہی اور یکم رجب کو آپ نے وفات پائی اور بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے ۱۵ رجب ۶۰ھ کو وفات پائی ہے آپ کی عمر ۷۷ سال تھی اور ۸۰ سال بھی بیان کی جاتی ہے، آپ کمزور ہو چکے تھے اور آپ کے اگلے دانت گر چکے تھے۔

صالح بن عمرو نے بیان کیا ہے میں نے حضرت معاویہ کو منبر پر سیاہ عمامہ باندھے دیکھا آپ نے اسے اپنے منہ پر لٹکایا ہوا تھا اور آپ کہہ رہے تھے :۔

اے لوگو! میری عمر بڑی ہو گئی ہے اور میری قوت کمزور ہو گئی ہے اور مجھے میرے ساتھ بُرا سلوک کرنے والوں کا دُکھ دیا گیا ہے پس جس نے میرے لیے دُعا کی ہے اللہ اس پر رحم کرے پھر آپ رو پڑے اور لوگ بھی آپ کے ساتھ رو پڑے۔

اور جب حضرت معاویہ فوت ہو گئے تو الضحاک بن قیس باہر نکلے اور آپ نے ان کا کفن منبر پر رکھا پھر کہا، حضرت معاویہ عربوں کے سردار اور ان کی رستی تھے، وہ فوت ہو چکے ہیں اور یہ ان کا کفن ہے اور ہم ان کو اس میں لپیٹنے والے ہیں اور ان کو ان کی قبر میں ڈالنے والے ہیں پھر یہ آخری ملاقات ہو گی۔

اور الضحاک بن قیس الفہری نے اس وقت یزید کی عدم موجودگی کی وجہ سے آپ کا جنازہ پڑھایا اور آپ کو دمشق میں دفن کیا گیا۔ آپ نے چار بیٹے پیچھے چھوڑے، یزید، عبداللہ، محمد اور عبدالرحمٰن۔

اور آپ کے زمانے میں ۴۱ھ اور ۴۲ھ میں عتبہ بن ابی سفیان نے حج کرایا اور ۴۳ھ میں مروان بن الحکم نے کرایا اور ۴۴ھ میں معاویہ بن ابی سفیان نے کرایا اور ۴۵ھ میں مروان بن الحکم نے کرایا اور ۴۶ھ میں عتبہ بن ابی سفیان

نے کرایا اور ۴۷ھ میں عتبہ بن ابی سفیان نے کرایا اور ۴۸ھ میں مروان بن الحکم نے کرایا اور ۴۹ھ میں سعید بن العاص نے کرایا اور ۵۰ھ میں معاویہ بن ابی سفیان نے کرایا اور ۵۱ھ میں یزید بن معاویہ نے کرایا اور ۵۲ھ اور ۵۳ھ میں سعید بن العاص نے کرایا اور ۵۴ھ اور ۵۵ھ میں مروان بن الحکم نے کرایا اور ۵۶ھ اور ۵۷ھ میں ولید بن عتبہ بن ابی سفیان نے کرایا اور ۵۹ھ میں عثمان بن محمد بن ابی سفیان نے کرایا۔

اور آپ کی حکومت میں ۴۱ھ میں لوگوں نے جنگ کی، آپ نے حبیب بن مسلمہ کو بھیجا۔ اور اس نے حاکمِ روم سے صلح کر لی اور اس نے اسے مصرف کرنا پسند نہ کیا۔

اور ۴۳ھ میں بسر بن ابی ارطاۃ نے سرزمینِ روم سے جنگ کی اور موسم سرما وہیں گزارا۔

اور ۴۴ھ میں عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید نے جنگ کی حتیٰ کہ آپ قلونیہ پہنچ گئے۔

اور ۴۵ھ میں عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید نے جنگ کی اور سرزمین روم میں موسم سرما گزارا۔

اور مالک بن عبداللہ الخثعمی ۴۶ھ میں انطاکیہ پہنچ گیا اور بعض کا قول ہے کہ مالک بن ہبیرۃ السکونی پہنچا اور اس نے سرزمین روم میں موسم سرما گزارا۔

اور ۴۷ھ میں مالک بن ہبیرۃ نے جنگ کی اور رومی علاقے میں موسم سرما گزارا۔

اور ۴۸ھ میں عبدالرحمٰن العتبی نے جنگ کی اور انطاکیہ سودا میں پہنچ گیا۔

اور ۴۹ھ میں فضالہ بن عبید نے جنگ کی اور اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھ پر فتح دی اور اس نے بہت سے قیدیوں کو قید کیا۔

اور ۵۰ھ میں بسر بن ابی ارطاۃ نے جنگ کی اور سفیان بن عوف

موسم سرما گزارا۔

اور ۵۱ھ میں محمد بن عبدالرحمٰن نے جنگ کی، اور فضالہ بن عبید انصاری نے موسم سرما گزارا۔

اور ۵۲ھ میں سفیان بن عوف نے جنگ کی اور فوت ہوگیا اور اس نے عبداللہ بن مسعدۃ فزاری کو نائب مقرر کیا۔

اور ۵۳ھ میں محمد بن مالک نے جنگ کی اور بعض کا قول ہے کہ اس سال میں طرسوس فتح ہوا، اسے جنادۃ بن ابی امیہ ازدی نے فتح کیا۔

اور ۵۵ھ میں عبداللہ الخثعمی نے جنگ کی اور رومی علاقے میں موسم سرما گزارا۔

اور ۵۶ھ میں یزید بن معاویہ نے جنگ کی اور قسطنطنیہ پہنچ گیا اور مسعود بن ابی مسعود نے موسم سرما گزارا، اور یزید بن شجرۃ خشکی کا امیر تھا۔ اور عیاض بن الحارث سمندر کا امیر تھا یہی سب کچھ بیان کیا گیا ہے۔

اور ۵۷ھ میں عبداللہ بن قیس نے جنگ کی۔

اور ۵۸ھ میں مالک بن عبداللہ الخثعمی نے جنگ کی اور عمرو بن یزید الجہنی کا نام بھی بیان کیا جاتا ہے اور بعض کا قول ہے کہ سمندر میں یزید بن شجرہ نے جنگ کی۔

اور ۵۹ھ میں خشکی میں عمرو بن مرۃ الجہنی نے جنگ کی اور اس سال سمندری جنگ نہیں ہوئی۔

حضرت معاویہؓ کے زمانے کے فقہاء

حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت المسور بن مخرمۃ الزہری، حضرت السائب بن یزید، حضرت عبدالرحمٰن بن حاطب حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث، حضرت سعید بن المسیب، حضرت عروۃ بن زبیر، حضرت عطاء بن یسار، حضرت القاسم بن محمد بن ابی بکر، حضرت عبیدۃ

بن قیس السلمانی، حضرت الربیع ابن خثیم الثوری، حضرت زر بن حبیش، حضرت الحارث بن قیس الجعفی، حضرت عمرو بن عتبہ بن فرقد، حضرت احنف بن قیس، حضرت الحارث بن عمیر الزبیدی، حضرت سوید بن غفلۃ الجعفی، حضرت عمرو بن میمون الاودی، حضرت مطرف بن عبداللہ بن الشخیر شقیق بن سلمہ، حضرت عمرو بن شرجیل، حضرت عبداللہ بن یزید الخطمی، حضرت الحارث الاعور الہمدانی، حضرت مسروق بن الاجدع، حضرت علقمہ بن قیس الخثعمی، حضرت شریح بن الحارث الکندی، حضرت ...
بن وھب الہمدانی -

یزید بن معاویہ کا دَورِ حکومت

اور یزید بن معاویہ یکم رجب ۶۰ھ کو بادشاہ بنا، اس کی ماں میسون بنت بحدل الکلبی تھی، آفتاب اس وقت ثور میں ایک درجہ اور بیس منٹ تھا اور ماہتاب عقرب میں..... [1] درجے اور تیس منٹ تھا اور زہرہ، جوزا میں اٹھارہ درجے اور تیس منٹ تھا اور زحل، سرطان میں گیارہ درجے تھا اور مشتری، جدی میں انیس درجے تھا، اور مریخ جوزا میں بائیس درجے اور تیس منٹ تھا اور زہرہ، جوزا میں اٹھارہ درجے اور پچاس منٹ تھا اور عطارد، ثور میں بیس درجے اور تیس منٹ تھا۔ اور یزید موجود نہ تھا اور جب یہ دمشق آیا تو اس نے ولید بن عقبہ بن ابی سفیان عامل مدینہ کو خط لکھا کہ جب میرا یہ خط تیرے پاس آئے تو حضرت حسینؓ بن علی، اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو بلا کر ان دونوں سے میری بیعت لے اور اگر یہ دونوں انکار کریں تو دونوں کو قتل کر دینا، اور دونوں کے سروں کو میرے پاس بھیج دینا[2]۔ اور لوگوں سے بیعت لے، اور جو انکار کرے

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

[2] تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت معاویہ نے یزید کو جو وصیت کی اس میں کہا کہ میرے بعد جو لوگ تیرے مقابلے میں آئیں گے وہ حضرت حسینؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر ہوں گے، حضرت حسینؓ پر اگر تمہیں قابو ملے تو انہیں کچھ نہ کہنا وہ ہمارے بزرگوں

اس کے بارے میں فیصلہ نافذ کر دے اور حضرت حسین بن علی اور حضرت عبد اللہ بن زبیر رضؓ کے بارے میں بھی فیصلہ نافذ کر دے۔ والسلام۔

ولید کو یہ خط رات کو ملا اور اس نے حضرت حسینؓ اور حضرت عبد اللہ بن زبیر کی طرف آدمی بھیج کر انہیں خبر دی تو دونوں نے کہا، ہم صبح کو لوگوں کے ساتھ تیرے پاس آئیں گے، مروان نے اُسے کہا خدا کی قسم اگر یہ دونوں چلے گئے تو تُو ان دونوں کو نہ دیکھے گا ان دونوں کو پکڑ کہ وہ بیعت کریں بصورت دیگر ان دونوں کو قتل کر دے، اس نے کہا قسم بخدا میں ان دونوں کے رشتہ کو قطع کرنے کا نہیں، پس وہ دونوں اس کے ہاں سے چلے گئے اور رات کو ایک طرف ہو گئے، حضرت حسینؓ مکہ چلے گئے اور وہاں کئی روز قیام کیا اور اہل عراق نے آپ کو خطوط لکھے اور پے در پے ایلچی بھیجے اور آپ کے پاس ان کا جو آخری خط آیا وہ ہانی ابن ابی ہانی اور سعید بن عبد اللہ الخثعمی کا تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵
حسینؓ بن علی کے لیے، آپ کے مومنین مسلمین
مددگاروں کی طرف سے!

اما بعد، جلدی کرو، لوگ آپ کے منتظر ہیں، آپ کے سوا ان کا کوئی امام نہیں، جلدی کرو، پھر جلدی کرو۔ والسلام

آپ نے حضرت مسلم بن عقیل کو ان کے پاس بھیجا اور انہیں خط لکھا، اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

کی اولاد ہیں، حضرت عبد اللہ بن زبیر رضؓ کو قتل کر دینا، یہ شیر سے زیادہ حملہ آور اور لومڑ سے زیادہ مکار ہیں، حضرت عبد اللہ بن عمرؓ درویش آدمی ہیں اور حضرت عبد الرحمٰن بن ابی بکر کوئی طاقت نہیں رکھتے (مترجم)

انہیں بتایا کہ وہ اپنے خط کے پیچھے پیچھے آ رہے ہیں اور جب حضرت مسلم، کوفہ آئے تو وہ لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے اور انہوں نے آپ کی بیعت کی اور آپ سے عہد و پیمان کیے اور آپ کو نصرت و مشایعت اور وفاداری کے پختہ عہد دیے۔

اور حضرت حسین مکہ سے عراق جانے کے ارادے سے آئے اور یزید نے عبید اللہ بن زیاد کو عراق کا گورنر مقرر کر دیا اور اُسے لکھا۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ اہل کوفہ نے حضرت حسین کی طرف اپنے پاس آنے کے لیے خطوط لکھے ہیں اور وہ مکہ سے ان کی طرف آنے کے لیے چل پڑے ہیں اور شہروں میں سے تمہارے شہر کو اور زمانوں میں سے تمہارے زمانے کو ان سے پالا پڑا ہے، اگر تو نے انہیں قتل کر دیا تو فبہا، ورنہ تو اپنے نسب کی طرف اور اپنے باپ عبید کی طرف لوٹ جائے گا، احتیاط کرنا کہ وہ تجھ سے آگے نہ بڑھ جائیں۔

حضرت حسینؓ بن علی کا قتل

اور عبید اللہ بن زیاد کوفہ آیا، وہاں حضرت مسلم بن عقیل، ہانی بن عروہ کے
ہاں اُترے ہوئے تھے اور ہانی شدید بیمار تھا اور ابن زیاد کا دوست تھا
جب ابن زیاد کوفہ آیا تو اُسے ہانی کی بیماری کی اطلاع دی گئی تو وہ اس کی عیادت
کو آیا، ہانی نے حضرت مسلم بن عقیل اور ان کے اصحاب سے کہا اور وہ ایک
جماعت تھے، کہ جب ابن زیاد میرے پاس ٹک کر بیٹھ جائے تو جلد ہی میں
کہوں گا مجھے پانی پلاؤ تو تم نکل کر اُسے قتل کر دینا اور اس نے انہیں گھر میں
داخل کر دیا اور خود برآمدے میں بیٹھ گیا۔

اور عبید اللہ بن زیاد اس کی عیادت کو آیا اور جب وہ ٹک کر بیٹھ گیا تو ہانی
بن عروہ نے کہا، مجھے پانی پلاؤ، تو وہ باہر نہ نکلے، اس نے کہا مجھے پانی پلانے
تم کیوں تاخیر کر رہے ہو؟ پھر اس نے کہا مجھے پانی پلاؤ خواہ اس میں میری
جان ہی چلی جائے، ابن زیاد سمجھ گیا اور اُٹھ کھڑا ہوا اور اس کے ہاں سے
چلا گیا اور اس نے پولیس کو حضرت مسلم کی تلاش کے لیے بھجوایا اور وہ اور
اس کے اصحاب باہر نکلے اور وہ لوگوں کی وفاداری اور ان کے صدق نیت
کے بارے میں شک نہ کرتا تھا، پس اس نے عبید اللہ سے جنگ کی تو
انہوں نے اُسے پکڑ لیا اور عبید اللہ نے اُسے قتل کر دیا اور بازار میں
اس کے پاؤں پکڑ کر اُسے گھسیٹا، اور ہانی، حضرت مسلم کے ان کے گھر

اُترتے اور ان کی مدد کرنے کی وجہ سے قتل ہو گیا۔

اور حضرت حسینؓ، عراق جانے کے لیے روانہ ہوئے اور جب وہ القطقطانہ مقام پر پہنچے تو آپ کو حضرت مسلم بن عقیل کے قتل کی اطلاع ملی اور جب ابن زیاد کو پتہ چلا کہ آپ کوفہ کے نزدیک پہنچ گئے ہیں تو اس نے حُر بن یزید کو بھیجا اور اُسے ادھر اُدھر ہونے سے منع کر دیا پھر اس نے عمرو بن سعد بن ابی وقاص کو ایک فوج کے ساتھ اس کے پاس بھجوایا اور اس نے فرات کے ایک مقام پر جسے کربلا کہا جاتا تھا، آپ سے ملاقات کی، اور حضرت حسینؓ کے ساتھ اپنے اہل بیت اور اپنے اصحاب کے ۶۲ یا ۷۲ آدمی تھے اور عمرو بن سعد چار ہزار فوج کے ساتھ تھا، انہوں نے آپ کا پانی روک دیا اور آپ کے اور فرات کے درمیان حائل ہو گئے، آپ نے ان کو اللہ کا واسطہ دیا اور اُنہوں نے جنگ کے سوا کوئی بات نہ مانی یا یہ کہ آپ اطاعت اختیار کر لیں اور وہ اُسے عبید اللہ بن زیاد کے پاس لے گئے تاکہ اس کے بارے میں وہ اپنی رائے دے اور آپ کے بارے میں یزید کا حکم نافذ کرے، حضرت علی بن الحسین سے روایت کی گئی ہے، ان کا بیان ہے کہ میں اس شام کو بیٹھا ہوا تھا جس کی صبح کو میرے باپ حضرت حسینؓ بن علی قتل ہوئے اور میری پھوپھی حضرت زینب میری تیمارداری کر رہی تھیں کہ اچانک میرے باپ آئے اور وہ کہہ رہے تھے

اے زمانے، دوست کی طرف سے تجھ پر افسوس ہے، صبح و شام میں تیرے کتنے ہی طالب اور ساتھی مقتول ہیں اور زمانہ جانشین پر قناعت نہیں کرتا اور معاملہ رب جلیل کے پاس ہے اور ہر زندہ راستے کا راہرو ہے۔

میں آپ کی بات کو سمجھ گیا اور آپ کے مقصد کو پہچان گیا اور میرے آنسوؤں نے مجھے پھندا ڈال دیا اور میں نے اپنے آنسوؤں کو روکا اور سمجھ گیا کہ ہم پر مصیبت نازل ہو چکی ہے اور میری پھوپھی حضرت زینب

نے جب وہ بات سُنی جو سُنی اور عورتوں کی فطرت میں نرمی اور گھبراہٹ ہوتی ہے، وہ اپنے پر ضبط نہ کر سکیں اور اُٹھ کر برہنہ سر اپنے کپڑے کھینچنے لگیں، اور وہ کہہ رہی تھیں۔ ہائے بچوں کا کھونا، کاش موت آج زندگی سے محروم کر دے حضرت فاطمہؓ، حضرت علیؓ اور میرے بھائی حضرت حسنؓ بن علی فوت ہو گئے ہیں آپ نے حضرت زینب کی طرف دیکھا اور اپنے غم و اندوہ کو واپس کر دیا پھر کہنے لگے اے میری بہن اللہ کا تقویٰ اختیار کر، موت لامحالہ آنے والی ہے تو حضرت زینب نے اپنے چہرے پر تھپڑ مارا اور اپنا گریبان پھاڑ دیا اور بے ہوش ہو کر گر پڑیں اور چلائیں ہائے ہلاکت ہائے گمشدگی، تو آپ حضرت زینب کی طرف بڑھے اور ان کے چہرے پر پانی ڈالا اور انہیں کہنے لگے اے میری بہن اللہ تعالیٰ کی تسلّی سے تسلّی حاصل کر، میرے لیے اور ہر مسلمان کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمونہ ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا میں آپ کو قسم دیتا ہوں اور تم میری قسم کو پورا کرنا، مجھ پر گریبان چاک نہ کرنا اور نہ مجھ پر چہرے کو خراش لگانا اور نہ مجھ پر ہلاکت و تباہی کی آواز دینا[1] پھر آپ نے ان کو لا کر میرے پاس بٹھا دیا اور میں لاغر مریض تھا اور آپ اپنے اصحاب کے پاس چلے گئے۔

جب دوسرا دن ہوا تو آپ نے باہر نکل کر مخالف لوگوں سے گفتگو کی اور ان پر اپنا بڑا حق بتایا اور انھیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی یاد دلائی اور ان سے اپیل کی کہ وہ آپ کے اور واپسی کے درمیان حائل نہ ہوں، مگر

---

[1] حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے اس فرمان میں اہل تشیع حضرات کے لیے عبرت و موعظت کا سامان ہے وہ محرم کے ایام میں جو کچھ بھی کرتے ہیں وہ آپ کے اس فرمان کی خلاف ورزی ہے ہم ان سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ اپنے امام کی بات پر عمل پیرا ہو کر ان کی اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کریں۔ (مترجم)

انھوں نے آپ سے جنگ کرنے یا آپ کے گرفتار کرنے کے سوا کوئی بات نہ مانی تاکہ وہ آپ کو عبید اللہ بن زیاد کے پاس لے جائیں اور آپ قوم کے بعد قوم اور آدمی کے بعد آدمی سے گفتگو کرنے لگے اور وہ کہتے، آپ جو کہتے ہیں ہم نہیں جانتے، پس آپ اپنے اصحاب کے پاس آئے اور کہنے لگے، مخالفین کا مقصود میرے سوا کوئی نہیں اور تم نے اپنا حق ادا کر دیا ہے واپس چلے جاؤ، تم بَری ہو، انھوں نے کہا:-

اے رسول اللہ کے بیٹے قسم بخدا نہیں، حتیٰ کہ ہماری جانیں
آپ کی جان سے پہلے ہوں اللہ ان کو جزائے خیر دے۔

اور زہیر بن القین نے اپنے گھوڑے پر باہر نکل کر آواز دی "اے اہل کوفہ! میں تم کو اللہ کے عذاب سے انتباہ کرتا ہوں، اللہ کے بندو انتباہ کرتا ہوں، فاطمہ کا بیٹا، سمیہ کے بیٹے کے مقابلے میں محبت اور مدد کا زیادہ حق دار ہے، اگر تم ان کی مدد نہیں کرتے تو ان سے جنگ بھی نہ کرو، اے لوگو! روئے زمین پر، حضرت حسینؓ کے سوا، نبی کی بیٹی کا کوئی بیٹا موجود نہیں، پس کوئی اس کے قتل میں مدد نہ دے خواہ بات ہی کی مدد ہو، وگرنہ اللہ دنیا کو اس پر تنگ کر دے گا اور آخرت میں اُسے شدید عذاب دے گا۔"

پھر وہ ایک ایک کر کے آگے بڑھے، حتیٰ کہ آپ اکیلے رہ گئے اور آپ کے اہل اور اولاد اور اقارب میں سے کوئی آپ کے ساتھ نہ تھا، آپ اپنے گھوڑے پر کھڑے تھے کہ آپ کے پاس ایک بچہ لایا گیا جو اسی وقت پیدا ہوا تھا آپ نے اس کے کان میں اذان دی اور اُسے گڑھتی دینے لگے کہ اچانک آپ کے پاس ایک تیر آیا اور بچے کے حلق میں پیوست ہو گیا اور اُسے قتل کر دیا، حضرت حسینؓ نے اس کے حلق سے تیر کھینچا اور اس کے خون سے اُسے لتھیڑنے لگے اور کہنے لگے قسم بخدا تو ناقہ کی نسبت اللہ کے ہاں زیادہ معزز ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت صالح کی نسبت اللہ کے ہاں زیادہ

معزز ہیں پھر آپ آئے اور اُسے اپنے بیٹے اور بھتیجوں کے پاس رکھ دیا پھر آپ نے ان پر حملہ کیا اور ان کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور ایک تیر آپ کے پاس آکر آپ کے سینے میں پیوست ہوگیا اور آپ کی گدی سے باہر نکل گیا، آپ گر پڑے اور مخالفین نے سبقت کر کے آپ کا سر کاٹ لیا اور اُسے عبید اللہ بن زیاد کے پاس بھجوا دیا اور آپ کے خیموں کو لُوٹ لیا اور آپ کی بیویوں کو لوٹ لیا اور انہیں کوفہ لے گئے اور جب وہ کوفہ آئیں تو کوفہ کی عورتیں رونے اور چلانے لگیں تو حضرت علیؓ بن حسین نے کہا یہ ہم پہ روتی ہیں ہمیں کس نے قتل کیا ہے؟[1]

اور حضرت حسینؓ کے عیال اور بیٹوں کو شام لے جایا گیا اور آپ کا سر نیزے پر نصب کیا گیا اور آپ ۱۰ محرم ۶۱ھ کو قتل ہوئے اور دن کے بارے میں مؤرخین کا اختلاف ہے، بعض ہفتے کا دن اور بعض سوموار کا دن اور بعض جمعہ کا دن بیان کرتے ہیں اور عجمیوں کے مہینوں میں سے اکتوبر کا مہینہ تھا۔

خوارزمی نے بیان کیا ہے کہ آفتاب اس دن میزان میں ۱۷ درجے اور ۳۰ منٹ تھا اور ماہتاب، دلو میں ۲۰ درجے اور ۲۰ منٹ تھا اور زحل، سرطان میں ۲۹ درجے اور ۲۰ منٹ تھا اور عطارد، میزان میں ۵ درجے اور ۴۰ منٹ تھا اور زہرہ سنبلہ میں ۵ درجے اور ۵۰ منٹ تھا اور عطارد، میزان میں ۵ اور ۴۰ منٹ تھا اور رأس، جوزاء میں ایک درجہ اور ۴۵ منٹ تھا۔

اور آپ کا سر، یزید کے سامنے رکھا گیا تو یزید چھڑی سے آپ کے اگلے دانتوں کو مارنے لگا۔

---

[1] اس میں کچھ شبہ نہیں کہ وہ لوگ ہی آپ کے قاتل تھے جنہوں نے آپ کو خط لکھ لکھ کر اور ایلچی بھیج بھیج کر بلوایا اور جب آپ گرفتارِ مصیبت ہوئے تو ان سے کوئی بھی آپ کے ساتھ نہ تھا۔ مترجم

اور مدینہ میں سب سے پہلے فریاد کرنے والی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت ام سلمہ تھیں، آپؐ نے انہیں ایک شیشی دی تھی جس میں مٹی تھی اور آپ نے انہیں فرمایا تھا مجھے جبریلؑ نے بتایا ہے کہ میری امت حسینؓ کو قتل کرے گی، اور آپ نے مجھے یہ مٹی دی اور فرمایا جب یہ مٹی تازہ خون بن جائے تو سمجھ لینا کہ حسین قتل ہو چکے ہیں اور شیشی حضرت ام سلمہؓ کے پاس تھی اور جب وہ وقت آیا تو حضرت ام سلمہ ہر گھڑی شیشی پر نظر رکھنے لگیں اور جب آپ نے دیکھا کہ وہ خون بن گئی ہے تو آپ چلائیں ہائے حسین ابن رسول اللہ، اور ہر طرف عورتیں چلانے لگیں حتیٰ کہ مدینہ میں ایسی آوازیں بلند ہوئیں جن کی مثل کبھی سنی نہیں گئی۔

اور قتل کے روز حضرت حسینؓ کی عمر ۵۶ سال تھی اس لیے کہ آپ سنہ ۴ھ کو پیدا ہوئے تھے۔

اور حضرت حسینؓ سے دریافت کیا گیا، آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا سُنا ہے؟ آپ نے کہا میں نے آپ کو فرماتے سُنا ہے اللہ تعالیٰ بلند امور کو پسند کرتا ہے اور ناقص امور کو پسند نہیں کرتا اور میں نے آپ سے یہ بات بھی سمجھی ہے کہ آپ تکبیر کہتے تھے اور میں آپ کے پیچھے تکبیر کہتا تھا اور جب آپ نے دوبارہ تکبیر کہی حتیٰ کہ آپ نے سات تکبیریں کہیں اور مجھے قل ھو اللہ احد اور پانچ نمازیں سکھائیں اور میں نے آپ کو فرماتے سُنا جو اللہ کی اطاعت کرے گا اللہ اُسے سرفراز کرے گا اور جو اللہ کی نافرمانی کرے گا وہ اُسے پست کر دے گا اور جو اپنی نیت کو اللہ کے لیے خالص کرے گا وہ اُسے زینت دے گا اور جو اس پر اعتماد کرے گا جو اللہ کے پاس ہے وہ اُسے غنی کر دے گا اور جو اللہ پر غالب آئے گا وہ اُسے ذلیل کر دے گا۔

اور ایک شخص نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت حسینؓ کو فرماتے سُنا، سچ، عزت ہے اور جھوٹ عجز ہے اور راز امانت ہے اور پڑوس، قرابت

ہے، اور مدد صداقت ہے اور عمل تجربہ ہے اور خوش اخلاقی عبادت ہے اور خاموشی زینت ہے اور بخل، محتاجی ہے اور سخاوت تونگری ہے اور نرمی، عقل مندی ہے۔

اور حضرت حسینؓ بن علی، حضرت حسن بصریؒ کے پاس کھڑے ہوئے اور حضرت حسنؒ آپ کو جانتے نہ تھے، حضرت حسینؓ نے آپ سے کہا اے شیخ، کیا تو اپنے یوم بعثت کو اپنے لیے پسند کرتا ہے؟ آپ نے کہا نہیں، حضرت حسینؓ نے کہا اپنے نفس کو اس چیز کے چھوڑنے کے متعلق بتا جو تو اپنے نفس کے لیے پسند نہیں کرتا، تیرے یوم بعث کو تجھے کون مہلت دے گا؟ آپ نے کہا ہاں بلا حقیقت، آپ نے کہا، تجھ سے بڑھ کر اپنے نفس کو اپنے بعث کے دن دھوکا دینے والا کون ہے حالانکہ تو اپنے نفس کو اس چیز کے ترک کرنے کی بات نہیں بتاتا جسے تو حقیقتاً اپنے لیے پسند نہیں کرتا؟ پھر حضرت حسینؓ چلے گئے، حضرت حسن بصریؒ نے پوچھا یہ کون ہے؟ آپ کو بتایا گیا حضرت حسینؓ بن علی ہیں آپؒ نے فرمایا تم نے مجھے آسانی کر دی ہے۔

حضرت حسینؓ کے بیٹے

حضرت علی اکبر، آپ کی کوئی اولاد نہیں آپ کربلا میں قتل ہوئے آپ کی ماں لیلیٰ بنت ابی مرۃ بن عروۃ بن مسعود ثقفی تھی، حضرت علی اصغر آپ کی ماں حرار بنت یزدگرد تھی اور حضرت حسینؓ نے اس کا نام غزالہ رکھا تھا۔

حضرت علی بن الحسین سے دریافت کیا گیا، آپ کے باپ کے بیٹے بہت کم ہیں، آپؒ نے فرمایا عجیب بات ہے آپ کے ہاں بیٹے کیسے ہوتے، آپ ایک دن رات میں ایک ہزار رکعت پڑھتے تھے، بیویوں کے لیے کب فارغ ہوتے؟

اور حضرت عبداللہؓ بن زبیر نے یزید کو معزول کر کے مکہ میں قیام کیا اور اپنی طرف دعوت دی اور یزید کے عامل کو نکال دیا اور یزید نے ابن عفاہ الاشعری کو آپ کے پاس بھیجا اور آپ کو لکھا کہ وہ آپ کو امان دیتا ہے اور

آپ کو بتاتا ہے کہ اس نے قسم کھائی ہے کہ جو اس کی بیعت نہ کرے گا، وہ لوہے کی بیڑیوں میں جکڑا جائے گا حتیٰ کہ وہ بیعت کرے پھر وہ اُسے رہا کر دے گا اور مروان بن الحکم مدینہ کا عامل تھا، حضرت ابن زبیرؓ نے اس کا جواب دینا پسند نہ کیا اور جب آپ کو حضرت حسینؓ کے قتل کی اطلاع ملی تو آپ کے دل میں خوف پیدا ہو گیا اور اس نے اپنے ایک ثقہ آدمی کے ہاتھ آپ کو ایک شعر بھیجا جس میں وہ کہتا ہے ؎

اسے لے لے، یہ عزت دار کا کام نہیں ہے اور اس میں عاجز آدمی کے لیے بھی بات کرنے کی گنجائش ہے۔

اور حضرت ابن زبیرؓ بڑی غیرت والے تھے آپ نے ایسا نہ کیا اور ابن عضاہ کو سخت جواب دیا، ابن عضاہ نے کہا، قبل ازیں حضرت حسینؓ اسلام اور اہل اسلام میں بہت بڑی شان کے حامل تھے اور میں نے آپ کی حالت دیکھی ہے، حضرت ابن زبیرؓ نے اُسے کہا حضرت حسینؓ بن علی ان لوگوں کے پاس گئے ہیں جو ان کے حق کو نہیں پہچانتے اور مسلمانوں نے مجھ پر اتفاق کر لیا ہے، اس نے آپ سے کہا، یہ ابن عباسؓ اور ابن عمر ہیں انہوں نے آپ کی بیعت نہیں کی اور وہ واپس چلا گیا اور حضرت ابن زبیرؓ نے حضرت عبداللہ بن عباس کو اپنی بیعت کے لیے پکڑ لیا، انھوں نے انکار کیا اور یزید بن معاویہ کو اطلاع ملی کہ حضرت عبداللہ بن عباس نے ابن زبیر کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا ہے تو وہ اس سے خوش ہوا اور اس نے حضرت ابن عباس کو خط لکھا:

امابعد! مجھے اطلاع ملی ہے کہ ملحد ابن زبیرؓ نے آپ کو اپنی بیعت کی دعوت دی ہے اور آپ کو اپنی اطاعت میں داخل ہونے کی پیشکش کی ہے تاکہ آپ باطل کے مددگار ہو جائیں اور گناہ میں شریک ہو جائیں اور آپ نے اس کی بیعت کا انکار کر دیا ہے

اور ہماری بیعت سے وابستگی اختیار کر لی ہے یہ آپ کی ہمارے ساتھ وفا ہے اور اس بات میں اطاعتِ الٰہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہمارے حق سے واقف کرایا ہے، سو اللہ رشتہ دار کی جانب سے آپ کو وہ بہترین جزا دے جو وہ صلہ رحمی کرنے والوں کو دیتا ہے میں باتوں کو نہیں بھولا اور نہ میں آپ سے حسن سلوک کرنے اور آپ کو بہتر بدلہ دینے اور جلد آپ کو عطیہ دینے کو بھولا ہوں جس کے آپ شرف و اطاعت اور قرابتِ رسول کی وجہ سے مجھ سے زیادہ اہل ہیں، اللہ آپ پر رحم فرمائے اپنے سے پہلے لوگوں کی طرف دیکھیے، آفاق میں سے وہی اشخاص آپ کے پاس اچانک آسکتے ہیں جنہیں ملحد اپنی زبان اور اپنی جھوٹی باتوں سے جادو کر دئے، انہیں میری اطاعت اور میری بیعت سے وابستگی کے بارے میں اپنی اچھی رائے سے آگاہ کر دیجیے، اور وہ بے عہد ملحد کی نسبت آپ کے زیادہ اطاعت گزار اور آپ کی زیادہ سننے والے ہیں۔ والسلام

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے اُسے لکھا:

عبداللہ بن عباس کی جانب سے یزید بن معاویہ کی طرف اما بعد، مجھے آپ کا خط ملا جس میں حضرت ابن زبیر کے مجھے اپنی طرف دعوت دینے اور میرے آپ کی بیعت سے انکار کرنے کا ذکر ہے، اگر یہ بات ایسے ہی ہے جیسے آپ کو پہنچی ہے تو میں نے تیری تعریف کی اور تیری محبت کی خواہش نہیں کی بلکہ میری نیت کو اللہ جانتا ہے اور تیرا خیال ہے کہ تو میری محبت کو بھولنے کا نہیں میری زندگی کی قسم تیرے ہاتھ میں ہمارا جو حق ہے تو نے اس میں سے ہمیں تھوڑا ہی دیا ہے اور تو نے اس میں سے بہت سے

حق کو ہم سے روک لیا ہے اور تو نے مجھ سے اپیل کی ہے کہ میں لوگوں کو تیرے متعلق ترغیب دوں اور انہیں حضرت زبیرؓ کی مدد چھوڑنے کی ترغیب دوں، نہیں، نہ خوشی سے اور نہ مسرت سے، تو نے حضرت حسینؓ بن علی کو قتل کیا ہے، تیرے منہ میں سنگریزے پڑیں اور تیرے لیے پتھر کا چورا ہو اگر تیرے نفس نے تجھے یہ آرزو دلائی ہے تو تو دور کی راستے والا ہے اور تو کمزور عقل اور ہلاکت میں ڈالنے والا ہے۔ تیرا باپ نہ رہے میرے متعلق یہ گمان نہ کر کہ میں تیرے حضرت حسینؓ اور بنی عبد المطلب کے قتل کرنے کو بھول گیا ہوں جو تاریکیوں کے چراغ اور پہاڑوں کے ستارے تھے تیرے سپاہیوں نے انہیں خاک میں پچھڑے ہوئے اور مٹی میں لتھڑے ہوئے اور جنگل میں لٹے ہوئے بغیر کفن کے چھوڑ دیا ان پر ہوائیں مٹی ڈالتی تھیں اور بھیڑیے ان کو برہنہ کرتے تھے، ان سے بجوؤں کا لنگڑا پن نشے میں آتا تھا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے وہ لوگ مقدر کیے جنہوں نے ان کے خون میں اشتراک نہ کیا تھا انہوں نے ان کے کفنوں میں چھپایا اور قسم بخدا اے یزید تو میری اور ان کی وجہ سے تو معزز ہوا ہے اور اپنی نشست پر بیٹھا ہے جس پر بیٹھا ہے۔

اور میں ان باتوں کو نہیں بھولا اور اسے پالک زانی ابن زانی، رحم کے لحاظ سے دور اور ماں باپ کے لحاظ سے کمینے ہیں ان پر تیرے تسلط کو بھولنے والا نہیں، تیرے باپ نے اس کی نسبت میں دنیا اور آخرت میں اور زندگی اور موت میں عار رسوائی اور ذلت کے سوا کچھ نہیں کمایا، خدا کے نبی نے فرمایا ہے،

بچہ بستر والے کا ہے اور زانی کے لیے پتھر ہیں اُسے اپنے باپ کے ساتھ ملا دے جیسے نیک اور پاک آدمی کے ساتھ اس کے نیک بیٹے کو ملا دیا جاتا ہے اور تیرے باپ نے جہالت سے سنت کو ختم کیا ہے اور گمراہ کن بدعات کو عملاً زندہ کیا ہے۔

اور میں ان باتوں کو نہیں بولا، اور میں تیرے حضرت حسینؓ بن علی کو حرم رسول سے حرم الٰہی کی طرف بھگانے کو اور آپ کے لیے آدمیوں کو چھپا کر ان کو دھوکے سے قتل کرنے کو بھولنے کا نہیں تو نے انہیں حرم الٰہی سے کوفہ کی طرف بھجوایا اور وہ اس سے ڈرتے ہوئے اور دیکھتے ہوئے نکلے، حالانکہ اس نے بطحا دیں اہل بطحار کو قدیم سے عزت دی ہے اور وہاں از سر نو بھی اس کے باشندوں کو عزت دی ہے اور اہل حرمین کو حرمین میں بہت اطاعت گزار بنایا ہے کاش آپ کو وہاں آپ کو جگہ ملتی اور وہاں آپ جنگ کو جائز سمجھتے، لیکن آپ نے پسند نہ کیا کہ آپ بیت اللہ کی حرمت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت کو حلال کرنے والے نہیں اور اس سے بڑی بات یہ ہے جس سے تو بڑی بات نہیں کر سکتا کہ تو نے پوشیدہ طور پر آپ کی طرف وہاں آدمی بھیجے تاکہ وہ حرم میں جنگ کریں اور حضرت ابن زبیر نے بھی یہ بڑی بات نہیں کی حالانکہ انہوں نے بیت الحرام کی بے حرمتی کی ہے اور اسے دنیا کے حیران اور تیز رفتار لوگوں کے لیے نشانہ بنا دیا ہے اور تو؟ میرے خیال میں جائز سمجھنے والا ہے بلکہ اس میں کوئی شک نہیں کہ تو پھوٹی قسمت والا تمیز دار ہے بلاشبہ تو عورتوں کا دوست اور کھیل کود کرنے والا ہے اور جب آپ نے تیری بری رائے کو دیکھا تو عراق کو چلے گئے اور تجھ سے شمشیر زنی نہ کرنی چاہی اور اللہ کا حکم اندازے

کے مطابق ہوتا ہے۔

پھر تو نے ابن مرجانہ کو لکھا کہ جوانوں کے ساتھ حضرت حسین کا استقبال کرے اور تو نے اسے حکم دیا کہ وہ آپ سے جلد نپٹے اور ٹال مٹول چھوڑ دے اور آپ پر زور ڈالے، حتیٰ کہ وہ آپ کو اور آپ کے ساتھ جو بنی عبد المطلب تھے ان کو قتل کر دے وہ اہل بیت کے وہ لوگ تھے جن سے اللہ نے پلیدی کو دور کر دیا ہے اور انہیں خوب اچھی طرح پاک کیا ہے اور ہم وہی ہیں تمہارے آباء کی طرح اجڈ، اکھڑ اور گدھوں کے جگروالے نہیں ہیں۔ پھر حضرت حسینؑ بن علی نے اس سے مصالحت کی اپیل کی اور ان سے واپس جانے کا مطالبہ کیا اور تم نے آپ کے مددگاروں کی قلت کو غنیمت خیال کیا اور تم نے ان پر حملہ کر دیا اور انھوں نے ان کو قتل کر دیا، گویا انہوں نے ترکوں اور کافروں کے اہل بیت کو قتل کیا ہے، میرے نزدیک اس سے عجیب تر بات کوئی نہیں کہ تو میری محبت اور مدد کا طالب ہو، حالانکہ تو نے میرے باپ کے بیٹوں کو قتل کیا ہے اور تیری تلوار سے میرا خون ٹپک رہا ہے اور تو میرا بدلہ لینے والا ہے پس اگر اللہ نے چاہا تو تجھ سے میرے خون کا بدلہ نہ چھوڑا جائے گا اور نہ تو مجھ سے میرے بدلے کے لیے سبقت کرے گا اور اگر تو دنیا میں مجھ سے اس میں سبقت کر گیا تو ہم تسلیم کر لیں گے کہ جو نبی اور نبیوں کی آل قتل ہوئی ہے وہ اللہ کا وعدہ تھا اور وہ مددگار ہونے کے لحاظ سے مظلوموں کو کافی ہے اور وہ ظالموں سے انتقام لینے کے لحاظ سے کافی ہے، تجھے یہ بات حیرت میں نہ ڈالے کہ تو آج ہم پر کامیاب ہو گیا ہے خدا کی قسم ہم بھی تجھ پر ایک روز فتح پائیں گے۔

اور یہ جو تو نے میری وفا کا ذکر کیا ہے اور میرے حق کا خیال کیا ہے اگر یہ بات ایسے ہی ہے تو قسم بخدا میں نے تیرے باپ کی بیعت کی ہے اور میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ میرے چچا کا بیٹا اور میرے باپ کے تمام بیٹے، تیرے باپ کی نسبت اس امر (خلافت) کے زیادہ حق دار ہیں، لیکن تم قریش نے ہم سے کثرت میں مقابلہ کیا اور تم نے ہمارے مقابلے میں ہمارے اقتدار کو ترجیح دی اور ہمیں اپنے حق سے ہٹا دیا پس اس کے لیے ہلاکت ہو جو ہم پر ظلم کرنے کی جرأت کرتا ہے اور ہمارے خلاف بیوقوفوں کو بھڑکاتا ہے اور ہمیں چھوڑ کر امر (خلافت) کو سنبھالتا ہے ان کے لیے ثمود، قوم لوط، اصحاب مدین اور مکذبین مرسلین کی طرح ہلاکت ہو۔

اور یہ ایک عجیب تر بات ہے اور جب تک میں زندہ ہوں زمانہ تجھے عجیب باتیں دکھائے گا عبد المطلب کی بیٹیاں اور اس کے بیٹوں کے چھوٹے بیٹے، دو آدمی قیدیوں کی طرح تیرے پاس شام لائے گئے تو لوگوں کو دکھاتا تھا کہ تو نے ہمیں مغلوب کر لیا ہے اور تو نے ہم پر تسلط پا لیا ہے اور میری زندگی کی قسم، اگر تو امن کے ساتھ صبح و شام کرے تو میرا ہاتھ زخمی ہو جائے، مجھے امید ہے کہ میری زبان اور میرے نقص و ابرام سے تیرا زخم بڑھ جائے گا، تجھے جھگڑا اٹکنے نہیں دے گا اور عترت رسول کے قتل کے بعد اللہ تجھے تھوڑی مہلت ہی دے گا حتیٰ کہ وہ تجھے دردناک گرفت کرے گا اور تجھے مذموم اور گنہگار ہونے کی حالت میں دنیا سے نکالے گا تیرا باپ نہ رہے، از زندہ رہ اور جس گناہ کا تو نے ارتکاب کیا ہے قسم بخدا اس نے تجھے اللہ کے ہاں تباہ

کر دیا ہے۔

اور یزید نے عثمان بن محمد بن ابی عثمان کو مدینہ کا گورنر بنایا تو حضرت معاویہ کی زمینوں کا عامل ابن منیا اس کے پاس آیا اور اس نے اُسے بتایا کہ اس نے ان زمینوں سے جو وہ ہر سال گندم اور کھجوریں لایا کرتا تھا، لانے کا ارادہ کیا ہے اور اہل مدینہ نے اُسے اس بات سے روک دیا ہے پس عثمان نے ان میں سے ایک جماعت کی طرف آدمی بھیجا اور اس نے ان سے سخت کلامی کی تو انہوں نے اس پر اور مدینہ میں بنی اُمیہ کے جو آدمی تھے ان پر حملہ کر دیا اور انہیں مدینہ سے نکال دیا اور ان کو پتھر مارتے ہوئے ان کا تعاقب کیا اور جب یزید بن معاویہ کو یہ خبر ملی تو اس نے مسلم بن عقبہ کی طرف آدمی بھیجا اور اُسے فلسطین سے لایا اور وہ مریض تھا اور اس نے اُسے اپنے گھر میں داخل کیا اور اُسے سارا واقعہ سُنایا اس نے کہا یا امیر المومنین مجھے ان کے مقابلے میں بھیجیے خدا کی قسم میں مدینۃ الرسول کے نچلے حصے کو اُوپر کا حصہ کر چھوڑوں گا، سو اس نے پانچ ہزار فوج کے ساتھ اُسے مدینہ کی طرف بھیجا اور اس نے اس کے باشندوں کے ساتھ حرہ کا معرکہ کیا اور اہل مدینہ نے اس سے شدید جنگ کی اور مدینہ کے اردگرد خندق بنالی اور اس نے خندق کی اطراف میں سے ایک طرف کا قصد کیا تو اس پر یہ بات مشکل ہو گئی اور مروان نے ان کے بعض آدمیوں کو دھوکا دیا اور وہ ایک سو سواروں کے ساتھ داخل ہو گیا اور سواروں نے اس کا پیچھا کیا حتیٰ کہ وہ مدینہ میں داخل ہو گئے اور وہاں جو بھی رہ گئے وہ قتل ہو گئے اور اس نے حرم رسول کو مباح کر دیا حتیٰ کہ کنواریوں نے بچے جنے نہیں معلوم انہیں کس نے جنایا پھر اس نے لوگوں کو پکڑا کہ وہ اس شرط پر بیعت کریں کہ وہ یزید بن معاویہ کے غلام ہیں اور قریش کا ایک شخص اس کے پاس لایا جاتا اور اُسے کہا جاتا اس شرط پر بیعت کر کہ تو یزید کا غلام زادہ ہے اور وہ کہتا نہیں، تو وہ اُسے قتل کر دیتا۔ حضرت علی بن

حسین اس کے پاس آئے تو آپ نے کہا یزید کیوں چاہتا ہے کہ میں اس کی بیعت کروں ؟ اس نے کہا اس لیے کہ آپ بھائی اور عمزاد ہیں ۔ آپ نے کہا اگر تو نے چاہا ہے کہ میں اس شرط پر تیری بیعت کروں کہ میں غلام زادہ ہوں تو میں نے ایسا کر دیا ہے اس نے کہا اس بات نے تجھے غضب ناک نہیں کیا ، اور جب لوگوں نے حضرت علی بن حسین کے جواب کو دیکھا تو کہنے لگے یہ رسول کا بیٹا ہے اس نے اس کی مرضی کے مطابق اس کی بیعت کر لی ہے تو انہوں نے بھی اس کی مرضی کے مطابق اس کی بیعت کر لی اور یہ ۶۲ھ کا واقعہ ہے۔

اور مسلم کی فوج پانچ ہزار جوانوں کی تھی فلسطین کے ایک ہزار جوان تھے جن کا سالار روح ابن زنباع جذامی تھا اور اردن کے ایک ہزار جوان تھے جن کا سالار حبیش بن دلجہ القینی تھا اور دمشق کے ایک ہزار جوان تھے جن کا سالار عبداللہ بن مسعدۃ الفزاری تھا اور حمص کے ایک ہزار جوان تھے جن کا سالار الحصین بن نمیر السکونی تھا اور قنسرین کے ایک ہزار جوان تھے جن کا سالار ، زفر بن الحارث الکلابی تھا اور اہل مدینہ کے معاملے کا منتظم اور اہل شام کے ساتھ جنگ کرنے کا رئیس عبداللہ بن حنظلہ بن ابی عامر انصاری تھا ۔

اور مسلم بن عقبہ ، حضرت ابن زبیر سے جنگ کرنے کے لیے مدینہ سے مکہ جانے کے لیے نکلا اور جب وہ ثنیۃ المشلل پر پہنچا تو اس کی وفات کا وقت قریب آگیا اس نے الحصین بن نمیر کو نائب مقرر کیا اور اُسے کہنے لگا اے گدھے کے عرق اگر حبیش بن دلجۃ القینی نہ ہوتا تو میں تجھے نائب مقرر نہ کرتا اور جب تو مکہ آئے تو تیرا کام صرف رُکنا ، جھگڑا کرنا اور واپس لوٹنا ہے پھر اس نے کہا اے اللہ اگر تو نے اپنے خلیفہ یزید بن معاویہ کی اطاعت کرنے اور اہل حرۃ کے قتل کرنے کے بعد مجھے عذاب دیا تو میں بدبخت ہوں گا پھر اس کی جان نکل گئی اور اُسے ثنیۃ المشلل میں دفن کر دیا گیا اور یزید بن عبداللہ بن زمعہ کو

ام ولد آئی اور اس نے اس کی قبر کو کھود کر اُسے نکالا اور اُسے المشلل پر صلیب دیا اور لوگوں نے آکر مسلم کو رجم کیا اور الحصین بن نمیر کو اطلاع ملی تو اس نے واپس آکر اُسے دفن کیا اور اس جگہ کے باشندوں کی ایک جماعت کو قتل کر دیا اور بعض کا قول ہے کہ اس نے ان میں سے ایک شخص کو بھی نہ چھوڑا۔

اور الحصین بن نمیر مکہ آیا اور اس نے حرم میں حضرت ابن زبیر سے جنگ چھیڑ دی اور اس میں آگ پھینکی حتیٰ کہ کعبہ کو جلا دیا اور عبداللہ بن عمیر اللیثی حضرت ابن زبیر کا قاضی تھا جب دونوں فریق ایک دوسرے کے سامنے کھڑے ہو گئے تو اس نے کعبہ پر کھڑے ہو کر بلند آواز سے پکارا، اے اہل شام یہ اللہ کا وہ حرم ہے جو جاہلیت میں بھی مامن تھا جس میں پرندہ اور شکار بھی امن پاتا تھا۔ اے اہل شام اللہ سے ڈرو اور شامی آوازیں دیتے، اطاعت، اطاعت، حملہ، حملہ شام سے پہلے روانگی، پس مسلسل یہی حالت رہی حتیٰ کہ کعبہ کو جلا دیا گیا اور حضرت ابن زبیر کے اصحاب نے کہا۔ ہم آگ کو بجھاتے ہیں تو آپ نے انہیں روک دیا اور چاہا کہ لوگ کعبہ کی خاطر غضبناک ہوں اور ایک شامی نے کہا کہ حرمت اور اطاعت باہم اکٹھی ہو گئی ہیں اور اطاعت، حرمت پر غالب آگئی ہے اور کعبہ کے جلانے کا واقعہ ۶۳ھ میں ہوا۔

اور یزید نے سلم بن زیاد کو خراسان کا والی مقرر کیا اور اس کے ساتھ متعدد اشراف کو بھیجا، جن میں ایک طلحۃ الطلحات بھی تھے اور وہ طلحہ بن عبداللہ بن خلف خزاعی ہیں اور مہلب بن ابی صفرۃ اور عمر بن عبیداللہ بن معمر التیمی اور عبداللہ بن خازم اسلمی بھی شامل تھے، پس وہ خراسان کی طرف گیا اور اس نے نیشاپور میں قیام کیا پھر خوارزم کی طرف گیا اور اُسے فتح کیا۔

پھر وہ بخارا کی طرف گیا اور اس کی ملکہ خاتون تھی جب اس نے اس کی

فوج کی کثرت کو دیکھا تو اس بات نے اُسے خوفزدہ کر دیا اور اس نے سغد کے بادشاہ طرخون کو خط لکھا کہ میں تم سے نکاح کرنے والی ہوں تو آکر بخارا پر قبضہ کر لے پس وہ ایک لاکھ بیس ہزار فوج کے ساتھ اس کی طرف آیا اور جب سلم کو طرخون کی آمد کی خبر ملی تو اس نے مہلب بن ابی صفرۃ کو اپنے ہراول کے طور پر بھیجا اور لوگ باہر نکلے۔

اور لوگوں نے اس کی پیروی کی اور جب وہ طرخون کی فوج کے نزدیک ہوئے تو طرخون کے اصحاب ان کی طرف بڑھے اور گھمسان کا رن پڑا اور مسلمانوں نے انہیں تیر مارے پس طرخون قتل ہو گیا اور اس کے اصحاب نے شکست کھائی اور ان میں سے بہت سے آدمی مارے گئے اور اس روز مسلمانوں کے سوار دو ہزار چار سو اور پیادہ کے ایک ہزار دو سو تک پہنچے اور ابن زیاد مسلسل خراسان ہی میں رہا حتیٰ کہ یزید فوت ہو گیا اور وہ اس کی موت کو چھپاتا تھا حتیٰ کہ وہ لوگوں میں مشہور ہو گئی اور سلم خراسان سے واپس آگیا اور اس نے ابن خازم سلمی کو اس پر نائب مقرر کیا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اُسے خوف پیدا ہو گیا تھا کہ وہ اس پر حملہ کر دے گا تو اس نے اس کی مدارات کی اور اُسے لوگوں کے اختلاط نے پہنچا دیا تو اس نے اُسے اس کا عہد دے دیا اور وہ چلا گیا۔

اور ابن خازم نے خراسان میں قیام کیا اور عجیب کام کیے اور کوئی اُسے جواب نہ دیتا تھا اور سلیمان ہرات کی طرف چلا گیا اور اوس بن ثعلبہ نے طالقان پر حملہ کر دیا اور وہ مسلسل ان دونوں سے لڑتا رہا اور ترکوں سے بھی لڑتا رہا اور ان سب جنگوں میں اُسے ان پر فتح ہوئی۔

اور یزید بن معاویہ نے صفر ۶۴ھ میں حوارین مقام پر وفات پائی اور اُسے دمشق لا کر وہاں دفن کیا گیا اور معاویہ بن یزید نے اس کا جنازہ پڑھایا اور اس کے چار بیٹے تھے، معاویہ، خالد، ابوسفیان اور عبداللہ، اور حسان بن بحدل الکلبی، روح بن زنباع الجذامی، نعمان بن بشیر اور عبداللہ

بن ریاح اس پر حاوی تھے اور اس کا پولیس سپرنٹنڈنٹ عبداللہ بن عامر الہمدانی اور اس کے محافظوں کا افسر، کلیب کا غلام سعید تھا اور اس کا غلام صفوان اس کا حاجب تھا۔

اور مروان بن الحکم نے الحصین بن نمیر کو جب کہ وہ حضرت ابن زبیر کے ساتھ جنگ میں مصروف تھا، خط لکھا۔

"جو واقعہ ہوا ہے وہ تجھے خوف میں نہ ڈالے اور اپنا کام کرتا جا"

اور حضرت ابن زبیر کو بھی اطلاع مل گئی اور فوج میں بھی مشہور ہو گئی اور مخالف قوم کی قوت ٹوٹ گئی اور الحصین بن نمیر نے حضرت ابن زبیر کی طرف پیغام بھیجا، ہم آج شب امان پر ملاقات کریں گے پس دونوں نے ملاقات کی تو الحصین بن نمیر نے آپ سے کہا یزید فوت ہو گیا ہے اور اس کا بیٹا بچہ ہے کیا میں آپ کو شام لے جاؤں، شام میں کوئی شخص نہیں ہے اور میں آپ کے لیے بیعت لوں اور دو آدمی بھی آپ کے متعلق اختلاف نہیں کریں گے؟ حضرت ابن زبیرؓ نے اپنی آواز بلند کر کے کہا، نہیں، اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، کیا تو اہل حرۃ کے عوض میں اہل شام میں سے ان کی مانند لوگوں کو قتل کرے گا، الحصین نے آپ سے کہا، جو شخص آپ کو عقلمند خیال کرتا ہے وہ احمق ہے، میں آپ کے فائدے کی بات خفیہ طور پر کرتا ہوں اور آپ مجھے وہ بات جو آپ کے خلاف ہے اعلانیہ کہتے ہیں؟ پھر وہ واپس چلا گیا۔

اور حضرت سعید بن المسیب، یزید کے سالوں کا نام منحوس رکھتے تھے پہلے سال میں حضرت حسینؓ بن علی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلبیت قتل ہو گئے اور دوسرے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم کو مباح کر لیا گیا اور تیسرے میں اللہ کے حرم میں خون بہائے گئے اور کعبہ کو جلا دیا گیا۔

نے اور سنہ ۶۲ھ میں ولید بن عتبہ نے اور سنہ ۶۳ھ میں ولید بن عتبہ بن ابی سفیان نے حج کرایا اور اس کی حکومت میں سنہ ۶۱ھ میں اس نے لوگوں کے ساتھ جنگ کی اور مالک بن عبداللہ الخثعمی نے موسم گرما کی جنگ کی، اور یہی سوریہ کی جنگ ہے۔

معاویہ بن یزید بن معاویہ کا دورِ حکومت

پھر معاویہ بن یزید بن معاویہ بادشاہ بنا اور اس کی ماں ام ہاشم بنت ابی ہاشم بن عتبہ بن ربیعہ تھی، اس نے چالیس دن حکومت کی اور بعض کا قول ہے کہ چار ماہ کی، اور اس کا طریق خوبصورت تھا اس نے لوگوں سے خطاب کیا اور حمد و ثنائے الٰہی کے بعد کہا اے لوگو! تمہارے ذریعے ہماری آزمائش ہوئی ہے اور ہمارے ذریعے تمہاری آزمائش ہوئی ہے، تم نے ہم سے جو کراہت کی اور جو تم نے ہم پر عیب لگائے ہم ان سے ناواقف نہیں، آگاہ رہو میرے دادا حضرت معاویہ بن ابی سفیان نے امرِ خلافت کے بارے میں اس سے جھگڑا کیا جو اس سے قرابتِ رسول میں مقدم تھا اور اسلام میں زیادہ حق دار سابق المسلمین اور اول المومنین اور عمزادِ رسول رب العالمین اور خاتم المرسلین کی اولاد کا باپ تھا اور اس نے جو تم سے کیا تم جانتے ہو اور تم نے جو اس سے کیا اس سے تم انکار نہیں کرتے حتیٰ کہ اس کے پاس موت آگئی اور وہ اپنے عمل کا قیدی بن گیا، پھر میرے باپ نے امارت کی ذمہ داری سنبھالی اور وہ بھلائی کے اہل نہ تھا اس نے اپنی خواہش کی پیروی کی اور اپنی خطا کو اچھا سمجھا اور اس کی امید بڑھ گئی اور امید نے اس سے وعدہ خلافی کی اور اجل اس سے رکی رہی پس اس کی طاقت کم ہو گئی اور اس کی مدت ختم ہو گئی اور وہ اپنی قبر میں اپنے گناہوں اور جرائم کا قیدی بن گیا پھر وہ رو پڑا اور کہنے لگا کہ ہم پر سب سے گراں تر بات یہ ہے کہ ہم کو اس کے

پچھڑنے کی جگہ اور اس کے لوٹنے کی جگہ کی برائی کا علم ہے، اس نے عترتِ رسول کو قتل کیا ہے اور حرمت کو مباح کیا ہے اور کعبے کو جلایا ہے اور میں تمہارے امور کو سنبھالنے کا نہیں اور نہ تمہارے تاوانوں کو برداشت کرنے والا ہوں تم جانو تمہارا کام، خدا کی قسم اگر دنیا غنیمت ہے تو ہم نے اس سے اپنا حصّہ لے لیا ہے اور اگر شر ہے تو آلِ ابی سفیان کے لیے وہی کافی ہے جو وہ اس سے حاصل کر چکے ہیں۔

مروان بن الحکم نے اُسے کہا، اس کا طریقہ ہم بن عمری تھا، اس نے کہا میں زندہ اور مُردہ ہونے کی حالت میں تمہارے امر کو سنبھالنے کا نہیں، یزید بن معاویہ کب حضرت عمرؓ کی مثل بنا، اور حضرت عمرؓ کے جوانوں کی مانند کون سا میرا جوان ہے اس نے ۲۳ سال کی عمر میں وفات پائی اور خالد بن یزید بن معاویہ نے اس کا جنازہ پڑھایا اور بعض کا قول ہے کہ عثمان بن محمد بن ابی سفیان نے پڑھایا اور اُسے دمشق میں دفن کیا گیا اور وہ وہیں اُترا کرتا تھا۔

مروان بن الحکم اور عبد اللہ بن زبیر کا دورِ حکومت اور عبد الملک کے دورِ حکومت کے چند ایام

عبد اللہ بن زبیر بن العوام نے مکہ پر متغلب ہو کر امیر المومنین کا نام اختیار کر لیا، آپ کی والدہ حضرت اسماء بنت ابی بکر تھیں اور اکثر نواح آپ کی طرف مائل ہو گئے اور آپ کے امر خلافت کی ابتداء یزید بن معاویہ کے دورِ حکومت میں ہوئی جیسا کہ ہم نے آپ کے کچھ حالات اور الحصین بن نمیر سے آپ کی جنگ کو بیان کیا ہے اور جب یزید بن معاویہ فوت ہو گیا تو سب شہروں کے لوگ، حضرت ابن زبیر کی طرف مائل ہو گئے اور عبد الرحمٰن بن جحدم الفہری، مصر میں حضرت ابن زبیر کا عامل تھا، اور اہل مصر اس کی اطاعت میں تھے اور فلسطین میں ناتل بن قیس الجذامی اور دمشق میں الضحاک بن قیس الفہری اور حمص میں نعمان بن بشیر انصاری اور قنسرین اور عواصم میں زفر بن الحارث الکلابی اور کوفہ میں عبد اللہ بن مطیع، اور بصرہ میں الحارث بن عبد اللہ بن ابی ربیعہ اور خراسان میں عبد اللہ بن خازم اسلمی عامل تھے، اردن کے سوا تمام نواح حضرت ابن زبیر کی طرف مائل ہو گئے۔ اور ان دنوں حسان بحدل الکلبی اس کا رئیس تھا۔

اور حضرت ابن زبیر نے بنی امیہ کو مدینہ سے نکال دیا اور مروان اخرج کرنے لگا اور وہ اپنے بیٹے عبد الملک کے پاس آیا اور وہ چیچک کا مریض تھا اس نے اُسے کہا اے میرے بیٹے ابن زبیر نے مجھے نکال دیا ہے، اس نے

کہا تجھے کون مانع ہے کہ تو مجھے بھی اپنے ساتھ نکال دے؟ اس نے کہا اس نے تجھے کیسے نکالا ہے جب کہ تیرا یہ حال ہے؟ اس نے کہا اس نے مجھے رڈی بیں لپیٹا، اس رائے پر ابن زبیر نے گرفت نہیں کی، پس وہ نکلا اور اس نے عبدالملک کو بھی نکالا اور ابن زبیر نے رائے پر گرفت کی تو اسے معلوم ہوا کہ اس نے غلطی کی سو اس نے ان کو واپس لانے کے لیے آدمی بھیجا اور وہ اس سے سبقت کر گئے۔

مروان آیا تو معاویہ بن یزید فوت ہو چکا تھا اور شام کا معاملہ مضطرب تھا اس نے اپنی طرف دعوت دی اور سرزمین دمشق بیں جابیہ مقام پر لوگ اکٹھے ہوئے اور انھوں نے ابن زبیر کے بارے بیں اور ان کے نزدیک بنی امیہ کو جو تقدم حاصل تھا اس کے بارے بیں بحث کی اور انھوں نے خالد بن یزید بن معاویہ اور اس کے بعد عمرو بن سعید بن العاص کے بارے بیں بھی بحث کی اور رُوح بن زنباع الجذامی، مروان سے رغبت رکھتا تھا اس نے اٹھ کر خطبہ دیا اور کہنے لگا اے اہل شام یہ مروان بن الحکم قریش کا شیخ اور حضرت عثمان کے خون کے بدلے کا طلب گار اور جنگ جمل اور جنگ صفین بیں حضرت علی بن ابی طالب سے جنگ کرنے والا ہے پس انہوں نے بڑے کی بیعت کی اور چھوٹے کو نائب مقرر کیا، پھر عمرو بن سعید کو کیا سو انھوں نے مروان بن الحکم کے لیے بیعت لی، پھر خالد بن یزید کے لیے لی پھر عمرو بن سعید کے لیے لی۔

اور جب انہوں نے بیعت کر لی تو انھوں نے اپنی طرف کے لوگوں کو اکٹھا کیا پھر انہوں نے بحث کی کہ وہ کس شہر کو جائیں انہوں نے کہا ہم دمشق جاتے ہیں وہ دارالحکومت ہے اور خلفاء کی فرودگاہ ہے اور وہاں الضحاک بن قیس متغلب تھا، سو وہ دمشق گئے اور مرج راہط بیں الضحاک سے ملے اور الضحاک کے ساتھ اہل دمشق اور اس کے جوانوں کی ایک جماعت تھی اور حمص کے عامل نعمان بن بشیر نے شرجیل بن ذی الکلاع کے ذریعے اسے مدد دی اور زفر بن الحارث

الکلابی نے اُسے قیس بن طریف بن حسان الہلالی کے ذریعے مدد دی اور مرج راہط میں انہوں نے مڈبھیڑ کی اور انھوں نے باہم شدید جنگ کی اور الضحاک بن قیس اور اس کے بہت سے اصحاب مارے گئے اور اس کی بقیہ فوج بھاگ گئی۔

نعمان بن بشیر کو حمص میں یہ خبر ملی تو وہ بھاگ نکلا اور اس کے ساتھ اس کی کنانیہ بیوی اور اس کا سامان اور اس کے بیٹے بھی تھے پس حمیر اور باہلہ کے کچھ لوگوں نے اس کا پیچھا کیا اور اُسے جنگل میں قتل کر دیا اور اس کا سر کاٹ لیا اور اُسے مروان بن الحکم کے پاس بھجوا دیا اور زفر بن الحارث الکلابی بھاگ گیا اور سوار اس کا تعاقب کر رہے تھے حتیٰ کہ وہ قرقیسیا آگیا وہاں مذحج کا عیاض الحرشی تھا اس نے اس کے دروازے اس سے پہلے ہی بند کر لیے اور وہ مسلسل اُسے دھوکہ دیتا رہا حتیٰ کہ اس میں داخل ہو گیا۔

اور مروان نے حبیش بن دلجۃ القینی کو حضرت ابن زبیر سے لڑنے کے لیے حجاز روانہ کیا وہ چل کر مدینہ آگیا وہاں جابر بن الاسود بن عوف الزہری، حضرت ابن زبیر کا عامل تھا اور حضرت ابن زبیر نے اپنے بصرہ کے عامل الحارث بن عبداللہ کو لکھا کہ وہ ان کی طرف فوج بھیجے پس انہوں نے فوج سے ملاقات کی اور انہوں نے اُسے اور اس کے تمام اصحاب کو قتل کر دیا اور ان میں سے صرف بھاگنے والا ہی بچا اور ان میں سے بچنے والوں میں یوسف بن الحکم ثقفی اور اس کا بیٹا حجاج بن یوسف بھی تھا۔

پھر مروان، مصر جانے کے ارادے سے نکلا اور جب وہ فلسطین کی طرف روانہ ہوا تو اس نے نائل بن قیس الجذامی کو شہر پر متغلب پایا اور اس نے روح بن زنباع کو نکالا اور اس نے اس سے جنگ کی اور جب نائل کو مروان سے جنگ کرنے کی قوت نہ رہی تو وہ بھاگ کر حضرت ابن زبیر سے جا ملا اور مروان، مصر جانے کے ارادے سے روانہ ہوا حتیٰ کہ اس میں داخل ہو گیا

اور اس کے باشندوں نے اس سے صلح کر لی، اور اس کی طاعت اختیار کر لی اور اس نے حضرت ابن زبیر کے عامل، جحدم الفہری کو نکال دیا اور بعض کا قول ہے کہ اس نے دھوکے سے اُسے قتل کر دیا اور اس نے اکیدر بن حمام اللخمی کو بھی قتل کیا اور اپنے بیٹے عبد العزیز بن مروان کو، مصر کا گورنر مقرر کیا اور واپس آگیا۔

اور سلیمان بن صرد خزاعی اور المسیب بن نجبۃ الفزاری اُٹھے اور دونوں نے عراق میں عین الوردۃ مقام پر شیعوں کی ایک جماعت کے ساتھ خروج کیا وہ حضرت حسین بن علی کے خون کا بدلہ طلب کرتے تھے اور اللہ نے بنی اسرائیل کو جو حکم دیا تھا اس پر عمل کرتے تھے جب اس نے کہا ـــــ اپنے پیدا کرنے والے کی طرف متوجہ ہو اور اپنے آپ کو قتل کر دو یہ تمہارے پیدا کرنے والے کے نزدیک تمہارے لیے بہتر ہے سو وہ تم کو معاف کرے گا بلاشبہ وہ توبہ قبول کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے ؎ــــ اور بہت سے لوگوں نے ان کی پیروی کی پس مروان نے عبید اللہ بن زیاد کو ان کے مقابلے میں بھیجا اور کہا، اگر تو عراق پر غالب آجائے تو تو اس کا امیر ہو گا، اس نے سلیمان بن صرد سے ملاقات کی اور وہ مسلسل اس سے جنگ کرتا رہا حتیٰ کہ اس نے اُسے قتل کر دیا اور بعض کا قول ہے کہ سلیمان، مروان کے زمانے میں قتل نہیں ہوا بلکہ وہ عبد الملک کے زمانے میں قتل ہوا ہے۔

اور جب مروان، اردن کے علاقے میں مصر سے واپسی پر الضبرہ کی طرف گیا تو اُسے اطلاع ملی کہ حسان بن بحدل نے عمرو بن سعید کی بیعت کر لی ہے اس نے اُسے بُلا کر کہا مجھے اطلاع ملی ہے کہ تو نے عمرو بن سعید کی بیعت کی ہے اس نے اس سے انکار کیا، اس نے اُسے کہا عبد الملک کی بیعت کرے تو اس نے عبد الملک کی بیعت کر لی پھر اس کے بعد اس نے عبد العزیز بن مروان کی بیعت کی اور مروان الضبرہ سے جُدا نہیں ہوا حتیٰ کہ وفات پا گیا اور اس کی وفات کا سبب یہ تھا کہ اس نے ام خالد بن یزید بن معاویہ

سے نکاح کیا، ایک روز خالد اس کے پاس آیا تو اس نے اس سے فحش کلامی کی پھر دوسرے دن بھی اس نے دوبارہ اس سے ایسے ہی کیا تو خالد، ناراض ہو کر اپنی ماں کے پاس آیا اور اُسے بتایا وہ کہنے لگی خدا کی قسم وہ اس کے بعد ٹھنڈا مشروب نہیں پیئے گا پس اس نے اس کے لیے دودھ میں زہر ملا دیا اور جب وہ آیا تو اس نے اُسے وہ پلا دیا اور بعض نے بیان کیا ہے کہ اس نے اس کے چہرے پر تکیہ رکھ دیا حتیٰ کہ اس نے اُسے قتل کر دیا اور کچھ لوگوں نے بیان کیا ہے کہ اس نے دمشق میں وفات پائی ہے اور وہیں دفن ہوا ہے۔

اور مروان کی حکومت نو ماہ رہی، اس نے ماہِ رمضان ۶۵ھ میں ۶۱ سال کی عمر میں وفات پائی اور اس کا پولیس سپرنٹنڈنٹ یحییٰ بن قیس غسانی اور حاجب ابو سہل الاسود تھا اور اس کے بیٹے عبدالملک نے اس کا جنازہ پڑھایا اور اس نے، بارہ بیٹے پیچھے چھوڑے اور وہ عبدالملک، عبدالعزیز، معاویہ، بشر، عمر، ابان، عبداللہ، عبیداللہ، ایوب، داؤد، عثمان اور محمد تھے۔

اور اہل شام نے عبدالملک کو خلیفہ مقرر کیا اور وہ عمرو بن سعید کے حملے کے خوف سے جلد دمشق آیا اور لوگوں نے اس پر اتفاق کیا تو اس نے انہیں کہا میں ڈرتا ہوں کہ تمہارے دلوں میں میرے بارے میں کوئی بات ہو، پس مروان کے مددگاروں کی ایک جماعت کھڑی ہو گئی اور وہ کہنے لگے خدا کی قسم تو ضرور منبر کی طرف جائے گا یا ہم تجھے قتل کر دیں گے سو وہ منبر پہ چڑھا اور انہوں نے اس کی بیعت کی۔

اور مختار بن ابی عبید ثقفی ایک مسلح جماعت کے ساتھ آیا وہ حضرت حسین بن علی کی مدد کرنا چاہتے تھے، عبیداللہ بن زیاد نے مختار کو پکڑ کر قید کر دیا۔ اور اُسے چھڑی سے مارا حتیٰ کہ اس کی آنکھ اُلٹ دی اور اس کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے یزید بن معاویہ کو لکھا اور یزید نے عبیداللہ

کی طرف لکھا کہ اُسے آزاد کردے سو اس نے اُسے آزاد کر دیا اور اُسے جلا وطن کر دیا، پس مختار، حجاز کی طرف چلا گیا اور وہ حضرت ابن زبیر کے ساتھ تھا، اور جب اس نے حضرت ابن زبیر کو دیکھا کہ وہ اُسے عامل مقرر نہیں کرتے تو وہ عراق کی طرف چلا گیا وہ آیا تو سلیمان بن صرد خزاعی، حضرت حسینؓ کے خون کا بدلہ لینے کے لیے نکلا اور جب وہ کوفہ کی طرف گیا تو شیعہ اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اس نے انہیں کہا کہ محمد بن علی بن ابی طالب نے مجھے امیر بنا کر تمہارے پاس بھیجا ہے اور مجھے بے عہد لوگوں کے قتل کرنے کا حکم دیا ہے اور آپ اپنے مظلوم اہلبیت کے خون کا بھی مطالبہ کیا ہے اور قسم بخدا میں ابن مرجانہ کا قاتل ہوں اور جن لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر ظلم کیا ہے ان سے انتقام لینے والا ہوں، سو شیعہ کی ایک پارٹی نے اس کی تصدیق کی اور ایک پارٹی نے کہا ہم محمد بن علی کے پاس جاتے ہیں اور اس سے پوچھتے ہیں پس وہ اس کے پاس گئے اور اس سے پوچھا اس نے کہا جو ہمارا بدلہ اور ہمارے لیے ہمارا حق لے اور ہمارے دشمن کو قتل کرے وہ ہمیں محبوب ہے، پس انہوں نے اس کی بیعت کی اور اس سے معاہدہ کیا اور پارٹی اکٹھی ہو گئی۔

اور ابن مطیع کوفہ پر حضرت ابن زبیر کا عامل تھا پس وہ شیعوں کو طلب کرنے لگا اور انہیں خوفزدہ کرنے لگا پس مختار نے اپنے اصحاب سے وعدہ کیا چنانچہ وہ مغرب کے بعد نکلے اور ابراہیم ابن مالک بن الحارث الاشتر فوج کا سالار تھا اس نے اعلان کیا ہائے حسینؓ بن علی کا بدلہ، یہ ۶۶ھ کا واقعہ ہے اور ان کے اور عبداللہ بن مطیع کے درمیان گھمسان کا رن پڑا اور یہ بڑی شدید اور مشکل جنگ تھی۔

پھر ابن مطیع محل کی طرف گیا اور اس نے لوگوں کو بیعت کی دعوت دی اور انہوں نے آلِ رسول کی بیعت کر لی اور مختار نے ابن مطیع کو ایک لاکھ

درہم دیے اور اُسے کہنے لگا انہیں اُٹھائے اور سیدھا چلا جا اور مختار نے اپنے عمال کو نواح کی طرف بھیجا اور جو لوگ وہاں موجود تھے اُنہوں نے انہیں باہر نکالا اور وہاں قیام کیا۔

اور موصل پر مختار کا عامل عبدالرحمٰن بن سعید بن قیس الہمدانی تھا، پس عبیداللہ بن زیاد سلیمان بن صرد کے قتل کے بعد اس کی طرف بڑھا اور عبدالرحمٰن نے اس سے جنگ کی اور مختار کو خبر دیتے ہوئے خط لکھا تو اس نے یزید بن انس کو اس کے مقابلے میں بھیجا پھر ابراہیم بن مالک بن الاشتر کو بھیجا، سو اس نے عبیداللہ بن زیاد سے ملاقات کی اور اُسے قتل کر دیا اور اس نے الحصین بن نمیر الکونی اور شرجیل بن ذی الکلاع الحمیری کو بھی قتل کیا اور ان کے جسموں کو آگ سے جلا دیا اور وہ مختار کی طرف سے موصل، آرمینیا اور آذربائیجان کا والی رہا اور مختار عراق کا والی تھا اور اس نے عبیداللہ بن زیاد کے سر کو اپنی قوم کے ایک شخص کے ساتھ مدینہ کی طرف حضرت علی بن حسین کے پاس بھجوایا اور اس نے اُسے کہا، حضرت علی بن حسین کے دروازے پر کھڑا ہو جانا اور جب تو دیکھے کہ آپ کے دروازے کھول دیے گئے ہیں اور لوگ آ گئے ہیں تو اس وقت آپ کا کھانا لگایا جاتا ہے پس آپ کے پاس چلے جانا۔ پس ایلچی حضرت علی بن حسین کے دروازے پر آیا اور جب آپ کے دروازے کھل گئے اور لوگ کھانے کے لیے داخل ہوئے تو اس نے بلند آواز سے پکارا، اے اہلبیت نبوت اور معدن رسالت اور مہبط ملائکہ اور منزل وحی میں مختار ابن عبید کا ایلچی ہوں اور میرے پاس عبیداللہ بن زیاد کا سر ہے، پس بنی ہاشم کے گھروں میں جو عورت بھی تھی وہ چیخ اُٹھی اور ایلچی داخل ہوا اور اس نے سر کو نکالا اور جب حضرت علی بن حسینؑ نے اُسے دیکھا تو فرمایا اللہ اُسے دوزخ کی طرف دُور کرے۔

اور بعض نے بیان کیا ہے کہ جب سے حضرت علی بن حسین کے باپ قتل ہوئے ہیں انہیں اس روز کے سوا کبھی ہنستے نہیں دیکھا گیا اور آپ کے اونٹ شام سے پھل لائے تھے اور جب عبیداللہ بن زیاد کے سر کو لایا گیا تو آپ کے حکم سے یہ پھل اہل مدینہ میں تقسیم کر دیے گئے اور آلِ رسول کی عورتوں نے کنگھی کی اور خضاب لگایا اور جب سے حضرت حسین بن علی قتل ہوئے تھے کسی عورت نے نہ کنگھی کی اور نہ خضاب لگایا تھا۔

اور مختار نے قاتلین حسین کو تلاش کیا اور اس نے ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کیا، حتیٰ کہ ان میں سے کچھ زیادہ باقی نہ بچے اور عمرو بن سعد بھی قتل ہوا اور آگ سے جلایا گیا اور اُسے کئی طرح کے عذاب دیے گئے۔

اور حضرت ابن زبیر نے جمادی آخرۃ ۶۴ھ میں کعبہ کو گرا کر پیوند زمین کر دیا اور یہ واقعہ یوں ہے کہ جب حضرت ابن زبیر نے کعبے کو گرانے کا ارادہ کیا تو الحصین بن نمیر نے اس کے گرانے سے انکار کیا اور لوگوں نے بھی اس کے گرانے سے انکار کیا سو حضرت عبداللہ بن زبیر بیت اللہ کے اُوپر چڑھے اور اُسے گرا دیا اور جب لوگوں نے آپ کو گراتے دیکھا تو وہ بھی گرانے لگے اور جب وہ پیوند زمین ہو گیا تو حضرت ابن عباس وہاں ٹھہرنے کو بڑی بات سمجھتے ہوئے مکہ سے نکلے اور کعبہ گرایا جا چکا تھا، آپ نے حضرت ابن زبیر سے کہا، کعبہ کے اردگرد لکڑیاں لگا دو کہ لوگ قبلہ کے بغیر نہ رہیں۔

اور حضرت ابن زبیر نے اپنی خالہ حضرت عائشہ زوج النبی سے روایت کی ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا اے عائشہ اگر تیری قوم کے لوگوں کو کعبہ کے گرانے اور پھر اُسے بنانے کا خیال آئے تو وہ اسے زمین سے بلند نہ کریں اور وہ اس کے دو دروازے بنائیں اور جب حضرت ابن زبیر گراتے گراتے بنیادوں تک پہنچے تو آپ نے حجر اسود کو اس عمارت میں شامل کیا حتیٰ کہ اُسے بلند کر دیا، اور اس کے دو دروازے بنائے شرقی

دروازہ اور غربی دروازہ اور ہر دروازے کے دو کواڑ بنائے اور اس کے پہلے دروازے کا ایک ہی کواڑ تھا اور آپ نے دونوں دروازوں کی لمبائی گیارہ ہاتھ رکھی اور اس کی بلندی اٹھارہ ہاتھ حضرت ابن زبیر نے اُسے ۲۹ ہاتھ بنا دیا اور اُسے زمین سے اونچا نہ کیا بلکہ اُسے سطح زمین کے برابر کر دیا۔

اور آپ نے حجر اسود کو لے کر اپنے گھر میں اپنے پاس رکھ لیا اور جب عمارت، حجر اسود کی جگہ تک پہنچی تو اس کے مطابق پتھروں میں کھدائی کی گئی پھر آپ نے اپنے بیٹے عباد کو حکم دیا کہ وہ آکر اُسے اس کی جگہ پر رکھے۔

اور حضرت ابن زبیر خود نماز ظہر پڑھ رہے تھے اور لوگ بھی نماز میں مصروف تھے انہیں علم نہ تھا، پس جب وہ اس کے رکھنے سے فارغ ہوا تو اس نے تکبیر کہی، پس عباد بن عبداللہ بن زبیر حجر اسود کو لایا اور اس کا باپ شدید گرم دن میں لوگوں کو نماز ظہر پڑھا رہا تھا، سو وہ صفوں کو چیر کر اس جگہ تک چلا گیا پھر اس نے اُسے رکھ دیا اور حضرت ابن زبیر نے نماز کو لمبا کیا حتیٰ کہ اس سے آگاہ ہوئے اور جب قریش نے اس بات کو دیکھا تو ناراض ہوئے اور کہنے لگے خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہیں کیا بلکہ قریش نے آپؐ کو پنچ بنایا اور آپ نے ہر قبیلے کو حصے دار بنایا۔ جب رکن کو آگ لگی تو وہ پھٹ کر تین ٹکڑے ہو گیا تھا، حضرت ابن زبیر نے اُسے چاندی سے باندھ دیا اور جب آپ تعمیر سے فارغ ہوئے تو آپ نے کعبہ کے اندر اور باہر خوشبو لگائی اور آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اسے خوشبو لگائی اور اسے قباطی کپڑا پہنایا اور تنعیم سے زیارت کی اور پیدل چلے۔

اور عبدالملک نے اہل شام کو حج کرنے سے روک دیا، اس لیے کہ جب وہ حج کرتے تو حضرت ابن زبیر انہیں بیعت کے لیے پکڑ لیتے پس جب عبدالملک نے یہ بات دیکھی تو انہیں مکہ جانے سے روک دیا، سو لوگوں نے شور ڈالا اور کہنے لگے تو ہمیں بیت اللہ کے حج سے روکتا ہے حالانکہ وہ اللہ کی طرف سے

ہم پر فرض ہے، عبدالملک نے انہیں کہا، یہ ابن شہاب الزہری ہے جو تمہیں بتاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین مساجد، مسجد حرام، میری مسجد اور مسجد بیت المقدس کی طرف کجاوے کسے جاویں اور وہ تمہارے لیے مسجد حرام کے قائم مقام ہے اور یہ وہ چٹان ہے جس کے متعلق روایت کی جاتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آسمان کی طرف گئے تو آپ نے اپنا قدم اس پر رکھا، یہ تمہارے لیے کعبہ کے قائم مقام ہے اور اس نے چٹان پر گنبد بنایا اور اس پر دیباج کے پردے لٹکائے اور اس کے لیے خادم مقرر کیے اور لوگوں کو پکڑ کر کہنے لگا کہ وہ اس کے گرد یوں طواف کریں جیسے وہ کعبہ کے گرد طواف کرتے ہیں اور اس نے بنی امیہ کے دور میں یہ انتظام کیا۔

اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے بنی ہاشم پر شدید ظلم کیا اور ان سے بغض و عداوت کا اظہار کیا حتیٰ کہ نوبت ایں جا رسید کہ آپ نے اپنے خطبہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا ترک کر دیا، آپ سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا کیوں ترک کیا ہے؟ تو آپ نے کہا آپ کے کچھ برے ساتھی ہیں جو آپ کے ذکر کو گردن لمبی کر کے دیکھتے ہیں اور جب وہ اسے سنتے ہیں تو اپنے سروں کو بلند کرتے ہیں۔

اور حضرت ابن زبیر نے حضرت محمد بن الحنفیہ، حضرت عبداللہ بن عباس اور بنی ہاشم کے چوبیس آدمیوں کو اپنی بیعت کے لیے پکڑ لیا، انھوں نے انکار کیا تو آپ نے انہیں زمزم کے حجرے میں قید کر دیا اور اس خدا کی قسم کھائی جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ وہ ضرور ان کی بیعت لے گا یا انہیں آگ سے جلا دے گا تو حضرت محمد بن الحنفیہ نے مختار بن ابی عبید کو خط لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد بن علی اور رسول اللہ کی آل کی طرف سے مختار بن ابی عبید

اور اس جیسے مسلمانوں کی طرف

اما بعد، حضرت عبداللہ بن زبیر نے ہمیں گرفتار کر لیا ہے اور زمزم کے حجرہ میں قید کر دیا ہے اور اس خدا کی قسم کھائی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ ہم ضرور ان کی بیعت کریں گے یا وہ ہمیں آگ سے جلا دیں گے، ہائے مدد،

پس مختار نے ان کے مقابلے میں ابو عبداللہ الجدلی کو چار ہزار سواروں کے ساتھ بھجوایا اور وہ مکہ آیا اور اس نے حجرے کو توڑ دیا اور حضرت محمد بن علی سے کہنے لگا مجھے اور ابن زبیر کو چھوڑ دیجیے، آپ نے کہا جس نے اپنے رشتے کو قطع کیا ہے میں اس کے لیے وہ بات جائز نہیں سمجھتا جو اس نے میرے لیے جائز سمجھی ہے۔

اور حضرت محمد بن علی بن ابی طالب کو اطلاع ملی کہ حضرت ابن زبیر نے کھڑے ہو کر تقریر کی ہے اور حضرت علی بن ابی طالب کو برا بھلا کہا ہے، سو آپ مسجد حرام میں داخل ہوئے اور کجاوہ رکھا اور اس پر کھڑے ہو گئے اور اللہ کی حمد و ثنا کی اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا پھر فرمایا، چہرے بگڑ گئے ہیں، اے گروہ قریش، کیا تمہارے درمیان یہ بیان کیا جائے گا اور تم سنتے ہو گے اور حضرت علیؓ کا ذکر ہو گا اور تم غصے نہ ہو گے آگاہ رہو حضرت علیؓ اللہ کے دشمنوں کو اس کے تیر پھینکنے کے آلات سے صحیح نشانہ پر لگنے والے تیر تھے آپ ان کے چہروں پر مارتے تھے اور ان کے کھانے ان کو قے کرا دیتے تھے اور ان کو ان کے گلوں سے پکڑ لیتے تھے۔ آگاہ رہو ہم آپ ہی کے طریق اور حال پر ہیں اور امور کے اندازوں میں ہمارا کوئی حیلہ نہیں اور عنقریب ظالم معلوم کر لیں گے کہ وہ کس لوٹنے کی جگہ لوٹتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن زبیر کو آپ کے اس قول کی اطلاع ملی تو آپ نے کہا یہ بنی الفواطم کی نشانی ہے، بنو حنیفہ کی لونڈی کے بیٹے کا کیا حال ہے؟ حضرت محمد بن حنفیہ کو آپ کے اس قول کی اطلاع ملی تو انھوں نے کہا اے گروہ قریش

مجھے بنی الفواطم سے کس نے الگ کیا ہے ؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت فاطمہؓ میرے باپ کی بیوی اور میرے بھائیوں کی ماں نہیں ہیں ؟ اور کیا فاطمہ بنت اسد بن ہاشم میری دادی اور میرے باپ کی ماں نہیں ہیں ؟ اور کیا فاطمہ بنت عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم میرے باپ کی دادی اور میری دادی کی ماں نہیں ہے ؟ قسم بخدا اگر حضرت خدیجہؓ بنت خویلد نہ ہوتی تو میں اسد کی سب ہڈیوں کو توڑ دیتا اور مجھے جس بات کا عیب لگایا جاتا ہے اس میں میں صبر کرنے والا ہوں۔

اور حضرت ابن زبیر کو بنی ہاشم پر قوت حاصل نہ تھی اور آپ نے ان کے بارے میں جو تدبیر کی تھی اس میں عاجز آگئے آپ نے انہیں مکہ سے نکال دیا اور حضرت محمد بن حنفیہ کو رضوی کی جانب نکال دیا اور حضرت عبداللہ بن عباس کو بری طرح طائف کی طرف نکال دیا اور حضرت محمد بن الحنفیہ نے حضرت عبداللہ بن عباس کو خط لکھا۔

اما بعد، مجھے اطلاع ملی ہے کہ حضرت ابن زبیر نے آپ کو طائف کی طرف نکال دیا ہے، اللہ آپ کے اجر کو بڑھائے اور آپ سے بوجھ کو اتار دے۔ اے عمزاد! صالحین کی آزمائش کی جاتی ہے اور نیکوں کے لیے عزت کو تیار کیا جاتا ہے اور اگر اسی میں اجر دیا جائے جو آپ یا ہم پسند کرتے ہیں تو اجر کم ہو جاتا ہے، صبر سے کام لو بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے صبر کرنے والوں سے بھلائی کا وعدہ کیا ہے۔ والسلام۔

اور بعض نے روایت کی ہے کہ حضرت محمد بن الحنفیہ بھی اسی طرح طائف چلے گئے اور ہمیشہ وہیں رہے اور حضرت ابن عباس نے طائف ہی میں ۷۱ سال کی عمر میں وفات پائی اور حضرت محمد بن الحنفیہ نے آپ کا جنازہ پڑھایا اور حضرت عبداللہ بن عباس طائف کی جامع مسجد میں دفن ہوئے اور آپ پہ

خیمہ لگایا گیا اور جب آپ کو دفن کیا گیا تو ایک سفید پرندہ آیا اور آپ کی قبر میں آپ کے ساتھ داخل ہو گیا تو بعض لوگوں نے کہا یہ آپ کا علم ہے اور دوسروں نے کہا آپ کا عمل صالح ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پیچھے بٹھایا پھر مجھے فرمایا اے بچے! کیا میں تجھے وہ کلمات نہ سکھاؤں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ تجھ کو فائدہ دے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! بے شک آپ نے فرمایا اللہ کو یاد کر وہ تجھے یاد کرے گا، اللہ کو یاد کر کہ تو اسے اپنے آگے پائے گا، آسائش میں اللہ کو یاد کر وہ تنگی میں تجھے یاد کرے گا اور جب تو مانگے تو اللہ سے مانگ، اور جب تو مدد مانگے تو اللہ سے مدد مانگ، جو ہونے والا ہے اس پر قلم خشک ہو چکا ہے اور اگر ساری مخلوق کوشش کرے کہ وہ تجھے اس چیز کا فائدہ پہنچائے جسے اللہ نے مقدر نہیں کیا تو وہ اس کی طاقت نہ پائے گی اور اگر وہ کوشش کرے کہ تجھے اس چیز کا نقصان پہنچائے جسے اللہ تعالےٰ نے تیرے لیے مقدر نہیں کیا تو وہ اس کی طاقت نہ پائے گی۔ تجھے موت کو برحق سمجھنا لازم ہے اور صبر میں جسے تو ناپسند کرتا ہے بہت سی بھلائی ہے اور یاد رکھو، فتح، صبر کے ساتھ ہے اور کشائش تکلیف کے ساتھ ہے اور آسائش تنگی کے ساتھ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس کے پانچ بیٹے تھے علی بن عبداللہ سب سے کمسن تھا مگر اپنے شرف و شرافت کی وجہ سے متقدم ہو گیا اور عباس آپ کا سب سے بڑا بیٹا تھا اور اس کا لقب اعنق تھا، اور محمد اور فضل اور عبدالرحمٰن بھی تھے اس سال عرفات میں چار جھنڈے کھڑے ہوئے، حضرت محمد بن الحنفیہ اپنے اصحاب میں، اور حضرت ابن زبیر اپنے اصحاب میں، اور نجدۃ بن عامر حروری اور بنی اُمیہ کا جھنڈا اور المساور بن ہند بن قیس نے بیان کیا ہے کہ وہ متفرق ہو گئے اور ہر قبیلے کا امیر المومنین تھا۔

اور حضرت عبداللہ بن زبیر نے اپنے بھائی حضرت مصعب بن زبیر کو عراق کی طرف بھیجا اور وہ ۶۸ھ میں عراق آئے اور مختار نے ان سے جنگ کی اور ان کے درمیان مشہور معرکے ہوئے اور مختار آپ کے خواص سے شدید دشمنی رکھتا تھا وہ حضرت مصعب سے چار ماہ جنگ کرتا رہا پھر اس کے اصحاب اس سے کھسکنے لگے۔ حتیٰ کہ ایک چھوٹی سی جماعت اس کے ساتھ رہ گئی پس وہ کوفہ کی طرف چلا گیا اور محل میں اترا اور وہ ہر روز باہر نکلتا اور کوفہ کے بازار میں ان سے شدید جنگ کرتا پھر محل کی طرف واپس آجاتا اور حضرت عبیداللہ بن علی بن ابی طالب، حضرت مصعب بن زبیر کے ساتھ تھے اور حضرت مصعب کہنے لگے اے لوگو! مختار کذاب ہے، یہ تم کو دھوکہ دیتا ہے کہ وہ آلِ محمد کے خون کا بدلہ لینا چاہتا ہے یہ بدلے کا سرپرست ہے۔ یعنی عبیداللہ بن علی، یہ اُسے اس کی بات میں جھوٹا قرار دیتا ہے۔

پھر ایک روز مختار باہر نکلا اور مسلسل ان سے شدید جنگ کرتا رہا حتیٰ کہ قتل ہو گیا اور اس کے اصحاب، محل میں داخل ہو کر قلعہ بند ہو گئے اور وہ سات ہزار آدمی تھے، حضرت مصعب نے انہیں امان دے دی اور ان کے لیے شدید ترین حکم کی تحریر لکھی اور وہ اس کے مطابق باہر نکلے تو آپ نے ان کو ایک ایک کر کے آگے کیا اور ان کو قتل کر دیا اور یہ اسلام کی ایک مشہور خیانت ہے۔

اور آپ نے مختار کی بیوی اسماء بنت نعمان بن بشیر کو پکڑ لیا اور اس سے پوچھا تو مختار بن ابی عبید کے بارے میں کیا کہتی ہے؟ اس نے کہا میں کہتی ہوں کہ وہ متقی، پاک اور بہت روزے دار تھا آپ نے کہا تو بھی اس کی تعریف کرنے والوں میں سے ہے پس آپ کے حکم سے اُسے بھی قتل کر دیا گیا اور وہ پہلی عورت ہے جسے باندھ کر قتل کیا گیا ہے، عمر بن ابی ربیعہ مخزومی نے کہا ہے ۔

میرے نزدیک سب سے عجیب بات خوبصورت، شریف اور دراز
گردن عورت کا قتل ہے انہوں نے اُسے بے گناہ قتل کیا ہے اس
مقتولہ کی خوبی اللہ ہی کے لیے ہے، قتل و قتال ہم پر فرض کیا گیا
ہے اور خوب صورت عورتوں پر دامن کشاں کشاں چلنا فرض ہے۔

اور جب حضرت مصعب بن زبیر نے مختار کو قتل کر دیا اور عراق کے ... امور آپ کے لیے درست ہو گئے تو حضرت عبداللہ بن زبیر کو اس پر آپ سے حسد ہو گیا تو آپ نے اپنے بیٹے حمزہ کو بصرہ کی طرف بھیجا اور حضرت مصعب کو لکھا کہ وہ بصرہ کی امارت حمزہ کو دے دیں تو آپ نے ایسے ہی کیا اور حمزہ بہت کمزور آدمی تھا اور امارت کے بارے میں سب سے کم علم تھا پھر اس نے بصرہ کا خراج اکٹھا کیا اور اُسے اپنے باپ کے پاس مکہ بھجوا دیا۔

اور حضرت مصعب اپنے بھائی حضرت عبداللہ کے پاس آئے تو آپ نے ان سے بدسلوکی کی، حتیٰ کہ وہ آکر سلام کہتے تو آپ کو جواب نہ دیتے اور جب آپ کا بیٹا حمزہ آپ کے پاس آیا تو حضرت مصعب کو عراق کی طرف واپس کر دیا گیا اور حضرت عبداللہ بن زبیر نے اپنے بھائی عمرو بن زبیر کو اس عداوت کے باعث جو آپ کے اور اس کے درمیان پائی جاتی تھی اور مروان بن الحکم کی بیعت کرنے کی وجہ سے قتل کر دیا اور بعض کا قول ہے کہ وہ عمرو بن سعید کا پولیس سپرنٹنڈنٹ تھا پس عمرو نے اُسے اپنے بھائی کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے بھیجا تو اس نے اُسے قتل کر دیا۔

اور حضرت ابن زبیر نے مہلب بن ابی صفرۃ کو خراسان کا والی بنایا اور وہ حضرت مصعب کے ساتھ تھا۔ پس وہ بصرہ آیا اور خوارج نے بصرہ کے باشندوں کا محاصرہ کیا ہوا تھا اور وہ اس کے تمام مضافات اور صوبوں پر غالب آگئے تھے اور اس کے باشندوں کے قبضے میں صرف بصرہ شہر

ہی باقی رہ گیا تھا اور جب مہلب ان کے پاس آیا تو اشراف اور سرکردہ لوگوں نے اس کی پناہ لے لی اور احنف بن قیس، المنذر بن الجارود اور مالک بن مسمع بھی ان لوگوں کے ساتھ اس کے پاس آئے جن کے قبائل بھی ان کے ساتھ تھے اور کہنے لگے اے ابوسعید آپ لوگوں کے سردار ہیں اور عراق کی تلوار ہیں، ان خوارج کے ہاتھوں جو آپ کے شہر کے باشندوں کا حال ہے وہ آپ دیکھ چکے ہیں اور اپنے شہر کی حفاظت کے لیے ٹھہرنا اور اپنے حرم کا دفاع کرنا آپ کے لیے خراسان کی نسبت زیادہ بہتر ہے، مہلب نے کہا بہت اچھا میں ان لوگوں سے جنگ کرنے کے لیے اس شرط پر کھڑا ہوتا ہوں کہ میں ان کی جس چیز پر غالب آؤں اور اُسے ان کے ہاتھوں سے چھین لوں یعنی خراج وغیرہ وہ سب میرے لیے ہوگا، مالک بن مسمع کے سوا سب قبائل نے اس کی بات مان لی، اس نے انکار کیا اور مالک میں بڑی نخوت اور مشہور تکبر پایا جاتا تھا، پس احنف بن قیس اور المنذر بن الجارود، مالک بن مسمع پر ٹوٹ پڑے اور اُسے کہنے لگے جس چیز سے تو ابوسعید کو روکتا ہے کیا وہ چیز تیرے ہاتھ میں ہے یا تیرے دشمن کے ہاتھ میں ہے؟ اس نے کہا میرے دشمن کے ہاتھ میں ہے ان دونوں نے کہا خدا کی قسم تو نے اس سے انصاف نہیں کیا کہ تو اس سے مطالبہ کرے کہ وہ تیرے خون اور تیری حرمت کو بچائے پھر تو اُسے اس چیز سے منع کرے جس میں تو مغلوب ہے تو نے جو مطالبہ کیا ہے وہ اُسے تیرے لیے مقرر کرتا ہے اور تو اُٹھ کر خوارج سے جنگ کر، اس نے کہا میں اس کی طاقت نہیں رکھتا، تو ان دونوں نے کہا، یہ ظلم اور عجز ہے پھر مہلب نے جو مانگا انھوں نے اُسے اس کے لیے مقرر کر دیا اور وہ خوارج کے ساتھ جنگ کرنے پر ڈٹ گیا اور ان دنوں ان کا رئیس نافع بن الازرق تھا اور اس کی وجہ سے انہیں ازارقہ کا نام دیا گیا ہے حتیٰ کہ اس نے انھیں بصرہ سے جلاوطن کر دیا۔

اور عبدالملک ۷۱ھ میں حضرت مصعب بن زبیر کے مقابلے میں گیا اور انبار سے دو فرسخ کے فاصلے پر دیر الجاثلیق مقام پر اس نے آپ سے ملاقات کی اور ان کے درمیان معرکے ہوئے اور عبدالملک نے آپ سے خوب جنگ کی اور حضرت مصعب کو آپ کے اکثر اصحاب چھوڑ گئے اور آپ کو چھوڑنے والوں کی اکثریت ربیعہ کی تھی پھر انہوں نے آپ پر جب کہ آپ تخت پر بیٹھے ہوئے تھے حملہ کر کے آپ کو قتل کر دیا اور عبیداللہ بن زیاد بن ظبیان نے آپ کا سر کاٹ لیا اور اُسے عبدالملک کے پاس لے آیا اور جب اس نے اسے اس کے سامنے رکھا تو وہ سجدہ ریز ہو گیا، عبیداللہ نے بیان کیا ہے، میں نے ارادہ کیا کہ اسے بھی قتل کر دوں اور میں ایک دن میں عربوں کے دو بادشاہوں کا قاتل بن جاؤں اور ایک شخص نے بیان کیا ہے کہ میں عبدالملک بن مروان کے پاس آیا تو اس کے سامنے حضرت مصعب بن زبیر کا سر پڑا تھا میں نے کہا یا امیرالمومنین میں نے اس جگہ پر عجیب بات دیکھی ہے، اس نے پوچھا تو نے کیا دیکھا ہے؟ میں نے کہا میں نے حضرت حسین بن علی کے سر کو عبیداللہ بن زیاد کے سامنے پڑے دیکھا اور عبیداللہ بن زیاد کے سر کو مختار بن ابی عبید کے سامنے پڑے دیکھا اور مختار بن ابی عبید کے سر کو حضرت مصعب بن زبیر کے سامنے پڑے دیکھا اور حضرت مصعب بن زبیر کے سر کو آپ کے سامنے پڑے دیکھا ہے راوی کا بیان ہے کہ وہ اس گھر سے باہر نکل گیا اور اس کے گرانے کا حکم دے دیا اور حضرت مصعب بن زبیر ذوالقعدہ ۷۲ھ میں قتل ہوئے۔

اور حضرت مصعب بن زبیر کے کاتب المضا بن علوان کا بیان ہے کہ عبدالملک نے حضرت مصعب کے قتل کرنے کے بعد مجھے بلایا اور کہا مجھے علم ہے کہ حضرت مصعب کے اصحاب اور خواص میں سے کوئی ایک شخص بھی باقی نہیں رہا جس نے مجھے امان، عطیات اور جاگیروں کا مطالبہ کرتے ہوئے خط نہ لکھا ہو؟ میں نے کہا مجھے علم ہے، یا امیرالمومنین آپ کے اصحاب میں سے

بھی ایک شخص باقی نہیں رہا جس نے حضرت مصعب کو اس قسم کی بات نہ لکھی ہو اور یہ ہیں ان کے خطوط میرے پاس، اس نے کہا انہیں میرے پاس لاؤ، میں انہیں ایک بڑے بنڈل میں اس کے پاس لایا اور جب اس نے انہیں دیکھا تو کہنے لگا مجھے ان پر غور و فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں اور اس نے میرے احسان کو خراب کر دیا اور مجھ پر ان کے دلوں کو خراب کر دیا، اے غلام! انہیں آگ سے جلا دے پس انہیں جلا دیا گیا۔

اور جب عبدالملک بن مروان نے حضرت مصعب بن زبیر کو قتل کر دیا تو لوگ حضرت عبداللہ بن زبیر کی طرف جانے کے لیے تیار ہوئے تو حجاج بن یوسف اس کے پاس آیا اور کہنے لگا یا امیرالمومنین مجھے اس کے مقابلے میں بھیجیے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ گویا میں نے اُسے ذبح کر دیا ہے اور اس کے سینے پر بیٹھ گیا ہوں اور اس کی کھال اُتار لی ہے، اس نے کہا تو ہی اس کے لیے ہے، پس اس نے اُسے بیس ہزار اہل شام وغیرہ کے ساتھ بھیجا، اور حجاج بن یوسف آیا اور آپ نے ان سے شدید جنگ کی اور بیت اللہ میں قلعہ بند ہو گئے اور اس نے اس پر مجانیق رکھ دیں اور بجلیاں انہیں پکڑنے لگیں اور وہ کہنے لگا اے اہل شام یہ تمہیں خوفزدہ نہ کریں، یہ تہامہ کی بجلیاں ہیں اور وہ مسلسل منجنیق سے اس پر گولہ باری کرتا رہا۔ حتیٰ کہ اس نے بیت اللہ کو گرا دیا اور عبدالملک بن مروان نے اُسے لکھا اور وہ اس کی جنگ میں مصروف تھا، اے حجاج میں تجھے وہی وصیت کرتا ہوں جو البکری نے زید کو کی تھی۔ والسلام

پس حجاج نے اُٹھ کر تقریر کی اور کہنے لگا تم میں سے کون شخص اس وصیت کو جانتا ہے جو البکری نے زید کو کی تھی اُسے دس ہزار درہم انعام ملے گا؟ لوگوں میں سے ایک شخص نے اُٹھ کر کہا میں جانتا ہوں البکری نے زید کو جو وصیت کی تھی، پس اس نے تھیلی منگوائی اور وہ اُسے دے دی گئی تو اس نے کہا سے

میں زبیر سے کہتا ہوں تو ٹر ٹر نہ کر وہ تیرے اور میرے قتل کے ورے
موتوں کو دیکھتے ہیں پس اگر وہ جنگ کو چھوڑ دیں تو تو بھی اسے چھوڑ
دے اور اگر وہ انکار کریں تو آگ کے ایندھن کو بہت سی لکڑیوں سے
بھڑکا دے اور اگر سخت جنگ اپنی کچلی سے کلٹے تو جنگ کی دھار
کا نشانہ تیرے جیسا اور میرے جیسا شخص ہوتا ہے۔

اور حضرت ابن زبیر نے اپنے اصحاب کو دیر کرتے دیکھا اور آپ ان کو کھجوروں کا نصف صاع رسد دیتے تھے آپ نے فرمایا تم نے میری کھجوریں کھائی ہیں اور میرے حکم کی نافرمانی کی ہے اور آپ بہت بخیل تھے اور جب حضرت ابن زبیر کو معلوم ہو گیا کہ آپ کو جنگ کی طاقت نہیں ہے تو آپ اپنی ماں حضرت اسماء بنت ابی بکر کے پاس آئے اور پوچھنے لگے اے میری ماں آپ نے صبح کیسے کی ہے؟ اس نے کہا موت میں راحت ہے اور میں دو باتوں کے بعد مرنا پسند کرتی ہوں یا تو تو قتل ہو جائے اور مجھے تیرا ثواب ملے اور یا تو کامیاب ہو جائے تو میری آنکھ ٹھنڈی ہو آپ نے کہا اے میری ماں ان لوگوں نے مجھے امان دی ہے، آپ کی کیا رائے ہے؟ اس نے کہا اے میرے بیٹے تو اپنے متعلق بہتر جانتا ہے، اگر تو حق پر ہے اور اس کی طرف دعوت دیتا ہے تو بنی امیہ کے غلاموں کو اپنے پر قابو نہ دینا کہ وہ تجھ سے کھیلتے پھریں اور اگر تو حق پر نہیں ہے تو تم جانو تمہارا کام، آپ نے کہا اے میری ماں اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں نے حق ہی کا ارادہ کیا ہے اور کسی اور بات کی جستجو نہیں کی اور میں نے کبھی شک میں دشواری نہیں پائی۔ اے اللہ میں یہ بات اپنی تعریف کے لیے نہیں کہتا بلکہ اس لیے کہ میں اپنی ماں کے دل کو خوش کر دوں۔

پھر آپ نے کہا اے میری ماں مجھے خدشہ ہے کہ اگر ان لوگوں نے مجھے قتل کر دیا تو میرا مثلہ کریں گے، حضرت اسماء نے کہا جب بکری ذبح کر دی جائے

تو اُسے کھال اتارنے سے تکلیف نہیں ہوتی، آپ نے کہا اس خدا کا شکر ہے جس نے آپ کو توفیق دی ہے اور آپ کے دل کو مضبوط کیا ہے اور آپ باہر چلے گئے اور لوگوں سے خطاب کیا اور کہنے لگے اے لوگو! موت کا بادل تم پر سایہ فگن ہے اور اس کے سفید بادل نے تمہیں گھیر لیا ہے پس تم اس کی بجلیوں سے نگاہیں نیچی کر لو، اور ہر شخص اپنے مدمقابل سے معروف ہو جائے اور سوال تمہیں غافل نہ کر دے اور نہ کہنے والا کہے کہ امیر المومنین کہاں ہیں؟ آگاہ رہو جس نے میرے متعلق پوچھا تو میں پہلے دستے میں ہوں۔ پھر آپ نے اُتر کر جنگ کی حتیٰ کہ مارے گئے۔

اور آپ کا قتل ۷۳ھ میں ۷۱ سال کی عمر میں ہوا اور تنعیم میں آپ کو صلیب دیا گیا اور آپ تین دن اور بعض کے قول کے مطابق سات دن وہاں رہے پھر آپ کی والدہ حضرت اسماء بنت ابی بکر آئیں اور آپ نابینا بڑھیا تھیں اور حجاج کے پاس کھڑی ہو کر کہنے لگیں کیا اس سوار کے لیے وقت نہیں آیا کہ ابھی اُسے اتارا جائے؟ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا ہے کہ بنی ثقیف میں ایک بربادی افگن اور ایک کذاب ہو گا، بربادی افگن تو تُو ہے اور مختار بن ابی عبید کذاب ہے، حجاج نے پوچھا یہ کون عورت ہے اُسے بتایا گیا حضرت ابن زبیر کی ماں ہے تو اس کے حکم سے حضرت ابن زبیر کو صلیب سے اتار دیا گیا۔

اور ایک شخص نے بیان کیا ہے کہ حجاج نے حضرت اسماء کو نکاح کا پیغام دیا، تو آپ نے کہا وہ ایک سو سال کی نابینا عورت کو نکاح کا پیغام دیتا ہے۔ اس نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے برابری کرنے کا قصد کیا ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے پاس سے گزرے اور وہ مصلوب تھے آپ نے فرمایا اے ابوخبیب اللہ تجھ پر رحمت

کرے، اگر تجھ میں تین باتیں نہ ہوتیں تو میں کہتا تو تُو ہی تھا۔ حرم میں تیرا الحاد کرنا اور فتنہ کی طرف تیرا تیزی سے جانا اور بخیل ہونا، اور جب سے میں تجھے ابن حرب کے سفید خچروں کو دیکھتے، دیکھتا تھا اور وہ تجھے اچھے لگتے تھے تو میں ہمیشہ ہی تیرے بارے میں اس سواری کے متعلق خوفزدہ تھا اور جس تک تیری نوبت پہنچی ہے ہاں ابن حرب اپنی دنیا کے لیے تجھ سے زیادہ سیاستدان تھا۔

اور ان سالوں میں ۶۳ھ میں حضرت عبد اللہ بن زبیر نے لوگوں کو حج کرایا اور ۶۴ھ میں بھی آپ ہی نے کرایا اور بعض کا قول ہے کہ یحییٰ بن صفوان الجمحی نے کرایا اور ۶۵ھ، ۶۶ھ اور ۶۷ھ میں بھی حضرت ابن زبیر نے حج کرایا اور ۶۸ھ میں عرفات میں چار جھنڈے کھڑے ہوئے، ایک جھنڈا حضرت محمد بن الحنفیہ اور آپ کے اصحاب کے پاس تھا اور دوسرا حضرت ابن زبیر کے پاس تھا اور تیسرا نجدۃ بن عامر حروری کے پاس تھا اور چوتھا بنی اُمیہ کے پاس تھا اور ۶۹ھ، ۷۰ھ اور ۷۱ھ میں بھی حضرت ابن زبیر نے حج کرایا۔

عبد الملک بن مروان کا دورِ حکومت

اور عبد الملک بن مروان بن الحکم بادشاہ بنا اور اس کی ماں عائشہ بنت معاویہ بن المغیرہ بن ابی العاص بن امیہ تھی اور دونوں کے دادے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دھتکارے ہوئے تھے اور جس روز مروان کی وفات ہوئی اسی روز شام میں اس کی بیعت ہوئی اور یہ ماہِ رمضان ۶۵ھ کا واقعہ ہے، اس دن آفتاب ثور میں ۱۷ درجے اور بیس منٹ تھا اور ماہتاب حمل میں ۲۵ منٹ تھا اور زحل، سنبلہ میں ۱۸ درجے اور ۵۰ منٹ راجع تھا اور مشتری، جوزا میں ۲۲ درجے اور دس منٹ تھا اور مریخ، حمل میں ۱۹ درجے اور دس منٹ تھا اور زہرہ، سرطان میں ۲ درجے اور ۲۰ منٹ تھا اور عطارد، جوزا میں ۳ درجے تھا اور راس، حوت میں ۲۰ درجے اور دس منٹ تھا۔

اور ہم حضرت ابن زبیر کے زمانے میں اس کی بیعت کا واقعہ اور شہروں کے اضطراب کا واقعہ اور ہر شہر پر متغلب ہونے والوں کا واقعہ اور سلیمان بن صرد خزاعی اور ابراہیم بن مالک بن الحارث الاشتر کا واقعہ اور اس کے عبید اللہ بن زیاد اور الحصین بن نمیر کو قتل کرنے کا واقعہ بیان کر چکے ہیں اور دیگر واقعات جو حضرت ابن زبیر کے زمانے کی ترتیب میں آتے تھے بیان کر چکے ہیں اور کچھ لوگوں نے کہا ہے کہ خلافت اس کا حق ہے جس کے قبضے میں حرمین ہوں اور جو لوگوں کو حج کرائے اس لیے ہم نے مروان کے واقعہ کو اور عبد الملک

کچھ ایام کو حضرت ابن زبیر کے واقعات میں شامل کر دیا ہے۔

اور فلسطین کے سوا شام، عبدالملک بن مروان کے لیے درست ہو گیا، ناقل بن قیس، فلسطین میں تھا اور جب عبدالملک نے جانے کا ارادہ کیا تو اُسے اطلاع ملی کہ طاغیۃ الروم نے مصیصہ پر پڑاؤ کر لیا ہے پس اس نے شہروں کے اضطراب کے باعث اس سے جنگ میں مصروف ہونا پسند نہ کیا، پس اس نے اس کی طرف پیغام بھیج کر اس سے صلح کر لی اور بہت سے اموال اس کی طرف لے گیا حتیٰ کہ واپس آ گیا۔

اور جب عبدالملک نے شام کی حکومت کو مضبوط کر لیا تو اس نے روح بن زنباع الجذامی کو فلسطین کی طرف بھیجا اس نے دمشق سے کوچ کیا حتیٰ کہ بطنان چلا گیا وہ زفر بن الحارث سے جنگ کرنے کے لیے قرقیسیا جانا چاہتا تھا اور حضرت ابن زبیر کی حکومت اپنے حال پر قائم تھی پس جب وہ بطنان کی طرف گیا جو قنسرین کے علاقے میں ہے تو اُسے اطلاع ملی کہ عمرو بن سعید بن العاص نے دمشق پر حملہ کر دیا ہے اور اپنی طرف دعوت دی ہے اور خلیفہ نام رکھا ہے اور اس نے دمشق سے عبدالملک کے نائب عبدالرحمٰن بن عثمان ثقفی کو نکال دیا ہے اور عبدالرحمٰن کی ماں ام الحکم بنت ابی سفیان بن حرب تھی اور اس نے خزائن اور بیوت الاموال پر قبضہ کر لیا ہے، پس عبدالملک کو معلوم ہو گیا کہ اس نے دمشق چھوڑنے میں غلطی کی ہے پس وہ اُلٹے پاؤں دمشق واپس ہو گیا اور عمرو بن سعید قلعہ بند ہو گیا اور اس سے جنگ چھیڑ دی اور ان کے درمیان سفیر دوڑے حتیٰ کہ دونوں نے صلح اور عہد و پیمان کر لیا اور ان دونوں نے اپنے درمیان اس شرط پر عہود و مواثیق اور قسموں کے ساتھ تحریر لکھی کہ عبدالملک کے بعد خلافت عمرو بن سعید کے لیے ہو گی اور عبدالملک دمشق آیا اور عمرو بن سعید اور اس کے اصحاب کے ساتھ سمٹ گیا اور جب وہ سوار ہو کر عبدالملک کے

پاس جاتا تو وہ اس کے ساتھ جاتے پھر عبد الملک نے عمرو کے قتل کی سازش کی اور دیکھا کہ حکومت اسی کام کے ذریعے ٹھیک ہو سکتی ہے پس عمرو شام کو اس کے پاس آیا اور اس نے اپنے اہل اور موالی کی ایک جماعت اور ان کے سوا جو آدمی اس کے پاس تھے انہیں اس کے لیے تیار کیا اور جب عمرو اپنی نشست پر ٹک گیا تو اس نے اُسے کہا اے ابو اُمیہ میں نے اس وقت تیرے معاملے میں وہ جو بھی تھا قسم کھائی تھی کہ جب مجھے تجھ پر فتح ہوئی تو میں تیری گردن میں طوق ڈالوں گا اور تیرے ہاتھ بھی اس میں ڈال دوں گا، اس نے کہا یا امیر المومنین میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ آپ کسی گزری ہوئی بات کو یاد کریں اور جو لوگ اس کے پاس موجود تھے انہوں نے باتیں کیں اور کہنے لگے اے امیر المومنین آپ کو اپنی قسم پوری کرنے میں کیا حرج ہے؟ پس اس نے چاندی کا ایک طوق نکالا اور اُسے اس کی گردن میں ڈال دیا اور وہ کہنے لگا ؎

میں نے اُسے اپنے نزدیک کیا کہ اس کا خوف دُور ہو جائے اور
میں کامیاب دانا کی طرح حملہ کروں۔

اور اس نے اس کے دونوں ہاتھ بھی اس کی گردن میں ڈال دیے اور جب میخ کس دی گئی تو اس نے اُسے اپنی طرف کھینچا اور وہ اپنے منہ کے بل گر پڑا، اور اس کے دو اگلے دانت ٹوٹ گئے، اس نے کہا یا امیر المومنین میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ آپ نے جو ہڈی توڑ دی ہے وہ آپ کو اس سے زیادہ میرے ساتھ بڑا سلوک کرنے کی دعوت دے۔ یا آپ مجھے لوگوں کی طرف نکال دیں اور وہ مجھے اس صورت میں دیکھیں اور وہ اُسے قتل کرنا چاہتا تھا کہ اُسے باہر نکال دے اور دروازے پر عمرو بن سعید کے تیس ہزار سے زیادہ مددگار کھڑے تھے جن میں عنبسہ بن سعید بھی تھا اس نے اُسے کہا اے ابو اُمیہ کیا دھوکا کر رہے ہو حالانکہ تم آسانی سے کھلنے والی گرہ بن ہو ہے اور یہ پہلا دھوکہ نہیں ہے خدا کی قسم اگر مجھے معلوم ہوتا کہ حکومت ٹھیک

ہو جائے گی اور ہم سب باقی رہیں گے تو میں آنکھوں کے خون کے بدلے میں تیرا فدیہ دے دیتا لیکن مجھے معلوم ہے کہ جب دو سانڈ اکٹھے ہوتے ہیں تو ایک دوسرے پر غالب آجاتا ہے۔

اور اس نے اُسے قتل کر دیا اور اس کی فوج کو تتر بتر کر دیا اور اس کا سر اس کے اصحاب کی طرف پھینک دیا اور اس کے بھائی عنبسہ کو عراق کی طرف جلا وطن کر دیا۔

اور جب سے سلم بن زیاد نے یزید بن معاویہ کے زمانے میں عبداللہ بن خازم سلمی کو خراسان کا نائب مقرر کیا تھا وہ اس پر متغلب تھا پھر وہ حضرت ابن زبیر کی اطاعت میں آگیا جیسا کہ ہم نے ان کے حالات میں بیان کیا ہے اور جب عبدالملک کے حالات ٹھیک ہو گئے تو اس نے اُسے لکھا:۔

اما بعد، ہمیں اپنی اطاعت دو ہم تجھے تیری جگہ پر رکھیں گے اور تجھے تیری عملداری پر قائم رکھیں گے جب تک تیری اولاد ہمیں اور مسلمانوں کو کفایت کرے گی۔

اس نے عتبہ بن نمیری کے ہاتھ خط بھیجا اور اس کے ساتھ مصعب بن زبیر کا سر بھی بھیجا اور عبداللہ نے سر کو تیار کیا اور اُسے دو کپڑوں میں لپیٹا اور اُسے بہت کستوری لگائی اور اُسے دفن کر دیا۔ اور عتبہ نمیری سے کہنے لگا خط کو کھا جا، اس نے کہا اچھی طرح کھانا، سو اس نے خط کو آگ سے جلا دیا پھر اُسے اس کو پلا دیا اور عبدالملک کی طرف لکھا:۔

اما بعد، میں دو بیعتوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے کا نہیں، ایک بیعت رضوان جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری کے بیٹے کے ساتھ ہے اُسے توڑ دوں اور دوسری بیعت نکث، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو دھتکارے ہوئے آدمیوں کے بیٹے کے ساتھ ہے اُسے اختیار کر لوں۔

اور اہل خراسان عبداللہ بن خازم سے اس کی بد سیرتی کی وجہ سے بغض رکھتے تھے پس ایک جماعت نے اس پر حملہ کر دیا جن میں بکیر بن دساج اور وکیع بن عمیر بھی شامل تھے پس انہوں نے اُسے قتل کر دیا اور اس کے سر کو عبدالملک بن مروان کے پاس بھجوا دیا اور جب اُسے خبر ملی اور سر اس کے پاس آیا ... تو اس نے امیہ بن عبداللہ بن خالد بن اسید بن ابی العیص بن اُمیہ کو خراسان کا گورنر مقرر کر کے بھیج دیا وہ خراسان آیا، اور موسیٰ بن عبداللہ بن خازم سلمی نے بغاوت کر دی اور اس نے شاہ سند طرخون کی طرف پیغام بھیجا اس نے جواب دیا کہ وہ اس کی مدد کرے گا اور بکیر بن دساج ثقفی نے ایک جماعت کے ساتھ مرو میں بغاوت کر دی اور مرو پر غالب آ گیا پس اُمیہ نے دونوں سے جنگ کی اور مرو سے آغاز کیا، پس اس نے بکیر بن دساج سے جنگ کی اور وہ اس سے ڈر گیا پھر اس نے اُسے امان دے دی تو وہ اس کے پاس چلا گیا پھر اُمیہ کو اطلاع ملی کہ بکیر اس پر حملہ کرنے کی سازش کر رہا ہے تو اس نے اُسے آگے کر کے اُسے قتل کر دیا اور اُمیہ نے اپنے بیٹے عبداللہ کو ہرات اور سجستان کا والی بنا کر بھجوایا اور اس نے رتبیل بن اُمیہ سے ملاقات کی اور اُسے قتل کر دیا۔

اور عبدالملک نے مہلب بن ابی صفرۃ کو کرمان کے خوارج سے جنگ کرنے پر مقرر کیا، پس مہلب نے ان سے خوب جنگ کی حتیٰ کہ ان کے سردار نافع بن الازرق کو بھی قتل کر دیا جس کی وجہ سے انہیں ازارقہ کا نام دیا گیا تھا اور اس نے کرمان میں قیام کیا پھر عبدالملک نے اُسے اُمیہ کی جگہ خراسان کا والی مقرر کیا اور عبدالملک نے اپنے بھائی عبدالعزیز کو مصر اور مغرب کی طرف والی بنا دیا اور اس کے بھائی بشر کو عراق کا والی مقرر کیا اور اس کے بھائی محمد کو موصل کا والی مقرر کیا اور وہ بصرہ سے ازد اور ربیعہ کو موصل کی طرف لایا اور اس نے آرمینیا سے جنگ کی اور اس نے اہل شہر کی مخالفت کی اور قتل عام کیا اور قیدی بنائے، پھر اس نے شہر کے باشندوں کے اشراف سے اور

لوگوں سے جنہیں احرار کہا جاتا تھا، خط و کتابت کی اور انہیں امان دی اور ان سے وعدہ کیا کہ وہ ان کے لیے شرف کو مقرر کرے گا پس وہ اس کے لیے گرجوں میں خلاط کی عملداری میں اکٹھے ہوئے اور اس نے گرجوں کے گرد لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دیا اور ان کے دروازوں کو بند کر دیا پھر ان گرجوں کو آگ لگا دی اور سب کو جلا دیا اور محمد بن مروان، آرمینیا میں ٹھہرا رہا حتیٰ کہ مر گیا۔

اور حجاج نے دوبارہ کعبہ کی عمارت بنائی اور اس کا ایک ہی دروازہ بنایا جیسا کہ وہ ابن زبیر کی تعمیر سے پہلے تھا اور ابن زبیر نے اس میں حجر اسود کے پاس جو اضافہ کیا تھا اُسے کم کر دیا اور وہ اضافہ چھ ہاتھ تھا اور جو اس سے تھا اُسے پتھروں سے بند کر دیا اور اس کے دروازے کو پہلے کی طرح اُونچا کیا اور اس کے طول کو بھی کم کر دیا حتیٰ کہ اُسے اس طرح بنا دیا جیسے کہ وہ آج کل ہے اور وہ ۷۴ھ میں اس کی تعمیر سے فارغ ہوا اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سرکردہ اصحاب کی گردنوں پر مہر لگائی تاکہ ان کو ذلیل کرے ان میں حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت انس بن مالک، حضرت سہل بن سعد الساعدی شامل تھے اور ایک جماعت بھی ان کے ساتھ تھی اور مہریں سیسے کی تھیں۔

اور نجدۃ بن عامر حروری نے حضرت ابن زبیر کے زمانے میں یمامہ میں خروج کیا تھا پھر وہ طائف کی طرف چلا گیا اور اس نے دیکھا کہ عمرو بن عثمان بن عفان کی بیٹی قیدیوں میں ہے تو اس نے اُسے اپنے مال سے ایک لاکھ درہم میں خرید لیا اور اُسے عبدالملک کے پاس بھجوا دیا پھر وہ بحرین کی طرف چلا گیا اور مصعب بن زبیر نے سواروں کے بعد سوار اور فوج کے بعد فوج بھجوائی اور اس نے انہیں شکست دی۔

اور نجدۃ سے کچھ ایسے امور سرزد ہوئے جنہیں خوارج نے بُرا سمجھا اور اس نے پانچ سال قیام کیا اور اس کے عمال، بحرین، یمامہ، عمان، ہجر اور العرض کے علاقے کے کئی حصوں میں تھے پس جب خوارج، مالک بن مسمع کی

طرف دس ہزار کے بھیجنے سے اور عمر بن عثمان کی بیٹی کو عبدالملک کی طرف بھیجنے سے ناراض ہوئے تو اُنھوں نے اُسے معزول کر دیا اور ابو فدیک کو کھڑا کر دیا اور عبدالملک نے اُمیہ بن عبداللہ بن خالد بن اسید کو اس کے مقابلے میں بھیجا تو ابو فدیک نے اُسے شکست دی اور اُسے کچل دیا اور اس کے سامان اور اس کی بیویوں کو قابو کر لیا پھر اس نے عمر بن عبداللہ بن معمر کو اس کے مقابلے میں بھیجا تو اس نے بحرین میں ابو فدیک سے ملاقات کی اور عمر کے ساتھ اہل کوفہ بھی تھے سو اس نے ابو فدیک کو قتل کر دیا اور اس سے امیہ بن عبداللہ کی بیویوں کو چھڑا لیا۔

اور اس سال عبدالملک نے حجاج کو عراق کا والی بنایا اور اُسے فوراً خط لکھا:۔

اما بعد! اے حجاج میں نے تجھے عراقین کا بطور خیرات امیر بنایا ہے پس جب تو کوفہ آئے تو اسے اس طرح پامال کر جس سے اہل بصرہ حقیر ہو جائیں اور حجاز کی نرمی سے بچ بلاشبہ وہاں کا ایک کہنے والا ہزار کہتا ہے اور ان سے ایک کنارہ بھی قطع نہیں کرتا اور تُو نے دُور کے عرض کو تیر مارا ہے پس تو اس سے اپنے نفس کو تیر مار اور وہ ارادہ کر جو میں نے تیرے لیے کیا ہے۔ والسلام

پس جب وہ کوفہ آیا تو اپنے عمامے کا ڈھاٹا باندھے ہوئے اور اپنی کمان اور ترکش کو کندھے پر لٹکائے ہوئے منبر پر چڑھا اور کچھ دیر بغیر بات کیے منبر پر بیٹھا رہا حتیٰ کہ اُنھوں نے اسے سنگریزے مارنے کا ارادہ کیا پھر اس نے کہا۔

اے اہل عراق اور اے اہل شقاق و نفاق و مراق اور بداخلاق!

امیرالمومنین نے اپنے ترکش کو تیروں سے خالی کیا اور بکھیرا پھر ایک ایک کر کے انہیں دانت سے کاٹا اور ان کی سختی اور نرمی کو معلوم کیا اور آپ نے مجھے لکڑی کے لحاظ سے سخت اور ٹوٹنے

کے لحاظ سے دشوار پایا اور تم کو مجھ سے تیر مارا اور آپ نے میرے
گلے میں کوڑا اور تلوار لٹکا کر تمہارا امیر مقرر کیا ہے پس کوڑا گر گیا ہے
اور تلوار باقی رہ گئی ہے۔

اور اس نے بہت سی باتیں کیں جن میں دھمکیاں اور ڈانٹ تھی پھر وہ منبر سے یہ شعر پڑھتے ہوئے اترا ؎

میں ابن جلا اور گھاٹیوں پر چڑھنے والا ہوں جب میں عمامہ اتار
دوں گا تو تم مجھے پہچان لو گے۔

اور جب عبدالملک کے لیے حالات درست اور شہر ٹھیک ٹھاک ہو گئے اور کوئی طرف اصلاح اور انتظام کی محتاج نہ رہی تو وہ ۷۵ھ میں حج کے لیے نکلا اور اس نے مدینہ سے آغاز کیا اور ذوالحلیفہ سے احرام باندھا اور تلبیہ کہتے ہوئے داخل ہوا اور مسجد میں بھی تلبیہ کہتے ہوئے داخل ہوا اور اس نے چاروں دنوں میں خطبات دیے وہ ہر روز خطبہ دیتا تھا اور اس نے جمع کی طرف جانے سے قبل مغرب کی نماز عرفہ کی شام کو پڑھلی اور ایک روز اس نے اپنے خطبے میں کہا کہ میں نے اس امر (خلافت) کو شروع کر دیا ہے اور میں کسی کو اس پر اپنے سے زیادہ قوی نہیں سمجھتا اور نہ اس کا زیادہ حق دار سمجھتا ہوں اور اگر میں اسے والی بنا دیتا، حضرت ابن زبیر، منتظم ہونے کے مناسب نہیں اور وہ اللہ کے مال کو یوں دیتے ہیں گویا اپنے باپ کی میراث دے رہے ہیں اور عمرو بن سعید فتنے کا خواہاں ہے اور وہ حرمت کو جائز سمجھتا ہے اور دین کو ختم کرتا ہے اور اس نے مسلمانوں کی بہتری کا ارادہ نہیں کیا پس اللہ نے اسے اس کے پچھڑنے کی جگہ پر پچھاڑ دیا ہے اور میں جھنڈے کے نصب کرنے کے سوا تمہاری ہر بات کو برداشت کرنے والا ہوں اور میں نے جو طوق عمرو کی گردن میں ڈالا تھا وہ میرے پاس ہے اور میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ میں اسے کسی کی گردن میں نہیں ڈالوں گا مگر اسے اس سے اوپر کی طرف

سے اُتاروں گا۔

اور علی بن عبداللہ بن عباس اس کے پاس آئے اور ابن زبیر کی اس کے پاس مذمت کی اور اُسے بتایا کہ اس کی بیعت نہ کرنے کی وجہ سے اس کے باپ اور اس کے اہلبیت کو کیا تکالیف پہنچی ہیں اور یہ کہ اس کے باپ نے اُسے حکم دیا ہے کہ وہ اس کے ساتھ جا ملے، پس عبدالملک نے اس کے جواب کی تحسین کی اور اُسے اور اس کے عیال کو شام لے گیا اور اُسے دمشق کی ایک حویلی میں اُتارا اور اس کے زمانے میں ہمیشہ ہی اس کی رسد جاری رہی۔

اور جب عبدالملک نے واپسی کا ارادہ کیا تو وہ کعبہ پر کھڑا ہوا اور کہنے لگا خدا کی قسم مجھے پسند ہے کہ میں نے اس میں کوئی نئی چیز نہیں کی اور میں نے ابن زبیر کو اور جو اس نے ذمہ داری لی ہے اُسے چھوڑ دیا ہے۔

اور عبدالملک واپسی پر مدینہ آیا اور وہ ۷۶ھ کے اوائل میں وہاں آیا اور اس کے باشندوں سے سخت کلامی کی اور اس کے خطباء نے کھڑے ہو کر اہل مدینہ کو بُرا بھلا کہا اور محمد بن عبداللہ قاری نے کھڑے ہو کر ایک خطیب سے جب کہ وہ بول رہا تھا کہا تو نے جھوٹ بولا ہے ہم ایسے نہیں ہیں سو محافظوں نے اُسے پکڑ لیا اور اُسے گھسیٹا حتیٰ کہ لوگوں نے خیال کیا کہ وہ اُسے قتل کرنے والے ہیں تو اس نے ان کی طرف پیغام بھیجا کہ اس سے رُک جاؤ اور اُسے آزاد کر دو، اس نے مدینہ میں تین دن قیام کیا پھر شام کی طرف واپس چلا گیا۔

اور اس سال شبیب بن یزید شیبانی حروری نے عراق میں خروج کیا اور یہ ۷۶ھ کا سال ہے اور حجاج نے اس کے مقابلے میں فوج کے بعد فوج بھیجی اور شبیب نے ان کو شکست دی اور شبیب، سواد اور جبل کے درمیان منتقل ہوتا رہتا تھا پھر وہ رات کو کوفہ میں داخل ہوا حتیٰ کہ محل میں حجاج کے دروازے پر کھڑا ہو گیا اور اس نے اس کے دروازے کو ڈنڈے

سے مارا اور کہنے لگا بھیڑیے کے بچے ہمارے پاس باہر آ۔

اور شبیب ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ تھا اور اس کے ساتھ اس کی بیوی غزالہ بھی تھی اور اس کی ماں جہیزہ بھی تھی پھر وہ جامع مسجد کی طرف گیا اور وہاں جو محافظ تھے اس نے انہیں قتل کر دیا اور اس نے حوشب بن یزید کے غلام میمون کو بھی قتل کر دیا جو حجاج کا پولیس سپرنٹنڈنٹ تھا اور یہ میمون النداب کہلاتا تھا اور اس نے جامع مسجد میں نماز پڑھائی اور ان کو سورہ بقرہ اور آلِ عمران سنائی۔

پھر حجاج کوفہ کے بازار میں اس سے شدید تر قتال کرتے ہوئے اس کی تلاش میں نکلا اور اس کا پیچھا کیا اور وہ شبیب کو اس کے تقریباً ایک سو اصحاب کے ساتھ ملا پھر لوگ گرم ہو گئے اور ایک دوسرے کو آوازیں دینے لگے حتیٰ کہ وہ شکست کھا گیا پس حجاج نے علقمہ بن عبد الرحمٰن الحکمی کو اس کے پیچھے بھیجا اور وہ مسلسل ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا رہا حتیٰ کہ اہواز کی طرف چلا گیا۔

پھر حجاج نے سفیان بن الابرد الکلبی کو اس کی تلاش میں بھیجا اور وہ اس کی تلاش میں دجیل کے پل تک پہنچ گیا اور شبیب اس کی طرف آیا اور پل پر چلنے لگا اور جب وہ اس کے وسط میں پہنچا تو سفیان نے دجیل کے پل کو کاٹ دیا اور کشتیاں چکر لگانے لگیں اور شبیب غرق ہو گیا پھر اس نے اُسے جال سے باہر نکالا اور اس کا سر کاٹ لیا اور اُسے حجاج کے پاس بھیج دیا اور اس نے اس کی ماں اور بیوی کو بھی قتل کر دیا اور اس کے غرق ہونے کا واقعہ ۷۸ھ میں ہوا۔

اور شبیب کے قتل کے بعد ابو زیاد مرادی نے جوخی میں خروج کیا تو حجاج نے اس کے مقابلے میں الجراح بن عبد اللہ الحکمی کو بھیجا اور اس نے الفلوجہ مقام پر اس سے ملاقات کی اور اُسے قتل کر دیا۔

پھر ابو زیاد کے قتل کے بعد ابو معبد نے خروج کیا جو عبد القیس کا ایک آدمی تھا اور بحرین کی طرف پھرتا تھا، حجاج نے اس کے مقابلے میں الحکم ثقفی کو بھیجا اور وہ ان دنوں بصرہ کا عامل تھا سو اس نے اُسے قتل کر دیا۔

اور حجاج نے ازارقہ کے قتال کے بارے میں اصرار کیا اور اس کی ٹال مٹول سخت ہو گئی پس مہلب نے ان سے سنجیدگی اختیار کی اور وہ انہیں منزل بہ منزل مسلسل شکست دیتا رہا حتیٰ کہ اس نے انہیں سجستان پہنچا دیا اور اس نے عطیہ بن اسود الحنفی کو جو رؤسائے خوارج میں سے تھا قتل کر دیا پھر وہ سخت ہو گئے حتیٰ کہ کرمان کی طرف چلے گئے پھر کرمان میں ان کے درمیان ایک جھوٹ کے بارے میں جنگ ہو گئی جو انہوں نے قطری پر واجب کیا تھا انھوں نے اُسے کہا تُو توبہ کر، اور اس نے اپنے نفس پر توبہ کو واجب کرنا پسند نہ کیا تو انھوں نے اُسے معزول کر دیا۔

اور اس کی فوج میں دو آدمی تھے، عبد ربہ الکبیر اور عبد ربہ الصغیر، پس جب اس نے انہیں توبہ کا جواب دینے سے انکار کیا تو اس نے ان کو اپنی معزولی کا رستہ بتایا اور ان دونوں میں سے ہر ایک قطری کی مخالفت میں فوج شامل ہو گیا اور مہلب نے عبد ربہ الصغیر کا قصد کیا حتیٰ کہ اُسے قتل کر دیا۔

اور قطری اپنے ۲۲ ہزار اصحاب کے ساتھ نکلا حتیٰ کہ وہ طبرستان کی طرف چلے گئے اور مہلب نے عبد ربہ الکبیر کا قصد کیا اور اس کی فوج کو منتشر کر دیا اور جب قطری طبرستان کی طرف گیا تو اس نے اصبہذ کی طرف آدمی بھیجا کہ اس سے پوچھے کہ وہ اُسے اپنے ملک میں داخل کر دے۔ پس اس نے اس بات قبول کی اور اُسے داخل کر دیا اور جب ان کے زخم ٹھیک ہو گئے اور ان کی سواریاں فربہ ہو گئیں تو قطری نے اس کی طرف آدمی بھیجا اور اس پر اسلام کو پیش کیا یا یہ کہ وہ ذلیل ہو کر جزیہ دے اور اس نے ابو الغامۃ کو اس کے مقابلے میں ازارقہ کے ساتھ بھیجا تو اصبہذ نے کہا، تو میرے پاس دھتکارا ہوا اور بھگوڑا ہو کر آیا تو میں نے تمہیں پناہ دی پھر تو میری طرف یہ پیغام بھیجتا ہے تو زمین کے تمام لوگوں سے زیادہ قابل ملامت ہے، اس نے کہا دین میں اس کے سوا اور کوئی بات جائز نہیں، سو اصبہذ اس سے لڑنے کو نکلا اور

اس کا بیٹا، بھائی اور چچا قتل ہو گئے اور اصبہذ بھی شکست کھا کر رَی کی طرف چلا گیا اور قطری، طبرستان پر قابض ہو گیا اور اصبہذ سفیان بن الابرد الکلبی کے پاس چلا گیا اور ان دنوں وہ رَے کا عامل تھا اور ... رقہ کے ساتھ جنگ کے لیے تیار تھا پس اس نے اُسے مختصر راستے سے طبرستان میں داخل کیا اور اس نے قطری کو قتل کر کے اس کا سر ۷۹ھ میں حجاج کو بھجوا دیا۔

اور مھلب بن ابی صفرۃ کو ۷۸ھ میں حجاج کی جانب سے خراسان کا والی بنایا گیا اور اس کے بیٹے مغیرہ کو مرو کا والی بنایا گیا اور وہ وہیں مر گیا اور زیاد نے ایک قصیدہ میں اس کا مرثیہ کہا وہ اس میں کہتا ہے ؎

سخاوت اور شجاعت، مرو کی ایک قبر میں رکھ دی گئی ہے جو کھلے راستے پر واقع ہے۔

اور مھلب روانہ ہو کر بلاد الصغد میں پہنچ گیا اور کش میں اُترا اور الصغد کے بادشاہ نے اس سے صلح کر لی اور مھلب نے اس سے قیدی لیے اور انہیں حریث بن قطبہ کو دے دیا اور بلخ کی طرف واپس آ گیا اور حریث نے بلاد.....[1] کو لے لیا اور اس نے اس سے جنگ کی۔

اور مھلب بیمار ہو گیا اور اس کی ٹانگ میں کینسر کی بیماری نے شدت اختیار کر لی اور جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے بیٹے یزید کو باوجود اس کی لاف گزاف اور اس کے تکبر کو ناپسند کرنے کے نائب مقرر کیا، ہاں حجاج نے اسے یہ بات لکھی تھی پھر حجاج نے یزید پر کچھ باتوں کے عیب لگائے جو اُسے اس کی طرف سے پہنچی تھیں پس اس نے اس کے ہٹانے کا ارادہ کیا تو اُسے خوف ہوا کہ وہ اس کی بات کا انکار کر دے گا پس اس نے اس کی بہن ہند سے نکاح کر لیا اور اُسے لکھا کہ وہ اس کے پاس

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

آئے اور المفضل بن مہلب کو نائب مقرر کرے پس وہ آیا اور حجاج نے المفضل کو خط لکھا کہ اس نے اُسے اس کے بھائی یزید کی جگہ خراسان کا والی بنا دیا ہے پھر اس نے اس کی جگہ قتیبہ بن مسلم کو والی بنایا اور قتیبہ رَے کا والی تھا اور ہم نے اس کتاب میں کسی دوسری جگہ اس کی تفصیل بیان کی ہے۔

اور حجاج نے سعید بن زُرعۃ الکلابی کو ہند اور سندھ کی دونوں سرحدوں کا والی مقرر کیا اور اس نے مکران میں قیام کیا اور ہند کی ایک جانب سے جنگ کی اور وہ حدود میں گھرا ہوا شخص تھا پس وہ قتل ہو گیا، پس حجاج نے اس کی جگہ محمد بن ہارون بن ذراع النمری کو بھیجا اور وہ مکران کی طرف روانہ ہوا اور دشمن کے ساتھ جنگ میں اس کا اچھا اثر ہوا اور اس نے یکے بعد دیگرے فتوحات حاصل کیں اور وہ دیبل جانے کے ارادے سے متعدد کشتیوں میں روانہ ہوا ......[1] پس ان نے بہت مخلوق کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا اور محمد بن ہارون اور جو بہت سے لوگ اس کے ساتھ تھے قتل ہو گئے۔

اور عبدالملک نے حسان بن نعمان غسانی کو افریقہ اور مغرب کا والی مقرر کیا اور وہ ہمیشہ وہیں مقیم رہا پھر فوت ہو گیا اور اس نے ایک شخص کو شہر پر نائب مقرر کیا اور عبدالملک نے موسیٰ بن نصیر لخمی کو ۸۸ھ میں افریقہ کا والی مقرر کیا اور بعض کا قول ہے کہ اُسے عبدالعزیز بن مروان نے مقرر کیا اور عبدالعزیز ان دنوں مصر کے عامل تھے پس موسیٰ بن نصیر نے مغرب کے عام علاقے کو فتح کر لیا اور وہ عبدالملک کی حکومت کے ایام میں وہیں مقیم رہا۔

اور عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب ۸۰ھ میں مدینہ میں وفات پا گئے اور آپ فیاض اور سخی تھے کہتے ہیں کہ ایک شخص آپ کے پاس کسی معاملے میں آپ سے مدد مانگنے آیا تو آپ کے پاس اُسے دینے کو کچھ نہ تھا آپ نے

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

اُسے اپنے کپڑے اتار کر دے دیئے، اور فرمایا اے اللہ اگر آج کے بعد مجھ پر کوئی حق آئے جس کی ادائیگی کی میں قدرت نہ پاؤں تو مجھے اس سے قبل موت دے دینا پس آپ اسی روز فوت ہو گئے اور اس سال تباہی مچانے والا سیلاب آیا جو حاجیوں کے سامان کو بہا لے گیا۔

اور عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث بن قیس، سجستان پر حجاج کا عامل تھا اور حجاج نے اس کے ساتھ دس ہزار چنیدہ آدمی روانہ کیے پس جب وہ سجستان کی طرف روانہ ہوا تو اس نے بست میں قیام کیا پھر وہ ملک کے بادشاہ رتبیل کے پاس جانا چاہتا تھا اور اس نے اپنی اطراف کا کنٹرول کیا ہوا تھا پس جب وہ رتبیل کے ملک میں دور تک چلا گیا تو وہ اس کے دھوکے سے ڈر گیا اور بست کی طرف واپس آ گیا اور اس نے حجاج کو اپنی واپسی کے متعلق بتانے کے لیے خط لکھا اور یہ کہ اس نے رتبیل کے ساتھ جنگ کو آئندہ سال تک مؤخر کر دیا ہے تو اس نے اُسے دھمکی دیتے ہوئے خط لکھا تو اس نے اپنے رشتہ داروں کو اپنے پاس اکٹھا کر لیا اور لوگوں کو حجاج کے خلاف اکسایا اور اُسے اس کے معزول کرنے کی دعوت دی پس انہوں نے اُسے معزول کر دیا اور اس کی بیعت کر لی اور جب وہ متفق ہو گئے تو اس نے انہیں کہا، ہم عراق کی طرف چلیں گے اور ہم اپنے اور رتبیل کے درمیان صلح کی تحریر لکھیں گے پس اگر ہماری بات مکمل ہو گئی تو ہم اس سے رک جائیں گے اور اس کی نگرانی کریں گے اور اگر دوسری بات ہوئی تو ہم اُسے پناہ گاہ بنائیں گے اور قوم کی رائے اس پر مکمل ہو گئی اور اس نے اپنے اور رتبیل کے درمیان اس شرط پر تحریر لکھی اور عراق کی طرف روانہ ہو گیا اور اس نے اپنی طرف سے سجستان پر ایک شخص کو نائب مقرر کیا اور آیا حتیٰ کہ اہواز کے نزدیک آ گیا اور حجاج کو اس کے معاملے کی اطلاع پہنچی تو اس نے اس کے مقابلے میں عبداللہ بن عامر بن صعصعہ کو بھیجا۔

پھر حجاج ایک فوج کے ساتھ روانہ ہوا حتیٰ کہ اہواز چلا گیا اور عبدالرحمٰن

نے اس سے ملاقات کی اور اس نے اس سے شدید جنگ کی اور اُسے شکست دی حتیٰ کہ حجاج بصرہ کی طرف واپس آگیا اور ابن اشعث اُسے جا ملا اور اس نے بصرہ میں اس سے جنگ کی پس ابن اشعث نے شکست کھائی اور جب انہوں نے کوفہ تک اس کی شکست کو دیکھا تو وہ عبدالرحمٰن بن عباس بن ربیعہ ہاشمی کے پاس آئے اور کہنے لگے اس نے ہمیں چھوڑ دیا ہے اور کوفہ چلا گیا ہے اور یہ فاسق ہم پر شیر ہے پس اس نے ان کی بیعت لی اور حجاج کے مقابلے میں چلا گیا اور زاویہ میں اس سے جنگ کی تو حجاج نے اُسے شکست دی اور وہ کوفہ میں ابن اشعث سے جا ملا۔

اور حجاج بصرہ سے ابن اشعث کی طرف آیا اور جنگل میں چلا حتیٰ کہ اس کے نزدیک اُتر گیا اور ابن اشعث روانہ ہو کر دیرالجماجم میں اُترا اور ان دونوں کے سوار صبح و شام جنگ کے لیے آنے جانے لگے اور اہل کوفہ حجاج کے سواروں پر غالب آتے اور ہر روز انہیں شکست دیتے۔ حجاج کو یہ منظر گراں گزرا اور اس نے عبدالملک کو خط لکھا جسے اس نے نہایت تیزی سے بھیجا، اما بعد، ہائے مدد، ہائے مدد، اور جب عبدالملک نے اس خط کو پڑھا تو اس نے اسے لکھا اما بعد، لبیک ثم یا لبیک، ثم یا لبیک، پھر اس نے فوج کے بعد فوج بھجوائی اور ان کی جنگیں بہت اور سخت ہیں ان میں سے آخری معرکہ مسکن کا ہے جس میں حجاج نے اُسے شکست دی اور وہ شکست کھا کر چلا گیا اور کسی چیز کی طرف توجہ نہ دیتا تھا حتیٰ کہ سجستان کی طرف گیا اور زرنج شہر میں آیا تو اس کے عامل عبداللہ بن عامر نے اُسے شہر میں داخل ہونے سے روک دیا پس وہ بست کی طرف چلا گیا اور اس کا عامل عیاض بن عمرو تھا اس نے اُسے شہر میں داخل کیا اور اس سے خیانت کرنے کی سازش کی تاکہ اس کے ذریعے حجاج کا قرب حاصل کرے۔

اور عبدالرحمٰن کے ساتھ عراق کے قراء کی ایک جماعت بھی تھی، جس میں حضرت حسن بصریؒ، عامر بن شراحیل الشعبی، سعید بن جبیر اور ابراہیم نخعی شامل تھے اور اس طبقہ کی ایک جماعت بھی تھی پس وہ سجستان کے حاکم رتبیل کے پاس گیا اور اسے ۸۳ھ میں شکست ہوئی تھی اور حجاج اس کے اصحاب کو جمع کرنے لگا اور انہیں قتل کرنے لگا حتیٰ کہ اس نے بہت سی مخلوق کو قتل کر دیا اور ایک جماعت کو معاف کر دیا۔ جس میں شعبی اور ابراہیم بھی شامل تھے۔

اور جس سال ابن اشعث بھاگا اس میں حجاج نے واسط شہر کو تعمیر کیا اور اس میں اترا اور کہنے لگا میں کوفہ اور بصرہ کے درمیان اتروں گا اور جب ابن اشعث کے اصحاب کو پتہ چلا کہ وہ رتبیل حاکم شہر کے پاس چلا گیا ہے اور اس نے اس کے ہاں امن وسلامتی سے قیام کر لیا ہے اور رتبیل نے اس عہد کو پورا کیا جو اس کے اور اس کے درمیان تھا، تو وہ ہر جہت سے زرنج کی جانب اکٹھے ہوئے اور انہوں نے عبدالرحمٰن بن عباس ہاشمی کو اپنا امیر بنا لیا۔۔۔۔ [1] اور اس نے ان سے ہرات میں ملاقات کی اور ان سے جنگ کی اور انہیں شکست دی۔

اور حجاج اپنے چار ہزار اصحاب کے ساتھ ابن اشعث کی جگہ پر رتبیل کے پاس پہنچا اور اس نے عمارۃ بن تمیم لخمی کو رتبیل کے پاس بھیجا اور اسے اس کی طرف یہ بھی لکھ کر دیا کہ وہ اسے حکم دے کہ وہ اسے اس کے پاس بھیجے بصورت دیگر وہ ایک لاکھ جانباز اس کے پاس بھیجے اس نے ایسا نہ کیا اور عبید بن ابی سبیع، رتبیل پر حاوی تھا، اس بات نے ابن اشعث کو حاسد بنا دیا اور اس نے اس سے فریب کرنے کا اور اسے اس کے پاس بھیجنے کا ارادہ کیا تاکہ وہ اسے قتل کر دے، پس عبید بن ابی سبیع بھاگ گیا اور عمارہ بن تمیم کے پاس چلا گیا اور وہ بست شہر میں مقیم تھا، اس نے کہا تم میرے لیے کچھ مقرر کرتے ہو اور رتبیل سے مصالحت کرتے ہو اور اس سے رکتے ہو اور وہ ابن اشعث کو تمہارے سپرد کرتا ہے، عمارۃ نے یہ بات حجاج کو لکھ بھیجی تو حجاج نے اسے

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

لکھا، اس نے جو تجھ سے مطالبہ کیا ہے اُسے قبول کرے اور اس نے اس کے لیے عہد و پیمان لکھے اور ان پر اپنی مُہر لگائی اور عمارۃ نے انہیں لے لیا اور ان کو رتبیل کے پاس لایا اور وہ مسلسل اُسے کبھی ڈراتا اور کبھی ترغیب دیتا حتیٰ کہ اس نے اُسے جواب دیا کہ ابن اشعث کو پکڑ لو تو اس نے اُسے پکڑ لیا اور اُسے اور اس کے ساتھ ایک جماعت کو اور اس کے بھائی کو بھی بیڑیاں ڈال دیں اور انہیں اپنے ساتھ پا بجولاں حجاج کے پاس لایا اور جب وہ رُخج پہنچے ابن اشعث نے اپنے آپ کو چھت سے گرا دیا اور زنجیر میں اس کے ساتھ ایک شخص ابوالعز[1] بھی تھا پس وہ دونوں اکٹھے ہی مر گئے اور یہ ۸۴ھ کا واقعہ ہے پس اس کا سر کاٹا گیا اور یہ حجاج کے پاس لایا گیا اور حجاج اُسے عبدالملک کے پاس لے گیا۔

اور عبدالملک بن مروان نے اپنے بھائی عبدالعزیز کو معزول کرنے اور اپنے بعد اپنے بیٹے ولید کی ولیعہدی کی بیعت لینے کا ارادہ کیا اور عبدالعزیز مصر میں تھا، اس نے حجاج کو خط لکھا کہ وہ شعبی کو اس کے پاس بھیج دے سو اس نے اُسے بھجوا دیا تو اس نے اُسے مانوس کیا اور اس سے حُسنِ سلوک کیا اور اس نے کئی روز اس کے ہاں قیام کیا پھر اس نے کہا میں آپ کو ایک چیز پر امین بنانے والا ہوں جس پر میں نے کسی کو امین نہیں بنایا، مجھے خیال آیا کہ میں اپنے بعد ولید کے لیے ولیعہدی کی بیعت لوں پس جب آپ عبدالعزیز کے پاس جائیں تو اُسے یہ بات آراستہ کر دکھائیں کہ وہ اپنے آپ کو ولیعہدی سے معزول کر دے اور مصر اس کے لیے کمائی کا ذریعہ ہے۔

شعبی کا بیان ہے کہ میں عبدالعزیز کے پاس آیا، میں نے کسی بادشاہ کو آپ سے وسیع اخلاق نہ دیکھا ایک روز میں آپ سے علیحدگی میں گفتگو

---

[1] یہ لفظ بغیر نقطوں کے ہے۔

رہا تھا کہ میں نے آپ سے کہا، اللہ امیر کا بھلا کرے خدا کی قسم میں نے کسی بادشاہ کو اکمل اور شاداب نعمت اور اتم عزت والا نہیں دیکھا جتنے آپ ہیں اور میں نے عبدالملک کو اُمت کی امارت کا بار اُٹھانے کے باعث لمبی بیماری والا بہت درماندہ قلیل الراحت اور ہمیشہ ڈرنے والا دیکھا ہے اور قسم بخدا میں چاہتا ہوں کہ وہ مصر کو آپ کے لیے کمائی کا ذریعہ بنانے کو مان لیں اور جنہیں پسند کرتے ہیں انہیں عہد دے دیں، عبدالعزیز نے کہا میرے لیے اس کا ضامن کون ہوگا؟ پس جب میں نے اس کے نظریہ کو معلوم کر لیا تو میں عبدالملک کے پاس واپس گیا اور اُسے واقعہ کی اطلاع دی تو عبدالملک نے اپنے بھائی کو ولی عہدی سے معزول کر دیا اور اپنے بیٹے ولید کو ولی عہد مقرر کر دیا پھر ولید کے بعد اپنے بیٹے سلیمان کو مقرر کر دیا۔ اور بعض کا قول ہے کہ عبدالملک نے عبدالعزیز کو معزول نہیں کیا بلکہ وہ اس مدت میں جس میں اس نے اُسے معزول کرنے کا ارادہ کیا، فوت ہو گیا اور بعض کا قول ہے کہ عبدالعزیز کو زہر پلایا گیا ہے۔

اور اس نے ہشام بن اسماعیل مخزومی کو مدینہ کا گورنر مقرر کیا تو اس نے ازراہِ ظلم و زیادتی حضرت سعید بن المسیب کو ساٹھ کوڑے مارے اور آپ کو گھمایا اور عبدالملک نے اُسے ملامت کرتے ہوئے خط لکھا اور ہشام بن اسماعیل بدسیرت ہو گیا اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل سے اظہارِ عداوت کیا۔

اور رُوح بن زنباع الجذامی، عبدالملک پر حاوی تھا اور یزید بن ابی کبشہ سکسکی اس کا پولیس سپرنٹنڈنٹ تھا پھر اس نے اُسے معزول کر دیا اور عبداللہ بن یزید الحکمی کو مقرر کیا اور ابو عیاش الکہانی اس کے محافظوں کا افسر تھا اور اس کے بعد اس کا غلام ابوالزعیزعۃ افسر بنا اور اس نے حجاج کے لیے عراقین کو اور عبدالعزیز بن مروان کے لیے مصر اور مغرب کو اکٹھا کر دیا پھر اپنے بیٹے عبداللہ بن عبدالملک کے لیے انہیں اکٹھا کر دیا۔

اور عبدالملک کو مردانگی، دانشمندی اور علم حاصل تھا مگر وہ بخیل تھا اور جب

اور ل وفات کا وقت نزدیک آیا تو اس نے اپنے بیٹوں کو اکٹھا کیا اور انہیں اتفاق الفت اور ایک دوسرے پر ظلم و تعدی ترک کرنے کی وصیت کی پھر کہنے لگا اے ولید جب میں مر جاؤں تو آستین چڑھانا اور چادر اوڑھنا اور چیتے کی کھال پہننا پھر لوگوں کو اپنی بیعت کی دعوت دینا اور جو شخص اپنے سر سے یوں کہے اُسے تلوار سے یوں کہنا، اس نے ۱۵ شوال ۸۶ھ کو وفات پائی اور جس روز شام میں اس کی بیعت ہوئی اس دن اس کی حکومت ۲۱ سال تھی اور حضرت ابن زبیر کے قتل کے بعد تیرہ سال تھی اور اس کی عمر ساٹھ سال سے کچھ اُوپر تھی اور اس کے بیٹے ولید نے اس کا جنازہ پڑھایا اور اُسے دمشق میں دفن کیا گیا۔

اور اس نے اپنے پیچھے چودہ بیٹے چھوڑے، ولید، سلیمان، یزید، مروان ہشام، بکار، عبد اللہ، مسلمہ، معاویہ، محمد، حجاج، سعید، منذر اور عنبسہ۔

اور عبد الملک کے زمانے میں دراہم و دنانیر پر عربی میں لکھا گیا اور یہ کام حجاج بن یوسف نے کیا تھا۔

اور بعض نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص حضرت سعید بن المسیب کے پاس آیا اور کہنے لگا، میں نے خواب دیکھا ہے کہ گویا حضرت موسیٰ علیہ السلام ساحل سمندر پر ایک شخص کی ٹانگ پکڑے کھڑے ہیں اور وہ اُسے یوں چکر دے رہے ہیں جیسے غسال کپڑے کو چکر دیتا ہے پس آپ نے اُسے تین چکر دیے ہیں پھر آپ نے اُسے گدی سے پکڑ کر سمندر کی طرف دھکیل دیا ہے، حضرت سعید نے فرمایا اگر تو نے اپنے خواب کو سچ سچ بیان کیا ہے تو عبد الملک تین دن تک مر جائے گا اور ابھی تیسرا دن نہیں گزرا تھا کہ اس کی موت کی خبر آ گئی تو اس نے حضرت سعید سے پوچھا آپ نے یہ بات کیسے کہی تھی؟ آپ نے فرمایا۔ اس لیے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو غرق کیا تھا اور میں عبد الملک کو ہی اس وقت کا فرعون سمجھتا ہوں۔

اور اس کی حکومت میں ۷۲ھ، ۷۳ھ اور ۷۴ھ میں حجاج بن یوسف نے

لوگوں کو حج کرایا اور ۷۵ھ میں عبدالملک بن مروان نے کرایا اور ۷۶ھ، ۷۷ھ، ۷۸ھ، ۷۹ھ اور ۸۰ھ میں ابان بن عثمان بن عفان نے کرایا اور ۸۱ھ میں سلیمان بن عبدالملک نے کرایا اور ۸۲ھ میں ابان بن عثمان نے کرایا اور ۸۳ھ و ۸۴ھ میں ہشام بن اسماعیل مخزومی نے کرایا اور ۸۵ھ میں بھی ہشام بن اسماعیل ہی نے کرایا۔

اور اس کی حکومت میں ۷۵ھ میں محمد بن مروان نے لوگوں کے ساتھ موسم گرما کی جنگ کی اور رومی، اعماق میں لڑنے کے لیے نکلے، تو ابان بن ولید بن عقبہ بن ابی معیط اور دینار بن دینار نے انہیں قتل کیا اور ۷۶ھ میں یحییٰ بن الحکم نے مرج الشحم میں ملطیہ اور عصیصہ کے درمیان موسم گرما کی جنگ لڑی اور ۷۷ھ میں ولید بن عبدالملک نے الحمار سے جنگ کی اور اس کی مہم ملطیہ کی جانب سے تھی اور حسان بن نعمان نے سمندر میں جنگ کی۔۔۔۔[1] ۸۳ھ میں عبداللہ نے کی اور مصیصہ کو فتح کیا اور اس میں ایک چھوٹا قلعہ تعمیر کیا۔

عبدالملک کے زمانے کے فقہاء

حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت المسور بن مخرمہ الزہری، حضرت السائب بن یزید، حضرت ابابکر بن عبدالرحمن بن الحارث بن ہشام حضرت خارجہ بن زید بن ثابت، حضرت سعید بن المسیب، حضرت عروہ بن زبیر، حضرت عطاء بن یسار، حضرت القاسم بن محمد، حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن بن عوف، حضرت سالم بن عبداللہ، حضرت قبیصہ بن جابر، حضرت عبیدہ بن قیس السلمانی، حضرت شریح بن الحارث الکندی، حضرت عبدالرحمن ابن ابی لیلیٰ، حضرت عبداللہ بن یزید الخطمی، حضرت زید بن وہب الہمدانی، حضرت الحارث بن سوید التیمی، حضرت مرۃ بن شراحیل الہمدانی، حضرت اباجحیفہ وہب بن عبداللہ العامری الاسدی۔

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

حضرت یسیر بن عمرو السلولی، حضرت ابو الشعثا سلیمان بن الاسود، حضرت الاسود بن مالک الحارثی، حضرت ابن حراش العبسی، حضرت عمرو بن میمون الازدی، حضرت عامر بن شراحیل الشعبی، حضرت عبد الرحمن بن یزید النخعی، حضرت سالم بن ابی الجعد حضرت عمار ابن عمیر اللیثی، حضرت ابراہیم بن یزید التیمی، حضرت ابا ظبیان الحصین بن جندب، حضرت سیمان بن یسار اور حضرت ابا الملیح بن اسامہ

ولید بن عبد الملک کا دورِ حکومت

پھر ولید بن عبد الملک بن مروان ۱۵ ؍شوال ۸۶ھ کو جس روز اس کا باپ مرا تھا بادشاہ بنا اور اس کی ماں، ولادۃ بنت العباس بن جزء العبسیۃ تھی، اس روز، آفتاب، میزان میں ۱۵ درجے اور ۵۰ منٹ تھا اور ماہتاب، حمل میں ۲۸ درجے اور ۵۰ منٹ تھا اور زحل، ثور میں، ۲۴ درجے اور ۳۰ منٹ راجع تھا اور مشتری، دلو میں ۲۶ درجے اور ۳۰ منٹ راجع تھا اور مریخ قوس میں ۲۱ درجے اور ۳۰ منٹ تھا اور زہرہ، عقرب میں ۱۵ درجے اور ۳۰ منٹ تھا اور عطارد میزان میں ۱۰ درجے اور ۴۰ منٹ تھا۔

پس وہ منبر پر چڑھا اور اس نے اپنے باپ کی وفات کی خبر دی اور کہنے لگا اے لوگو! تم پر اطاعت اور لزوم جماعت فرض ہے، بلاشبہ جس نے اپنی ذات کا اظہار کیا اس نے اس چیز کی ترغیب دی جس میں اس کی آنکھیں لگی ہوئی ہیں اور جو خاموش رہا وہ اپنی بیماری سے مر گیا۔

پھر وہ منبر سے اتر آیا اور اس نے اپنے بھائی مسلمہ کو رومیوں سے جنگ کرنے پر مقرر کیا اور وہ بہت بڑی تعداد کے ساتھ گیا اور اس نے دیکھا کہ انطاکیہ کے جراجمہ نے مخالفت کی ہے پس اس نے ان میں بہت قتل عام کیا۔

اور ولید نے حجاج کو خط لکھا اور اسے اپنے باپ عبد الملک کی موت کی

اطلاع دی تو حجاج نے الصلوٰۃ جامعۃ کا اعلان کیا پھر اس نے منبر پر چڑھ کر عبدالملک کا ذکر کیا اور اس کی تعریف کی اور اس کے کاموں کی تعریف کی اور کہنے لگا خدا کی قسم وہ عمدہ ذکر کرنے والا تھا اور خلفائے راشدین مہدیین کا چوتھا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اُسے اس کے لیے پسند کر لیا جو اس کے پاس ہے اور اس نے فضل و دانائی اور بہادری اور قیام بامر اللہ میں اپنے شبیہ و نظیر کے متعلق وصیت کی ہے پس سمع و اطاعت کرو۔

اور ولید نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کو مدینہ کا والی مقرر کیا اور ہشام بن اسماعیل لوگوں کے لیے کھڑا ہوا اور ہشام بن اسماعیل نے بدسیرتی اختیار کی اور احکام میں ظلم کیا اور آلِ رسول پر ظلم کیا اور اُسے برداشت سے زائد کام کی تکلیف دی اور جب حضرت عمر بن عبدالعزیز آئے تو ہشام نے کہا میں صرف علی بن حسین سے ڈرتا ہوں پس وہ اس کے پاس سے گزرے تو یہ کھڑا ہوا تھا آپ نے اسے سلام کہا تو ہشام نے آپ کو آواز دے کر کہا اللہ بہتر جانتا ہے کہ اس نے اپنے پیغامات کو کہاں رکھنا ہے اور حضرت سعید بن المسیب نے اُسے رکاوٹ نہ کی اور نہ اس کے قرابت داروں اور حامیوں نے اُسے روکاوٹ کی۔

اور حضرت عمر بن عبدالعزیز ۸۷ھ میں مدینہ آئے اور آپ کا سامان تیس اونٹوں پر لدا ہوا تھا اور ولید نے اہل مدینہ پر فوج کو مقرر کیا اور حضرت عمر بن عبدالعزیز کو لکھا تو آپ نے ان میں سے دو ہزار آدمی نکال لے۔

اور ولید نے دمشق میں مسجد تعمیر کی اور اس پر بہت اموال خرچ کیے اور اس کی تعمیر کی ابتداء ۸۸ھ میں ہوئی اور اس نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کو لکھا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کو گرا دیں اور اس کے اردگرد جو گھر ہیں انھیں اس میں شامل کر دیں اور ازواج النبیؐ کے حجرات بھی اس میں شامل کر دیں، آپ نے حجرات کو گرا کر مسجد میں شامل کر دیا اور جب آپ نے حجرات کو گرانا شروع کیا حبیب بن عبداللہ بن زبیر، حضرت عمر بن عبدالعزیز

کے پاس گئے اور حجرات گرائے جا رہے تھے وہ کہتے اے عمرؓ میں آپ کو کتاب اللہ کی آیت کے مٹا دینے کے بارے میں اللہ کی قسم دیتا ہوں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان الذین ینادونک من وراء الحجرات، پس آپ کے حکم سے اسے سو کوڑے مارے گئے اور اسے ٹھنڈے پانی سے نہلایا گیا اور وہ ٹھنڈا دن تھا اور جب حضرت عمر بن عبدالعزیز خلیفہ بنے اور زہد اختیار کر لیا تو فرمانے لگے خبیب کے مقابلے میں کون میرا حامی ہوگا۔

اور واقدی نے بیان کیا ہے کہ ولید نے شاہِ روم کے پاس یہ بتانے کو آدمی بھیجا کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کو گرا دیا ہے اور وہ اس میں اس کی مدد کرے تو اس نے اس کی طرف ایک لاکھ مثقال سونا، ایک سو کاریگر اور پندرہ اونٹ فسیفساء[1] بھیجا اور ولید نے یہ سب کچھ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس بھیج دیا اور آپ نے اس سے مسجد کو ٹھیک ٹھاک کیا اور ۹۰ھ میں اس کی تعمیر سے فارغ ہو گئے۔

اور ولید نے مکہ کے عامل خالد بن عبداللہ القسری کی طرف تیس ہزار دینار بھیجے، پس سلیں بنائی گئیں جو کعبہ کے دروازے اور اس کے اندرونی ستونوں اور کھمبوں اور پرنالے پر رکھی گئیں اور ولید پہلا شخص ہے جس نے اسلام میں بیت اللہ کو سونے کا پانی چڑھایا۔

اور ولید نے ۹۱ھ میں بیت اللہ اور مسجد کو اور جو اس کی مرمت کی گئی تھی اور بیت اللہ اور اس پر جو سونے کا پانی چڑھایا گیا تھا اس کے دیکھنے کے لیے حج کیا اور جب وہ مدینہ کے نزدیک آیا تو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اشراف مدینہ کے ساتھ باہر آ کر اس سے ملاقات کی اور وہ مسجد میں داخل ہوا اور اسے

---

[1] فیسفساء، رنگ برنگ چھوٹے پتھروں کو کہتے ہیں جن کے ٹکڑوں کو جوڑ کر مختلف شکلیں بنائی جاتی ہیں (مترجم)۔

دیکھنے لگا اور اس نے محافظوں کو اور جو لوگ اس میں موجود تھے ان سب کو حضرت سعید بن المسیب کے سوا نکال دیا آپ نہ باہر نکلے اور نہ بے قرار ہوئے اور وہ طواف کرنے لگا اور حضرت سعید بن المسیب بیٹھے ہوئے تھے پھر ولید کہنے لگا میرا خیال ہے کہ یہ حضرت سعید بن المسیب ہیں؟ حضرت عمرؓ بن عبدالعزیز نے اُسے کہا ہاں اور آپ نے ان کا حال بھی بتایا اور یہ کہ ان کی نظر کمزور ہو گئی ہے، ولید آ کر آپ کے پاس کھڑا ہو گیا اور پوچھنے لگا اے شیخ آپ کا کیا حال ہے؟ آپ نے بالکل حرکت نہ کی اور فرمایا ہم یا امیر المومنین ہم خیریت سے ہیں آپ کا کیا حال ہے؟ اور ولید واپس چلا گیا اور وہ حضرت عمر بن عبدالعزیز سے کہہ رہا تھا یہ چیدہ شخص ہے۔

اور ولید نے اہل مدینہ کے درمیان بہت عطیات تقسیم کیے اور وہاں جمعہ پڑھایا اور وہاں فوج کی دو صفیں بنائیں اور اس نے قمیص اور ٹوپی میں چادر کے بغیر نماز پڑھی اور بیٹھ کر خطبہ دیا اور اہل مدینہ کو دھمکی دی اور کہا تم مخالف اور نافرمان ہو تو کچھ لوگوں نے اس کے پاس جا کر اس سے گفتگو کی اور ابوبکر بن عبدالرحمٰن نے بھی اس سے گفتگو کی تو اس نے کہا جو تم کہتے ہو ہم اس سے ناواقف نہیں لیکن دلوں میں یہ بات نہیں ہے۔

اور وہ مکہ گیا اور وہاں اس نے حمد الٰہی کے بغیر خطبہ دیا اور اس میں وعید و تہدید کی اور جب وہ عرفہ گیا تو اس نے لوگوں کو کھانا کھلایا اور دستر خوان چُنے گئے اور اس نے کھانا نہ کھایا اور خالد، دستر خوانوں کا نگران تھا پھر اس نے ایک دستر خوان چُنا اور کہا گیا کہ یہ امیر المومنین کے لیے ہے تو وہ اُٹھ کھڑا ہوا اور ولید نے اس کے پاس آدمی بھیجا کہ وہ اُسے بیٹھنے کا حکم دے تو وہ بیٹھ گیا۔

اور اس سال ولید نے موسیٰ بن نصیر کو اندلس کا والی مقرر کیا اور یہ ۹۱ھ کا سال تھا اور وہ اپنے غلام طارق کو بھی اپنے ساتھ لے گیا اور اس نے

شاہ اندلس سے ملاقات کی جسے ادریق کہا جاتا تھا اور وہ اصبہان کا باشندہ تھا اور اہل اصبہان ہی قوطی ہیں جو اندلس کے بادشاہ ہیں پس طارق اس کی طرف بڑھا اور انہوں نے باہم شدید جنگ کی اور اس نے اندلس کو فتح کر لیا پھر موسیٰ بن نصیر شہر کی طرف گیا اور وہ اپنے غلام طارق پر ان باتوں کی وجہ سے جو اسے اس کے متعلق پہنچی تھیں ناراض تھا، پس طارق اسے ملا اور اس نے اسے راضی کر لیا اور وہ اس سے راضی ہو گیا اور اس نے اسے طلیطلہ شہر کی طرف بھیجا اور یہ اندلس کے بڑے شہروں میں سے ایک شہر ہے جو اندلس سے بیس دن کی مسافت پر واقع ہے پس اسے اس میں سے سونے کا ایک دستر خوان ملا جس میں جواہرات جڑے ہوئے تھے، بیان کیا جاتا ہے کہ وہ حضرت سلیمان بن داؤد کا دستر خوان ہے پس اس نے اس کی ٹانگ توڑ دی اور اسے موسیٰ بن نصیر کے پاس بھجوا دیا۔

اور حجاج نے یزید بن مہلب کو خراسان سے معزول کر دیا اور المفضل کو والی مقرر کیا پھر اسے بھی معزول کر دیا اور قتیبہ بن مسلم باہلی کو والی مقرر کیا اور قتیبہ رَی پر اس کا عامل تھا اور اس نے اسے لکھا کہ وہ المفضل اور بنی امیہ سے عہد لے اور انہیں اس کے پاس بھجوائے پس قتیبہ رَی سے چل کر مرو آیا اور اس نے المفضل بن مہلب اور مہلب کے دیگر بیٹوں کو پکڑ لیا اور انہیں حجاج کے پاس بھجوا دیا اور اس نے انہیں قید کر دیا اور ان سے آٹھ کروڑ دراہم کا مطالبہ کیا۔

اور قتیبہ، بخارا کی طرف گیا اور اسے فتح کیا اور اس نے بخارا کے کئی شہروں کو فتح کیا پھر واپس آ گیا اور اس نے وہاں ورقاء بن نصر باہلی کو نائب مقرر کیا اور اسے العسلح کے پکڑنے کا حکم دیا۔

اور ترکوں کا دوست نیزک، قتیبہ کے پاس آ گیا اور ہمیشہ اس کے ساتھ اس کی جنگوں میں شمولیت کرتا رہا اور جب قتیبہ واپس آیا وہ حاکم سغد

طرخون اور ابو سنو کر بخارا خداہ اور کر معانوں اللبو مشی[1] نے ترکوں میں حرکت کی، قتیبہ نے ان سے جنگ کرنا پسند نہ کیا اور اس نے حیان النبطی کو بھیج کر ان سے مصالحت کرلی۔

پھر وہ طالقان کی طرف گیا، وہاں باذام نافرمانی کرکے شہر پر متغلب ہو گیا تھا اور باذام کا بیٹا قتیبہ کے ساتھ تھا پس جب اُسے اطلاع ملی کہ باذام قلعہ بند ہو گیا ہے اور اس نے نافرمانی کی ہے اور مرتد ہو گیا ہے تو اس نے اس کے بیٹے کو پکڑ کر قتل کر دیا اور اُسے اور اس کے ساتھ ایک جماعت کو صلیب دے دیا پھر اس نے باذام سے ملاقات کی اور کئی روز تک اس سے جنگ کی پھر اس پر فتح پا کر اُسے قتل کر دیا اور اس کے بیٹوں اور بیوی کو بھی قتل کر دیا اور اس کے بھائی عمرو بن مسلم کو شہر کا عامل مقرر کر دیا۔

اور جب قتیبہ نے بخارا اور طالقون کو فتح کر لیا تو نیزک طرخان نے اس سے اپنے ملک کی طرف واپس جانے کی اجازت مانگی اور نیزک مسلمان ہو چکا تھا اس کا نام عبداللہ رکھا گیا سو اس نے اُسے اجازت دی اور وہ طخارستان کی طرف واپس چلا گیا اور اس نے نافرمانی کی اور اعاجم سے مراسلت کی اور فوج کو جمع کیا، پس قتیبہ اس کی طرف بڑھا اور اس کی طرف سلیم الناصح کو بھیجا اور وہ اس کا دوست تھا، اور وہ مسلسل اُسے دھوکہ دیتا رہا اور جو کچھ وہ قتیبہ کے متعلق مطالبہ کرتا رہا وہ اسے دیتا رہا، حتیٰ کہ وہ امان پر قتیبہ کے پاس گیا اور اس کے ہاں کئی روز ٹھہرا رہا پھر اس نے اُسے اور اس کے بھانجے کو قتل کر دیا اور دونوں کے سروں کو حجاج کے پاس بھجوا دیا اور نیزک کی بیوی کو پکڑ لیا اور جب اس نے اس سے خلوت کی تو وہ اسے کہنے لگی تو کس قدر نادان ہے کیا تو خیال کرتا ہے کہ میرا دل تجھ سے خوش ہے حالانکہ تو نے میرے خاوند کو قتل کیا ہے اور مجھ

---

[1] لفظ نقطوں کے بغیر ایسے ہی لکھا ہوا ہے۔

سے بری حکومت چھین لی ہے تو اس نے اُسے چھوڑ دیا اور کہا جہاں چاہے چلی جا۔

پھر قتیبہ، سغد کی طرف گیا اور حاکم سغد نے اس سے ملاقات کی اور اس نے کئی روز تک اس کے سامنے صف بندی کیے رکھی پھر اس سے ڈر کر بھاگ گیا اور قتیبہ کو موسم سرما نے آلیا اور وہ واپس چلا گیا اور حجاج نے اُسے خط لکھا اور اُسے حکم دیا کہ وہ سجستان چلا جائے اور رتبیل سے جنگ کرے پس وہ ۹۲ھ میں روانہ ہوا حتیٰ کہ ارض سجستان میں زالق تک چلا گیا پھر رتبیل کی طرف بڑھا اور رتبیل نے اس کی طرف پیغام بھیجا کہ ہم نے تم سے مصالحت کی ہے اور تم نے صلح کو قبول کیا ہے پس کس بات نے تمہیں اس کے توڑنے پر آمادہ کیا ہے! اس نے اس کی طرف پیغام بھیجا کہ حجاج اسے تسلیم نہیں کرتا رتبیل نے اُسے جواب دیا، اگر تم صلح کو قبول کر لو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے بصورتِ دیگر ہم تم پر فتح کی اُمید رکھتے ہیں قتیبہ نے اپنے اصحاب سے کہا یہ منحوس جہت ہے اس میں عبداللہ بن اُمیہ، ابن ابی بکرہ اور کئی آدمی ہلاک ہو چکے ہیں اور ہم ان حیلوں سے بے خوف نہیں ہیں جو رتبیل، کھائیوں اور چارے کے جلانے اور قلعوں اور میدانوں پر قابض ہونے کے بارے میں اختیار کرتا ہے ......[1]

پس قتیبہ نے عبداللہ بن عبداللہ بن عمر اللیثی کو والی مقرر کیا اور قتیبہ، خوارزم کی طرف چلا گیا، وہاں سعید بن دتوفار تھا اور انھوں نے قتیبہ کے عامل کو قتل کیا تھا پس وہ خوارزم میں آیا اور اس نے ایک لاکھ قیدی بنائے اور سعید بن دتوفار کا محاصرہ کر لیا حتیٰ کہ اُسے قتل کر دیا۔

پس جب اس نے شہروں کو درست کر دیا تو وہ اس قدر غنائم کے ساتھ واپس گیا کہ ان کی مثل نہیں سنی گئی اور اس کے سپاہیوں نے بھی اس مال کے

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

کے ساتھ ▪ ان کے ہاتھوں میں تھا، اپنے اوطان کو واپس جانے کا ارادہ کیا تو قتیبہ تقریر کے لیے کھڑا ہوا اور اس نے انہیں ان کی حالت یاد دلائی اور انہیں بتایا کہ ان کے لیے کوئی چارہ کار نہیں اور اس نے عبداللہ بن ابی عبداللہ کرمانی کو خوارزم پر نائب مقرر کیا اور قتیبہ، سمرقند کی طرف چلا گیا اور غوزک نے شاہ سغد طرخون کو قتل کر دیا تھا اور شہر پر قابض ہو گیا تھا اور جب قتیبہ آیا تو اس نے اس سے جنگ کی اور ان کے درمیان سخت معرکے ہوئے اور قتیبہ نے صلح کا ارادہ کیا اور اس نے غوزک کو صلح کی دعوت دیتے ہوئے اس سے مراسلت کی اور اس نے اہل سمرقند سے کہا ہم ان سے کیوں صلح کریں، ہمارے شہر میں صرف دو آدمی داخل ہو سکتے ہیں ان میں سے ایک ھُبَل ہے اور دوسرے کا نام اکاف ہے پس قتیبہ نے تکبیر کہی اور مسلمانوں نے بھی تکبیر کہی اور کہنے لگے ہمارے امیر کا نام اُدنط کا لجادہ ہے سو انہوں نے صلح کو اس شرط پر تسلیم کیا کہ وہ داخل ہو کر دو رکعت نماز پڑھے اور وہ باب کش سے داخل ہوا اور باب الصین سے باہر نکل گیا اور شاہ سمرقند غوزک نے ان کے لیے کھانا تیار کیا اور قتیبہ اور اس کے اصحاب نے اُسے کھایا اور اس کے لیے صلح کی دستاویز لکھی۔

اس پر قتیبہ بن مسلم نے غوزک اخشید سغد افشین سمرقند سے اسغد، سمرقند، کش اور کسف پر صلح کی ہے اس نے اس سے تین ہزار دراہم پر صلح کی ہے جنہیں غوزک ہر سال کے شروع میں ادا کرے گا اور اس نے اُسے اللہ کی امان اور امیر حجاج بن یوسف کی امان دی اور گواہوں نے اس کے لیے گواہی دی یہ ۹۴ھ کا واقعہ ہے۔

اور قتیبہ نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن بن مسلم کو سمرقند کا والی مقرر کیا اور اہل سمرقند نے اس سے خیانت کی اور ترکوں کا بادشاہ خاقان اس کے پاس

---

۱ یہ لفظ اسی طرح بغیر نقطوں کے ہے۔

آیا اور اس نے قتیبہ کو خط لکھا تو قتیبہ نے توقف کیا حتیٰ کہ موسم سرما کھل گیا پھر وہ اس کی طرف گیا اور اس نے ترکوں کی فوج کو شکست دی اور خراسان اس کے لیے ٹھیک ٹھاک ہو گیا۔

جب قتیبہ نے مہلب کے بیٹوں کو حجاج کی طرف بھجوایا تو اس نے ان سب کو قید کر دیا اور ان کے ساتھ یزید بن مہلب بھی چھ کروڑ درہم کے ساتھ تھا اور اس نے اس بارے میں انہیں سخت عذاب دیا اور جب انھوں نے اپنے عذاب کی کیفیت کو دیکھا تو انہوں نے اس سے اپیل کی کہ وہ تاجروں کو ان کے پاس بھیجے تاکہ وہ اپنے اموال اور جاگیریں فروخت کریں اور انہوں نے بہت سا کھانا تیار کیا اور لوگ ان کے پاس آئے اور بہت سے تاجر بھی آئے اور انہوں نے قید خانے میں ان کے ساتھ کھانا کھایا پھر وہ لوگوں کی جماعتوں کے ساتھ باہر نکل گئے اور یزید نے ایک بڑی طویل زرد داڑھی لگائی ہوئی تھی حالانکہ وہ نوجوان تھا، پھر وہ اور اس کے بھائی اونٹنیوں پر سوار ہوئے اور وہ ان کی تیاری میں پیش پیش تھا اور وہ شام چلا گیا اور سلیمان بن عبدالملک کے پاس آگیا اور انھوں نے اس سے گفتگو کی اور وہ عبدالعزیز بن ولید کے پاس گیا اور اس نے ان کے بارے میں سفارش کی حتیٰ کہ اس نے انہیں امان دی اور انہیں بلایا اور ان سے نصف مال یعنی تین کروڑ پر صلح کر لی، انہوں نے کہا اس شرط پر کہ ہم اپنی قوم اہل شام سے مدد طلب کریں گے اس نے کہا اس کا تمہیں اختیار ہے پس اہل دمشق کے یمانیہ نے ان کے عطیات سے ایک حصہ اُٹھا لیا اور بقیہ اہل شام نے ایک حصہ اُٹھا لیا اور اُنھوں نے ولید کے دروازے پر قیام کیا اور ولید نے حجاج کو ان کے قرابت داروں کی رہائی کے متعلق جو اس کے قید خانے میں تھے خط لکھا پس اس نے ان سب کو رہا کر دیا۔

اور حجاج نے محمد بن قاسم بن محمد بن الحکم بن ابی عقیل ثقفی کو ۹۲ھ میں

سندھ کی طرف بھیجا اور اُسے حکم دیا کہ وہ سرزمین ایران میں شیراز میں قیام کرے حتیٰ کہ وقت اُسے موقع دے دے، محمد بن قاسم، شیراز آیا اور اس نے وہاں چھ ماہ قیام کیا پھر وہ چھ ہزار سواروں کے ساتھ روانہ ہوا حتیٰ کہ مکران آگیا اور وہاں اس نے تقریباً ایک ماہ قیام کیا پھر وہ فنزبور کی طرف بڑھا اور اہل فنزبور جمع ہوئے اور اس نے ان سے کئی ماہ جنگ کی پھر اُسے فتح کیا اور قیدی بنائے اور غنیمت حاصل کی پھر وہ ارمائیل کی طرف بڑھا اور ان سے کئی دن جنگ کی پھر اُسے فتح کیا اور وہاں اس نے کئی ماہ قیام کیا پھر وہ بڑی مخلوق کے ساتھ دیبل کی طرف بڑھا حتیٰ کہ شہر میں آگیا اور اس نے فوجوں کو منظم کیا اور اس نے لوگوں کو رنج میں مبتلا کر دیا اور کئی ماہ ان سے جنگ کرتا رہا اور ان کی ایک مورتی تھی جس کی وہ عبادت کرتے تھے جس کا طول بلندی میں چالیس ہاتھ تھا، اس نے اُسے منجنیق کے ساتھ پتھر مار کر توڑ دیا پھر اس نے دیواروں پر سیڑھیاں لگائیں اور لوگوں کو اوپر چڑھا دیا اور اس نے اُسے بزورِ قوت فتح کر لیا اور جانبازوں کو قتل کر دیا اور جس مندر کی وہ پوجا کرتے تھے اس کے سات سو خانے پائے اور اس نے ان سے بہت سے اموال حاصل کیے۔

اور جب اس نے دیبل کو فتح کیا اور یہ ان کا سب سے بڑا شہر تھا تو شہروں کے لوگوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور وہ دیبل سے البیرون کی طرف گیا اور انہوں نے اس سے صلح کی، اور اس نے حجاج کو آنے کے متعلق اجازت طلب کرتے ہوئے خط لکھا تو اس نے اُسے لکھا تو چلتا چل اور جو علاقے تو نے فتح کیے ہیں تو ان کا امیر ہے اور اس نے خراسان کے عامل قتیبہ بن مسلم کو خط لکھا تم دونوں میں سے کون چین کی طرف سبقت کرے گا اور وہ چین کا اور اس کے حکمران گورنر تھا پس محمد بن قاسم چلا گیا اور وہ جس شہر کے پاس سے گزرتا اس پر غالب آجاتا اور اُسے صلح یا بزورِ قوت فتح کر لیتا اور اس نے دریائے سندھ کو جو

سے در ہے ہے، عبور کیا اور سہبان کی طرف گیا اور اُسے فتح کیا پھر وہ مہران کے ساحل کی طرف گیا اور جب سندھ کے بادشاہ داہر کو اس کی پوزیشن کی اطلاع ملی تو اس نے اس کے مقابلے میں ایک عظیم فوج روانہ کی اور محمد بن قاسم نے اس فوج سے ملاقات کی اور اُسے شکست دی اور داہر اس کی طرف بڑھا، اور اس نے کئی ماہ تک اس کے لیے میدانِ جنگ قائم کیے اور ابھی وہ ان میدانوں ہی میں تھے کہ داہر نے ہاتھی پر سوار ہو کر اس پر چڑھائی کی اور ان دونوں کے درمیان سخت جنگ ہوئی اور فریقین کے آدمی مارے گئے اور جس ہاتھی پر داہر سوار تھا اُسے پیاس لگی اور وہ اپنے مہاوت پر غالب آگیا تو وہ پیادہ پا ہو گیا اور داہر نے نیچے اتر کر زمین پر جنگ کی حتیٰ کہ قتل ہو گیا اور اس کی فوج شکست کھا گئی اور مسلمانوں نے فتح پائی اور محمد بن قاسم نے حجاج کی طرف فتح کا خط لکھا اور داہر کے سر کو اس کے پاس بھجوا دیا۔

اور وہ بلادِ سندھ میں چلتا گیا اور ایک ایک شہر کو فتح کرتا گیا حتیٰ کہ وہ الرور آگیا اور یہ سندھ کا سب سے بڑا شہر ہے پس اس نے ان کا شدید محاصرہ کیا اور انہیں معلوم نہ تھا کہ داہر مارا گیا ہے پس جب اس نے ان کو درماندہ کر دیا تو محمد بن قاسم نے داہر کی بیوی کو ان کے پاس بھیجا وہ انہیں کہنے لگی بادشاہ قتل ہو گیا ہے پس تم امان طلب کرو تو انہوں نے اس سے امان طلب کی اور انہوں نے محمد بن قاسم کا حکم مان لیا اور اس کے لیے شہر کا دروازہ کھول دیا اور وہ اس میں داخل ہو گیا پھر اس نے اس میں اپنا نائب مقرر کیا اور شہروں کو طے کرتا گیا اور ایک ایک شہر کو فتح کرتا گیا پھر حجاج نے اُسے خط لکھا میں نے امیر المومنین ولید کو خط لکھا ہے کہ جو کچھ آپ نے بیت المال سے اس کے لیے خرچ کیا ہے میں اُسے بیت المال کی طرف واپس کرنے کا ضامن ہوں پس تو مجھے میری ضمانت سے چھڑا تو اس نے جو خرچ کیا تھا وہ اس سے زیادہ اس کے پاس لے گیا۔

اور محمد بن قاسم نے بلادِ سندھ میں قیام کیا حتیٰ کہ ولید فوت ہو گیا اور سلیمان بن عبدالملک بادشاہ بن گیا اور جس وقت محمد بن قاسم نے بلادِ ہند و سندھ سے جنگ کی اور فوجوں کی قیادت کی اور فتوحات حاصل کیں اس کی عمر پندرہ سال تھی۔ زیاد الاعجم نے کہا ہے ؎

بلاشبہ شجاعت، فیاضی اور بخشش، محمد بن قاسم بن محمد کے لیے ہے
اس نے پندرہ سال کی عمر میں فوجوں کی قیادت کی ہائے پیدائش سے
اس سرداری کے قرب کے کیا کہنے۔

اور ولید نے اپنے عامل حجاز، خالد بن عبداللہ القسری کو خط لکھ کر حکم دیا کہ عراقین کے جو باشندے حجاز میں ہیں وہ انہیں نکال دے اور انہیں حجاج بن یوسف کے پاس بھیج دے، سو خالد نے عثمان بن حیان المری کو ان عراقین کے باشندوں کو نکالنے کے لیے مدینہ بھیجا جو وہاں موجود تھے، سو اس نے ان کو اور ان کی جو جماعتیں، جوامع میں تھیں انہیں حجاج کے پاس بھیج دیا اور اس نے کسی تاجر اور غیر تاجر کو نہ چھوڑا اور اعلان کر دیا آگاہ رہو، میں اس شخص کی ذمہ داری سے بری ہوں جس نے کسی عراقی کو پناہ دی اور اُسے جس عراقی کے متعلق اطلاع ملی کہ وہ کسی مدنی کے گھر میں ہے اس نے اُسے نکال دیا۔

اور ولید ۹۵ھ میں الحمیمہ کی طرف گیا جو خارجیوں کے علاقے میں ہے اور جند دمشق کی عملداری میں ہے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ ام سلیط بن عبداللہ بن عباس نے ولید کے پاس مقدمہ کیا کہ علی بن عبداللہ نے اس کے بیٹے کو قتل کر دیا ہے اور اُسے اس باغ میں دفن کر دیا ہے جس میں وہ اترتا ہے اور اس پر ایک دوکان بنا دی ہے پس ولید نے اس کی وجہ سے اُسے پکڑ لیا اور اُسے کہنے لگا کیا تو نے اپنے بھائی کو قتل کیا ہے؟ اس نے کہا وہ میرا بھائی نہیں ہے، بلکہ وہ میرا غلام ہے میں نے اُسے قتل کیا ہے اور حق

عبداللہ بن عباس نے اپنے بیٹے علی کو وصیت کی تھی کہ وہ سلیط کو وارث بنائے اور اس کا نکاح کروائے، اور اس نے کہا مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہے لیکن میں اُسے میراث سے نہیں روکوں گا، سو علی بن عبداللہ الحمیمہ میں اترا اور ہمیشہ وہیں رہا حتیٰ کہ اس کے بچے پیدا ہوئے اور اس کے اہل و عیال بن گئے اور اس کے ہاں بیس سے زیادہ بیٹے ہوئے، عام بچے تو اس کی زندگی ہی میں فوت ہو گئے اور اس کے بیٹے ہمیشہ الحمیمہ ہی میں رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اُمیہ کے اقتدار کا خاتمہ کر دیا۔

اور اس سال ۹۵ھ میں حجاج بن یوسف نے وفات پائی، اس وقت اس کی عمر ۵۴ سال تھی اور عراق پر اس کی امارت بیس سال تھی پس ولید نے اس کی عملداری پر یزید بن ابی مسلم کو اس کا جانشین مقرر کیا پھر اس کی جگہ یزید بن ابی کبشہ سکسکی کو گورنر مقرر کیا اور ولید بڑا اسرپلا تھا، اس میں فتنہ اور حیرت پائی جاتی تھی اور وہ کہا کرتا تھا خلیفہ کے لیے مناسب نہیں کہ اُسے قسم دی جائے اور اس کی تکذیب کی جائے اور نہ کوئی اس کے نام پر نام رکھے اور اس نے اس پر سزا دی۔

اور یہ پہلا شخص ہے جس نے مریضوں کے لیے ہسپتال اور مہمان خانہ بنایا اور پہلا شخص ہے جس نے اندھوں، مساکین اور مجذوموں کے لیے رسد جاری کی اور اس نے نافرمانوں کے قتل کی بدعت ایجاد کی اور رجسٹر والوں کا شمار کیا اور اس نے ان میں سے بہت سے لوگوں کو گرا دیا جن کی تعداد بیس ہزار تک پہنچی ہے اور یہ پہلا شخص ہے جس نے ماہِ رمضان میں مساجد میں کھانا جاری کیا اور سوموار اور جمعرات کا ہمیشہ روزہ رکھا اور یہ پہلا شخص ہے جس نے تہمت پر پکڑ کر دونوں کے بدلے میں مردوں کو قتل کیا اور اس کے زمانے میں خراج کم ہو گیا اور زیادہ چیزیں نہ اٹھائی جا سکیں اور حجاج بھی تمام عراق سے صرف پچیس کروڑ درہم اُٹھا سکا۔

اور اس کی حکومت میں وہ زلازل آئے جنہوں نے ہر چیز کو تباہ کر دیا اور وہ ۹۴ھ میں چالیس روز تک آتے رہے اور الغازی بن ربیعۃ الحرشی اس پر حاوی تھا اور کوفہ میں اس کے قاضی شعبی تھے اور اس کا پولیس سپرنٹنڈنٹ ابونافل رباح بن عبد الغسانی تھا پھر اس نے اُسے معزول کر دیا اور کعب بن حامد العبسی کو مقرر کیا اور اس کے محافظوں کا افسر، محارب کا غلام خالد بن الدیان تھا اور اس کا حاجب اس کا غلام سعید تھا اور ولید نے ۱۴ جمادی الاولیٰ ۹۶ھ کو وفات پائی، اور بعض کا قول ہے کہ جمادی الآخرۃ کے گزرنے پر پائی۔ اس کی عمر ۴۳ سال تھی اور بعض کہتے ہیں کہ ۴۹ سال تھی اور اس کا دورِ حکومت نو سال ساڑھے آٹھ ماہ تھا اور حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اس کا جنازہ پڑھایا اور اس کی وفات دیر مرّان میں ہوئی اور دمشق میں دفن ہوا۔ اس نے اپنے پیچھے ۱۹ بیٹے چھوڑے، محمد، عباس، عمر، البشر، روح، خالد، تمام، مبشر، جری، یزید، عبدالرحمٰن، ابراہیم، یحییٰ، ابوعبیدہ، مسرور، صدقہ،

اور اس کے زمانے میں ۸۶ھ میں ہشام بن اسماعیل نے لوگوں کو حج کرایا اور ۸۷ھ میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے کرایا ۸۸ھ میں خود کرایا اور ۸۹ھ اور ۹۰ھ میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے کرایا ۹۱ھ میں خود اس نے کرایا اور ۹۲ھ اور ۹۳ھ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز نے کرایا اور ۹۴ھ میں مسلمہ بن عبدالملک نے کرایا اور ۹۵ھ میں ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے کرایا

اور اس کے زمانے میں ۸۸ھ میں موسم گرما کی جنگ، مسلمہ نے کی اور اس نے دو قلعے فتح کیے[1] اور ۸۸ھ...... [2] مسلمہ اور عباس بن ولید نے کی اور دونوں سوریہ کو فتح کیا اور عباس نے ادر ولیہ کو فتح کیا اور ۹۰ھ میں عبدالعزیز بن ولید نے جنگ کی اور قلعہ کو فتح کیا اور ۹۱ھ میں عبدالعزیز بن ولید نے جنگ کی..... [2] محمد بن مروان اور موسیٰ بن نصیر نے اندلس سے جنگ کی اور ۹۳ھ

[1] و [2] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

عباس بن ولید اور مروان بن ولید اور مسلمہ نے جنگ کی اور انھوں نے امامیہ اور حصن الحدید کو فتح کیا اور ۹۴ھ میں ولید کے دو بیٹوں عباس اور عمر نے جنگ کی اور ۹۵ھ میں عباس نے کی اور قرص کو فتح کیا اور ۹۶ھ میں بشر بن ولید نے جنگ کی۔

اس کے زمانے کے فقہاء

عبدالرحمٰن بن حاطب، سعید بن المسیب، عروہ بن زبیر، عطاء بن یسار، ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن قاسم بن محمد، سعید بن جبیر، مجاہد بن جبیر مولیٰ بن مخزوم، عکرمہ مولیٰ ابن عباس، حکیم بن ابی حازم ابن سلمہ کے حقیقی بھائی، ابراہیم بن یزید النخعی، عامر الشعبی، سالم بن ابی الجعد، اسحاق السبیعی، ایوب الازدی، ابو تمیم الجمیبنی، الحسن بن ابی الحسن، محمد بن سیرین، ابو قلابہ عبداللہ بن زید، سلیمان بن یسار، ابو الملیح بن اسامہ ہذلی العلاء بن زیاد، ابو ادریس، رجاء بن حیوۃ۔

اور ولید، دراز قد، گندم گوں تھا، اس پر ہلکی سی چیچک کا اثر تھا اور اس کی داڑھی کے اگلے حصے میں سیاہ و سفید بال تھے اور اس کے اور داڑھی میں اختلاف نہ تھا اور وہ چپٹی ناک والا تھا۔

سلیمان بن عبدالملک کا دورِ حکومت

اور سلیمان بن عبدالملک ۱۵ جمادی الاولیٰ ۹۶ھ کو بادشاہ بنا، اس کی ماں ولادۃ بنت العباس بن جزد العبسیۃ تھی اور اس روز آفتاب، حوت میں ۶ درجے اور ۴۰ منٹ تھا اور ماہتاب، سنبلہ میں ۱۶ درجے اور ۲۰ منٹ راجع تھا اور مشتری، قوس میں ۲۵ درجے اور ۴۰ منٹ تھا اور مریخ، دلو میں ۱۲ درجے اور ۳ منٹ تھا اور زہرہ، حوت میں ۵ درجے اور ۱۹ منٹ تھا اور عطارد، حوت میں ۵ درجے، ۵ منٹ تھا اور راس الاسد میں ۱۳ درجے اور ۱۵ منٹ تھا۔

خلافت اُسے رملہ میں ملی جہاں اس کا گھر تھا اور اس نے اس کی جامع مسجد اور اس کا قصر امارت بنایا اور وہ لُد سے لوگوں کو وہاں لے گیا اور یہ وہ شہر تھا جہاں لوگ اُترا کرتے تھے اور وہ لُد میں ان کے گھروں کو اور رملہ میں ان کی عمارتوں کو گرانے لگا اور جس نے اس سے انکار کیا اس نے اُسے سزا دی اور اس نے ان کے گھروں کو گرا دیا اور ان سے غلہ روک لیا حتیٰ کہ وہ منتقل ہو گئے اور لُد برباد ہو گیا۔

اور جس روز ولید نے وفات پائی، حضرت عمر بن عبدالعزیز نے دمشق میں اس کی بیعت لی اور وہ دمشق آیا اور تھوڑا عرصہ وہاں ٹھہرا اور سلیمان نے حج کا ارادہ کیا اور اس نے عامل کو خالد بن عبداللہ کو خط لکھ کر حکم دیا کہ وہ اس کے لیے چشمہ جاری کرے جو شیریں پانی کے سوراخ سے نکلے حتیٰ کہ زمزم

اور رکن اسود کے درمیان ظاہر ہو جائے اور وہ اس کے ذریعے زمزم پر فخر کرے پس خالد نے سوراخ کے دہانے پر ایک تالاب بنایا جسے قسری کا تالاب کہا جاتا تھا، جو آج تک ثبیر کی جڑھ میں قائم ہے اس نے اسے منقوش پتھروں سے بنایا اور اس جگہ اس کا پانی ظاہر ہو گیا پھر اس نے اس تالاب سے بیسے کی ایک نالی میں ایک چشمہ نکالا جو مسجد حرام کی طرف چلتا تھا حتیٰ کہ اس نے اُسے فوارہ میں ظاہر کر دیا جو رکن اور زمزم کے درمیان سنگِ مرمر کے حوض میں گرتا تھا پس جب وہ رواں ہو گیا اور اس کا پانی نمایاں ہو گیا تو خالد نے اونٹوں کا حکم دیا جو مکہ میں ذبح کیے گئے اور لوگوں کے درمیان تقسیم کیے گئے اور اس نے کھانا تیار کیا اور لوگوں کو اس کی دعوت دی پھر اس نے بلند آواز سے الصلوٰۃ جامعۃ کا حکم دیا پھر اس نے منبر پر چڑھ کر کہا اے لوگو اللہ کی حمد کرو، اور امیر المومنین کے لیے دعا کرو جس نے تمہیں تلخ نمکین پانی یعنی زمزم کے بعد جسے پیا نہیں جا سکتا، شیریں پانی پلایا ہے اور اس پانی پر دو آدمی اکٹھے نہ ہوتے تھے اور زمزم کے پانی پر بہت زیادہ ہوتے تھے پس جب خالد نے یہ بات دیکھی تو اس نے اُٹھ کر تقریر کی اور اہل مکہ کو بُرا بھلا کہا اور ان سے قبیح گفتگو کی اور انہیں اس پانی کے پینے پر ڈانٹ پلائی اور زمزم کی طرف آنے پر ڈانٹ پلائی اور بنی اُمیہ کے زمانے میں یہ حوض ایسے ہی رہا اور جب بنی ہاشم کو امارت ملی تو داؤد بن علی نے پہلے پہل مکہ آتے ہی اسے گرا دیا۔

اور خالد نے مکہ میں تھوڑا عرصہ ہی قیام کیا تو سلیمان اس پر ناراض ہو گیا تو اس نے اسے ہٹا دیا اور طلحہ بن داؤد الحضرمی کو والی مقرر کیا اور اُسے حکم دیا کہ وہ خالد کو قریش کی ایک عورت کے باعث جس پر اس نے تہمت لگائی تھی اور بُرا کام کیا تھا، کوڑوں سے مارے اور اس سے مطالبہ کرنے اور اسے بیڑیوں میں لائے اور اس نے عثمان بن حیان المری عامل مدینہ کو معزول کر دیا اور ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو مقرر کیا، سو اس نے عثمان بن حیان کو دو حدیں لگائیں

ایک شراب نوشی کی اور دوسری عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان کے خلاف بغاوت کرنے کی۔

اور سلیمان، موسیٰ بن نصیر لخمی عامل افریقہ پر بھی ناراض ہوا جس نے اندلس اور اس کے اردگرد کے علاقوں کو فتح کیا تھا اور موسیٰ، ولید کے پاس آیا اور اُسے شدید بیمار پایا اور وہ چند روز ہی ٹھہرا حتیٰ کہ وہ مر گیا اور موسیٰ کے غلام طارق نے سلیمان کے پاس اپنے آقا کی چغلی کی تو سلیمان نے اس کا سب مال لے لیا اور اُسے ایک لاکھ دینار کے عوض پکڑ لیا، موسیٰ نے کہا، میں تمہارے ساتھ رہا ہوں اور میرے لیے گھوڑا، پوستین اور تلوار ہے کہ مجھے یہ دے دو اور جو باقی بچے اس کے متعلق تم جانو۔

اور سلیمان نے قریش کے غلام محمد بن یزید کو مغرب کا والی مقرر کیا اور اُسے حکم دیا کہ وہ موسیٰ کے اصحاب اور اس کے بیٹے اور اس کے اصحاب کو تلاش کرے اور سلیمان نے یزید بن مہلب کو مقدم کیا اور اُسے چن لیا اور اس سے حُسنِ سلوک کیا اور اس نے حجاج بن یوسف کے اصحاب، موسیٰ بن نصیر، الحکم بن ایوب، خالد بن عبداللہ القسری، یوسف بن عمر ثقفی اور عبدالرحمٰن بن حیان المری کو اس کے سپرد کیا اور اس نے حکم دیا کہ وہ ان کو عذاب دے حتیٰ کہ ان سے اموال حاصل کرے اور سلیمان نے حجاج کے اصحاب کو تلاش کیا وہ انہیں بڑا عذاب دیتا تھا اور اس نے حجاج کے نائب یزید بن ابی مسلم کو اس کی طرف بھیجا اور وہ کوتاہ قامت اور خفیف البدن تھا پس جب اس نے اُسے دیکھا تو اُسے پوچھنے لگا تو یزید ہے؟ اس نے کہا ہاں، اس نے پوچھا حجاج کا دوست، اور ان افعال والا جو مجھے پہنچے ہیں، میں انہیں تیری بدصورتی کی وجہ سے سمجھتا ہوں؟ اس نے کہا خدا کی قسم یہ اس وقت کی بات ہے جب تُو نے مجھے دیکھا تو دنیا تیری طرف متوجہ تھی اور مجھ سے پشت پھیرے ہوئے تھی اور اگر تو اُسے دیکھتا کہ وہ میری طرف متوجہ ہے اور تجھ سے پشت پھیرے

ہوئے ہے تو تو بڑا سمجھتا اور چھوٹا نہ سمجھتا، اور تو عظیم سمجھتا اور حقیر نہ سمجھتا، اس نے کہا تو حجاج کو کہاں دیکھتا ہے وہ دوزخ میں گرتا ہے؟ اس نے کہا یا امیر المومنین اس شخص کے متعلق یہ بات نہ کہیے جس کا حشر آپ کے باپ کی دائیں طرف اور آپ کے بھائی کی بائیں طرف ہوگا اُسے آپ جہاں چاہیں اُتاریں آپ ان دونوں کو بھی اس کے ساتھ اتاریں گے، اس نے یزید بن مہلب سے کہا اسے اپنے پاس لے جاؤ اور اسے طرح طرح کے عذاب دو حتیٰ کہ اس سے اموال حاصل کرو اس نے کہا یا امیر المومنین میں اسے خوب جانتا ہوں خدا کی قسم اس کے پاس مال نہیں ہے اور نہ یہ مال جمع کرنے والے لوگوں میں شامل تھا اور یزید بن مہلب اپنے ساتھ اس کے حسنِ سلوک کو جانتا تھا پس سلیمان نے اُسے موسم گرما کی جنگ کا منتظم بنا دیا۔

اور قتیبہ بن مسلم خراسان پر حجاج کا عامل تھا جب اُسے اپنے ہمسروں کے ساتھ سلیمان کے سلوک کی اور اس کے ولید اور حجاج کے عمال کا قصد کرنے کی اطلاع ملی تو اس نے اپنے بھائیوں اور اپنے اہل بیت کو اپنے پاس اکٹھا کیا اور ارضِ عجم میں دُور تک چلا گیا حتیٰ کہ شہر فرغانہ قصوی تک پہنچ گیا اور عبداللہ بن الاہتم تمیمی اس کے ساتھ تھا وہ اس سے ڈر کر سلیمان کے پاس بھاگ گیا اور اس نے اسے اپنے نزدیک کیا اور قتیبہ نے اس کے اہلبیت کے کچھ لوگوں کو پکڑ کر قتل کر دیا اور دوسروں کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے اور یزید بن مہلب اپنے ساتھ اور اپنے اہلبیت کے ساتھ اس کے سلوک کی وجہ سے اس کا دشمن تھا کیونکہ وہ اس کا حاکم تھا پس اُسے معلوم ہو گیا کہ سلیمان کی محبت اس کے مناسب نہیں اور اس نے اس کی طرف خط لکھا اور سلیمان نے اس سے سخت کلامی کرتے ہوئے اُسے جواب دیا اور اس نے علیحدگی کا ارادہ کیا اور اُسے یقین تھا کہ نزاریہ ... [1] اور یمانیہ اس کی مخالفت

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

نہیں کریں گے اور جب لوگوں نے اس کے طریق کو سمجھ لیا تو اس سے دور ہٹ گئے اور اس نے ان سے مشہور خطاب کیا جس میں لتے بیلے اور کہا اے گروہ تمیم اور اے ذلت وقلت اور اے گروہِ ازد، تم نے کشتیوں کو چھوڑ دیا اور گھوڑوں پر سوار ہوئے اور المرادی کو پھینک دیا اور نیزے پکڑ لیے، قسم بخدا میرے ساتھ جو عجمی ہیں میں ان کی وجہ سے تم سے معزز ہوں، پس لوگوں نے اس کو چھوڑ کر صف بندی کر لی اور انھوں نے اس پر حملہ کرنے میں اتفاق کر لیا اور وہ الحصین بن المنذر کے پاس گئے اور انہوں نے اُسے ان کی جماعت کا منتظم بننے کی دعوت دی، اس نے کہا تم وکیع بن ابی سود تمیمی کو لازم پکڑو، وہ وکیع کے پاس آئے اور اس کے متعلق ان میں اختلاف ہو گیا اور اس روز لوگوں کے ساتھ حیان النبطی بھی تھا پس اُنہوں نے قتیبہ پر حملہ کر کے اُسے قتل کر دیا اور وکیع خراسان کا منتظم بنا اور اس نے اپنے عمال مقرر کیے اور جو کچھ اس سے ہوا تھا اس نے وہ بتانے کے لیے سلیمان کو خط لکھا۔

اور قتیبہ کے سر اور اس کے اہلبیت کے سروں کو اس کے پاس بھجوا دیا اور یہ ۹۶ھ کا واقعہ ہے۔

اور جب سلیمان کے پاس وکیع کا خط آیا تو اس نے چاہا کہ وہ اس کی طرف خراسان کی امارت کا حکم نامہ لکھ دے۔ اُسے بتایا گیا کہ وہ ایسا شخص ہے جسے فتنہ بلند کرتا ہے اور سنت گراتی ہے اور یہ اس کے موزوں نہیں تو سلیمان نے یزید بن مہلب کو عراق اور خراسان کا والی بنا دیا اور یزید بن مہلب عراق میں تھا سو اس نے حجاج کے عمال کو عذاب دیا پھر اس نے عراق پر نائب مقرر کیا اور خراسان کی طرف چلا گیا اور قتیبہ کے اصحاب اور اس کے قرابت داروں کو تلاش کیا اور انہیں بڑے عذاب دیے اور وکیع بن ابی اسود کو قید کر دیا اور اُسے بیڑیاں ڈال دیں اور اس کے ان

عمال کو پکڑ لیا جنہیں قتیبہ کے قتل کے بعد اس نے شہروں کا والی بنایا تھا اور اس نے ان سے ان اموال کا مطالبہ کیا جو ان کے پاس آئے تھے اور اس نے اکثر اہل خراسان کی مخالفت کی اور اس نے جرجان کا قصد کیا اور اس نے اس کا محاصرہ کر لیا حتیٰ کہ انہوں نے اس کا فیصلہ مان لیا اور اس نے ان میں بہت قتلام کیا اور اُسے فتح کر لیا اور اس نے طبرستان کے اصبہبذ سے جنگ کی اور ترک اور دیلم پر قبضہ کر لیا اور اس نے ایک وقت تک حاکم طبرستان سے جنگ کی پھر اکتا گیا پھر اس نے مطالبہ کیا کہ وہ اس سے صلح کر لے، مگر اس نے صلح نہ کی تو یہ جرجان واپس آگیا اور یہاں قیام پذیر ہو گیا۔ پھر یہاں سے نیشا پور گیا اور یزید نے اپنے بھائیوں اور بیٹوں کو شہروں کا والی مقرر کیا اور اس نے مخلد کو سمرقند کا اور مدرک بن مہلب کو بلخ کا اور محمد بن مہلب کو مرو کا والی مقرر کیا اور خراسان میں یزید کی حکومت بڑی ہو گئی۔

اور سندھ مضطرب ہو گیا اور ان سپاہیوں نے جو محمد بن قاسم ثقفی کے ساتھ تھے اپنے مراکز کو چھوڑ دیا اور ہر شہر کے باشندے اپنے اپنے شہر کو واپس آ گئے تو سلیمان نے حبیب بن مہلب کو سندھ کی طرف بھیجا اور وہ ملک میں داخل ہو گیا اور مہران کی جانب جو لوگ تھے ان سے اس نے جنگ کی اور اس نے محمد بن قاسم کو پکڑ لیا اور اُسے ٹاٹ پہنا دیا اور اُسے بیڑیاں ڈال دیں اور قید کر دیا۔

اور ابو ہاشم عبداللہ بن محمد بن علی بن ابی طالب سلیمان کے پاس آئے اور سلیمان کہنے لگا میں نے کبھی اس جیسے قریشی سے گفتگو نہیں کی اور میرا خیال ہے کہ یہ وہی شخص ہے جس سے ہم روایت بیان کرتے ہیں پس اس نے آپ کو اجازت دی اور آپ کی ضرورتوں کو پورا کیا اور آپ کے ساتھیوں کی ضروریات کو بھی پورا کیا۔

پھر عبداللہ بن محمد فلسطین جانے کے ارادے سے کوچ کر گئے اور

سلیمان نے کچھ لوگوں کو بلاد لخم وجذام کی طرف بھیجا اور ان کے پاس زہر آ
دُودھ بھی تھا پس انہوں نے خیمے لگائے اور ان میں اُتر پڑے اور عبداللہ
ان کے پاس سے گزرے تو انہوں نے کہا اے عبداللہ کیا تجھے مشروب کی
خواہش ہے ؟ آپ نے کہا تمہیں جزائے خیر ملے، پھر آپ اور لوگوں کے
پاس سے گزرے تو اُنھوں نے بھی اسی طرح کہا، آپ نے ان کو بھی جزا
خیر دی پھر اور لوگوں کے پاس سے گزرے تو آپ نے پانی مانگا تو انہ
نے آپ کو دُودھ پلا دیا اور جب دُودھ آپ کے پیٹ میں ٹھہر گیا تو آپ
نے اپنے ساتھیوں سے کہا خدا کی قسم میں مرنے والا ہوں، دیکھو یہ کون
لوگ ہیں، انھوں نے دیکھا تو وہ لوگ خیمے اکھاڑ چکے تھے آپ نے کہا
مجھے میرے عمزاد محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کے پاس لے چلو، و
خارجیوں کے علاقے میں ہے پس وہ تیزی سے چلے حتیٰ کہ وہ محمد بن
کے پاس الحمیمہ میں جو خارجیوں کے علاقے میں ہے آ گئے، پس جب آپ
اس کے پاس آئے تو آپ نے اُسے کہا اے عمزاد، میں مرنے والا ہو
اور میں تیرے پاس آیا ہوں اور یہ مجھے میرے باپ کی وصیت ہے ا
اس میں ہے کہ امارت تیرے پاس اور تیرے بیٹوں کے پاس آنے وا
ہے اور یہی اس کا وقت ہے اور علامت اور جو تمہیں اس پر عمل کرنا چاہیے
وہ اس سے اعلیٰ ہے جو اس نے اپنے باپ حضرت علی بن ابی طالب سے
سُنا اور بیان کیا ہے، اسے اپنے قبضے میں کرے، اور ان شیعوں کے متع
اچھا حکم دے یہ تیرے داعی اور مددگار ہیں، ان کے اندر داخل ہو جا
میں نے انہیں تیرے اہل بیت کی محبت و مودت کے لیے آزمایا ہے
پھر یہ شخص میسرہ ہے اسے اپنا عراق کا حاکم بنا اور شام جو ہے
تمہارا ملک نہیں ہے اور یہ خراسان اور تیری طرف اس کے ایلچی نہیں
تمہاری دعوت خراسان میں ہونی چاہیے اور نواں اضلاع سے تجا

نہ کرنا، مرو، مرو الروز، بیورو، نسا اے اور نیشاپور اور اس کے صوبے اور ابرشہر اور طوس سے اجتناب کرنا، مجھے امید ہے کہ تمہاری دعوت مکمل ہو گی اور اللہ تعالیٰ تمہارے امور کو نمایاں کرے گا اور یاد رکھ تیرے بیٹوں میں سے اس امر کا مالک عبداللہ بن الحارثیہ ہو گا پھر اس کا بھائی عبداللہ جو اس سے بڑا ہے، پس جب الحمار کا سال گزر جائے تو اپنے ایلچیوں کو اپنے خطوط کے ساتھ بھیج، اور اس سے قبل ایلچی اور حجت کے بغیر امر کو مضبوط کر، اور اہل عراق جو ہیں وہ تیرے مددگار اور تیرے محب ہیں اور وہ اختلاف کرنے والے ہیں، پس تیرا ایلچی ان میں سے ہو۔ اور ربیعہ قبیلہ والوں کو دیکھ اور ان کو ان سے ملا دے، بلاشبہ وہ ہر بات میں تیرے ساتھ ہوں گے اور تمیم اور قیس کے اس قبیلے کو دیکھ اور ان کو دور کر دے پھر انہیں منتشر کر دے، سوائے اس کے جسے اللہ ان میں سے بچا لے، اور وہ قلیل میں سے اقل ہیں پھر تو اپنے داعیوں کا انتخاب کر، اور وہ بارہ نقیب ہونے چاہئیں بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے معاملے کو ان سے اور ان کے بعد ستر نفوس سے جو ان کے بڑے تھے، درست کیا، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی اتباع میں انصار سے بارہ نقیب بنائے۔

محمد نے پوچھا اے ابو ہاشم! الحمار کا سال کیا ہے؟ اس نے کہا، کبھی کسی نبوت پر ایک سو سال نہیں گزرتا مگر اس کے امور درہم برہم ہو جاتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اوکالذی مرّ علیٰ قریۃ الاٰیۃ۔

ترجمہ: یا اس شخص کی طرح جو ایک بستی سے گزرا۔

پس جب ایک سو سال گزر جائے تو اپنے ایلچیوں اور داعیوں کو بھیجنا۔ بلاشبہ اللہ تیرے امر کو مکمل کرنے والا ہے۔

اور ابو ہاشم، محمد بن علی کو خط دینے کے بعد مر گیا یہ ۹۷ھ کا واقعہ ہے اور اس سال محمد بن علی نے ازد کے غلام ابو ریاح میسرۃ النبال کو کوفہ کی طرف بھیجا۔

اور سلیمان نے ۹۷ھ میں حج کیا، اور اس نے ارادہ کیا کہ اپنے بعد اپنے بیٹے ایوب کے لیے ولیعہدی کی بیعت لے اور اس نے ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو خط لکھا کہ وہ جرف میں اس کے اترنے کے لیے محل بنائے پس جب وہ آیا تو محل کی تعمیر سے خوش نہ ہوا پس وہ اس میں اترا اور اس نے لوگوں کے درمیان عطیات تقسیم کیے اور خاص طور پر قریش کے لیے چار ہزار عطیہ مقرر کیا جس میں کوئی حلیف اور غلام شامل نہ تھا۔ قریش کے مشائخ کی متفقہ رائے یہ تھی کہ وہ اسے اپنے حلیفوں اور غلاموں کے لیے بھی مقرر کریں پھر وہ اس کے پاس آئے اور کہنے لگے، آپ نے ہمارے لیے چار ہزار عطیہ مقرر کیا ہے اور اس میں حلیف اور غلام کو شامل نہیں کیا ہماری رائے یہ ہے کہ ہم آپ کی موافقت کریں اور ہم اسے اپنے حلیفوں اور غلاموں کے لیے بھی مقرر کریں اور ہم ان کی نسبت تم پر کم خرچ ڈالیں گے تو اس نے ان کے لیے چار ہزار کا دوسرا عطیہ مقرر کر دیا۔

اور وہ مکہ کی طرف گیا اور جب وہ بطن رابغ میں اترا تو انہیں بارش نے آلیا اور ایسی بجلیاں آئیں جن کی مثل نہیں دیکھی گئی۔ پس سلیمان خوفزدہ ہو گیا تو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اسے کہا، یہ رحمت ہے، عذاب کیسے ہو سکتا ہے؟ اور اس نے فقہاء کی ایک جماعت کو بلایا جس میں قاسم بن محمد بن ابی بکر، سالم بن عبداللہ، عبداللہ بن عمر، خارجہ بن زید اور ابو بکر بن حزم شامل تھے اور اس نے ان سے حج کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے اس پر اختلاف کیا اور ہر ایک کا قول دوسرے کے موافق نہ تھا۔ اس نے پوچھا امیر المومنین عبدالملک نے کیسے کیا؟ اسے بتایا گیا ایسے، اس نے کہا میں ایسے کروں گا جیسے اس نے کیا ہے اور میں تمہارے اختلاف کو چھوڑ دوں گا۔

اور وہ مکہ سے بیت المقدس کی طرف لوٹ گیا اور ہاتھ کٹے آدمیوں نے اس کے گھر کا چکر لگایا اور انھوں نے اسے سونے نہ دیا اس نے ان کے متعلق

دریافت کیا تو اُسے وہ تکلیف بتائی گئی جس سے لوگ ان سے دوچار ہوتے ہیں تو اس نے ان کے جلانے کا حکم دے دیا اور کہا اگر ان میں کوئی بھلائی ہوتی تو اللہ تعالیٰ ان کو اس مصیبت سے نہ آزماتا اور عمر نے اس بارے میں اس سے گفتگو کی تو وہ ان سے رُک گیا اور اس نے حکم دیا کہ انہیں ایک الگ تھلگ بستی کی طرف جلا وطن کر دیا جائے اور یہ لوگوں سے نہ ملیں جُلیں۔

اور سلیمان الجزیرہ کی جانب گیا اور جندِ قنسرین کے ایک مقام پر اُترا جسے دابق کہا جاتا ہے اور اس نے مسلمہ بن عبد الملک کو بلادِ روم سے جنگ کرنے کے لیے روانہ کیا اور اُسے حکم دیا کہ وہ قسطنطنیہ کا قصد کرے اور وہاں قیام کرے حتیٰ کہ اُسے فتح کرے۔ مسلمہ روانہ ہو کر قسطنطنیہ پہنچا اور وہاں قیام کیا حتیٰ کہ اس نے بویا اور جو بویا اُسے کھایا اور داخل ہوا اور اس نے صقالبہ شہر کو فتح کیا اور مسلمانوں کو بدحالی، بھوک اور ٹھنڈک نے تکلیف پہنچائی اور سلیمان کو مسلمہ اور اس کے ساتھیوں کی اطلاع ملی تو اس نے خشکی میں عمرو بن قیس کے ذریعے ان کو مدد دی اور عمرو بن ہبیرہ فزاری کو سمندر میں جنگ کے لیے روانہ کیا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ رومیوں نے جند حمص کے شہر لاذقیہ پر حملہ کر کے اُسے جلا دیا اور جو کچھ اس میں تھا اُسے لے گئے اور عمرو بن ہبیرہ قسطنطنیہ کی خلیج میں پہنچ گیا۔

اور سلیمان بن النصر ابن مرثم الحمیری اور رجاء بن حیوۃ الکندی حاوی تھے اور اس کا پولیس سپرنٹنڈنٹ کعب بن حامد العبسی تھا اور اس کے محافظوں کا افسر محارب کا غلام خالد بن الدیان تھا اور اس کا حاجب اس کا غلام ابوعبید تھا اور وہ بہت کھاؤ تھا اور سیر نہ ہوتا تھا اور خوبصورت اور فصیح تھا ...... [۲]

---

[۱] یہ الفاظ نقطوں کے بغیر ایسے ہی لکھے ہوئے ہیں۔
[۲] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

طویل شخص تھا سفید رنگ اور دُبلے بدن کا تھا اور بوڑھا نہ تھا اور وہ آئینے میں اپنے آپ کو دیکھ کر کہا کرتا تھا، پس میں جوان بادشاہ ہوں اور اس پر ایک جمعہ بھی نہ گزرا کہ وہ مر گیا اور اس کی وفات صفر ۹۹ھ میں ہوئی اور اس نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کو وصیت کی اور تحریر لکھی اور اپنے اہلبیت کو بلایا اور کہا اس تحریر میں جس کا نام ہے اس کی بیعت کرو تو انھوں نے بیعت کر لی اور اس نے تحریر کو دابق کی مسجد کے سپرد کر دیا اور وہاں جو سلیمان کے اہلبیت میں سے تھے ان کو بلایا اور کہا بیعت کرو، انہوں نے کہا ہم نے ایک دفعہ بیعت کر لی ہے اس نے کہا اس تحریر میں جس کا نام ہے اس کی بیعت کرو تو انہوں نے بیعت کر لی اور جب وہ فارغ ہوا تو اس نے کہا اپنے مالک کے پاس جاؤ، وہ مر چکا ہے اور اس نے اُسے پڑھا اور جب وہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے نام پر پہنچا تو ہشام نے کہا، نہیں خدا کی قسم میں بیعت نہیں کروں گا، رجاء بن حیوۃ نے کہا تب میں تجھے قتل کروں گا اور اس نے عمر بن عبدالعزیز کا بازو پکڑ کر آپ کو منبر پر بٹھایا اور جب وہ بیعت سے فارغ ہوئے تو انھوں نے سلیمان کو دفن کیا اور حضرت عمر بن عبدالعزیز اور اس کے تین بیٹے اس کی قبر میں اُترے اور جب انھوں نے اُسے پکڑا تو اس نے ان کے ہاتھوں میں حرکت کی تو سلیمان کے بیٹوں نے کہا، رب کعبہ کی قسم ہمارا باپ زندہ ہے، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے کہا رب کعبہ کی قسم بلکہ تمہارے باپ سے جلدی ہوئی ہے اور بعض حضرت عمر پر اعتراض کرنے والے کہتے ہیں کہ آپ نے سلیمان کو زندہ ہی دفن کر دیا۔

سلیمان بن عبدالملک کی حکومت دو سال آٹھ ماہ تھی اور اس نے اپنے پیچھے دس بیٹے چھوڑے، یزید، قاسم، سعید، عثمان، عبداللہ، عبدالواحد، حارث، عمرو، عمر اور عبدالرحمٰن۔

اور اس کی حکومت میں ۹۶ھ میں ابوبکر بن عمرو بن حزم نے لوگوں کو

حج کرایا اور سنہ ۹۷ھ میں سلیمان نے کرایا اور سنہ ۹۸ھ میں عبدالعزیز بن عبداللہ بن عبداللہ بن خالد بن اسید نے کرایا۔

اور اس کے زمانے میں سنہ ۹۶ھ میں مسلمہ نے جنگ کی اور حصن الحدید کو فتح کیا اور سردی کا موسم رومیوں کے نواح میں گزارا، اور عمرو بن ہبیرہ نے سمندر میں جنگ کی اور انھوں نے خلیج اور قسطنطنیہ کے درمیانی علاقے کو چیر دیا اور صقالبہ کے شہر کو فتح کر لیا اور سلیمان نے عمرو بن قیس الکندی اور عبداللہ بن عمرو بن ولید بن عقبہ کے ذریعے مدد دی اور سنہ ۹۹ھ میں سلیمان بن عبدالملک نے اپنے بیٹے داؤد کو ارض روم کی طرف بھیجا اور مسلمہ، قسطنطنیہ پر پڑاؤ کیے ہوئے تھا پس داؤد نے ملطیہ کی جانب سے حصن المرأہ کو فتح کیا اور اس کے زمانے کے فقہاء ولید کی زمانے کی مانند تھے۔

عمر بن عبدالعزیزؒ کا دورِ حکومت

پھر عمر بن عبدالعزیز بن مروان ۱۰ صفر ۹۹ھ کو حکمران بنے، آپ کی والدہ ام عاصم بنت عاصم بن عمر بن الخطاب تھیں اور سورج اس روز سنبلہ میں ۲۸ درجے تھا اور زحل میزان میں ۲۵ درجے اور ۴۰ منٹ تھا اور مشتری، حوت میں ۲ درجے راجع تھا اور مریخ سرطان میں ۲۳ درجے اور ۳۰ منٹ تھا اور عطارد میزان میں ۲۲ درجے تھا اور راس، جوزاء میں ۲۳ درجے اور ۲۶ منٹ تھا، آپ کی بیعت دابق میں ہوئی اور جو تحریر سلیمان نے لکھی تھی وہ یہ تھی:۔

یہ تحریر عبداللہ سلیمان امیرالمومنین کی طرف سے عمر بن عبدالعزیز کے لیے ہے

میں نے اپنے بعد آپ کو خلافت سپرد کی ہے، پس سمع و اطاعت کرو، اور اللہ سے ڈرو اور اختلاف نہ کرو۔

جب تحریر پڑھی گئی تو عبدالعزیز بن ولید بن عبدالملک کے سوا بنی امیہ کے تمام لوگوں نے جو موجود تھے، بیعت کر لی۔ وہ موجود نہ تھا، اس نے اپنی طرف دعوت دی اور کچھ لوگوں نے اس کی بیعت کر لی اور جب اُسے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی حکومت کی اطلاع ملی تو وہ آیا اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اُسے کہا، مجھے اطلاع ملی ہے کہ تو نے اپنی طرف دعوت دی ہے اور تو نے دمشق میں داخل ہونے کا ارادہ کیا ہے، اس نے

کہا، یہ بات اس وجہ سے ہوئی ہے کہ میں فتنہ سے ڈر گیا تھا اور مجھے اطلاع ملی تھی کہ خلیفہ نے کسی کو وصیت نہیں کی، حضرت عمرؓ نے کہا اگر تو حکومت کو سنبھالتا تو میں تجھ سے جھگڑا نہ کرتا، عبدالعزیز نے کہا میں پسند نہیں کرتا کہ آپ کے سوا کوئی اس حکومت کو سنبھالے۔

اور جب یزید بن مہلب کو حضرت عمرؓ کی حکومت کی اطلاع ملی اور آپ کا خط اُسے ملا تو اس نے خراسان سے کوچ کیا اور وہاں اپنے بیٹے مخلد کو نائب مقرر کیا اور جو کچھ اس کے پاس تھا اس نے اُسے اہل خراسان کے خوف سے اپنے ساتھ اُٹھا لیا اور لوگوں نے اُسے مشورہ دیا کہ وہ اس جگہ کو نہ چھوڑے مگر اس نے ایسے نہ کیا اور بصرہ کی طرف چلا گیا اور وہاں اُسے حضرت عمرؓ کا خط اُسے پہنچا یا اس نے کہا سمع و اطاعت اختیار کرتا ہوں پھر وہ اسے اس سے پیمان لے کر آپ کے پاس لے گیا تو حضرت عمرؓ نے اسے کہا، میں نے سلیمان کی طرف تیرا ایک خط دیکھا ہے جس میں تو بیان کرتا ہے کہ تیری طرف سے بیس کروڑ درہم جمع ہوئے ہیں، وہ کہاں ہیں؟ اس نے اس سے انکار کر دیا پھر کہنے لگا مجھے چھوڑو میں انہیں جمع کر دیتا ہوں آپ نے پوچھا، کہاں؟ اس نے کہا میں لوگوں کا قصد کروں گا، آپ نے کہا تو ان سے دراہم کو دوبارہ لے گا؟ نہیں، اور آنکھ ٹھنڈی نہ ہو، پھر آپ نے الجراح بن عبداللہ الحکمی کو خراسان کا والی مقرر کر دیا اور اُسے حکم دیا کہ وہ مخلد بن یزید کو پکڑ کر اس سے پختہ پیمان لے جو اُسے نماز سے نہ روکے پس الجراح نے اُسے باعزت صورت میں قید کر دیا پھر اُسے حضرت عمرؓ کے پاس بھیج دیا، پس وہ چست کپڑوں اور سفید ٹوپی کے ساتھ داخل ہوا حضرت عمرؓ نے اُسے کہا جو اطلاع مجھے تمہارے متعلق پہنچی ہے یہ اس کے خلاف ہے، اس نے کہا تم ائمہ ہو جب تم کپڑے لٹکاتے ہو ہم بھی لٹکا لیتے ہیں اور جب تم سمیٹ لیتے ہو ہم بھی سمیٹ لیتے ہیں۔

اور الجراح کی سیرت اچھی ہوگئی اور تبت کے وفود اس کے پاس آئے انہوں نے اس سے مطالبہ کیا کہ وہ ان کے پاس کسی شخص کو بھیجے جو ان پر اسلام کو پیش کرے، تو آپ نے سلیط بن عبداللہ الحنفی کو ان کے پاس بھیجا اور عبداللہ بن معمر الیشکری کو ماوراء النہر کی طرف بھیجا اور اس نے ترکوں کی ایک فوج کے ساتھ ملاقات کی اور شکست دی اور ابن معمر واپس آگیا۔

اور حضرت عمر کو الجراح کے متعلق ایسے امور کی اطلاع ملی جنہیں آپ ناپسند کرتے تھے یعنی یہ کہ وہ ان لوگوں سے جزیہ لیتا تھا جو مسلمان ہو چکے تھے اور وہ غلاموں کو عطیہ کے بغیر جنگ کے لیے بھیجتا تھا اور عصبیت کا اظہار کرتا تھا آپ نے اسے لکھا، آ، اور عبدالرحمن بن نعیم عابدی کو نائب مقرر کر، تو اس نے ایسے ہی کیا پھر حضرت عمر نے عبدالرحمن کو خراسان کی امارت کا حکم نامہ لکھا اور اسے حکم دیا کہ وہ ماوراء النہر سے مسلمانوں کو ان کی اولاد سمیت مرو کی طرف واپس کر دے۔ اس نے یہ بات ان پر پیش کی تو انہوں نے انکار کیا اور اس نے حضرت عمر کو خط لکھا کہ وہ ٹھہرنے کو پسند کرتے ہیں تو حضرت عمرؓ نے اس پر اپنے رب کا شکر ادا کیا۔

اور حضرت عمر کو اس تنگی اور فاقہ کی اطلاع ملی جو بلاد روم میں مسلمہ کے ساتھیوں کے شامل حال تھا پس آپ نے عمرو بن قیس کو موسم گرما کی جنگ پر بھیجا اور اس کے ساتھ ان مسلمانوں کے لیے جو مسلمہ کے ساتھ تھے، چادریں، کھانا اور عطیات بھیجے اور حضرت عمر نے عبدالعزیز بن حاتم بن نعمان باہلی کو بھیجا جس نے ترکوں پر حملہ کیا اور ان میں سے صرف بھگوڑا ہی بچ سکا اور وہ ان میں سے پچاس قیدیوں کو حضرت عمر کے پاس لایا اور مسلمانوں میں سے ایک شخص نے ایک قیدی کے بارے میں حضرت عمر سے کہا یا امیر المومنین اگر آپ اسے مسلمانوں کو قتل کرتے دیکھتے تو آپ حد سے متجاوز قتل دیکھتے آپ نے فرمایا اٹھو اور اسے قتل کر دو۔

علی بن حسینؓ کی وفات

اور ۹۹ ھ میں حضرت علی بن حسین بن ابی طالب وفات پا گئے اور بعض لوگوں نے آپ کی وفات ۱۰۰ھ میں بیان کی ہے آپ کی عمر ۵۸ سال تھی اور آپ بہترین آدمی اور بہت عبادت گزار تھے اور آپ کو زین العابدین کہا جاتا تھا اسی طرح آپ کو ذوالثفنات بھی کہا جاتا تھا کیونکہ آپ کے چہرے پر سجود کا نشان تھا اور آپ دن رات میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے اور جب آپ کو غسل دیا گیا تو آپ کے کندھوں پر اونٹوں کے کھرنڈوں کی طرح کھرنڈ پائے گئے۔ آپ کے اہل سے دریافت کیا گیا کہ یہ نشان کیسے ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ آپ رات کو کھانا اٹھا کر فقراء کے گھروں کا چکر لگایا کرتے تھے اس کی وجہ سے یہ کھرنڈ پڑ گئے ہیں۔

حضرت سعید بن المسیب نے بیان کیا ہے کہ میں نے علی بن حسین سے افضل آدمی کبھی نہیں دیکھا اور میں نے جب بھی آپ کو دیکھا میں نے اپنے نفس سے بغض رکھا، اور میں نے کبھی کسی دن آپ کو ہنستے نہیں دیکھا اور آپ کی والدہ حرار بنت یزدگرد کسریٰ تھی اور یہ واقعہ یوں ہے کہ جب یزدگرد کی دو بیٹیوں کو لایا گیا تو حضرت عمر بن الخطابؓ نے ان میں سے ایک حضرت حسین بن علیؓ کو دے دی۔ اور آپ نے اس کا نام غزالہ رکھا اور بعض اشراف کا بیان ہے کہ جب حضرت علی بن حسینؓ کا ذکر کیا جاتا ہے تو سب لوگ چاہتے ہیں

کہ ان کی مائیں لونڈیاں ہوں اور بعض کا بیان یہ ہے کہ آپ کی ماں کابل کی قیدی عورتوں میں سے تھی۔

ابو خالد کابلی نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت علی بن حسین کو فرماتے سنا کہ جو محارم الٰہی سے بچا وہ عابد ہے اور جس نے اللہ کی تقسیم کو پسند کیا وہ غنی ہے اور جس نے اپنے پڑوسی کی اچھی مجاورت کی وہ مسلمان ہے اور جس نے لوگوں سے اس طرح مصاحبت کی جس طرح وہ چاہتا ہے کہ وہ اس کے ساتھ مصاحبت کریں تو وہ عادل ہے۔

اور حضرت علی بن حسینؑ نے فرمایا۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ اہل فضل اُٹھ کھڑے ہوں تو لوگوں میں سے کچھ لوگ کھڑے ہو جائیں گے، انہیں کہا جائے گا کہ تم بلا حساب جنت کی طرف چلے جاؤ تو ملائکہ ان سے ملاقات کریں گے اور وہ پوچھیں گے تمہارا فضل کیا ہے؟ وہ کہیں گے کہ جب ہم سے جہالت کی بات کی جاتی تھی تو ہم حلم اختیار کرتے تھے اور جب ہم پر ظلم کیا جاتا تھا تو ہم صبر کرتے تھے اور جب ہم سے بُرائی کی جاتی تو ہم معاف کر دیتے تھے وہ کہیں گے جنت میں داخل ہو جاؤ۔ عمل کرنے والوں کا اجر کیا ہی اچھا ہے۔ پھر اعلان کرنے والا اعلان کرے گا اہل صبر کھڑے ہو جائیں تو لوگوں میں سے کچھ لوگ کھڑے ہو جائیں گے، انہیں کہا جائے گا، بلا حساب جنت کی طرف چلے جاؤ تو ملائکہ ان سے ملاقات کریں گے اور پوچھیں گے تمہارا صبر کیا ہے؟ وہ کہیں گے ہم نے اپنے دلوں کو اطاعت الٰہی میں لگا دیا اور ہم اللہ کے گناہوں سے رُکے، وہ انہیں کہیں گے، جنت میں داخل ہو جاؤ، عمل کرنے والوں کا اجر کیا ہی اچھا ہے۔ پھر اعلان کرنے والا کہے گا اللہ کے پڑوسی کھڑے ہو جائیں۔ تو لوگوں میں سے کچھ لوگ کھڑے ہو جائیں گے اور وہ بہت تھوڑے ہوں گے، ان سے کہا جائے گا تم نے اللہ کے گھر میں اس کی کیسے مجاورت کی ہے؟ وہ

کہیں گے ہم اللہ کے لیے ایک دوسرے کے پاس بیٹھتے تھے اور اللہ کے لیے باہم ذکر کرتے تھے اور اللہ کے لیے ایک دوسرے کی ملاقات کرتے تھے۔ وہ کہیں گے جنت میں داخل ہو جاؤ، عمل کرنے والوں کا اجر کیا ہی اچھا ہے۔

اور آپ نے فرمایا وہ لوگ بہت بڑے ہیں جنہوں نے دین کے ساتھ دنیا کو دھوکا دیا اور وہ لوگ بہت بڑے ہیں جنہوں نے دنیا طلب کرنے کے لیے عمل کیا۔

اور آپ نے فرمایا۔ انسان کے کمال کی معرفت یہ ہے کہ وہ اس چیز کے بارے میں بات نہ کرے جس سے اُسے کوئی سروکار نہیں اور کم جھگڑا کرے اور صبر کرے اور حسنِ اخلاق سے پیش آئے۔

شاہِ روم نے عبدالملک کو دھمکی دیتے ہوئے خط لکھا اور وہ اس کے جواب سے عاجز آگیا اور اس نے حجاج کو خط لکھا اس وقت وہ حجاز کا گورنر تھا کہ حضرت علی بن حسین کی طرف آدمی بھیجے اور انہیں ڈرا دھمکا اور ان سے سخت کلامی کر، پھر دیکھ وہ تجھے کیا جواب دیتے ہیں اور وہ جواب میری طرف لکھ دے، حجاج نے ایسے ہی کیا تو حضرت علی بن حسینؑ نے اُسے فرمایا ہر دن میں اللہ تعالیٰ کے لیے تین سو ساٹھ نگاہیں ہیں اور مجھے اُمید ہے کہ اس کی نگاہوں میں سے پہلی نگاہ ہی تجھے کافی ہوگی۔ حجاج نے یہ بات عبدالملک کو لکھی اور اس نے یہ بات خط میں شاہِ روم کو لکھ بھیجی، جب اس نے اسے پڑھا تو کہنے لگا یہ عبدالملک کا کلام نہیں ہے، یہ اس کی عترتِ نبوت کا کلام ہے۔

آپ تین بیماریوں سے بیمار ہوئے اور ہر بیماری میں آپ نے وصیت کی اور جب آپ صحت یاب ہو جاتے اور ہوش میں آجاتے تو اسے نافذ کر دیتے اور آپ نے فرمایا تم میں سے ہر کوئی عنقریب بات بن جائے گا۔ پس جو اچھی بات بننے کی استطاعت پائے وہ ایسا ہی کرے۔

اور آپ فرمایا کرتے تھے، اے ابن آدم تو ہمیشہ بھلائی میں رہے گا جب تک تیرے لیے تیرا نفس واعظ رہے گا اور محاسبہ تیرے ارادے میں سے ہوگا اور خوف تیرا شعار رہے گا اور غم دثار[1] رہے گا۔

اور عبدالملک نے حجاز کے گورنر حجاج کو خط لکھا، مجھے آل بنی ابی طالب کے خون سے بچا، میں نے دیکھا ہے کہ جب آل حرب ان پر حملہ کرتے ہیں تو ان کی مدد نہیں کی جاتی۔ حضرت علی بن حسینؓ نے اُسے لکھا کہ میں نے فلاں مہینے میں فلاں رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے آپ مجھے کہہ رہے تھے کہ عبدالملک نے اس رات کو حجاج کی طرف ایسے ایسے خط لکھا ہے اور اُسے بتا دو کہ اللہ نے اس بات پر اس کا شکریہ ادا کیا ہے اور اس کی حکومت میں کچھ مدت کا اضافہ کر دیا ہے۔

آپ کے کچھ بیٹے بھی تھے، ابوجعفر محمد، حسین، عبداللہ، ان کی ماں ام عبداللہ بنت حسن بن علی تھی اور علی، حسن، حسین اصغر اور سلیمان، یہ چھوٹی عمر میں فوت ہوگیا تھا اور زید۔

ایک روز حضرت عمر بن عبدالعزیز نے آپ کا ذکر کیا اور فرمایا چراغ دنیا، جمال اسلام اور زین العابدین چلا گیا ہے آپ سے کہا گیا آپ کے بیٹے ابوجعفر محمد بن علی میں خوبیاں پائی جاتی ہیں تو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اس کی آزمائش کے لیے خط لکھا تو محمد نے آپ کی طرف آپ کو نصیحت کرتے ہوئے اور آپ کو ڈراتے ہوئے خط لکھا، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے کہا اس کا وہ خط نکالو جو اس نے سلیمان کو لکھا ہے آپ کا وہ خط نکالا گیا تو آپ نے اُسے اس کی تعریف کرتے ہوئے پایا پس آپ نے وہ خط مدینہ کے گورنر کو بھیج دیا اور

---

[1] بدن سے ملے ہوئے کپڑے کے اُوپر جو گرم کپڑا ہوتا ہے یا وہ کپڑا جسے سونے والا اوڑھ کر لیٹتا ہے اُسے دثار کہتے ہیں (مترجم)

اُسے کہا محمد کو بلاؤ اور اُسے کہو، یہ آپ کا خط سلیمان کے نام ہے جس میں آپ اس کی تعریف کرتے ہیں اور یہ آپ کا خط میرے نام ہے کہ میں نے عدل و احسان کا اظہار کیا ہے۔ مدینہ کے گورنر نے آپ کو بلایا اور حضرت عمرؓ نے جو کچھ اُسے لکھا تھا آپ کو بتایا آپ نے فرمایا سلیمان ایک سرکش آدمی تھا میں نے اس کی طرف وہی بات لکھی جو سرکشوں کو لکھی جاتی ہے اور تمہارے آقا نے امر کا اظہار کیا ہے اور میں نے اس کے مناسب حال اُسے بات لکھی ہے اور حضرت عمرؓ کے عامل نے یہ بات آپ کی طرف لکھ بھیجی تو حضرت عمرؓ نے کہا، اس گھر کے اہل کو اللہ، فضل سے خالی نہیں رکھتا، اور حضرت عمرؓ نے اپنے اہلبیت کے اعمال کو فسخ کر دیا اور ان کا نام مظالم رکھا اور اپنے سب عمال کو لکھا، اما بعد بلاشبہ لوگوں کو مصیبت اور تنگی پہنچی ہے اور احکام الٰہیہ میں زیادتی ہوئی ہے اور بُرے عمال نے ان کے لیے بُرے طریقے مقرر کر دیے ہیں اور انہوں نے حق، رفق اور احسان کا کم ہی قصد کیا ہے اور جس نے حج کا ارادہ کیا ہے اُسے اس کا عطیہ جلد دو تاکہ وہ اس سے تیار ہو جائے اور قطع وصلب میں میرے مشورے کے بغیر کوئی نئی بات نہ کرو، اور آپ نے منبر پر حضرت علی بن ابی طالب پر لعنت کرنے کو چھڑا دیا اور یہ بات آفاق کی طرف لکھ دی تو کثیر نے کہا ؎

آپ والی بنے تو حضرت علی کو تم نے گالی نہیں دی اور نہ آپ نے
بے گناہ کو خوفزدہ کیا ہے اور نہ آپ نے مجرم کی بات مانی ہے۔

اور آپ نے بنی ہاشم کو خمس دیا اور فدک کو واپس کیا اور حضرت معاویہ نے فدک، مروان کو جاگیر میں دے دیا تھا اور اس نے اسے اپنے بیٹے عبدالعزیز کو دے دیا تھا اور اس سے حضرت عمر اس کے وارث ہوئے تھے پس آپ نے اُسے حضرت فاطمہ کے بیٹوں کو واپس کر دیا اور وہ ہمیشہ ان کے قبضے میں رہا حتیٰ کہ یزید بن عبدالملک والی بنا تو اس نے اُسے قبضہ میں کر لیا اور

حضرت عمر نے نیروزادر جشن کے تحائف واپس کر دیے اور بیگار کو رد کر دیا اور سنت کے مطابق جس قدر آدمی عطا کا مستحق ہوتا ہے وہ اُسے واپس کی اور آپ نے سنت کے مطابق عیال کو وارث بنایا مگر آپ نے ان جاگیروں کو قائم رکھا جو آپ نے اپنے اہل بیت کو دی تھیں اور شرف کے عطیے کو آپ نے کم و بیش نہ کیا اور آپ نے اہل شام کے عطیات میں دس دنانیر کا اضافہ کر دیا اور اہل عراق کے بارے میں ایسا نہ کیا اور آپ فرمایا کرتے تھے، جب تک مسلمان سلطان کی بدسلوکی اور شیطان کی انگیخت پر قائم رہتا ہے میں نے کسی چیز کو اس کے حق کے ادا کرنے سے بڑھ کر اس کے دین میں اس کا مددگار نہیں پایا اور آپ تمام دن مسلمانوں کے امور کے بارے میں غور و فکر کرنے کے لیے بیٹھتے تھے رجاء بن حیوۃ نے آپ سے کہا یا امیر المومنین آپ کا تمام دن مشغول ہوتا ہے اور یہ بھی رات کا ایک حصہ ہے اور آپ ہمارے ساتھ رات کو بات چیت کرتے ہیں آپ نے فرمایا اے رجاء مردوں کی ملاقات ان کے دوستوں کو قریب کرتی ہے اور مشورہ اور مناظرہ باب رحمت اور مفتاح برکت ہے ان دونوں کے ساتھ نہ رائے بھٹکتی ہے اور نہ ان دونوں کے ساتھ ارادہ بیٹھتا ہے۔

اور آپ فرمایا کرتے تھے ہر چیز کی ایک کان ہے، اور تقویٰ کی کان، عقلمندوں کے دل ہیں کیونکہ وہ اللہ سے سمجھتے ہیں اور اس کے امر و نہی میں اس سے ڈرتے ہیں۔

اور آپ نے اپنے عامل یمن کو لکھا:

اما بعد، تو نے جس باطل کا انکار کیا ہے اُسے چھوڑ دے اور جس حق کو پہچانا ہے اُسے لے لے، وہ تجھے وہاں پہنچانے والا ہے جہاں وہ پہنچا ہے خواہ وہ ہماری جانوں تک پہنچ جائے بلاشبہ اللہ جانتا ہے کہ اگر تو میری طرف ایک لپ پوشیدگی لائے تو میں

اس سے خوش ہوں جب وہ موافق ہو۔

زہری کا بیان ہے کہ ایک روز میں حضرت عمرؓ کے پاس گیا اور ابھی میں آپ کے پاس ہی تھا کہ ایک عامل کی طرف سے آپ کے پاس خط آیا جس میں اس نے آپ کو بتایا کہ ان کا شہر، مرمت کا محتاج ہے، میں نے آپ سے کہا کہ حضرت علی بن ابی طالب کے ایک عامل نے بھی ایسی ہی بات لکھی تھی اور آپ نے اس کی طرف لکھا کہ اسے عدل سے مضبوط کر اور اس کے راستوں کو ظلم سے پاک کر، حضرت عمرؓ نے بھی اپنے عامل کو یہی بات لکھ دی۔

اور حضرت عمرؓ نے دمشق کی مسجد کی طرف وہ آدمی بھیجا جو اس کے ... سنگِ مرمر، فیسفسا، اور سونے کو اکھیڑ دے اور آپ نے فرمایا کہ لوگ اس کی طرف دیکھنے سے اپنی نماز سے غافل ہو جاتے ہیں، آپ سے کہا گیا اس میں دشمن کی خیانت ہے تو آپ نے اسے ترک کر دیا اور خناصرہ کی طرف کوچ کر گئے اور وہاں اترے اور یہ جند قنسرین کی طرف ایک جنگل ہے اور آپ نے اپنے اہل بیت کے گھروں میں اترنا پسند نہ کیا جو انہوں نے اللہ کے مال اور مسلمانوں کی غنیمت سے بنائے تھے۔

پھر اس بارے میں آپ سے گفتگو کی گئی اور آپ سے کہا گیا آپ کے جنگل میں اترنے میں مسلمانوں کا نقصان ہے پس آپ دمشق کو روانہ ہو گئے اور اپنے باپ کے اس گھر میں اترے جو مسجد کی جانب تھا اور آپ نے بیس روز قیام کیا اور لوگوں نے آپ پر غلبہ پا لیا تو آپ کوچ کر کے حلب شہر کو چلے گئے اور لوگوں نے آپ پر غلبہ پا لیا تو آپ واپسی پر حمص شہر کی طرف کوچ کر گئے آپ وہاں اترنا چاہتے تھے پس جب آپ اوائل حمص میں گئے تو بیمار ہو گئے اور ایک جگہ طرف گئے جو دیر سمعان کے نام سے مشہور ہے اور وہاں اتر پڑے اور بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے اس میں اترنے کے ارادے سے اس کی طرف کوچ کیا کیونکہ اس میں ایک قطعہ زمین کے

آپ اپنی ماں کی طرف سے وارث ہوئے تھے اور جب آپ دیر سمعان کی طرف گئے تو آپ کو شوذب حروری کے خروج کی خبر ملی اور آپ نے اس کی طرف فوج بھیجنے کا حکم دیا اور اس سے قبل شوذب نے دو آدمیوں کو آپ سے مناظرہ کرنے کے لیے بھیجا، ان دونوں نے آپ سے کہا آپ نے افعالِ حسنہ اور اعمالِ جمیلہ کا اظہار کیا ہے اور ہم آپ پر یہ عیب لگاتے ہیں کہ آپ نے اپنے اہلبیت پر لعنت ڈالنا ترک کر دیا ہے اور ان سے برأت کا اظہار کیا ہے آپ نے فرمایا ان پر لعنت کرنا مجھے کیسے لازم ہے؟ ان دونوں نے کہا کیونکہ وہ گنہگار رہیں اور اس کے سوا آپ کو کوئی گنجائش نہیں ہے، آپ نے پوچھا تم کو فرعون پر لعنت کرتے کتنا عرصہ ہوا ہے؟ انہوں نے کہا ہمیں یاد نہیں کہ ہم نے کب اُسے لعنت کی ہے آپ نے فرمایا تمہیں اس پر لعنت ترک کرنے کی کیسے گنجائش ہوئی ہے حالانکہ وہ گنہگاروں میں سے ہے؟ تم وہ لوگ ہو جنہوں نے ایک چیز کا ارادہ کیا ہے اور تم نے اُسے کھو دیا ہے اور تم آسائش میں ہو اور تمہارے وعدے بہت ہیں اور تمہاری قوت کمزور ہے تو ان میں سے ایک نے آپ کے پاس قیام کیا اور دوسرا واپس چلا گیا۔

اور ابو الطفیل عامر بن واثلہ کے پاس آیا اور وہ اصحاب علی میں سے تھا اس نے آپ سے کہا یا امیر المومنین آپ نے میرا عطیہ کیوں روکا ہے آپ نے اُسے کہا مجھے اطلاع ملی ہے کہ تو نے اپنی تلوار کو صیقل کیا ہے اور اپنے نیزے کو تیز کیا ہے اور اپنے تیر کو پھل لگایا ہے اور اپنی کمان کو غلاف چڑھایا ہے اور تو امام قائم کے خروج کا انتظار کر رہا ہے پس جب وہ خروج کرے گا تو وہ تجھے تیرا پورا عطیہ دے گا اس نے کہا اللہ آپ سے اس بارے میں پوچھے گا تو حضرت عمر اس سے شرمندہ ہو گئے اور اُسے دے دیا اور ریطہ بنت عبید اللہ بن عبد اللہ بن عبد المدان الحارثی عبد اللہ بن عبد الملک بن مروان کے پاس تھی وہ اُسے چھوڑ کر فوت ہو گیا اور حجاج بن عبد الملک

اس کے بعد اس کا قائم مقام بنا اور اس نے دخول سے قبل اُسے طلاق دے دی پس محمد بن علی آئے۔ وروہ موسم گرما کی جنگ پر جانا چاہتے تھے آپ نے اس کے متعلق حضرت عمرؓ سے بات کی اور کہا میرے ماموں کی بیٹی تم سے نکاح کیے ہوئے تھی اگر آپ اجازت دیں تو میں اس سے نکاح کر لوں۔ حضرت عمرؓ نے کہا، تیرے اور اس کے درمیان کون حائل ہوگا وہ اپنے نفس کی زیادہ مالک ہے پس آپ نے اس سے نکاح کر لیا اور اُسے قنسرین کے شہر میں، طلحہ بن مالک طائی کے گھر میں اندر لائے اور وہاں ابو العباس کو اس نے بچایا۔

اور جب ۱۰۰ھ کا سال آیا تو محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے میسرہ ابو رباح کو عراق کی طرف روانہ کیا اور محمد بن خنیس، ابو عکرمہ السراج اور حیان العطار کو خراسان کی طرف روانہ کیا، ان دنوں الجراح بن عبداللہ الحکمی خراسان پر حضرت عمر بن عبدالعزیز کا عامل تھا پس وہاں جنہوں نے ملاقات کرنی تھی ملاقات کی اور واپس آگئے اور انہوں نے پودے لگائے۔

اور حضرت عمر کی حکومت تیس ماہ تھی، اور رجا بن حیوۃ الکندی آپ پر حاوی تھا اور آپ کا پولیس سپرنٹنڈنٹ آپ کا غلام رُوح بن یزید سکسکی تھا آپ نے ۲۴ رجب ۱۰۱ھ میں ۳۹ سال کی عمر میں وفات پائی، آپ گندم گوں پتلے چہرے والے خوبصورت داڑھی والے، دھنسی ہوئی آنکھوں والے تھے اور آپ کے ماتھے پر نشان تھا اور حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اپنی وفات کے وقت کہا، اگر اختیار میرے پاس ہوتا تو میں میمون بن مہران اور قاسم بن محمد کو والی مقرر کرتا اور مسلمہ بن عبدالملک نے آپ کا جنازہ پڑھایا اور دیر سمعان میں دفن ہوئے اور بعض کا بیان ہے کہ آپ کے اہل بیت نے اس خوف سے آپ کو زہر دے دیا کہ حکومت ان کے ہاتھ سے نکل جائے گی۔

اور یزید بن مہلب حضرت عمر کی وفات سے دو راتیں قبل بھاگ گیا اور بصرہ چلا گیا، اور عدی بن ارطاۃ فزاری بصرہ کا عامل تھا اس نے آپ کے اہل بیت

کو پکڑ لیا اور انہیں قید کر دیا، حضرت عمر نے یزید کے پیچھے ایلچی بھیجے تو وہ ان سے آگے نکل گیا۔

اور حضرت عمر بن عبدالعزیز نے نو بیٹے پیچھے چھوڑے، عبدالعزیز عبداللہ، عبیداللہ، زید، مسلمہ، عثمان، سلیمان، عاصم، عبدالرحمٰن۔

اور آپ کی حکومت میں ۹۹ھ میں ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے لوگوں کو حج کرایا اور ۱۰۰ھ میں بھی ابوبکر ہی نے کرایا۔ اور آپ کی حکومت میں ۹۹ھ میں عمرو بن قیس الکندی نے موسم گرما کی جنگیں لڑیں۔

آپ کے زمانے کے فقہاء

خارجہ بن زید بن ثابت، یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن، سالم بن عبداللہ بن عمر، قاسم بن محمد بن ابی بکر، عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود، محمد بن کعب القرظی، عاصم بن عمر بن قتادہ، نافع بن مولیٰ عبداللہ بن عمر، سعید بن یسار، محمد بن ابراہیم بن الحارث التیمی، عبداللہ بن دینار، محمد بن مسلم بن شہاب الزہری، عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو، عطاء بن ابی رباح، مجاہد بن جبیر، عکرمہ مولیٰ عبداللہ بن عباس، عامر بن شراحیل الشعبی، سالم بن ابی الجعد، حبیب بن ابی ثابت، عبدالملک بن میسرۃ الہلالی، ابواسحٰق السبیعی، الحسن بن ابی الحسن البصری، محمد بن سیرین، ابوقلابہ عبداللہ بن زید، مورق العجلی، عبدالملک بن لیلی اللیثی، زید بن نوفل، علقمہ بن عبداللہ المزنی، ابوحازم رجاء بن حیوۃ، مکحول الدمشقی، راشد بن سعد، المقری سلیمان بن حبیب المحاربی، میمون بن مہران، یزید بن الاصم، ابوقبیل المعافری، طاوس الیمانی۔

یزید بن عبدالملک کا دورِ حکومت

اور یزید بن عبدالملک بن مروان بادشاہ بنا اور اس کی ماں عاتکہ بنت یزید بن معاویہ بن ابی سفیان تھی اور یہ وہی ہے جو بنی امیہ کے دس خلفاء کی مقدس تھی حضرت معاویہ اس کے دادا اور یزید اس کا باپ اور مروان بن الحکم اس کا خاوند اور ولید، سلیمان، یزید اور ہشام جو عبدالملک کے بیٹے تھے اس کے خاوند کے بیٹے تھے اور یزید اس کا بیٹا تھا اور ولید بن یزید اس کا پوتا تھا اور یزید بن ولید اس کے خاوند کا پوتا تھا۔

اس کی حکومت رجب ۱۰۱ھ میں قائم ہوئی اس روز آفتاب، دلو میں ۱۲ درجے اور ۲۰ منٹ تھا اور ماہتاب، جدی میں ۴ درجے اور تیس منٹ تھا اور زحل، عقرب میں ۲۹ درجے اور ۳۰ منٹ تھا اور مشتری ثور میں ۱۴ درجے اور ۲۰ منٹ تھا اور مریخ، میزان میں ۳ درجے اور ۴۰ منٹ تھا اور زہرہ حوت میں ۱۵ درجے اور ۱۰ منٹ تھا اور عطارد، جدی میں ۱۰ درجے اور ۴۰ منٹ تھا اور راس، ثور میں ۷ درجے اور ۲۰ منٹ تھا۔

یزید نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کے تمام عمال کو معزول کر دیا اور عدی بن ارطاۃ کو خط لکھ کر حکم دیا کہ وہ یزید بن مہلب کو گرفتار کرے۔ پس اس نے بصرہ کے اندر ماہِ رمضان میں اس سے جنگ کی اور یزید نے اس پر فتح پائی اور اسے بیڑیوں میں جکڑ کر اپنے ساتھ واپس لے گیا اور وہاں اسے ایک

جماعت کے ساتھ قید کر دیا

اور یزید بن مہلب نے بصرہ اور اس کے مضافات پر غلبہ پا لیا پھر وہ کوفہ جانے کے ارادے سے نکلا اور بصرہ پر مروان بن مہلب کو نائب مقرر کیا پس یزید نے مسلمہ بن عبدالملک اور عباس بن ولید کو اس کے مقابلے میں بھیجا اور مسلمہ بن عبدالملک چل کر عراق آیا اور کہنے لگا مجھے خدشہ ہے کہ ابن مہلب عاجز آ جائے گا اور بھاگ جائے گا اور ہم اسے تلاش کریں گے تو سان النبطی نے اسے کہا اور وہ اس کے ساتھ ہی تھا اے امیر وہ اسے اچھی طرح نہیں کر سکے گا، اس نے کہا کیوں؟ اس نے کہا میں نے اسے کہتے سنا ہے عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث ہلاک ہو جائے، فرض کرو وہ بصرہ پر غالب آ گیا ہے تو میں صبر پر غالب آ جاؤں گا اگر وہ اپنا کپڑے کا پلو اپنے چہرے پر ڈال لے تو اسے نقصان نہ دے گا پھر وہ آگے بڑھا حتیٰ کہ قتل ہو گیا؟ اور مسلمہ نے کہا وہ جرأت مند نہیں مگر ہٹ جاتا ہے پس دونوں نے مسکن میں ملاقات کی اور اس نے اس سے شدید جنگ کی اور یزید کو پیٹ کی سخت بیماری تھی اور مسلمہ اسے زرد ٹڈی کھا کر تا تھا پس وہ نہ ہٹا حتیٰ کہ قتل ہو گیا اور یہ ۱۰۲ھ کا واقعہ ہے۔

اور معاویہ بن یزید بن مہلب واسط میں تھا پس جب اسے اپنے باپ کی خبر پہنچی تو اس نے عدی بن حاتم اور اس کے ساتھیوں کو باہر نکال کر قتل کر دیا اور خود اپنے اہلبیت و انصار کے ساتھ سمندر کا سفر کر کے سرزمین سندھ میں قندابیل آ گیا یہاں تک کہ ہلال بن احوز مازنی اسے ملا، جسے مسلمہ بن عبدالملک نے بھجوایا تھا، پس معاویہ اور اس کے سب ساتھی قتل ہو گئے اسوائے ایک چھوٹی سی جماعت کے، جسے اس نے قیدی بنا کر پکڑ لیا اور وہ انہیں یزید بن عبدالملک کے پاس لے گیا اور اس نے دمشق میں انہیں قتل کر دیا جن میں عثمان بن المفضل بن مہلب بھی تھا اور وہ مہلب کی بیویوں میں سے پچاس عورتیں

اس کے پاس لے گیا اور اس نے انہیں دمشق میں قید کر دیا۔

اور مسلمہ نے سعید بن عبدالعزیز کو خراسان کا گورنر بنا کر بھیجا اور اس نے سغد کا قصد کیا اور اس نے ان کے ساتھ شدید جنگ کی اور سمرقند میں قیام کیا تو اس کے پاس فرغانہ کی ملکہ آئی اور کہنے لگی، میں تجھے ایک چیز بتاؤں گی جس میں تجھے کامیابی ہوگی بشرطیکہ تو مجھ سے عہد کرے کہ تو میری طرف فوج کو نہیں بھیجے گا پس اس نے اس کا مطالبہ پورا کر دیا وہ کہنے لگی کہ سغد اپنی زمین کو چھوڑ گئے ہیں اور خجندہ میں اترے ہیں اور انہوں نے ہم سے رغبت کی ہے کہ ہم انہیں اپنے ملک میں داخل کریں حتیٰ کہ وہ عربوں سے مصالحت کریں پس ان کے سوا کچھ اور کریں اور خجندہ میں ان کے لیے کھانا پینا نہ تھا اور نہ محاصرے کا کوئی سامان تھا پس اگر تم نے ان کا ارادہ کیا ہے تو یہی وقت ہے پس سعید بن عبدالعزیز نے سورة بن الحر الدارمی کو سواروں کے ساتھ بھیجا اور خود ان سے جا ملا اور اس نے شہر میں ان کو گھیر لیا اور جب وہ ہلاکت سے ڈر گئے تو انہوں نے اس شرط پر صلح کی دعوت دی کہ وہ اپنے ملک کی طرف واپس چلے جائیں اس نے کہا اس شرط پر کہ تم سب نکل جاؤ، سو اس نے ان کے لیے خندق کھودی اور کہا نکل جاؤ، سو وہ ایک شخص کے سوا جسے جلیح کہا جاتا تھا سب چلے گئے پھر وہ ہتھیاروں کے ساتھ نکلا اور مسلمانوں سے جنگ کی اور لوگوں نے بھی اس کے ساتھ جنگ کی، پس سعید نے اور مسلمانوں نے ان پر حملہ کر دیا اور انہوں نے ان کو حد سے متجاوز قتل کیا اور خندق کو ان سے پاٹ دیا اور بچوں کو قیدی بنا لیا اور اس قدر غنیمت حاصل کی جس کی مانند غنیمت حاصل نہیں کی گئی۔

اور یزید بن عبدالملک نے اس سال مسلمہ کی جگہ عمر بن ہبیرۃ کو، ابن مہلب کی جنگ کے خاتمے اور انہیں قتل کرنے کے بعد، عراق کا والی مقرر کیا اور اس نے آلِ مہلب کی ایک جماعت سے ملاقات کی جو بیڑیوں میں جکڑی ہوئی

تھی اور انہیں مسلمہ نے بھجوایا تھا، اس نے ایلچیوں سے کہا انہیں واپس کر دا
اُنھوں نے کہا ہم ایسا نہیں کریں گے اس نے کہا جس روز مسلمہ نے تمہیں بھیجا
تھا وہ تمہارا امیر تھا...... [1] پس انہوں نے اس کے ساتھ واپس کر دیا اور
اس نے ان کے بارے میں یزید کو ایک اچھا خط لکھا کہ ان سے احسان کرنا ان کی
قوم کے لیے ہمہ گیر ہو گا اور یزید نے اس کی طرف لکھا، تیری ماں نہ رہے تو
اور وہ کیا؟ پس اس نے بار بار اس سے یہی کہا اور اس کی طرف لکھا، وہ میرے
قبیلے کے نہیں ہیں اور میرا مقصد صرف یہ ہے کہ امیرالمومنین ان کے قبائل کی
کے بارے میں غور و فکر کریں تاکہ ان کے دل اور ان کی اطاعت خراب نہ ہو
تو اس نے اس کی طرف لکھا، اگر تو نے ارادہ کیا ہے تو اللہ تجھے ان کی محبت
مبارک کرے۔

اور عمر بن ہبیرہ نے سعید بن عبدالعزیز کو خراسان پر برقرار رکھا اور اس
ابو رباح میسرہ کے ایلچیوں کو تاجروں کے لباس میں بنی ہاشم کے داعی پایا
کیا جاتا ہے کہ اس نے انہیں بلایا اور ان سے ان کا حال دریافت کیا تو وہ
لگے ہم تاجر ہیں تو اس نے انہیں آزاد کر دیا اور وہ خراسان سے چلے
اور سرید لرحرحم [2] داعیہ نمودار ہوا اور عمر بن ہبیرہ کو اطلاع ملی تو اس
اُسے معزول کر دیا اور مسلم بن سعید الکلابی کو خراسان کا والی مقرر کیا، وہ
آیا اور اس نے لوگوں سے جنگ کی اور اس نے کچھ نہ کیا اور جب وہ فرغانہ
سے واپسی پر لوٹا تو ترکوں اور اہل فرغانہ نے اس کا پیچھا کیا اور انہوں نے
اس سے شدید جنگ کی اور اس نے نصر بن سیار کو بلخ کا عامل مقرر کیا اور
لکھا کہ وہ جوانوں سے اس کی مدد کرے اور لوگوں کو اکٹھا کر کے اس کے پاس
لائے، پس نصر بن سیار نے انہیں اس کی طرف دعوت دی تو وہ رُک گئے

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے [2] اصل کتاب میں یہ الفاظ
ایسے ہی نقطوں کے بغیر لکھے ہیں۔

انہوں نے اس سے جنگ کی اور ان کے اور نصر کے درمیان ایک معرکہ ہوا جسے البروقان کا معرکہ کہتے ہیں۔

اور یزید نے عبدالرحمٰن بن الضحاک بن قیس الفہری کو مدینہ کا عامل مقرر کیا اور اس نے اُسے حکم دیتے ہوئے لکھا کہ وہ عثمان بن حیان المرّی اور ابوبکر بن عمرو بن حزم کے درمیان ان دو حدوں کے بارے میں اتفاق کرائے جو ابوبکر نے عثمان بن حیان کو لگائیں تھیں، پس اگر اُسے محسوس ہو کہ ابوبکر نے اس پر ظلم کیا ہے تو وہ اس سے اس کا قصاص لے سو اس نے ! ہی کیا اور اس نے ابوبکر پر ظلم کیا اور اُسے عثمان بن حیان کے قصاص میں دو حدیں لگائیں۔

اور عبدالرحمٰن نے فاطمہ بنت حسین بن علی کو نکاح کا پیغام دیا اور اس نے فاطمہ کی طرف اللہ کی قسم کھاتے ہوئے آدمی بھیجے کہ اگر تو نے نکاح نہ کیا تو وہ اس کے سب سے بڑے بیٹے کو کوڑوں سے مارے گا، سو اس نے یزید کی طرف خط لکھا اور جب اس نے اس کا خط پڑھا تو وہ اپنے بستر سے نیچے گر پڑا اور کہنے لگا حجام کا بیٹا اس شخص کی نسبت مشکل جگہ چڑھ گیا ہے جس کی ضرب مجھے سنائی دیتی ہے حالانکہ میں اپنے اس بستر پر ہوں؟ سو اس نے عبدالواحد بن عبداللہ بن بشر النصری کو لکھا اور وہ طائف میں تھا کہ وہ مدینہ کو سنبھالے اور عبدالرحمٰن بن الضحاک کو چالیس ہزار دینار کے عوض میں گرفتار کرے اور اُسے عذاب دے حتیٰ کہ وہ اس کی ماذ کو ٹنے تو اس نے ایسے ہی کیا اور عبدالرحمٰن کو اس حالت میں دیکھا گیا کہ اس کی گردن میں اونی چیتھڑا تھا اور وہ لوگوں سے مانگتا پھرتا تھا۔

اور یزید نے الجراح بن عبداللہ الحکمی کو بھیجا اور اس نے ترکوں سے جنگ کی اور بلنجر کو فتح کیا اور ۱۰۴ھ میں بہت لوگوں کو قیدی بنایا اور دریائے الروباس تک پہنچ گیا پھر چل کر دریائے الران تک پہنچ گیا اور اس نے الخزر کے حکمران ابن خاقان سے ملاقات کی اور اس سے جنگ کر کے اُسے شکست دی

اور اس کے جانبازوں کو قتل کر دیا اور بہت سے قیدی بنا لئے اور جب اس نے بلنجر کو فتح کیا تو چل پڑا اور وہ الخزر کے بادشاہ کا پیچھا کرتا ہوا ایک ایک شہر میں اترنے لگا حتیٰ کہ وہ آذربائیجان کی عملداری میں دریائے دبیل تک پہنچ گیا پس انہوں نے وہاں باہم جنگ کی اور الجراح اور اس کے سب اصحاب قتل ہو گئے۔

اور اس نے یزید بن ابی مسلم کو افریقہ کا والی مقرر کیا وہ افریقہ آیا اور عبداللہ بن موسیٰ لخمی وہاں محبوس تھا اس نے اُسے کہا، سپاہیوں کو اپنے مال سے ان کی پانچ سال کی رسد دے، اس نے کہا میں اس کی طاقت نہیں رکھتا تو اس نے اُسے قید کر دیا اور اس نے موسیٰ بن نصیر کے غلاموں کو پکڑ کر ان کے ہاتھوں کو داغ دیا اور انہیں غلامی کی طرف واپس کر دیا اور اس نے ان کے عوام سے اپنی حفاظت کے لیے خادم بنا لئے اور ان میں سے ایک غلام نے جسے جریر کہا جاتا تھا اس پر حملہ کر دیا وہ اس کے پاس آیا تو وہ انگور کھا رہا تھا اس نے اُسے قتل کر دیا اور جب یزید بن عبدالملک کو خبر پہنچی تو اس نے بشر بن صفوان الکلبی کو والی مقرر کیا اور وہ یزید کی حکومت میں ہمیشہ وہیں مقیم رہا۔

اور یزید نے عراق کے عامل عمرو بن ہبیرہ کو حکم دیتے ہوئے خط لکھا کہ وہ السواد کی پیمائش کرے سو اس نے ۱۰۵ھ میں اس کی پیمائش کی اور .... اور جب سے حضرت عمر بن الخطاب کے زمانے میں عثمان بن حنیف نے اس کی پیمائش کی تھی، السواد کی پیمائش نہیں ہوئی تھی حتیٰ کہ عمر بن ہبیرہ نے اس کی پیمائش کی، پس اس نے نخل و شجر پر ٹیکس لگایا اور اہل خراج کو تکلیف پہنچائی اور اس نے مقیم لوگوں پر ٹیکس لگایا اور بیگار اور تحائف اور جو کچھ نیروز اور جشن پر لیا جاتا تھا دوبارہ شروع کر دیا اور جس پیمائش پر ٹیکس لیا جاتا تھا وہ ابن ہبیرہ

کی پیدائش تھی۔

اور یزید نے اپنے بعد ہشام کو ولی عہد مقرر کیا پھر اُسے خیال آیا کہ وہ اپنے بیٹے ولید کی بیعت لے، اور ہشام الجزیرہ میں تھا پس اس نے خالد بن عبداللہ القسری کو اس کے پاس بھیجا کہ وہ اس شرط پر کہ الجزیرہ اس کے لیے کمائی کا ذریعہ ہوگا، اُسے ولی عہدی سے اپنے آپ کو علیحدہ کرنا خوب صورت کر کے دکھلائے۔

خالد کا بیان ہے کہ ـــــ میں اس کے پاس آیا اور میں نے اس سے یہ بات بیان کی تو اس نے جلد جواب دیا میں نے اُسے کہا۔

اے انسان، اگر تو مجھ سے مشورہ لے اور مجھ سے وعدہ کرے بشرطیکہ میں تجھے جو مشورہ دوں اُسے تو مجھ سے بھی پوشیدہ رکھے، اس نے کہا میں تجھ سے مشورہ کرتا ہوں اور تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ میں تجھ سے بھی پوشیدہ رکھوں گا، میں نے کہا، یہ صرف چند دن ہیں کہ الجزیرہ تیری ایک عملداری ہوگی، اس نے کہا، یزید سے کیسے سلامتی ہوگی؟ میں نے کہا یہ میری ذمہ داری ہے، اس نے کہا جو سمجھ آتی ہے اُسے کرو۔ بلاشبہ یہ ہاتھ آپ کا مشکور ہے پس میں یزید کے پاس واپس گیا اور میں نے کہا یا امیرالمومنین، میں ایک خوددار شخص کے پاس سے آیا ہوں، میں آپ سے اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں کہ تمہارے درمیان شر اور عداوت ہو جائے گی اور لوگ تمہارے بارے میں طعن کرنے اور تم پر اختلاف کرنے کا راستہ پالیں گے، آپ اپنے بھائی کے بعد ولید کو ولی عہد بنا دیں تو وہ اس بات کی طرف مائل ہو گیا اور اس نے ایسے ہی کر دیا اور ہشام ہمیشہ ہی خالد کا شکر گزار رہا حتیٰ کہ اس نے اُسے عراق کا والی بنا دیا۔

اور سعید بن خالد بن عمرو بن عثمان بن عفان، یزید پر حاوی تھا اور کعب بن حامد العبطی اس کا پولیس سپرنٹنڈنٹ تھا اور یزید بن ابی کبشہ سکیکی اس کے

محافظوں کا افسر تھا اور اس کا غلام خالد اس کا حاجب تھا۔

اور اس کی حکومت چار سال رہی اور اس نے ۲۲ شعبان ۱۰۵ھ کو ۳۷ سال کی عمر میں وفات پائی اور ولید بن یزید نے اس کا جنازہ پڑھایا اور ارض دمشق میں اسے بلقاء میں دفن کیا گیا اور اس نے اپنے پیچھے دس بیٹے چھوڑے۔ ولید، یحییٰ، محمد، الغمر، سلیمان، عبدالجبار، داؤد، ابو سلیمان، العوام اور ہاشم اور اس کی حکومت میں ۱۰۱ھ، ۱۰۲ھ میں عبدالرحمٰن بن الضحاک بن قیس نے لوگوں کو حج کرایا اور ۱۰۴ھ میں عبدالواحد بن عبداللہ بن بشر النضری نے کرایا۔

اور اس کی حکومت میں ۱۰۲ھ میں ولید بن ہشام نے لوگوں کے ساتھ اہل روم سے جنگ کی اور وہ انطاکیہ کے پاس پانی میں گھسنے کی جگہ پر اترا اور عمرو بن میسرہ نے رومیوں سے آرمینیا میں ملاقات کی اور انہیں شکست دی اور ان میں سے سات سو کو قیدی بنا لیا اور ۱۰۳ھ میں عباس بن ولید نے جنگ کی اور سرایا میں لوگوں کو تکلیف پہنچی اور ترکوں نے اردن کے علاقے پر غارت گری کی اور عبدالرحمٰن بن سلیمان الکلبی اور عثمان بن حیان المری نے جنگ کی اور دونوں ایک قلعے پر اترے اور اسے فتح کیا اور ۱۰۴ھ میں عبدالرحمٰن بن سلیمان الکلبی الصائفۃ الیمنی پر اور عثمان بن حیان المری الصائفۃ الیسری پر اترا اور ۱۰۵ھ میں سعید بن عبدالملک بن مروان نے جنگ کی پھر واپس آگیا اور ترکوں کی جہت سے جنگ کی اور قصر قطوع تک پہنچ گیا اور الجراح بن عبداللہ نے باب اللان سے جنگ کی حتیٰ کہ دروازے سے باہر نکل گیا۔

اس کی حکومت کے فقہاء

یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب، سالم بن عبداللہ بن عمر، قاسم بن محمد بن ابی بکر، محمد بن مسلم بن شہاب الزہری، محمد بن کعب القرظی، عاصم بن عمر بن قتادہ، نافع مولیٰ عبداللہ بن عمر، سعید بن یسار، محمد بن ابراہیم بن الحارث التیمی

بدالله بن دینار، عبدالله بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم طاؤس الیمانی، عطا
ن ابی رباح، حبیب بن ابی رباح، حبیب بن ابی ثابت، عبدالله بن میسرہ،
واسحٰق السبیعی۔

ہشام بن عبد الملک بن مروان کا دورِ حکومت

پھر ہشام بن عبد الملک بن مروان بادشاہ بنا اور اس کی ماں ام ہشام بنت ہشام بن اسماعیل بن ہشام بن الولید بن المغیرہ المخزومی تھی، اور وہ الجزیرہ کی زیتونہ بستی تھا کہ خلافت اُسے ملی، ایلچی نے آکر اُسے سلامِ خلافت کہا، پس وہ الرصافہ سے سوار ہو کر دمشق آیا اور یہ ماہِ رمضان کا واقعہ ہے اور عجم کے مہینوں میں سے دسمبر کا مہینہ تھا اور اس روز آفتاب، دلو میں ۶ درجے اور ۵۸ منٹ تھا اور ماہتاب، قوس میں ۷ درجے ۹ منٹ تھا اور مشتری، میزان میں ۶ درجے ۵ منٹ راجع تھا اور مریخ عقرب میں ۲۱ درجے اور ۳۹ منٹ تھا اور زہرہ، قوس میں ۲۰ درجے ۳ منٹ تھا اور عطارد، دلو میں ۲۱ درجے اور ۲۰ منٹ تھا اور راس دلو میں ۲۰ درجے اور ۲۰ منٹ تھا۔

اور اس نے خالد بن عبداللہ القسری کو اس احسان کی وجہ سے جو اس نے اس پر کیا تھا، عراق کا والی مقرر کیا اور اس نے جنید بن عبد الرحمٰن کی طرف خط لکھا اور اُسے حکم دیا کہ وہ خالد سے خط و کتابت کرے تو اس نے ایسے ہی کیا اور بلادِ سندھ میں جنید کی بڑی بات بن گئی اور اس نے اسے اپنے قبضہ میں کر لیا حتیٰ کہ وہ ارض الجزر کی طرف گیا پھر سرزمین چین کی طرف گیا اور اس کے بادشاہ کو اسلام کی دعوت دی تو اس نے اس سے جنگ کی اور جنید اس کے سامنے ڈٹ گیا اور وہ اس سے لڑتا رہا اور اس کے قلعے پر پٹرول اور آگ

چینکی اور اس نے اُسے بجھا دیا، جنید نے کہا قلعے میں کچھ عرب ہیں جنہوں نے
آگ کو بجھایا ہے اور وہ مسلسل جنگ کرتا رہا حتیٰ کہ اس نے صلح کی اپیل کی اور
اس نے اس سے صلح کی اور اس نے شہر کو فتح کیا اور اس میں دو عربوں کو پایا تو
اس نے ان دونوں کو قتل کر دیا۔
اور جنید نے کئی روز قیام کیا پھر اس نے کراچی سے جنگ کی اور اشندرا
بید الملک بھی اس کے ساتھ اس کی جنگ میں شامل تھا۔ پس کراچی کا بادشاہ الراہ
بھاگ گیا اور جنید نے اُسے فتح کر لیا اور قیدی بنائے اور غنیمت حاصل کی اور
اس کے حالات ٹھیک ہو گئے اور اس نے اپنے عمال کو، المرند، المندل، دھنج،
بروص، شہرست، البیلمان اور المالبہ وغیرہ بلاد کی طرف بھیجا، اور ہشام نے
اس فتح کی خبر دیتے ہوئے اُسے خط لکھا جو اُسے رومیوں پر حاصل ہوئی تھی کہ
مسلمانوں نے کئی لوگوں کو قیدی بنا لیا ہے اور گدھوں اور گایوں کو غنیمت میں
حاصل کیا ہے اور جنید نے اس کی طرف لکھا کہ میں نے اپنے رجسٹر میں غور
و فکر کیا ہے اور جب سے میں نے بلادِ سندھ کو چھوڑا ہے اس وقت سے
اللہ تعالیٰ نے مجھے جو غنیمت دی ہے وہ چھ لاکھ پچاس ہزار قیدی ہیں اور
میں نے اسّی کروڑ درہم اُٹھائے ہیں اور میں نے متعدد بار اتنے دراہم
اپنے سپاہیوں میں تقسیم کیے ہیں۔
اور جنید نے کئی سال قیام کیا پھر خالد نے اس کی جگہ تمیم بن زید العتبی کو
عامل مقرر کیا اور اس نے دیکھا کہ جنید نے اپنے پیچھے بیت المال میں اٹھارہ
کروڑ طاطری[1] چھوڑے ہیں اور تمیم کے لیے حکومت زوبراہ نہ ہوئی اور اہل
ملک نے اس کے متعلق بہت اختلاف کیا اور اس کی جنگوں میں بھی بہت اضافہ
ہو گیا اور اس کے اصحاب میں قتل پھیل گیا اور وہ شہر سے عراق جانے کے

---

[1] یہ ان کے سکے کا نام معلوم ہوتا ہے (مترجم)

ارادے سے نکلا، تو خالد نے ہشام کو لکھا کہ وہ الحکم بن عوانہ کلبی کو والی مقرر کر دے، الحکم آیا تو ہند کے تمام شہر اہل قصہ کے سوا، مغلوب تھے، انہوں نے کہا ہمارے لیے قلعہ بنا دے جو مسلمانوں کے لیے پناہ گاہ ہو پس اس نے ایک شہر تعمیر کیا اور اس کا نام المحفوظہ رکھا اور اس نے شدید جنگ کے بعد متغلب لوگوں کو نکال دیا اور شہر پرسکون ہو گئے اور الحکم کے ساتھ عمرو بن محمد بن قاسم ثقفی اور سرکردہ لوگوں کی ایک جماعت بھی تھی اور وہ ہمیشہ شہر میں مقیم رہا حتی کہ خالد معزول ہو گیا اور یوسف بن عمرو ثقفی والی بنا۔

اور ہشام نے مسلمہ بن عبدالملک کو ۱۱۲ھ میں آرمینیا اور آذربائیجان کا والی مقرر کیا اور اس نے سعید بن عمرو الحرشی کو اپنے ہراول میں بھیجا، اور اس نے خزر کے لشکر سے ملاقات کی اور ان کے ساتھ دس ہزار مسلمان قیدی بھی تھے پس اس نے ان سے جنگ کی اور انہیں شکست دی اور ان کے عام لوگوں کو قتل کیا اور قیدیوں کو ان سے چھڑا لیا اور اس نے یہ کام یکے بعد دیگرے کیا اور اس نے ابن خاقان کو قتل کر دیا اور اس نے متعدد شہروں کو فتح کیا اور اس نے ابن خاقان کے سر کو مسلمہ کی موافقت کے بغیر ہشام کے پاس بھجوا دیا اور اس بات نے اُسے غضبناک کر دیا اور اس نے اُسے ملامت کرتے ہوئے خط لکھا اور اُسے معزول کر دیا اور عبدالملک بن مسلم العقیلی کو اس کی جگہ بھیج دیا اور اُسے حکم دیا کہ وہ سعید بن عمرو الحرشی کو بیڑیاں ڈال دے اور اُسے قبلکۃ شہر میں قید کر دے۔

اور مسلمہ شہر میں آیا اور اس نے الحرشی کو بلایا اور اس سے سخت کلامی کی اور اس کے جھنڈے کو توڑ دیا اور اسے برذعۃ کے قید خانے کی طرف بھجوا دیا تو ہشام نے اس بات پر اُسے ملامت کرتے ہوئے خط لکھا اور اپنی طرف سے ایلچی بھیجے حتیٰ کہ اُنھوں نے سعید بن عمرو الحرشی کو قید خانے سے باہر نکال دیا اور اُسے اس کے پاس لے گئے۔

اور مسلمہ، خزر کے علاقے میں چلا حتیٰ کہ جُرزان کی طرف چلا گیا اور اُسے فتح کیا اور اس کے باشندوں کو قتل کیا پھر وہ شروان کی طرف گیا تو اس کے باشندوں نے اس سے صلح کر لی پھر وہ مسقط آیا اور اس کے باشندوں نے بھی اس سے صلح کر لی اور اس نے اپنے سواروں کو ارض الکز کی طرف بھیجا تو اس کے باشندوں نے اس سے صلح کر لی اور اس نے طبرسران کی طرف فوج بھیجی تو اس کے باشندوں نے اس سے صلح کر لی اور وہ شہروں میں گیا اور کوئی شخص اس کا سامنا نہ کرتا تھا حتیٰ کہ وہ ارضِ ورثان میں پہنچ گیا اور شاہِ خزر خاقان نے اس سے ملاقات کی اور مسلمہ کے ساتھ ان شہروں کے ملوک کی ایک جماعت بھی تھی جنہیں اس نے فتح کیا تھا پس اس نے مروان بن محمد کو اپنے ہراول میں رکھا اور اس نے دشمن سے ملاقات کی اور کئی روز ان سے جنگ کرتا رہا اور بسا اوقات گم ہو گیا اور مسلمہ سے کہا جانے لگا کہ مروان قتل ہو گیا ہے وہ کہتا خدا کی قسم اُسے سلامتی کے بغیر ایسا نہیں ہے اور اس نے عام شہروں کو فتح کیا۔

اور ہشام نے مسلمہ کو معزول کر دیا اور مروان بن محمد کو والی مقرر کیا اور وہ اس قلعے کی طرف گیا جس میں بادشاہ کا تخت تھا اور وہ سونے کا تخت تھا جسے ایک ایرانی بادشاہ نے بھجوایا تھا، بیان کیا جاتا ہے کہ انوشروان نے اسے اس کی طرف بھجوایا تھا اور اس تخت کو یہی نام دیا گیا اور اس نے اس سے پندرہ سو سیاہ بال غلاموں پر صلح کی پھر وہ تومان شاہ کی طرف گیا اور اس کے بادشاہ نے اس سے صلح کر لی پھر وہ ارض زریکران کی طرف آیا اور اس کے بادشاہ نے اس سے صلح کر لی پھر وہ حمزین کی طرف گیا اور ان سے جنگ کی اور اس نے ان کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور شہر کے اکثر حصے کو فتح کر لیا اور شہر کے دروازے پر کھانا جمع کر دیا اور ہمیشہ وہیں رہا۔

اور بشر بن صفوان الکلبی، مغرب کا گورنر تھا اور جب ہشام بادشاہ

بنا تو اس نے اس کی طرف بڑے مال اور تحائف بھیجے تو ہشام نے اُسے افریقہ پر برقرار رکھا اور وہ ہمیشہ وہیں رہا حتیٰ کہ فوت ہوگیا اور جب بشر بن صفوان مر گیا تو ہشام نے عبیدہ بن عبدالرحمٰن القیسی کو افریقہ کا والی مقرر کیا اور وہ ہمیشہ وہیں رہا اور اس نے لوگوں کو سمندر میں لڑنے کے لیے بھیجا اور اس نے اور بہت سی غنائم حاصل کیں، اور وہ بہت سے اموال اور بیس ہزار غلاموں کے ساتھ ہشام کے پاس گیا اور اس سے معافی طلب کی اور اس نے اُسے معاف کر دیا اور اس کی جگہ عقبہ بن قدامہ التجیبی کو والی مقرر کیا اور وہ تھوڑا عرصہ ہی والی رہا حتیٰ کہ وہ معزول ہوگیا اور اس نے عبداللہ بن الحجاب کو مقرر کیا......[1] اور کلثوم بن عیاض قتل ہوگیا پھر اس نے حنظلہ بن صفوان الکلبی کو والی مقرر کیا تو وہ افریقہ آیا اور بعض نواح پر عکاشہ بن ایوب فزاری متغلب ہوگیا تھا سو حنظلہ نے اس پر فتح پائی اور وہ مروان بن محمد کے زمانے تک مقیم رہا۔

اور سلیمان بن کثیر خزاعی اور اس کے اصحاب ۱۱۱ھ میں خراسان میں بنی ہاشم کی طرف دعوت دیتے ہوئے نمودار ہوئے اور ان کی دعوت نمایاں ہوگئی اور ان کے ماننے والے بکثرت ہوگئے اور بکیر بن ہامان آیا تو بہت سے لوگوں نے اُسے بنی اُمیہ کے معزول کرنے اور بنی ہاشم کی بیعت کرنے کا جواب دیا اور اس کے اصحاب اور مددگار بہت ہوگئے پھر بکیر بن ہامان کی وفات کا وقت آگیا تو اس نے ابوسلمہ حفص بن سلیمان الخلال کو نائب مقرر کیا اور یہ بات محمد بن علی بن عبداللہ کی طرف لکھ دی اور اُسے بتایا کہ وہ اسے پسند کرتا ہے تو اس نے اسے قائم کر دیا اور اپنے اصحاب کو سمع و اطاعت کا حکم دیتے ہوئے خط لکھا پس وہ سب اس پر قائم ہوگئے اور خالد بن عبداللہ نے اپنے بھائی اسد بن عبداللہ کو خراسان کا والی بنایا اور اُسے ان کی خبر مل گئی تو

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

اس نے ان کی ایک جماعت کو پکڑ لیا اور ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے اور ان کو صلیب دیا اور وہ ہمیشہ خوف کی حالت میں رہے حتیٰ کہ اسد مر گیا اور اس نے جعفر بن حنظلہ البھرانی کو خراسان کا والی مقرر کیا۔

اور اس نے یزید بن الغریف الھمدانی کو سجستان کا والی مقرر کیا اور جب وہ سجستان آیا تو اس نے بری سیرت اختیار کی اور فسق کا اظہار کیا تو کچھ خارجیوں نے اسے قتل کر دیا، وہ اپنی نشست پر بیٹھا تھا کہ انہوں نے اس پر حملہ کر دیا حالانکہ اس کے سر پر پندرہ سو مکمل ہتھیار بند جوان کھڑے تھے اور خارجی پانچ آدمی تھے ان میں سے ایک نے اس کے پاس آ کر اسے تلوار مار کر قتل کر دیا اور سپاہیوں نے ان پر حملہ کر دیا اور انہیں جب کہ وہ ان کی ایک جماعت کو قتل کر چکے تھے، قتل کر دیا اور جب خالد بن عبداللہ کو یہ اطلاع ملی تو اس نے ان پر حملہ کر دیا اور انہیں جب کہ وہ ان کی ایک جماعت کو قتل کر چکے تھے، قتل کر دیا اور جب خالد بن عبداللہ کو یہ اطلاع ملی، تو اس نے الاصفح بن عبداللہ کلبی کو والی مقرر کیا اور وہ موسم سرما میں البنہ کی طرف گیا اور لوگوں کو جنگ پر اکسایا تو اہل شہر کا ایک شیخ جسے عبداللہ بن عامر کہا جاتا تھا اس کے پاس آیا اور کہنے لگا اے امیر یہ جنگ کا وقت نہیں ہے اس نے کہا میں تجھ سے جنگ کے وقت کو بہتر جانتا ہوں اور چلا گیا اور جب وہ ایک گھاٹی کی چوٹی پر پہنچا تو عمرو بن بجیر اس کے پاس آیا اور کہنے لگا اللہ امیر کا بھلا کرے یہ گھاٹی میں داخل ہونے کا وقت نہیں ہے اس نے کہا اگر میں گذشتہ کل بات کرنے والے کو سزا دیتا تو میں آج یہ بات نہ سنتا اور وہ گھاٹی میں داخل ہو گیا حتیٰ کہ جب اس نے اس میں غور کیا تو دشمن نے اس کے دروں کو روک لیا اور سب فوج قتل ہو گئی اور ان میں سے ایک بھی نہ بچا اور جب خالد کو الاصفح اور اس کے ساتھی مسلمانوں کے قتل ہونے کی خبر ملی تو اس نے عبداللہ بن ابی بردہ بن ابی موسیٰ کو والی مقرر کیا اور وہ خالد کی حکومت میں ہمیشہ وہیں مقیم رہا۔

ابوجعفر محمد بن علی کی وفات

ابوجعفر محمد بن علی بن الحسین بن ابی طالب نے ۱۱۷ھ میں وفات پائی اور آپ کی عمر ۵۸ سال تھی اور آپ کی ماں عبداللہ بنت حسن بن علی بن ابی طالب تھی۔

ابوجعفر نے بیان کیا ہے کہ میرے دادا حضرت حسینؓ قتل ہوئے تو میں چار سال کا تھا اور میں آپ کے قتل کو اور جو تکالیف ہمیں اس وقت پہنچیں ان کو یاد کرتا ہوں اور آپ ابوجعفر الباقر کہلواتے تھے کیونکہ آپ نے علم کو پھاڑا تھا۔

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا تو زندہ رہے گا حتیٰ کہ میری اولاد میں سے ایک شخص کو دیکھے گا جو مجھ سے بہت مشابہ ہوگا اس کا نام میرے نام پر ہوگا جب تو .... اسے دیکھے گا تو وہ

تجھ پر پوشیدہ نہ رہے گا اُسے میرا اسلام کہنا، اور جب حضرت جابر عمر رسیدہ ہوگئے اور موت کا خوف پیدا ہوگیا تو کہنے لگے اے باقر، تو کہاں ہے؟ حتیٰ کہ آپ نے اسے دیکھا تو اس کے دونوں ہاتھوں اور پاؤں کو بوسے دینے لگے اور کہنے لگے۔

میرے ماں باپ قربان ہوں اپنے باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا

شبیہ ہے، تیرا باپ تجھے سلام کہتا ہے۔

ابو حمزہ الثمانی نے بیان کیا ہے کہ میں نے محمد بن علی کو بیان کرتے سُنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

کہ جب میرا بندہ میرے غم کو اپنا واحد غم بنا لیتا ہے تو میں اس کی غناء اس کے دل میں رکھ دیتا ہوں اور اس کی دونوں آنکھوں سے محتاجگی کو کھینچ لیتا ہوں اور اس کے لیے اس کی جمعیت کو اکٹھا کر دیتا ہوں اور ہر تاجر کی تجارت کے درے اس کے لیے لکھتا ہوں اور جب وہ اپنے ارادے کو میرے بارے میں متفرق کر لیتا ہے تو میں اس کی مصروفیت اس کے دل میں رکھ دیتا ہوں اور اس کی محتاجگی کو اس کی آنکھوں میں رکھ دیتا ہوں اور اس کے امر کو پراگندہ کر دیتا ہوں اور اس کی رسی کو اس کے کندھے پر ڈال دیتا ہوں اور میں پرواہ نہیں کرتا کہ وہ دنیا کی وادیوں میں سے کس وادی میں ہلاک ہوتا ہے۔

اور محمد سے پوچھا گیا، کیا آپ سونے سے بہتر کسی چیز کو جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں اس کے دینے والے کو،

اور آپ نے فرمایا مصائب پر صبر کر، اور حقوق کے درپے نہ ہو، اور کسی کو وہ چیز نہ دے جس کا ضرر تجھے اس کے فائدہ سے زیادہ ہو۔

اور آپ نے فرمایا، کسی بندے کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف یہی مددگار کافی ہے کہ وہ اپنے دشمن کو اللہ کا نافرمان پائے۔

اور آپ نے فرمایا: سب سے بڑا باپ وہ ہے جسے نیکی افراط کی طرف دعوت دے اور سب سے بڑا بیٹا وہ ہے جسے کوتاہی نافرمانی کی دعوت دے۔

اور حضرت ابو جعفرؑ سے اس قول الٰہی — وقولوا للناس حسنًا۔

کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا انہیں اس سے اچھی بات کہو جو تم پسند کرتے ہو کہ تمہیں کہی جائے، پھر آپ نے فرمایا بلاشبہ اللہ جل شانہ لعنت کرنے والے گالی گلوچ کرنے والے، عیب لگانے والے، بہت فحش گو اور بدکلامی کرنے والے اور پیچھے پڑ کر مانگنے والے سے بغض رکھتا ہے اور حیادار، حلیم، پاکدامن اور حرام کاموں سے بچنے والے کو پسند کرتا ہے۔[1]

اور آپ نے فرمایا، اگر میں دن کو روزہ رکھوں اور افطار نہ کروں اور رات کو نماز پڑھوں اور درماندہ نہ ہوں اور اپنے مال کو راہِ خدا میں تھیلا تھیلا کر کے خرچ کر دوں پھر میرے دل میں اس کے اولیاء کی محبت نہ ہو اور اس کے دشمنوں سے بغض نہ ہو تو یہ مجھے کچھ فائدہ نہ دے گا۔

اور آپ کے پانچ بیٹے تھے۔ ابو عبداللہ جعفر، عبداللہ، ابراہیم، عبیداللہ چھوٹی عمر میں فوت ہو گئے اور علی چھوٹی عمر میں فوت ہو گئے۔

اور علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب نے ۱۱۸ھ میں وفات پائی اور آپ کی پیدائش اس شب کو ہوئی جس کی صبح کو حضرت علی بن ابی طالب قتل ہو گئے اور آپ نے دمشق کی عملداری میں الحمیمہ اور اذرح کے درمیان الاجھرا[2] مقام پر وفات ہوئی، آپ کی عمر ۷۸ سال تھی اور آپ کی ماں زرعۃ بنت مشرح ابن معدیکرب تھی جو کندہ کے چار ملوک میں سے ایک تھا اور آپ مال دار اور صاحب فضل و شرف تھے اور اپنے باپ سے روایت کرنے والے تھے آپ کا بیان ہے کہ میں نے اپنے باپ کو کہتے سنا، جو اپنے نفس سے اس کی محبوب چیز چھین لے وہ اسے اپنی محبوب چیز کی طمع نہیں

---

[1] حضرت امام جعفر کا یہ فرمان شیعہ حضرات کے لیے مشعل راہ ہے کاش وہ اپنے امام کے اس فرمان پر عمل پیرا ہوں۔

[2] اصل کتاب میں یہ لفظ ایسے ہی لکھا ہے۔

دلائے گا۔

اور آپ نے بیان کیا ہے کہ میں نے اپنے باپ کو کہتے سنا ایک وقت تک لوگ تقوے کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ رہے پھر یہ وقت جاتا رہا تو وہ مروت کے ساتھ رہے پھر یہ وقت جاتا رہا تو وہ حیاء کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ رہے پھر یہ وقت جاتا رہا تو پردہ پھٹ گیا۔

اور آپ فرمایا کرتے تھے، جب کریم سے مہربانی چاہی جائے تو وہ نرمی کرتا ہے اور جب کمینے سے نرمی چاہی جائے تو وہ سختی کرتا ہے اور آپ نے فرمایا، لوگوں کا اس چیز کی سخاوت کرنا جو لوگوں کے ہاتھوں میں ہے ان کی بخشش کی سخاوت سے بہتر ہے اور قناعت زندگی کی لذت ہے اور عطیے کو پسند کرنا، عطا کرنے کی مروت سے زیادہ ہے، جو اپنے دل میں چار باتوں کو یاد رکھے وہ اس بات کے لائق ہے کہ اس پر وہ چیز نازل نہ ہو جو دوسرے پر ہوئی ہے، عجلت، ضد، غرور، سستی۔

اور حضرت علی بن عبداللہ بن عباس کے ۲۲ بیٹے تھے، محمد بن علی اس کی ماں العالیہ بنت عبیداللہ بن عباس ہے، داؤد اور عیسیٰ ام ولد کے ہیں اور سلیمان اور صالح، ام ولد کے ہیں، احمد، بشر، مبشر، اسماعیل، عبدالصمد، امہات الاولاد کے ہیں، اور عبیداللہ الاکبر، اس کی ماں ام ابیہا بنت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب ہے، اس کی کوئی اولاد نہیں ہے اور عبیداللہ، اس کی ماں فلانہ بنت الحریش ہے اور عبدالملک، عثمان، عبدالرحمٰن عبداللہ الاصغر سفاح، یحییٰ، یعقوب، عبدالعزیز، اسماعیل الاصغر، عبداللہ الاوسط احنف، مختلف امہات الاولاد سے ہیں۔

محمد بن علی بن عبداللہ، ہشام کے پاس آئے اور اس کا بیٹا ابوالعباس غلام بھی اس کے ساتھ تھا آپ اس کے ہاں سے باہر نکلے تو آپ نے اپنے ایک دوست سے کہا، میں نے امیر المومنین کے پاس قرض کے بوجھ

کی شکایت کی تو اس نے مجھ سے مذاق کیا اور کہنے لگا ابن الحارثیہ کا انتظار کرو یعنی اس غلام کا۔

اور ہشام نے خوارج کی تلاش میں اصرار کیا ..... [1] اور ایک روز وہ بیٹھا اور خوارج اس کے پاس آئے تو اس نے کہا اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور جہاد کو ترک نہ کرو، تو انھوں نے اس کی بیعت کر لی اور اس نے چند روز قیام کیا تو اس کی وفات کا وقت قریب آ گیا تو وہ انھیں کہنے لگا، میں بہلول بن عمر شیبانی سے بڑھ کر کسی پر اعتماد نہیں کرتا، اور جب وہ مر گیا تو بہلول نے خروج کیا اور کوفہ کے قریب چلا گیا اور خالد بن عبداللہ کو یہ اطلاع ملی تو اس نے اس کے مقابلے میں سوار بھیجے اور انھوں نے عین التمر سے موصل تک اس کا تعاقب کیا اور وہ موصل میں قتل ہو گیا۔

اور ہشام نے خالد بن عبداللہ پر کئی باتوں کا الزام لگایا جو اسے پہنچی تھیں ان میں سے ایک یہ تھی کہ آپ نے بہت اموال تقسیم کیے جن کی رقم ۳۶ کروڑ تھی اس نے انہیں بہت خیال کیا نیز اس نے کہا کہ امیہ نے قسر [2] کی بلندی میں یوں اضافہ نہیں کیا اور اپنی دونوں انگلیوں کو اکٹھا کیا اور اس نے اس کی طرف خط لکھا مجھے تیری بات پہنچ گئی ہے تو صرف حقیر اور ذلیل بجیلہ قبیلے سے ہے اور اے نصرانیہ کے بیٹے تو عنقریب معلوم کر لے گا کہ جس نے تجھے بلند کیا ہے وہی تجھے گرائے گا۔

اور خالد عراق پر چودہ یا پندرہ سال امیر رہا اور جب ہشام نے اسے ہٹانا چاہا تو اس نے حسان النبطی کو بلایا اور وہ خالد بن عبداللہ کے تمام امور میں غور و فکر کیا کرتا تھا، سو اس نے اس کے قتل کا مشورہ دیا اور اس کے لیے اللہ کی

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔
[2] اصل کتاب میں قسر ایسے ہی لکھا ہے۔

قسم کھائی جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ وہ اس کی تصدیق کرے گا یا اُسے قتل کرے گا پس حسان اس کے پاس خالد کی غیبتوں کے صندوق لایا اور یہ پہلا کاتب ہے جسے شہر کے عامل سے بلند درجہ دیا گیا اور جب ہشام کو خالد کے ارادے کی اطلاع ہوئی تو اس نے یوسف بن عمرو ثقفی کو جو یمن پر اس کا عامل تھا، اپنے ہاتھ سے خط لکھا اور اس نے کسی کو اس سے آگاہ نہ کیا اور اُسے حکم دیا کہ وہ عراق چلا جائے اور وہ اپنے حال کو پوشیدہ رکھے حتیٰ کہ وہ عراق آجائے اور خالد اور اس کے اصحاب کو پکڑ لے اور وہ اُسے تیس کروڑ درہم کے بدلے میں پکڑے گا۔

پس یوسف یمن سے روانہ ہو گیا اور اس نے اپنا حال پوشیدہ رکھا اور سات آدمی اس کے ساتھ تھے حتیٰ کہ وہ عراق آ گیا اور وہ ۱۲۰ھ میں عراق آیا اور یوسف بن عمر رات کو پانچ آدمیوں کے ساتھ آیا اور جامع مسجد کی طرف چلا گیا اور جب نماز کھڑی ہوئی تو خالد نماز پڑھانے کے لیے آگے بڑھا تو یوسف نے اُسے کھینچا اور اُسے باہر نکال دیا پھر آگے بڑھا اور پہلی رکعت میں اذا وقعت الواقعۃ اور دوسری رکعت میں سأل سائل بعذاب واقع، پڑھی پھر لوگوں کی طرف منہ کر اس نے انہیں اپنا تعارف کرایا اور اس نے خالد اور اس کے اصحاب کو پکڑ لیا اور انہیں کئی قسم کے عذاب دیے اور ان سے مال کا مطالبہ کیا اور عراق کے نمبردار اور آسودہ حال لوگ اکٹھے ہوئے اور کہنے لگے ہم اس کی طرف سے اس مال کا بوجھ اٹھائیں گے اور اسے ادا کریں گے، بیان کیا جاتا ہے کہ یوسف نے ان کی یہ بات قبول کر لی اور جب وہ اس کے پاس مال لے گئے تو اس نے خالد کا مطالبہ کیا اور خالد کو پکڑ لیا اور اُسے اُونی جبہ پہنایا اور اس کے ہاتھ اس کی گردن کے ساتھ باندھ دیے پھر اُسے اس کے پاس لایا گیا اور وہ چبوترے پر بیٹھا ہوا تھا پس اس نے اُسے کھینچا حتیٰ کہ وہ منہ کے بل گر گیا اور حاضرین

میں سے ایک شخص نے کہا میں نے خالد کو دیکھا اس نے عمر بن ہبیرہ فزاری کے ساتھ بھی سلوک کیا تھا جب اُسے عراق سے معزول کیا تھا پس جو کسی چیز پر متصرف ہو وہ اچھا کام کرے۔

اور یوسف نے خالد اور اس کے عمال کو خوفزدہ کیا اور اموال ان کے ذمے مقرر کیے اور ان کو عذاب دیے حتیٰ کہ ان کی اکثریت اس کے ہاتھوں میں مرگئی اور اس نے ابان بن ولید البجلی کے ذمے دس کروڑ درہم لگائے اور اصبہان، قومس اور رَی کے عامل زبیر کے ذمے بیس کروڑ درہم لگائے اور دُوسروں کے ذمّے ان سے کم درہم لگائے اور مال کا اکثر حصّہ نکلوالیا۔

اور ہلال بن ابی بردۃ بن ابی موسیٰ، بصرہ پر خالد کا عامل تھا اور وہ یوسف کے قید خانے سے بھاگ گیا اور ہشام سے جا ملا، یوسف نے اس کے متعلق ہشام کو لکھا تو اس نے اسے اس کی طرف واپس کر دیا تو اس نے اسے عذاب دے دے کر مار دیا اور کوفہ میں اس کے گھر کو قید خانہ بنا دیا اور بصرہ میں اس کے گھر پر قبضہ کرلیا۔

اور جب الحکم بن عوانہ عامل سندھ کو اس سلوک کی اطلاع ملی جو یوسف نے خالد کے عمال کے ساتھ کیا تو وہ دشمن کے علاقے میں دُور تک چلا گیا اور کہنے لگا یا تو فتح ہو جس سے وہ یوسف کو راضی کرے اور یا شہادت ہو جس سے میں اس سے چھٹکارا پاؤں پس اس نے دشمن سے ملاقات کی اور وہ مسلسل برسرِ پیکار رہا حتیٰ کہ مارا گیا اور اس نے سواروں پر عمرو بن محمد بن قاسم ثقفی کو امیر مقرر کیا۔

اور جب الحکم بن عوانہ ارضِ سندھ میں قتل ہو گیا تو اس کی جانشینی کے بارے میں عمرو بن محمد بن قاسم ثقفی اور ابن عرار نے جھگڑا کیا اور اس نے یوسف بن عمر کو لکھا اور اس نے یہ بات ہشام کو لکھی تو ہشام نے اُسے لکھا اگر عمرو بن محمد ادھیڑ عمر ہو گیا ہے تو اُسے والی مقرر کرو، پس یوسف ثقفی ہونے

کی وجہ سے عمرو کی طرف مائل ہو گیا اور اُسے والی مقرر کر دیا اور اپنا حکم نامہ اُسے بھیج دیا پس اس نے ابن عرار کو گرفتار کر لیا اور اُسے قید کر دیا اور بیڑیاں ڈال دیں۔

اور عمرو بن محمد بن قاسم نے بحیرہ سے ورے ایک شہر تعمیر کیا جس کا نام منصورہ رکھا اور اس میں والیوں کی فرودگاہ میں اُترا اور دشمن دیلوانہ ہو گئے اور انہوں نے حکومت پر قبضہ کر لیا پھر وہ منصورہ کی طرف بڑھے اور اُسے گھیر لیا اور عمرو نے یوسف کی طرف خط لکھا تو اس نے چار ہزار فوج اس کی طرف روانہ کی تو اس سے بادشاہت جاتی رہی اور اس کی حالت بگڑ گئی اور اس نے دشمن کے لیے تیاری کی اور اپنے ہراول پر معن بن زائدہ شیبانی کو سالار مقرر کیا اور رات کو اس بادشاہ کے لشکر پر اچانک حملہ کر دیا اور اس کے اصحاب کو روک دیا اور اس نے دشمن کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا۔

اور یہ بادشاہ کھڑا ہوا اور اس کے اصحاب سے کچھ لوگ اس کے پاس سے گزرے اور مسلمانوں نے اُسے نہ پہچانا پس جب انہوں نے اُسے دیکھا تو کہنے لگے الراہ، الراہ، یعنی بادشاہ، تو انہوں نے اُسے چھوڑا یا اور وہ اور اس کے اصحاب بھاگتے ہوئے گزرے وہ کسی بات پر توجہ نہ دیتے تھے اور عمرو کے لیے شہر درست ہو گئے اور فوج میں اس کے ساتھ مروان بن یزید بن مہلب بھی تھا اور جرنیلوں کی ایک پارٹی کے ساتھ اس نے حملہ کر دیا انہوں نے اسے اس بات پر مائل کیا تھا حتیٰ کہ اس نے اس کا مال و متاع لوٹ لیا اور اس کی سواریوں پر قبضہ کر لیا، پس عمرو اس کے مقابلے میں گیا اور معن بن زائدہ اور عطیہ بن عبدالرحمٰن بھی اس کے ساتھ تھے سو اس نے اُسے شکست دی اور اس کے اصحاب کو پراگندہ کر دیا اور مروان بھاگ گیا اور عمرو نے اعلان کیا، ابن مہلب کے سوا سب لوگوں کو امان حاصل ہے پس اُسے اس کے متعلق بتایا گیا تو اس نے اُسے قتل کر دیا۔

اور ہشام، زید بن علی بن حسین کو لایا اور انہیں کہنے لگا کہ یوسف بن عمرو ثقفی نے خط لکھا ہے وہ بیان کرتا ہے کہ خالد بن عبداللہ القسری نے اُسے بتایا ہے کہ آپ کے پاس چھ لاکھ درہم امانت ہیں، آپ نے فرمایا خالد کی کوئی چیز میرے پاس نہیں ہے، اس نے کہا ضروری ہے کہ آپ یوسف ابن عمرو کے پاس واپس جائیں حتیٰ کہ وہ آپ کو اور اُسے اکٹھا کرے آپ نے فرمایا مجھے ثقیف کے غلام کے پاس نہ بھیج جو مجھ سے تلاعب کرتا ہے، اس نے کہا آپ کو ضرور اس کے پاس واپس بھجوایا جائے گا اور زید نے اس سے بہت باتیں کیں تو ہشام نے آپ سے کہا مجھے اطلاع ملی ہے کہ آپ اپنے آپ کو خلافت کا اہل قرار دیتے ہیں حالانکہ آپ لونڈی زادہ ہیں، آپ نے فرمایا تو ہلاک ہو جائے میری ماں کا مرتبہ مجھے پست کرتا ہے؟ خدا کی قسم؟ خدا کی قسم حضرت اسحٰق، آزاد عورت کے بیٹے تھے اور حضرت اسماعیل، لونڈی زادے تھے، پس اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل کی اولاد کو چن لیا اور ان میں سے عربوں کو بنایا اور یہ سلسلہ بڑھتے رہے حتیٰ کہ ان میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے پھر آپ نے فرمایا اے ہشام اللہ کا تقویٰ اختیار کر، اس نے کہا کیا آپ جیسا شخص مجھے اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے آپ نے کہا ہاں، نہ کوئی اس کا حکم دینے سے چھوٹا ہے اور نہ کوئی اس کے سننے سے بالا ہے۔

پس اس نے اپنے ایلچیوں کے ساتھ آپ کو بھجوا دیا اور جب آپ گئے تو فرمایا خدا کی قسم میں خوب جانتا ہوں کہ جس کسی نے دنیا سے محبت کی ہے وہ ذلیل ہوا ہے اور ہشام نے یوسف بن عمر کو لکھا کہ جب زید بن علی تیرے پاس آئیں تو انہیں اور خالد کو اکٹھا کرنا اور اپنے سے ایک گھنٹہ پہلے انہیں کھڑا نہ کرنا میں نے انہیں شیریں زبان، شدید البیان

اور کلام کو مزین کرنے کے اہل پایا ہے اور اہل عراق اس قسم کے آدمی کی طرف بہت جلدی آنے والے ہیں۔

پس جب زید کوفہ آئے تو یوسف کے ہاں آئے اور پوچھا تو نے امیرالمومنین کے ہاں سے مجھے کیوں واپس بھیجا ہے؟ اس نے کہا خالد بن عبداللہ نے بیان کیا ہے کہ آپ کے پاس چھ لاکھ درہم ہیں آپ نے فرمایا خالد کو حاضر کرو، انہوں نے اُسے حاضر کیا تو وہ بوجھل بیڑی میں تھا، یوسف نے اُسے کہا یہ زید بن علی ہیں، تیرا جو کچھ ان کے پاس ہے یاد کر، اس نے کہا اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، میرا کوئی تھوڑا بہت ان کے پاس نہیں ہے اور تم نے ان کو بلا کر ان پر ظلم کرنے کا ارادہ کیا ہے، پس یوسف زید کے پاس آیا اور آپ سے کہنے لگا، امیرالمومنین نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کو کوفہ آتے ہی وہاں سے نکال دوں، آپ نے فرمایا میں تین دن آرام کر لوں پھر نکال دینا، اس نے کہا، میں ایسا نہیں کر سکتا، آپ نے فرمایا مجھے آج کا دن ہی ٹھہرنے دو، اس نے کہا ایک ساعت بھی ٹھہرنے نہیں دوں گا سو اس نے اپنے ایلچیوں کے ساتھ آپ کو نکال دیا تو آپ نے اپنے خروج کے وقت ان اشعار کو بطور تمثل پڑھا ؂

پھٹے ہوئے موزوں والا پاؤں کے گھسنے کی شکایت کرتا ہے اُسے پتھروں کے تیز کنارے زخمی کرتے ہیں اُسے خوف نے بھگایا ہے اور اس پر عیب لگایا ہے، کھجور کے بڑے بڑے درختوں کی گرمی کو ناپسند کرنے والا ایسا ہی ہوتا ہے، موت میں اس کے لیے راحت تھی اور موت، بندوں کی گردنوں میں قطعی فیصلہ ہے۔

اور جب یوسف کے ایلچی الذبیب پہنچے تو واپس آ گئے اور زید بھی اُلٹے پاؤں کوفہ واپس آ گئے اور وہاں جو شیعہ تھے آپ کے پاس اکٹھے ہو گئے

اور یوسف بن عمر کو اطلاع پہنچی تو وہ ان کے درمیان اُچھل پڑا اور ان کے درمیان جنگ ہوئی پھر زید بن علی قتل ہو گئے اور آپ کو گدھے پر لادا گیا اور کوفہ میں داخل کیا گیا اور آپ کا سر چھڑی پر نصب کیا گیا پھر آپ کو اکٹھا کر کے جلایا گیا اور آپ کا نصف حصہ فرات میں اور نصف کھیتی میں اُڑایا گیا اور کہنے لگا خدا کی قسم، اے اہل کوفہ! میں تمہیں چھوڑ دوں گا کہ تم اُسے اپنے کھانے میں کھاؤ گے اور اُسے اپنے پانی میں پیو گے اور زید ۱۲۱ھ میں قتل ہوئے۔

اور جب زید قتل ہو گئے اور جو کچھ ہونا تھا ہو گیا، تو خراسان میں شیعہ حرکت میں آ گئے اور ان کا معاملہ نمایاں ہو گیا اور ان کے پاس آنے والے اور ان سے رغبت کرنے والے بہت ہو گئے اور وہ لوگوں کے پاس بنی امیہ کے افعال کو اور جو انہوں نے آلِ رسول کو تکالیف پہنچائی تھیں ان کا ذکر کرنے لگے حتیٰ کہ ہر شہر میں یہ خبر پھیل گئی اور داعی نمودار ہو گئے اور خواب دیکھے گئے اور جنگوں کی کتابیں پڑھی گئیں اور یحییٰ بن زید، خراسان کی طرف بھاگ گیا اور بلخ جا کر وہاں چھپ کر ٹھہر گیا اور یوسف نے ہشام کی طرف اس کا حال لکھا اور اس نے اس کے سبب نصر بن سیار کی طرف خط لکھا نصر نے فوج کو بلخ کی طرف بھیجا اس کا سالار ہدبۃ بن عامر السعدی تھا فوج کے جوانوں نے یحییٰ کو تلاش کیا اور اُسے نصر کے پاس لائے اور اس نے اُسے قہندز مرو میں قید کر دیا۔

اور ہشام کو خراسان کے اضطراب کی اور وہاں جو کثرت تھی اس کی اطلاع ملی تو اس نے یوسف بن عمر کو لکھا:۔

میرے پاس اس شخص کو بھیجو جسے خراسان کا علم ہو تو اس نے عبدالکریم بن سلیط بن عطیۃ الحنفی کو اس کے پاس بھجوایا اور اس نے اس سے خراسان اور اس کے باشندوں اور اس شخص کے متعلق پوچھا جو

وہاں کا والی بنانے کے اہل ہو، تو اس نے قیس اور ربیعہ کی ایک جماعت
کا اس سے نام لیا اور جب وہ ربیعہ کے کسی شخص کا نام لیتا تو وہ کہتا،
ربیعہ کے ذریعے سرحدیں بند نہیں کی جا سکتیں، سو اس نے نصر بن
سیار اللیثی کا نام لیا تو اس نے کہا گویا وہ نصر اور سیار ہے۔

نیز اس نے کہا اے غلام اس کا حکم نامہ لکھو تو اس نے حکم نامہ لکھا اور اُسے حکم دیا کہ وہ جلد یوسف بن عمر کو ملے اور اس سے قبل نصر بن سیار خراسان کے اضلاع میں سے ایک ضلع کا متولی تھا پس اس نے جعفر بن حنظلہ کو معزول کر دیا اور شہر پر متصرف ہو گیا اور یوسف نے خالد کے عمال کو پکڑ کر قید کر دیا اور پکڑے جانے والوں میں عیسیٰ بن معقل العجلی اور عاصم بن یونس العجلی شامل تھے اور ابو مسلم، عیسیٰ بن معقل کی خدمت کرتا تھا اور قبل اس کے کہ محمد بن علی اس کا نام عبدالرحمٰن رکھیں اس کا نام ابراہیم بن عثمان تھا، اور اس نے انہیں بنی ہاشم کی دعوت میں باتیں کرتے شناخت کہ وہ معاملے کو سمجھ گیا اور سلیمان بن کثیر، اور مالک بن الہیثم اور قحطبہ بن شبیب مکہ جانے کے ارادے سے کوچ کر گئے اور وہ قید خانے میں داخل ہو کر عیسیٰ بن معقل اور عاصم بن یونس کے پاس آئے اور انہوں نے ابو مسلم کو ان کے پاس آتے جاتے اور اس معاملے میں ان سے مذاکرات کرتے دیکھا پس انہوں نے اُسے ان کے ساتھ باہر نکال دیا اور اُسے محمد بن علی کے پاس لے گئے پس آپ نے اس سے گفتگو کی اور فرمایا میں خیال کرتا ہوں کہ یہ جوان ہمارا دوست ہے بلکہ وہ وہ ہے پس اس کی بات کو قبول کرو اور اس کے معاملے تک پہنچو اور اس کے متعلق وصیت کرو، بلاشبہ یہ صاحب امر ہے اس میں کچھ شک نہیں۔

اور حکومت کا ایک ماہر کہتا ہے کہ ابو مسلم محمد بن علی سے نہیں ملا وہ آپ کے بیٹے ابراہیم بن محمد بن علی سے ملا تھا اور یزید بن عبدالملک نے اپنے بیٹے ولید بن یزید کو ولی عہد مقرر کیا اور اس کے اور ہشام کے درمیان ہمیشہ جھگڑا

چلتا رہتا تھا ، ایک روز ولید، ہشام کے پاس آیا اور اس نے اُنسے اپنی نشستگاہ میں نہ پایا اور اس میں اس نے اس کے ماموں ابراہیم بن ہشام بن اسماعیل مخزومی کو پایا ، ولید نے اس سے متجاہل بن کر پوچھا کون شخص ہے ؟ تو ابن ہشام غصے ہو گیا اور کہنے لگا۔

اس کی مصاہرت سے تیرے دادے کا شرف مکمل ہوا ہے اس نے کہا اے بد کلام عورت کے بیٹے تو یہ بات کہتا ہے اور دونوں نے بد کلامی سے جھگڑا کیا اور ہشام باہر نکلا اور اس نے بھی گفتگو سن لی تو وہ دونوں رک گئے اور ولید اس کے پاس نہ آیا تو ہشام نے اس سے پوچھا اے ولید تو کیسا ہے ؟ اس نے کہا اچھا ہوں ، اس نے کہا تیرے ستاروں نے کیا کیا ہے ؟ اس نے کہا جوش دلانے والے ہیں ، اس نے پوچھا تیرے برے ہم نشینوں کا کیا ہے ؟ اس نے کہا ان پر اللہ کی لعنت ہو اگر وہ تیرے ہم نشینوں سے برے ہوں ، اس نے کہا اسے کھڑا کرو پس اُسے اس کے ہاتھ سے پکڑا گیا اور اُسے مجلس سے اُٹھا دیا گیا۔

اور ہشام بنی اُمیہ کے بڑے دانش مندوں میں سے تھا اور مردانگی میں سب سے کامل تھا اور بخیل ، حاسد ، بدخو ، سخت ، ظالم ، شدید سنگدل ، رحم سے دور ، اور زبان دراز تھا اور اس کے زمانے میں طاعون پھیلی حتیٰ کہ عام لوگ اور چوپائے اور بیل مر گئے اور الابرش بن الولید الکلبی اس پر حاوی تھا اور کعب بن حامد العبسی اس کا پولیس سپرنٹنڈنٹ تھا اور الربیع بن زیاد بن سابور اس کے محافظوں کا افسر تھا اور اس کا غلام الحریش اس کا حاجب تھا اور اس نے منقش ریشم اور نقش ونگار والے اور ارمنی اور کئی طرح کے کپڑے بنائے اور اس کی حکومت ۱۹ سال ۷ ماہ تھی ، اور اس نے ۹ ربیع الاول ۱۲۵ھ کو بدھ کے روز وفات پائی اور اس کی عمر ۵۳ سال تھی اور ولید بن یزید کے وکلاء کو خزائن سے روک دیا گیا اور اس کا کفن بھی نہ پایا گیا حتیٰ کہ اس کے خادم نے اُسے کفن دیا اور

بعض کا بیان ہے کہ اُسے الابرش الکلبی نے کفن دیا اور عباس بن ولید نے اس جنازہ پڑھایا اور بعض کا قول ہے کہ الأبرش الکلبی نے جنازہ پڑھایا اور اُسے الرصافہ میں دفن کیا گیا۔

اور اس نے دس بیٹے پیچھے چھوڑے، مسلمہ، یزید، محمد، عبداللہ، سلیمان مروان، معاویہ، سعید، عبدالرحمٰن، قریش۔

اور اس کی حکومت میں ۱۰۵ھ میں ابراہیم ہشام نے، اور ۱۰۶ھ میں ہشام بن عبدالملک نے اور ۱۰۷ھ، ۱۰۸ھ، ۱۰۹ھ، ۱۱۰ھ، ۱۱۱ھ اور ۱۱۲ھ میں ابراہیم بن ہشام نے اور ۱۱۳ھ میں اس کے بیٹے سلیمان نے اور ۱۱۴ھ میں خالد بن عبدالملک ابن الحارث بن الحکم نے اور ۱۱۵ھ میں محمد بن ہشام بن اسماعیل نے اور ۱۱۶ھ میں ولید بن عبدالملک نے اور ۱۱۷ھ میں خالد بن عبدالملک بن الحارث نے...... [1] اور ۱۱۹ھ میں ابوشاکر مسلمہ بن ہشام نے اور ۱۲۰ھ ۱۲۱ھ اور ۱۲۲ھ میں محمد بن ہشام بن اسماعیل نے اور ۱۲۳ھ میں یزید بن ہشام نے اور ۱۲۴ھ میں محمد بن ہشام بن اسماعیل نے لوگوں کو حج کرایا۔

اور اس کی حکومت میں ۱۰۶ھ میں لوگوں کے ساتھ معاویہ بن ہشام نے جنگ کی اور اس نے الوضاحیہ کے حکمران الوضاح کو بھجوایا تو اس نے کھیتوں اور بستیوں کو جلا دیا کیونکہ رومیوں نے چراگاہوں کو جلا دیا تھا اور الصائفۃ الیسریٰ سے سعید بن عبدالملک نے جنگ کی اور الجراح بن عبداللہ الحکمی نے اللان سے جنگ کی، ۱۰۷ھ میں معاویہ نے جنگ کی اور ۱۰۸ھ میں مسلمہ بن عبدالملک، الصائفۃ الیمنیٰ اور عاصم بن یزید الہلالی، الصائفۃ الیسریٰ کا امیر تھا اور ۱۰۹ھ میں معاویہ بن ہشام نے جنگ کی اور البطال اس کے ہراول کا امیر تھا پس اس نے خنجرہ کو فتح کیا اور مسلمہ نے ترکوں سے

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

جنگ کی اور اس نے باب اللان ان پر بند کر دیا اور اس نے خاقان سے ملاقات کی اور ۱۱۱ھ میں معاویہ بن ہشام، الصائفۃ الیسری کا امیر تھا اور سعید بن ہشام الصائفۃ الیمنی کا امیر تھا اور ترک آذربائیجان کی طرف چلے گئے اور الحارث بن عمر طائی نے ان سے ملاقات کی اور انہیں شکست دی اور ۱۱۲ھ میں ترک ارضِ اردبیل کی طرف گئے اور الجراح بن عبداللہ الحکمی نے ان سے جنگ کی اور وہ ترکوں کے بادشاہ سے ملا اور اُسے قتل کر دیا اور معاویہ بن ہشام نے رومیوں سے جنگ کی مگر وہ ان کے شہروں میں داخل نہ ہو سکا، بلکہ اس نے مرعش کی جانب سے العمق میں پڑاؤ کیا اور ۱۱۴ھ میں معاویہ بن ہشام اور مسلمہ بن عبدالملک نے جنگ کی اور ۱۱۵ھ میں ہشام کے دو بیٹوں معاویہ اور سلیمان نے جنگ کی اور ہراول کا امیر عبداللہ البطال تھا، اس نے قسطنطین سے ملاقات کر کے اُسے قید کر لیا اور رومیوں کو شکست دی اور ۱۱۶ھ میں معاویہ بن ہشام نے جنگ کی اور ۱۱۷ھ میں ہشام کے دو بیٹوں معاویہ اور سلیمان نے جنگ کی اور مروان بن محمد نے بلادِ ترک سے جنگ کی۔۔۔۔[1]

مروان بن محمد۔ اور ۱۲۱ھ میں مسلمہ بن ہشام نے جنگ کی اور ملطیہ پہنچ گیا اور ۱۲۲ھ میں مروان بن محمد نے آرمینیا کے نواح سے جنگ کی اور سلیمان بن ہشام نے ملطیہ کے نواح سے جنگ کی اور ۱۲۳ھ میں سلیمان بن ہشام نے موسم گرما کی جنگ کی اور مروان بن محمد نے سرزمین آرمینیا جیلان اور موقان سے جنگ کی اور ۱۲۴ھ میں سلیمان بن ہشام نے جنگ کی اور الیون طاغیۃ الروم اور ارطباس سے ملاقات کی اور وہ واپس چلا گیا اور ان کے درمیان جنگ نہ ہوئی اور ۱۲۵ھ میں الغمر بن یزید بن عبدالملک نے جنگ کی۔

اس کے زمانے کے فقہاء | سالم بن عبداللہ بن عمر الہیثم بن محمد بن

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

ابی بکر، محمد بن مسلم بن شہاب الزہری، محمد بن کعب القرظی، نافع مولی عبداللہ بن عمر
عاصم بن عمر بن قتادہ محمد بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم، طاؤس الیمانی، ربیعہ
بن ابی عبدالرحمٰن، عطاء بن ابی رباح، عمرو بن دینار، عبداللہ بن ابی نجیح، حبیب
بن ابی ثابت، عبدالملک ابن میسرۃ ابواسحٰق السبیعی، قاسم بن عبدالرحمٰن، عبیداللہ
بن عبداللہ ابن عتبہ بن مسعود، سماک بن حرب الذہلی، الحکم بن عیینۃ الکندی حماد
بن ابی سلیمان، ابومعشر زیاد بن کلیب، طلحہ بن مصرف الہمدانی، نعیم بن ابی
ہند الاشجعی، اشعث بن ابی الشعثاء، سعید بن اسبوع، ابوحازم الاعرج،
قتادہ بن دعامۃ الدوسی، بکر بن عبداللہ المزنی، ایوب السختیانی، یزید بن عبداللہ
بن الشخیر، عبدالرحمٰن بن جبیر، مکحول الدمشقی، راشد بن سعد المقری، میمون بن
مہران، ابوقبیل المعافری، یزید بن الاصم۔

ولید بن یزید کا دورِ حکومت

اور ولید بن یزید بن عبد الملک، ہشام کی وفات کے دس دن بعد بادشاہ بنا وہ دمشق میں تھا کہ خلافت اُسے ملی اور اس کی ماں ام الحجاج بنت محمد بن یوسف ثقفی تھی اور ۲۰ ربیع الاوّل ۱۲۵ھ جمعہ کے دن کا واقعہ ہے اور آفتاب اس دن دلو میں ۲۶ درجے اور ۲۰ منٹ تھا اور ماہتاب سنبلہ میں ۵ درجے اور ۲۰ منٹ تھا اور مریخ، جدی میں ۴ درجے تھا اور زہرہ جدی میں ۶ درجے اور ۴۵ منٹ تھا اور عطارد، حوت میں ۱۲ درجے اور ۱۰ منٹ تھا اور راس، دلو میں ۱۱ درجے اور ۴۵ منٹ تھا۔

اور ولید نے ہشام کے عمال کو معزول کر دیا اور عامل عراق یوسف بن محمد کے سوا انہیں طرح طرح کے عذاب دیے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اس نے ہشام کے رجسٹر میں عمال کے خطوط پائے، وہ یوسف کے سوا، اس کے عزم کو ولید کے معزول کرنے کے بارے میں مضبوط کر رہے تھے، یوسف نے اسے مشورہ دیا کہ وہ ایسا نہ کرے پس اس نے اُسے اس کی عملداری پر برقرار رکھا اور اُس کی طرف خالد بن عبد اللہ القسری کے بارے میں خط لکھا اور یوسف مسلسل اُسے عذاب دیتا رہا ...... [1]

اور اس نے اپنے بعد ابن الحکم کو ولی عہد مقرر کیا اور اُسے دمشق کا والی بنایا اور اس کے بعد اس کے بیٹے عثمان کو ولی عہد مقرر کیا اور اُسے حمص کا

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

والی بنایا اور اس نے فقیہ ربیعہ بن عبد الرحمٰن کو اپنے ساتھ ملا لیا اور اُسے اپنی حکومت کا منتظم مقرر کر دیا۔

اور اس نے ہشام کے ماموں ابراہیم بن ہشام بن اسماعیل مخزومی کو مدینہ مکہ اور طائف سے معزول کر دیا اور اس کے ماموں یوسف بن محمد ثقفی کو مدینہ اور مکہ کا والی مقرر کر دیا۔

اور جب ہشام کے زمانے میں نصر بن سیار نے یحییٰ بن زید بن علی بن حسین کو گرفتار کیا تو وہ اُسے مرو لے گیا اور اُسے قہندز مرو میں قید کر دیا اور ہشام کو اس کے حالات لکھے، پس اس کے خط کی آمد ہشام کی موت کے موافق ہو گئی اور ولید نے اُسے لکھا کہ وہ اسے آزاد کر دے اور بعض کا قول ہے کہ یحییٰ بن زید نے تدبیر کی اور قید خانے سے بھاگ گیا اور ابر شہر کے علاقے میں بیہق کی طرف چلا گیا اور کچھ شیعہ اس کے پاس جمع ہو گئے اور کہنے لگے تم کب تک ذلت کو پسند کرو گے؟ اور اس کے پاس تقریباً ایک سو بیس آدمی اکٹھے ہو گئے پس وہ واپس آیا اور نیشاپور کی طرف چلا گیا تو عمرو بن زرارۃ القسری عامل نیشاپور اس کے مقابلے میں نکلا اور اس نے یحییٰ سے جنگ کی اور یحییٰ اس پر غالب آ گیا اور اس نے اُسے اور اس کے اصحاب کو شکست دی اور انہوں نے اپنے ہتھیار پکڑے اور ان کا پیچھا کیا حتیٰ کہ عمرو بن زرارۃ سے جا ملے اور انہوں نے اُسے قتل کر دیا۔

اور یحییٰ بلخ جانے کے ارادے سے چلا تو نصر بن سیار نے سلم بن احوز الہلالی کو اس کی طرف بھیجا اور سلم روانہ ہو کر سرخس آ گیا اور یحییٰ چل کر باذغیس آ گیا اور مرو الروز کی طرف سبقت کر گیا اور جب نصر کو اس کی اطلاع ملی تو وہ اپنی افواج کے ساتھ اس کی طرف روانہ ہوا اور جوزجان میں اس سے ملاقات کی اور اس سے شدید جنگ کی اور ایک تیر آ کر یحییٰ کو لگا اور لوگوں نے جلدی کی اور اس کا سر کاٹ لیا اور اس کے بعد اس کے

ساتھیوں نے جنگ کی حتیٰ کہ سب کے سب مارے گئے۔

اور اس سال سلیمان بن کثیر، مالک بن الہیثم اور قحطبہ بن شبیب جو بنی ہاشم کے داعیوں کے سردار تھے، محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کے پاس اموال و تحائف لائے اور ابومسلم بھی ان کے ساتھ تھا، محمد نے ان سے کہا، تم میرے اس وقت کے بعد مجھے ہرگز نہ ملو گے اور میں اسی سال مرنے والا ہوں یہ ۱۲۵ھ کے شروع کا واقعہ ہے اور میرے بیٹے ابراہیم مقتول نے تمہاری مصاحبت کی اور جب اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں اپنا فیصلہ کیا تو عبداللہ ابن الحارثیہ نے تمہاری مصاحبت کی اور بلاشبہ وہ اس امر کا قائم ہے اور اس دعوت کا حکم ہے جسے اللہ حکومت دے گا اور اس کے ہاتھوں بنو امیہ کی ہلاکت ہو گی اور اس نے ان کی طرف بھیجا حتیٰ کہ انہوں نے اسے دیکھا اور اس کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسے دیے اور اس نے انہیں کہا بلاشبہ عبدالرحمٰن یعنی ابومسلم تمہارا حاکم ہے تو اس کی سمع و اطاعت کرو اور وہ اس حکومت کا قائم کرنے والا ہے۔

اور محمد بن علی ۶۷ سال کی عمر میں ۱۲۵ھ کے آخر میں فوت ہو گیا اور جب لوگوں کو محمد بن علی کی وفات کی اطلاع ملی تو وہ ابومسلم کو ابراہیم کے پاس لائے اور انھوں نے اُسے بتایا کہ یہ ان کا صاحب امر ہے اسے ان کا امیر بنا دیجیے پھر اس نے قحطبہ بن شبیب سے کہا خدا کی قسم تو وہ شخص ہے جو نباتہ بن حنظلہ اور عامر بن غبارۃ سے ملے گا اور ان دونوں کو شکست دے گا اور ان کی افواج سے جنگ کرے گا اور اللہ تجھے فتح دے گا حتیٰ کہ تو فرات تک جائے گا اور تیرا جھنڈا واپس نہ کیا جائے گا۔

پس وہ خراسان کی طرف چلے گئے اور مضر اور یمن کے درمیان عصبیت پیدا ہو گئی اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ نصر بن سیار نے یمن اور ربیعہ پر ظلم کیا اور مضریوں کو مقدم کیا، سو جدیع ابن علی کرمانی ازدی نے جو ان دنوں ازد

کا رئیس اور جوانمرد تھا، اس پر حملہ کر دیا اور اُس سے کہنے لگا ہم تجھے اور تیرے فعل کو نہیں چھوڑیں گے اور یمانیہ اور ربیعہ نے بھی اس سے رغبت کی، پس نصر نے اُسے پکڑ کر قید کر دیا اور یمن اور ربیعہ نے آکر اُسے ٹٹی خانے کی نالی سے نکال لیا پھر انہوں نے اس پر اتفاق کر لیا اور نصر نے اُسے دھوکہ دینے کا ارادہ کیا کہ وہ اس کے پاس آ جائے مگر انہوں نے ایسا نہ کیا اور نصر میں کچھ بے وقوفی بھی پائی جاتی تھی اور جب جدیع کو علم ہو گیا کہ یمن اور ربیعہ نے نصر بن سیار پر اس کے ساتھ اتفاق رائے کر لیا ہے تو اس نے اس پر حملہ کر دیا اور اس سے جنگ کی اور اسے نصر پر بالاتری ہو گئی، پس ابو مسلم، کرمانی کی طرف مائل ہو گیا اور اس نے اُسے کہا، آل محمد کی طرف دعوت دے اور وہ اپنے اصحاب کو مائل کرنے لگا اور انھیں اس کی طرف دعوت دینے لگا حتیٰ کہ انہوں نے خراسان میں دعوت کو نمایاں کر دیا۔

اور جب الحکم بن عوانہ عامل سندھ قتل ہو گیا تو عمرو بن محمد بن قاسم ثقفی اور یزید بن عرار نے اس کی خلافت کے بارے میں باہم جھگڑا کیا اور ہشام نے اس کے متعلق یوسف بن عمر کو خط لکھا تو یوسف ثقفی ہونے کی وجہ سے عمرو بن محمد بن قاسم کی طرف مائل ہو گیا اور اس نے اُسے والی مقرر کر دیا اور جب ولید والی بنا تو اس نے عمرو بن محمد بن قاسم کو سندھ سے معزول کر دیا اور یزید بن عرار کو والی مقرر کر دیا اور اس نے اٹھارہ جنگیں کیں اور وہ مبارک خیال آدمی تھا۔

اور سب شہر مضطرب ہو گئے اور ولید اپنے امر کو غیر محکم چھوڑنے والا اور اس کے اطراف کی طرف کم توجہ دینے والا تھا اور کھیل کود کرنے والا اور گلوکارہ عورتوں کا ساتھی اور قتل و جور کا اظہار کرنے والا اور لوگوں کے معاملات سے غفلت کرنے والا اور شراب نوش اور بے حیائی کرنے والا تھا اور وہ اپنی بے حیائی میں اس حد تک پہنچ گیا کہ اس نے کعبہ کے اُوپر

ایک گھر بنانے کا ارادہ کیا کہ اس میں لہو و لعب کے لیے بیٹھا کرے اور اس نے اس کے لیے ایک انجینئر کو بھیجا اور جب اس سے یہ بات ظاہر ہوئی اور اس کے ساتھ اس نے خالد بن عبداللہ القسری کو قتل کر دیا اور ہشام کے بیٹوں ابراہیم اور محمد کو عذاب دیا اور وہ دونوں مر گئے اور اس نے لوگوں کے ساتھ اور اپنے اہلبیت کے ساتھ عربوں میں سے جو ان کے طرفدار تھے ان کے ساتھ قابل ملامت فعل کیا۔ تو یزید بن ولید بن عبدالملک نے اپنے اہلبیت کی ایک جماعت کی مہربانی چاہی اور انھوں نے اسے ولید کے معزول کرنے پر مدد دی اور بنو خالد بن عبداللہ القسری اور یمانیہ کی ایک جماعت نے یزید بن ولید بن عبدالملک کی بیعت کرنے پر اس کا ساتھ دیا اور ایک جماعت اس کے پاس اکٹھی ہوئی اور ولید کا غلام باہر نکلا اور اس نے اسے خبر بتائی تو اس نے اسے سو کوڑے مارے اور یزید بن ولید دھیرے دھیرے ایک بستی جو البخراء کے نام سے مشہور ہے کی جانب اس کی طرف بڑھا اور وہ وہاں ایک محل میں اپنی افواج کے ساتھ اترا جو ایک دوسرے کے پیچھے تھیں اور انھوں نے اس سے جنگ کی حتیٰ کہ مارا گیا اور لوگ اپنی تلواروں کے ساتھ سرعت کے ساتھ اس کی طرف بڑھے اور اس کا سر کاٹ لیا اور اس کا ہاتھ قطع کر دیا اور اس کا سر دمشق میں نصب کیا گیا۔

اور وہ ۲۵ جمادی الآخرۃ ۱۲۶ھ کو قتل ہوا اور اس کی حکومت ایک سال پانچ ماہ تھی اور عبدالرحمٰن بن حمید الکلبی اس کا پولیس سپرنٹنڈنٹ تھا اور وہ اس کے محافظوں کا افسر، اس کا غلام قطری تھا اور اس کا حاجب اس کا قطن تھا اور اس نے چودہ بیٹے اپنے پیچھے چھوڑے، عثمان، یزید، الحکم، عباس، فہر، لوئی، عاص، موسیٰ، قصی، واصل، ذوابۃ، فتح، ولید اور اور اس کی حکومت میں ۱۲۵ھ میں محمد بن موسیٰ ثقفی نے لوگوں کو حج کرا

یزید بن ولید بن عبدالملک کا دورِ حکومت

اور یزید بن ولید بن عبدالملک، ولید کے قتل کے پانچ دن بعد یکم رجب ۱۲۶ھ کو بادشاہ بنا اور اس کی ماں شاہ فرید بنت فیروز بن کسریٰ تھی، اور اس روز آفتاب حمل میں ۱۱ درجے اور ۴۰ منٹ تھا اور ماہتاب حوت میں ۲۰ درجے تھا اور زحل سنبلہ میں ۲۰ درجے تھا اور مشتری، جوزاء میں ۳ درجے اور ۵۰ منٹ تھا۔ اور مریخ، جوزاء میں ۲۵ درجے اور ۴۰ منٹ تھا اور زہرہ، جدی میں ۱۰ درجے تھا اور عطارد، حمل میں ۲۰ درجے اور ۳۰ منٹ تھا۔

اور اس نے لوگوں کے عطیات کم کر دیے اس لیے اسے یزید الناقص کہتے ہیں اور شہر اس کے خلاف متحرک ہو گئے اور جن لوگوں نے اس کے خلاف خروج کیا ان میں عباس بن ولید بھی تھا جس نے حمص میں خروج کیا اور اہل حمص نے اس کا ساتھ دیا اور بشر بن ولید نے قنسرین میں، اور عمر بن ولید نے اُردن میں اور یزید بن سلیمان نے فلسطین میں خروج کیا اور عباس ابو محمد بن عبداللہ بن یزید بن معاویہ اور سلیمان بن ہشام نے مدد کی۔

اور اس نے اپنی حکومت کے تین دن بعد اپنے بھائی ابراہیم بن ولید کی بیعت لی اور اُسے اُردن کی طرف بھیج دیا اور انھوں نے محمد بن عبدالملک کو اپنا امیر بنا لیا اور اس سے موافقت کر لی تھی تو اس نے عبدالرحمٰن بن مصاد کو ان کی طرف بھیجا کہ وہ انہیں کہے کہ تم کیوں اپنے آپ کو قتل کرتے ہو،

ہمارے پاس آؤ ہم دین و دنیا کو تمہارے لیے اکٹھا کر دیں گے اور میں تمہارے ہر جوان کے لیے ایک ہزار دینار کا ضامن ہوں تو وہ منتشر ہو گئے۔

اور اس کی حکومت پانچ ماہ تھی اور فتنہ ساری دنیا میں عام تھا حتیٰ کہ اہل مصر نے اپنے امیر حفص بن ولید حضرمی کو قتل کر دیا اور اہل حمص نے اپنے عامل عبداللہ بن شجرۃ الکندی کو قتل کر دیا اور اہل مدینہ نے اپنے عامل عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز کو باہر نکال دیا۔

اور یزید بن خالد بن عبداللہ القسری اس کی حکومت پر حاوی تھا اور یزید بن الشاخ لخمی اس کا پولیس سپرنٹنڈنٹ تھا اور اس کے محافظوں کا انسر اس کا غلام سلام تھا اور اس کا حاجب اس کا غلام جبیر تھا اور جس دن ولید قتل ہوا اس کے بیت المال میں ۷،۴ کروڑ دینار تھے، یزید نے ان سب کو تقسیم کر دیا اور وہ قدری[1] تھا اور وہ ذوالقعدہ کے گزرنے پر فوت ہوا اور ابراہیم بن ولید نے اس کا جنازہ پڑھایا اور دمشق میں دفن ہوا، کہتے ہیں کہ اس کے بھائی ابراہیم نے اُسے زہر پلا دیا تھا۔

اور اس سال ۱۲۶ھ میں عمر بن عبداللہ بن عبدالملک بن مروان نے لوگوں کو حج کرایا اور بعض نے لکھا ہے ......[2] حجاج بن عبدالملک نے ......[3]

اور ثابت بن نعیم الجذامی نے آرمینیا میں مروان پر حملہ کر دیا اور مروان نے اس پر کامیابی حاصل کی اور اس پر احسان کر دیا اور مروان آرمینیا سے واپس آگیا اور عاصم بن عبداللہ بن یزید الہلالی کو اس پر نائب مقرر کیا اور باب اور ابواب پر اسحٰق بن مسلم العقیلی کو نائب مقرر کیا پھر اس نے اسحٰق بن مسلم العقیلی کے لیے آرمینیا کو اکٹھا کر دیا۔

---

[1] یہ فرقہ تقدیر کا منکر ہے اور ہر شخص کے مختار ہونے کا قائل ہے۔ (مترجم)

[2] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

[3] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

ابراہیم بن ولید کا دورِ حکومت

پھر ابراہیم بن ولید بن عبدالملک بن مروان، یزید بن ولید کی وفات کے روز بادشاہ بنا اور چار ماہ بادشاہ رہا، اس کی ماں اُم ولد تھی جسے سعار کہا جاتا تھا اور مروان بن محمد بن مروان آرمینیا سے اُسے معزول کرنے آیا اور جب وہ حران پہنچا تو اس نے اپنی طرف دعوت دی اور اہل جزیرہ نے خفیہ طور پر اس کی بیعت کرلی اور وہ اہل جزیرہ کی فوج کے ساتھ آیا اور اس نے ولید بن عبدالملک کے بیٹوں بشر اور مسرور سے ملاقات کی جو حلب میں پڑاؤ کیے ہوئے تھے، سو اس نے دونوں کی افواج کو شکست دی اور ان دونوں کو قید کرلیا۔ پھر وہ چل کر حمص آیا، اور اس کا عامل عبدالعزیز تھا۔

اور ابراہیم کو اطلاع ملی تو اس نے سلیمان بن ہشام بن عبدالملک کو اس کے مقابلے میں بھیجا اور اس نے مروان اور اس کے ساتھ جو جزیرہ قنسرین اور حمص کے باشندے تھے ان سے ملاقات کی اور دمشق کی عملداری میں عین الجسر کے مقام پر ان کی مڈبھیڑ ہوئی اور انہوں نے ۷ صفر ۱۲۷ھ کو بدھ کے روز جنگ کی اور وہ ایک دوسرے کو چھوڑ گئے اور جب دوسرا دن ہوا تو سلیمان بن ہشام اور اس کے اصحاب نے شکست کھائی اور ابراہیم سے جا ملے اور مروان آکر دیر العالیہ میں اُترا اور اہل دمشق نے اس کی بیعت کی اور وہ دمشق میں داخل ہوگیا اور ابراہیم نے خود کو معزول کر دیا اور

۱۵ صفر ۱۲۷ھ بروز سوموار مروان کی بیعت کر لی اور وہ ہمیشہ مروان کے ساتھ رہا حتیٰ کہ وہ عبداللہ بن علی کے معرکہ میں الزاب میں غرق ہو گیا۔

مروان بن محمد بن مروان کا دورِ حکومت اور بنی عباس کی دعوت

اور مروان بن محمد بن مروان صفر ۱۲۷ھ میں بادشاہ بنا اور اس کی ماں اُمّ ولد تھی جسے ریّا کہا جاتا تھا اور دمشق میں جو بنی اُمیہ وغیرہ تھے انہوں نے اس کی بیعت کی اور اس نے شہروں کے عمال کو خط لکھے تو ان کی سمع و اطاعت کے خطوط اس کے پاس آئے اور اُسے یہ خبر بھی ملی کہ اہل حمص، معصیت پر قائم ہیں پس وہ ان کے مقابلے میں گیا اور اس نے عبدالعزیز بن الحجاج بن عبدالملک کو دمشق کا نائب مقرر کیا پس اس نے ان کا محاصرہ کر لیا حتیٰ کہ شہر کو فتح کر لیا اور السمط بن ثابت بن الاصبغ ابن ذوالہ اس سے ڈر کر بھاگ گیا اور اس نے معاویہ بن عبداللہ سکسکی کو قید کر لیا۔

اور اُسے خبر ملی کہ یزید بن خالد بن عبداللہ القسری نے یوسف بن عمر ثقفی کو قتل کر دیا ہے اور وہ محبوس تھا اور جب عبدالعزیز بن الحجاج بن عبدالملک نے مروان بن محمد کے امر کو مضطرب دیکھا تو اس نے یزید بن خالد بن عبداللہ القسری کو قید خانے کی طرف جانے کا حکم دیا اور اُسے حکم دیا کہ وہ یوسف بن عمر اور ولید بن یزید کے بیٹوں عثمان اور الحکم کو قتل کر دے، سو اس نے ایسے ہی کیا۔

اور مروان نے واپسی کا ارادہ کیا تو اُسے خبر ملی کہ الضحاک بن قیس حروری

نے عراق کے نواح پر غلبہ پالیا ہے اور اس نے واسط میں عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز سے جنگ کی اور وہ جزیرہ کی طرف چلا گیا اور موصل سے گزر گیا اور نصیبین کی طرف چلا گیا، وہاں عبداللہ بن مروان تھا سو اس نے اس کا محاصرہ کر لیا اور باب اور ابواب میں اسحٰق کا عامل، مسافر نام ایک شخص تھا اور وہ خوارج کی رائے رکھتا تھا پس الضحاک نے اُسے آرمینیا کی امارت کا فرمان لکھ بھیجا اور اس کے باشندوں نے آرمینیا کے عامل، عاصم بن عبداللہ بن یزید الہلالی کو قتل کر دیا تھا اور وہ آرمینیا کی طرف گیا اور مروان، حران کی طرف چلا گیا اور وہاں اس نے دباب البیعن مقام پر اپنا مکان بنایا اور الضحاک کو اس کی اطلاع ملی تو وہ اس کے پاس آیا اور موصل سے گزرا اور اس کا گھیراؤ کر لیا پھر اس نے اس کے معاملے کو لمبا کرنا پسند نہ کیا اور نصیبین کی طرف چلا گیا اور اس کا گھیراؤ کر لیا پھر حران کی طرف چلا گیا حتیٰ کہ مروان کا سامنا کیا اور اس سے شدید جنگ کی اور الضحاک نے کئی بار اس پر فتح پائی حتیٰ کہ اس کے تخت سے اُسے الگ کر دیا اور اس پر بیٹھ گیا پھر ۱۲۷ھ میں الضحاک قتل ہو گیا اور خوارج کئی فرقوں میں بٹ گئے۔

اور سلیمان بن ہشام بن عبدالملک اور یزید بن خالد بن عبداللہ کے اصحاب میں سے جو یمانی بھاگے تھے وہ اس کے ساتھ تھے، سلیمان بن ہشام بن عبدالملک شام جانے کے ارادے سے روانہ ہوا تو مروان نے خشاف مقام پر اس سے ملاقات کی تو اس نے اُسے شکست دی اور سلیمان چلا گیا اور الضحاک کے اصحاب کا امیر، الخیبری تھا پس وہ بڑی فوج کے ساتھ چلا اور مروان سے ملاقات کی تو مروان نے اُسے قتل کر دیا تو خوارج نے اپنی امارت ابوالذلفا شیبانی کے سپرد کر دی اور وہ اپنے اصحاب کے ساتھ موصل واپس آ گیا اور مروان نے اس کا پیچھا کیا تو اس نے ایک ماہ اس سے جنگ کی، پھر ابوالذلفاء نے شکست کھائی تو مروان نے عامر بن ضبارۃ المری کو

اس کے پیچھے بھیجا تو ابوالذلفاء، عمان کی طرف چلا گیا اور قتل ہو گیا اُسے الجلندی بن مسعود ازدی نے قتل کیا، پس الضحاک کا نائب ابوعبیدہ کوفہ کی طرف گیا اور مروان نے یزید بن عمر بن ہبیرہ فزاری کو عراق کا والی مقرر کیا اور وہ ۱۲۸ھ میں عراق آیا اور اس نے الضحاک کے نائب کو قتل کر دیا اور ثابت بن نعیم الجذامی اردن کی طرف گیا اور مروان نے اس کے مقابلے میں الرماحس بن عبدالعزیز کو بھیجا اور عبدالواحد بن سلیمان بن عبدالملک کو مدینہ اور مکہ کا والی مقرر کیا۔

اور وہ حج کرانے کے لیے مکہ آیا اور حروری بھی آئے اور ابوحمزۃ المختار بن عوف الحروری ازدی ان کے ساتھ تھا حتیٰ کہ وہ جبلِ عرفات پر کھڑے ہو گئے اور ابوحمزہ، عبداللہ بن یحییٰ الکندی جو طالب حق کہلواتا تھا کی طرف سے تھا پس جب وہ عرفات میں کھڑے ہوئے تو انہوں نے لوگوں کو خوفزدہ کیا تو اس نے عبدالواحد کو ان کے پاس بھیجا کہ وہ انہیں شہر حرام اور ایام عظام اور یوم حج اکبر کی عظمت بتائے پس اُنہوں نے ان سے یوم عرفہ اور چار دن کی صلح کر لی اور منیٰ کی طرف چلے گئے اور اس کی ایک جانب میں پڑاؤ کر لیا اور جب وہ واپس لوٹے تو عبدالواحد مدینہ چلا گیا اور اس نے لوگوں کو کچہری کی طرف بلایا اور عبدالعزیز بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان ابن عفان کی سرکردگی میں صفر ۱۳۰ھ قدید میں فوج بھیجی، پس عبدالعزیز اور اس کے ساتھ مدینہ کے باشندے تھے، وہ قتل ہو گئے اور قریش نے خزاعہ پر تہمت لگائی کہ انہوں نے حروریہ سے مل کر ان کے خلاف سازش کی ہے۔

اور حروری ۲۰ صفر کو مدینہ آئے اور عبدالواحد بن سلیمان بن عبدالملک بھاگ گیا اور ابوحمزہ مدینہ پر غالب آگیا اور اس نے اپنا مشہور خطاب کیا اور اہل مدینہ اس کے پیچھے نماز پڑھتے تھے اور نماز کو دہراتے تھے پھر وہ شام جانے کے ارادے سے چلے گئے اور انہیں مروان کے سوار ملے جن کا امیر عبدالملک بن محمد بن عطیۃ السعدی تھا پس انہوں نے وادی القریٰ میں ان

پر حملہ کر دیا اور حروری شکست کھا کر مدینہ کی طرف بڑھے اور اہل مدینہ ان کے مقابلے میں نکلے اور انہوں نے ان کے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا۔ اور ابن عطیہ نے ان سے ملاقات کی تو انہوں نے شکست کھائی اور اس نے مکہ تک ان کا تعاقب کیا حتیٰ کہ عبداللہ بن یحییٰ قتل ہو گیا اور وہ معدۃ کے قریب ہوئے اور اس نے انہیں بھی قتل کیا حتیٰ کہ لوگوں نے ان سے موافقت کی پھر وہ صنعاء میں داخل ہوئے تو اس کے پاس موسم حج کی امارت کے بارے میں مروان کا خط آیا پس وہ چلا گیا اور ابھی وہ راستے ہی میں تھا کہ اپنی فوج میں وفات پا گیا۔

اور مروان نے عراق جانا چاہا تو اس کے پاس اہل حمص کی خبر آئی کہ انہوں نے نافرمانی کر دی ہے پس وہ ان کے مقابلہ میں گیا اور اس نے حمص پر منجنیق رکھ کر اس کی فصیل گرا دی تو انھوں نے امان طلب کی اور اس نے انہیں امان دے دی مگر تین آدمیوں کو امان نہ دی اور انہیں قتل کر دیا۔

جب یزید بن عمر بن ہبیرہ عراق آیا تو منصور بن جمہور بھاگ کر سندھ آ گیا اور عامل سندھ ابن عرار اس کا قرابت دار تھا پس وہ دریا کے پار چلا گیا اور ابن عرار نے اُسے پیغام بھیجا کہ اپنی جگہ نہ چھوڑ تو اس نے اُسے جواب دیا میں نے تجھ سے پہلے ٹھہرنے کا ارادہ کیا ہے اللہ تیرے رشتہ داروں سے صلہ رحمی نہ کرے اور نہ تیرے قرابت داروں کو قرب بخشے اور ابھی عنقریب تجھے معلوم ہو جائے گا پھر اس نے سدوسان میں کشتیاں بنائیں اور انہیں اونٹوں پر لادا حتیٰ کہ انہیں مہران میں پھینک دیا پھر اس نے ابن عرار سے ملاقات کی اور اس نے اس سے جنگ کی حتیٰ کہ اس نے منصورہ تک جنگ کی اور منصور بن جمہور نے اس کا گھیراؤ کر لیا اور ابن عرار نے امان طلب کی تو اس نے کہا کہ میرا حکم ہی تجھے امان دے گا تو اس نے اس کا حکم مان لیا، پس اس کے حکم سے اس پر ستون بنایا گیا اور وہ زندہ ہی تھا اور منصور نے

منصورہ میں قیام کیا اور اپنے بھائی منظور کو، قندابیل اور دیبل کی طرف بھیجا۔

اور منصور ہمیشہ سندھ میں مقیم رہا حتیٰ کہ ابو مسلم، خراسان میں نمودار ہوا اور ابو مسلم نے ایک سجستانی شخص کو جسے مفلس کہا جاتا تھا، سندھ کی طرف بھیجا اور جب وہ ان کے نزدیک آیا تو منصور بن جمہور کے بھائی منظور کے اصحاب نے حملہ کر کے اُسے قتل کر دیا اور انہوں نے مفلس کی طرف خط لکھا تو وہ ان کے پاس آیا تو منصور بن جمہور نے اس سے ملاقات کی اور اس سے جنگ کی اور اُسے شکست دی اور مفلس قید ہو گیا اور اُسے منصور کے پاس لایا گیا تو اس نے اُسے قتل کر دیا اور اپنے بھائی کے اکثر قاتلوں کو قتل کر دیا۔

اور خراسان میں کرمانی کی قوت بڑھ گئی اور اس کے اور نصر بن سیار کے درمیان ہمیشہ جنگ ہوتی رہی اور کرمانی نے نصر بن سیار پر فتح پائی اور ابو مسلم کرمانی کی حکومت پر حاوی تھا اور ہمارے اشیاخ کی ایک جماعت نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ ابو مسلم کہا کرتا تھا کہ جب کرمانی اور نصر بن سیار جنگ کے لیے ملاقات کریں تو اے اللہ دونوں کو صبر دے اور مدد کو ان سے روک لے، پس اس نے کرمانی کو نیزہ مارا تو وہ قتل ہو گیا اور نصر نے اُسے صلیب دے دیا اور ابو مسلم اس کی فوج پر غالب آ گیا اور اس کا معاملہ نمایاں ہو گیا اور اس کی فوج بڑھ گئی اور اس نے نصر بن سیار سے سنجیدگی کے ساتھ جنگ کی حتیٰ کہ اُسے کئی بار شکست دی اور بنی ہاشم کی دعوت کو نمایاں کیا اور یہ واقعہ ماہ رمضان ۱۲۹ھ کا ہے۔

اور سلیمان بن حبیب بن مہلب اہواز میں اُٹھ کھڑا ہوا تو یزید بن عمر ابن ہبیرۃ نے نباتۃ بن حنظلۃ الکلابی کو بھیجا اور انھوں نے باہم شدید جنگ کی پھر سلیمان نے شکست کھائی اور فارس چلا گیا تو یزید بن عمر نے عامر بن

منیارۃ المری کو فارس کی طرف بھیجا۔

اور خراسان میں نصر بن سیار کا معاملہ کمزور پڑگیا اور ابو مسلم کا معاملہ قوت پکڑ گیا تو نصر نے مروان کو اپنا حال بیان کرتے ہوئے اپنے ساتھیوں کی کمزوری اور ابو مسلم کی قوت اور اس کے ظہور کے متعلق خط لکھا اور اس نے اپنے خط کے آخر میں لکھا

میں راکھ کے درمیان انگاروں کی چمک دیکھ رہا ہوں اور ہو سکتا ہے کہ وہ بھڑک اٹھے بلاشبہ آگ دو لکڑیوں سے جلائی جاتی ہے اور فعل سے پہلے گفتگو ہوتی ہے اور میں تعجب سے کہتا ہوں کاش مجھے معلوم ہوتا کہ بنی امیہ خفتہ ہیں یا بیدار ہیں۔

پس مروان نے اپنے عامل عراق یزید بن عمر بن ہبیرۃ کو خط لکھا کہ وہ جوانوں کے ساتھ نصر بن سیار کو مدد دے اور یزید بیٹھ گیا پھر مروان نے اس کی طرف پے درپے وعید کے خطوط لکھے اور اس نے اپنے بیٹے داؤد بن یزید کو ایک عظیم فوج کے ساتھ بھجوایا، جس میں عامر بن منبارۃ المری، الجویریہ بن اسماعیل اور نباتۃ بن حنظلۃ الکلابی شامل تھے اور داؤد بن یزید بن عمر، نوعمر تھا مروان نے ابن ہبیرہ کو اس کے بیٹے داؤد کی نوعمری کے باعث امیر مقرر کرنے پر اعتراض کرتے ہوئے خط لکھا اور اسے حکم دیا کہ وہ اس کی طرف اس شخص کو بھیجے جو اس کے جھنڈے کو کھولے، اور عامر بن منبارۃ المری کو فوج پر امیر مقرر کرے تو ابن ہبیرہ نے ایسے ہی کیا اور فوج چلی گئی اور ہراول کا امیر نباتۃ بن حنظلۃ الکلابی تھا۔

اور مروان نے ابراہیم بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس کو اس وقت طلب کیا جب اسے پتہ چلا کہ ابو مسلم کی دعوت اس کے لیے ہے اور یہ کہ وہی اس امر کا اہل ہے۔ عثمان بن عروۃ بن محمد بن عمار بن یاسر نے بیان کیا ہے کہ میں ابو جعفر عبد اللہ بن محمد کے ساتھ حمیمہ میں تھا اور اس کے ساتھ اس کے دو بیٹے، جعفر اور محمد بھی تھے اور وہ دونوں بچے تھے اور میں ان دو

سے خوش طبعی کرنے لگا اور انہیں کھلانے لگا اس نے مجھے کہا، تو ان دونوں بچوں سے کیا کر رہا ہے، کیا تو دیکھتا نہیں کہ ہم کس حال میں ہیں؟ میں نے دیکھا کہ مروان کے ایلچی ابراہیم بن محمد کو تلاش کر رہے ہیں، میں نے کہا مجھے چھوڑ دیں میں نکل جاؤں، اس نے کہا تو میرے گھر سے نکلتا ہے حالانکہ تو عمار بن یاسر کا بیٹا ہے؟ اس نے کہا، کہ انہوں نے مسجد کے دروازے سے پکڑ لیے اور انہیں ابراہیم کی طرف اشارہ کیا گیا ہے تاکہ وہ اُسے پکڑ لیں اور ان کے سامنے ابوالعباس کا حلیہ بیان کیا گیا اور ابوالعباس ان کے قتل سے موصوف تھا اور جب اُسے مروان کے پاس لایا گیا تو اس نے کہا یہ حلیہ نہیں ہے، ایلچی نے کہا خدا کی قسم میں نے حلیہ دیکھا ہے لیکن میں نے کہا ـــ ابراہیم بن محمد ـــ اور یہ ابراہیم بن محمد ہے تو اس نے ابوالعباس کی تلاش کے لیے انہیں واپس کر دیا پس انہوں نے دیکھا کہ وہ غائب ہو چکا ہے، پس مروان کے حکم سے ابراہیم کے چہرے کو چادر سے ڈھانپ دیا گیا حتیٰ کہ وہ مرگیا، اور بعض کا قول ہے کہ اس کے سر کو چونے کے بورے میں داخل کر دیا گیا حتیٰ کہ وہ مرگیا اور اس کے بارے میں ابن ہرمہ کہتا ہے سہ

میں اپنے آپ کو قوی خیال کرتا تھا، مجھے اس قبر نے کمزور کر دیا ہے جو حران میں ہے اس میں دین کی عصمت ہے، اس میں وہ امام ہے جس کی مصیبت عام ہے اور وہ ہر مالدار اور مسکین کی معاش کے لیے کافی ہے

اور ابومسلم نے بنی ہاشم کی دعوت کو نمایاں کیا اور نصر بن سیار نے اس سے مصالحت کی اپیل کی تو اس نے لاہز بن قریظ کو اس کے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ بھیجا اور لاہز ابن قریظ ایک نقیب تھا، اس نے اُسے حاضر ہونے کا حکم دیا تاکہ وہ بیعت کرے پس لاہز اس کے پاس آیا اور کہنے لگا، امیر کو جواب دو پھر اس نے یہ آیت پڑھی ان الملأ یاتمرون بك لیقتلوك

فاخرج انی لک من الناصحین۔

(ترجمہ) بلاشبہ سردار لوگ تمہارے بارے میں مشورہ کر رہے ہیں کہ تجھے قتل کر دیں، پس چلا جا میں تیرے خیر خواہوں میں سے ہوں۔

نصر نے کہا، میں اپنے باغ میں جاتا ہوں اور ان کی طرف چلا جاتا ہوں، پس وہ اپنے باغ میں گیا اور اپنی سواری پر سوار ہوا اور بھاگتا ہوا چلا گیا اور ساوۃ لبستی میں مر گیا اور ابومسلم نے لاہز بن قریظ کو پکڑ کر اسے قتل کر دیا۔

اور وہ ماہ رمضان میں یا شوال میں نیشاپور آیا اور اس نے اپنے عمال کو بھیجا پس اس نے سباع بن معمر الازدی کو سمرقند کا عامل مقرر کیا اور ابوداؤد خالد بن ابراہیم کو طخارستان کا عامل مقرر کیا اور اس نے ابونصر مالک بن الہیثم خزاعی کو اپنا پولیس سپرنٹنڈنٹ مقرر کیا اور محمد بن الاشعث خزاعی کو، الطبسین اور ایران کی طرف بھیجا اور حسن بن قحطبہ کو اپنے ہراول کا امیر بنا کر بھیجا، پھر قحطبہ بن شبیب آیا اور اس کے پاس ابراہیم بن محمد بن علی کا حکمنامہ بھی تھا اور سیرت بھی تھی جس پر وہ عمل کرتا تھا، پس ابومسلم نے اسے اس کے لیے نافذ کر دیا۔ اور اسے بنی امیہ کی فوج کے ساتھ لڑنے کو بھیجا، اور قحطبہ چل کر جرجان آیا اور اس نے نباتہ بن حنظلہ سے ملاقات کی اور جنگ چھڑ گئی اور اس نے نباتہ کو قتل کر دیا اور اس کی فوج کو شکست دی اور جو کچھ اس کی فوج میں تھا جمع کر لیا اور غنائم کو خالد بن برمک کی طرف بھجوا دیا اور اس نے انہیں اپنے اصحاب میں تقسیم کر دیا۔

اور قحطبہ نے ماہ محرم ۱۳۱ھ تک قیام کیا پھر اس نے اپنے بیٹے حسن بن قحطبہ کو قومس کی طرف اپنے ہراول کا امیر بنا کر بھجوایا اور وہ اسے جا ملا تو اس نے اسے رَی سے ہمدان کی طرف بھیج دیا اور العکی کو قم اور اصبہان کی طرف بھیجا اور قحطبہ بھی چل کر اس کی طرف آ گیا اور اس میں عامر بن ضبارۃ المری بھی تھا پس اس نے اس کی طرف آدمی بھیجا کہ وہ اسے آل محمد کی

بیعت کی دعوت دے اور ابن ضبارۃ نے اس کی طرف پیغام بھیجا۔ اسے عجمی کافر قسم بخدا میں اُمید کرتا ہوں کہ میں تمہیں رسیوں میں جکڑوں گا اور اس کے ساتھ چالیس ہزار اہالیان شام تھے، پس قحطبہ نے اس سے جنگ کی اور اُسے قتل کر دیا اور اس کے جو اصحاب اس کے ساتھ تھے، انہیں بھی قتل کر دیا اور ان میں سے تھوڑے سے آدمی ہی بچے، اور وہ ابن ہبیرہ کے پاس بھاگ گئے اور اس وقت وہ جلولاء میں تھا۔

اور قحطبہ، نہاوند کی طرف گیا اور وہاں پر ادھم بن محرز الباہلی ایک جماعت کے ساتھ جس نے اس کی پناہ لی تھی، موجود تھا پس قحطبہ نے تین ماہ تک نہاوند کا گھیراؤ کیے رکھا حتیٰ کہ اس نے ان کے اکثر لوگوں کو فنا کر دیا پھر اُسے فتح کر لیا اور حلوان کی طرف چلا گیا اور قحطبہ کہا کرتا تھا ــــــ میں نے جو کام بھی کیا اس کے متعلق امام نے مجھے خبر دی ہاں اس نے مجھے بتایا کہ میں فرات کو عبور نہ کروں۔

اور قحطبہ نے ابوعون عبدالملک بن یزید کو شہر زور کی طرف بھیجا اور اس نے عثمان بن زیاد سے ملاقات کی اور اُسے شکست دی اور اس کی فوج کو لوٹ لیا۔

حمید بن قحطبہ کا بیان ہے کہ میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ بنی اُمیہ کے زمانے میں، میں کوفہ کی مسجد میں داخل ہوا اور مجھ پر موٹی پوستین تھی اور میں ایک حلقہ کے پاس بیٹھ گیا اور شیخ لوگوں کے سامنے باتیں بیان کر رہا تھا پس اس نے بنی اُمیہ کے زمانے کا ذکر کیا اور سیاہ لباس کا ذکر کیا اور جو اُسے پہنیں گے ان کا بھی ذکر کیا، اس نے کہا ہو گا اور ہو گا اور ایک شخص خروج کرے گا جسے قحطبہ کہا جائے گا گویا وہ یہ اعرابی ہے اور اس نے میری طرف اشارہ کیا اور اگر میں چاہتا کہ کہوں کہ وہی ہے وہی ہے تو میں کہہ دیتا، قحطبہ کا بیان ہے مجھے اپنی جان کا خوف ہوا تو میں ایک جانب

ہوگیا اور جب وہ واپس چلا تو میں نے اس سے گفتگو کی اس نے کہا اگر میں چاہتا کہ کہوں کہ تو وہی ہے تو میں کہہ دیتا، پس میں نے اس کے متعلق پوچھا تو مجھے بتایا گیا کہ یہ جابر بن یزید الجعفی ہیں۔

اور ابن ہبیرہ، عراق کے شہر واسط میں تھا پس وہ وہاں قلعہ بند ہوگیا اور اس نے کھانا اور روزیاں داخل کیں اور فوجوں کے رستے واسط کی طرف واپس آ گئے اور قحطبہ، عراق آیا تو اُسے یزید بن ہبیرہ کی فوج ملی اور اس نے اُسے لوٹ لیا اور وہ الزاب کی طرف چلا گیا جو الفلوجۃ العلیاء کا حصہ ہے اور کوفہ سے بیس فرسخ کے سرے پر ہے سو اس نے ۷ محرم ۱۳۲ھ کو جمعرات کی رات کو یزید بن عمر بن ہبیرۃ سے ملاقات کی اور انہوں نے رات کو کچھ وقت باہم جنگ کی پھر ابن ہبیرہ نے شکست کھائی اور واسط کو واپس آ گیا اور وہاں قلعہ بند ہوگیا اور جب قحطبہ اس کی جنگ سے فارغ ہوگیا تو اس نے اُٹھ کر خطبہ دیا اور اللہ کی حمد و ثناء کی اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا پھر کہنے لگا اے لوگو! قسم بخدا ہم صرف اقامت حق اور باطل کی حکومت کو مٹانے کے لیے نکلے ہیں اور میں نے تمہیں بتایا ہے کہ امام محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس نے مجھے بتایا ہے کہ میں نباتۃ بن حنظلۃ الکلابی اور عامر بن ضبارۃ المری سے ملوں اور ان دونوں کو شکست دوں اور ان کی فوجوں کو لوٹ لوں اور ان کے جانبازوں کو قتل کر دوں اور میں نے تمہیں اس کے وقوع سے قبل بتا دیا تھا اور جو میں نے تمہیں خبر دی تھی تم نے اس کی سچائی کو دیکھ لیا ہے اور امام نے مجھے بتایا ہے کہ میں فرات کو عبور نہ کروں اور تم اُسے عبور کرو گے پس میرے سوا فوج سے کوئی شخص گم نہ ہو اور قسم بخدا اس نے جو بات کہی ہے اس میں جھوٹ نہیں بولا۔ پس جب تم مجھے کھو دو گے تو لوگوں کا امیر حمید بن قحطبہ ہوگا اور اگر وہ موجود نہ ہو تو حسن بن قحطبہ امیر ہوگا۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ و رحمۃ اللہ و برکاتہ

اور جب سحر ہوئی تو انہوں نے فرات کو عبور کر لیا اور یہ واقعہ سیلاب کے زمانے میں اور بکثرت پانی کے وقت ہوا اور جب انہوں نے صبح کی تو انہوں نے قحطبہ کو کھو دیا اور انہیں اس کی خبر معلوم نہ ہوئی اور وہ کہنے لگے کہ وہ غرق ہو گیا ہے اور کچھ لوگوں نے کہا اُس پہ فرات کا کنارہ گرا ہے اور کچھ لوگوں نے کہا، اس کے گھوڑے نے اُسے گرا دیا ہے اور ابو مسلم نے اس کی طرف لکھا...... بلہ کوفہ سے۔ میں نے تیرے لیے فرودگاہیں تیار کی ہیں تو قحطبہ نے اُسے لکھا اے وزیر اگر میں تجھے ملا تو ابھی بنی اُمیہ کے لیے یقیناً بقا ہو گی۔

اور قحطبہ کے غرق ہونے کے بعد ابن ہبیرہ نے شکست کھائی اور جب مروان کو خبر ملی تو اس نے کہا خدا کی قسم یہ ادبار ہے وگرنہ کس نے مُردہ کے متعلق سُنا ہے کہ وہ زندہ کو شکست دیتا ہے۔

اور حمید بن قحطبہ، قحطبہ کے کھونے کے چار دن بعد چلا حتیٰ کہ کوفہ میں داخل ہو گیا اور محمد بن عبداللہ القسری نے بنی ہاشم کے لیے کوفہ کو قابو کر لیا.... اور ان کی دعوت کو نمایاں کیا اور وہاں جو بنی اُمیہ اور ان کے اصحاب تھے ان کو بھگا دیا اور سیاہ لباس کو نمایاں کیا اور سفیان بن معاویہ بن یزید بن مہلب، البصرہ پر غالب آگیا اور اس نے سرداروں کو قتل کیا اور ابو سلمہ حفص بن سلیمان الخلال نے بنی ہاشم کی طرف دعوت دی اور عمال مقرر کیے اور حسن بن قحطبہ کو ابن ہبیرہ کی طرف بھیجا اور اس کے پیچھے مالک بن الہیثم کو بھیجا اور ان دونوں کو حکم دیا کہ اس کا محاصرہ کر لیں پس حسن نے مدینہ غربیہ پر اور مالک نے مدینہ شرقیہ پر پڑاؤ کر لیا اور اس نے بنی لیث کے غلام ہشام بن ابراہیم کو عبدالواحد ابن عمر بن ہبیرہ کی طرف بھیجا اور وہ اہواز پر اپنے بھائی کا عامل تھا سو اس نے اس سے جنگ کی اور اس کی فوج کو منتشر کر دیا پھر عبدالواحد بن عمر بن ہبیرہ نے شکست کھائی اور سلم بن قتیبہ باہلی کے ساتھ جا ملا اور وہ بصر

لہ اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

یہ یزید بن عمر کا عامل تھا۔

اور ابو العباس اور اس کے بھائی اور اس کے اہل بیت، محرم ۱۳۲ھ میں کوفہ آئے اور ابو سلمہ نے انہیں بنی اُدو میں ولید بن سعد کے گھر بھجوا دیا اور ان کے معاملے کو پوشیدہ رکھا اور ان کے حال سے کوئی بھی آگاہ نہ تھا انہوں نے اس گھر میں دو ماہ قیام کیا حتیٰ کہ ابو حمید ان کے غلام سے ملا اور اس نے اس سے ان کے متعلق دریافت کیا تو اس نے اُسے ان کی بڑی کمزوری کے متعلق بتایا پس وہ ان کے پاس گیا اور وہ تہ خانے میں تھے اس نے پوچھا تم میں سے عبداللہ بن محمد بن الحارثیہ کون ہے؟ تو اُسے ابو العباس کی طرف اشارہ کیا گیا تو اس نے اُسے سلامِ خلافت کہا اور چلا گیا اور اس نے اپنے اصحاب کو بلایا اور ابو العباس کو باہر نکالا اور لوگوں نے اس کی بیعت کی اور جب ابو سلمہ کو خبر پہنچی تو وہ ان کے پاس دوڑتا ہوا آیا حتیٰ کہ ان کے ساتھ جا ملا تو اس نے اُسے کہا تم نے جلدی کی ہے اور مجھے اُمید ہے کہ بہتر ہوگا اور ابو العباس مسجد کی طرف گیا اور اس نے خطبہ دیا اور نماز پڑھی۔

اور ابو العباس نے اپنے چچا عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن عباس کو مروان کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے بھیجا تو اس نے موصل کے نزدیک الزاب میں اس سے ملاقات کی اور مروان کی توجہ بھی الزاب کی طرف تھی اس لیے کہ بنی اُمیہ اپنی جنگوں میں بیان کرتے تھے کہ مسودہ کا سلطان الزاب سے آگے نہیں بڑھے گا اور ان کا خیال تھا کہ وہ زاب الموصل ہے پس مروان نے اس کا قصد کیا اور اس کا خیال تھا کہ وہ اس سے آگے نہیں بڑھے گا اور وہ زاب، عرب کے انتہائی دور علاقے میں تھا، سو عبداللہ بن علی نے اس سے جنگ کی اور اُسے شکست دی پھر وہ ہمیشہ اس کے پیچھے رہا اور وہ شکست خوردہ تھا وہ کسی چیز کی طرف توجہ نہ دیتا تھا حتیٰ کہ اس نے اُسے الجزیرہ کی طرف نکال دیا پھر اُسے الجزیرہ سے شام کی طرف نکالا

دیا اور وہ جس شامی فوج کے پاس سے گزرتا وہ اسے لُوٹ لیتی حتیٰ کہ وہ دمشق چلا گیا اور وہ دل میں یہ بات چھپائے ہوئے تھا کہ وہ وہاں قلعہ بند ہو جائے گا پس اہل دمشق نے اُسے لوٹ لیا اور قیس کے جو آدمی وہاں تھے انہوں نے اس پر حملہ کر دیا اور عبداللہ بن علی بزورِ قوت دمشق میں داخل ہو گیا اور اس نے ولید بن معاویہ بن مروان بن عبدالملک کو قتل کر دیا اور اس کے ساتھ عبداللہ بن یزید بن عبدالملک کو بھی قید کر لیا اور اس نے ان دونوں کو ابوالعباس کے پاس بھجوا دیا اور اس نے دونوں کو حیرہ میں صلیب دے دیا۔

اور صالح بن علی مصر کا عامل بن کر آیا اور مروان، مصر کی طرف بھاگ گیا تھا، پس اس نے اس کا پیچھا کیا اور اُسے بوصیر بستی کی طرف مجبور کر دیا جو الصعید کے ضلع اشمون سے تعلق رکھتی ہے اور وہ ہمیشہ اس کے مقابل کھڑا رہا، اور ان دونوں کے درمیان جنگ رہی پھر مروان نے اس کی طرف پیغام بھیجا کہ جب تو اس امر میں کامیاب ہو جائے تو میں تجھے بیویوں کے متعلق نیکی کی وصیت کرتا ہوں اور صالح نے اس کی طرف پیغام بھیجا، اے جاہل تیرے نفس کے بارے میں ہمیں حق حاصل ہے اور تجھے ہم پر اپنی بیویوں کے بارے میں حق حاصل ہے۔

اور عبداللہ بن علی واپسی پر دمشق کی طرف لوٹ آیا اور مروان سے جنگ کے بارے میں صلح کر لی پھر مروان میدانِ کارزار میں مارا گیا اور عمر بن اسمٰعیل الحارثی فوج کا سالار تھا اور مروان کی مدتِ حکومت اس کے قتل تک پانچ سال تھی اور وہ ذوالحجہ ۱۳۲ھ میں قتل ہوا اور اس کی عمر ۶۴ سال تھی اور بعض کا قول ہے کہ ۶۸ سال تھی اور اس کا سر کاٹا گیا اور جب اس کے درمیان سے گول ٹکڑے کاٹے گئے تو ایک بلا آیا اور اس کی زبان لے گیا اور سر کو ابوالعباس کے پاس بھجوایا گیا اور جب وہ اس کے سامنے رکھا گیا تو اس نے کہا تم میں سے کون اسے پہچانتا ہے؟ سعید بن عمرو بن جعدہ نے کہا، یہ مروان ابن محمد

بن مروان بن الحکم کا سر ہے جو گزشتہ کل کو ہمارا خلیفہ تھا تو لوگوں نے اُسے ملامت کی تو ابوالعباس نے کہا، اس قول سے شیخ کا مقصد صرف وفاداری ہے۔

اور ابو حدیدہ سلمی، اسماعیل بن عبداللہ القسری اور اسحٰق بن مسلم العقیلی مروان پر حاوی تھے اور الکوثر بن الاسود الغنوی اس کا پولیس سپرنٹنڈنٹ تھا اور اسی نے ایک روز اُسے اس کی جنگ میں کہا تھا تو ہلاک ہو جائے اُتر اور جنگ کر، تو اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا اور مروان نے کہا خدا کی قسم میں تجھ سے بُرائی نہیں کروں گا اس نے کہا، خدا کی قسم تو اس کی قدرت رکھتا ہے اور اس کا غلام سقلاب اس کے محافظوں کا افسر تھا اور اس کا غلام سلیم اس کا حاجب تھا۔

اور اس کے چار بیٹے تھے، عبدالملک، عبیداللہ اور محمد، اور جس رات مروان کو قتل کیا گیا اس کے دو بیٹے عبداللہ اور عبیداللہ، الصعید کی طرف چلے گئے پھر بلاد النوبہ کی طرف چلے گئے اور مروان کے اصحاب کی ایک جماعت ان دونوں سے جا ملی اور وہ تقریباً چار ہزار آدمی ہو گئے اور مروان کا کاتب عبدالحمید بن یحییٰ مصر میں پیچھے رہ گیا اور روپوش ہو گیا حتیٰ کہ صالح بن علی نے اس کے متعلق بتایا۔

اور عبداللہ اور عبیداللہ کے ساتھ ان کی عورتیں یعنی بیٹیاں، بہنیں اور عمزادیاں پیادہ پا اور آوارہ ہو کر نکلیں حتیٰ کہ ایک شامی آدمی ایک گری پڑی بچی کے پاس سے گزرا اور وہ مروان کی چھ سالہ بچی تھی پس وہ اُسے اپنے ساتھ لے گیا حتیٰ کہ اُسے عبیداللہ بن مروان کے سپرد کر دیا۔

اور وہ لوگ بلاد النوبہ میں آئے اور النوبہ کے سردار نے ان کی عزت کی پھر وہ کہنے لگے ہم بلاد النوبہ کے ایک قلعے میں ٹھہر جائیں گے اور شاید ہم اُسے پناہ گاہ بنا لیں اور جو دشمن ہمارے نزدیک ہیں ہم ان سے

جنگ کریں گے اور اپنی اطاعت کی طرف دعوت دیں گے، شاید جو کچھ ہم سے چھین لیا گیا ہے اللہ اس میں سے کچھ ہمیں واپس کرے، التوبہ کے سردار نے انہیں کہا، یہ مسافر اسود اپنوں کے پاس جانا چاہتے ہیں جن کی تعداد بہت ہے اور ان کا سامان کم ہے اور مجھے خدشہ ہے کہ تم مارے جاؤ گے اور لوگ کہیں گے کہ تو نے انہیں قتل کر دیا ہے، وہ کہنے لگے ہم تجھے تحریر لکھ دیتے ہیں کہ ہم تیرے ملک میں آئے اور تو نے ہماری تعظیم و تکریم کی اور ہمیں اچھی پناہ دی اور تو نے کوشش کی کہ ہم تیرے پاس سے حرکت نہ کریں اور ہم نے انکار کیا حتیٰ کہ ہم چلے گئے اور ہم تیرے شکر گزار ہیں، پھر وہ چلے گئے اور دشمن کے ملک میں داخل ہونے لگے اور بسا اوقات حبشیوں کی فوج سے ان کی ملاقات ہوئی اور انہوں نے ان سے جنگ کی حتیٰ کہ وہ بجادہ کی طرف چلے گئے اور البجہ کے سردار نے ان سے ملاقات کی اور ان سے جنگ کی اور وہ یمن جانے کے ارادے سے واپس لوٹے اور شہروں سے گزرے اور عبداللہ اور عبیداللہ کو دو راستوں کی پیشکش کی گئی جن کے درمیان پہاڑ تھا اور دونوں میں سے ہر ایک نے ایک راستہ اختیار کر لیا اور دونوں کا خیال تھا کہ وہ ایک ساعت کے بعد ایک دوسرے سے مل جائیں گے پس وہ دونوں پورا دن چلتے رہے پھر دونوں نے واپسی کا ارادہ کیا تو اس کی قدرت نہ پا سکے اور وہ کئی دن چلتے رہے پھر عبیداللہ نے حبشیوں کی ایک فوج سے ملاقات کی اور اس نے ان سے جنگ کی اور ان میں سے ایک شخص نے اُسے برچھی ماری اور عبیداللہ کو قتل کر دیا اور اس کے اصحاب کو قیدی بنا لیا اور جو کچھ ان کے پاس تھا حبشیوں نے لے لیا اور انہیں چھوڑ دیا پس وہ جنگلات میں ننگے اور برہنہ پا آوارہ پھرتے رہے حتیٰ کہ پیاس نے ان کو ہلاک کر دیا اور ایک شخص اپنے ہاتھ میں پیشاب کرتا اور اُسے پی لیتا اور وہ پیشاب کر کے اس سے ریت کو گوندھتا اور اُسے کھا جاتا حتیٰ کہ وہ عبداللہ بن مروان کے پاس چلے گئے اور اُسے ان سے بھی زیادہ برہنگی اور شدت نے

تکلیف دی اور اس کے ساتھ اس کی متعدد بیویاں بھی برہنہ اور برہنہ پا تھیں، کوئی چیز ان کی پردہ پوشی نہ کرتی تھی، پیدل چلنے کی وجہ سے ان کے پاؤں پھٹ گئے اور انہوں نے پیشاب پیا حتیٰ کہ ان کے لب پھٹ گئے تاآنکہ وہ المندب پہنچ گئے اور وہاں انہوں نے ایک ماہ قیام کیا اور لوگوں نے ان کے لیے کچھ جمع کیا پھر وہ قبیلوں کے لباس میں مکہ جانے کے ارادے سے روانہ ہو گئے اور مروان کے زمانے میں ۱۲۷ھ اور ۱۲۸ھ میں عبد العزیز بن عمر بن عبد العزیز نے حج کروایا اور ۱۲۹ھ میں عبد الواحد بن سلیمان بن عبد الملک نے حج کروایا اور ابو حمزۃ المختار بن عوف الاباضی، صاحب الاعور عبد اللہ بن یحییٰ کنانی جو اپنے آپ کو طالب حق کہتا تھا اس کے ساتھ حج پر آیا اور ۱۳۰ھ میں عبد الملک بن محمد بن مروان اور ۱۳۱ھ میں محمد بن عبد الملک بن عطیۃ السعدی نے حج کرایا، کہتے ہیں کہ یہ بنی اُمیہ کا آخری حج تھا اور مروان کے زمانے میں جنگ نہیں ہوئی۔

اس کے زمانے کے فقہاء

محمد بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم ابو الحویرث المرادی، عمرو بن دینار، صالح بن کیسان، ابو الزناد عبد الرحمٰن ابن ذکوان، عبد اللہ بن ابی نجیح، قیس بن سعد، ابو الزبیر محمد بن مسلم، ابراہیم بن میسرہ، عبد الملک بن عمیر اللیثی، سلمہ بن کہیل، جابر بن یزید الجعفی، غیلان بن جامع المحاربی، ابو بکر بن بشر بن حرب، یزید بن عبد اللہ بن الشخیر، سالم الافطس عبد الکریم الحنفی

ابو السفاح کا دورِ حکومت

عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کی بیعت ۱۳ر ربیع الاوّل کو جمعہ کے روز ہوئی اور بعض کا قول ہے کہ ۲۸ر ذوالحجہ ۱۳۲ھ کو بدھ کے روز ہوئی اور عجم کے مہینوں میں سے یہ نومبر کا مہینہ تھا، اس کی کنیت ابوالعباس تھی اور اس کی ماں ریطہ بنت عبیداللہ بن عبداللہ بن عبدالمدان بن الدیان الحارثی تھی۔

اور اس روز آفتاب، قوس میں ۱۰ منٹ تھا اور ماہتاب، دلو میں ۲۱ درجے اور ۴۰ منٹ تھا اور مشتری عقرب میں ۲۰ درجے اور ۴۰ منٹ تھا اور مریخ، اسد میں ۲۷ درجے تھا اور زہرہ، میزان میں ۳۰ درجے تھا اور عطارد عقرب میں ۲۱ درجے اور ۲۰ منٹ تھا اور راس، میزان میں ۴۵ منٹ تھا اور کوفہ میں اس کی بیعت ولید بن سعد ازدی کے گھر میں ہوئی۔

اور بعض کا قول ہے کہ ابو سلمہ نے ابوالعباس اور اس کے اہلبیت کو کوفہ میں چھپا دیا اور سازش کی کہ خلافت بنی علی بن ابی طالب کو دے دے اور اس نے اپنے ایلچی کے ہاتھ جعفر بن محمد کو ایک خط لکھ کر بھیجا تو اس نے اس کی طرف خط بھیجا، میں تمہارا حاکم نہیں ہوں تمہارا حاکم، خارجیوں کے علاقے میں ہے، تو اس نے عبداللہ بن الحسن کو اس کی طرف دعوت دیتے ہوئے خط بھیجا تو اس نے کہا، میں بہت بوڑھا آدمی ہوں اور میرا بیٹا محمد اس امر کا زیادہ حق دار ہے اور اس نے اپنے باپ کے بیٹوں کی ایک جماعت

کو بھی خط بھیجا اور کہا میرے بیٹے محمد کی بیعت کرو اور یہ ابو سلمہ حفص بن سلیمان کا خط میرے پاس ہی ہے، جعفر بن محمد نے کہا، اے شیخ اپنے بیٹے کا خون نہ بہاؤ مجھے خدشہ ہے کہ یہ احجار الزیت کا مقتول ہوگا۔

اور ابو سلمہ اپنے ایلچیوں کی واپسی کا انتظار کرنے لگا اور ابو حمید گزرا تو وہ ابو العباس کے غلام سے ملا تو اس نے اُسے اس کی جگہ بتا دی، تو اس نے اس کے پاس آکر اُسے سلامِ خلافت کہا پھر اس نے باہر آکر اپنے اصحاب کو اس کی جگہ بتا دی پس چھ آدمی اس کے ساتھ گئے اور وہ ابو الجہم بن عطیہ، موسیٰ بن کعب، ابو غانم عبد الحمید بن ربعی، سلمہ بن محمد، ابو شراحیل، عبد اللہ بن بسام تھے اور ابو حمید ان کے ساتھ خفیہ طور پر ابو سلمہ کی جانب سے ساتواں آدمی تھا، پس انہوں نے ابو العباس کو سلامِ خلافت کہا، اور ابو حمید نے اُسے سیاہ لباس پہنایا اور اُسے باہر نکالا اور اُسے جامع مسجد لے گیا اور ابو سلمہ کو بھی اطلاع مل گئی تو وہ دوڑتا ہوا آیا حتیٰ کہ ان کے ساتھ مل گیا اور کہنے لگا میں امرِ خلافت کی استقامت کے متعلق سوچ رہا ہوں وگرنہ میں اس کے بارے میں کچھ نہیں کروں گا۔

اور قبل ازیں ہم مروان کے زمانے میں ابو العباس کی بیعت کا ذکر کر چکے ہیں اور جسے اس نے مروان کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے بھیجا تھا جو کچھ اس نے کہا اُسے بھی بیان کر چکے ہیں اور اس واقعہ کو ہم مروان کے قتل تک پہنچا چکے ہیں جس کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

اور بنی ہاشم میں سے جو لوگ کوفہ آئے وہ بائیس آدمی تھے، جن میں داؤد، سلیمان، عیسیٰ، صالح، اسماعیل، عبد اللہ اور عبد الصمد، جو علی بن عبد اللہ بن عباس کے بیٹے تھے، اور موسیٰ بن داؤد، اور سلیمان کے دو بیٹے، جعفر اور محمد، اور صالح کے دو بیٹے، الفضل اور عبد اللہ اور ابو العباس اور اس کا بیٹا اور منصور کے دو بیٹے جعفر اور محمد اور عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد اور ابراہیم کے دو بیٹے عبد الوہاب اور محمد، اور یحییٰ بن محمد اور العباس بن محمد شامل تھے۔

اور جب ابو العباس کی بیعت ہو گئی تو جس روز اس کی بیعت ہوئی اسی روز وہ منبر پر چڑھا اور وہ حیادار تھا اس پر لرزہ طاری ہو گیا اور وہ کچھ دیر بغیر بات کیے کھڑا رہا تو داؤد بن علی منبر پر چڑھا اور اس سے ایک سیڑھی نیچے کھڑا ہوا اور اس نے اللہ کی حمد وثنا کی اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا اور کہنے لگا:-

اے لوگو! اب فتنہ کی تاریکیاں چھٹ چکی ہیں اور دنیا کا پردہ ہٹ گیا ہے اور اس کے ارض وسما چمک اُٹھے ہیں اور اس کے مطلع سے سورج طلوع ہو چکا ہے اور حق دار کو حق مل گیا ہے اور کمان نے اپنے تراشنے والے کو پکڑ لیا ہے اور حق اپنے اصل کی طرف تمہارے نبی کے اہلبیت میں لوٹ آیا ہے جو تمہارے لیے رأفت ورحمت ہیں اور تم پر مہربان ہیں، آگاہ رہو! تم کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور عباس کی امان حاصل ہے کہ ہم چلیں گے اور ہم تمہارے عوام و خواص میں کتاب اللہ اور اس کے رسول کی سنت کے مطابق فیصلے کریں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص نے یہ موقف اختیار نہیں کیا جو حضرت علی بن ابی طالب سے آپ کے زیادہ قریب ہو اور میرے پیچھے یہ قائم ہے اللہ کے بندو جو وہ تمہارے پاس لایا ہے اُسے شکریہ کے ساتھ قبول کرو اور جو اس نے تمہارے لیے فیصلہ کیا ہے اس پر اس کی حمد کرو اس نے عدو الرحمٰن حلیف الشیطان مروان کے بدلے میں تمہیں نرم رُو ادھیڑ عمر جوان دیا ہے جو اپنے سلف کا پیروکار اور اپنے ان ائمہ اور آباء کا خلف ہے جنہیں اللہ نے ہدایت دی ہے پس تو ان کی ہدایت کی اقتداء کر، وہ تاریکیوں کے چراغ اور ہدایت کے علم اور رحمت کے دروازے اور بھلائی کی چابیاں اور برکت کی کانیں اور حق کے منتظم اور عدل کے

قائد ہیں۔

پھر وہ منبر سے نیچے اُترا تو ابو العباس نے گفتگو کی اور اللہ کی حمد و ثنا کی اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا اور اس نے اپنی طرف سے اچھے وعدے کیے پھر وہ منبر سے نیچے اُتر آیا۔

اور ابو العباس نے داؤد بن علی کو کوفہ کا والی بنایا اور یہ پہلا شخص ہے جسے ابو العباس نے والی مقرر کیا اور اس نے اپنے بھائی ابو جعفر کو ابو مسلم کی بیعت لینے کے لیے خراسان بھیجا، پس وہ تیس سواروں کے ساتھ مرو کی طرف گیا اور ابو مسلم نے اس کی پرواہ نہ کی اور نہ اس سے ملاقات کی اور اُسے حقیر سمجھا پس وہ غمگین ہو کر واپس آ گیا اور ابو العباس کے پاس اس کی شکایت کی اور اس سے جو تکلیف اُسے پہنچی اُس نے اُسے وہ بتائی اور اس کے بارے میں اس پر بہت زور دیا، ابو العباس نے پوچھا، اس کے بارے میں کیا تدبیر ہو سکتی ہے اور امام اور ابراہیم کے ہاں اس کا جو مقام ہے اُسے میں جانتا ہوں اور وہ صاحبِ حکومت اور حکومت کا قائم ہے۔

اور ابو مسلم، ابو العباس کے پاس آیا تو اس نے اس کا اعزاز و اکرام کیا اور اس سے ابو جعفر کے معاملے کا کچھ ذکر نہیں کیا اور ایک روز وہ اس کے پاس آیا اور ابو جعفر اس کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو اس نے کھڑے ہو کر اُسے سلام کیا پھر باہر نکل گیا اور اس نے ابو جعفر کو سلام نہ کیا تو ابو العباس نے اُسے کہا تیرا آقا ہے تیرا آقا ہے تو اسے سلام کیوں نہیں کہتا؟ یعنی ابو جعفر کو اس نے کہا میں نے اسے دیکھا ہے لیکن خلیفہ کی مجلس میں کسی دوسرے کا حق ادا نہیں کیا جاتا۔

اور جب صالح نے مروان بن محمد کو قتل کیا تو اس کے سر کو ابو العباس کے پاس بھجوا دیا اور اس کے خزائن و اموال کو اکٹھا کر لیا اور اس نے ابو عثمان، یزید بن مروان اور آلِ عمران کی عورتوں اور اس کی بیٹیوں کو اُٹھا لیا اور جب

وہ کوفہ کی طرف چلیں تو اس نے عورتوں کو آزاد کر دیا اور مردوں کو قید کر دیا اور اس نے مکہ میں عبداللہ بن مروان کو پکڑ لیا اور اُسے بھی اسی طرح اٹھایا گیا اور اس کے بقیہ اہل کے ساتھ اُسے بھی قید کر دیا گیا۔

اور ابوالعباس نے داؤد بن علی کو حجاز کا والی مقرر کیا، وہ آیا، اور مروان کا عامل، ولید بن عروۃ بن عطیۃ السعدی مکہ میں مقیم تھا اُسے معلوم نہ ہوا کہ لوگوں نے ابوالعباس کی بیعت کر لی ہے اور جب اُسے معلوم ہوا تو بھاگ گیا اور داؤد نے آکر اپنا مشہور خطبہ دیا اور اس میں انہیں وہ فضیلت بتائی جو اللہ نے انہیں دی ہے اور اس نے ان سے ظلم کرنے والوں پر ظلم کیا پھر اس نے کہا، تمہارے ذمے ہمارے کچھ تاوان ہیں ہم نے ان سب کو ترک کر دیا ہے اور تمہارے احمر و اسود اور چھوٹے بڑے اللہ کی امان میں ہیں اور ہم نے تاوانوں اور بے انصافیوں کو بخش دیا ہے اور اس گھر کے رب کی قسم، ہم کسی کو مضطرب نہیں کریں گے اور اس نے کعبہ کو اپنا ہاتھ مارا اور اس کی تقریر کے دوران اچانک سدیف بن میمون نے اُٹھ کر کہا، اللہ امیر کا بھلا کرے، مجھے اپنے نزدیک کیجیے اور مجھے گفتگو کی اجازت دیجیے، اس نے کہا آؤ، پس وہ منبر پر چڑھا حتیٰ کہ وہ داؤد سے ایک سیڑھی نیچے کھڑا ہو گیا، پھر وہ لوگوں کی طرف متوجہ ہوا، اور اس نے اللہ کی حمد کی اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا پھر کہنے لگا! کیا گمراہ خیال کرتے ہیں، ان کے اعمال راہِ صواب سے ہٹ جائیں کہ آلِ رسول اللہ کے غیر آپ کی وراثت کے زیادہ حق دار ہیں، اے لوگو! کیوں اور کیسے، کیا تمہیں قرابت داروں کو چھوڑ کر صحابہ سے فضیلت حاصل ہے، جو نسب میں شریک ہیں اور سامان کے وارث ہیں حالانکہ انہوں نے غنیمت میں تمہارے جاہل کا حصہ لگایا ہے اور تمہارے بھوکے کو کھانا کھلایا ہے اور تمہارے سائل کو خوف کے بعد امن دیا ہے احضرت عباس

بنی عبدالمطلب کی مثل نہیں دیکھی گئی، آپ کے حق حرمت کے واجب کے لیے امت نے اجماع کیا ہے، آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ کے بھائی کے باپ ہیں اور جنگ خیبر میں آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان کمال ہیں، آپ کے امر کو رد نہیں کیا جائے گا اور نہ آپ کے حصے کا انکار کیا جائے گا اے قریش قسم بخدا تم نے کبھی ایک لمحہ کے لیے بھی اپنے لیے وہ بات پسند نہیں کی جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے کی ہے پھر وہ منبر سے نیچے اتر آیا اور داؤد نے اپنی تقریر مکمل کی پھر وہ بھی منبر سے نیچے اتر آیا۔

اور جب حج کا اجتماع ختم ہو گیا تو داؤد نے بنی امیہ کے ان لوگوں کی طرف جو مکہ میں مقیم تھے، فوج بھیجی تو اس نے ان کی ایک جماعت کو قتل کر دیا اور ایک جماعت کو بیڑیوں میں جکڑ دیا اور انہیں طائف کی طرف بھیج دیا اور وہاں انہیں قتل کر دیا گیا اور اس نے بہت سے لوگوں کو قید کر دیا اور وہ اس کے قید خانے میں مر گئے پھر وہ مدینہ کی طرف گیا اور وہاں بھی اس نے ایسے ہی کیا اور وہ مدینہ میں صرف دو ماہ ٹھہرا پھر مر گیا۔

اور ابوالعباس کو ابوسلمہ خلال کے بارے میں کچھ باتوں کی اطلاع ملی جسے اس نے ناپسند کیا اور اس سے اس کی تدبیر اور اس کے حالات اور اس کی امارت اور حکومت کو ایک طالبی کی طرف منتقل کرنے کی جستجو کا بھی ذکر کیا گیا اور ابومسلم نے خراسان سے اُسے خط لکھا کہ ابوسلمہ کو قتل کر دو، وہ دھوکے باز اور بدنیت دشمن ہے، ابوالعباس نے اُسے لکھا تو اس شخص کو بھیج جو اُسے قتل کر دے اور ابوالعباس نے پسند نہ کیا کہ وہ اس کے قتل سے ابومسلم کو خوفزدہ کر دے یا وہ اس کے خلاف حجت پکڑنے کا کوئی دستہ پائے، پس ابومسلم نے مراد بن انس الضبی کو بھیجا اور وہ ابوالعباس کے دروازے پر بیٹھ گیا اور وہ اس کے پاس رات کو بات چیت کیا کرتا تھا پس جب وہ باہر نکلا تو اس نے اس پر حملہ کر کے اُسے قتل کر دیا۔

اور ابو سلمہ، آلِ محمد کا وزیر کہلاتا تھا اور ابو مسلم اس کی طرف خط لکھا کرتا تھا امیر حفص بن سلیمان، وزیر آلِ محمد کے۔ لیے ابو مسلم امین آلِ محمد کی جانب سے، جب ابو سلمہ قتل ہو گیا تو سلیمان ابن مہاجر نے کہا سے

بلاشبہ وزیر آلِ محمد ہلاک ہو گیا ہے، پس جو تجھ سے بغض رکھتا تھا
وہ بھی وزیر تھا۔

اور ابو العباس نے اپنے بھائی ابو جعفر کو واسط کی طرف بھیجا، اور حسن بن قحطبہ ایزید بن عمر بن ہبیرہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھا اور اس نے اُسے اس کے ساتھ سنجیدگی اختیار کرنے کا حکم دیا، پس گیارہ ماہ اس کا محاصرہ کیا گیا اور اس کے ساتھ مروان کے جنرلوں اور اصحاب کی بھی ایک جماعت تھی اور جو لوگ عامر بن ضبارۃ اور نباتہ بن حنظلہ کے ساتھ تھے ابن قحطبہ نے قتل کر دیا اور یزید نے دو سال کے محاصرہ کے لیے تیاری کی تھی اور اس نے بیس ہزار جانبازوں کے لیے خوراک اور چارہ داخل کر لیا تھا پس انہوں نے اس کے ساتھ صحیح معنوں میں جنگ کی اور اس نے امان طلب کی اور سفراء بھیجے تو اس کی بات مان لی گئی اور اس کے لیے امان کی تحریر لکھی گئی اور جو کچھ اس نے مانگا اس کی بھی اس کے لیے شرط لگائی گئی اور ابو العباس نے اس پر مُہر لگائی۔

اور ابن ہبیرہ روانہ ہو کر ابو جعفر کے پاس گیا اور بیعت کی اور اپنی جگہ پر واپس آ گیا اور وہ ہر روز ایک ہزار سواروں اور ایک ہزار پیادوں کے ساتھ سوار ہوتا تھا اور ابو جعفر کے ایک دوست نے اُسے کہا اللہ امیر کا بھلا کرے ابن ہبیرہ ضرور آئے گا اور فوج اس کی مطیع ہو جائے گی تو اس نے اپنے حاجب ابو غسان سے کہا کہ ابن ہبیرہ سے کہو کہ وہ اپنی فوج کو کم کرے تو وہ پانچ سو پیادوں کے ساتھ اس کے پاس آیا تو حاجب نے اُسے کہا، گویا تو ہمارے پاس فخر کرتے ہوئے آتا ہے تو وہ ان کے پاس تیس سواروں اور تیس پیادوں کے ساتھ آیا اور ابو جعفر کہا کرتا تھا میں نے ابن ہبیرہ سے زیادہ شریف اور متکبر نہیں دیکھا وہ میرے پاس

آتا تو کہتا ارے تو کیسا ہے یا تیرا کیا حال ہے اور تیرے دوست کے متعلق تجھے کیسے خبریں آ رہی ہیں؟ اور اگر میں اس سے بات کرتا تو وہ کہتا تیرے باپ کی قسم اور کرو، پھر وہ اس کی تلافی کرتا اور کہتا اللہ امیر کا بھلا کرے میں ابھی ابھی امیر بنا ہوں، اور ایک شخص مجھ سے بات کرتا ہے اور میں بھی اس سے اس قسم کی بات کرتا ہوں اور ایک روز اس نے اُسے کہا مجھ سے باتیں کرو، تو اس نے کہا کہ میں تجھے خالص نصیحت کروں گا کہ اللہ کے عہد کو توڑا نہیں جاتا اور اس کی گرہ کو کھولا نہیں جاتا اور تمہاری یہ امارت نئی نئی ہے، سو لوگوں کو اس کی حلاوت چکھاؤ اور اس کی تلخی سے انہیں بچاؤ۔

اور محمد بن عبداللہ بن حسن کی طرف ابن ہبیرہ کے خطوط پائے گئے جس میں اس نے اُسے بتایا کہ وہ اس کی بیعت کرے اور اس کے پاس اموال، سامان اور ہتھیار ہیں اور اس کے پاس بیس ہزار جانباز ہیں، وہ خطوط ابوالعباس کو بھجوائے گئے تو ابوالعباس نے کہا اس نے عہد شکنی کی ہے اور ایسی بات کی ہے جس سے اس کا خون حلال ہو گیا ہے اور اس نے ابو جعفر کو لکھا کہ اُسے قتل کر دے اس نے خیانت کی ہے اور عہد شکنی کی ہے اور اس کے متعلق اس کے بہت خطوط ہو گئے اور ابو مسلم نے بھی خراسان سے اُسے اس کے قتل پر اکساتے ہوئے اور یہ بتاتے ہوئے کہ اس کے زندہ ہونے کی صورت میں حکومت کا کام روبراہ نہیں ہوگا، خط لکھا، اور وہ ان لوگوں میں سے ہے جس کا باقی رہنا مناسب نہیں اور ابو جعفر نے حسن بن قحطبہ طائی سے کہا، امیر المومنین نے اس شخص کے قتل کرنے کا حکم دیا ہے پس تو اس کی ذمہ داری لے لے، تو حسن نے اُسے کہا اگر میں نے اُسے قتل کیا تو میری قوم اور اس کی قوم کے درمیان عصبیت اور عداوت ہو جائے گی اور تیری فوج میں اس قوم یا اُس قوم کے جو لوگ ہیں وہ تیرے خلاف حرکت میں آ جائیں گے بلکہ تو اس کی طرف مضر کا کوئی شخص بھیج جو اُسے قتل کر دے تو اس نے خازم بن

خزیمہ تمیمی کو اس کی طرف بھجوایا تو وہ ایک جماعت کے ساتھ اس کے پاس آیا پس وہ اس سے ملا اور وہ واسط میں محل کے صحن میں بیٹھا ہوا تھا جب اس نے انہیں دیکھا تو کہنے لگا میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ ان لوگوں کے چہروں پر خیانت ہے اور جب وہ اس کے قریب ہوئے تو اس کا بیٹا داؤد ان کے سرداروں میں کھڑا ہو گیا تو ایک نے اُسے تلوار مار کر اُسے چت کر دیا اور وہ یزید کے پاس گئے اور انہوں نے اُسے اپنی تلواروں سے مارا حتیٰ کہ اُسے قتل کر دیا پھر اُنہوں نے اس کے جرنیلوں اور اس کے اصحاب کو تلاش کیا اور ان سب کو قتل کر دیا۔

اور شریک بن شیخ المہری نے بخارا میں خروج کیا اور کہنے لگا ہم نے اس شرط پر آلِ محمد کی بیعت نہیں کی کہ ہم خونریزی کریں گے اور ناحق کام کریں گے، پس ابو مسلم زیاد بن صالح خزاعی نے اس کی طرف آدمی بھیجا اور اس نے اس سے جنگ کی اور اُسے قتل کر دیا۔

اور ابو محمد السفیانی یعنی یزید بن عبداللہ بن یزید بن معاویہ بن ابی سفیان نے خروج کیا اور محمد بن مسلمہ بن عبدالملک نے حران میں خروج کیا اور موسیٰ بن کعب کا محاصرہ کر لیا اور وہ ابوجعفر کا عامل تھا اور ابوجعفر ان دنوں الجزیرہ کا عامل تھا اور اس نے منجنیق سے اس پر گولہ باری کی اور اس کے دروازوں کو جلا دیا اور یہ ۱۳۲ھ کا واقعہ ہے۔

پھر محمد بن مسلمہ کو ابو محمد السفیانی اور ابو الورد بن کوثر ابن زفر کے قتل کی اطلاع ملی تو وہ اس سے ہٹ گیا اور اس کی فوج منتشر ہو گئی اور موسیٰ بن کعب نے اس کا پیچھا کیا اور اس نے اس کے بہت سے اصحاب کو قتل کر دیا اور اس نے جزیرہ کے کئی شہروں کا قصد کیا۔

اور اسحٰق بن مسلم العقیلی نے سمیساط میں سات ماہ قیام کیا اور ابوجعفر نے اس کا محاصرہ نہیں کیا بلکہ عبداللہ بن علی نے اس کا محاصرہ کیا تھا اور اسحٰق کہا کرتا تھا

میری گردن میں بیعت ہے میں اسے کبھی نہیں چھوڑوں گا حتیٰ کہ مجھے معلوم ہو جائے کہ اس کا (یعنی بیعت کا) صاحب مرگیا ہے یا قتل ہو گیا ہے اور ابو جعفر نے اس کی طرف آدمی بھیجا کہ وہ کہے کہ مروان قتل ہو چکا ہے، اس نے کہا میں اس کی تحقیق کر لوں پس جب اُسے صحیح طور پر معلوم ہو گیا کہ وہ قتل ہو گیا ہے تو اس نے امان طلب کی اور اُسے امان دے دی گئی اور وہ ابو جعفر کے ساتھ ہو گیا اور اس کے ہاں اس کا بڑا مقام تھا۔

اور عبداللہ بن علی فلسطین کی طرف واپس چلا گیا اس کی وجہ ہم نے تفصیل کے ساتھ مروان کے حالات میں بیان کی ہے پس جب وہ فلسطین اور اُردن کے درمیان دریائے ابوفطرس پر پہنچا تو بنی اُمیہ اس کے پاس آئے پھر اس نے انہیں حکم دیا کہ وہ عطیات و انعامات لینے کے لیے صبح کو اس کے پاس آئیں پھر وہ دوسرے دن بیٹھا اور انہیں اجازت دی تو بنی اُمیہ کے ۸۰ آدمی اس کے پاس آئے اور اس نے عمداً ان میں سے ہر ایک شخص کے سر پر دو آدمی کھڑے کیے اور اس نے کچھ دیر سر جھکایا، پھر العبدی نے کھڑے ہو کر اپنا قصیدہ پڑھا جس میں وہ کہتا ہے ؂

جنت کے داعی، ہاشم ہیں اور بنو امیہ دوزخ کے کُتے ہیں۔

اور نعمان بن یزید بن عبدالملک، عبداللہ بن علی کے پہلو میں بیٹھا تھا اس نے اُسے کہا اے بدکلام عورت کے بیٹے تو نے جھوٹ بولا ہے عبداللہ بن علی نے اُسے کہا اے ابو محمد تُو نے سچ بولا ہے اپنی بات کو پورا کر، عبداللہ بن علی ان کے پاس آیا اور اس نے ان سے حضرت حسینؓ اور آپ کے اہلبیت کے قتل کا ذکر کیا پھر اس نے تالی ماری تو لوگوں نے عمداً اپنے سر مارے حتیٰ کہ انہوں نے ان کا کام تمام کر دیا اور لوگوں میں سے دُور سے ایک شخص نے اُسے پکارا ؂

عبد شمس تیرا باپ ہے اور ہمارا باپ بھی ہے ہم تجھے دُور کی جگہ

سے آواز نہیں دیں گے ، ہماری قریبی قرابت داریاں ہیں جو سخت گرہ سے
مضبوط کی گئی ہیں۔

اس نے کہا ، ہائے اس نے قتل حسین کو یقینی بنا چھوڑا ہے پھر اس کے حکم سے انہیں گھسیٹا گیا اور ان پر بچھونے پھینکے گئے اور وہ ان پر بیٹھا اور کھانا منگوایا اور اس نے کھایا اور کہنے لگا ، حسین بن علی کے دن کی طرح کا دن ہے اور برابری نہیں ، اور ان کے ساتھ ...... [1] داخل ہوا اس نے کہا میں نے چاہا کہ وہ بھلائی حاصل کریں اور اس نے بھی ان کے ساتھ بھلائی حاصل کی اور عبداللہ بن علی نے کہا ؎

اپنے سر کو داخل کرنے والا ہے ، اسے کسی نے فریقین کے نزدیک
نہیں کیا حتیٰ کہ رسی نے اُسے باندھ دیا۔

دونوں اسے قتل کر دو ، اور عبداللہ بن علی ماہِ رمضان ۱۳۲ھ میں دمشق آیا اور اس نے اس کا محاصرہ کر لیا اور لوگوں نے مدد مانگی اور انہوں نے یحییٰ بن بحر کو اس کے پاس لوگوں کے لیے امان طلب کرنے کے واسطے بھیجا پس وہ اس کے پاس آیا اور اس سے امان طلب کی تو اس نے اس کی بات مان لی اور اس نے آ کر لوگوں میں امان کا اعلان کر دیا تو بہت سے لوگ باہر نکل گئے پھر یحییٰ بن بحر نے اُسے کہا اے امیر ہمارے لیے امان کی تحریر لکھ دیجیے تو اس نے دوات اور کاغذ منگوایا پھر اس نے مدینہ کی طرف نگاہ ڈالی ، کیا دیکھتا ہے کہ فصیل کو مسودہ نے ڈھانپا ہوا ہے ، اس نے اس سے پوچھا تو اس میں زبردستی داخل ہوا ہے ، یحییٰ نے کہا نہیں قسم بخدا بلکہ فریب کاری سے داخل ہوا ہوں ، عبداللہ نے کہا اگر مجھے یہ علم نہ ہوتا کہ تو ہم اہلبیت سے محبت رکھتا ہے تو میں تجھے قتل کر دیتا جب کہ تو اس طرح میری طرف متوجہ

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

ہوا ہے، پھر وہ پشیمان ہوا اور کہنے لگا اے غلام اس عَلم کو لے کر اس کے گھر میں گاڑ دے اور اعلان کر دے جو شخص یحییٰ بن بحر کے گھر میں داخل ہوگا وہ امن میں ہوگا تو لوگ اس کی طرف اکھٹے ہو گئے پس نہ اس گھر میں اور نہ اس کے قریبی گھروں میں کسی شخص کو قتل کیا گیا۔

اور بہت سی مخلوق کے قتل ہو جانے کے بعد منادی نے اعلان کیا کہ پانچ آدمیوں ولید بن معاویہ، یزید بن معاویہ، ابان بن عبدالعزیز، صالح بن محمد اور محمد بن زکریا کے سوا سب لوگوں کو امان حاصل ہے۔

اور عبداللہ بن علی جامع مسجد کی طرف گیا اور ان سے مشہور خطاب کیا جس میں اس نے بنی اُمیہ کے ظلم و جور اور عداوت کا ذکر کیا اور یہ کہ انہوں نے اللہ کے دین کو فریق اور کھیل بنا لیا ہے اور جن محارم، مظالم اور گناہوں کو انہوں نے جائز کر لیا تھا انہیں بیان کرنے لگا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں انہوں نے احکام کو بے کار کرنے اور حدود کی تحقیر کرنے اور غنیمت کو مخصوص کرنے اور قبائح کا ارتکاب کرنے کی جو روش اختیار کر لی تھی اور اللہ نے انہیں جو سزا دی اور ان پر جو شمشیر حق مسلط کی اسے بیان کیا اور وہ منبر سے نیچے اُتر آیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ابوالعباس نے اُسے خط لکھا کہ بنی اُمیہ سے ان کا بدلہ لے، تو اس نے ان کے ساتھ جو کیا سو کیا اور اس نے آدمی بھیجا اور اس نے بنی اُمیہ کی قبریں اکھاڑیں اور انہیں نکال کر آگ سے جلا دیا اور اس نے ان میں سے کسی کو بھی نہ چھوڑا اور جب وہ رصافہ کی طرف گیا تو اس نے ہشام بن عبدالملک کو نکالا اور اس نے اُسے اس کے تخت کی ایک غار میں پایا اور اس تخت پر پانی ملا گیا تھا جو اُسے باقی رکھتا تھا پس اس نے اُسے نکالا اور اس کے چہرے پر ڈنڈا مارا اور اسے دو عقابوں کے درمیان کھڑا کیا اور اُسے ایک سو بیس کوڑے مارے اور وہ جھڑ رہا تھا پھر اس نے

اُسے اکٹھا کر کے آگ سے جلا دیا اس موقع پر عبداللہؓ نے کہا، میرا باپ یعنی علی بن عبداللہؓ دن کو نماز پڑھا کرتا تھا اور اس پر تہبند اور چادر ہوتی تھی پس چادر اس سے گر گئی تو میں نے اس کی پشت میں کوڑوں کے نشان دیکھے اور جب وہ اپنی نماز سے فارغ ہوا تو میں نے پوچھا اے میرے باپ میں آپ کے قربان جاؤں یہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ احول یعنی ہشام نے مجھے از راہِ ظلم پکڑ لیا اور مجھے ساٹھ کوڑے مارے تو میں نے اللہؓ سے عہد کیا کہ اگر میں نے اس پر کامیابی حاصل کی تو میں اُسے ہر کوڑے کے بدلے میں دو کوڑے ماروں گا۔

اور حبیب بن مرۃ المری نے حوران میں خروج کیا اور سفیدی کی اور بنی اُمیہ کے ایک شخص کو عہدے دار مقرر کیا پس عبداللہؓ بن علی اس کی طرف بڑھا اور اُسے قتل کر دیا اور اس کی فوج کو منتشر کر دیا۔

اور عبدالرحمٰن بن حبیب العقبی افریقہ پر مروان کا عامل تھا وہ ۱۲۷ھ میں افریقہ آیا اور ہمیشہ یہیں مقیم رہا حتیٰ کہ مروان قتل ہو گیا اور جب اہل افریقہ کو مروان کے قتل کا علم ہوا تو ان میں سے اہالیان شہر کی ایک جماعت نے اس پر حملہ کر دیا جس میں عقبہ بن الولید الصدفی بھی تھا ......[1] اور مروان کے قتل کے بعد بنو اُمیہ پراگندہ ہو گئے اور ان میں سے ایک جماعت افریقہ میں قائم مقام بنی اور وہ عبدالرحمٰن بن حبیب کے پاس گئے اور عبدالرحمٰن ابوالعباس کے اصحاب سے برسر پیکار تھا، سو اس کے بھائی الیاس بن حبیب نے اس پر حملہ کر دیا اور بنو عباس کی دعوت دینے لگا اور لوگوں نے اس کی بیعت کی اور بنی اُمیہ میں سے جو لوگ افریقہ گئے تھے اس نے ان کو پکڑ کر قید کر دیا اور اس نے ان کے متعلق خبر دیتے ہوئے ابوالعباس کو خط لکھا:۔

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

اور اہل موصل نے اپنے عامل پر حملہ کر کے اُسے لوٹ لیا اور اُسے نکال باہر کیا، سو ابوالعباس نے اپنے بھائی یحییٰ بن محمد بن علی کو موصل کا عامل مقرر کیا اور چار ہزار خراسانی اس کے ساتھ رکھے پس وہ ۱۳۳ھ میں موصل آیا اور اس نے اس کے بہت سے باشندوں کو قتل کر دیا، کہتے ہیں کہ اس نے جمعہ کے روز لوگوں کو روک لیا اور اس نے اٹھارہ ہزار خالص نسب عربوں کو قتل کر دیا پھر اس نے ان کے غلاموں کو قتل کیا حتیٰ کہ انہیں فنا کر دیا اور ان کے خون رواں ہو گئے اور انھوں نے دجلہ کے پانی کو تبدیل کر دیا، اہل موصل کا اس حد تک پہنچنا معلوم نہیں ہوا۔

اور ابوالعباس نے محمد بن صول کو آرمینیا کا والی مقرر کیا اور وہ بہت سے لوگوں کے ساتھ اس کی طرف روانہ ہوا اور مسافر بن کثیر شہر پر متغلب تھا اور خلیفہ اسحٰق بن مسلم العقیلی، حروان کا عامل تھا، سو محمد بن صول نے اس سے جنگ کی حتیٰ کہ اُسے قتل کر دیا اور آرمینیا پر قابض ہو گیا اور اہل بیلقان کو اس نے قلعۃ الکلاب تک روک دیا اور اُنھوں نے شہر چھوڑ دیا اور اس وقت ورد بن صفوان السامی بنو سامہ بن لوی کی اولاد میں سے تھا ان کا رئیس تھا اور انھوں نے فقیروں وغیرہ کا ایک گروہ قلعۃ الکلاب میں اپنے پاس اکٹھا کر لیا تو محمد بن صول نے صالح بن صبیح الکندی کو ان کے مقابلہ میں بھیجا تو اس نے ان کا محاصرہ کر لیا اور ان کے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا۔

اور ابوالعباس نے موسیٰ بن کعب تمیمی کو سندھ کی طرف بھیجا اور منصور بن جمہور اس پر متغلب تھا، پس موسیٰ بیس ہزار جانبازوں کے ساتھ روانہ ہوا اور قندابیل کی طرف گیا اور اس نے کچھ وقت وہاں قیام کیا، پھر موسیٰ نے ان لوگوں سے خط و کتابت کی جو اصحاب ...... [1] میں سے منصور کے

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

ساتھ تھے اور ان سے ان کے قبائل نے بھی خط و کتابت کی اور موسیٰ دھیرے دھیرے آگے بڑھا حتیٰ کہ منصور کے پاس آگیا اور اس سے شکست کھائی اور جنگل سے گزرا تو اس نے اسے پکڑ کر قتل کر دیا۔

اور ابو العباس حیرہ سے چلا اور انبار میں اترا اور وہاں اس نے ۱۳۴ھ میں ایک شہر بنایا جس کا نام اس نے ہاشمیہ رکھا اور اس نے لوگوں سے بہت سی اطراف خرید لیں اور ان میں تعمیرات کیں اور انہیں اپنے اہلبیت اور اپنے جرنیلوں کو جاگیر میں دے دیا پھر ان زمینوں اور گھروں کے مالکوں نے اس کے پاس دعویٰ کیا کہ انہوں نے ان کی قیمت نہیں لی، اس نے کہا اس عمارت کی بنیاد تقویٰ پر نہیں رکھی گئی اور اس کے حکم سے اس کے خیمے اس کے باہر اور اس کے جنگل میں لگائے گئے حتیٰ کہ لوگوں نے اپنی زمین کی پوری قیمت لے لی پھر وہ اپنے محل کی طرف لوٹ آیا۔

اور ابو العباس نے اپنے بھائی ابو جعفر کو الجزیرہ، موصل، ثغور، آرمینیا اور آذربائیجان کا والی مقرر کیا وہ روانہ ہو کر رقہ پہنچ گیا اور اس نے فرات کے کنارے سے الرافقہ کی حد بندی کی اور ادھم بن محرز نے اس کا خاکہ بنایا، پس اس نے حسن بن قحطبہ طائی کو جزیرہ کا والی بنایا۔ اور یزید بن اسید سلمی کو آرمینیا کا والی بنایا پھر اسے معزول کر کے حسن بن قحطبہ کو آرمینیا کا والی بنایا اور وہ ابو العباس کے زمانے میں ہمیشہ اس کا والی رہا۔

اور سلیمان بن ہشام بن عبد الملک نے ابو العباس سے امان لی اور اس کے دو بیٹے بھی آئے تو ابو العباس نے اس کا اکرام کیا اور اس سے حسنِ سلوک کیا اور اسے اور اس کے دونوں بیٹوں کو گدیلوں اور کرسیوں پر بٹھایا۔

اور ابو العباس شام کو بیٹھا کرتا تھا اور اپنے خواص اور اہلبیت کو اجازت دیا کرتا تھا ایک شب ابو الجہم اس کے پاس آیا اور اس نے اپنے اہل اور خواص کو بھی اجازت دی ہوئی تھی اس نے اسے کہا کہ ایک بدو اپنی ناقہ کو

تیزی سے چلاتا ہوا آیا حتیٰ کہ اس نے اُسے دروازے پر بٹھا دیا اور اس کی ٹانگ اور ران کو رسی باندھ دی پھر وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا میرے لیے امیرالمومنین سے اندر آنے کی اجازت طلب کیجیے، میں نے کہا جا کر اپنے سفر کے کپڑے اتار اور پھر میرے پاس آ، میں تیرے لیے اندر آنے کی اجازت طلب کرتا ہوں، اس نے کہا میں نے قسم کھائی ہے کہ میں اپنے کپڑے نہیں اتاروں گا اور نہ ٹھاٹھ کھولوں گا حتیٰ کہ اس کے چہرہ کو دیکھ لوں۔ اس نے پوچھا کیا اس نے تجھے بتایا ہے کہ وہ کون ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ وہ آپ کا غلام سدیف ہے اس نے کہا سدیف؟ اُسے اجازت دو، وہ بدو داخل ہوا گویا وہ کھونٹی ہے، وہ کھڑا ہوا اور اس نے سلام امارت کہا پھر آگے بڑھا اور اس کے دونوں ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دیا پھر پیچھے ہٹا اور اسی طرح کھڑا ہو گیا پھر ایک طرف ہو گیا اور کہنے لگا ؎

بنو عباس کے جامع الفضائل سرداروں کے باعث حکومت پائدار بنیاد والی ہو گئی ہے، اسے پلیدی سے پاک لوگوں کے امیر، اور اے سب سرداروں کے سرخیل، تو ہاشم کا مہدی اور اس کی ہدایت ہے کتنے لوگوں نے یاس کے بعد تجھ سے آس کی ہے عبد شمس کی لغزش کو معاف نہ کرنا اور ہر لمبی کھجور اور پودے کو کاٹ دینا، اے خلیفہ انہیں فنا کر دے اور تلوار سے پلیدی کی بیخ کنی کر دے، انہیں وہاں اتار، جہاں اللہ نے انہیں ذلت اور ہلاکت کے گھر میں اتارا ہے، مجھے اور میرے قبیلے کو ان کے گدیلوں اور کرسیوں کے نزدیک ہونے نے دکھ دیا ہے ان سے ان کے خوف نے محبت کا اظہار کیا ہے اور انہیں تم سے اُستروں کے کاٹنے کی طرح دکھ پہنچا ہے حضرت حسینؓ اور زید کے قتل کو یاد کرو اور اُونٹ کے پہلو میں قتل ہونے والے کو بھی یاد

کرو اور اس مقتول کو بھی جو حران میں مسافرت اور فراموشی کی حالت میں قبر کا قیدی بن گیا ہے، اگر وہ افلاس کی رسیوں سے آزاد نہ ہوتا تو تیرا غلام کیا ہی اچھا لڑا کا کتا تھا۔

سلیمان بن ہشام نے اُٹھ کر کہا یا امیر المومنین آپ کا یہ غلام جب سے آپ کے سامنے کھڑا ہے آپ کو میرے دونوں بیٹوں کے قتل کی ترغیب دے رہا ہے اور قسم بخدا مجھ پر واضح ہو گیا ہے کہ آپ ہمیں فریب سے قتل کرنا چاہتے ہیں اس نے کہا، اگر میں یہ ارادہ کروں تو تم سے مجھے کوئی بات فریب کے سوا نہیں روک سکتی، اور جب یہ بات تیرے دل کی طرف سبقت کر گئی ہے تو تجھ میں کوئی بھلائی نہیں، اے ابو الجہم اسے باہر نکال دو اور اس کے دونوں بیٹوں کو بھی نکال باہر کرو، اور انہیں قتل کر دو اور ان کے سروں کو میرے پاس لاؤ، پس وہ گیا اور اس نے انہیں قتل کیا اور اس کے پاس ان کے سروں کو لے آیا۔

اور عبداللہ بن حسن بن حسن، ابو العباس کے پاس آیا اور اس کے ساتھ اس کا بھائی حسن بن حسن بن حسن بھی تھا، سو ابو العباس نے اس کا اکرام کیا اور اس سے حسن سلوک کیا اور اُسے فضیلت دی اور اُسے بہت سے انعامات وعطیات دیے، اس نے کہا یا امیر المومنین، محمد نے آپ کے بارے میں کوئی ایسی بات نہیں کی جسے آپ ناپسند کرتے ہوں اور عبداللہ بن حسن کے بھائی حسن بن حسن نے اُسے کہا، یا امیر المومنین! کیا آپ اعتماد اور قرابت کی زبان سے گفتگو کر رہے ہیں یا حکومت کے خوف اور خلافت کی ہیبت سے کر رہے ہیں؟ اس نے کہا، قرابت کی زبان سے کر رہا ہوں تو اس نے کہا یا امیر المومنین کیا آپ کے خیال میں اگر اللہ نے محمد کے لیے فیصلہ کیا ہو کہ وہ اس امر کو سنبھالے پھر اہل زمین و آسمان لڑائی کے لیے آپ کے پاس سمٹ آئیں تو کیا آپ اُسے اس سے ہٹا دیں گے؟ اس نے کہا، نہیں،

اس نے کہا اور اگر اس نے محمد کے لیے یہ فیصلہ نہ کیا ہو پھر محمد آئے اور اہل زمین و آسمان اس کے ساتھ ہوں تو کیا وہ آپ کو نقصان دے سکتا ہے اس نے کہا قسم بخدا نہیں، اور بات وہی ہے جو تو نے کہی ہے، اس نے کہا، آپ نے اس شیخ پر جو احسان کیا ہے اور اس سے جو نیکی کی ہے اُسے کیوں خراب کر رہے ہیں؟ اس نے کہا آج کے بعد تو مجھے اس کا ذکر کرتے نہ سُنے گا۔

اور ابو العباس کو اطلاع ملی کہ محمد بن عبداللہ نے مدینہ میں ہل جل کی تو اس نے اس بارے میں ابن الحسن کو خط لکھا اور خط میں لکھا ؎

میں اس کا عطیہ چاہتا ہوں اور وہ میرے قتل کا خواہاں ہے
تجھے تیرے مرادی دوست کے بارے میں کون معذور خیال کرے۔

تو عبداللہ بن حسن نے اس کی طرف لکھا ؎

اور وہ کیسے اس بات کا خواہاں ہے حالانکہ تو اس کی رگِ دل کے قائمقام ہے اور وہ کیسے اس بات کا خواہاں ہے حالانکہ تو اس سے تعلق رکھتا ہے اور تو اس کے چقماق کی اُوپر کی لکڑی ہے جب اُسے چقماق سے رگڑا جاتا ہے اور وہ کیسے اس بات کا خواہاں ہے حالانکہ تو اس سے تعلق رکھتا ہے اور تو ہاشم کا سردار اور ہادی ہے۔

اور ابو العباس کی خلافت میں محمد کی امارت کا کام ٹھنڈا پڑ گیا اور اس نے کچھ اظہار نہ کیا اور جب ابو العباس کو اس کے متعلق کوئی بات پہنچتی تو وہ عبداللہ سے اس کا ذکر کرتا اور وہ کہتا اے امیرالمومنین ہم اُسے ہر تنکے سے بچائیں گے جس سے آپ کی آنکھیں چبھتی ہوں اور وہ کہتا میں تجھ پر اعتماد کرتا اور اللہ پر بھروسہ رکھتا ہوں۔

اور ابو العباس، کریم، حلیم، فیاض، اور رشتہ داروں سے بہت صلہ رحمی

کرنے والا تھا، محمد بن علی بن سلیمان نوفلی نے اپنے دادا سلیمان کے متعلق مجھ سے بیان کیا کہ اس نے کہا کہ ہم بنی عباس کی ایک جماعت ابوالعباس کے پاس آئے تو اس نے ہمیں نزدیک کیا اور اس نے ہمیں اپنے پاس بٹھایا پھر اس نے کہا اے بنی ہاشم، اللہ کا شکر کرو کہ اس نے مجھے تم میں پیدا کیا ہے اور مجھے بخیل اور حاسد نہیں بنایا۔

اور ابومسلم نے آنے کی اجازت مانگی تو اس نے اُسے اجازت دے دی اور وہ ۱۳۶ھ میں خراسان سے آیا اور جب حج کا وقت آیا تو اس نے اس سے اجازت مانگی اور اس نے اُسے اجازت دے دی، اور ابوجعفر منصور نے اس کے ساتھ حج کیا اور جب وہ دونوں باہر نکلے تو ابوالعباس کی بیماری شدت اختیار کر گئی، اس سے دریافت کیا گیا، ابوجعفر کو اپنا ولی عہد بنا دو اور وہ اس کے حج کو چلے جانے کے بعد فوت ہو گیا۔

اور ابوالجہم عطیہ باہلی اس پر حاوی تھا اور اس کے داستان سراؤں اور ہم نشینوں میں سے ابوبکر ہذلی، خالد بن صفوان، عبداللہ بن شبرمہ اور جبلہ بن عبدالرحمٰن الکندی بھی تھے اور عبدالجبار بن عبدالرحمٰن ازدی اس کا پولیس سپرنٹنڈنٹ تھا اور ابوبکر بن اسد بن عبداللہ خزاعی اس کے محافظوں کا افسر تھا اور اس کا غلام ابوعفان اس کا حاجب تھا اور عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ اور ابن شبرمہ اس کے قاضی تھے۔

اور جب اس کی بیماری شدت اختیار کر گئی تو اس کے پاس دو وفد آئے ایک سندھ سے اور دوسرا افریقہ سے، اور جب اُسے ان دونوں کی آمد کی خبر پہنچی تو اس نے کہا، میں تین دن کے بعد مرنے والا ہوں، عیسٰی بن علی کا بیان ہے میں نے کہا اللہ آپ کی زندگی کو دراز کرے گا۔ اس نے کہا میرے بھائی ابراہیم نے میرے اور اپنے باپ سے اور اس نے ابوہاشم عبداللہ بن محمد بن علی بن ابی طالب سے اور اس نے اپنے باپ اور دادا سے روایت کی

ہے کہ میرے اس شہر میں ایک ہی دن میں میرے پاس ایلچی آئیں گے ایک سندھ کا ایلچی ہوگا اور دوسرا اہل افریقہ کا ایلچی ہوگا اور اس کے بعد تین دن نہیں گزریں گے کہ مجھے میری قبر میں چھپا دیا جائے گا اور میرے بعد امارت وراثت بن جائے گی پھر وہ اُٹھا اور کہنے لگا اپنی جگہ کا قصد نہ کرنا حتیٰ کہ میں تیرے پاس آؤں۔

راوی کا بیان ہے کہ میں اپنی جگہ سے نہ ہلا، حتیٰ کہ نماز عصر کے وقت مؤذنین نے سلام خلافت کہا اور اس کا ایلچی مجھے لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیتے ہوئے میرے پاس آیا، میں آیا اور وہ باہر نہ نکلا حتیٰ کہ مؤذنین نے نمازِ عشاء کے وقت کا سلام کہا تو اس کا ایلچی مجھے لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیتے ہوئے میرے پاس آیا، میں نے نماز پڑھا دی پھر میں اپنی جگہ پر آیا اور رات آنے تک وہیں رہا اور جب میں اپنی قنوت سے فارغ ہوا تو وہ میرے پاس آیا اور اس کے پاس ایک معنون خط تھا ـــــ عبداللہ اور اس کے ولی کی طرف سے رسول اللہ کی آل، دوستوں اور تمام مسلمانوں کی طرف ـــــ پھر اس نے کہا اے چچا، جب میری جان نکل جائے تو مجھے میرے کپڑے میں لپیٹ دینا اور میری موت کو پوشیدہ رکھنا حتیٰ کہ اس خط کو لوگوں کو سنانا اور جب خط سنا دیا جائے تو اس شخص کی بیعت لینا جس کا اس میں نام لکھا گیا ہے اور جب لوگ بیعت کرلیں تو میرے کام میں لگ جانا اور مجھے تیار کرنا اور میرا جنازہ پڑھنا اور مجھے دفن کرنا، میں نے کہا یا امیر المومنین! کیا آپ نے کوئی وجہ پائی ہے؟ اس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث سے بڑھ کر کون سی قوی وجہ ہو سکتی ہے؟ قسم بخدا نہ میں جھٹلایا گیا ہوں اور نہ میں نے جھوٹ بولا ہے اور نہ تو جھٹلایا جائے گا، اس خط کو پکڑ اور سیدھا چلا جا،

اور وہ اسی شب کو بیمار ہوگیا اور ۱۲ ذوالحجہ ۱۳۶ھ کو اتوار کے روز ۳۶

سال کی عمر میں فوت ہوگیا اور بعض کا قول ہے کہ وہ اس عمر کو نہ پہنچا تھا اور یہ بات یوں ہے کہ وہ ۱۰۵ھ میں یزید بن عبدالملک بن مروان کے زمانے میں پیدا ہوا تھا اور اسماعیل بن علی نے اس کا جنازہ پڑھایا اور بعض کا قول ہے کہ عیسیٰ بن علی نے پڑھایا اور اُسے انبار میں اس کے محل میں دفن کیا گیا اور اس کی حکومت چار سال نو ماہ تھی اور اس نے ایک نابالغ بیٹا پیچھے چھوڑا اور اس کی بیٹی ربطہ، مہدی کی بیوی تھی جو اپنے خاوند کے سوا بنی ہاشم کے تمام خلفاء پر حرام تھی۔

اور اس کے زمانے میں ۱۳۲ھ میں داؤد بن علی نے اور ۱۳۳ھ زیاد بن عبیداللہ الحارثی نے اور ۱۳۴ھ میں عیسیٰ بن موسیٰ نے اور ۱۳۵ھ میں سلیمان بن علی نے لوگوں کو حج کرایا۔

اور اس کے زمانے میں ۱۳۳ھ میں طاغیۃ الروم یعنی قسطنطین آیا حتیٰ کہ اس نے ملطیہ پر پڑاؤ کرلیا اور اس کا گھیراؤ کرلیا اور اس کے بارے میں صلح ہوگئی اور موسیٰ بن کعب تمیمی اس کی طرف بڑھا اور دونوں کے درمیان جنگ نہ ہوئی اور ابوالعباس نے عبداللہ بن علی کو یہ بتاتے ہوئے خط لکھا کہ دشمن اس کی غفلت سے دلیر ہو گیا ہے اور اس نے اُسے حکم دیا کہ جو افواج اس کے پاس ہیں وہ ان کے ساتھ جائے اور اپنی افواج کو ثغور کے نواح میں بھیجے اور وہ آگے بڑھا حتیٰ کہ اس نے درّے کو عبور کرلیا اور وہ مسلسل تیاری کرتا رہا حتیٰ کہ ابوالعباس کے پاس اس کی وفات کی خبر آگئی اور وہ واپس چلا گیا۔

اس کے زمانے کے فقہاء یحییٰ بن سعید انصاری، ابن ابی طوالہ انصاری، موسیٰ بن عقبہ، عبدالرحمٰن بن حرملہ اسلمی، ابوحمزہ الثمالی زید بن اسلم، ابوحازم قاضی، ہشام بن عروہ بن زبیر، محمد بن ...... [1] بن علقمہ، موسیٰ بن عبیدہ ربذی، ابن ابی

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

صعصعہ، ربیعہ، ربیعۃ الرای، عبداللہ بن عمر حفص بن عاصم بن عمر بن الخطاب المحمد بن اسحٰق بن لیسار، عبداللہ بن طاووس، صدقہ ......[1] لیسار، حمید بن قیس الاعرج عبداللہ بن عثمان بن خیثم، عثمان بن الاسود، عبدالملک بن جریج، عبدالملک بن عمیر اللیثی، ابوسار النسائی۔ مجالد بن سعید الاجلع بن عبداللہ الکندی، منصور بن المعتمر اسلمی، مطرف بن طریف الحارثی، جابر بن یزید الجعفی، حسن بن عمر الفقیہ محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ، حسن بن عمارۃ، مسعر بن کدام، عبدالجبار بن عباس الہمدانی، زفر بن الہذیل، اسحٰق بن سوید العذری، ابوبکر بن نسر بن حرب، یونس بن عبید، ابوالمعتمر سلیمان التیمی، عمرو بن عبید، خزاعہ کا غلام حمید الطویل۔ عبدالرحمٰن بن عمرو اوزاعی اسالم الافطس، عبدالکریم الحنفی۔

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

ابو جعفر منصور کا دورِ حکومت

عبداللہ بن محمد بن علی، اس کی ماں سلامۃ البربریہ تھی اور جس روز ابوالعباس کی وفات ہوئی اسی روز یعنی ۱۲ ذوالحجہ اتوار کو اس کی بیعت ہوئی اور عجم کے مہینوں میں سے وہ ماہ جون ۱۳۶ھ تھا۔

اور اس روز آفتاب، سرطان میں ایک درجہ اور ۱۰ منٹ تھا اور ماہتاب جوزا میں ۷ درجے اور ۴۵ منٹ تھا اور زحل، جدی میں ۱۶ درجے اور ۵۰ منٹ راجع تھا اور مشتری، حمل میں ۲۷ درجے تھا اور مریخ، عقرب میں ۱۹ درجے اور ۴۰ منٹ تھا اور زہرہ، ثور میں ۱۵ درجے اور ۵۰ منٹ تھا اور عطارد، سرطان میں ۱۱ درجے تھا اور راس، سرطان میں ایک درجہ اور ۵۰ منٹ تھا۔

ابو جعفر، حج پر گیا ہوا تھا اور عیسیٰ بن علی نے انبار میں موجود ہاشمیوں اور جنرلوں سے اس کی بیعت لی اور اسے مکہ کے راستے میں ابوالعباس کی وفات کے پندرہ روز بعد یہ خبر ملی، پس ابومسلم اور موجود ہاشمیوں اور جنرلوں نے بیعت کی، اور محمد بن الحصین العبدی اس کے پاس یہ خبر لایا، اس نے پوچھا، یہ کونسی جگہ ہے، انہوں نے کہا، اس جگہ کو زکیہ کہا جاتا ہے اس نے کہا انشاء اللہ، امر (خلافت) پاک کرے گا اور الصفیہ میں اس کی بیعت ہوئی، اس نے کہا امر خلافت) ہمارے لیے سالوں کی تعداد کو صاف کرے گا اور انہیں رہائی پر اکسایا ہوگا۔

اور ابوالعباس نے اپنی وفات سے قبل، عبداللہ بن علی کی طرف الصائفہ کی جنگ کے بارے میں خط لکھا اور اُسے درّے کو عبور کرنے کا حکم دیا اور جب ابوالعباس فوت ہو گیا تو عیسیٰ بن علی اور جو ابناء موجود تھے اُنہوں نے پسند نہ کیا کہ وہ عبداللہ بن علی کو خط لکھیں سو انہوں نے صالح بن علی کو مصر میں ابوالعباس کے واقعہ کی اور ابوالعباس نے ابوجعفر کے بارے میں جو وصیت کی ہے، خبر دیتے ہوئے خط لکھا اور یہ کہ لوگوں نے اس کی بیعت کر لی ہے اور اس پر اتفاق کر لیا ہے اور اس نے اُسے بیعت کرنے کا حکم دیا اور یہ کہ وہ شام کی طرف چلا جائے اور عبداللہ کی بیعت لے۔

اور عبداللہ کو خبر پہنچی، کہتے ہیں کہ عیسیٰ بن علی نے منصور کی بیعت، ابوغسان یزید بن زیاد کے ہاتھ بھیجی جو ابوالعباس کا حاجب تھا، وہ اس سے جا ملا اور وہ درّے کو عبور کر کے بلادِ روم تک چلا گیا تھا، پس وہ واپس آیا حتیٰ کہ دلوک پہنچ گیا جو جند قنسرین کے علاقے میں ہے، سو اس نے حمید بن قحطبہ طائی اور ان جنرلوں کو جو اس کے ساتھ تھے، بلایا اور کہا امیرالمومنین ابوالعباس نے جو کیا تھا تم اس کی گواہی دیتے ہو کر جو مروان کے پاس گیا وہ میرا ولی عہد ہو گا تو انہوں نے اُسے اس بات کی گواہی دی اور بیعت کی، اور اکثر اہل شام نے اس کی بیعت کر لی، اور اس نے عیسیٰ بن علی وغیرہ کو یہ بتاتے ہوئے خط لکھا کہ اس کے جنرلوں اور اہل شام نے اس کی بیعت کر لی ہے اور وہ اس بات کو درست سمجھتے ہیں کہ ابوالعباس نے اُسے وصیت کی ہے اور وہ عراق جانے کے ارادے سے گیا اور جب وہ حران پہنچا تو اس نے وہاں کے عامل موسیٰ بن کعب سے ملاقات کی اور اُسے ان لوگوں کی شہادت بتائی جنہوں نے اللہ کو گواہ بنا کر شہادت دی تھی کہ ابوالعباس نے اُسے ولی عہد بنایا ہے اور جب وہ وہاں قلعہ بند ہو گیا تو اس نے اس کا چالیس روز محاصرہ کیا پھر اس نے اُسے اس شرط پر امان دی کہ وہ اسے

چھوڑ دے اور اس کے اور عراق کے درمیان حائل نہ ہو اور وہ عراق جانے کے ارادے سے چلا گیا۔

پس ابو جعفر یکم محرم کو کوفہ آیا اور حیرہ میں اترا اور لوگوں کو جمعہ کی نماز پڑھائی پھر ابو العباس کے شہر انبار کی طرف واپس گیا اور ابو العباس کے رشتہ داروں اور خزائن کو اپنے ساتھ رکھا اور اُسے عبداللہ بن علی کے معاملے کی اور اس کے عراق جانے کی خبر ملی تو اس نے ابو مسلم سے کہا کیا میرے اور تیرے سوا عبداللہ بن علی کے لیے اور کوئی نہیں، ابو مسلم نے اس بات کو پسند نہ کیا اور کہنے لگا یا امیرالمومنین شام میں عبداللہ کا امر نہایت کم اور حقیر ہے اور خراسان کے امر کی اہمیت بہت ہے پھر ابو مسلم اپنے گھر کی طرف واپس آ گیا اور اپنے کاتب سے کہنے لگا مجھے ان دو آدمیوں سے کیا سروکار ہے، پھر کہنے لگا یہی رائے ہے کہ میں خراسان چلا جاؤں اور ان دونوں مینڈھوں کے درمیان جگہ چھوڑ دوں اور جو ان دونوں میں سے غالب آ جائے اور ہماری طرف خط لکھے ہم اس کی طرف خط لکھیں گے کہ ہم نے سمع و اطاعت اختیار کر لی ہے اور وہ دیکھے کہ ہم نے اس کے لیے کام اور آسائش کی ہے، اس کے کاتب نے اُسے کہا، میں تجھے اس بات سے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں کہ اہل خراسان تجھ پر طعن کرنے کی قوت پائیں نیز وہ سمجھیں کہ تو نے معاملے کو اس کی پختگی کے بعد توڑ دیا ہے اس نے کہا تو ہلاک ہو جائے، میں نے ان لوگوں کے بارے میں جنہیں میں نے معرکوں میں قتل ہو جانے والوں کے علاوہ باندھ کر تلوار سے قتل کیا ہے، غور و فکر کیا ہے اور میں نے انہیں ایک لاکھ انسان پایا ہے اور یہ اللہ کی طرف سے کم نہیں ہیں۔

پس اس کا کاتب اس کے ساتھ ہمیشہ یہ گفتگو کرتا رہا حتیٰ کہ اس نے ابوجعفر کو خروج کا جواب دیا اور بہت سے لوگوں کے ساتھ پڑاؤ کر لیا حتیٰ کہ وہ جزیرہ کی طرف چلا گیا اور اس نے عبداللہ بن علی سے متعدد جنگیں کیں اور

حمید بن قحطبہ، عبداللہ بن علی کے معاملات پر حاوی تھا پھر اُسے اطلاع ملی کہ عبداللہ اُسے قتل کرنا چاہتا ہے تو اس نے تدبیر کی اور ابو مسلم کے پاس چلا گیا تو یہ بات عبداللہ بن علی پر گراں گزری اور وہ اس بات سے خوف زدہ ہو گیا کہ وہ اس کے ہم پایہ خراسانی جنرلوں کے ساتھ بھی جو اس کے پاس تھے اسی قسم کا سلوک کرے گا۔

السندی بن شاہک کا بیان ہے کہ میں نے عبدالصمد بن علی کو بیان کرتے سُنا ہے کہ میں عبداللہ بن علی کے پاس تھا کہ اس کا حاجب آیا اور عبدالصمد، عبداللہ بن علی کے ساتھ تھا، اس نے کہا، ابو مجرم کا ایلچی دروازے پر ہے اس نے کہا اُسے اجازت دو، پس ایک بدصورت قبیح المنظر، بہت بالوں والا، لمبی زبان والا، بڑے سرین والا اور بڑے بھرے ہوئے جنگی لباس والا شخص اندر آیا اور اس نے عام سلام کہا پھر کہنے لگا، امیر ابو مسلم کہتا ہے، آپ مجھ سے کیوں جنگ کرتے ہیں حالانکہ آپ جانتے ہیں کہ وہ آپ سے جنگ نہیں کرتا۔

ابو مسلم نے نصیبین میں عبداللہ بن علی پر حملہ کر کے اس کی فوج کو تتر بتر کر دیا اور عبداللہ بھاگ گیا اور ابو مسلم نے حکم دیا کہ کوئی شخص اُسے نہ روکے، پس وہ اپنے بھائی سلیمان بن علی کے پاس بصرہ چلا گیا اور وہ بصرہ کا عامل تھا اور وہ ہمیشہ اس کے پاس روپوش رہا۔

اور ابو جعفر نے ایلچیوں کو بھیجا کہ جو خزائن اور اموال ابو مسلم کے ہاتھ لگے ہیں، انہیں شمار کریں ان ایلچیوں میں اسحٰق بن مسلم العقیلی، یقطین بن موسیٰ اور محمد بن عمرو النصیبی التغلبی شامل تھے، پس ابو مسلم ناراض ہو کر کہنے لگا۔

مجھے خون پر امین بنایا جاتا ہے اور مجھے اموال پر امین نہیں بنایا جاتا؟ اور اس نے یقطین بن موسیٰ کو گالیاں دیں اور جب یقطین نے اپنے متعلق اس کی اندرونی کیفیت کو دیکھا تو کہنے لگا، امیر المومنین نے تو مجھے صرف تیرے پاس فتح کی مبارکباد دینے بھیجا تھا اگر ایسا نہیں تو میری بیوی کو تین طلاقیں

ہوں اور اس نے اسحٰق بن مسلم اور محمد بن عمرو کی حقارت کی اور انہیں سب وشتم کیا اور اپنی زبان سے ابو جعفر کو خوب لیا اور اس کی ماں کا ذکر کیا اور کہنے لگا ابن سلامہ پر میری لعنت ہو، پس لوگوں نے واپس جاکر ابو جعفر کو اس واقعہ کی خبر دی تو اس کے دل میں اس کے بارے میں جو رنجش تھی اس میں اضافہ ہو گیا اور اس نے ابو مسلم کی جگہ ہشام بن عمرو کو والی مقرر کیا اور ابو مسلم واپس چلا گیا اور ابو جعفر پر ناراض ہو کر خراسان جانے کے ارادے سے آیا اور مدائن کے پاس سے گزرا اور ابو جعفر، رومیہ میں فروکش تھا اور اس کے اور اس کے درمیان دو فرسخ کا فاصلہ تھا مگر وہ اس سے نہ ملا اور سیدھا چلا گیا۔ پس ابو جعفر نے عیسیٰ بن موسیٰ اور جریر بن عبداللہ البجلی کو اور ان دونوں کے ساتھ کچھ مددگاروں کو اس کے پیچھے لگا دیا اور وہ اُسے جا ملے اور انہوں نے اسے مصیبت کو بڑا کر دکھایا اور اُسے کہنے لگے، معاملہ وہاں نہیں پہنچا جہاں تیرا خیال ہے پس اس نے اپنے جانشین مالک بن الہیثم سے مشورہ کیا اور پوچھا تیری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا میری رائے ہے کہ تو خراسان چلا جائے اور اس سے تو اس شخص کی رضا مندی طلب کر اور اس سے اُسے اپنی سمع و اطاعت کا خط لکھو اور جب تو ایسا کرے گا تو تجھے کوئی ملامت نہ ہوگی اور اگر اس کی نگاہ تجھ پر پڑ گئی تو دنیا میں تیرا آخری وقت ہوگا اور ابو جعفر کے ایلچی مسلسل اس کے ساتھ رہے حتیٰ کہ انہوں نے اُسے اس کی رائے سے ہٹا دیا اور وہ عراق کی طرف آ گیا اور جب وہ حلوان کی گھاٹی سے گزرا تو اس نے مالک بن الہیثم سے پوچھا، کیا رائے ہے؟ اس نے کہا رائے کو میں گھاٹی کے پیچھے چھوڑ آیا ہوں، اس نے کہا خدا کی قسم میں سرزمین روم میں ہی قتل ہوں گا۔

اور وہ ابو جعفر کے پاس آیا اور وہ رومیہ میں خیموں میں اُترا ہوا تھا، اس نے اُسے کہا میرے اس چیز کو تیری طرف پہنچانے سے قبل جس کا میں

محتاج ہوں تو نے چلے جانے کی تدبیر کی ہے اور وہ ٹھہر کر کئی روز اس کے پاس آتا رہا پھر وہ ایک روز اس کے پاس آیا تو ابو جعفر نے اس کے لیے اپنے محافظوں کے افسر عثمان بن نہیک کو چند لوگوں کے ساتھ تیار کیا اور وہ شبیب بن واج اور ابو حنیفہ تھے اور اس نے عثمان کو حکم دیا کہ جب میری آواز بلند ہو اور میں دونوں ہاتھوں سے تالی بجاؤں تو تم غلام کو قتل کر دینا اور ابو مسلم آیا اور اُسے حجرہ میں بٹھایا گیا اور اُسے بتایا گیا کہ امیر المومنین مصروف ہیں پس وہ کچھ دیر بیٹھا رہا پھر اُسے اجازت دی گئی اور اسے کہا گیا تو اپنی تلوار اتار دے، اس نے پوچھا، کیوں؟ اُسے کہا گیا، تجھے کیا حرج ہے؟ اور وہ مسلسل اسے کہتے رہے حتیٰ کہ اس نے اپنی تلوار اتار دی پھر وہ داخل ہوا اور گھر میں تکیے کے سوا، کوئی چیز نہ تھی وہ اس پر بیٹھ گیا پھر اس نے کہا یا امیر المومنین مجھ سے وہ سلوک کیا گیا ہے جو کسی سے نہیں کیا گیا، میرے کندھے سے میری تلوار لے لی گئی ہے اس نے پوچھا تجھ سے یہ سلوک کس نے کیا ہے، خدا اس کا بھلا نہ کرے؟ پس ابو مسلم بولنے لگا تو اس نے اُسے کہا اے بدکلام عورت کے بیٹے! تو بڑا نہ ہونے ہوئے تکبر کرتا ہے کیا تو وہی نہیں جو میری طرف خط لکھتے ہوئے میرے نام سے پہلے اپنے نام سے ابتدا کرتا ہے کیا تو وہی نہیں جس نے مجھے میری پھوپھی آمنہ بنت علی کو منگنی کا پیغام دیتے ہوئے خط لکھا تھا اور تیرا خیال ہے کہ تو سلیط بن عبداللہ کی اولاد میں سے ہے؟ کیا تو یہ کام کرنے والا نہیں؟ اور وہ اس کے سامنے امور شمار کرنے لگا اور جب ابو مسلم نے اس کی اندرونی کیفیت کو دیکھا تو کہنے لگا یا امیر المومنین، میری قدر اس بات سے بہت چھوٹی ہے کہ میں جو کچھ سمجھتا ہوں وہ آپ کو پریشان نہ کرے پس ابو جعفر کی آواز بلند ہو گئی اور اس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے تالی بجائی تو لوگوں نے باہر آکر اسے اپنی تلواریں ماریں، وہ چلایا اے

کوئی مددگار نہیں ہے اور وہ اُسے مارنے لگے حتیٰ کہ انہوں نے اُسے قتل کر دیا اور جب وہ قتل ہو گیا تو ابو جعفر نے کہا ؎

اس پیالے سے پی جس سے تو پلاتا تھا، وہ تیرے منہ میں ایلوے سے بھی تلخ تر ہو گا تو خیال کرتا تھا کہ قرض کا تقاضا نہیں کیا جائے گا خدا کی قسم اے ابو مجرم تو نے جھوٹ بولا ہے۔

اور اُسے ٹاٹ میں کفن دیا گیا اور خیمے میں ایک جانب رکھ دیا گیا اور اس کے اصحاب سے کہا گیا اکٹھے ہو جاؤ، امیر المومنین نے حکم دیا ہے کہ تم پر دراہم نچھاور کیے جائیں اور ان پر دراہم کی ایک تھیلی نچھاور کی گئی اور جب وہ انہیں اٹھانے کے لیے جھکے تو ان پر ابو مسلم کا سر پھینک دیا گیا اور جب انہوں نے اس کی طرف دیکھا تو جو کچھ ان کے ہاتھوں میں تھا گر پڑا اور انہیں کمزوری لاحق ہو گئی اور یہ شعبان ۱۳۷ھ کا واقعہ ہے۔

اور ابو مسلم کے اصحاب میں سے کچھ لوگ خراسان کی طرف چلے گئے اور سنباذ کے پاس پہنچ گئے اور سنباذ نیشاپور میں تھا اور جب اُسے ابو مسلم کے قتل کی اطلاع ملی تو اس نے معصیت کا اظہار کیا اور وہ اس کے خون کا بدلہ لینے کے لیے نکلا حتیٰ کہ خراسان مضطرب ہو گیا اور ابو جعفر نے جہور بن مرار کو بھیجا اور اس نے سنباذ سے ملاقات کی پس اس نے اس سے جنگ کی اور اُسے قتل کر دیا اور اس کی فوج کو تتر بتر کر دیا۔

اور ابو جعفر کو سلیمان بن علی کے ہاں عبداللہ بن علی کے مقام کی اطلاع ملی، اور ان دنوں وہ بصرہ کا عامل تھا سو اس نے سلیمان کے پاس آدمی بھیجا اور اس نے اس کے اپنے پاس ہونے کا انکار کیا پھر اس نے امان طلب کی تو ابو جعفر نے اُسے اس کے لیے ایک کتاب پر جسے ابن المقفع نے تصنیف کیا سخت عہود و مواثیق کے ساتھ لکھا کہ وہ اُسے کوئی تکلیف نہیں دے گا اور نہ اس بارے میں اس کے خلاف تدبیر کرے گا اور وہ امان میں ہو گا۔

اور اگر میں ایسا کروں تو مسلمان میری بیعت سے بری ہوں گے اور میں نے ان سے جو عہود و مواثیق لیے ہیں وہ ان سے آزاد ہوں گے اور جب ابو جعفر کو اس کا پتہ چلا تو اس نے پوچھا، اسے کس نے لکھا ہے؟ اُسے بتایا گیا ابن المقفع نے، اور یہی بات ابن المقفع کی موت کا سبب تھی۔

اور سلیمان بن علی بصرہ سے آیا حتیٰ کہ اس نے امان حاصل کی اور بصرہ سے کوچ کر گیا اور عیسیٰ بن علی بھی اس کے ساتھ تھا اور عبداللہ بن علی ان دونوں پر غالب آگیا اور وہ دونوں اسے ۱۸ ذوالحجہ ۱۳۷ھ کو جمعرات کے روز ابوجعفر کے پاس لائے اور وہ حیرہ میں تھا، سو اس نے عیسیٰ بن علی کے گھر قیام کیا اور اور اُسے عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس قید کر دیا گیا اور وہ ولی عہد تھا پھر اس نے اس سے دریافت کیا تو اس نے اُسے بتایا کہ وہ فوت ہو چکا ہے تو اس نے عیسیٰ بن علی اور علی کے بیٹوں، اسماعیل اور عبدالصمد کی طرف آدمی بھیجا اور اس نے انہیں اور بنی ہاشم کی ایک جماعت کو بلایا اور انہیں کہنے لگا، میں نے عبداللہ بن علی کو عیسیٰ بن موسیٰ کے سپرد کیا تھا اور اُسے حکم دیا تھا کہ وہ اس کا خیال رکھے اور اس کا اکرام کرے اور اس سے حسنِ سلوک کرے اور میں نے اس سے اس کے متعلق پوچھا ہے تو اس نے بتایا ہے کہ وہ مر چکا ہے اور میں نے اپنے اور تم سے اس کی موت کی خبر کو پوشیدہ رکھنے کو مشکل سمجھا ہے، لوگوں نے کہا یا امیرالمومنین! عیسیٰ نے اُسے قتل کر دیا ہے اور اگر عبداللہ طبعی موت مرتا تو وہ ہمیں اور آپ کو اس کی موت کے متعلق بتانا ترک نہ کرتا، پس اس بات نے اس کے اور ان کے درمیان اتفاق کرا دیا اور انہوں نے اس کے خون کے بدلے کا مطالبہ کیا اور اس نے اُسے کہا، عبداللہ کے متعلق تو نے جو بات کی ہے اس کی عادلانہ گواہی لا، وگرنہ میں تجھ سے اس کا قصاص لوں گا اور اس نے اس کے لیے لوگوں کو بلایا، پس جب عیسیٰ نے دیکھا کہ معاملے کی تحقیق اس کے ذمے واجب ہے تو اس نے کہا مجھے شام

تک مہلت دی جائے تو اسے مہلت دے دی گئی اور وہ شام کو حاضر ہوا اور عبداللہ بن علی بھی اس کے ساتھ حاضر ہوا اور کہنے لگا، میں نے جو بات کہی ہے میرا مقصد اس سے اس کی حفاظت سے اس خوف سے راحت حاصل کرنا تھا کہ اسے کوئی چیز نقصان نہ دے اور مجھے بھی اس کی مانند بات کہی جائے کہ میں نے تو اسے صحیح سالم سپرد کیا تھا، ابو جعفر نے کہا بلکہ تیرا مقصد یہ تھا کہ جو کچھ ہمارے پاس ہے تو اسے معلوم کرے، پس جب ہم نے تجھے اٹھایا تو تو نے یہ بات کہہ دی، پس ابو جعفر کے حکم سے اس کے لیے الدار میں گھر بنایا گیا اور اس نے کہا وہ میری آنکھوں کے سامنے رہے گا پھر اس نے اس گھر کی بنیاد میں پانی چلا دیا اور وہ اس پر گر پڑا اور وہ مر گیا۔

اور ابو جعفر نے مسجد حرام میں اضافہ کرنے کا ارادہ کیا اور لوگوں نے اس کی تنگی کی شکایت کی اور اس نے زیاد بن عبید اللہ الحارثی کو خط لکھا کہ وہ ان گھروں کو جو مسجد کے قریب ہیں، خریدے حتیٰ کہ اس میں دگنا اضافہ کر دے، لوگوں نے فروخت سے انکار کر دیا تو اس نے اس بات کا ذکر جعفر بن محمد سے کیا، اس نے کہا ان سے پوچھو، کیا وہ بیت اللہ کے ہاں اترے ہیں یا بیت اللہ ان کے ہاں اترا ہے؟ پس اس نے یہ بات زیاد کو لکھی اور زیاد بن عبید اللہ نے ان سے یہ بات کہی، تو انہوں نے کہا، ہم اس کے ہاں اترے ہیں، جعفر بن محمد نے کہا، بیت اللہ کا صحن بھی ہے، سو ابو جعفر نے زیاد کو خط لکھا کہ جو گھر اس کے قریب ہیں انہیں گرا دے، پس گھر گرا دیے گئے اور دار الندوہ کے عام گھر اس میں شامل کر دیے گئے حتیٰ کہ اس نے اس میں دگنا اضافہ کر دیا اور اضافہ، دار الندوہ کی ساتھ والی جگہ اور باب بنی جمح کی جانب ہوا اور صفا اور وادی کی نزدیکی جگہ میں نہ ہوا اور صفا اور وادی کی نزدیکی جگہ میں نہ ہوا اور بیت اللہ اس کے پہلو میں تھا اور اس کے کام کا آغاز ۱۳۷ھ میں ہوا اور فراغت ۱۴۰ھ میں ہوئی۔

اور اس نے منیٰ میں مسجد الخیف بنائی اور اُسے اس کی موجود وسعت کے مطابق بنایا اور قبل ازیں وہ ایسی نہ تھی اور ۱۴۰ھ میں ابو جعفر نے حج کیا تاکہ مسجد حرام میں جو اضافہ کیا گیا ہے اُسے دیکھے اور اُسے اطلاع ملی کہ محمد بن عبد اللہ بن حسن بن حسن نے حرکت کی ہے پس جب وہ مدینہ آیا تو اس نے اُسے تلاش کیا مگر اس پر غلبہ نہ پا سکا، پس اس نے عبد اللہ بن حسن بن حسن اور اس کے اہلبیت کی ایک جماعت کو پکڑ لیا اور انہیں بیڑیوں میں جکڑ دیا اور انہیں عرق گیر کے بغیر اونٹوں پر سوار کیا اور اس نے عبد اللہ سے کہا، مجھے اپنے بیٹے کے متعلق بتاؤ وگرنہ قسم بخدا میں تجھے قتل کر دوں گا، عبد اللہ نے کہا خدا کی قسم میں اس آزمائش سے سخت تر آزمائش میں پڑا ہوں جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل ابراہیم کی آزمائش کی تھی اور میری مصیبت آپ کی مصیبت سے بہت بڑی ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم دیا اور یہ ذبح کرنا اللہ کی اطاعت میں تھا اور اس نے فرمایا ہے کہ بلاشبہ یہ ایک عظیم آزمائش تھی اور تو مجھ سے یہ خواہش رکھتا ہے کہ میں تجھے اپنے بیٹے کے متعلق بتاؤں تاکہ تو اُسے قتل کر دے اور اس کا قتل اللہ کی ناراضگی ہے۔

ابو جعفر نے کہا، اے بدکلام عورت کے بیٹے! اس نے کہا تو یہ بات کہتا ہے؟ اے ابن سلامہ کاش مجھے معلوم ہوتا کہ کونسی فاطمہ نے بدکاری کی ہے؟ کیا فاطمہ بنت حسین نے یا فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یا میری دادی فاطمہ بنت اسد بن ہاشم نے جو میرے باپ کی دادی ہے یا فاطمہ بنت عمرو بن خالد بن عائذ بن عمران بن مخزوم نے جو میری دادی کی دادی ہے۔ اس نے کہا ان میں سے کسی ایک نے بھی بدکلامی نہیں کی، اور اس نے اُسے اٹھا لیا۔

اور ابو جعفر شام کے راستے واپس چلا گیا اور بیت المقدس آیا پھر الجزیرہ کی طرف چلا گیا اور رقہ کے باہر اُترا اور منصور بن جعونہ کلابی نے وہاں حملہ کیا

دیا تھا پس اُسے قید کر لیا گیا اور اس نے اُسے بُلا کر قتل کر دیا پھر وہ حیرہ کی طرف چلا گیا اور اس نے عبداللہ بن حسن بن حسن اور اس کے اہلبیت کو قید کر دیا اور وہ ہمیشہ قید خانے ہی میں رہے حتیٰ کہ مر گئے اور بعض نے بیان کیا ہے کہ وہ دیواروں میں میخوں سے مضبوط کر کے چُنے ہوئے پائے گئے۔

اور ابو عمرو عبدالرحمٰن بن السکن نے آلِ محمد کے ایک شخص کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ محمد بن عبداللہ بن حسن بن حسن نے اپنے باپ کو اس وقت خط لکھا جب اُسے قید خانے کی شدت کی خبر پہنچی، اس نے اس سے ظاہر ہونے کی اجازت طلب کی تاکہ وہ ان کے منہ میں اپنا ہاتھ رکھے، عبداللہ نے اُسے پیغام بھیجا اے میرے بیٹے تیرا ظہور تجھے قتل کر دے گا اور نہ مجھے زندہ رہنے دے گا، اپنی جگہ پہ ٹھہرا رہ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ مصیبت سے کشائش کے ذریعے چھڑا دے۔

اور ابو جعفر، الرافقہ کی تعمیر میں لگ گیا اور اس کی ابتدا ابو العباس کے زمانے میں ہوئی تھی اور اس نے کہا میں اس میں نہیں اُتروں گا، اس سے دریافت کیا گیا یا امیر المومنین یہ کیسی بات ہے؟ اس نے کہا، میرا باپ ہشام کے پاس گیا اور وہ رصافہ میں تھا تو اس نے اس سے بدسلوکی کی اور اس سے ناپسندیدہ سلوک کیا پھر وہ واپس آگیا اور میں اور میرا بھائی اس کے ساتھ تھے اور جب وہ اس جگہ پہنچا تو اس نے مجھے اور میرے بھائی کو کہا کہ تم دونوں میں سے ایک اس جگہ پہ ایک شہر تعمیر کرے گا، میں نے اس سے پوچھا پھر کیا ہوگا؟ اس نے کہا وہ اس جگہ نہیں اُترے گا بلکہ اس کا بیٹا اس جگہ اُترے گا اور میں جانتا ہوں کہ میں اس جگہ نہیں اُتروں گا بلکہ میرا بیٹا محمد یعنی مہدی اس جگہ اُترے گا۔

اور ابو جعفر نے عبدالجبار بن عبدالرحمٰن ازدی کو خراسان کا والی مقرر کیا اور اس نے اپنے بھائی عمر بن عبدالرحمٰن کو پولیس پر نائب مقرر کیا اور مغیرہ

بن سلیمان اور مجاشع بن حریث کو قتل کر دیا اور اس نے بنی ہاشم کے مددگاروں کا قصد کیا اور ان میں بہت قتل عام کیا اور وہ ان کا پیچھا کرنے لگا اور انہیں عذاب دینے لگا اور ابو جعفر نے اُسے قسم دیتے ہوئے خط لکھا کہ وہ ضرور اُسے قتل کرے گا اور اُسے ۱۴۰ھ میں معزول کر دیا گیا اور ابو جعفر نے مہدی کو اس کی طرف بھجوایا اور مہدی ، ری کی طرف چلا گیا اور اس نے اسید بن عبداللہ خزاعی کو خراسان کا عامل مقرر کیا اور اس کے ساتھ فوجوں کو بھجوایا اور اس نے مرو میں عبدالجبار سے ملاقات کی۔ اور اس کے لشکر کو شکست دی اور عبدالجبار بھاگ گیا تو اس نے اس کا پیچھا کیا اور اُسے قید کر لیا اور اس نے اُسے ابو جعفر کے پاس بھجوا دیا اور وہ اس کے پاس آیا اور وہ قصر ابن ہبیرہ میں بغداد سے ایک مرحلہ کے فاصلے پر تھا ، عبدالجبار جب اس کے پاس آیا تو اُسے کہنے لگا یا امیر المومنین اچھا قتل ہے ، اس نے کہا اسے بدکلام عورت کے بیٹے میں اُسے تیرے پیچھے چھوڑ آیا ہوں اور اس نے اُسے آگے کر کے اُسے قتل کر دیا اور اُسے صلیب دیا اور وہ کئی روز لکڑی پر ٹھہرا رہا پھر رات کو اس کا بھائی عبیداللہ بن عبدالرحمٰن آیا اور اُس نے اُسے اتار کر دفن کر دیا ، ابو جعفر کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے کہا اُسے دوزخ میں جانے دو۔

اور ابو جعفر نے یزید بن اسید سلمی کو آرمینیا کا والی مقرر کیا اور یزید ابن حاتم مہلبی کو آذربائیجان کا والی مقرر کیا اور وہ یمانیہ کو بصرہ لے آیا اور یہ ان کو لانے والا پہلا شخص ہے اور اس نے الرواد بن المثنیٰ ازدی کو تبریز کو البذ تک اتارا اور مر بن علی طائی کو نریز . . . .[1] میں اتارا اور قبائل یمن کو منتشر کر دیا اور آذربائیجان میں الصقر بن اللیث العتبی اور اس کے عمزاد البعیث بن حلبس کے سوا کوئی نزار نہ تھا۔

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

اور آرمینیا کے نواح میں خزر نے حرکت کی اور انہوں نے یزید بن ابی اسید سلمی پر حملہ کر دیا اور اس نے ابو جعفر کو اطلاع دیتے ہوئے خط لکھا کہ طرخان کا رئیس شاہِ خزر ہے اور وہ عظیم مخلوق کے ساتھ اس کی طرف آیا ہے اور اس کا نائب شکست کھا چکا ہے تو ابو جعفر نے جبریل بن یحییٰ البجلی کو اس کے مقابلے میں بیس ہزار شامیوں، جزائریوں اور موصلیوں کے ساتھ بھیجا اور بہت سے مسلمان مارے گئے اور جبریل اور یزید بن اسید نے شکست کھائی حتیٰ کہ وہ خیرس آ گئے اور جب ابو جعفر کو اس کی مصیبت اور خزر کے غلبے اور بلادِ اسلام میں ان کے دخول کی خبر پہنچی تو اس نے سات ہزار قیدیوں کو باہر نکالا اور فوج بھیجی اور اس نے ہر شہر سے بہت سے لوگوں کو جمع کیا اور اس نے انہیں اور مزدوروں اور معماروں کو بھجوایا اور اس نے کمخ شہر اور المحمدیہ شہر اور باب داق شہر اور متعدد شہر تعمیر کیے جنہیں اس نے مسلمانوں کا مددگار بنا دیا اور وہاں جانبازوں کو آتارا پس انہوں نے جنگ کو لوٹا دیا اور ان کی قوم نے ان سے جنگ کی اور ان شہروں میں مسلمان طاقتور ہو گئے اور وہ شہر میں ٹھہر گیا۔

پھر آرمینیا میں الصناریہ نے حرکت کی تو ابو جعفر نے حسن بن قحطبہ کو آرمینیا کا عامل بنا کر بھیجا اور اس نے ان سے جنگ کی اور اُسے ان کے مقابلے میں قوت حاصل نہ تھی اور اس نے ابو جعفر کو ان کے حالات اور ان کی کثرت کی خبر دیتے ہوئے خط لکھا تو اس نے عامر بن اسماعیل الحارثی کو بیس ہزار فوج کے ساتھ اس کے پاس بھیجا اور اس نے الصناریہ سے ملاقات کی اور ان سے شدید جنگ کی اور اس نے کئی روز ان سے جنگ کرتے ہوئے قیام کیا پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں ان پر فتح دی اور اس نے ان میں سے سولہ ہزار آدمیوں کو ایک دن میں قتل کیا پھر وہ تفلیس کی طرف لوٹ آیا اور اس کے پاس جو قیدی تھے اس نے انہیں قتل کر دیا اور الصناریہ جہاں بھی تھے وہ ان کی تلاش

یمن گیا پھر ابو جعفر نے اپنے غلام واضح کو آرمینیا کا والی مقرر کیا اور وہ ابو جعفر کی ساری خلافت میں آرمینیا اور آذربائیجان کا والی رہا۔

اور اہل طبرستان اُٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے علیحدگی اور معصیت کا اظہار کیا اور عظیم افواج کے ساتھ آگے بڑھے اور مہدی نے ان کے مقابلے میں خازم بن خزیمہ تمیمی اور رُوح بن حاتم مہلبی کو بھیجا اور انہوں نے ان کی فوجوں کو شکست دی اور ۱۴۲ھ میں طبرستان کو فتح کیا گیا۔

اور اس سال ابو جعفر حج کے ارادے سے بصرہ گیا اور جب وہ بڑے پُل پر پہنچا تو اُسے خبر ملی کہ اہل یمن نے اظہارِ معصیت کیا ہے اور عاملِ یمن عبداللہ بن الربیع، حملہ آوروں کے خوف اور ان کے مقابلے میں کمزوری کے باعث بھاگ گیا ہے اور عاملِ سندھ، عینیہ بن موسیٰ ابن کعب تمیمی نے نافرمانی کی ہے اور علیحدگی کا اظہار کیا ہے۔ پس اس نے معن بن زائدہ شیبانی کو یمن کی طرف اور عمر بن حفص بن عثمان ابی صفرۃ کو سندھ کی طرف بھجوایا اور ابو جعفر بصرہ سے واپس آگیا اور اس نے حج نہ کیا۔

اور معن بن زائدہ یمن آیا اور جو لوگ وہاں موجود تھے اس نے انہیں بُری طرح قتل کیا اور اس نے وہاں نو سال قیام کیا اور جب موسیٰ بن کعب تمیمی بلادِ سندھ سے واپس آیا تو اس نے اپنے بیٹے عینیہ بن موسیٰ کو جانشین مقرر کیا اور ربیعہ اور یمن کے جو لوگ اس کے ساتھ تھے ان میں سے لوگ اس کے مخالف ہو گئے تو اس نے ان کے عام آدمیوں کو قتل کر دیا اور اُنہوں نے اظہارِ معصیت کیا تو ابو جعفر نے عمر بن حفص ہزار مرد کو سندھ کی طرف بھیجا اور عینیہ نے اطاعت اختیار نہ کی اور اُسے داخل ہونے سے روک دیا اور اس نے دیبل میں قیام کیا اور عقبہ بن مسلم بھی اس کے ساتھ تھا اور عمر بن حفص نے اس سے جنگ کی اور عینیہ کے اصحاب، عمر سے امان طلب کرتے تھے پس عینیہ نے بھی صلح کی اپیل کی تو اس نے اس سے صلح کر لی اور اس نے

اُسے اپنے ایلچیوں کے ساتھ نکالا اور اُسے منصور کے پاس بھجوا دیا۔

اور عمر بن حفص نے منصورہ میں قیام کیا اور عیینہ اپنے ایلچیوں کے ساتھ چلا گیا حتیٰ کہ جب وہ راستے میں تھا تو ایلچیوں سے بھاگ گیا اور سجستان جانے کے ارادے سے چلا گیا اور جب وہ الرُّخج کے نزدیک پہنچا تو کچھ یمانی لوگوں نے اُسے قتل کر دیا اور اس کے سر کو منصور کے پاس لے گئے۔

اور عمر بن حفص نے دو سال سندھ میں قیام کیا پھر ابو جعفر نے اُسے معزول کر دیا اور ہشام بن عمر تغلبی کو والی مقرر کیا پس وہ منصورہ گیا اور وہاں قیام کیا اور اس نے ہند کی طرف ایک فوج بھجوائی جس نے غنیمت حاصل کی اور غلام حاصل کیے اور ہشام سے کہا گیا منصورہ تجھے برداشت نہیں کر سکے گا اور ملتان ایک وسیع علاقہ ہے اور اس میں بنجر مقامات بھی ہیں پس وہ ملتان کی طرف گیا اور اس نے اپنے بھائی بسطام بن عمر کو منصورہ پہ نائب مقرر کیا اور جب وہ ملتان کے نزدیک آیا تو اس کا حکمران بہت بڑی مخلوق کے ساتھ اس کے مقابلے میں اُسے واپس کرنے کے لیے نکلا، اور دونوں کی ملاقات ہوئی اور دونوں کے درمیان عظیم معرکہ ہوا پھر حاکم ملتان نے شکست کھائی اور ہشام نے فتح پائی اور شہر میں اُترا اور بہت سے قیدی بنائے پھر اس نے کشتیاں بنائیں اور ان کے ساتھ دریائے سندھ پر قندہار تک حملہ کر دیا اور اُسے فتح کر لیا اور قیدی بنائے اور مندر کو گرا دیا اور اس کی جگہ مسجد تعمیر کی پھر وہ منصور کے پاس وہ چیزیں لایا جو کوئی سندھ سے نہ لایا تھا اور وہ عراق میں تھوڑا عرصہ ہی ٹھہرا حتیٰ کہ مر گیا اور منصور نے معبد بن الخلیل تمیمی کو والی مقرر کیا اور وہ شہر میں قابل تعریف آدمی تھا۔

اور ابو جعفر ۱۴۲ھ میں بغداد کی طرف گیا اور کہنے لگا میں نے دجلہ اور فرات کے درمیان اور بصرہ اور اُبلہ اور ایران کے راستے اور اس کے اردگرد اور موصل اور جزیرہ اور شام اور مصر اور مغرب اور جبل و خراسان

کے راستے میں، تعمیر شہر کے لیے اس سے بہتر جگہ نہیں دیکھی پس اس نے اپنے شہر کی حد بندی کی جو دجلہ کی غربی جانب شہر ابو جعفر کے نام سے مشہور رہے اور اس نے اس کے چار دروازے بنائے، ایک دروازے کو اس نے باب خراسان کا نام دیا جو دجلہ کی جانب کھلتا ہے اور دوسرے کو اس نے باب البقرہ کا نام دیا جو الصراۃ ندی پر کھلتا ہے جو فرات سے پانی لیتی ہے اور دجلہ تک پہنچ جاتی ہے، تیسرے دروازے کو اس نے باب الکوفہ کا نام دیا اور چوتھے دروازے کو اس نے باب الشام کا نام دیا اور ان دروازوں میں سے ہر دروازے پر نشست گاہیں تھیں اور سنہری عمارات تھیں جن کی طرف گھوڑوں پر سوار ہو کر جایا جاتا تھا اور اس نے فصیل کی چوڑائی نیچے سے ستر ہاتھ رکھی اور اس نے بقیہ بغداد پر بھی فصیل بنوائی اور تعمیر میں بڑی کوشش کی اور ہر شہر سے انجینئرز، معماروں اور کاریگروں کو بلایا اور اپنے غلاموں اور جنرلوں کو شہر کے اندر جاگیریں دیں اور شہر کے کوچے انہی کی طرف منسوب ہیں اور اس نے ان کو تعمیر میں لگا دیا اور دوسروں کو شہر کے دروازوں پر جاگیریں دیں اور سپاہیوں کو شہر کے اردگرد کا علاقہ جاگیر میں دیا اور اپنے اہلبیت کو اطراف جاگیر میں دیں اور اپنے بیٹے مہدی اور اپنے اہلبیت کی ایک جماعت اور اپنے غلاموں اور اپنے جنرلوں کو بھی جاگیریں دیں۔

اور اسی سال یعنی ۱۴۴ھ میں مہدی نے خراسان سے عراق کی طرف واپس لوٹتے ہوئے کوچ کیا اور ابو جعفر اس کے استقبال کے لیے نہاوند گیا اور واپس آیا اور کوفہ کی طرف چلا گیا اور حیرہ اور اس شہر میں اترا جسے منصور نے تعمیر کیا تھا اور اس نے اس کا نام ہاشمیہ رکھا پس مہدی نے کچھ دن قیام کیا پھر وہ حیرہ میں ریطہ بنت ابی العباس کے پاس گیا۔

اور منصور کو اطلاع ملی کہ محمد بن عبداللہ بن حسن بن حسن نے مدینہ میں بلچل کی ہے تو شہریوں نے اس سے خط و کتابت کی تو وہ حج کے لیے نکلا اور واپس

پر مدینہ میں داخل نہ ہوا اور ربذہ کی طرف چلا گیا اور علویوں کی ایک جماعت کو لایا گیا اور محمد بن عبد اللہ بن عمرو بن عثمان جو عبد اللہ بن حسن کا ماں جایا بھائی تھا ان کے ساتھ تھا، پس اس نے ان سے محمد بن عبد اللہ بن حسن بن حسن کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا ہم اس کی جگہ کو نہیں جانتے اور نہ ہمیں اس کا حال معلوم ہے سو اس نے محمد بن عبد اللہ بن عمرو بن عثمان سے کہا، میں نے تجھ سے قطع رحمی اور صلہ رحمی کی ہے اور میں نے جو کیا سو کیا اور میں نے تیرے اہلبیت کے گناہوں کے بدلے میں تجھ سے مواخذہ نہیں کیا پھر تو میرے دشمن کو مجھ پر ترجیح دیتا ہے اور اس کے معاملے کو مجھ سے چھپاتا ہے پھر اس کے حکم سے اُسے شدید طور پر مارا گیا اور ربذہ میں گدھے پر بٹھا کر گھمایا گیا اور اس نے سب لوگوں کو عرق گیر دل کے بغیر کجاؤوں پر سوار کرا کر واپس کر دیا۔

اور ابو جعفر اپنے حج سے واپس آگیا اور بغداد کی طرف گیا اور اپنے شہر میں جو باب الذہب کے نام سے مشہور ہے ۱۴۸ھ میں اُترا اور بازار شہر کے اندر تھے اس نے انہیں کرخ کی طرف نکلوا دیا اور ابو جعفر نے چند روز ہی قیام کیا تھا کہ اُسے محمد بن عبد اللہ بن حسن بن حسن کے خروج کی اور اس کے ظہور امر کی اطلاع ملی تو وہ کوفہ واپس آگیا اور اس نے کوفہ اور بغداد کے درمیان قصر ابن ہبیرۃ میں چند روز قیام کیا اور ریاح بن عثمان بن حیان المری کو مدینہ کا والی مقرر کیا اور کہنے لگا، میں نے ان کے لیے تیرے سوا کسی کو نہیں پایا اور تیرے سوا انہیں کوئی اچھی طرح نہیں جانتا، پس جب ریاح مدینہ آیا تو منبر پر کھڑا ہوا اور اس نے اپنا وہ مشہور خطبہ دیا جس میں وہ کہتا ہے:-

اے اہل مدینہ میں اژدھا ابن عثمان ابن حیان اور عمزاد مسلم بن عقبہ ہوں جو تمہاری سبزیوں کو تباہ کرنے والا ہے

خدا کی قسم میں اسے ویران کر چھوڑ دوں گا اور اس میں کتا بھی نہیں بھونکے گا۔

پس ان لوگوں میں سے کچھ لوگ اس کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے اس سے گفتگو کی اور کہنے لگے، اے دو حدوں کے کوڑے کھانے والے کے بیٹے خدا کی قسم تو رک جائے گا یا ہم تجھے اپنے آپ سے روکیں گے پس اس نے ابو جعفر کو اہل مدینہ کی بد اطاعتی کی خبر دیتے ہوئے خط لکھا تو ابو جعفر نے ریاح کی طرف ایلچی بھیجا اور اس کے ہاتھ اہل مدینہ کی طرف ایک خط بھیجا اور اُسے حکم دیا کہ وہ انہیں یہ خط سنائے اور خط میں لکھا تھا۔

اما بعد، تمہارے والی نے تمہاری بد دیانتی اور مخالفت اور تمہاری رائے کی برائی اور امیر المومنین کی بیعت کے خلاف تمہارے رجحان کا ذکر کرتے ہوئے مجھے خط لکھا ہے اور امیر المومنین اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ اگر تم باز نہ آئے تو وہ تمہارے امن کے بعد تمہیں خوف میں بدل دیں گے اور بر و بحر کو تم سے روک دیں گے اور تم پر سخت دل، رشتہ داروں کو تباہ کرنے والے آدمیوں کو بھیجیں گے اور انہیں جو حکم دیا جائے گا وہ وہی کریں گے۔

والسلام

ریاح نے منبر پر چڑھ کر خط پڑھا اور جب وہ ـــــ تمہاری بد دیانتی کا ذکر کرتے ہوئے ـــــ پر پہنچا تو انہوں نے ہر جانب سے آوازیں دیں، اے دو حدوں کے کوڑے کھانے والے کے بیٹے تو نے جھوٹ بولا ہے اور انہوں نے اسے سنگریزے مارے اور اس نے جلدی سے حجرے میں جا کر اُسے بند کر دیا اور مروان کے گھر میں داخل ہو گیا اور ایوب بن سلمہ بن عبد اللہ بن ولید مخزومی اس کے پاس آیا اور کہنے لگا۔

اللہ امیر کا بھلا کرے، یہ کام رذیل لوگوں نے کیا ہے ان کے ہاتھ

کاٹ دے اور ان کی پشتوں پر کوڑے لگا پس بنی ہاشم کے لوگ موجود تھے انہوں نے کہا ہماری یہ رائے نہیں ہے بلکہ تو اہل مدینہ کے سرکردہ اور دیگر لوگوں کی طرف پیغام بھیج اور انہیں منصور کا خط سنا پس اس نے انہیں اکٹھا کیا اور انہیں منصور کا خط سنایا، پس حفص بن عمر بن عبداللہ بن عوف الزہری ایک طرف سے اور ابو عبیدہ بن عبدالرحمٰن بن الازہر دوسری طرف سے اٹھ کھڑے ہوئے اور اُسے کہنے لگے خدا کی قسم تو نے جھوٹ بولا ہے تو نے ہمیں حکم نہیں دیا کہ ہم نے تیری نافرمانی کی ہے اور تو نے ہمیں دعوت دی ہے کہ ہم نے تیری مخالفت کی ہے پھر دونوں نے ایلچی سے کہا کیا تو امیرالمومنین کو ہماری طرف سے بات پہنچا دے گا؟ اس نے کہا میں اسی لیے آیا ہوں ان دونوں نے کہا اُسے کہنا، تیرا یہ کہنا کہ تو مدینہ اور اہل مدینہ کے امن کو خوف سے بدل دے گا اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے ساتھ اس کے علاوہ ایک اور وعدہ کیا ہے وہ فرماتا ہے کہ وہ ان کے خوف کو امن میں بدل دے گا وہ میری عبادت کریں گے اور کسی کو میرا شریک نہ بنائیں گے، پس ہم اس کی عبادت کرتے ہیں اور کسی کو اس کا شریک نہیں بناتے۔

اور محمد بن عبداللہ بن حسن بن حسن نے یکم رجب ۱۴۵ھ کو مدینہ میں ظہور کیا اور بہت سے لوگ اس کے ساتھ مل گئے اور شہروں کے باشندوں کے خطوط اور وفود اس کے پاس آئے اور اس نے ابو جعفر کے عامل ریاح ابن عثمان المری کو پکڑ لیا اور اُسے بیڑیوں میں جکڑ دیا اور اُسے قید کر دیا اور ابراہیم بن عبداللہ بن حسن بن حسن بصرہ کی طرف گیا اور ایک جماعت اکٹھی ہو گئی اور اس نے چھپ کر قیام کیا اور وہ لوگوں سے خط و کتابت کرتا تھا اور انہیں اپنی اطاعت کی دعوت دیتا تھا، پس جب ابو جعفر کو اطلاع ملی تو اس نے مدینہ جانے کا قصد کیا پھر اُسے ابراہیم کے معاملے کی اطلاع کی موجودگی میں عراق چھوڑنے سے خوف پیدا ہوا، سو اس نے عیسیٰ بن موسیٰ ہاشمی کو

اور اس کے ساتھ حمید بن قحطبہ طائی بھی تھا، ایک عظیم فوج کے ساتھ بھیجا اور وہ مدینہ کی طرف گیا اور محمد اپنے اصحاب کے ساتھ اس کے مقابلے میں آیا اور اس نے ماہِ رمضان میں ان سے جنگ کی اور اس کے اصحاب، قید خانے کی طرف گئے اور ریاح بن عثمان قتل ہو گیا۔

اور عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس کی بیٹی اسماء مدینہ میں تھی اور وہ محمد بن عبداللہ سے عداوت رکھتی تھی۔ پس اس نے اپنے غلام کے ہاتھ بانس پر سیاہ اوڑھنی رکھ کر بھیجی حتیٰ کہ اس نے اُسے مسجد کی اذان گاہ پہ نصب کر دیا اور اس نے اپنے غلام مجیب العامری کو محمد کی فوج کی طرف بھیجا تو اس نے شکست، شکست کا شور مچا دیا، مسودہ، مدینے میں داخل ہو چکے ہیں اور جب لوگوں نے سیاہ علم کو دیکھا تو وہ شکست کھا گئے اور محمد لڑتا رہا حتیٰ کہ قتل ہو گیا۔

اور جب محمد بن عبداللہ بن حسن قتل ہو گیا تو عیسیٰ بن موسیٰ نے کثیر بن الحصن العبدی کو مدینہ کی طرف بھیجا اور وہ اس میں داخل ہو گیا اور اس نے محمد کے اصحاب کو تلاش کیا اور ان کو قتل کیا اور عراق کی طرف لوٹ گیا۔

اور ابراہیم بن عبداللہ نے کوفہ کا قصد کیا اور اُسے یقین تھا کہ اہل کوفہ اس کے ساتھ ابوجعفر پہ حملہ کر دیں گے پس جب وہ کوفہ گیا تو اس نے کوئی مددگار نہ پایا اور ابوجعفر کو بھی اس کی اطلاع مل گئی اور اس نے ہر جگہ گھاتی اور نگران مقرر کر دیے اور اس نے نکلنے کا ارادہ کیا مگر اس کی طاقت نہ پائی، اور اُسے معلوم ہو گیا کہ اس نے غلطی کی ہے پس اس نے حیلہ سے کام لیا اور ابراہیم کے ساتھ ایک شخص تھا جسے سفیان بن یزید العمی کہا جاتا تھا وہ ابوجعفر کے پاس گیا اور اُسے کہنے لگا یا امیرالمومنین مجھے امان دیجیے میں ابراہیم کو آپ کے سپرد کرنے کے بعد اس کے متعلق بتاؤں گا؟ اس نے کہا تو امان میں ہے اور وہ کہاں ہے؟ اس نے کہا بصرہ میں، میرے ساتھ اس شخص

کو بھیجیے جس پر آپ کو اعتماد ہو اور مجھے ڈاک کی سواری پر سوار کرا دیجیے اور عامل بصرہ کو خط لکھ دیجیے تا کہ میں اُسے اس کے متعلق بتاؤں اور وہ اسے پکڑ لے سو اس نے ابوسوید کو میرے ساتھ بھیجا جو بغداد کے باب الشام میں طاقچوں والا تھا پس وہ نکلا اور اس کے ساتھ اس کا غلام بھی تھا جس پر اُونی جبہ تھا اور اس کی گردن میں توشہ دان تھا جس میں کھانا تھا حتیٰ کہ ڈاک گھوڑے پر ابوسوید اور یہ غلام بھی اس کے ساتھ سوار ہو گئے اور جب وہ بصرہ پہنچا تو سفیان نے ابوسوید سے کہا میرا انتظار کرو تا کہ میں اس شخص کا حال معلوم کروں ۔ وہ چلا گیا اور واپس نہ آیا اور وہ غلام جس پر اُونی جبہ تھا وہ ابراہیم بن عبداللہ بن حسن بن حسن تھا اور جب اس نے دیر کی تو ابوسوید، سفیان بن معاویہ بن یزید بن مہلب کے پاس گیا اور وہ الناحیہ کا عامل تھا اس نے اس سے پوچھا وہ شخص کہاں ہے؟ اس نے کہا مجھے معلوم نہیں تو اس نے ابوجعفر کو خط لکھا تو اُسے معلوم ہو گیا کہ وہ ابراہیم تھا اور یہ ایک حیلہ تھا۔

اور ابراہیم بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب نے بصرہ میں خروج کیا اور اس کے باشندوں نے اس کی بیعت کی اور اس نے یکم ماہ رمضان کو خروج کیا اور اس نے دارالامارت اور امیر سفیان بن معاویہ مہلبی کا قصد کیا تو وہ محل میں اس سے بچ گیا پھر اس نے امان طلب کی تو ابراہیم نے اُسے امان دے دی پس سفیان بن معاویہ باہر نکلا اور شہر نے اطاعت اختیار کر لی اور ابراہیم نے بیت المال وغیرہ پر قبضہ کر لیا۔

اور شہر میں سلیمان بن علی کے دو بیٹے جعفر اور محمد بھی تھے وہ میسان کی طرف چلے گئے اور وہاں خندق میں پناہ لے کر ٹھہرے رہے اور ابراہیم بن عبداللہ نے مغیرہ بن الفزع السعدی کو اہواز کی طرف بھیجا تو اس نے اس کے عامل محمد بن الحصین کو نکال دیا اور شہر پر غالب آ گیا اور اس نے یعقوب بن الفضل بن عبدالرحمٰن بن عباس بن ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب کو ایران کی

طرف بھیجا اور وہ اس میں داخل ہوا اور اس نے اسماعیل بن علی کو اس سے نکال باہر کیا اور اس نے ہارون ابن سعد العجلی کو واسط کی طرف بھیجا اور وہ اس کے اردگرد کے علاقے پر قابض ہوگیا اور اس نے برد بن لبید الیشکری کو کسکر کی طرف بھیجا اور اس نے اس پر غلبہ پالیا۔

اور ابراہیم بصرہ سے چلا گیا اور اس نے نمیلہ بن مرۃ الاسعدی کو نائب مقرر کیا اور اس نے اس کے رجسٹر کو شمار کیا تو وہ ساٹھ ہزار تھے پس وہ یکم ذوالقعدہ کو بصرہ سے نکلا اور کسکر کی نگرانی کرتے ہوئے منصور کے پاس جانا چاہتا تھا اور ابوجعفر نے عیسیٰ بن موسیٰ کو خط لکھا اور اسے جلد آنے کا حکم دیا اور جب وہ اسے پہنچا تو اس نے اسے کہا اے ابوموسیٰ تو سلیمان کے بیٹوں جعفر اور محمد سے فتح کا زیادہ حق دار ہے اور پس تو جا تاکہ اللہ تعالیٰ تیرے ہاتھوں فتح مکمل کرے پس وہ اٹھارہ ہزار سپاہیوں اور ابوجعفر کے مددگاروں کے ساتھ روانہ ہوا اور اس نے سلیمان کے دونوں بیٹوں جعفر اور محمد کو خط لکھا کہ وہ اس کے ساتھ جائیں۔

اور ابراہیم دھیرے دھیرے آگے بڑھا حتیٰ کہ اس بستی میں پہنچ گیا جسے باخمرا کہا جاتا ہے اور عیسیٰ بن موسیٰ اس بستی میں پہنچ گیا جسے سَعا[1] کہا جاتا ہے اور حمید بن قحطبہ طائی جنگ کے لیے آیا اور گھمسان کا رن پڑا اور بڑی سخت جنگ ہوئی اور عیسیٰ بن موسیٰ کا پہلو بھاری تھا حتیٰ کہ لوگ ابراہیم کی کامیابی اور سربلندی کے بارے میں شک میں پڑ گئے[2] پھر مسلم بن قتیبہ باہلی نے ایک جانب سے سواروں کے ساتھ ابراہیم کے اصحاب کے خلاف خروج کیا تو انہوں نے اسے گھاتی فوج خیال کیا اور وہ شکست کھا گئے اور ابراہیم چار سو زیدیہ کے ساتھ شدید جنگ کرتا رہا ہے کہ مجھے ....

---

[1] اصل کتاب میں یہ لفظ نقطوں کے بغیر ہی لکھا ہوا ہے [2] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

اس کا بیان ہے کہ جس روز ابراہیم نے عیسیٰ بن موسیٰ سے جنگ کی میں نے اُسے سیاہ خچر پر سوار دیکھا اور سدیف بن میمون اس کے خچر کے زین کے پچھلے حصے کا تسمہ پکڑے ہوئے تھا اور وہ کہہ رہا تھا :

سے ابواسحٰق اسے پکڑلے تو نے خوش سیرتی اور طویل عمری میں اسے تیز پایا ہے۔

اور ابراہیم نے سخت غلبہ پایا حتیٰ کہ یکے بعد دیگرے فوج کو شکست دی اور آگے بڑھا حتیٰ کہ کوفہ کے نزدیک آگیا حتیٰ کہ ابوجعفر نے بغداد جانے کے لیے اپنی اونٹنیاں منگوالیں اور ابراہیم کو سربلندی حاصل تھی حتیٰ کہ اُسے یقین تھا کہ وہ کوفہ میں داخل ہو جائے گا ، اور ابوجعفر ان راتوں میں سوتا نہ تھا اور اس کے پاس اس کی دو بیویاں لائی گئیں فاطمہ بنت محمد الطلحیۃ اور ام الکریم بنت عبداللہ جو خالد بن اسید کی اولاد میں سے تھی ، تو اس نے ان دونوں کو بغداد بھجوا دیا اور ان دونوں کی پیشانی کو بھی نہ دیکھا۔

اور جب ابراہیم کے اصحاب شکست کھا گئے تو اس نے اپنے چار سو اصحاب کے ساتھ شدید جنگ کی یہاں تک کہ قتل ہو گیا اور اس کا سر کاٹ دیا گیا اور اُسے کوفہ میں ابوجعفر کے پاس بھجوا دیا گیا اور اُسے اس کے سامنے رکھا گیا اور اس نے لوگوں کو اطلاع دی اور وہ آنے لگے اور ابراہیم اور اس کے بھائی اور اس کے اہل کو بُرا بھلا کہنے لگے حتیٰ کہ جعفر بن حنظلہ البہرانی داخل ہوا اور کہنے لگا یا امیر المومنین اللہ تعالیٰ تیرے عمزاد کے بارے میں تیرا اجر بڑا کرے اور اس نے تیرے حق میں جو کوتاہی کی ہے اُسے بخشے تو ابوجعفر اس سے خوش ہوا اور کہنے لگا ابوخالد خوش آمدید یہاں آؤ ، پس لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ اس کی بات نے اُسے خوش کیا ہے تو انہوں نے بھی اس کی مانند بات کہی۔

اور حسن بن زید اس کے پاس آیا تو اس نے اس کے سامنے سر کو پیش

کیا اور جب اس نے اُسے دیکھا تو اس کا رنگ اور چہرہ بدل گیا اور کہنے لگا،
یا امیر المومنین قسم بخدا آپ نے روزے دار اور شب بیدار کو قتل کیا ہے
اور میں پسند نہیں کرتا کہ آپ اس کے گناہ کے ساتھ لوٹیں، تو اس کے اہل
میں سے ایک شخص نے اُسے کہا گویا تو اس کے قتل میں امیر المومنین پر
عیب لگاتا ہے؟ اس نے کہا گویا تو مجھ سے چاہتا ہے کہ میں اس کے
متعلق جھوٹ بولوں حالانکہ وہ اللہ کے پاس چلا گیا ہے ابوجعفر نے کہا خدا
کی قسم میں انتظار کر رہا ہوں کہ تیرا دوست اس دروازے سے داخل ہو اور
میں تمہیں بلاؤں اور تجھے قتل کر دوں اور دوسرے دروازے سے باہر
نکل جاؤں۔ اس نے اُسے کہا، کیا میں اس کی طرف تجھ سے سبقت کر گیا
ہوں۔

اور ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کے قتل کے تین ماہ بعد ابوجعفر واپس چلا
گیا اور بغداد شہر میں ماہِ ربیع الاول ۱۴۶ھ میں اُسے وطن بنا کر اُترا اور
عجم کے مہینوں میں سے یہ جولائی کا مہینہ تھا اور اس نے مہدی کو خراسان کا
عامل بنا کر بھیجا اور اس کے ساتھ صحابہ اور فوج کے سرکردہ آدمی بھی تھے
پس خراسان کے جنرل ابوجعفر کے پاس آئے اور انہوں نے مہدی کے شریفانہ
اخلاق کا اس سے ذکر کیا اور اس کی تعریف کی اور انہوں نے اس سے اپیل
کی کہ وہ اپنے بعد اسے ولی عہد بنائے، سو اس نے عیسیٰ بن موسیٰ کو جو کوفہ
میں تھا، خط لکھا اور اُسے اس امر کے متعلق بتایا جو خراسان وغیرہ کے
باشندوں کے دل میں پیدا ہو گیا تھا اور عیسیٰ بن موسیٰ کہا کرتا تھا کہ ابوجعفر
کے بعد ولی عہدی اس کے لیے ہے اور جب اس کے پاس ابوجعفر کا خط آیا
جس میں جنرلوں اور اہل خراسان کے اس اتفاق کا ذکر تھا کہ اس کے بعد
ولی عہدی مہدی کے لیے ہو اور اس نے اُسے نصیحت کی کہ وہ اس کی طرف
سبقت کرے، عیسیٰ نے اُسے خط لکھا جس میں اُسے اس امر کی دشواریوں

کو بڑا کر دکھایا اور اس میں جو نقضِ عہد و پیمان ہوتا ہے اس کا اس نے ذکر کیا اور یہ کہ وہ بے خوف نہیں کہ لوگ اس کی بیعت میں اور اس کے بیٹے کی بیعت میں یہ کریں گے اور ان دونوں کے درمیان خط و کتابت جاری رہی۔

اور عیسیٰ بغداد آیا اور سپاہی دن بدن اس پر حملے کرنے لگے اور وہ اس کے دروازے پر پہنچ گئے حتیٰ کہ اُسے اپنی جان کا خوف لاحق ہو گیا اور جب اس نے یہ بات دیکھی تو راضی ہو گیا اور بچ گیا اور منصور نے اپنے بیٹے مہدی کے لیے ۱۴۷ھ میں ولی عہدی کی بیعت لی اور سب نے بیعت کر لی اور اس نے مہدی کے بعد عیسیٰ کو ولی عہد مقرر کیا اور مہدی ان دنوں خراسان میں تھا اور اس کے پاس اس کے باپ کے خطوط آئے کہ اس نے اس کی بیعت لے لی ہے تو جو جرنیل اس کے ساتھ تھے اور سب اہل خراسان نے باذغیس کے سوا اس کی بیعت کر لی، اس نے وہاں استاذسیس کی مخالفت کی اور نبوت کا دعویٰ کیا اور بہت سی مخلوق اس معاملے میں اس کے ساتھ ہو گئی۔

تو مہدی نے اس کے مقابلے میں خازم بن خزیمہ تمیمی کو بھیجا اور اس نے اس سے جنگ کی اور اس کی فوج کو تتر بتر کر دیا اور اُسے قید کر لیا اور اُسے ابوجعفر کے پاس بغداد لے آیا اور اس نے اُسے قتل کر دیا اور اس سال ستارے ٹوٹے۔

ابو عبداللہ جعفر بن محمدؑ کی وفات اور اس کے علوم و معارف

ابو عبداللہ جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن ابی طالب نے ۶۶ سال کی عمر میں مدینہ میں ۱۴۸ھ میں وفات پائی اور اس کی ماں، ام فروہ بنت القاسم بن محمد بن ابی بکر تھی، اور وہ سب لوگوں سے بہتر اور اللہ کے دین کو سب سے

زیادہ جاننے والا تھا اور وہ ان صاحبِ علم لوگوں میں سے تھا جس سے لوگوں نے سماع کیا ہے اور انہوں نے اس سے روایت کی ہے اور کہا ہے کہ ــــ ہم کو عالم نے بتایا ہے۔

سفیان کا بیان ہے کہ میں نے جعفر کو بیان کرتے سُنا کہ ہر شبہ پر وقوف کرنا، ہلاکت میں گھُسنے سے بہتر ہے اور جس حدیث کو ہم نے روایت نہیں کیا اُسے چھوڑنا، تیرے اس حدیث کے روایت کرنے سے بہتر ہے جسے تو نے نہیں سمجھا، بلاشبہ ہر حق میں حقیقت اور ہر صحیح بات میں نور ہوتا ہے پس جو کتاب اللہ کے موافق ہو اُسے لے لو اور جو اس کے خلاف ہو اسے چھوڑ دو۔

اور جعفر نے بیان کیا ہے تین اشخاص سے مہربانی کرنا واجب ہے مالدار، جو محتاج ہو گیا ہو، قوم کا عزت دار شخص جو ذلیل ہو گیا ہو اور وہ عالم جس سے جہلا ذنلاعبٌ کرتے ہوں۔

اور اس نے بیان کیا ہے، جسے اللہ تعالیٰ معاصی کی ذلت سے نکال کر تقویٰ کی عزت کی طرف لے جائے، اللہ تعالیٰ اُسے مال کے بغیر غنی کر دیتا ہے رشتہ داروں کے بغیر اُسے معزز بنا دیتا ہے اور جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس سے ہر چیز کو خوفزدہ کر دیتا ہے اور جو اللہ سے نہیں ڈرتا اللہ اُسے ہر چیز سے خوفزدہ کرتا ہے اور جو تھوڑے سے رزق پر اللہ سے راضی ہو جاتا ہے وہ اس سے تھوڑے عمل پر راضی ہو جاتا ہے اور جو طلب حلال سے نہیں رُکتا اس کا خرچ کم ہو جاتا ہے اور اس کے اہل عیال خوش ہو جاتے ہیں اور جو دنیا سے بے رغبت ہو جائے اللہ اس کے دل میں حکمت کو جاگزین کر دیتا ہے اور اس کی زبان کو امورِ دُنیا یعنی اس کی بیماری اور دوا میں رواں کر دیتا ہے اور اس سے اُسے صحیح سالم نکال دیتا ہے۔

روایت ہے کہ اس نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر

آیت لا تمدن عینک الیٰ ما متعنا بہ ازواجًا منہم الآیۃ، نازل ہوئی تو آپ نے فرمایا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی سے تسلی نہیں پاتا اس کا دل دنیا کی حسرتوں میں کٹ جاتا ہے اور جو اپنی نگاہ کو ان چیزوں کے پیچھے لگا دیتا ہے اس کا غم لمبا ہو جاتا ہے اور اس کا غصہ ٹھنڈا نہیں ہوتا اور جو شخص اپنے پر اللہ کی نعمت کو کھانے پینے میں ہی دیکھتا ہے اس کی عمر کوتاہ ہو جاتی ہے اور اس کا عذاب نزدیک آجاتا ہے، اور اس نے بیان کیا کہ اللہ نے کسی بندے پر جو نعمت کی ہے اور وہ دل سے اسے پہچانتا ہے اور زبان سے اس کا شکر ادا کرتا ہے تو اس سے جو لیا جاتا ہے اس سے بہتر اسے دیا جاتا ہے۔

اور اس نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے جو رازدارانہ باتیں کیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ — اے موسیٰ! مجھے کسی حال میں نہ بھولنا اور نہ کثرتِ مال سے خوش ہونا، بلاشبہ میری بھول دل کو مار دیتی ہے اور کثرتِ مال کے وقت گناہ بکثرت ہو جاتے ہیں" اے موسیٰ! ہر زمانہ شدت کے بعد شدت لاتا ہے اور آسائش کے بعد آسائش لاتا ہے" اور بادشاہت کے بعد بادشاہت لاتا ہے اور میری بادشاہت .... قائم ہے جسے زوال نہیں آئے گا اور زمین و آسمان میں مجھ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے اور وہ مجھ سے کیسے پوشیدہ رہ سکتی ہے جب کہ اس کی ابتداء مجھ سے ہوئی ہے اور جو کچھ میرے پاس ہے اس کے متعلق تیرا ارادہ کیسے نہ ہوگا اور تو لامحالہ میرے پاس واپس آئے گا۔

اور اس نے بیان کیا، جو شخص دو خصلتوں کی پابندی کرے گا، جنت میں داخل ہوگا، اس سے دریافت کیا گیا وہ دو خصلتیں کیا ہیں؟ اس نے کہا، جس بات کو تو ناپسند کرتا ہے اس کا برداشت کرنا، جب کہ اللہ اسے پسند

کرتا ہو، اور جس بات کو تو پسند کرتا ہے اس کا چھوڑ دینا جب کہ اللہ اُسے ناپسند کرتا ہو، اس سے دریافت کیا گیا، کون اس کی طاقت رکھتا ہے؟ اس نے کہا جو دوزخ سے جنت کی طرف بھاگتا ہے۔

اور اس نے بیان کیا، نیکی کا کرنا، بری موت کو روکتا ہے، اور صدقہ رب کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے اور صلہ رحمی کرنا، عمر میں اضافہ کرتا ہے اور فقر کو دور کرتا ہے اور لا حول ولا قوۃ الا باللہ کا قول جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔

اور اس نے بیان کیا کہ اس ہاتھ سے بڑھ کر میرے نزدیک کوئی محبوب اور قریب نہیں ہے جسے کسی نے وسیلہ یا ذریعہ بنا کر میرا قرب حاصل کیا، اور اُسے اس نے آگے کیا اور اس کے پیچھے دوسرے ہاتھ کو بھی لے گیا تاکہ اُسے اچھی طرح سیراب کرے اور اس کی حفاظت کرے اور جب وہ اواخر کو روکے گا تو اوائل کے شکر کی زبان کو قطع کر دے گا اور میرا نفس پہلی ضرورت کے رد کرنے کو گوارا نہیں کرتا۔

اور اس نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ بن عمران کی طرف وحی کی کہ تو اپنے ہاتھ کو کہنی تک اژدہا کے منہ میں داخل کر، یہ تیرے لیے سوال کرنے سے بہتر ہے جب تک کہ سوال کا موقع نہ ہو۔

اور اس نے بیان کیا کہ پانچ آدمیوں سے میل جول نہ رکھو، احمق سے وہ تجھے فائدہ پہنچانا چاہے گا اور تجھے نقصان پہنچا دے گا، کذاب سے بلاشبہ اس کی گفتگو، سراب کی مانند ہے وہ دور والے کو تیرے قریب کرے گا اور قریبی کو تجھ سے دور کر دے گا، فاسق سے، وہ تجھے اپنے کھانے پینے کے بدلے میں فروخت کر دے گا، بخیل سے، جب تجھے اس کی بہت ضرورت ہو گی تو وہ تجھے چھوڑ دے گا، بزدل سے، وہ تجھے سپرد کر دے گا اور خود دیت لے لے گا۔

اور اس نے بیان کیا کہ مومنین محبت کرتے ہیں اور ان سے محبت کی جاتی ہے اور ان کی قیام گا ■ پر آیا جاتا ہے۔

اور اس نے بیان کیا کہ جو تجھ سے تین بار ناراض ہو اور تیرے متعلق بری بات نہ کہے اُسے اپنا دوست بنا لے اور جو چاہے کہ اس کے بھائی کی محبت اس کے لیے صاف ہو وہ نہ اس سے جھگڑا کرے اور نہ اس سے مقابلہ کرے اور نہ اس سے وعدہ کر کے اس سے وعدہ خلافی کرے۔

اور جعفر بن محمد کے چند بیٹے بھی تھے، اسماعیل، عبداللہ، محمد، موسیٰ، علی اور عباس۔

اور اسماعیل بن علی بن عبداللہ بن عباس نے بیان کیا ہے کہ میں ایک روز ابو جعفر منصور کے پاس آیا تو اس کی داڑھی آنسوؤں سے تر تھی، اس نے مجھے کہا تجھے اس مصیبت کا پتہ نہیں چلا جو تیرے اہل پر نازل ہوئی ہے؟ میں نے پوچھا یا امیر المومنین وہ کیا مصیبت ہے؟ اس نے کہا بلاشبہ ان کا سردار اور عالم اور ان کا چنندہ نیک آدمی فوت ہو گیا ہے میں نے پوچھا یا امیر المومنین وہ کون ہے؟ اس نے کہا جعفر بن محمد، میں نے کہا اللہ تعالیٰ امیر المومنین کے اجر کو بڑھائے اور ہمارے لیے اس کی زندگی کو دراز کرے، اس نے مجھے کہا، جعفر ان لوگوں میں سے تھا جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا۔ پھر ہم نے ان لوگوں کو کتاب کا وارث بنایا جنہیں ہم نے اپنے بندوں میں سے منتخب کیا اور وہ خدا کے چنندہ لوگوں میں سے تھا نیز سابق بالخیرات لوگوں میں سے تھا۔

اور اسماعیل بن علی، بنی ہاشم کے اخیار اور افاضل لوگوں میں سے تھا ابو جعفر نے اُسے ایران کا والی مقرر کیا۔ وہاں پر مہلہل حروری نے بغاوت

کی ہوئی تھی، سواس نے ایک فوج کے ساتھ اس سے ملاقات کی اور اُسے قتل کر دیا اور اس کی فوج کو شکست دی اور اس کے چار سو اصحاب کو قیدی بنالیا اور اس کا بھائی عبدالصمد بھی اس کے ساتھ تھا، اس نے کہا اللہ امیر کا بھلا کرے انہیں قتل کر دو، تو اسماعیل بن علی نے اُسے کہا، سب سے پہلے جس نے اہل قبلہ کو جنگ کرنا سکھایا وہ حضرت علی بن ابی طالب تھے وہ قیدی کو قتل نہ کرتے تھے اور نہ شکست خوردہ کا تعاقب کرتے تھے اور نہ زخمی کو مار مار کر اس کا کام تمام کرتے تھے۔

اور صالح بن علی بن عبداللہ بن عباس، ابوجعفر کی طرف سے قنسرین اور عواصم کے والی تھے، اُسے آپ کے سامان اور غلاموں کی کثرت کی اطلاع ملی تو اُسے آپ سے خوف پیدا ہوا اور اس نے آپ کو اپنے پاس آنے کے بارے میں خط لکھا، تو آپ نے لکھا کہ آپ سخت بیمار ہیں مگر اس نے اس بات کو قبول نہ کیا اور آپ کو سِل ہو گئی تھی پس آپ بغداد کی طرف گئے اور جب ابوجعفر نے آپ کو دیکھا تو آپ کو واپس کر دیا اور آپ کے لیے انعام اور حسنِ سلوک کا حکم نہ دیا، تو آپ نے کہا امیر المومنین مجھ سے مایوس ہو چکے ہیں اور آپ نے مجھ سے یہ سلوک کیا ہے اور اللہ بوسیدہ ہڈیوں کو بھی زندہ کر دیتا ہے اور جب آپ صوبہ فرات کے گدھوں کی طرف گئے تو آپ فوت ہو گئے اور آپ ابوجعفر کے ہم عمر تھے۔

اور ابوجعفر نے اپنے اہلبیت کو شہروں کا والی مقرر کیا، پس اس نے اسماعیل بن علی کو ایران کا اور سلیمان بن علی کو بصرہ کا، اور عیسیٰ بن موسیٰ کو کوفہ کا اور صالح بن علی کو قنسرین اور عواصم کا اور عباس بن محمد کو الجزیرہ کا اور عبداللہ بن صالح کو حمص کا، اور فضل بن صالح کو دمشق کا اور محمد بن ابراہیم کو اُردن کا، اور عبدالوہاب بن ابراہیم کو فلسطین کا، اور السری بن عبداللہ بن تمام بن العباس بن عبدالمطلب کو مکہ کا، اور جعفر بن سلیمان کو مدینہ کا،

اور یحییٰ بن محمد کو موصل کا والی مقرر کیا پھر اس کو ہٹا کر اپنے بیٹے جعفر کو والی مقرر کیا اور ہشام بن عمرو کو بھی اس کے ساتھ بھجوایا۔

اور اس کے عرب عمال میں یزید بن حاتم مہلبی، محمد بن اشعث خزاعی، زیاد بن عبید اللہ حارثی، معن بن زائدہ شیبانی، خازم بن خزیمہ تمیمی، عقبہ بن سلم الہنائی، یزید بن اسید سلمی، روح بن حاتم مہلبی، المسیب بن زہیر الضبی عمر بن حفص مہلبی، حسن بن قحطبہ طائی، سلم بن قتیبہ باہلی، جعفر بن حنظلہ البہرانی ربیع بن زیاد حارثی، ہشام بن عمرو تغلبی شامل تھے اور وہ انہیں اپنے اعتماد کے باعث اپنی عملداریوں میں تبدیل کرتا رہتا تھا، اور اس کے غلاموں میں سے عمارہ بن حمزہ، مرزوق ابو الخصیب، واضح، منارہ، العلاء، زرین، غزوان، عطیہ، صاعد، مرید، اسد اور ربیع اس کے گورنر تھے۔

اور منصور نے ۱۵۱ھ میں معن بن زائدہ شیبانی کو جو یمن کا گورنر تھا خط لکھا کہ وہ آئے پس اس نے اپنے بیٹے زائدہ کو یمن پر نائب مقرر کیا اور ابو جعفر کے پاس آیا اور معن عمر رسیدہ ہو چکا تھا، ابو جعفر نے اُسے کہا اے معن تو عمر رسیدہ ہو گیا ہے اس نے کہا یا امیر المومنین آپ کی اطاعت میں، اس نے کہا تو مضبوطی دکھاتا ہے اس نے کہا آپ کے دشمنوں کے خلاف اس نے کہا بلاشبہ تجھ میں کچھ باقی ہے، اس نے کہا وہ آپ کے لیے ہے پس اس نے اُسے خراسان کی طرف بھیج دیا اور وہاں مہدی بھی تھا پس مہدی واپس آ گیا اور معن وہاں پر خوارج سے جنگ کرنے لگا حتیٰ کہ اس نے ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور انہیں فنا کر دیا اور جب انہوں نے دیکھا کہ انہیں اس کے ساتھ جنگ کرنے کی سکت نہیں تو انہوں نے حیلہ سے کام لیا اور وہ بست میں اپنا گھر تعمیر کر رہا تھا پس ان میں سے بعض لوگ معماروں کی شکل میں داخل ہو گئے پھر انہوں نے سرکنڈوں کے گٹھے میں تلواریں رکھ لیں اور وہ کئی روز تک قیام کیے رہے اور جب وہ گھر کے بیچ میں بیٹھ گئے

تو انہوں نے تلواریں نکالیں اور اس پر حملہ کر کے اُسے قتل کر دیا اور وہ ایک چادر اوڑھے ہوئے تھا پس اس کا بھتیجا یزید بن مزید آیا اور اس نے خوارج کے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا حتیٰ کہ ان کا خون دریا کی طرح رواں ہو گیا پھر وہ بغداد کی طرف چلا گیا اور خوارج نے اس کا پیچھا کیا اور وہ اپنے چچا اور اپنے خاندان کے غلاموں کی ایک بہت بڑی جماعت کے ساتھ سوار تھا پس وہ اس سے فریب کاری میں بھی کامیاب نہ ہوئے حتیٰ کہ وہ بغداد کے پل پر پہنچ گیا تو انہوں نے اس پر حملہ کر دیا سو وہ پیادہ پا ہو گیا اور اس نے ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور انہوں نے تلواروں کی ضربات لگائیں اور بڑا معرکہ ہوا اور اس نے خوارج سے عظیم جنگ کی اور لوگ امن میں آ گئے معلوم نہیں کہ خوارج کبھی بغداد میں ظاہری طور پر داخل ہوئے ہوں اور انہوں نے اس دن کے سوا کسی کو قتل کیا ہو۔

اور زائدہ بن معن بن زائدہ نے اپنے باپ کا جانشین بن کر یمن میں قیام کیا حتیٰ کہ اس کا باپ قتل ہو گیا اور منصور نے اس کی جگہ حجاج بن منصور کو عامل مقرر کیا پھر اُسے ہٹا دیا اور اس کی جگہ یزید بن منصور کو عامل مقرر کر دیا۔

اور ۱۵۲ھ میں اہل یمامہ اور بحرین مخالف بن گئے اور انہوں نے ابو جعفر کے عامل ابو الساج کو قتل کر دیا تو اس نے عقبہ بن سلم الهنائی کو ان کا عامل بنا کر بھیجا تو وہاں جو ربیعہ کے آدمی تھے اس نے انہیں اس فعل کے بدلے میں قتل کر دیا جو معن نے یمن میں کیا تھا اور اس نے کہا اگر معن تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو اور میں ایک لنگڑے گدھے پر سوار ہوں تو میں دوزخ کی طرف اس سے سبقت کر جاؤں گا اور اس نے عربوں اور غلاموں کو قیدی بنا لیا۔

اور منصور کے ہاں سے ایلچی عقبہ کے پاس خوشخبری لایا تو عقبہ نے اُسے کہا، میرے پاس مال نہیں کہ تجھے دوں لیکن میں تجھے وہ چیز دوں گا

جس کی قیمت پانچ لاکھ درہم ہوگی، اس نے پوچھا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا میں تجھے ربیعہ کے پچاس جوان تجھے دوں گا تو ان کو لے جانا اور جب تو بصرہ کی طرف پھرے تو تو اس بات کا اظہار کرنا کہ تو انہیں قتل کرنا چاہتا ہے اور امیر المومنین کے دروازے پر صلیب دینا چاہتا ہے اور تو جس کی طرف بھی اشارہ کرے گا وہ دس ہزار درہم سے تجھ سے چھٹکارا حاصل کرے گا ایلچی کا بیان ہے کہ میں راضی ہوگیا تو اس نے وہ جوان اس کے سپرد کردیے اور وہ انہیں بصرہ لے آیا اور ان کو باڑے میں کھڑا کر دیا اور اس نے اس بات کا اظہار کیا کہ وہ انہیں قتل کرنا اور صلیب دینا چاہتا ہے پس لوگ اکٹھے ہو گئے اور قریب تھا کہ جنگ ہو جاتی اور ان دنوں سوار ابن عبداللہ بصرہ کا قاضی تھا اس نے ایلچی کو پیغام بھیج کر بلوایا پھر وہ گیا اور اس نے لوگوں کو قید کر دیا اور کہنے لگا ان سے رک جا حتیٰ کہ میں تجھے حکم دوں اور اس نے منصور کی طرف ان کے حالات کے بارے میں خط لکھا اور ان کی وجہ سے اس کی مصیبت بڑھ گئی تو اس نے اس کی طرف خط لکھا کہ اس نے انہیں معاف کر دیا ہے اور اس نے اسے اچھی جزا دی۔

اور افریقہ کا عامل، الیاس بن حبیب فہری قتل ہوگیا تو ابو جعفر نے الیاس کے بھتیجے حبیب بن عبدالرحمٰن بن حبیب کو والی مقرر کر دیا اور وہاں اس نے ایک مدت تک قیام کیا اور ایک شخص عاصم بن جبل اباضی نے حملہ کرکے اسے قتل کر دیا اور افریقہ میں اباضیہ کی کثرت ہو گئی اور انہوں نے ابو الخطاب عبدالاعلیٰ بن السمع المعافری کو اپنا امیر بنا لیا اور اس کا معاملہ بڑھ گیا اور وہ شہر پر غالب آ گیا، پس ابو جعفر نے محمد بن اشعث خزاعی کو امیر مقرر کر دیا تو وہ طرابلس آیا اور ابو الخطاب قیروان سے اس کی جانب دھیرے دھیرے بڑھا اور اس سے جنگ کی اور محمد بن اشعث نے اسے قتل کر دیا اور اس کے سر کو ابو جعفر کے پاس بھجوا دیا۔

اور محمد بن اشعث قیروان کی طرف گیا اور ابھی تھوڑا عرصہ ہی ٹھہرا تھا کہ ہاشم بن اشنا خنج خراسانی نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور شہر میں جو سپاہی اور خراسانی تھے انہوں نے اس کی مدد کی اور انہوں نے اُسے شہر سے نکال دیا اور عیسیٰ بن موسیٰ خراسانی کو اپنا امیر بنا لیا اور ابن اشعث عراق کی طرف واپس آگیا۔

اور ابو جعفر نے اغلب بن سالم تمیمی کو شہر کی ولایت کا خط لکھا تو اہل افریقہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے اغلب بن سالم کو ایک طرف کر دیا اور حسن بن حرب کو امیر بنا لیا اور جب ابو جعفر کو خبر پہنچی تو اس نے شہر کے اضطراب کو ناپسند کیا اور اس نے حسن بن حرب کو ---------- شہر کی ولایت کا خط لکھا اور جب شہر پُرسکون ہو گیا تو اس نے عمر بن حفص مہلبی ہزار مرد کو والی مقرر کر دیا، پس وہ شہر میں آیا اور ابھی تھوڑا ہی عرصہ ٹھہرا تھا کہ یعقوب بن تمیم کندی نے جو ابو حاتم کے نام سے مشہور تھا، اس پر حملہ کر دیا اور اہل شہر بھی اس کے ساتھ تھے پس اس نے قیروان میں اس کا محاصرہ کر لیا اور وہ ہمیشہ ہی محصور رہا حتیٰ کہ ۱۵۳ھ میں قتل ہو گیا اور ابو حاتم یعقوب بن تمیم اباضی شہر پر غالب آگیا۔

اور ابو جعفر نے یزید بن حاتم مہلبی کو ۱۵۴ھ کا والی مقرر کیا اور اس کی مشایعت کو نکلا حتیٰ کہ بیت المقدس آگیا اور اُسے روانگی کا حکم دیا اور ابو جعفر واپس آگیا اور اس نے شامات اور الجزیرہ سے مدد مانگی اور یزید بن حاتم مصر آیا اور وہاں اس نے تھوڑا عرصہ قیام کیا پھر افریقہ کی طرف کوچ کر گیا اور بہت مخلوق کے ساتھ طرابلس چلا گیا اور ابو حاتم اباضی اس کی طرف بڑھا اور طرابلس میں دونوں کی ملاقات ہوئی اور اس نے اس سے جنگ کی اور کئی روز ان کے درمیان جنگ جاری رہی پس ابو حاتم اور اس کے اصحاب میں سے بہت سے آدمی مارے گئے۔

اور یزید بن حاتم ۱۵۵ھ میں قیروان آیا اور اس نے سب لوگوں میں امان کا اعلان کر دیا اور وہ ابو جعفر کی خلافت اور مہدی کی خلافت اور موسیٰ کی خلافت اور رشید کی خلافت میں کچھ عرصہ مسلسل شہر کا نگران رہا۔

اور اہل طالقان نے ہل چل کی تو اس نے عمر بن العلاء کو ان کے مقابلے میں روانہ کیا تو اس نے طالقان، دنبادند اور دیلمان کو فتح کیا اور دیلم سے بہت سے قیدی بنائے پھر وہ طبرستان کی طرف چلا گیا اور منصور کی خلافت میں ہمیشہ وہیں مقیم رہا۔

اور منصور نے لیث کو جو امیر المومنین کا غلام تھا، فرغانہ کی طرف بھیجا اور ان دنوں فران بن افراکونؔ اس کا بادشاہ تھا اور اس کی فرودگاہ کاشغر شہر تھا۔ پس اس نے ان سے شدید جنگ کی حتیٰ کہ شاہِ فرغانہ نے صلح کی اپیل کی تو اس نے ان سے بہت سے مال پر صلح کی اور شاہِ فرغانہ نے اپنے اصحاب میں سے ایک شخص کو جسے باتیجور کہا جاتا تھا، بھیجا تو اس نے اس کے سامنے اسلام پیش کیا تو اس نے انکار کیا اور وہ مہدی کے زمانے میں ہمیشہ محبوس رہا اور اس نے کہا، میں اس بادشاہ سے جس نے مجھے بھیجا ہے خیانت نہیں کروں گا۔

اور ابو جعفر نے المصیصہ شہر کو تعمیر کیا اور وہ چھوٹا سا قلعہ تھا، کہتے ہیں کہ عبداللہ ابن عبدالملک بن مروان نے اُسے تعمیر کیا تھا اور رومی ہر وقت رات کو ان کے پاس آتے تھے اور اس جگہ کو لوٹ لیتے تھے پس اس نے اس کے گرد فصیل بنا دی اور اس کے گرد خندق بنا دی اور وہاں جانبازوں کو ٹھہرا دیا اور قیدیوں کو وہاں لے آیا اور عباس بن محمد اور صالح بن علی نے اس کی تعمیر کی ذمہ داری لی تھی۔

اور ابو جعفر نے لوگوں کے اموال لیے حتیٰ کہ اس نے کسی کے پاس زائد

ؔ اصل کتاب میں یہ لفظ نقطوں کے بغیر ہی ہیں۔

مال نہ چھوڑا اور جو مال اس نے لیا اس کی تعداد آٹھ کروڑ درہم تھی اور وہ اپنے اہل بیت کو کہا کرتا تھا کہ میں اپنی جگہ کو بے نشان رکھتا ہوں حتیٰ کہ میں تم سے ڈرتا ہوں کیونکہ تم میں کوئی چچا ہے کوئی بھائی ہے کوئی عمزاد ہے اور کوئی بھتیجا ہے اور میں تم کو اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہوں اور اپنی طرف سے تمہارے لیے بہت جدوجہد کرتا ہوں پس اپنی جانوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو اور بچو اور اپنے اموال کے بارے میں بھی اللہ سے ڈرو اور انہیں یاد رکھو اور اسراف سے اجتناب اختیار کرو اور ہو سکتا ہے کہ تم میرے بیٹوں کے بیٹوں نے اس شخص کی طرف چلے جاؤ جو آدمی کو نہ جانتا ہو اور وہ اُسے کہے کہ تو کون ہے ؟

اور وہ کہا کرتا تھا، بادشاہ تین ہیں، معاویہ کو اس کے زیاد نے کفایت کی اور عبدالملک کو اس کے حجاج نے کفایت کی اور مجھے کوئی کفایت کرنے والا نہیں ہے۔

اور وہ کہا کرتا تھا، جس کا مال کم ہو اس کے جوان بھی کم ہوتے ہیں اور جس کے جوان کم ہوں اس کا دشمن اس پر قوت پالیتا ہے اور جس پر اس کا دشمن قوت پالے اس کی حکومت ذلیل ہو جاتی ہے اور جس کی حکومت ذلیل ہو جاتی ہے اس کی رکھی لوٹ لی جاتی ہے۔

اور ایک روز اس نے اپنے اصحاب سے کہا، یہ حکومت مجھ تک پہنچی تو میں تجربہ کار عمر کا تھا اور میں نے اس زمانے کے نصف کا دودھ دوہا ہے اور بازاروں میں پیادہ پا لوگوں کو دھکیلا ہے اور میں نے اجتماعات میں ان کو دیکھا ہے اور جنگوں میں ان سے جنگیں کی ہیں اور قسم بخدا میں ان کا زیادہ تجربہ کرنا پسند نہیں کرتا مگر چاہتا ہوں کہ جب میں ان دیوانوں میں ان سے پوشیدہ ہو جاؤں اور ان کے امور سے غافل ہو جاؤں تو مجھے معلوم ہو کہ انہوں نے میرے بعد کیا کیا ہے حالانکہ قسم بخدا میں نے اپنے نفس کو

ملامت نہیں کی کہ میں ان پہ جاسوس بھیجنے والا بنوں حتیٰ کہ ان کی خبریں میرے پاس آئیں اور وہ اپنے گھروں میں ہوں۔

اور ہمارے ایک شیخ نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک روز ابو جعفر خطبہ دے رہے تھا اور اللہ کا ذکر کر رہا تھا کہ ایک شخص نے اس کے پاس آکر کہا یا امیر المومنین میں آپ کو وہ بات یاد دلاتا ہوں جسے آپ یاد کر رہے ہیں، اس نے کہا جو اللہ کی طرف سے آئے وہ قبول ہے اور اس نے اسے یاد دلایا اور میں اس بات سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ بات کی پچ مجھے گناہ میں لگا دے تب تو میں بھٹک جاؤں گا اور ہدایت یافتہ لوگوں میں سے نہ ہوں گا۔

اور اسے کہنے والے تو نے اس بات کے کہنے سے اللہ کی رضا مندی نہیں چاہی تو نے صرف یہ چاہا ہے کہ یہ کہا جائے کہ وہ کھڑا ہوا اور اس نے بات کی اور اسے سزا دی گئی اور اس نے صبر کیا اور اس کے قائل سے نرمی کر اگر میں ارادہ کرتا تو وہ حیلہ بازی کرتا، تو ہلاک ہو جاتے، میں نے بخش دیا ہے اے لوگو اس قسم کی باتوں سے بچو بلاشبہ حکمت ہم پر نازل ہوئی ہے اور ہمارے ہاں اس کی تفصیل ہوئی ہے اور امر (خلافت) اس کے اہل کو لوٹاؤ تم اسے ایسے واپس لاؤ گے جیسے تم نے اسے داخل کیا تھا پھر اس نے دوبارہ اپنے خطبے کو شروع کر دیا۔

اور ابو جعفر نے اپنی خلافت میں پانچ حج کیے ۱۴۰ھ ۱۴۴ھ ۱۴۷ھ ۱۵۲ھ میں اور آخری حج کو اس نے مکمل نہ کیا اور دہے کے شروع میں فوت ہو گیا تو ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی نے حج کرایا۔

اور جب ابو جعفر کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے رشتہ داروں سے کہا کہ امر خلافت کے ہماری طرف پہنچنے سے قبل میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا ہم مسجد حرام میں ہیں کہ اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ

سے باہر نکلے اور آپ کے پاس ایک جھنڈا تھا آپ نے پوچھا عبداللہ کہاں ہے تو میں اور میرا بھائی اور میرا چچا کھڑے ہو گئے، پس میرے بھائی ابوالعباس نے ہم سے سبقت کر کے جھنڈا لے لیا اور اسے لے کر چند قدم چلا جنہیں میں نے شمار کیا پھر وہ گر پڑا اور اس کے ہاتھ سے جھنڈا بھی گر پڑا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پکڑ لیا اور پھر اپنی جگہ کی طرف واپس آ گئے اور آپ نے پوچھا عبداللہ کہاں ہے؟ تو میں اور میرا چچا اُٹھے اور میں نے اپنے چچا کو دھکیلا اور اسے گرا دیا اور آگے بڑھ کر جھنڈا لے لیا اور میں اس کے ساتھ چند قدم چلا جنہیں میں نے شمار کیا پھر میں گر پڑا اور جھنڈا بھی میرے ہاتھ سے گر پڑا اور وہ قدم ختم ہو چکے ہیں اور میں آج مرنے والا ہوں اور وہ ۳ر ذوالحجہ ۱۵۸ھ کو ۶۸ سال .... کی عمر میں فوت ہو گیا اور چاہ میمون میں دفن ہوا اور اس کے بیٹے صالح نے اس کا جنازہ پڑھایا اور اس کی حکومت ۲۲ سال رہی اور اس نے چھ بیٹے پیچھے چھوڑے۔ محمد مہدی اس کی ماں ام موسیٰ بنت منصور الحمیریہ تھی ......[1] اور اس کا بیٹا جعفر اکبر اس کی زندگی ہی میں فوت ہو گیا تھا اور اس کی ماں ام موسیٰ بنت منصور الحمیریہ تھی۔

اور ابوایوب الجوزی اس پر حاوی تھا اور ابوایوب اس سلیمان بن حبیب مہلبی کا کاتب تھا جس کا بنی امیہ کے دور میں ابوجعفر عامل تھا، پس اس نے ابوجعفر کو سرزنش کی اور اسے مارنے اور قید کرنے کا حکم دے دیا، سو ابوایوب نے اس سے دوستی کی اور اس نے اس کی یہ بات یاد رکھی اور اس نے اسے وزیر بنا لیا پھر وہ اس پر ناراض ہوا اور اسے قتل کر دیا اور اس کا سب مال لے لیا اور اس کے قتل کا واقعہ ۱۵۴ھ میں ہوا اور اس کے بعد معلوم نہیں کہ کوئی اس پر

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

حاوی ہوا ہو۔

اور رات کو اس کے ساتھ باتیں کرنے والوں میں ہشام بن عمرو تغلبی، عبداللہ بن ربیع حارثی، اسحٰق بن مسلم العقیلی اور حارث بن عبدالرحمٰن الحرشی شامل تھے۔

اور یہ پہلا شخص ہے جس نے اپنی جانب سے قضاۃ کو شہر سپرد کیے اور وہ ان کو مددگار بھی دیتا تھا۔

اور اس کے قضاۃ — عثمان بن عمر تمیمی، یحییٰ بن سعید انصاری، عبداللہ بن صفوان الجمحی تھے اور کوفہ کا قاضی شریک بن عبداللہ نخعی تھا اور بصرہ کا قاضی، عمر بن عامر سلمی تھا پھر سوار بن عبداللہ العنبری تھا اور مصر کا قاضی عبداللہ بن لہیعہ حضرمی تھا اور اس کا پولیس سپرنٹنڈنٹ عبدالجبار بن عبدالرحمٰن ازدی تھا یہاں تک کہ اس نے اُسے معزول کر کے اُسے خراسان کا والی بنا دیا اور اس کے بھائی عمر بن عبدالرحمٰن کو عامل مقرر کیا پھر اُسے معزول کر دیا کیونکہ اس کے بھائی نے نافرمانی کی تھی اور اس پر غفلت میں حملہ کیا تھا اور اس نے موسیٰ بن کعب تمیمی کو عامل مقرر کیا پھر المسیب ابن زہیر الضبی کو مقرر کیا اور وہ پہلی بار موسیٰ بن کعب کا نائب تھا پھر موسیٰ فوت ہو گیا اور کعب بن مالک اس کے محافظوں کا افسر تھا پھر نہیک بن سلیمان ان کا افسر بنا پھر اس نے اس کی جگہ ابوالعباس طوسی کو مقرر کیا اور اس کا غلام عیسیٰ بن روضہ اس کا حاجب بنا اور اس کے اکثر امور پر حاوی ہو گیا۔

اور اس کے زمانے میں ۱۳۶ھ میں اسماعیل بن علی نے لوگوں کو حج کرایا اور بعض کا قول ہے کہ ابوجعفر نے کرایا اور ابومسلم بھی اس کے ساتھ تھا اور ۱۳۷ھ میں اسماعیل بن علی نے اور ۱۳۸ھ میں فضل بن صالح بن علی نے اور ۱۳۹ھ میں جو سرسبز سال تھا، عباس بن محمد بن علی نے اور ۱۴۰ھ میں ابوجعفر منصور نے اور ۱۴۱ھ میں صالح بن علی نے جو دمشق، حمص اور قنسرین کا عامل تھا اور ۱۴۲ھ میں اسماعیل بن علی نے اور ۱۴۳ھ میں عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی نے اور ۱۴۴ھ

میں ابوجعفر منصور نے اور سنہ ۱۴۵ھ میں السری بن عبداللہ بن حارث بن عباس بن عبد المطلب نے اور سنہ ۱۴۶ھ میں عبدالوہاب بن ابراہیم بن محمد بن علی نے اور سنہ ۱۴۷ھ میں ابوجعفر منصور نے اور سنہ ۱۴۸ھ میں اس کے بیٹے جعفر نے اور سنہ ۱۴۹ھ میں محمد بن ابراہیم بن علی نے اور سنہ ۱۵۰ھ میں عبدالصمد بن علی نے، اور سنہ ۱۵۱ھ میں محمد بن ابراہیم نے اور سنہ ۱۵۲ھ میں ابوجعفر منصور نے اور سنہ ۱۵۳ھ میں مہدی نے جو اپنے باپ کا ولی عہد تھا اور سنہ ۱۵۴ھ میں محمد بن ابراہیم نے اور سنہ ۱۵۵ھ میں عبدالصمد بن علی نے، اور سنہ ۱۵۶ھ میں عباس بن محمد نے اور سنہ ۱۵۷ھ میں ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی نے لوگوں کو حج کرایا اور سنہ ۱۵۸ھ میں ابوجعفر حج کے ارادے سے نکلا اور مر گیا اور ابراہیم نے حج کرایا۔

اور اس کے زمانے میں ۱۳۸ھ میں صالح بن علی نے شامی فوج کا سالار بن کر جنگ کی اور عباس بن محمد بن علی نے خراسان کا امیر بن کر جنگ کی اور جب سے الغمر بن یزید نے سنہ ۱۲۵ھ میں بلادِ روم سے جنگ کی تھی اس وقت سے لے کر اس وقت تک ان سے جنگ نہیں ہوئی اور صالح بن علی نے شام اور ثغور کا والی بن کر قیام کیا اور وہ اپنی جانب سے امراء کو بلادِ روم کی طرف جنگ کے لیے بھیجتا تھا اور ان کے امیر فضل بن صالح وغیرہ ہوتے تھے اور ۱۴۲ھ اور سنہ ۱۴۳ھ میں عباس بن محمد نے جنگ کی اور سنہ ۱۴۵ھ میں حمید بن قحطبہ نے اور سنہ ۱۴۶ھ میں محمد بن ابراہیم نے اور سنہ ۱۴۷ھ میں السری بن عبداللہ بن حارث نے اور سنہ ۱۴۸ھ میں فضل بن صالح نے اور سنہ ۱۴۹ھ میں یزید بن اسید نے اور سنہ ۱۵۵ھ میں یزید بن اسید نے اور سنہ ۱۵۷ھ میں زفر بن عاصم الہلالی نے جنگ کی۔

اس کے زمانے کے فقہاء

یحییٰ بن سعید انصاری، محمد بن عبدالرحمٰن ابن ابی طوالہ، ہشام بن عروہ بن الزبیر، محمد بن عمر علقمہ، موسیٰ ابن عبیدہ بن ابی صعصعہ، ربیعہ الرای جو ابن ابی عبدالرحمٰن

ہے، محمد بن عبد الرحمٰن بن ابی ذئب، عثمان بن الاسود، حنظلہ بن ابی سفیان، عبد الملک بن ابی الرداد، ابراہیم بن یزید، محمد لرسد[1] الأندی، ابو سار السار[2] اس کا نام ہرار بن مرۃ تھا، سلیمان بن مہران الکاہلی، حسن بن عبد اللہ نخعی، ابو حیان یحییٰ بن سعید تیمی، مجالد بن سعید، محمد بن السائب الکلبی، الاجلح بن عبد اللہ الکندی، السرا[3] بن ابی زائدہ ہمدانی، یونس بن ابی اسحٰق السبیعی، حسن بن عمر الفقیمی، محمد بن عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ، حجاج بن ارطاۃ، ابو حنیفہ نعمان بن ثابت، محمد بن عبد اللہ العرزمی، حسن بن عمارۃ، مسعر بن کدام، ابو حمزہ الثمالی، سفیان بن سعید الثوری، عبد الجبار بن عباس ہمدانی، یحییٰ بن مسلمہ بن کہیل، عبد اللہ بن عون مزنی، خالد بن مہران، ابو المعتمر، سلیمان التیمی، عمرو بن عبید، سوار بن عبد اللہ، ابو الاشہب العطاردی، حمید الطویل، شعبہ بن حجاج العبدی، حماد بن سلمہ، حماد بن زید، عبد اللہ بن محرز، عمرو بن قیس الکندی، الاوزاعی عبد الرحمٰن بن عمرو، غالب بن عبد اللہ العقیلی۔

---

[1] و [2] و [3] اصل کتاب میں اسی طرح بغیر نقطوں کے لکھا ہے۔

مہدی کا دورِ حکومت

محمد بن عبداللہ المنصور کی بیعت اسی روز ہوئی جس روز اس کے باپ منصور کی وفات ہوئی، اس کی ماں ام موسیٰ بنت منصور بن عبداللہ بن ذی سہم بن یزید حمیری تھی اور ربیع نے مکہ میں موجود ہاشمیوں اور جنرلوں سے اس کی بیعت لی اور صالح بن منصور اور موسیٰ بن مہدی حاضر تھے پس اس نے ابوجعفر کے غلام منارہ کے ہاتھ اس کی طرف اطلاع اور اس کی وصیت بھجوائی، پس منارہ بارہ دن بغداد کی طرف چلتا رہا اور مہدی وہاں تھا سو اس نے جنرلوں، ہاشمیوں اور صحابہ کو جمع کیا اور انہوں نے بیعت کی۔

اور اس روز آفتاب، میزان میں ۲۴ درجے اور ۵۰ منٹ تھا اور ماہتاب جوزاء میں ۲۰ درجے اور ۵۰ منٹ تھا اور زحل، میزان میں ۱۸ درجے اور ۵۰ منٹ تھا اور مشتری، جدی میں ۱۷ درجے اور ۴۰ منٹ تھا اور مریخ، جوزا میں ۵ درجے اور ۴۰ منٹ راجع تھا اور زہرہ، میزان میں ۲۵ درجے اور ۴۰ منٹ تھا اور عطارد، عقرب میں ۱۸ درجے اور ۱۰ منٹ تھا اور راس، ثور میں ۹ درجے اور ۱۰ منٹ تھا۔

اور مہدی نے ابوجعفر کی وصیت پڑھی جس کی عبارت یہ تھی:-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ وہ وصیت ہے جو عبداللہ امیر المومنین نے مہدی محمد امیر المومنین

اور مسلمانوں کے ولی عہد کو اس وقت کی ہے جب اس نے اپنے بعد اپنی وصیت اس کی طرف منسوب کی اور اُسے مسلمان رعیت اور ذمیوں اور حرم الٰہی اور اس کے خزائن اور اس کی اس زمین پر اپنا جانشین مقرر کیا جس کا وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے وارث بناتا ہے اور انجام متقین کے لیے ہے بلاشبہ امیر المومنین تجھے شہروں میں اللہ کا تقویٰ اختیار کرتے اور بندوں میں اس کی بخوشی اطاعت کرنے کی وصیت کرتے ہیں۔ اور موت کے آنے سے قبل تجھے قیامت میں حسرت، ندامت اور فضیحت سے ڈراتے ہیں اور کھو جانے کے انجام سے جب تو کہے گا اے میرے رب تو نے مجھے قریب مدت تک مہلت کیوں نہ دی، ہائے تجھ سے مہلت کہاں تھی اور تیری اجل ختم ہو چکی ہے اور تو کہتا ہے اے میرے رب مجھے واپس کر شاید میں عمل صالح کروں اس وقت تیرے اہل تجھ سے جدا ہو جائیں گے اور تیرا عمل تجھ پر اُتر پڑے گا اور کچھ تیرے ہاتھوں نے آگے بھیجا ہے اور تیرے دونوں پاؤں نے اس میں جو تگ و دو کی ہے اور تیری زبان نے جو گفتگو کی ہے اور جو کچھ تیرے جوارح نے کیا ہے تو اُسے دیکھے گا اور تیری آنکھ اُسے ملاحظہ کرے گی اور تیرا غائب اس کے گرد جمع ہو جائے گا اور تجھے اس کی پوری جزا دی جائے گی اگر وہ عمل بُرا ہے تو بُری جزا ملے گی اور اگر اچھا ہے تو اچھی جزا ملے گی، چاہیے کہ تقویٰ تیرا کام ہو اور بخوشی اطاعت تیرا حال ہو، اپنے دین کے بارے میں اللہ سے مدد مانگ اور اس سے اپنے رب اور اپنے نفس کے قریب ہو اور اس کے حصے کو کچھ کم کر اور اُسے خواہش کے لیے نہ بنا اور تو شر کو ذلیل کرنے والا نہ بنا اور تیرے گناہوں کے

اکٹھا ہونے اور تیرے اعمال کے دُگنا ہونے کی وجہ سے تجھ سے بڑھ کر کوئی زیادہ بوجھ والا اور بڑے گناہوں والا اور بڑی مصیبت اور تکلیف والا نہ ہوگا۔ اور جب اللہ، رعیت کو تیرے سپرد کرے تو تو ان میں چیونٹی کی طرح فیصلہ کردہ سب تجھ سے تقاضا کریں گے اور تو اپنے ظالم والیوں کا بدلہ دے گا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بلاشبہ تو مرنے والا ہے اور وہ بھی مرنے والے ہیں پھر تم قیامت کے روز اپنے رب کے ہاں جھگڑا کرو گے گویا میں نے تجھے جبار خدا کے سامنے کھڑا کر دیا ہے اور مددگاروں نے تجھے چھوڑ دیا ہے اور خطائیں تیرے گلے کا ہار ہو گئی ہیں اور گناہوں نے تجھے باندھ دیا ہے اور خوف تجھ پر نازل ہو گیا ہے اور بزدلی نے تجھے روک دیا ہے اور تیری حجت درماندہ ہو گئی ہے اور تیری تدبیر کم ہو گئی ہے اور تجھ سے حقوق لیے گئے ہیں اور مخلوق نے تجھ سے شدید کرب و خوف والے دن میں قصاص لیا ہے جس میں آنکھیں حیرت زدہ ہو گئی ہیں اور غصے سے گلے رُک گئے ہیں اور ظالموں کا کوئی دوست نہیں ہے اور نہ کوئی سفارشی ہے کہ اس کی بات مانی جاتی ہو، اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب مخلوق تجھ سے جھگڑا کرے گی جب حق کا تجھ سے مطالبہ کیا جائے گا جب کہ تیرے خواص اور قرابت دار تجھے نہ بچائیں گے اور اس کے بارے میں تجھ سے تاوان کا مطالبہ کیا جائے گا اور اس میں سفارش قبول نہ کی جائے گی اور اس میں عدل سے کام لیا جائے گا اور اس میں فضل سے فیصلہ کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:-

اس روز ظلم نہ ہوگا بلاشبہ اللہ جلد حساب لینے والا ہے پس تجھے اپنے دین اور اپنے نفس کے لیے کوشش میں چاق و چوبند

ہونا چاہیے، سو تو اپنی گردن کو چھڑا اور اپنے تاج کے لیے سبقت کر اور اپنے کل کے لیے محتاط رہ اور اپنی دنیا سے بچ بلاشبہ یہ دنیا دھوکے باز اور تباہ کرنے والی ہے اور اللہ کے لیے اپنی نیت کو درست کر اور تیرا فاقہ اس کے نزدیک بڑا ہو اور تیرا انصاف وسیع ہو اور تیرا عدل پھیل جائے اور تیرے ظلم سے امن ہو اور فیصلہ میں رعیت کے درمیان ہمدردی کر اور اپنی کوشش سے رحمان کی اور دیندار لوگوں کی رضا طلب کر، اور وہ تیرے مددگار ہوں اور مسلمانوں کو ان کے اموال کا حصہ دے اور ان کی غنائم کو زیادہ کر اور ان کے عطیے ان کو پے در پے دے، اور ان کے اخراجات سال بہ سال اور ماہ بہ ماہ انہیں جلد جلد دے اور ٹیکس کو کم کر کے شہروں کو آباد کرنا تجھ پر لازم ہے اور اچھی سیرت اور سیاست سے لوگوں کی دوستی چاہ۔ تیرے نزدیک تیرا سب سے اہم معاملہ اپنی اطراف کی حفاظت اور اپنی سرحدوں کی درستی اور اپنی دیر کو تیز کرنا ہو اور جہاد میں اور اپنے دین کے بچانے میں اور اپنے دشمن کے ہلاک کرنے میں اللہ مسلمانوں کو جو فتح دے اور جو دین میں انہیں تمکین دے اس کے بارے میں اللہ کی طرف رغبت کرے اور اس کے متعلق اپنی جان، اپنی طاقت اور اپنا مال خرچ کر، اور شب و روز اپنی افواج کو تلاش کر اور اپنے سواروں کے مراکز اور اپنی قیامگاہوں کو پہچان اور تیری قوت و طاقت اور بچاؤ اللہ کے ذریعے ہو اور اسی پر تیرا بھروسہ اور توکل اور اقتدار ہو، بلاشبہ وہ تجھے کافی ہوگا اور تیری مدد کرے گا اور وہی کافی مددگار ہے اور اس کے بعد اس نے اُسے کچھ امور کا حکم دیا جن سے خط طویل ہو جائے گا پس ہم نے وصیت کے شروع کے حصے پر اکتفا کیا ہے۔

اور اس نے منصور پر شدید جزع کا اظہار کیا اور تعزیت کے لیے اس کے پاس وفود آئے اور سب لوگوں سے جو ممکن ہو سکا انہوں نے کہا حتیٰ کہ شبیب بن شیبہ نے آکر اس سے تعزیت کی پھر کہنے لگا :-

یا امیر المومنین اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے اعلیٰ ارفع دنیا کو پسند کیا ہے، آپ بھی آخرت میں اپنے نفس کے لیے اسی قسم کی بات پسند کریں جو اللہ نے آپ کے لیے دنیا سے پسند کیا ہے اور آپ پر اللہ کا تقویٰ اختیار کرنا واجب ہے بلاشبہ وہ تم کو دی گئی ہے اور تم سے لی گئی ہے اور تمہاری طرف لوٹائی گئی ہے۔

اور ربیع، یکم محرم کو آیا اور اس کے پاس خزانوں کی چابیاں تھیں، پس مہدی ۵ محرم کو لوگوں کے لیے بیٹھا اور اس کے حکم سے ربیع نے جمع شدہ مال کے رجسٹر حاضر کیے اور وہ ہر اس آدمی کے پاس گیا جس کے مال سے ابو جعفر نے کچھ مال لیا تھا پس اس نے اُسے بلایا اور ان کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا

اللہ تعالیٰ نے امیر المومنین منصور کو تمہارے جن امور کا ذمہ دار بنایا تھا اور تمہاری نگرانی سپرد کی تھی وہ تمہارے لیے یوں تدبیریں سوچتے تھے جیسے نیک والد اپنے بیٹے کے لیے سوچتا ہے اور وہ تم سے بھی بڑھ کر تمہاری جانوں کے بارے میں غور و فکر کرنے والے تھے اور وہ تمہاری جانوں کے تم سے بڑھ کر محافظ تھے پس انہوں نے تمہارے لیے تمہارے اموال کی حفاظت کی جن کے ضائع ہونے کا ڈر تھا اور تمہارے ان اموال میں تمہارے لیے برکت دی گئی ہے پس امیر المومنین نے جو تم سے تاخیر کی ہے وہ انہیں روا کرو،

پھر اس نے قید خانوں میں جو طالبی اور دیگر لوگ تھے انہیں باہر نکالنے کا حکم دیا اور ان کے لیے عطیات و انعامات اور ہمیشہ ملنے والی رسد کا حکم

پھر اس نے بقیہ لوگوں کو بھی رہا کر دیا اور جسے رہا کیا اُسے لباس دیا اور اس کی حیثیت کے مطابق اُسے انعام دیا حتیٰ کہ وہ عبداللہ بن مروان تک پہنچ گیا اور وہ ابوالعباس کے زمانے سے قید خانے میں پڑا تھا اس نے اُسے رہا کر دیا اور اُسے دس ہزار درہم دیے تو عیسیٰ بن علی نے اُسے کہا ہماری گردنوں میں اس کی بیعت ہے اور یہ شخص اپنے باپ کا ولی عہد تھا اور آپ بہتر جانتے ہیں اور اس نے میرے کاتب کو ایک جوہر دیا جس کی قیمت تیس ہزار درہم تھی۔

اور جس جوہر کا عیسیٰ نے ذکر کیا ہے اس کا سبب یہ تھا کہ عبداللہ بن مروان کی بیوی اُم یزید اس اُمید پر کوفہ آئی کہ وہ کسی شخص کو پائے جس سے وہ اپنے خاوند کے بارے میں بات چیت کرے اُسے بتایا گیا کاش تو عیسیٰ بن علی سے بات کرے تو وہ اس کے کاتب عباس بن یعقوب کے پاس آئی اور اس سے بات کی اور اُسے وہ جوہر دیا جو اس کے پاس باقی رہ گیا تھا اور اس سے اپیل کی کہ وہ عیسیٰ سے بات کرے اور اس کے بارے میں بھی بات کرے پس اس نے جوہر لے لیا اور اس سے گفتگو نہ کی جب مہدی نے اموال کے واپس کرنے اور قیدیوں کے رہا کرنے اور خوفزدوں کو امن دینے اور ناداروں کو عطیات دینے کا کام کیا تو میں نے منصور کو مہدی کو، جب اس نے اُسے مکہ جاتے وقت الوداع کہا، کہتے سنا میں نے تین قسم کے لوگوں کو چھوڑا ہے محتاج جو صرف تیری دولت کے اُمیدوار ہیں اور خوفزدہ جو صرف تیرے امن کے اُمیدوار ہیں اور قیدی جو صرف تجھ سے کشائش کی اُمید رکھتے ہیں پس جب تو حکمران بن جائے تو تو اُنہیں آسودگی کا مزہ چکھا اور اُنہیں پورا پیمانہ نہ دے۔

اور حارث بن مہدی عبدالرحمٰن کے پاس آیا اور اس نے منصور کے دل کی بات کا اور ربیع کی دھوکہ بازی کا ذکر کیا اور کہنے لگا میں نے اس کی تدبیر کو

دیکھا ہے جس تک کوئی راہ نہیں پا سکتا، اس نے پوچھا وہ کیا تدبیر ہے؟
اس نے کہا جب منصور فوت ہو گیا تو ربیع نے تیرے بھائی صالح کو مجلس کا صدر بنا دیا اور تمام حاضرین سے اُسے مقدم کیا اور جب اُسے دفن کر دیا گیا تو اس نے تیرے بیٹے موسیٰ کو مقدم کر دیا اور تیرے بھائی سے کہنے لگا تو اپنے بھائی مہدی کی غیر حاضری کی وجہ سے تقدم کا زیادہ حق دار ہے مہدی نے کہا اگر کوئی شخص حکومت کا انتظام کرے تو اُسے چاہیے کہ وہ ربیع کی مانند انتظام کرے۔

اور مہدی نے عیسیٰ بن موسیٰ کو ولی عہدی سے معزول کر دیا اور اسے دس کروڑ درہم کے عوض خریدا اور اس نے ۱۵۹ھ میں اپنے بعد اپنے بیٹے موسیٰ کی ولی عہدی کی بیعت لی پھر اس نے موسیٰ کے بعد اپنے بیٹے ہارون کی ولی عہدی کی بیعت لی۔

اور مہدی نے ۱۶۰ھ میں حج کیا اور کعبہ کا غلاف اُتار کر اُسے قباطی، ریشم اور دیباج پہنایا اور اس کی دیواروں کو اُوپر سے لے کر نیچے تک کستوری اور عنبر سے لیپ کیا اور کعبہ، مسجد کے پہلو میں تھا اور درمیان میں نہ تھا، پس اس نے مسجد حرام کی دیواروں کو گرا دیا اور اس میں اضافے کیے اور لوگوں سے ان کے گھروں اور فرودگاہوں کو خریدا اور ہر شہر سے کاریگروں اور انجینئروں کو بلایا اور اپنے غلام واضح کو جو مصر پر اس کا عامل تھا، اُسے اموال کو مکہ لانے اور آلات بنانے اور اُسے جس قدر ستونوں اور چھوٹے رنگ دار پتھروں اور قندیلوں کی زنجیروں کی ضرورت تھی ان کے بارے میں خط لکھا کہ ان کو نکال کر انہیں یقطین بن موسیٰ اور محمد بن عبدالرحمٰن کے سپرد کر دے اور اس نے کعبہ کو درمیان میں کر دیا اور کعبہ کے پاس سے باب الصفا تک نوے ہاتھ کا اضافہ کر دیا اور کعبہ سے باب بنی شیبہ تک ساٹھ ہاتھ کا اضافہ کر دیا اور اس نے اس کے طول کو ایک لاکھ بیس ہزار ہاتھ

کا مکسر بنا دیا اور باب بنی جمحؔ سے باب بنی ہاشم تک اور سبز نشان تک مسجد کا طول چار سو چار ہاتھ تھا اور اس میں کچھ ستون بھی تھے جو مصر سے سمندر کے راستے لائے گئے تھے وہ چار سو چوراسی ستون تھے، ہر ستون کا طول دس ہاتھ تھا اور اس نے اس میں چار سو اٹھانوے طاقچے رکھے اور مسجد میں ۲۳ دروازے بنائے اور مہدی آخری شخص ہے جس نے مسجدِ حرام میں اضافہ کیا اور دو نشان بنائے جن کے درمیان اور صفا مروہ کے درمیان سعی کی جاتی ہے اور ان دونوں کے درمیان ایک سو بارہ ہاتھ کا فاصلہ ہے پس جب مسجد کو اس جگہ لایا گیا جس میں وہ اس وقت ہے تو صفا اور مروہ کے درمیان سات سو چون ہاتھ کا فاصلہ ہو گیا اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کو وسیع کیا اور اس میں جس قدر وہ تھی اتنا ہی اضافہ کر دیا اور وہ اس کی طرف سنگِ مرمر، رنگ دار چھوٹے پتھروں اور سونے کے ستونوں کو لایا اور اس نے اس کی چھت کو اونچا کیا اور قبر کے باہر سنگِ مرمر لگایا۔

اور اس نے ۱۶۳ھ میں وہ سرحد بنائی جو الحدث کے نام سے مشہور ہے اور وہ دشمن کو ہٹانے اور روکنے کے لیے تھی اور یہ واقعہ یوں ہے کہ رومیوں نے مرعش پر حملہ کیا اور انہوں نے لوگوں کو قیدی بنایا اور بہت سی مخلوق کو قتل کر دیا اور جب مہدی نے الحدث کو تعمیر کیا تو اہل ثغور کو اس سے بہت فائدہ ہوا اور اس نے اس سال اپنے بیٹے ہارون کو جنگ کے لیے بھجوایا اور اس کے ساتھ سپاہیوں اور جرنلوں کی ایک جماعت بھی تھی اور وہ جیحون تک اس کی مشایعت کرتے ہوئے گیا، پس ہارون نے اس جنگ میں سمالو اور متعدد قلعوں کو فتح کیا پھر اس نے ۱۶۴ھ میں اسے جنگ کے لیے بھیجا اور وہ قسطنطنیہ تک پہنچا اور رومیوں نے اس سے صلح کی اپیل کی تو اس نے ان سے صلح کی اور واپس آگیا۔

اور جب اُسے اطلاع ملی کہ عقبہ بن سلم الھنائی نے ربیعہ کے آدمیوں کو قتل کر دیا ہے تو اس نے اُسے یمامہ اور بحرین سے معزول کر دیا اور کہنے لگا اللہ مجھے اس کے گناہ کے ساتھ لوٹتا نہ دیکھے اور نہ میں اس کے فعل سے راضی ہوں اور جب عقبہ بن سلم آیا تو حسن بن قحطبہ نے اس سے ملاقات کی اور اُسے کہنے لگا اے عقبہ! تو نے اپنے آپ کو دوزخ میں داخل کر دیا ہے، اس نے کہا اے ابوالحسن تو نے مجھ سے انصاف نہیں کیا میں نے اپنے آپ کو دوزخ میں اس لیے داخل کیا ہے تاکہ تجھ سے عار کو دُور کر دوں۔

اور اہل یمامہ میں سے ربیعہ کا ایک نوجوان آیا جس کے باپ، چچا اور اور اس کے دو ماموؤں اور پانچ بھائیوں کو عقبہ بن سلم نے قتل کیا تھا وہ اس کے لیے مہدی کے دروازے پر کھڑا ہو گیا اور جب عقبہ اپنی جماعت کے ساتھ گزرا تو اس نے زہر آلود چھری مار کر اُسے قتل کر دیا اور نوجوان کو پکڑ کر مہدی کے پاس لے جایا گیا تو اس نے اس سے اس کا قصہ دریافت کیا تو اُس نے اُسے اُس کے سامنے بیان کر دیا پس اس نے اُسے چھوڑنے کا ارادہ کیا تو جرنیلوں نے گفتگو کی اور کہنے لگے قسم بخدا اس میں عقبہ کا کوئی تاوان نہیں ہے لیکن اگر اسے چھوڑا گیا تو ہر روز کتوں میں سے کوئی کتا جرنیل پر حملہ کر کے اُسے قتل کر دے گا پس مہدی نے اس کے قتل کرنے کا حکم دے دیا اور خراسان مضطرب ہو گیا اور سند اور فرغانہ نے ہل جل کی اور یوسف البرم نے خروج کیا اور وہ بخارا میں ثقیف کے غلاموں میں سے ایک غلام تھا جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی طرف دعوت دیتا تھا، پس بہت سے لوگوں نے اس بات پر اس کی اتباع کی اور اس نے سلطان سے جنگ کی اور احمد بن اسد، فرغانہ کی طرف گیا اور اس نے فتح حاصل کی حتیٰ کہ کاسان تک پہنچ گیا اور یہ وہ شہر ہے جس میں

بادشاہ اُنترا کرتا تھا اور یزید بن مزید شیبانی یحییٰ الشاری سے جنگ کرتا تھا پس مہدی نے اُسے خط لکھا کہ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ یوسف البرم کی طرف لوٹ جائے، سو اس نے اس سے ملاقات کی اور ان دونوں کے درمیان متعدد معرکے ہوئے پھر یزید نے اُسے شکست دی اور اس نے سُرخ علم بلند کیا اور اس نے اس کے نیچے آجانے والے کو امن دیا اور یوسف کے تمام اصحاب اس کے نیچے آگئے اور اس نے یوسف کو قید کر لیا اور اُسے مہدی کے پاس لے آیا اور جب وہ اس کے پاس آیا تو اس نے اس سے سخت کلامی کی تو مہدی نے اُسے گالیاں دیں اور کہنے لگا تیرے اہل نے تجھے بڑا ادب سکھایا ہے، پس اس نے اُسے قتل کر دیا اور اُسے صلیب دے دیا۔

اور اس نے عمر بن العلاء کو طبرستان میں خط لکھا کہ وہ جرجان کی طرف چلا جائے اور وہاں جو محمرّہ ہیں انہیں دعوتِ اطاعت دینے کے بعد وہاں سے نکال باہر کرے پس وہ جرجان گیا اور اس نے محمرّہ کی فوج کو تتر بتر کر دیا اور عبدالقاہر کو قتل کر دیا اور فوج کو منتشر کر دیا۔

اور مہدی نے بادشاہوں کو دعوتِ اطاعت دینے کے لیے ان کی طرف ایلچی بھیجے اور اکثر بادشاہ اس کی اطاعت میں شامل ہو گئے ان میں ملک کابل شاہ بھی تھا جسے حنحل[1] کہا جاتا تھا اور طبرستان کا بادشاہ اصبہند اور سغد کا بادشاہ، اخشید اور طخارستان کا بادشاہ شروین اور بامیان کا بادشاہ، الشیر اور فرغانہ کا بادشاہ مرزان[2] اور اسروشنہ کا بادشاہ، نشین اور خرلجیہ کا بادشاہ جیغو یہ اور سجستان کا بادشاہ، زنبیل اور ترکوں کا بادشاہ، طرخان اور تبت کا بادشاہ حموران[3] اور سندھ کا بادشاہ الرای، اور چین کا بادشاہ یغفور اور ہند کا بادشاہ وامرح[4] اور یہی فور ہے اور تغزغز کا بادشاہ خاقان بھی شامل

---

[1]، [2]، [3]، [4] یہ اسماء اصل کتاب میں نقطوں کے بغیر ہی لکھے ہیں۔

تھے۔

اور مہدی نے روح بن حاتم مہلبی کو سندھ کا عامل مقرر کیا وہ سندھ میں آیا تو زطّ[1] قوم نے وہاں ہل چل کی اور وہ تھوڑا عرصہ ہی ٹھہرا کہ اُسے معزول کر دیا گیا اور اس نے محمد بن اشعث خزاعی کو والی مقرر کیا اور پھر سندھ کو محمد بن سلیمان بن علی ہاشمی سے ملا دیا گیا اور اس نے عبد الملک بن شہاب المسمعی کو اس کا عامل مقرر کیا اور وہ بیس روز سے بھی کم عرصہ والی رہا اور سندھ کو نصر بن محمد بن اشعث خزاعی کی طرف واپس کر دیا گیا پھر مہدی نے زبیر بن عباس کو جو قثم بن عباس بن عبد المطلب کی اولاد میں سے تھا، والی مقرر کیا اور ابھی وہ شہر میں نہیں پہنچا تھا کہ مہدی نے لمصبح ابن عمرو تغلبی کو والی مقرر کر دیا اور سندھ میں پہلی عصبیت پیدا ہوئی پس اس نے اپنے غلام لیث بن طریف کو عامل مقرر کیا اور وہ منصورہ آیا اور وہاں اس نے ایک ماہ قیام کیا اور زط بکثرت ہو گئے تو اس نے ان کے خلاف تلوار سونت لی اور انہیں فنا کر دیا۔

اور مہدی ۱۶۵ھ میں حج کے ارادے سے بصرہ گیا تو اُسے راستے میں پانی کی قلت کے متعلق بتایا گیا تو وہ ٹھہر گیا، اور اُسے اطلاع ملی کہ سندھ کا معاملہ گڑبڑ ہے تو اس نے بصرہ سے لیث کی طرف فوج بھیجی اور خود بغداد کی طرف واپس چلا گیا۔

اور وہ شام جانے کے ارادے سے نکلا اور اس نے البردان میں پڑاؤ کیا تو اُسے عیسیٰ بن علی کی وفات کی اطلاع ملی تو وہ بغداد کی طرف لوٹ گیا، حتیٰ کہ اس کے جنازے میں شامل ہوا اور اس میں پیدل چلا پھر اپنے پڑاؤ کی طرف واپس آ گیا۔

اور وہ روانہ ہو کر ثغر کی طرف گیا پھر بیت المقدس کی طرف گیا اور کئی روز

---

[1] یہ اسم اصل کتاب میں نقطوں کے بغیر ہی لکھا ہے۔

قیام کیا اور واپس آگیا اور جب وہ جند قنسرین گیا تو تنوخ اُسے تحائف کے ساتھ ملے اور کہنے لگے یا امیر المومنین ہم تمہارے ماموں ہیں اس نے پوچھا یہ کون ہیں ؟ اُسے بتایا گیا تنوخ ہیں ، یہ ایک قبیلہ ہے جو قضاعہ کی طرف منسوب ہوتا ہے اور اس کے سامنے ان کا حال اور ان کی کثرت تعداد کو بیان کیا گیا ہے اور اُسے بتایا گیا کہ یہ سب کے سب عیسائی ہیں تو اس نے کہا میں تم سے راضی نہیں کہ تمہارا مجھ سے ماموں کا رشتہ ہے اور ایک شخص ان میں سے مرتد ہو گیا تو اس نے اُسے قتل کر دیا پس وہ ڈر گئے اور اسلام پر قائم رہے۔

اور عیسٰی بن موسٰی نے ۱۶۷ھ میں وفات پائی تو مہدی نے اس کے بیٹے موسٰی بن عیسٰی کو کوفہ کا اور جو عملداریاں اس کے باپ کے پاس تھیں ان کا والی مقرر کر دیا۔

اور مہدی کا ماموں یزید بن منصور حمیری ، جو یمن پر ابو جعفر کا عامل تھا وفات پا گیا تو مہدی نے اس کی جگہ رجاء بن سلام بن رُوح بن زنباع الجذامی کو عامل مقرر کر دیا پھر اس نے علی بن سلیمان بن علی کو والی مقرر کیا اور یہی وہ ہے جس کی طرف اس نے خیزران جو اس کے بیٹوں موسٰی اور ہارون کی ماں تھی کے بھائی الغطریف ابن عطاء کو واپس لوٹانے کے متعلق خط لکھا تھا اور الغطریف ، جُرش کے باشندوں میں سے ایک شخص کا غلام تھا سو اس نے اُسے آزاد کر دیا اور وہ انگوروں کی نگہداشت پر مزدوری کرتا تھا پس اس نے اپنے جُرش کے عامل کو اس کے لانے کے متعلق پیغام بھیجا تو اس نے اُسے انگوروں میں اُون کا جُبہ پہنے دیکھا تو اس نے اُسے لباس پہنایا اور اُسے عطیہ دیا اور اُسے مہدی کے پاس لے آیا اور اس نے اس کے مقام کو بلند کیا پھر اس نے علی کو ہٹا دیا اور عبداللہ بن سلیمان کو والی مقرر کیا پھر اُسے بھی ہٹا دیا اور منصور بن یزید بن منصور حمیری کو والی مقرر کیا پھر اُسے بھی ہٹا دیا اور عبداللہ بن علی بن سلیمان کو والی مقرر کیا اور اُسے بھی ہٹا دیا اور سلیمان بن یزید حارثی کو

والی مقرر کیا پھر سلیمان کے نواسے عبداللہ بن محمد بن ابراہیم الزینبی کو مقرر کیا پھر ابراہیم بن سلیمان العبدی، پھر موسے اور ہارون کے ماموں الغطریف بن عطار پھر ربیع بن عبداللہ حارثی کو مقرر کیا۔

اور مہدی نے بغداد کے بازاروں کا ٹیکس جمع کرنے کا حکم دیا اور اس پر اُجرت مقرر کی اور سعید الحرشی کو اس پر مقرر کیا گیا اور یہ مہدی کے لیے بغداد کے بازاروں کا پہلا جمع کیے جانے والا ٹیکس ہے، بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شخص نے اس کے پاس آکر کہا یا امیرالمومنین میرے پاس ایک نصیحت ہے اس نے پوچھا تیری یہ نصیحت کس کے لیے ہے، ہمارے لیے یا عوام کے لیے یا تیرے لیے ؟ اس نے کہا یا امیرالمومنین آپ کے لیے ہے اس نے کہا شکایت کرنے والا، اس کی شکایت کا مقابلہ کرنے والے سے بڑا شرم والا اور قبیح ملامت والا نہیں ہوتا اور تو حاسدِ نعمت ہونے سے ہرگز خالی نہ ہوگا پس ہم تیرے غصے کو ٹھنڈا نہیں کر سکتے یا تو دشمن ہوگا تو ہم تیرے لیے دشمن کا تعاقب نہیں کریں گے پھر اس نے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا میں خوب جانتا ہوں کہ ناصح نے ہمیں وہی نصیحت کی ہے جس میں اللہ کی رضامندی اور مسلمانوں کی بھلائی ہے اور ہمارے لیے صرف ابدان ہیں اسما قلوب نہیں ہیں۔ جو ہم سے چھپا ہے ہم نے اُسے ظاہر نہیں کیا اور جس نے ہم سے پہل کی ہے ہم نے اس سے توبہ کی اپیل کی ہے اور جس نے ہمارا گناہ کیا ہے ہم نے اس کی لغزش کو معاف کر دیا ہے، میں درگزر کی تادیب کو، عقوبت سے اور عفو کے ساتھ سلامتی کو، جلد سزا دینے کی نسبت زیادہ مؤثر سمجھتا ہوں اور جب والی مہربانی طلب کرنے پر مہربانی نہ کرنے اور قدرت پانے پر معاف نہ کرے اور کامیاب ہونے پر نہ بخشے اور رحم طلب کرنے پر رحم نہ کرے تو دل اس کے لیے ثابت نہیں رہتے اجس کا رحم کم ہو جائے اور سطوت سخت ہو جائے، اس سے بغض واجب ہو جاتا

ہے اور اس سے بغض رکھنے والے زیادہ ہو جاتے ہیں۔

اور مہدی نے زنادقہ کی تلاش میں اور ان کے قتل کرنے میں اصرار کیا حتیٰ کہ اس نے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور اسے اطلاع ملی کہ اس کا کاتب صالح بن ابی عبید اللہ زندیق ہے تو اس نے اُسے بلایا اور جب اس کے نزدیک اس کا معاملہ صحیح ثابت ہوا تو اس نے اس سے توبہ کا مطالبہ کیا تو اس نے کہا کہ میں جس بات پر قائم ہوں اس میں کوئی رغبت نہیں ہے اور نہ کسی دوسری بات کی حاجت ہے پس مہدی نے اس کے باپ ابو عبید اللہ کو حکم دیا کہ وہ اُٹھ کر اسے قتل کر دے، وہ اُٹھا اور اس نے تلوار پکڑی پھر اپنے بیٹے کے نزدیک ہوا اور جب اس نے تلوار کو بلند کیا تو واپس آ گیا اور کہنے لگا یا امیر المومنین! میں سمع و اطاعت کرتا ہوا اُٹھا تھا مگر مجھے وہ چیز لاحق ہو گئی ہے جو آدمی کو اپنے بیٹے کے بارے میں لاحق ہو جاتی ہے، پس وہ اس کے حکم سے بیٹھ گیا پھر اس نے اس کے سامنے اس کے بیٹے کے قتل کرنے کا حکم دیا پھر اس نے اُسے خط لکھوایا اور وہ اپنے مقتول بیٹے کی طرف دیکھ رہا تھا پھر اس نے کہا، اگر تُو نے خدا کے دشمن اور اس کے کافر کے قتل کو ناپسند کیا ہے تو اللہ تجھے ہلاک کرے اور جب ابو عبید اللہ کھڑا ہوا تو ایک ہم نشین نے کہا، میرا خیال ہے کہ اس کا دل کبھی معاف نہیں ہو گا اس نے کہا خدا کی قسم میرا بھی یہی خیال ہے اور وہ اپنے بیٹے کا قریبی ہے پھر اُسے ناراضگی ہو گئی اور اس نے اس کی جگہ یعقوب بن داؤد کو کاتب بنا دیا اور صالح بن عبد القدوس کو لایا گیا تو اس نے اس سے توبہ کا مطالبہ کیا تو اس نے توبہ کر لی اور جب وہ اس کے ہاں سے باہر نکلا تو اُسے اس کا قول یاد دلایا گیا ؎

اور بوڑھا آدمی اپنے اخلاق کو نہیں چھوڑتا حتیٰ کہ اُسے اس کی
قبر کی مٹی میں چھپا دیا جائے۔

اس نے کہا تو یہ بات کہتا ہے پس اس نے اُسے خطا کار ٹھہرایا اور اُسے قتل کر دیا اور اس سے توبہ کا مطالبہ نہ کیا۔

اور ۱۶۸ھ میں مصر میں اہل الحوف اُٹھ کھڑے ہوئے تو موسیٰ بن مصعب ان کے مقابلے میں گیا اور وہ وہاں کا عامل تھا اور اس نے ان سے شدید جنگ کی اور ہاشم بن عبدالرحمٰن ابن معاویہ بن حدیج السکونی اس کا علمبردار تھا۔ پس اس نے علم کو اوندھا کر دیا اور شکست کھائی اور اہل الحوف نے موسیٰ بن مصعب پر حملہ کر کے اُسے قتل کر دیا تو مہدی نے فضل بن صالح ہاشمی کو والی مقرر کر دیا اور وہ مہدی کی وفات کے بعد شہر کو واپس آیا۔

اور مہدی کی خلافت کے شروع میں معاویہ بن عبداللہ جو اشعریوں کا غلام تھا اور ابو عبیداللہ کے نام سے مشہور تھا، اس پر حاوی تھا پھر اُسے اس کی خیانت کا علم ہوا تو اس نے اس کی جگہ یعقوب بن داؤد کو مقرر کر دیا اور یعقوب اچھے اعتقاد والا، مبارک خیال والا اور بھلائی کا محب، بہت احسان کرنے والا اور اچھی راہنمائی کرنے والا تھا پھر اس نے اُسے معزول کر دیا اور اس سے ناراض ہو گیا اور اُسے قید کر دیا اور وہ ہمیشہ قید ہی رہا حتیٰ کہ مہدی فوت ہو گیا اور اس نے اس کی جگہ محمد بن اللیث صاحب البلاغۃ کو مقرر کر دیا۔

اور علی بن یقطین اور حسن بن راشد اس کے معاملات پر حاوی تھے اور نصر بن مالک اس کا پولیس سپرنٹنڈنٹ تھا پھر نصر مر گیا تو اس نے اس کے بھائی حمزہ بن مالک کو مقرر کر دیا پھر اُسے معزول کر دیا اور اس کی جگہ ابو العباس طوسی کو مقرر کر دیا اور اس کا غلام ربیع اس کا حاجب تھا اور اس کے قضاۃ ابن علاثۃ العقیلی اور عافیہ بن یزید ازدی تھے اور شریک بن عبداللہ کوفہ کا اور عبیداللہ بن حسن العنبری بصرہ کا اور عبداللہ بن محمد بن عمران تیمی مدینہ کا عامل تھا اور یہ پہلا قاضی تھا جس نے خلیفہ کی جانب سے فیصلہ کیا اور عبداللہ

بن لبیعہ حضرمی، مصر کا عامل تھا پھر اس نے اہل کوفہ میں سے ابن الیسع الکندی کو عامل مقرر کیا پھر اہل مصر میں سے غوث بن سلیمان حضرمی کو پھر المفضل بن فضالۃ القتبانی کو مقرر کیا۔

اور ۱۶۸ھ کے آخر میں اور ۱۶۹ھ کے شروع میں لوگوں کو وبا اور بکثرت موت اور تاریکی اور سرخ مٹی نے بہت تکلیف دی وہ اسے اپنے بچھونوں اور اپنے چہروں میں پاتے تھے۔

اور ۱۱ محرم ۱۶۹ھ کو مہدی بغداد سے روانہ ہو کر الجبل کی طرف گیا اور ایک بستی میں اترا جسے الرذ کہا جاتا تھا اور وہ ماسبذان کے علاقے میں تھی وہ شکار کو گیا اور بقیہ دن اس نے شکار کا پیچھا کرتے قیام کیا اور کتوں نے ہرن کا پیچھا کیا اور وہ تلاش میں دور چلا گیا اور ہرن ایک ویرانے کے دروازے میں داخل ہو گیا اور کتے گزر گئے اور گھوڑا اسے اس کے پیچھے لے کر گھس گیا تو ویرانے کا دروازہ اسے لگا اور اسے اس کے خیموں میں لایا گیا تو وہ ۲۲ محرم ۱۶۹ھ کو ۴۸ سال کی عمر میں فوت ہو گیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دن وہ صبح کو اٹھا تو اس نے علی بن یقطین اور ہم نشینوں کی ایک جماعت سے کہا میں نے آج بھوکا ہونے کی حالت میں صبح کی ہے تو اس کے پاس روٹی اور ٹھنڈا گوشت لایا گیا جسے اس نے اور ان لوگوں نے اس کے ساتھ کھایا پھر وہ کہنے لگا میں اس فرودگاہ میں داخل ہو کر اس میں سونے لگا ہوں، جب تک میں بیدار نہ ہوں مجھے بیدار نہ کرنا۔ پس وہ داخل ہو کر سو گیا اور لوگ بھی سائبانوں میں سو گئے، پس اس کے رونے نے انہیں خوفزدہ کر دیا تو وہ ایک دوسرے سے سبقت کرتے ہوئے اس کے پاس گئے اور اس سے اس کا حال پوچھا، اس نے کہا، کیا تم نے بھی وہ چیز دیکھی ہے جو میں نے دیکھی ہے؟ انہوں نے کہا ہم نے کچھ نہیں دیکھا، اس نے کہا میں نے ایک شیخ کو دیکھا ہے اگر

میں اُسے ایک لاکھ آدمیوں میں دیکھوں تو اُسے پہچان لوں، وہ فرودگاہ کی چوکھٹ کو پکڑے ہوئے ہے اور کہہ رہا ہے ؎

گویا میں اس محل میں ہوں جس کے باشندے تباہ ہو چکے ہیں اور اس
کے ستون اور اس کی فرودگاہیں خالی ہو چکی ہیں اور محل کا سردار
خوشی و مسرت اور حکومت کے بعد ایک قبر کی طرف چلا گیا ہے
جس کے اوپر چٹانیں پڑی ہوئی ہیں اور صرف اس کا ذکر اور باتیں
ہی باقی رہ گئی ہیں اور اس پر اس کی بیویاں چلا چلا کر رو رہی ہیں۔

اس کے بعد وہ صرف دس دن ہی ٹھہرا حتیٰ کہ فوت ہو گیا اور اس کی خلافت دس سال ایک ماہ بائیس دن تھی اور اس کا جنازہ اس کے بیٹے علی بن ربطہ نے پڑھایا اور اُسے الرذ میں دفن کیا گیا اور اس نے اپنے پیچھے آٹھ بیٹے چھوڑے، موسیٰ، ہارون، علی، عبیداللہ، اسحٰق، یعقوب، ابراہیم اور منصور۔

اور اس کے زمانے میں ۱۵۹ھ میں یزید بن منصور حمیری نے اور ۱۶۰ھ میں مہدی نے لوگوں کو حج کرایا اور اس نے مسجد حرام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کی توسیع کا حکم دیا اور ۱۶۱ھ میں موسیٰ بن مہدی نے اور ۱۶۲ھ میں ابراہیم بن ابی جعفر نے اور ۱۶۳ھ میں علی بن مہدی نے لوگوں کو حج کرایا، اس کی ماں ربطہ بنت ابی العباس تھی اور ۱۶۴ھ میں مہدی حج کے ارادے سے نکلا اور کوفہ سے چار مراحل چلا اور اس کے ساتھ بہت مخلوق تھی پس لوگوں کو پیاس لگی اور اُسے اطلاع ملی کہ راستے میں پانی کی قلت ہے تو وہ عقبہ سے واپس آ گیا اور صالح بن ابی جعفر نے لوگوں کو حج کرایا.... .... اور ۱۶۵ھ میں صالح بن ابی جعفر نے اور ۱۶۶ھ میں محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی نے اور ۱۶۷ھ میں ابراہیم

بن یحییٰ بن محمد بن علی نے اور ۱۶۸ھ میں علی بن ہندی نے لوگوں کو حج کرایا۔

اور اس کے زمانے میں ۱۵۹ھ میں رومی، سمیساط تک آئے اور انہوں نے بہت سے لوگوں کو قیدی بنا لیا تو اس نے اپنے غلام صغیر کو ان کے مقابلے میں بھیجا اور اس نے مسلمانوں کو چھڑایا اور عباس بن محمد نے لوگوں کے ساتھ جنگ کی اور وہ الفرہ پہنچ گیا اور ۱۶۰ھ میں ثمامہ بن ولید عبسی نے جنگ کی اور رومی فوج نے اس سے ملاقات کی اور اس کا محاصرہ کر لیا اور ۱۶۲ھ میں حسن بن قحطبہ نے اور ۱۶۳ھ میں ہارون بن مہدی نے جنگ کی اور اس نے سمالو کو فتح کیا اور ۱۶۴ھ میں بھی ہارون نے جنگ کی اور قسطنطنیہ کی خلیج تک پہنچ گیا اور ۱۶۶ھ میں ثمامہ بن ولید نے اور ۱۶۷ھ میں الفضل بن صالح نے اور ۱۶۸ھ میں محمد بن ابراہیم نے جنگ کی۔

اس کے زمانے کے فقہاء

محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی ذئب، ابراہیم بن محمد بن ابی الحسن، سعید بن عبدالعزیز الجمحی، عبدالعزیز بن ابی حازم، عبدالحمید مدنی، یونس بن ابی اسحاق السبیعی، حجاج بن ارطاۃ نخعی۔ سفیان بن سعید ثوری، شریک بن عبداللہ نخعی، یحییٰ بن سلمہ بن کہیل، سلمۃ الاحمر، ابراہیم بن سعد، الزہری ابو مخنف لوط بن یحییٰ، سفیان بن حسن الحمانی، جعفر بن عتاب، یحییٰ بن ابی زائدہ، علی بن مسہر، محمد بن مروان السدی، زیاد بن الطفیل، عبدالرحمٰن بن مالک، مالک بن الفضیل، ابو محمد ......[1] محمد بن جابر الیمامی، ابو الاشہب جعفر بن حیان العطاردی، سلمہ بن علقمہ، سعید بن ایاس، خالد بن دینار، جریر بن حازم ازدی، شعبہ بن الحجاج، حماد بن سلمہ، مہدی بن میمون، موسیٰ بن علی بن رباح،

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

عبداللہ بن لہیعہ، جعفر بن الفطریف، بقیہ بن الولید الحمصی، عبدالسلام، عبدالسلام بن عبدالملک دمشقی۔

موسیٰ ابن مہدی کا دَورِ حکومت

موسیٰ الہادی بن محمد المہدی کی بیعت ماسبذان میں ہوئی اور وہ جرجان میں غائب تھا اور اس کی ماں کو خیزرانتہ کہا جاتا تھا اور اس کے بھائی ہارون نے اس کی بیعت لی اور اسے سارے واقعہ کی اطلاع کا خط لکھا پس ایلچی نصیر الوصیف اس کے باپ کی وفات کے آٹھ دن بعد اسے ملا، اور اس روز آفتاب، اسد میں ۱۷ درجے تھا اور ماہتاب، اسد میں ۲۲ درجے اور ۳۰ منٹ تھا اور زحل، دلو میں ایک درجہ اور چالیس منٹ راجع تھا اور مشتری، عقرب میں ۱۴ درجے اور ۳۰ منٹ تھا اور مریخ، سرطان میں ۲۸ درجے اور ۵۰ منٹ تھا اور راس، میزان میں ۲۹ درجے اور ۱۵ منٹ تھا۔

اور اس نے تین دن بعد جرجان سے عراق کی طرف کوچ کیا اور عیاباذ میں اترا اور اس جگہ کو مہدی نے تعمیر کیا تھا، سو موسیٰ نے اسے مکمل کیا اور یہی اس کی فرودگاہ تھی اور اس نے اپنے ماموں الفطریف بن عطار کو خراسان اور اس کے مضافات کا والی مقرر کیا، وہ خراسان آیا تو اس کے حالات پُرسکون تھے اور ملوک، اطاعت میں تھے پس اس سے قبیح امور اور شدید کمزوری ظاہر ہوئی تو شہر مضطرب ہو گئے اور طالبیوں کی ایک جماعت نے ہل جبل کی اور وہ نواح کے ملوک کے پاس چلی گئی تو انہوں نے اسے قبول کیا اور اس سے مدد و نصرت کا وعدہ کیا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ موسیٰ نے طالبیوں کی

تلاش میں اصرار کیا اور انہیں سخت خوفزدہ کر دیا اور مہدی نے ان کے جو عطیات اور رسد جاری کی تھی اُسے بند کر دیا۔ اور آفاق کی طرف ان کی تلاش کرنے اور ان کے لانے کے بارے میں خطوط لکھے اور جب ان کا خوف بڑھ گیا اور ان کے تلاش کرنے والے بکثرت ہو گئے اور وہ ان کے خلاف لوگوں کو اُکسانے لگا تو شیعہ وغیرہ نے حسین بن علی بن حسن بن حسن بن علی کی طرف جانے کا عزم کیا اور وہ اچھے طریق والا اور کمال و مجد والا تھا اور وہ اسے کہنے لگے تو اپنے اہلبیت کا مرد ہے اور تو نے دیکھ لیا ہے کہ تو اور تیرے اہل اور تیرے مددگار کس خوف اور مصیبت میں ہیں، اس نے کہا، میں اور میرے اہلبیت مددگاروں کو نہیں پاتے کہ ہم بدلہ لیں پس حج کے اجتماع پہ حاضر ہونے والے بہت سے لوگوں نے اس کی بیعت کر لی اور اس نے انہیں کہا ہمارا نشان یہ ہوگا کہ ایک شخص اعلان کرے گا کہ کس نے سرخ اونٹ کو دیکھا ہے اور اُسے پانچ سو سے کم آدمی ملے اور یہ ۱۶۹ھ ہجری کے اجتماعِ حج کے گزرنے کے بعد کا واقعہ ہے، پس سلیمان بن ابی جعفر، عباس بن محمد بن علی اور موسیٰ بن عیسیٰ نے فخ میں اس سے ملاقات کی پس وہ اور اس کے ساتھی شکست کھا گئے اور پراگندہ ہو گئے اور حسین بن علی اور اس کے اہل کی ایک جماعت قتل ہو گئی اور اس کا ماموں ادریس بن عبد اللہ بن حسن بن حسن بن علی بھاگ گیا اور مغرب کی طرف چلا گیا اور اندلس سے ملحقہ طرف پر غالب آگیا جسے فاس کہا جاتا ہے اور وہاں کے باشندوں نے اس پر اتفاق کر لیا۔

اور اہلِ مغرب نے بیان کیا ہے کہ موسیٰ نے اس کی طرف ایک شخص کو بھیجا جس نے دھوکے سے اُسے مسواک میں زہر دے دیا اور وہ مر گیا۔ اور ادریس بن ادریس اس کی جگہ چلا گیا اور اس کے بیٹے اس مدت تک وہیں ہیں اور اس مملکت کے یکے بعد دیگرے وارث بنتے ہیں۔

اور یمن، موسیٰ کے غلام ربیع بن عبد اللہ حارثی کے خلاف متحرک

ہو گیا تو اس نے الحصین بن کثیر العبدی کو عامل مقرر کر دیا پھر اُسے ہٹا دیا اور اس کی جگہ ایوب بن جعفر ہاشمی کو مقرر کیا پھر اس نے ربیع بن عبداللہ حارثی کو صنعاء کے سوا شہر کا عامل بنا دیا اور موسیٰ کے سارے دَور میں ہمیشہ ہی شہر متحرک رہے۔

اور الفضل بن صالح مصر آیا اور اس نے اہل الحوف کے ان لوگوں کو جنہوں نے مہدی کے عامل موسیٰ بن مصعب کو قتل کیا تھا، برانگیختہ نہ کیا اور ان کو پُرسکون کیا اور ان کی تلاش سے رُکا اور ابھی وہ تھوڑا عرصہ ہی ٹھہرا تھا کہ اہناس کی جانب دحیہ بن الاصبغ بن عبدالعزیز نے بہت سے لوگوں کے ساتھ بغاوت کر دی، اہناس، صعید مصر کی ایک بستی ہے، پس اس نے رہزنی کی اور راستے کو خوفزدہ کر دیا پھر متغلب ہو گیا اور اس نے خراج اکٹھا کیا تو الفضل بن صالح نے ایک جنرل کو جو سفیان کے نام سے مشہور تھا اور اہل الفیوم میں سے ایک شخص کو جو عبداللہ بن علی المرادی کے نام سے مشہور تھا بھیجا اور وہ دونوں دحیہ کو ایک جگہ ملے جسے صحرا اسے بُوَیط کہا جاتا ہے اور دونوں نے جنگ میں اس پر حملہ کیا اور دحیہ نے شکست کھائی اور وہ اس آوے میں داخل ہو گیا جس میں ٹھیکرے بنائے جاتے ہیں اور ان دونوں نے اُسے قیدی بنا لیا اور اُسے الفضل کے پاس لائے تو اس نے اُسے قتل کر دیا اور صلیب دے دیا اور اس کا سر، موسیٰ کے پاس بھجوا دیا۔

اور موسیٰ اور اس کے بھائی کے درمیان نفرت پیدا ہو گئی اور اس نے اُسے معزول کرنے اور اس کے بیٹے جعفر کو ولی عہد بنانے کا عزم کر لیا اور اس نے جنرلوں کو اس کی طرف دعوت دی تو عام جنرلوں نے توقف کیا اور اُسے مشورہ دیا کہ وہ ایسا نہ کرے اور بعض نے جلد بازی کی اور اس بارے میں اس کے عزم کو مضبوط کیا اور اُسے بتایا کہ اگر بادشاہت ہارون کے پاس چلی گئی تو ٹھیک نہ ہو گا اور جن لوگوں نے اس کی معزولی کے بارے میں کوشش کی ان میں ابوہریرہ محمد بن فرخ ازدی سالار ازد بھی تھا اور

موسیٰ نے اُسے بہت بڑی فوج کے ساتھ جزیرہ، شام، مصر اور مغرب سے فوج جمع کرنے اور لوگوں کو ہارون کے معزول کرنے کی دعوت دینے کے لیے بھیجا اور جو لوگ انکار کریں وہ ان میں تلوار سونت لے پس وہ روانہ ہو کر رقہ پہنچا تو اُسے موسیٰ کی وفات کی خبر مل گئی۔

اور موسیٰ نے یحییٰ بن برمک کو پکڑ کر قید کر دیا اور متعدد بار وہ اُسے قتل کرنے کے لیے اس کے قریب آیا، ایک شیخ نے بحوالہ یحییٰ بن خالد مجھ سے بیان کیا کہ اس نے بیان کیا کہ موسیٰ نے مجھے رشید کی وجہ سے اور اس کی تربیت کی وجہ سے اور مجھے جو اس کے ہاں مقام حاصل تھا اس کی وجہ سے قید کر دیا اور رشید پیدا ہوتے ہی چیتھڑوں میں ہمارے سپرد کیا گیا تھا پس ہماری بیویوں کے پستانوں نے اُسے غذا دی اور ہماری گودوں میں اس کی تربیت ہوئی، موسیٰ نے کہا، مجھے اطلاع ملی ہے کہ تو ہارون کو خلافت کے لیے اور اپنے آپ کو وزارت کے لیے پسند کرتا ہے، خدا کی قسم میں اس سے قبل اس کی جان اور تیری جان کا کام تمام کر دوں گا اور اس نے مجھے ایک تنگ مکان میں قید کر دیا، میں اس میں اپنی ٹانگیں بھی نہیں پھیلا سکتا تھا، میں نے کئی روز قیام کیا، ایک شب میں اپنے قید خانے میں اسی حالت میں تھا کہ اچانک دروازے کھول دیے گئے پس میں نے کہا اس نے مجھے یاد کیا ہے اور میرے قتل کرنے کا ارادہ کیا ہے اور میں تشہد پڑھ رہا تھا مجھے بتایا گیا یہ سیدہ خیزران ہے، میں باہر نکلا، تو وہ دروازے پر کھڑی تھی، وہ کہنے لگی بلاشبہ اس شب سے میں اس شخص کے بارے میں خوفزدہ تھی اور میں اسے مردہ خیال کرتی تھی، آؤ میں اسے دیکھوں، پس میری گھبراہٹ اور مصیبت بڑھ گئی اور جیسے میں کہتا وہ کہتی، پس میں آیا تو میں نے اُسے دیوار کی طرف چہرہ پھیرے ہوئے پایا اور وہ مر چکا تھا سو میں ہارون کی طرف گیا اور میں نے اُسے اس جگہ سے باہر نکالا جہاں وہ محبوس تھا

اور صبح کو جنرلوں نے اس کی بیعت کی اور یہیں حکومت کا انتظام کرنے لگا۔
اور الفضل بن ربیع، موسیٰ پر حاوی تھا اور عبداللہ بن خازم تمیمی اس کا پولیس سپرنٹنڈنٹ تھا پھر اس نے اُسے معزول کر کے عبداللہ بن مالک خزاعی کو مقرر کیا اور علی بن عیسیٰ ابن ماہان اس کے محافظوں کا افسر تھا اور الفضل بن ربیع اس کا حاجب تھا اور اس کی خلافت چودہ ماہ تھی اور اس نے ۱۴ ربیع الاول ۱۷۰ھ کو ۲۶ سال کی عمر میں وفات پائی اور اس کے بھائی ہارون نے اس کا جنازہ پڑھایا اور اُسے عیساباذ میں دفن کیا گیا۔
اور اس کے سات بیٹے تھے۔ جعفر، اسماعیل، عبداللہ، سلیمان، عیسیٰ موسیٰ نابینا، اور اس کے بعد اس کے ہاں عباس پیدا ہوا اور اس کی حکومت میں ۱۶۹ھ میں سلیمان بن ابی جعفر نے لوگوں کو حج کرایا۔

ہارون الرشید کا دورِ حکومت

جس روز ہارون الرشید کے بھائی موسیٰ نے وفات پائی اور وہ ۱۴ ربیع الاول ۱۷۰ھ کا دن تھا۔ اسی روز ہارون الرشید بن محمد المہدی نے حکومت سنبھالی اور عجم کے مہینوں میں سے وہ ستمبر کا مہینہ تھا۔

اور اس روز آفتاب، سنبلہ میں ۲۰ درجے تھا اور ماہتاب، حوت میں ۲۵ درجے اور ۵۰ منٹ تھا اور زحل، دلو میں ۱۱ درجے راجع تھا اور مشتری قوس میں ۱۷ درجے تھا اور مریخ، قوس میں ۲۸ درجے اور ۱۰ منٹ تھا اور زہرہ، سنبلہ میں ۵ درجے اور ۴۰ منٹ تھا اور راس، میزان میں ۸ درجے اور ۶ منٹ تھا۔

اور جس روز ہارون خلیفہ بنا اسی روز مامون پیدا ہوا پس اُسے اس کی بشارت دی گئی اس لیے اس نے اس کا نام مامون رکھا اور محمد بن ہارون اس کے چھ ماہ بعد پیدا ہوا اور جس شب وہ حکمران بنا اسی شب کو اس نے موسیٰ بن عیسیٰ کو لوگوں کو حج کرانے کے لیے بھیجا پھر اُسے خود جانے کا خیال آیا تو وہ گیا اور راستے میں اُسے جا ملا، اور اس نے لوگوں کو حج کرایا اور اہالیان مکہ اور مدینہ کو بہت عطیات دیے اور ان میں اموال تقسیم کیے پھر واپس آگیا اور ماسبذان میں مہدی کی قبر کی طرف گیا اور اس کے پاس بہت سے اموال خیرات کیے اور اس نے ہر سال اسے ایک رسم بنا دیا۔

اور اس نے الفضل بن یحییٰ کو خراسان کا والی بنایا وہ اس کی طرف گیا تو اہل طالقان نے مخالفت کی تو اس نے طالقان کو فتح کیا اور ترکوں کا حکمران بہت سے لوگوں کے ساتھ آگے بڑھا اور اس نے الفضل کی فوج سے ملاقات کی اور دونوں کے درمیان گھمسان کا رن پڑا اور اس نے ترکوں کے حکمران کے چہرے پر تلوار ماری تو اس نے نیند کرنی چاہی اور الفضل نے اس کی فوج کی بیخ کنی کر دی اور اس کے اموال لوٹ لیے اور اس کے متعلق شاعر کہتا ہے ؎

جنگ طالقان میں اور اس سے پہلے ایک جنگ میں، فضل نے
خاقان کے خلاف پڑاؤ کیا تھا، اس کے دونوں دنوں کی جو
دو جنگوں میں پے درپے آئے کوئی مثل نہیں ہے۔

اور یحییٰ بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن حسن، خراسان کی طرف بھاگ گیا اور دیلم کے علاقے میں داخل ہو گیا اور ہارون نے دیلم کے حکمران کو دھمکاتے ہوئے خط لکھا اور اس سے اس کا مطالبہ کیا تو اس نے اسے تلاش کیا اور جب یحییٰ نے یہ صورت حال دیکھی تو اس نے الفضل سے امان طلب کی تو اس نے اُسے امان دی اور اُسے ہارون کے پاس لے آیا تو اس نے اُسے قید کر دیا اور وہ ہمیشہ محبوس ہی رہا حتیٰ کہ مر گیا۔ کہتے ہیں کہ جس شخص کی اس پر ڈیوٹی تھی اس نے کئی روز تک اس کا کھانا روک دیا اور وہ بھوک سے مر گیا۔

اور بنی ہاشم کے غلاموں میں سے ایک شخص نے مجھے بتایا کہ میں اس گھر میں محبوس تھا جس میں یحییٰ بن عبداللہ تھا اور جس گھر میں وہ تھا میں اس کے پہلو میں تھا اور بسا اوقات اس نے چھوٹی سی دیوار کے پیچھے سے مجھ سے گفتگو کی، ایک روز اس نے مجھے کہا کہ نو دن سے میرا کھانا پینا روک دیا گیا ہے اور جب دسواں دن ہوا تو جس خادم کی اس پر ڈیوٹی تھی وہ آیا اور اس نے گھر کی تلاشی لی، پھر اس نے اس کے کپڑے اتارے

پھر اس نے اس کی شلوار کھولی کیا دیکھتا ہے کہ اس نے بالنس کی ایک نالی اپنی ران کے اندر باندھی ہوئی ہے جس میں گائے کا گھی تھا جسے وہ تھوڑا تھوڑا چاٹ لیا کرتا تھا اور اپنے زندگی کے آخری سانسوں کو قائم کیے ہوئے تھا اور جب اس نے اُسے لے لیا تو وہ مسلسل اپنے پاؤں سے کھودتا رہا حتیٰ کہ مر گیا۔

ابو جمیل نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ میں مامون کے زمانے میں بصرہ کی طرف گیا اور کشتی میں ہمارے ساتھ خادم بھی سوار ہو گیا اور وہ ہمیں بتایا کرتا تھا کہ وہ رشید کے خادموں میں سے ہے، پھر اس نے ہم سے یحییٰ بن عبداللہ کا واقعہ بیان کیا اور یہ کہ اس نے اس کے قتل کی ذمہ داری لی تھی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور جب رات ہوئی تو ایک شخص جو کشتی میں تھا اس کے پاس آیا اور اس نے اُسے پانی میں دھکا دے دیا اور کشتی چل رہی تھی پس اس نے اُسے غرق کر دیا۔

اور ہارون نے ۱۷۵ھ میں اپنے بعد اپنے بیٹے محمد کی ولی عہدی کی بیعت لی اور محمد پانچ سال کا تھا اور اس نے اس پر لوگوں کو بہت عطیات دیے اور محمد کو جرنلوں کے پاس بھیجا اور اس نے تکیے پر کھڑے ہو کر اللہ کی حمد کی اور اپنے نبی پر درود پڑھا اور عبدالصمد بن علی نے کھڑے ہو کر کہا اے لوگو! تمہیں صغر سنی دھوکہ نہ دے یہ شجرہ مبارکہ ہے جس کی جڑ ثابت اور شاخیں آسمان میں ہیں اور بنی ہاشم کا ایک شخص بھی اس کے متعلق بات کرنے لگا حتیٰ کہ مجلس ختم ہو گئی اور ان پر دراہم و دنانیر اور کستوری کے چوہے اور عنبر کے انڈے نچھاور کیے گئے اور ہارون نے اسماعیل بن علی کے غلام سالم الیونسی کو امیرالمومنین کے غلام لیث کی جگہ سندھ کا عامل مقرر کیا اور اس نے اچھی سیرت اختیار کی اور ابھی وہ ٹھہرا بھی نہ تھا کہ اس نے اسحٰق بن سلیمان ابن علی ہاشمی کو

والی مقرر کیا اور وہ شہر میں آیا اور وہ عفیف تھا پھر اس نے اُسے معزول کر کے طیفور بن عبداللہ ابن منصور حمیری کو مقرر کیا تو یمانیہ اور نزاریہ کے درمیان جنگ بھڑک اُٹھی تو اس نے جابر بن اشعث طائی کو دریا کے مغرب اور مکران کی طرف بھیجا پھر اس نے سعید بن مسلم بن قتیبہ کو والی مقرر کیا اور اس نے اپنے بھائی کثیر بن مسلم کو بھیجا اور اس نے بڑی سیرت اختیار کی اور وہ مذموم تھا اور رشید نے عیسیٰ بن جعفر بن منصور کو سندھ دے دیا اور اس نے محمد بن عدی الثعلبی کو اس کی طرف بھیجا پس جب وہ آیا تو اس نے عصبیت اور ظلم شروع کر دیا اور قبائل کو ایک دوسرے سے لڑا دیا اور وہ منصورہ سے ملتان جانے کے ارادے سے نکلا تو اس کے باشندوں نے اس سے ملاقات کی اور انہوں نے اس سے جنگ کی اور اُسے شکست دی اور جو ہتھیار اس کے پاس تھے انہوں نے لوٹ لیے۔ اور وہ شکست کھا کر بھاگا اور وہ کسی چیز کی طرف توجہ نہیں دیتا تھا حتیٰ کہ وہ منصورہ کی طرف چلا گیا اور یمانیہ اور نزاریہ کے درمیان عصبیت قائم رہی تو رشید نے عبدالرحمٰن ...... [1] کو والی مقرر کر دیا پھر ایوب بن جعفر بن سلیمان کو والی مقرر کیا پھر ۱۸۴ھ میں داؤد بن یزید بن حاتم مہلبی کو والی مقرر کیا تو اس نے اپنے بھائی مغیرہ کو اس کی طرف بھیجا تو نزاریہ نے اپنے سر اُٹھائے اور انہوں نے علاقے کو چار حصوں میں تقسیم کرنے کا عزم کیا ایک چوتھائی قریش کے لیے ایک چوتھائی قیس کے لیے ایک چوتھائی ربیعہ کے لیے اور یہ کہ وہ یمانیہ کو باہر نکال دیں۔

اور جب مغیرہ آیا تو اہل منصورہ نے دروازے بند کر دیے اور اُسے داخل ہونے سے روک دیا، سوائے اس کے کہ وہ ان سے معاہدہ کرے کہ وہ ان میں عصبیت کو استعمال نہیں کرے گا یا یہ کہ وہ سب شہر سے چلے جاتے ہیں اور وہ اس میں داخل ہو جائے پس جن میں کچھ جان تھی وہ باہر نکل گئے اور مغیرہ شہر میں داخل ہو گیا اور اس نے نزاریہ پر ظلم کیا تو انہوں نے اس سے

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

جنگ کی اور اُسے شکست دی اور جب داؤد بن یزید کو اطلاع ملی تو وہ چل کر شہر میں آیا اور اس نے ان میں تلوار سونت لی اور اس نے بہت سے نزاریہ کو قتل کر دیا اور منصورہ کی طرف چلا گیا اور ان سے بیس دن تک جنگ کرتا رہا اور کئی ماہ تک ان کے درمیان جنگ جاری رہی پس اس نے اُسے فتح کر لیا پھر وہ سندھ کے بقیہ شہروں کی طرف گیا اور وہ مسلسل فتوحات حاصل کرتا رہا حتیٰ کہ ملک اس کے لیے استوار ہو گیا۔

اور ہارون نے سلیمان بن ابی جعفر کو دمشق کا والی مقرر کر دیا تو اس کے باشندوں نے اس بلور کی قلت کے باعث جو ان کے قلعے میں تھا اس پر حملہ کر دیا اور انہوں نے اُسے نکال باہر کیا اور جو کچھ اس کے پاس تھا سب لوٹ لیا۔

اور بنی مرہ کے ایک شخص عامر بن عمارۃ نے جس کی کنیت ابو الہیذام تھی، دمشق کے علاقے میں حوران مقام پر بغاوت کر دی اور اس نے یمانیہ کو قتل کیا یہ ۱۷۶ھ کا واقعہ ہے پس رشید نے ان کے مقابلے میں السندی اور جبرئیل کی ایک جماعت کو بھیجا اور ابو الہیذام قتل ہو گیا اور اس نے اس کی فوج کو منتشر کر دیا۔

اور ہارون، شام جانے کے ارادے سے نکلا اور جب اُسے ابو الہیذام کے قتل کی اطلاع ملی تو وہ الثغر کی طرف گیا سو اس نے ہرثمہ بن اعین کو بلادِ روم کی طرف جنگ کے لیے بھیجا اور اس نے ۱۷۱ھ میں طرسوس کی تعمیر کا حکم دیا اور اس نے اس کی تعمیر کو مضبوط کیا اور اس کے پانچ دروازے بنائے اور اس کے گرد ۸۷ برج بنائے اور اس کا ایک عظیم دریا ہے جو اس کے وسط سے گزرتا ہے اس پر بندھے ہوئے پل تھے اور اس کی تعمیر کی ابتدا، اس کے غلام ابو سلیمان کے ہاتھوں ہوئی پھر وہ حج کے ارادے سے عراق کی جانب واپس چلا گیا، اور اس نے شامات اور جزیرہ پر جعفر بن یحییٰ بن خالد کو نائب مقرر کیا اور حمص میں عصبیت نمایاں

ہوگئی پس جعفر بن یحییٰ اس کے منبر پر چڑھا اور اس نے تقریر کی اور اللہ کی حمد و ثنا کی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا اور کہا اے اہل شام! میں تم کو تکبر کے انجام سے اور جن نعمتوں کا شکریہ ادا نہیں کیا جاتا ان کے وبال سے اور ہر معاملے کی مصیبت سے جو ندامت تک لے جاتی ہے، انتباہ کرتا ہوں سعادت مند وہ ہے جو دوسرے سے سعادت حاصل کرے اور بدبخت وہ ہے جو اپنے آپ کو شقاوت میں ڈالے اور دوسرا اس سے نصیحت حاصل کرے اور مغبون وہ ہے جس کی عقل کو نقصان پہنچا ہو اور مفتون وہ ہے جو اپنے دین سے اعراض کرے اور محروم وہ ہے جو اپنے رب سے اپنا حصہ اکٹھا کرے اور خاسر وہ ہے جو اپنی آخرت کو اپنی دنیا کے بدلے فروخت کر دے اور اللہ تعالیٰ سے صرف اس کے عالم بندے ہی ڈرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے صرف اچھے لوگوں کو ہی دیا ہے .....[1]

اور ۱۷۹ھ میں ولید بن طریف حروری نے جزیرہ میں بغاوت کر دی اور عبدالملک ابن صالح اس کا اور شام کے کچھ علاقے کا متولی تھا پس ولید نے رقہ میں اس کا محاصرہ کر لیا تو رشید نے موسیٰ بن حازم تمیمی کو ایک فوج کے ساتھ روانہ کیا تو ولید نے اُسے شکست دی تو اس نے معمر بن عیسیٰ العبدی کو بھجوایا اور ان دونوں کے درمیان معرکے ہوئے پھر معمر اس سے جنگ کے دوران ہی فوت ہو گیا تو یزید بن مزید شیبانی اس کی طرف گیا اور اس نے اس سے ایک روز جنگ کی پھر اس نے دوسرے دن اُسے کہا اے ولید مقابلے کے لیے باہر نکل، اور میرے اور تیرے درمیان لوگ قتل نہ ہوں، پس وہ اس کے مقابلہ میں نکلا تو یزید نے اُسے قتل کر دیا اور اس کا سر کاٹ لیا اور اُسے رشید کے پاس بھجوا دیا اور اس کے اصحاب منتشر ہو گئے پھر ان میں سے

---

[1] اصل کتاب میں یہ کلام نا مکمل ہے۔

ایک پارٹی ایک شخص کے پاس جمع ہو گئی جسے خراشہ کہا جاتا تھا اور وہ دیار ربیعہ کے نزدیک جزیرہ کی طرف چلے گئے۔

اور یزید بن حاتم مہلبی، منصور کے زمانے سے رشید کے زمانے تک مسلسل افریقہ کا عامل رہا پھر فوت ہو گیا اور اس نے اپنے بیٹے داؤد بن یزید بن حاتم کو افریقہ پر اپنا نائب مقرر کیا اور اس نے ان میں عدل قائم نہ کیا اور انہوں نے اس سے جنگ کی اور اُسے شکست دی، تو رشید نے روح بن حاتم مہلبی کو والی مقرر کیا، اس نے شہر میں آکر لوگوں کو پرسکون کیا پھر مر گیا تو رشید نے نصر بن حبیب مہلبی کو والی مقرر کیا پھر اُسے معزول کر دیا اور الفضل بن روح کو والی مقرر کیا تو عبداللہ بن الجارود نے اس پر حملہ کر دیا اور اہل مغرب اس کے ساتھ مل گئے پس انہوں نے اس سے جنگ کی اور اس کی افواج کو قتل کیا اور اس پر فتح پائی اور اُسے اور اس کے اصحاب کو قید کر دیا۔

اور عبداللہ بن الجارود شہر پر غالب آ گیا اور اس نے امان طلب کی اور اس نے درخواست کی کہ اس کی وہ ضروریات جو اس نے بتائیں پوری کی جائیں تو انہوں نے اس کے ہر مطالبے کا جواب دیا اور اس کی خبر لے کر رشید کے پاس واپس چلے گئے۔

اور رشید نے ہرثمہ بن اعین کو شام، مصر اور مغرب کی طرف ان میں گھومنے اور ان کو ٹھیک ٹھاک کرنے کے لیے بھیجا اور وہ مسلسل شہر در شہر گھومتا رہا اور ان کی اصلاح کرتا رہا حتیٰ کہ وہ ۱۷۹ھ میں مصر چلا گیا انہوں نے اپنے عامل پر حملہ کر دیا تھا اور ہرثمہ، مغرب کی طرف چلا گیا اور جب مغرب کے علاقے میں طرابلس پہنچا تو اس نے اس کے سپاہیوں کو ان کی گذشتہ رسد دی اور ان سب کو امن دیا حتیٰ کہ ۱۷۹ھ میں وہ قیروان آ گیا اور اس نے لوگوں کو امان دی اور انہیں سکون دیا۔

اور ایک طرف کے لوگوں نے اس کے خلاف بغاوت کر دی تو اس نے ان کے مقابلے میں ایک فوج روانہ کی اور اس نے انہیں منتشر کر دیا اور ہرثمہ نے قیام کر کے اس کی اصلاح کر دی پھر وہ مصر واپس آگیا اور وہاں قیام کیا حتیٰ کہ اس کے حالات درست ہو گئے اور جیسے اس نے لانا مناسب سمجھا اسے لایا پھر واپس چلا گیا۔

اور رشید نے محمد بن مقاتل العکی کو افریقہ کا عامل مقرر کیا تو تمام بنی تمیم تمیمی نے اس پر حملہ کر دیا حتیٰ کہ اس نے قیروان میں اس کا محاصرہ کر لیا پھر اہل قیروان نے تمام کے لیے دروازہ کھول دیا اور وہ شہر میں داخل ہوا اور محمد بن مقاتل نے امان طلب کی تو اس نے اُسے امان دی اور ابن مقاتل عراق کی طرف چلا گیا اور تمام شہر پر متغلب ہو گیا پھر اہلیان خراسان و شام نے اس پر حملہ کر دیا اور انہوں نے اس سے جنگ کی اور اس نے ان سے شکست کھائی۔

اور ابراہیم بن الاغلب آیا تو اہل مغرب نے اُسے اپنا امیر بنا لیا اور اس نے انہیں گرفتار کر لیا اور رشید کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے اُسے افریقہ کی گورنری کے حکم نامہ کا خط لکھا اور یحییٰ بن موسیٰ الکندی کے ہاتھ یہ فرمان اُسے بھیجا۔

اور ابراہیم بن الاغلب بن سالم ان سپاہیوں میں سے ایک تھا جنہیں مصر سے افریقہ کی طرف نکالا گیا تھا اور وہ حاکم افریقہ کی پولیس کا منتظم تھا اور جب ابن مقاتل فوت ہو گیا تو اس نے ابراہیم کو شہر کا نائب مقرر کیا تو اس نے اس کا کنٹرول کیا اور اس کے باشندوں نے اس کی اچھی اطاعت کی اور وہ ہر سال حاکم افریقہ کی طرف سے اس کے پاس چھ سو دینار لایا کرتا تھا، ابراہیم بن الاغلب نے رشید کو خط لکھ کر بتایا کہ وہ مال کے بغیر شہر کا انتظام کرے گا تو اس نے اُسے اس کا والی مقرر کر دیا اور اس مدت

تک اس کی اور اس کے بیٹوں کی حکومت چلی آتی ہے۔

اور رشید نے اپنے غلام عباس بن سعید کو یمن کا والی مقرر کیا جس سے اہل یمن چیخ اُٹھے اور اس سے اس کے بُرے طریقوں کی روایت کی گئی ہے پس رشید نے اُسے ہٹا دیا اور اس کی جگہ ابراہیم بن محمد ابن امام کو والی مقرر کیا پھر اُسے بھی ہٹا دیا اور عبداللہ بن مصعب زبیری کو مقرر کیا پھر اُسے بھی ہٹا دیا اور اس کی جگہ احمد بن اسماعیل کو مقرر کیا پھر اُسے ہٹا دیا اور اپنے غلام حماد بربری کو اس نے اہل یمن پر سختی کی اور ظلم کیا

اور ۱۷۹ھ میں یمن میں الہیصم بن عبدالمجید ہمدانی اُٹھا اور اس نے یمن پر غلبہ پالیا اور اس کا قلعہ جبل مسوّر میں تھا اور عمر بن ابی خالد حمیری، عشتان میں اس کے ساتھ مقیم تھا اور اس کی ایک جانب جسے حرانہ کہا جاتا تھا صباح بھی اس کے ساتھ تھا، پس انہوں نے حماد بربری سے ملاقات کی اور دونوں کے درمیان معرکے ہوئے جن میں بیس ہزار سے زیادہ آدمی مارے گئے اور حماد نے عمر بن ابی خالد کو قید کر لیا اور اُسے رشید کے پاس بھجوا دیا اور اس کے اور الہیصم کے درمیان مسلسل نو سال جنگ جاری رہی پھر اہالیانِ شہر میں سے ایک شخص حماد کے پاس گیا اور اس نے اُسے بتایا کہ الہیصم اپنے قلعے سے اُتر کر ایک بستی کی طرف بھیس بدل کر حالات کی ٹوہ لگانے کے لیے گیا ہے تو اس نے اس کے ساتھ ایک جنرل کو جسے حرانہ کہا جاتا تھا، بھیجا اور اس نے الہیصم کو پکڑ لیا، الہیصم نے کہا خدا کی قسم قتل ایک ایسی چیز ہے جس سے میں انکار نہیں کرتا اور جوان صرف قتل ہونے اور مرنے کے لیے پیدا کیے گئے ہیں، پس حماد نے اُسے اُونٹ پر سوار کیا اور اُسے صنعاء لے آیا پھر اُسے رشید کے پاس بھجوا دیا تو اس نے طویل اشعار میں اُسے یہ شعر بھی سنایا ؎

جسے نفس پسند نہیں کرتا اس سے شفا پانا، جدائی میں جلدی کرنا ہے

پس اُس نے الہیصم کو بلایا اور اس کے قتل کرنے کا حکم دے دیا اور حماد بربری، صباح کے پاس چلا گیا اور صباح نے امان کے لیے عاجزی کی تو اس نے اُسے امان دی اور بعض کا قول ہے کہ اس نے اُسے امان نہ دی بلکہ اس نے اُسے قید کر لیا اور اُسے الہیصم کے چھ سو آدمیوں کے ساتھ رشید کے پاس بھجوا دیا اور اس نے ان سب کو قتل کر دیا اور الہیصم اور صباح کو اکٹھے صلیب دے دیا اور حماد بربری ۱۳ سال یمن کا گورنر رہا اور اس نے اس کے باشندوں کو بُرا عذاب دیا حتیٰ کہ ان میں سے کچھ لوگوں نے رشید کے پاس فریاد کی، اس وقت وہ مکہ میں تھا کہ ـــــ یا امیرالمومنین ہم اللہ کی پناہ اور آپ کی پناہ چاہتے ہیں اگر آپ طاقت رکھتے ہیں تو حماد بربری کو ہم سے معزول کر دیجیے، اس نے کہا، نہیں اور یہ کوئی اچھی بات نہیں۔

اور حماد، ہارون کا غلام تھا جسے اس نے اپنی خلافت کے آغاز میں آزاد کر دیا تھا پھر رشید نے حماد کو معزول کر دیا اور اس کی جگہ عبداللہ بن مالک کو عامل مقرر کیا اور وہ ہمیشہ ہی شہر میں خوش سیرت اور اچھے طریقے والا رہا حتیٰ کہ ہارون وفات پا گیا۔

موسیٰ بن جعفر کی وفات

اور موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب نے ۱۸۳ھ میں ۵۸ سال کی عمر میں وفات پائی، آپ کی ماں اُم ولد تھی جسے حمدۃ کہا جاتا تھا اور آپ بغداد میں السندی بن شاہک کی جانب سے رشید کے قید خانے میں تھے سو اس نے مسرور خادم کو بُلایا اور جرنیلوں، کاتبوں، ہاشمیوں، قاضیوں اور بغداد میں موجود طالبیوں کو بُلایا پھر اس نے اپنے چہرے کو ظاہر کیا اور انہیں کہنے لگا کیا تم اسے پہچانتے ہو؟ انہوں نے کہا ہم اسے اچھی طرح پہچانتے ہیں، یہ موسیٰ بن جعفر ہیں، ہارون نے کہا، کیا تم اس پر نشان دیکھتے ہو اور وہ چیز بھی جو اچانک ہلاکت پر دلالت کرتی ہے؟ انہوں نے کہا، نہیں، پھر آپ کو غسل دیا گیا اور کفن پہنایا گیا اور باہر نکالا گیا اور قریش کے گورستان کی غربی جانب دفن کیا گیا۔

اور موسیٰ بن جعفر بہت عبادت گزار تھے اور آپ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے، حسن بن اسد نے بیان کیا ہے کہ میں نے موسیٰ بن جعفر کو بیان کرتے سُنا ہے کہ جو لوگ دُنیا کو حقیر سمجھتے ہیں اللہ اسے ان کے لیے خوشگوار کر دیتا ہے اور اس میں ان کے لیے برکت ڈال دیتا ہے، اور جو اس کی عزت کرتے ہیں اللہ اسے ان کے لیے مکدر کر دیتا ہے۔

اور آپ نے فرمایا - بلاشبہ کچھ لوگ سلطان کی مصاحبت کرتے ہیں اور مومنین انہیں پناہ گاہیں بنا لیتے ہیں وہ بروز قیامت امن میں ہوں گے اور میں فلاں کو ان میں سے دیکھ رہا ہوں -

اور آپ کے پاس ایک جابر شخص کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا ، قسم بخدا اگر اس نے دنیا میں ظلم سے عزت پائی ہے تو وہ آخرت میں عدل سے ذلیل ہوگا -

موسیٰ بن جعفر سے جب کہ آپ قید خانے میں تھے ، کہا گیا کہ اگر آپ فلاں کی طرف خط لکھتے تو وہ آپ کے بارے میں رشید سے گفتگو کرتا ؟ آپ نے فرمایا ، میرے باپ نے اپنے آباء کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی ــــ اے داؤد ! میرے بندوں میں سے جس بندے نے بھی مجھے چھوڑ کر میری مخلوق میں سے کسی کی پناہ لی اور مجھے اس کی بات معلوم ہوگئی تو میں نے اس سے آسمان کے اطراف روک دیے اور اس کے نیچے سے زمین دھنسا دی ہے -

اور موسیٰ بن جعفر نے فرمایا - میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ موسیٰ بن عمران نے کہا ، اے میرے رب ، تیرا کونسا بندہ بُرا ہے ؟ اس نے کہا جو مجھ پر اتہام لگاتا ہے اس نے پوچھا اے میرے رب تیرے بندوں میں تجھ پر اتہام لگانے والا بھی ہے ؟ اس نے کہا ہاں ، جو میری پناہ مانگتا ہے پھر میرے فیصلے سے راضی نہیں ہوتا -

آپ کے اٹھارہ بیٹے اور تیئیس بیٹیاں تھیں ، بیٹے یہ تھے : علی الرضیٰ ، ابراہیم ، عباس ، قاسم ، اسماعیل ، جعفر ، ہارون ، حسن ، احمد ، محمد ، عبیداللہ حمزہ ، زید ، عبداللہ ، اسحٰق ، حسین ، فضل ، سلیمان ، اور موسیٰ بن جعفر نے وصیت کی کہ آپ کی بیٹیاں نکاح نہ کریں پس ان میں سے ام اسلم کے سوا کسی نے نکاح نہ کیا ، اس نے مصر میں نکاح کیا اور اس سے قاسم بن محمد بن جعفر

بن محمد نے نکاح کیا، جس سے اس کے اور اس کے اہل کے درمیان شدید خرابی ہوئی حتیٰ کہ اس نے قسم اٹھائی کہ اس نے اس کا پردہ نہیں اٹھایا اور وہ صرف اس کے ساتھ حج کرنا چاہتا تھا۔

اور اس سال یعنی ۱۸۳ھ میں رشید نے محمد کے بعد اپنے بیٹے مامون کے لیے ولیعہدی کی بیعت لی اور سب لوگوں سے حتیٰ کہ بازاروالوں سے بھی اس کی بیعت لی اور مامون کی بیعت اور محمد کی بیعت کے درمیان آٹھ سال کا عرصہ تھا اور وہ مامون اور محمد کو فقہاء اور محدثین کے پاس بھجواتا تھا اور وہ دونوں ان سے سماع کرتے تھے اور وہ ان دونوں کے لیے متکلمین کو بلاتا تھا اور محمد دیر سے یاد کرنے والا اور مامون سریع الحفظ تھا۔

اور رشید نے عمال، مقامی لوگوں، نمبرداروں، جاگیرداروں، غلہ جات کے خریداروں اور ذمہ دار لوگوں کو پکڑ لیا اور ان کے ذمے بہت اموال تھے اور اس نے عبداللہ بن الہیثم بن سام کو ان سے مطالبہ کرنے پر مقرر کیا پس اس نے کئی قسم کے عذابوں کے ساتھ ان سے مطالبہ کیا اور یہ ۱۸۴ھ کا واقعہ ہے۔

اور اس سال رشید بیمار ہو گیا اور اس نے اس سے شفا پائی، پس فضیل بن عیاض اس کے پاس آئے تو آپ نے دیکھا کہ لوگوں کو خراج کے بارے میں عذاب دیا جا رہا ہے تو آپ نے فرمایا ان سے عذاب کو دُور کر دو، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا ہے جو شخص لوگوں کو دنیا میں عذاب دے گا اللہ تعالیٰ اُسے قیامت کے روز عذاب دے گا سو اس نے حکم دیا کہ عذاب لوگوں سے اُٹھا دیا جائے تو اس سال عذاب اُٹھا لیا گیا۔

اور رشید نے الرافقہ میں قیام کیا حتیٰ کہ اُسے تعمیر کر دیا اور وہاں اس کا قیام ۱۸۶ھ میں تھا اور اس سال اس نے حج کیا اور محمد، مامون اور بنی ہاشم

کے بڑے بڑے لوگ، جرنیل اور کاتب بھی اس کے ساتھ تھے اور ان میں سے کوئی مشہور اور صاحب حیثیت آدمی پیچھے نہیں رہا اور رشید مدینہ آیا اور اس نے اہل مدینہ کو تین عطیے اور بہت سی چادریں دیں پھر وہ مکہ کی طرف گیا اور اس قسم کا کام نہ کیا۔

اور جب وہ مکہ گیا تو منبر پر چڑھا اور تقریر کی پھر منبر سے اُتر آیا اور بیت اللہ میں داخل ہوا اور محمد اور مامون کو بُلایا اور محمد کو اس کے متعلق شرط کی تحریر لکھوائی اور محمد نے تحریر لکھی اور جو کچھ اس میں تھا اس پر اُسے حلف دیا اور اس پر عہد و پیمان لیے اور اس نے مامون کے ساتھ بھی اسی طرح کیا اور اس پر بھی اسی طرح عہد و پیمان لیے اور محمد نے جو تحریر اپنے خط میں لکھی اس کی نقل یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

یہ تحریر اللہ کے بندے ہارون امیر المومنین کی ہے، جسے محمد بن ہارون نے اپنی بدنی اور عقلی صحت میں اور اپنے امر کے جواز کے لیے لکھا ہے، بلاشبہ امیر المومنین نے اپنے بعد مجھے ولی عہد بنایا ہے اور سب مسلمانوں کی گردنوں میں میری بیعت ڈال دی ہے اور آپ نے میری تسلیم و رضا سے کسی جبر کے بغیر، میرے بعد عہد و خلافت اور مسلمانوں کے تمام امور میرے بھائی عبد اللہ بن امیر المومنین کو سونپ دیے ہیں اور اُسے خراسان کا اس کی سرحدوں اور صوبوں اور خراج اور ڈاک اور بیوت الاموال اور صدقات اور عشر سمیت اور اس کی تمام عملداریوں کا اپنی زندگی میں اور اپنی موت کے بعد گورنر مقرر کیا ہے اور میں نے اپنے بھائی عبد اللہ کے لیے لازم ٹھہرایا ہے کہ ہارون امیر المومنین نے میرے بعد اس کے لیے جو بیعت، عہد، ولایت، خلافت اور مسلمانوں کے امور مقرر کیے ہیں

میں ان سے وفا کروں گا اور انہیں اس کے سپرد کروں گا اور اس نے خراسان اور اس کے مضافات کی جو حکومت اُسے دی ہے اور امیرالمومنین ہارون نے جو اُسے جاگیر دی ہے اور جو اُسے جائداد دی ہے یا اپنی جاگیروں میں سے جاگیر یا جائداد دی ہے، یا اس نے جو جاگیر یا جائداد خریدی ہے اور جو مال، زیور، جوہر، متاع لباس یا غلام تھوڑے یا بہت اس نے اُسے اپنی زندگی میں دیے ہیں وہ میرے بھائی عبداللہ بن امیرالمومنین کے لیے ہوں گے وہ پورے اور مکمل اس کے سپرد کیے جائیں گے اور میں نے ان سب کو ایک ایک چیز کر کے اس کے نام اور جگہ سے پہچان لیا ہے اور میرے بھائی عبداللہ بن ہارون نے بھی پہچان لیا ہے اور اگر ہم اس میں سے کسی چیز کے متعلق اختلاف کریں تو اس میں میرے بھائی عبداللہ کی بات معتبر ہو گی میں اس کے مال میں سے چھوٹی بڑی چیز کو کم نہیں کروں گا اور نہ خراسان اور اس کے مضافات میں سے اس کی حکومت کو کم کروں گا اور نہ اُسے اس میں سے کسی چیز سے الگ کروں گا اور نہ اس کے بدلے میں کوئی چیز لوں گا اور نہ اُسے معزول کروں گا اور نہ سب لوگوں میں سے کسی کو عہد و خلافت کے بارے میں اس سے مقدم کروں گا اور نہ اس کے نفس اور خون کے بارے میں ناپسندیدہ چیز کو داخل کروں گا اور نہ اس کے امور خاصہ و عامہ اور حکومت میں اور نہ اس کے اموال اور جاگیروں اور جائداد میں دخل دوں گا اور نہ کسی سبب سے اس پر غیرت کروں گا اور نہ اس کے کاتبوں، عاملوں اور امور کے منتظموں میں سے کسی کو جس نے اس کی مصاحبت کی ہے اور اس کے ساتھ قیام کیا ہے، خراسان اور اس کے مضافات کی حکومت کے محاسبہ میں پکڑوں گا اور نہ دیگر امور میں جن کا امیرالمومنین

ہارون نے اپنی زندگی اور صحت میں یعنی ٹیکس، اموال، کپڑے بننے کی جگہوں، ڈاک، صدقات، عشر اور دیگر امورِ حکومت کا اُسے ذمہ دار مقرر کیا ہے، اس کا محاسبہ کروں گا اور نہ میں کسی کو اس کا حکم دوں گا اور نہ میں اس کے بارے میں کسی کو اجازت دوں گا اور نہ اس کے بارے میں اپنے دل میں سے کوئی بات کروں گا کہ اس پر عمل کروں اور نہ اس کے ٹیکس کا مطالبہ کروں گا اور جو کچھ امیر المومنین ہارون نے اُسے اپنی زندگی، اپنی خلافت اور اپنے اقتدار میں دیا ہے اس سے کچھ کم نہیں کروں گا یعنی ان تمام چیزوں سے جن کا میں نے اپنے اس خط میں نام لیا ہے اور میں اس کے لیے سب لوگوں سے بیعت لوں گا اور میں لوگوں میں سے کسی کو اس کے معزول کرنے اور اس کی مخالفت کرنے کی اجازت نہ دوں گا اور نہ میں اس بارے میں مخلوق میں سے کسی کی بات سنوں گا اور نہ خفیہ اور اعلانیہ اس سے راضی ہوں گا اور نہ اس سے چشم پوشی کروں گا اور نہ اس سے غفلت کروں گا اور نہ بندوں میں سے کسی نیک اور فاجر اور صادق اور کاذب اور خیر خواہ اور فریب کار اور قریب اور بعید اور اولادِ آدم میں سے کسی مرد اور عورت کی بات، مشورہ، حیلہ اور کسی خفیہ، اعلانیہ، حق اور باطل اور ظاہری اور باطنی امر میں کسی کی بات قبول کروں گا اور نہ کسی ذریعے سے اس چیز کو خراب کرنا چاہوں گا جو امیر المومنین بن ہارون کو میں نے اپنی طرف سے دی ہیں اور اپنے اس خط میں میں نے اپنے پر لازم اور واجب کی ہیں اور ان کا نام لیا ہے اور اگر کوئی شخص شر، مصیبت، علیحدگی، جنگ یا اس کی جان اور خون یا اس کی بیوی یا مال اور اقتدار یا اس کی ساری حکومت تک پہنچنے کا ارادہ کرے گا یا انفرادی طور پر خفیہ اور اعلانیہ اس تک پہنچنا چاہے گا تو

میں اس کی مدد کروں گا اور اس کی حفاظت کروں گا اور اس کا اسی طرح دفاع کروں گا جیسے میں اپنے نفس اور اپنی جان اور اپنے خون اور اپنے بال اور کھال اور حرم اور اقتدار کا دفاع کرتا ہوں اور میں اس کی طرف افواج کو بھیجوں گا اور جو اُسے تکلیف دے گا اور اس کی مخالفت کرے گا میں اس کے خلاف اس کی مدد کروں گا اور جب تک میں زندہ ہوں میرا اور اس کا معاملہ ایک ہو گا اور میں اُسے بے یار و مددگار نہیں چھوڑوں گا اور نہ اُسے چھوڑوں گا۔

اور اگر ہارون کے ساتھ موت کا حادثہ ہو جائے اور میں اور عبداللہ، امیر المومنین کے پاس موجود ہوں یا ہم میں سے کوئی ایک موجود ہو یا ہم اس سے غائب ہوں، ہم اکٹھے ہوں یا الگ الگ ہوں اور عبداللہ بن ہارون، اپنی خراسان کی حکومت میں موجود نہ ہو تو مجھ پر عبداللہ بن ہارون امیر المومنین کی طرف سے واجب ہے کہ میں اُسے خراسان کی طرف بھیجوں اور خراسان کی حکومت اور اس کے تمام مضافات اور افواج اس کے سپرد کر دوں اور اُسے ان سے نہ روکوں اور نہ اپنی جانب سے اُسے روکوں اور نہ خراسان کے ورے کسی شہر سے روکوں اور اُسے اس کا اور اس کے تمام مضافات کا والی بنا کر جلد اس کی طرف بھیجوں وہ وہاں اکیلا ہی ہو اور اس کے تمام مضافات اس کے سپرد ہوں اور اس کے ساتھ اس کے ان تمام جنرلوں، سپاہیوں، اصحاب، کتاب، غلاموں اور خادموں کو بھی بھیجوں جو امیر المومنین اس کے ساتھ رکھتے ہیں اور مختلف قسم کے جن لوگوں نے اپنے اموال و اہالی کے ساتھ اس کی پیروی کی ہے ان کو بھی اس کے ساتھ بھیجوں اور نہ ان میں سے کسی کو اس سے روکوں اور نہ کسی کو کسی چیز میں اس کے ساتھ شریک کروں اور نہ اس کی طرف

ابن، کاتب اور تاجر کو بھیجوں اور نہ قلیل و کثیر میں اُسے رد کوں۔

اور میں امیر المومنین ہارون اور عبداللہ بن ہارون کو ان تمام چیزوں پر جن کا میں نے اپنے اس خط میں نام لیا ہے اور ان دونوں کے لیے اپنے پر لازم کیا ہے، اللہ کا عہد و میثاق اور امیر المومنین کا اور اپنا عہد اور اپنے آباء کا عہد اور مومنین کا عہد دیتا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے نبیوں، رسولوں اور اپنی تمام مخلوق سے جو عہود و مواثیق اور پختہ عہد لیے ہیں جن کو پورا کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور ان کے توڑنے اور تبدیل کرنے سے روکا ہے ان سے سخت تر عہد دیتا ہوں اور اگر میں اس شرط کو جو میں نے ہارون اور عبداللہ بن ہارون اور امیر المومنین کے لیے لازم ٹھہرائی ہے اس سے کچھ عہد شکنی کروں یا تبدیلی کروں یا میرے دل میں خیال آئے کہ میں جس عہد پر قائم ہوں اس سے کچھ عہد شکنی کروں یا کسی آدمی کی بات مانوں، تو اللہ سے اس کی حکومت سے اور اس کے دین سے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لاتعلق ہوں گا اور میں قیامت کے روز اللہ سے کافر اور مشرک ہونے کی حالت میں ملوں گا اور میری تمام بیویاں جو آج میرے پاس ہیں یا میں تیس سال تک ان سے نکاح کروں گا ان کو تین طلاق بتہ اور طلاق حرمت و سنت ہوگی اور میری گردن میں نذر واجب کے طور پر برہنہ پا، پیادہ بیت اللہ کے تیس حج واجب ہوں گے، خدا تعالیٰ مجھ سے صرف ان کی وفا کو قبول کرے اور تمام وہ مال جو آج میرے پاس ہے یا میں تیس سال تک اس کا مالک ہوں گا وہ کعبہ تک پہنچنے والی ہدی ہوگا اور تمام وہ غلام جو آج میرے پاس ہیں یا میں تیس سال تک ان کا مالک ہوں گا وہ خدا کی رضامندی کی خاطر آزاد

ہوں گے اور میں نے امیرالمومنین اور عبداللہ بن امیرالمومنین کے لیے جو شرط مقرر کی ہے اور جو لکھا ہے اور جو دونوں کے لیے لازم ٹھہرایا ہے اور میں نے اس پر قسم اٹھائی ہے اور اپنے اس خط میں اس کا نام لیا ہے، مجھ پر اس کا پورا کرنا لازم ہے اور میری یہی نیت اور ارادہ ہے اور اگر میں کوئی ارادہ کروں تو یہ تمام عہود و پیمان مجھ پر لازم اور واجب ہوں گے اور امیرالمومنین کے جنرل اور سپاہی اور اہل آفاق و امصار اور مسلمان عوام، میری بیعت، خلافت اور عہد سے بری ہوں گے اور میرا معزول کرنا ان کے لیے جائز ہوگا اور مجھے ان پر جو حکومت حاصل ہے اس سے مجھے برطرف کرنے کے مجاز ہوں گے حتیٰ کہ میں عوام میں سے ہو جاؤں اور کمینے لوگوں میں سے ہو جاؤں اور مجھے ان پر نہ کوئی حق ہوگا نہ حکومت ہوگی اور نہ ان کی گردن میں میری بیعت ہوگی اور انہوں نے مجھے جو عہد دیے ہیں وہ ان سے آزاد ہوں گے اور وہ دنیا و آخرت میں ان کے بوجھ سے بری ہوں گے۔

اسے محمد بن ہارون نے اپنے خط سے لکھا:۔

اور سلیمان بن امیرالمومنین منصور، عیسیٰ بن جعفر، جعفر بن جعفر، عبید اللہ بن مہدی، جعفر بن موسیٰ امیرالمومنین، اسحٰق بن عیسیٰ بن علی، عیسیٰ بن موسیٰ امیرالمومنین، اسحٰق بن موسیٰ امیرالمومنین، احمد بن اسمٰعیل بن علی، سلیمان بن جعفر بن سلیمان، عیسیٰ بن صالح بن علی، داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ، داؤد بن سلیمان بن جعفر، یحییٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ، یحییٰ بن خالد، خزیمہ بن خازم، ہرثمہ بن اعین، عبداللہ بن الربیع، فضل بن الربیع، عباس بن فضل، قاسم بن الربیع، وقاقہ بن عبدالعزیز، سلیمان بن عبداللہ الاصم ....[1] قاضی مکہ محمد بن عبدالرحمٰن، عبدالکریم

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

الجبی، ابراہیم بن عبدالرحمٰن الجبی، ابان مولیٰ امیرالمومنین، حارث، مولیٰ امیرالمومنین، خالد، مولیٰ امیرالمومنین، محمد بن منصور اور اسماعیل بن صبیح نے گواہی دی ——

اس شرط کی نقل جسے عبداللہ بن امیرالمومنین نے بیت اللہ میں اپنے خط سے لکھا :—

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

یہ تحریر عبداللہ ہارون امیرالمومنین کی ہے جسے آپ کے لیے عبداللہ بن ہارون امیرالمومنین نے آپ کی صحت عقلی آپ کے جوازِ امر اور آپ کے صدقِ نیت کے ساتھ لکھا ہے اور جو کچھ اس خط میں لکھا ہے اس کی معرفت میں اس کی اور اس کے اہلبیت کی اور مسلمانوں کی جماعت کی بھلائی ہے، امیرالمومنین نے میرے بھائی محمد بن ہارون امیرالمومنین کے بعد مجھے عہدِ خلافت اور مسلمانوں کے تمام امور کا ذمہ دار بنایا ہے جو آپ کے اقتدار میں ہیں اور آپ نے مجھے اپنی زندگی میں اور اپنی موت کے بعد خراسان کی سرحدوں اور صوبوں کا اور ان کے تمام مضافات کے صدقات، عشور، ڈاک اور کپڑے بننے کی جگہوں کا ذمہ دار مقرر کیا ہے اور آپ نے محمد بن ہارون امیرالمومنین کے لیے لازم ٹھہرایا ہے کہ آپ نے اپنے بعد مجھے جو خلیفہ بنایا ہے اور عباد و بلاد پر حکومت دی ہے اور خراسان کی حکومت اور اس کے تمام مضافات کی حکومت دی ہے وہ اس میں مجھ سے وفا کرے گا اور امیرالمومنین نے مجھے جو جاگیر دی ہے یا میرے لیے جاگیر اور جائداد اور گھر اور حویلیاں خریدی ہیں یا میں نے اپنے لیے خریدی ہیں نیز امیرالمومنین ہارون نے مجھے جو اموال، جواہر، چادریں، متاع اور چوپائے

اپنے اصحاب کے محاسبہ کے لیے دیے ہیں وہ ان میں میرے لیے کسی چیز میں رکاوٹ نہ بنے گا اور وہ ان میں سے کسی کی کبھی اتباع نہ کرے گا اور نہ میرے پاس آئے گا اور نہ کبھی ایسے شخص کے پاس آئے گا جو میرے ساتھ ہے یا مجھ سے تعلق رکھتا ہے اور نہ میرے عمال و کتاب کے پاس آئے گا اور تمام لوگوں میں سے میں جس سے مدد طلب کروں وہ اس کے نفس و دم، بال، کھال، مال اور چھوٹی بڑی چیز میں اُسے مصیبت میں نہ ڈالے گا، پس اس نے اس کی بات مان لی اور اس کا اقرار کیا اور اس کی تحریر لکھ دی اور اسے اپنے پر لازم کیا اور امیر المومنین ہارون نے اُسے پسند کیا اور اس کے صدق نیت کو معلوم کر لیا اور میں نے عبداللہ ہارون امیر المومنین پر لازم ٹھہرایا اور میں نے اس کے لیے اپنے اُوپر لازم ٹھہرایا کہ میں محمد ابن امیر المومنین کی سمع و اطاعت کروں گا اور اس کی نافرمانی نہ کروں گا اور اس کی خیر خواہی پوری کروں گا۔ اور اس سے دھوکہ نہیں کروں گا اور اس کی بیعت اور عہد سے وفاداری کروں گا اور خیانت اور عہد شکنی نہیں کروں گا اور اس کے خطوط و امور کو چلاؤں گا اور اس کی اچھی مدد کروں گا اور میرے نواح میں اس کے جو دشمن ہیں ان سے جہاد کروں گا جب تک وہ مجھ سے ان باتوں میں وفا کرے گا جو اس نے مجھ پر اور عبداللہ ہارون پر لازم ٹھہرائی ہیں اور میرے لیے انہیں پسند کیا ہے اور میں نے انہیں قبول کیا ہے اور میں ان میں کچھ کمی نہیں کروں گا اور نہ ان امور میں سے کسی امر میں کمی کروں گا جو امیر المومنین نے میرے لیے لازم ٹھہرائے ہیں اور اگر محمد بن امیر المومنین سپاہیوں کا محتاج ہو اور مجھے خط لکھ کر انہیں اپنی طرف یا کسی طرف بھیجنے کا حکم دے یا اس کے دشمنوں میں سے کوئی دشمن اس کی مخالفت کرے یا اس کے اقتدار میں جو امیر المومنین ہارون

نے ہمیں دیا ہے اور ہم نے اُسے دیا ہے کچھ کمی کرنے کا ارادہ کرے تو میں اس کے حکم کو نافذ کروں گا اور اس کی مخالفت نہیں کروں گا اور جو کچھ اس نے میری طرف لکھا ہے اس میں کوتاہی نہیں کروں گا اور اگر محمد بن امیر المومنین ہارون میرے بعد اپنے بیٹوں میں سے کسی شخص کو والی مقرر کرنے کا ارادہ کرے تو اس کا اُسے حق ہے کیونکہ امیر المومنین ہارون نے جو کچھ میرے لیے مقرر کیا ہے اور میرے لیے اس پر لازم ٹھہرایا ہے اور اس نے خود بھی میرے معاملے میں جو اپنے آپ پر لازم ٹھہرایا ہے، اس میں مجھ سے وفاداری کی ہے اور اس کا نفاذ اسے پورا کرنا مجھ پر واجب ہے اور میں نہ اسے توڑوں گا اور نہ تبدیل کروں گا اور نہ اپنے بیٹوں میں سے کسی کو اور نہ سب لوگوں میں سے قریب و بعید کو اس پر مقدم کروں گا، سوائے اس کے کہ امیر المومنین ہارون میرے بعد اپنے بیٹوں میں سے کسی کو ولی عہد مقرر کر دیں تو مجھ پر اور محمد پر اس سے وفا کرنا لازم ہو گا۔

اور میں نے اپنے اس خط میں جن چیزوں کا نام لیا ہے اور جو شروط لگائی ہیں ان کی پابندی امیر المومنین ہارون اور محمد بن امیر المومنین کے لیے مجھ پر لازم ہے، جب تک محمد بن امیر المومنین ان تمام شروط کو پورا کرے جو امیر المومنین ہارون نے مجھ پر عائد کی ہیں اور امیر المومنین نے جو چیزیں مجھے عطا کی ہیں جن کا نام اس خط میں ہے جو اس نے آپ کے لیے لکھا ہے انہیں بھی پورا کرے اور مجھ پر اللہ کا عہد و میثاق اور امیر المومنین کا اور میرا عہد اور میرے آباء کا عہد اور مومنین کے عہد لازم ہیں اور اللہ تعالیٰ نے نبیوں، رسولوں اور تمام مخلوق سے جو عہود و مواثیق اور سخت عہد لیے جن کے پورا کرنے کا اس نے حکم دیا ہے یہ اس سے بھی سخت تر عہد ہے اور میں نے اپنے

اس خط میں جو شروط لگائی ہیں اور جن کا نام لیا ہے اگر میں ان میں کچھ عہد شکنی کروں یا تبدیلی کروں یا خیانت کروں تو میں اللہ سے اور اس کی حکومت سے اور اس کے دین سے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لاتعلق ہوں گا اور قیامت کے روز میں اللہ کو کافر اور مشرک ہونے کی حالت میں ملوں گا اور میری تمام بیویاں جو آج میرے پاس ہیں یا میں ان سے تیس سالوں تک نکاح کروں گا ان کو طلاق بتہ اور طلاق حرمت ہوگی اور تمام وہ غلام جو آج میرے پاس ہیں یا میں تیس سالوں تک ان کا مالک ہوں گا وہ خدا کی رضا کی خاطر آزاد ہوں گے اور مجھ پر نذر واجب کے طور پر مکہ کے بیت الحرام کے تیس حج برہنہ پا اور پیادہ پا واجب ہوں گے اور میری گردن میں ہوں گے اللہ تعالیٰ مجھ سے صرف ان کی وفا کو قبول کرے اور تمام وہ مال جو آج میرے پاس ہے یا میں تیس سال تک اس کا مالک ہوگا وہ کعبہ تک پہنچنے والی ہدی ہوگا اور میں نے عبداللہ ہارون امیر المومنین کے لیے جو کچھ مقرر کیا ہے اور اپنے اس خط میں میں نے جو شروط لگائی ہیں میں ان کا پابند ہوں گا اور ان کے سوا میرے کوئی نیت اور ارادہ نہ ہوگا۔

اور انہی لوگوں نے گواہی دی جنہوں نے اس کے بھائی محمد بن امیر المومنین پر گواہی دی تھی اور رشید نے لوگوں کو حج کرایا اور ان دونوں تحریروں کے لٹکانے کا حکم دیا پس حج کے اجتماع میں کعبہ کے دروازے پر یہ دونوں تحریریں لٹکا دی گئیں اور متعدد بار لوگوں کو سنائی گئیں اور انہیں کعبہ میں رکھا گیا۔

اور رشید واپس آگیا اور حیرہ میں اترا اور کئی روز قیام کیا پھر جنگل کے راستے چلا گیا اور انبار میں الطرف مقام پر دیر میں اترا جسے العمر کہا جاتا تھا، اس دن اس نے قیام کیا اور اس نے اس رات اپنے وزیر جعفر بن یحییٰ خالد کو کسی متقدم حکم کے بغیر قتل کر دیا، صبح ہوئی تو وہ اُسے بغداد لے آیا اور اس

کے تین ٹکڑے کیے گئے اور بغداد کے پل پر اُسے صلیب دیا گیا اور ان دنوں بغداد کے تین پل تھے اور اس نے یحییٰ بن خالد بن برمک اور اس کے بیٹوں اور اس کے اہل بیت کو قید کر دیا اور ان سب کے اموال لے لیے اور ان کی جاگیریں قابو کر لیں اور کہنے لگا اگر میرے دائیں ہاتھ کو معلوم ہو جائے کہ میں نے کس وجہ سے یہ کام کیا ہے تو میں اُسے قطع کر دوں اور ان پر ناراضگی کے اسباب کے بارے میں اکثر لوگوں میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

اور اسماعیل بن صبیح نے بیان کیا کہ ایک روز رشید نے میری طرف پیغام بھیجا اور وہ بغداد میں تھا، میں آیا تو میں نے اطراف اور برآمدوں میں کسی شخص کو نہ دیکھا حتیٰ کہ میں اس کے پاس پہنچ گیا، اس نے پوچھا اے اسماعیل کیا تو نے گھر میں کسی کو دیکھا ہے؟ میں نے کہا قسم بخدا نہیں، اس نے کہا نشست گاہوں، اطراف اور برآمدوں کا چکر لگا، میں نے چکر لگایا تو میں نے کسی کو نہ پایا، اس نے کہا تین بار واپس جا، میں واپس گیا پھر اس نے کہا یہ کرسی لو، میں نے اُسے لیا تو وہ باہر آیا اور اس کے ہاتھ میں ایک ڈنڈا تھا حتیٰ کہ وہ صحن کے وسط تک آ گیا پھر اس نے کہا کُرسی کو نیچے رکھ دو، پس میں نے اُسے نیچے رکھ دیا اور وہ اس پر بیٹھ گیا اور ڈنڈا اس کے ہاتھ میں تھا پھر اس نے کہا بیٹھ جاؤ، تو میں نے اپنے دل میں خوف محسوس کیا اور بیٹھ گیا، اس نے کہا میں تجھ تک ایک راز پہنچانا چاہتا ہوں اور قسم بخدا اگر میں نے اُسے کسی سے سُن لیا تو میں تجھے قتل کر دوں گا۔ میں نے اپنے دل سے بات کی اور کہا اے امیر المومنین اگر آپ نے کسی سے وہ بات کی ہے یا اُسے کریں گے تو مجھے اس کی ضرورت نہیں، اس نے کہا میں نے وہ بات کسی سے نہیں کی اور نہ کروں گا، میں چاہتا ہوں کہ آلِ برمک پر ایسا حملہ کروں جو کسی پر نہ ہوا ہو اور میں ہمیشہ کے لیے انہیں ایک افسانہ اور عبرت بنا دوں، میں نے کہا یا امیر المومنین اللہ آپ کو توفیق دے اور آپ کے معاملے کو ٹھیک کرے پھر وہ اُٹھ کھڑا

ہوا اور لوٹ گیا اور میں نے کرسی اٹھالی اور میں نے اسے واپس کر دیا اور میں نے کہا، اس نے صرف ان کے بارے میں میرا عندیہ معلوم کرنا چاہا تھا پس اس نے مجھے ان کے پاس بھیجا اور وہ اکثر ایسا کیا کرتا تھا پھر ایک سال گزر گیا پھر دوسرا سال گزرا پھر تیسرا سال گزرا اور جب چوتھے سال کا آغاز ہوا تو اس نے انہیں قتل کر دیا اور اس نے جعفر کو صفر ۱۸۸ھ میں دیر العمر میں قتل کیا اور یحییٰ بن خالد، حج سے واپسی پر اس امر کے حلول سے پورا ایک سال پہلے دیر العمر میں اترا تھا اور وہ اس دیر میں داخل ہوا جس میں اس کا بیٹا جعفر قتل ہوا تھا اور اس نے اس کا طواف کیا، پس ایک پادری اس کے سامنے آیا تو اس نے اس سے پوچھا کہ اس گرجے کو تعمیر ہوئے کتنا عرصہ ہوا ہے؟ اس نے کہا چھ سو سال، اور یہ اس کے مالک کی قبر ہے پس وہ قبر پر کھڑا ہوا اور اس پر کچھ لکھا تھا اس نے اسے پڑھا تو لکھا تھا ؎

بنو المنذر کا خاتمہ ہو گیا ہے جہاں راہب نے گرجا کو بلند کیا ہے
ان کے کانوں کے پیچھے کی ہڈیاں، مشک و عنبر سے مہکتی ہیں جسے
کاٹنے والا کاٹتا ہے، کپاس اور کتان ان کے کپڑے ہیں اور
ان کے پہلو کو اون نہیں لگی اور وہ مٹی کے کپڑوں کے لیے کھجوروں
کا جھنڈ ہو گئے ہیں اور زمانے کا دوست باقی نہیں رہتا، رغبت
کرنے والا ان کی خیر کی امید نہیں رکھتا اور نہ راہب ان سے ڈرتا
ہے گویا لعنت نے انہیں چھپا لیا ہے جسے سوار یمن تک لے گیا
ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ یحییٰ کا چہرہ بدل گیا اور اس نے کہا اے پادری میں تیرے شر سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں سو پادری اس کے سامنے سے غائب ہو گیا اس نے اسے تلاش کیا مگر وہ اس پر قابو نہ پاسکا اور یحییٰ اور اس کے بیٹے کئی سال قید خانے میں رہے اور یحییٰ نے رشید سے رحم کی اپیل کرتے ہوئے

اُسے خط لکھا اور اس سے اپنی حرمت و تربیت کا ذکر کیا پس اس نے اس کے رقعے کی لپشت پر لکھا - اے یحییٰ تیری مثال اللہ تعالیٰ کے اس قول کی سی ہے جس میں کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک لبستی کی ایک مثال بیان کی ہے جو پر امن اور مطمئن تھی اور ہر جگہ سے اس کا رزق بافراغت آتا تھا سو اس نے انعامات الٰہیہ کی ناشکری کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے افعال کے باعث انہیں بھوک اور خوف کے لباس کا مزا چکھایا -

اور اس سال رشید نے اپنے بیٹے قاسم کو موسم گرما کی جنگ کے لیے بھیجا اور ۱۸۸ھ کا سال تھا اور اس کے ساتھ عبدالملک بن صالح ہاشمی بھی تھا اور ابراہیم بن عثمان بن نہیک اس کے امور کا انچارج تھا پس اس نے سنان اور قرۃ کے قلعے کا محاصرہ کیا اور لوگوں کو سخت بھوک اور تنگی اور گرانی نے تکلیف دی اور رومیوں نے اس شرط پر صلح کی اپیل کی کہ وہ تین سو بیس مسلمان اس کو سپرد کر دیں گے سو اس نے صلح کرنا قبول کر لیا اور واپس آ گیا اور رشید نے احمد بن عیسیٰ بن یزید علوی کو پکڑ لیا اور ۱۸۸ھ میں اُسے رافقہ میں قید کر دیا اور احمد بن عیسیٰ قید خانے سے بھاگ گیا اور بصرہ کی طرف چلا گیا اور وہ شیعوں سے خط و کتابت کرتا تھا اور انہیں اپنی طرف دعوت دیتا تھا پس رشید نے اس پر جاسوس بھیجے اور جو اُسے لے کر آئے اس کے لیے اموال مقرر کیے مگر وہ اس پر قابو نہ پا سکا اور اس کا دوست اور اس کے امر کا منتظم حاضر پکڑا گیا اور اُسے رشید کے پاس لایا گیا اور جب وہ بغداد آیا اور وہ باب الکرخ میں تھا تو اس نے کہا اے لوگو! میں احمد بن عیسیٰ بن یزید علوی کا دوست حاضر ہوں، مجھے سلطان نے پکڑ لیا ہے پس جن لوگوں کی اس پر ڈیوٹی تھی انہوں نے اسے باتیں کرنے سے روکا اور جب وہ رشید کے پاس آیا تو اس نے اس کے متعلق پوچھا اور اُسے دھمکایا تو اس نے کہا خدا کی قسم اگر وہ میرے پاس اس پاؤں کے نیچے ہوتا تو میں اسے

اس سے نہ اُٹھاتا اور اس نے جواب میں سختی سے کام لیا اور کہنے لگا میں نوے سال سے زیادہ عمر کا بوڑھا ہوں کیا میں اس پر اپنے عمل کو ختم کروں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے کے متعلق بتاؤں کہ اُسے قتل کر دیا جائے؟ پس رشید کے حکم سے اُسے مارا گیا حتیٰ کہ وہ مرگیا اور بغداد میں اُسے صلیب دیا گیا اور احمد بن عیسیٰ مرگیا اور اس کے بعد اس کا کچھ حال معلوم نہیں ہوا۔

اور اس سال یعنی ۱۸۸ھ میں رشید نے عبدالملک بن صالح علی ہاشمی کو قید کر دیا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کے بیٹے عبدالرحمٰن نے اور اس کے کاتب قمامہ بن یزید نے جو عبدالملک کا غلام تھا اس کی طرف سے یہ بات مشہور کی کہ وہ اپنے آپ کو خلافت کے اہل قرار دیتا ہے اور شام وحجاز کے قبائل وعشائر کے رؤساء سے خط وکتابت کرتا ہے اور وہ شریف اور فصیح اور خوش بیان آدمی تھا اس نے پوچھا میری قید کا سبب کیا ہے اگر یہ کسی گناہ کے باعث ہے تو میں اس کا اعتراف کرتا ہوں یا کسی چغلی کی وجہ سے ہے تو میں اس سے نکلتا ہوں، سو رشید نے اُسے بلایا اور کہا یہ تیرا بیٹا عبدالرحمٰن اس بات کا ذکر کرتا ہے جو تو نے معصیت اور شقاق کی وجہ سے سوچی ہے اس نے کہا میرا بیٹا، ماموں معذور ہونے یا خوفزدہ دشمن ہونے سے خالی نہیں ہو سکتا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بلاشبہ تمہاری بیویاں اور تمہارے بیٹے تمہارے دشمن ہیں ان سے احتیاط کرو، اس نے کہا یہ قمامہ بن یزید تیرا کاتب بھی اسی قسم کی بات کرتا ہے اور اس نے کہا مجھے اور اُسے اکٹھا کیا جائے اس نے کہا جو مجھ پر جھوٹ باندھے اور مجھے قتل کے لیے اس شخص کے سامنے کرے جو مجھ پر بہتان لگانے سے مامون نہیں۔

اور میرے ایک شیخ نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ ایک روز رشید نے

عبدالملک بن صالح بن علی کو باہر نکالا اور اس کے پاس آیا اور کہنے لگا گویا میں اس کی بوچھاڑ کو دیکھ رہا ہوں جو بہہ رہی ہے اور اس کے بادل کو دیکھ رہا ہوں جو چمک رہا ہے اور وعید کو دیکھ رہا ہوں جس نے آگ جلائی ہے پس وہ کلائیوں کے بغیر ہاتھ پاؤں کی ہڈیوں سے سر اور گردن کے درمیانی گوشت کے بغیر سروں سے رُکا۔ اے بنی ہاشم آہستگی اختیار کرو، اور میدان کو دشوار نہ سمجھو اور نہ دشوار کو میدان سمجھو اور نعمتوں پر تکبّر نہ کرو اور سزاؤں کا سبب نہ بنو، تھوڑے عرصے میں ہی فیصلہ کرنے والا اپنی رائے کی مذمت کرے گا اور دانا اپنی ایڑیوں کے بل پھر جائے گا اور تمہیں عزت کے بعد ذلت اور امن کے بعد خوف ملے گا۔ عبدالملک نے کہا، کیا میں ایک ایک بات کروں یا توأم، یعنی ایک یا دو؟ اس نے کہا ایک، اس نے کہا اللہ نے جو چیز تیرے سپرد کی ہے اس کے بارے میں اللہ سے ڈر۔ اور جس رعایا کا اس نے تجھے رکھوالا بنایا ہے اس کا خیال رکھ اور شکر کے مقام پر ناشکری نہ کر، اور نہ ثواب کے بدلے میں عذاب دے اور جس صلہ رحمی کو اللہ تعالیٰ نے تجھ پر واجب کیا ہے اور اس کا حق تجھ پر لازم کیا ہے اُسے قطع نہ کر، اور کتاب نے بیان کیا ہے کہ ان کی نافرمانی کفر ہے اور حق دار کو اس کا حق واپس کر اور جو حق دار نہیں اُسے حق نہ دے میں نے افتراق کے بعد زبانوں کو تجھ پر اکٹھا کر دیا ہے اور بدکنے کے بعد دلوں کو پُرسکون کر دیا ہے اور میں نے تیری حکومت کے ارادوں کو رکن یلملم سے زیادہ مضبوط کر دیا ہے اور میری پوزیشن بنی جعفر بن کلاب کے ایک شاعر کے شعر کی مانند ہے؎

اور میں نے تنگ مقام کو اپنی زبان، بیان اور جھگڑے سے کشادہ کر دیا ہے اگر ہاتھی یا اس کا مہاوت کھڑا ہوتا تو وہ میرے جیسے مقام سے پھسل جاتا اور درماندہ ہو جاتا۔

راوی کا بیان ہے پھر وہ باہر نکلا تو رشید کی نگاہ نے اس کا پیچھا کیا اور کہنے لگا خدا کی قسم اگر بنی ہاشم پر رحم نہ کرنا ہوتا تو میں تجھے قتل کر دیتا۔

اور ۱۸۹ھ میں ہارون الرشید، رَی کی طرف گیا اور جب وہ قرماسین پہنچا تو اس نے مامون کے بعد اپنے بیٹے قاسم کی ولی عہدی کی بیعت لی اور مامون کی بیعت اور قاسم کی بیعت کے درمیان چھ سال کا عرصہ تھا پھر وہ چلا حتیٰ کہ رَی میں اُترا اور اس نے اپنے بیٹے محمد کو جو بغداد میں تھا خط لکھا اور اُسے حکم دیا کہ وہ رَی آجائے اور اپنے پیچھے کا انتظام کر آئے .... اور اس نے حاکم طبرستان بنداد ہرمز کو خط لکھا تو وہ گیا اور شروین اطخارستان کا حکمران تھا پس بنداد ہرمز، ہرثمہ بن اعین کے آگے نکلا اور اس نے اپنے بیٹے قارون کو نکالا اور اُسے رشید کے پڑاؤ میں بدل دیا۔ پس رشید، رَی سے واپس آگیا اور اس نے عبداللہ بن مالک خزاعی کو قومس، طبرستان اور دنباوند پر نائب مقرر کیا اور خود بغداد کی طرف روانہ ہوگیا۔ اور دن کو وہاں سے گزرا اور اس میں نہ اُترا اور جب وہ پُل کی طرف گیا تو اس نے جعفر بن یحییٰ کے جثے کو جلانے اور ولید بن جشم کے قتل کرنے کا حکم دیا اور رشید نے ۱۸۹ھ میں منصور بن یزید بن منصور کی جگہ علی بن عیسیٰ بن ماہان کو خراسان کا والی مقرر کیا اور جرنیلوں کی ایک جماعت بھی اس کے ساتھ کر دی جس میں رافع بن اللیث بھی شامل تھا اور اس نے اُسے حکم دیا کہ وہ اسے کسی شہر پر قاضی مقرر نہ کرے، پس جب علی بن عیسیٰ خراسان آیا تو اس نے رافع بن اللیث کو سمرقند کا عامل مقرر کیا اور ابھی اس پر سال نہ گزرا تھا کہ اُسے معزول کر دیا گیا اور اس نے معصیت کا اعلان کیا اور جنگ کی۔

اور رشید کو خبر ملی کہ یہ علی بن عیسیٰ کی تدبیر سے ہوا ہے تو اس نے

معصیت کا اعلان کیا اور جنگ کی۔

اور رشید کو خبر ملی کہ یہ علی بن عیسیٰ کی تدبیر سے ہوا ہے تو اس نے ہرثمہ بن اعین کو چار ہزار فوج کے ساتھ بھیجا گویا وہ علی بن عیسیٰ کی مدد کے لیے ہے حتیٰ کہ وہ شہر میں داخل ہو گیا پھر وہ دار الامارۃ کی طرف گیا اور جو سپاہی اس کے ساتھ تھے ان کو اس نے دار الامارۃ میں داخل کر دیا اور خط نکال کر علی بن عیسیٰ کو دیا اور جب اس نے اُسے پڑھا تو اس نے پوچھا کیا تو سمع و اطاعت کرنے والا ہے؟ اس نے کہا ہاں، تو اس نے کہا، ہاں، تو اس نے ایک بھاری بیڑی منگوا کر اُسے ڈال دی پھر اُس نے اُسے اسی وقت نکال دیا اور خود بھی اس کے ساتھ گیا حتیٰ کہ وہ مرو کی عملداری سے گذرا اور اس نے اُسے اپنے ایلچیوں کے ساتھ رشید کے پاس بھجوایا اور رشید نے اُسے اور اس کے بیٹوں کو قید کرنے اور اس کے اموال پر قبضہ کرنے کا حکم دیا اور وہ ہمیشہ محبوس ہی رہا حتیٰ کہ رشید فوت ہو گیا۔

اور مہدی کی وفات کے بعد آرمینیا نے بغاوت کر دی اور وہ موسیٰ کے زمانے میں بھی باغی ہی رہا اور جب رشید نے خزیمہ بن خازم تمیمی کو آرمینیا کا والی مقرر کیا تو اس نے ایک سال دو ماہ وہاں قیام کیا اور اس کا کنٹرول کیا اور شہر دُرست ہو گئے اور ان کے باشندوں نے اطاعت اختیار کر لی پھر رشید نے خزیمہ بن خازم کی جگہ یوسف بن راشد سلمی کو والی مقرر کیا تو اس نے نزاریہ کی ایک جماعت کو منتقل کیا اور آرمینیا پر یمانیہ حاوی تھے پس یوسف کے زمانے میں نزاریہ بکثرت ہو گئے پھر اس نے یزید بن مزید بن زائدہ شیبانی کو والی مقرر کیا تو اس نے ہر جانب سے ربیعہ کو اس کی طرف منتقل کیا حتیٰ کہ آج وہ آرمینیا پر حاوی ہیں اور اس نے شہر کا سخت کنٹرول کیا حتیٰ کہ اس میں کسی نے حرکت نہ کی پھر اس نے زید بن الخطاب العدوی کے بیٹوں میں سے عبد الکبیر بن عبد الحمید کو والی مقرر کیا اور اس کی فرودگاہ حران تھی پس وہ دیارِ مضر کے

باشندوں کی ایک جماعت کے ساتھ اس کی طرف گیا اور وہ صرف چار ماہ ہی ٹھہرا کہ اُسے ہٹا دیا گیا اور اس نے فضل بن یحییٰ بن خالد برمکی کو والی مقرر کیا تو وہ خود آرمینیا کی طرف گیا اور جب وہ آیا تو وہ باب اور الابواب کی طرف گیا اور اس نے قلعہ حمزین سے جنگ کی تو اہل حمزین نے اُسے شکست دی تو وہ کسی چیز کی طرف توجہ دیے بغیر واپس لوٹ گیا حتیٰ کہ عراق آگیا اور اس نے عمر بن ایوب کنانی کو شہر پر نائب مقرر کیا۔

اور جب فضل عراق کی طرف گیا تو اس نے ابوالصباح کو آرمینیا کے خراج پر اور سعید بن محمد الحرانی اللهبی کو اس کی جنگ پر بھیجا اور اہل برذعہ نے ابوالصباح پر حملہ کر کے اُسے قتل کر دیا اور آرمینیا نے بغاوت کر دی اور ابومسلم الشاری اس میں نمودار ہوا اور فضل نے خالد بن یزید بن اسید سلمی کو آرمینیا کا والی مقرر کیا اور اس نے عبدالملک بن خلیفۃ الحرشی کو پانچ ہزار جوانوں کے ساتھ اس کی طرف بھیجا تو انہوں نے رویان میں ابومسلم الشاری سے ملاقات کی تو اس نے انہیں شکست دی اور ابومسلم قلعۃ الکلاب کی طرف لوٹ آیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔

اور رشید نے عباس بن جریر بن یزید بن جریر بن عبداللہ البجلی کو آرمینیا کا عامل مقرر کیا اور جب وہ برذعہ کی طرف گیا تو بیلقانیہ سے اس پر حملہ کر دیا تو وہ برذعہ کے باڑے میں ان سے بچ گیا اور اس نے معدان حمصی کو چھ ہزار فوج کے ساتھ ابومسلم کے مقابلے میں بھیجا اور دونوں نے ایک دوسرے سے ملاقات کی اور دونوں کے درمیان معرکہ ہوا اور اس نے معدان حمصی کو قتل کر دیا اور ابومسلم الشاری دیبل کی طرف گیا اور چار ماہ تک اس کا محاصرہ کیا پھر واپس آگیا اور بیلقان آکر اس میں اُتر گیا۔

اور آرمینیا کا معاملہ مضبوط ہو گیا اور رشید نے یحییٰ الحرشی کو بارہ ہزار فوج کے ساتھ بھیجا اور یزید بن مزید کو دس ہزار فوج کے ساتھ بھیجا اور یزید بن

مزید کو آرمینیا جانے کا حکم دیا اور الحرشی کو آذربائیجان کی نگرانی کرنے کا حکم دیا اور آذربائیجان پر مہلہل تمیمی متغلب تھا، پس الحرشی نے اس سے ملاقات کی اور اس سے جنگ کی اور اُسے شکست دی اور شہروں کی اصلاح کی پھر وہ آرمینیا کی طرف گیا تاکہ قوت حاصل کرے اور یزید بن مزید ابو مسلم الشاری سے برسرپیکار تھا پس وہ شہر میں آیا تو وہ مرچکا تھا اور اس کے بعد السکن بن موسیٰ بیلقانی ... [1] کھڑا ہوا اور اس کی فرودگاہ بیلقان تھا اور جب اُسے یحییٰ الحرشی کی آمد کی اطلاع ملی تو اس نے اس کے مقابلے میں خلیل بن السکن کو اپنے بہترین سواروں کے ساتھ بھیجا، سو اس نے الحرشی سے ملاقات کی اور الحرشی نے اُسے قیدی بنا لیا اور بیلقان کی طرف بڑھا اور جب السکن کو خبر ملی تو وہ بھاگ کر قلعۃ الکلاب کی طرف گیا اور اہلِ بیلقان نے الحرشی کے پاس جا کر اس سے امان طلب کی پس انہیں شہر میں داخل کیا گیا تو اس نے شہر کے باشندوں کو امان دی اور اس کے قلعے کو گرا دیا۔

اور السکن آٹھ ہزار فوج کے ساتھ یزید بن مزید کی طرف اس سے امن طلب کرتا ہوا آگیا اور وہ اسے رشید کے پاس لے گیا اور جب شہر پُرسکون ہوگیا تو رشید نے موسیٰ بن عیسیٰ ہاشمی کو والی مقرر کیا اور اس نے آرمینیا میں ایک سال قیام کیا۔ پس اس نے دوبارہ بغاوت کر دی اور اس کے نواح مضطرب ہو گئے اور اس نے یہ بات رشید کی طرف لکھی تو رشید نے کہا: میں اس کے لیے صرف الحرشی کو ہی مناسب سمجھتا ہوں، پس اس نے موسیٰ بن عیسیٰ کو معزول کر دیا اور اس نے الحرشی کو اس کا عامل بنا کر بھیجا اور اس نے انہیں تلوار پر رکھ لیا حتیٰ کہ آرمینیا ٹھیک ہوگیا پھر رشید نے احمد بن یزید بن اسید سلمی کو والی مقرر کیا اور جب وہ آیا تو شہر میں جو خراسانی الحرشی کے ساتھ آئے تھے اور الحرشی سے

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

قبل تھے انہوں نے اس پر حملہ کر دیا اور انہوں نے اس سے جنگ کی اور اس کا مقابلہ کیا اور کہنے لگے تیری کوئی سمع و اطاعت نہیں سو رشید نے سعید بن مسلم بن قتیبہ باہلی کو والی مقرر کیا اور جب وہ شہر میں آیا تو لوگ مہینوں درست رہے پھر اس نے جنرلوں کی توہین کی تو اہل الباب والابواب نے اس کی مخالفت کی اور اس کے عامل پر حملہ کر دیا اور نجم بن ہاشم، الباب والابواب کا حاکم تھا اُسے سعید بن مسلم نے قتل کر دیا اور معصیت کے لیے اس کے ظاہر کیا اور شاہِ خزر خاقان کی طرف خط لکھا تو شاہِ خزر، بہت سی مخلوق کے ساتھ اس کی طرف بڑھا اور اس نے بہت سے لوگوں کو قتل کیا اور قیدی بنایا اور چل کر الکر کے پل پر آیا اور اس نے بہت سے مسلمانوں کو قیدی بنا لیا اور عالم کو قتل کیا اور شہروں کو جلایا اور عورتوں اور بچوں کو قتل کیا اور جب رشید کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے سعاف[1] کو بھیجا اور اُسے حکم دیا کہ وہ سعید بن مسلم کے پیش ہو اور اُسے لوگوں کے لیے ٹھہرائے پس جب وہ شہر میں آیا تو سعید نے اُسے مال دیا اور سعاف مال لینے کی طرف مائل ہو گیا، رشید کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے نصر بن حبیب مہلبی کو شہر کا عامل بنا کر بھیجا وہ تھوڑا عرصہ ہی ٹھہرا تو اس نے اُسے معزول کر دیا اور علی بن عیسیٰ بن ماہان کو والی مقرر کیا اور جب وہ آیا تو اس نے بڑی سیرت اختیار کی اور اہل شروان نے اس پر حملہ کر دیا اور شہر مضطرب ہو گیا تو رشید نے یزید بن مزید شیبانی کو والی مقرر کر دیا اور علی کو خراسان کی طرف واپس کر دیا اور آرمینیا اور آذر بائیجان یزید بن مزید کے لیے اکٹھے ہو گئے اور جب وہ آیا تو لوگ درست ہو گئے اور اس نے شہر کی اصلاح کی اور اس نے نزاریہ اور یمانیہ کے درمیان مساوات کی اور اس نے شہزادوں اور جنرلوں کی طرف ان کی امیدوں کو دراز کرتے ہوئے خط لکھا اور شہر ٹھیک ہو گیا۔

---

[1] یہ لفظ اصل کتاب میں نقطوں کے بغیر ایسے ہی لکھا ہے۔

پھر رشید نے خزیمہ بن خازم تمیمی کو والی مقرر کیا تو اس نے جرنیلوں اور شہزادوں کو پکڑ لیا اور انہیں قتل کر دیا اور اس نے ان میں نہایت بری سیرت اختیار کی پس جرجان اور الصناریہ نے بغاوت کر دی تو اس نے ان کی طرف فوج بھیجی تو انہوں نے اسے قتل کر دیا تو اس نے سعید بن الہیثم بن شعبہ بن ظہیر تمیمی کو ایک عظیم فوج کے ساتھ ان کے مقابلے میں بھیجا تو اس نے جرجان اور الصناریہ کے باشندوں سے جنگ کی اور انہیں شہر سے نکال دیا اور تفلیس کی طرف لوٹ آیا اور خزیمہ بن خازم نے ایک سال سے بھی کم عرصہ قیام کیا پھر اس نے اسے معزول کر دیا اور سلیمان بن یزید بن الاصم عامری کو والی مقرر کر دیا اور وہ ایک عفیف اور سادہ طبع شیخ تھا، پس وہ کمزور ہو گیا حتیٰ کہ اس کا کوئی حکم نہ چلتا تھا اور قریب تھا کہ وہ شہر میں مغلوب ہو جاتا اور رشید نے عباس بن زفر الہلالی کو والی مقرر کر دیا اور الصناریہ نے اس کے خلاف بغاوت کر دی تو اس نے ان سے جنگ کی اور ان کے مقابلے میں کمزور ہو گیا تو رشید نے محمد بن زہیر بن المسیب الضبی کو بھیجا اور یہ آرمینیا پر رشید کا آخری عامل تھا۔

اور ۱۰۹ھ میں اہل حمص نے علیحدگی اختیار کر لی اور اپنے والی پر حملہ کر دیا تو رشید ان کی طرف گیا اور جب وہ منبج پہنچا تو ان کا وفد اطاعت کرتے ہوئے اور معافی مانگتے ہوئے اسے ملا تو اس نے انہیں معاف کر دیا اور وہ بلاد روم کی طرف چلا گیا اور موسم گرما کی جنگ لڑی اور ہرقلہ اور مطامیر کو فتح کیا۔

اور اس سال یعنی ۱۹۰ھ میں ام جعفر بنت جعفر بن منصور نے حج کیا اور شدید پیاس نے لوگوں کو تکلیف دی اور زمزم زمین میں جذب ہو گیا حتیٰ کہ اس میں تھوڑا سا پانی رہ گیا اور زمزم کھودا گیا اور وہ اس میں کئی ہاتھ اترا اور تھوڑا سا پانی زیادہ ہو گیا اور زمزم کے ڈول کی رسی اٹھارہ ہاتھ تھی اور اس نے اس میں نو ہاتھ کھدائی کی تاکہ اضافہ ہو جائے اور یہ زمزم کی پہلی کھدائی تھی۔

اور رشید کے پاس اس کا چچا سلیمان بن جعفر اور اس کے باپ کا چچا عباس بن محمد اور اس کے دادا کا چچا عبدالصمد بن علی اکٹھے ہو گئے تو عبدالصمد بن علی نے کہا یا امیر المومنین اللہ نے آپ پر جو نعمتیں کی ہیں میں ان پر اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں، اس نے آپ کے لیے وہ چیزیں جمع کر دی ہیں جو آپ سے پہلے خلیفہ کے لیے اس نے جمع نہیں کیں پھر اس نے آپ کے لیے آپ کے چچا اور آپ کے باپ کے چچا اور آپ کے دادا کے چچا کو اکٹھا کر دیا ہے۔

اور یحییٰ بن خالد بن برمک اور اس کے بیٹے جعفر اور فضل، رشید کی خلافت کے شروع میں اس پر حاوی تھے حتیٰ کہ ان کے ساتھ اس کا کوئی امر و نہی نہ تھا پس وہ اس حال پر قائم رہے اور ۱۷ سال امورِ مملکت ان کے ہاتھ میں رہے پھر فضل بن ربیع اور اسماعیل بن صبیح اس پر حاوی رہنے لگے اور قاسم بن نصر بن مالک اس کا پولیس سپرنٹنڈنٹ تھا پھر اس نے اُسے معزول کر دیا اور خزیمہ بن خازم کو مقرر کر دیا پھر اُسے معزول کر دیا اور المسیب بن زہیر الضبی کو مقرر کر دیا پھر اُسے معزول کر دیا اور عبداللہ بن مالک کو مقرر کر دیا پھر اُسے معزول کر دیا اور علی بن الجراح خزاعی کو مقرر کر دیا پھر اُسے معزول کر دیا اور عبداللہ بن خازم کو مقرر کر دیا اور جعفر بن محمد بن اشعث اس کے محافظوں کا افسر تھا پھر اس نے اُسے معزول کر دیا اور عبداللہ بن مالک کو مقرر کر دیا پھر ہرثمہ بن اعین کو مقرر کر دیا اور فضل بن ربیع اس کا حاجب تھا۔

اور شعبان ۱۹۲ھ میں ہارون خراسان کی طرف گیا اور قرماسین میں اُترا اور ماہِ رمضان وہیں رہا اور رَی میں چاشت کے وقت قربانی کی اور جب وہ جرجان کی طرف گیا تو اس نے عیسیٰ بن جعفر کو اپنے پاس آنے کے لیے خط لکھا تو عیسیٰ اس کی طرف روانہ ہو گیا اور راستے ہی میں فوت ہو گیا۔

اور آلِ مہلب کے ایک شیخ نے جو عیسیٰ بن جعفر کے ساتھ تھا مجھ سے بیان کیا کہ ایک روز ہم اس کے پاس آئے تو وہ سخت بیمار تھا اور ہم نے

اُسے انا للہ وانا الیہ راجعون کہتے سُنا، خدا کی قسم میری جان نکل گئی ہے ہم نے اُسے کہا تو خدا کے فضل سے آج اچھا ہے اس نے کہا، جو چیز میرے کان سے نکلتی ہے میں نے اُسے توڑا تو میں نے اُسے بوسیدہ پایا حتیٰ کہ وہ بے ہوش ہو گیا اور عورتوں نے مردوں کے رونے کی آواز سُنی تو وہ خادموں پر غالب آگئیں اور باہر نکل آئیں تو اُسے ہوش آگیا اور اس نے اپنا سر اٹھایا اور ان کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

وہ چھپنے کے لیے چہروں کو چھپاتی تھیں اور آج وہ دیکھنے والوں کے لیے باہر آئی ہیں۔

پھر وہ اسی وقت فوت ہو گیا اور جب رشید کو اس کی وفات کی خبر پہنچی تو وہ اس پر بہت گھبرایا اور ایک لونڈی کے پاس آیا وہ کہنے لگی یا امیرالمومنین عیسیٰ آپ کے لیے جو چاہتا تھا اس کی طرف خود چلا گیا ہے اور اللہ نے اُسے گھیر لیا ہے اور یہ مسرور اور حسین اسے جانتے ہیں ان دونوں نے کہا تو نے دُرست کہا ہے تو اس کا غم دُور ہو گیا اور اس نے کھانا منگوایا اور ہارون، طوس کی طرف گیا اور سنا باذ بستی میں اُترا اور وہ بہت بیمار تھا اور یکم جمادی الاولیٰ ۱۹۳ھ کو ۴۶ سال کی عمر میں فوت ہو گیا اور اس کے بیٹے صالح بن ہارون نے اس کا جنازہ پڑھایا اور اس سے ۲۳ دن پہلے مامون مرو کی طرف گیا تھا اور طوس سے اس کی موت کی خبر بغداد میں ۱۸ جمادی الاولیٰ کو بدھ کے روز آئی اور اس نے اپنے پیچھے بارہ بیٹے چھوڑے عبداللہ المامون محمد الامین، قاسم، ابواسحٰق المعتصم، ابوعیسیٰ، ابوالعباس، علی، صالح، ابو یعقوب، ابوعلی، ابواحمد، ابوایوب اور بنی ہاشم میں سے ہر کنیت والے کا نام محمد تھا۔

اور اس کی حکومت میں ۱۷۰ھ میں ہارون الرشید نے اور ۱۷۱ھ میں عبدالصمد بن علی نے اور ۱۷۲ھ میں یعقوب بن منصور نے اور ۱۷۳ھ، ۱۷۴ھ اور ۱۷۵ھ

میں رشید نے اور سنہ ۱۷۶ھ میں سلیمان بن ابی جعفر نے اور سنہ ۱۷۷ھ میں رشید نے اور سنہ ۱۷۸ھ میں محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی نے اور سنہ ۱۷۹ھ میں رشید نے حج کرایا اور اس نے زیارت کی اور یہ مسلسل زائر ہی رہا حتیٰ کہ اس نے حج کیا اور بصرہ کی طرف واپس چلا گیا اور سنہ ۱۸۰ھ میں موسیٰ بن عیسیٰ نے حج کرایا اسے ہارون نے رقہ سے بھیجا اور سنہ ۱۸۱ھ میں رشید نے اور سنہ ۱۸۲ھ میں موسیٰ بن عیسیٰ نے اور سنہ ۱۸۳ھ میں عباس بن موسیٰ نے اور سنہ ۱۸۴ھ میں ابراہیم بن مہدی نے اور سنہ ۱۸۵ھ میں منصور بن مہدی نے اور سنہ ۱۸۶ھ میں رشید نے اور سنہ ۱۸۷ھ میں عبداللہ بن عباس بن محمد نے اور سنہ ۱۸۸ھ میں رشید نے حج کرایا اور یہ اس کا آخری حج تھا اور اس کے بعد خلیفہ نے حج نہیں کیا اور سنہ ۱۸۹ھ میں عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ نے اور سنہ ۱۹۰ھ میں عیسیٰ بن موسیٰ الہادی نے اور سنہ ۱۹۱ھ میں فضل بن عباس بن محمد بن علی نے اور سنہ ۱۹۲ھ میں عباس بن عبداللہ بن جعفر بن ابی جعفر نے حج کرایا۔

اور اس کے زمانے میں سنہ ۱۷۱ھ میں یزید بن عنبسہ الحرشی نے جو اسحٰق بن سلیمان کی جانب سے عامل تھا لوگوں کے ساتھ جنگ کی اور سنہ ۱۷۲ھ میں محمد بن ابراہیم نے اور سنہ ۱۷۳ھ میں ابراہیم بن عثمان نے اور سنہ ۱۷۴ھ میں سلیمان بن ابی جعفر نے اور سنہ ۱۷۵ھ میں عبدالملک بن صالح نے جنگ کی اور بعض کا قول ہے کہ وہ بلادِ روم میں داخل نہیں ہوا اور جب وہ الدرب کی طرف گیا تو اس نے فضل بن صالح کو بھیجا اور سنہ ۱۷۶ھ میں ہاشم بن الصلت نے اور سنہ ۱۷۷ھ میں داؤد بن نعمان نے عبدالملک کی طرف سے اور سنہ ۱۷۸ھ میں یزید ابن غزوان نے اور سنہ ۱۷۹ھ میں فضل بن محمد نے اور سنہ ۱۸۰ھ میں اسماعیل بن قاسم نے اور سنہ ۱۸۱ھ میں ہارون الرشید نے جنگ کی اور الصفصاف کے قلعے کو فتح کیا اور سنہ ۱۸۲ھ میں ابراہیم بن قاسم نے عیسیٰ بن جعفر کی طرف سے اور سنہ ۱۸۳ھ میں فضل بن عباس نے اور سنہ ۱۸۴ھ میں محمد بن ابراہیم نے اور سنہ ۱۸۵ھ میں ابراہیم بن عثمان نے

اور ۱۸۶ھ میں ابراہیم بن عثمان نے اور ۱۸۷ھ میں قاسم بن رشید عبدالملک بن صالح اور ابراہیم بن عثمان بن نہیک نے جنگ کی اور اس میں رشید نے ابراہیم بن عثمان کو قتل کر دیا اور ۱۸۹ھ میں فضل بن عباس نے اور ۱۹۰ھ میں رشید نے جنگ کی اور ہرقلہ اور مطامیر کو فتح کیا اور اس نے حمید بن معیوف کو سمندر میں جنگ کے لیے روانہ کیا اور اہل قبرص نے صلح توڑ دی تھی پس اس نے ان سے جنگ کی اور انہیں قتل کیا اور قیدی بنایا اور ۱۹۱ھ میں رشید جنگ کے ارادے سے نکلا اور جب وہ الحدث میں پہنچا تو اس نے انہیں ہرثمہ بن اعین کے ساتھ جنگ کے لیے بھیجا اور اس نے ثغر میں قیام کیا حتیٰ کہ ہرثمہ واپس آگیا۔

اس کے زمانے کے فقہاء

محمد بن عمران بن ابراہیم۔ مالک بن انس، ابراہیم بن محمد بن ابی الحسن اسلمی، ابوالبختری بن وہب القرشی، عبداللہ بن جعفر المدینی، اسماعیل بن جعفر ابوعقیل، ابومعشر السندی، سعید بن عبدالعزیز الجمحی، عبدالعزیز بن ابی حازم، عبدالعزیز بن محمد الدراوردی، عبدالرحمٰن بن عبداللہ العمری، سلیمان بن فلیح .....[1] عطاء ابن یزید، سفیان بن عیینہ، شریک بن عبداللہ النخعی، سلمۃ الاحمر، ابویوسف یعقوب بن ابراہیم، ابراہیم بن سعد الزہری، سفیان بن الحسن الحمانی، جعفر بن عتاب بن ابی زائدہ، علی بن مسہر، عبداللہ بن ادریس الاُودی، محمد بن مروان السدی، جریر بن عبدالحمید الکوفی، شعیب بن صفوان، ابن شبرمہ کا دوست، جعفر بن سلیمان، محمد بن الحسن، علی بن ہاشم، عبداللہ بن الاصلح الکندی، الطلب بن الحجاج، قاسم بن مالک المزنی، علی بن ظبیان، ابوشہاب الکوفی، محمد بن مسروق القاضی، عدی بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود، وکیع بن الجراح، یحییٰ بن الیمان[2]

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔ [2] اصل کتاب میں یہ غلط لفظوں کے بغیر ہی لکھا ہوا ہے۔

عمرو بن ہشام، حماد بن زید، ابو عوانہ، یزید بن زریع، عبید اللہ بن حسن، المعتمر بن سلیمان داؤد بن الزبرقان، عباد بن المہلبی، حمزہ بن نجیح، خالد بن یزید، محمد بن راشد، عمران بن خالد، عطاء کا دوست، محمد بن یزید الواسطی، عبد المنعم بن نعیم، عمر بن جمیع، یوسف بن عطیہ اور عبد العزیز بن عبد الصمد۔

محمدؐ الامین کا دورِ حکومت

جس روز رشید کی وفات ہوئی اور وہ یکم جمادی الاولیٰ ۱۹۳ھ کا دن تھا اسی روز محمد الامین بن ہارون الرشید کی بیعت ہوئی اور اس کی بیعت طوس میں ہوئی۔ اس کی ماں ام جعفر بنت جعفر بن منصور تھی اور حضرت علی بن ابی طالب اور محمد کے سوا کوئی خلیفہ، ہاشمی والدین والا نہ تھا اور جو ہاشمی اور جرنیل حاضر تھے ان سے فضل بن ربیع نے اس کی بیعت لی اور رجاء خادم، بغداد میں محمد کے پاس ۱۸ ار جمادی الاولیٰ کو بدھ کے روز آیا اور عجم کے مہینوں میں سے یہ مارچ کا مہینہ تھا اور اس روز آفتاب، حمل میں ۳ درجے اور ۵۳ منٹ تھا اور زحل، قوس میں ۶ درجے اور ۲۰ منٹ راجع تھا، اور مشتری، قوس میں ۶ درجے اور ۲۰ منٹ راجع تھا اور مریخ، دلو میں ۲۶ درجے اور ۳۰ منٹ تھا اور زہرہ، حوت میں ۷ درجے اور ۳۰ منٹ تھا اور راس، سرطان میں ۲۲ درجے تھا۔

اور لوگوں نے اس دن بغداد میں بیعت کی، اور اسحٰق بن عیسیٰ بن علی بن عبد اللہ بن عباس باہر آیا اور منبر پر چڑھا اور اللہ کی حمد کی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا پھر کہنے لگا ہم سب لوگوں سے زیادہ مصیبت والے ہیں اور سب لوگوں سے اچھی اولاد والے ہیں۔ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مصیبت برداشت کرنی پڑی اور کوئی شخص ہم سے سخت مصیبت والا نہ تھا اور ہمیں آپ کا بیٹا عوض میں دیا گیا، پس کون ہے جس کا عوض ہم جیسا ہے؟ پھر اس نے

لوگوں کو اس کی موت کی خبر دی اور ان کو عہد یاد دلایا پھر منبر سے اُتر آیا اور جب جمعہ کا دن آیا تو محمد منبر پر چڑھا اور اللہ کی حمد و ثناء کی اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو فضیلت دی ہے اس کا ذکر کیا پھر کہنے لگا اللہ کی خلافت اور اس کے نبی کی میراث امیر المومنین رشید تک پہنچی تو اس نے حق کے مطابق عمل کیا اور عدل سے انتظام کیا اور اللہ کی رضا مندی کے لیے جہاد کیا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے دین کو عزت دی کہ اس کی دنیا کو عزت دی اور اس کے حق کو قائم کیا اور دشمن کو مغلوب کیا اور لوگوں کو امن دیا اور بندوں کی خیر خواہی کی اور شہروں کو آباد کیا اور اللہ نے اس کے لیے وہ پسند کیا جو اس کے پاس تھا اور اسے اپنی ملاقات سے سرفراز کیا اور ہم اللہ کے ہاں اس کے ثواب کے اُمید وار ہیں اور اس کے بعد ہم اسی سے حُسنِ خلافت کا سوال کرتے ہیں اور اس نے تمہارے امر کی جو ذمہ داری مجھ پر ڈالی اس میں اسی سے مدد مانگتے ہیں اور میں راہِ راست اور اصلاح میں اس کی طرف رغبت کرتا ہوں تاکہ وہ تم سے راضی ہو، پھر اس نے اطاعت اختیار کرنے کی ترغیب دی اور خیر خواہی کرنے کا حکم دیا اور منبر سے اُتر آیا۔

اور فضل بن ربیع نے خزائن اور بیوت الاموال اور رشید کی وصیت یکم جمادی الآخرۃ کو پیش کی اور محمد بن ہارون نے حج کا مرتبہ بڑھانے کا حکم دیا تھا تو فضل بن ربیع نے اسے کہا آپ کے باپ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھے کہوں کہ میرے بعد خلفائے بنو عباس میں سے کوئی خلیفہ ہرگز حج نہیں کرے گا تو وہ رُک گیا اور اس کی ماں ام جعفر نے ماہِ رمضان میں زیارت کرتے ہوئے حج کیا اور رشید کے زمانے میں وہ عین المشاش کی کھدائی میں آگے بڑھی اور مکہ آئی اور اس سے فراغت ہوئی تو اس نے محلات اور حوض بنائے اور محمد نے بیس ہزار مثقال سونا بھیجا تو بابِ کعبہ پر چوڑے پتھر اور دروازے کی میخیں اور چوکھٹ بنائی گئی۔

اور اس نے عبد الملک بن صالح کو قید خانے سے نکالا اور اُسے ان سب شہروں کا جو اس کے پاس تھے یعنی جزیرہ، جند قنسرین، عواصم اور ثغور کا والی بنا دیا اور اس کے اموال اور جاگیریں واپس کر دیں اور اُسے اپنا بیٹا عبد الرحمٰن اور اپنا کاتب قمامہ اس کے سپرد کر دیا پس اس نے قمامہ کو حمام میں قید کر دیا جسے مضبوط بنایا گیا تھا اور سخت آگ جلائی اور اس کے ساتھ تلے پھینک دیے اور وہ ہمیشہ حمام میں ہی رہا حتیٰ کہ مر گیا اور اس نے اس کے بیٹے کو قید کر دیا اور وہ ہمیشہ محبوس ہی رہا۔

اور جب عبد الملک کو قید خانے سے نکالا گیا تو اس نے ظلم کا ذکر کیا جو رشید نے اس سے کیا تھا اور کہا خدا کی قسم حکومت ایسی چیز ہے جس کی نہ میں نے نیت کی ہے اور نہ اس کی تمنا کی ہے اور نہ اس کا قصد کیا ہے اور نہ اس کی خواہش کی ہے اور اگر میں اس کا ارادہ کرتا تو وہ میری طرف سیلاب کے ڈھلوان کی طرف آنے سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ آتی اور آگ کے خشک عرفج[1] کی طرف آنے سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ آتی، اور میں اس گناہ میں ماخوذ ہوں جس کا میں نے ارتکاب نہیں کیا اور ایسی بات کا جوابدہ ہوں جسے میں نہیں جانتا۔ لیکن جب اللہ نے مجھے حکومت کے قابل اور خلافت کے لائق پایا اور میرے ہاتھ کو دیکھا کہ جب اُسے لمبا کیا جائے تو وہ اُسے حاصل کر لیتا ہے اور جب اُسے پھیلایا جائے تو اس تک پہنچ جاتا ہے اور میرے نفس کو دیکھا کہ وہ اس کے عادات و خصائل کے مناسب اور اس کا مستحق ہے، اگرچہ میں نے ان خصائل کو اختیار نہیں کیا اور نہ ان عادات کو اپنایا ہے اور نہ خفیہ طور پر میں نے ان کی تربیت پائی ہے اور نہ اعلانیہ میں نے ان کی طرف اشارہ کیا ہے اور اس

---

[1] عرفج ایک درخت کا نام ہے جو نرم زمین میں پیدا ہوتا ہے اور اس کی جمع عرافج ہے (مترجم)

نے اُسے دیکھا کہ خلافت میری یوں مشتاق ہے جیسے والدہ مشتاق ہوتی ہے اور آوارہ عورت کی طرح میری طرف رغبت کرتی ہے اور وہ ڈر گیا کہ وہ بہتر کھینچنے کی جگہ کھینچی جائے اور بہتر رغبت کی جگہ رغبت کرے اور اس نے مجھے اس شخص کی طرح سزا دی جو اس کی جستجو میں بے خواب رہتا ہے اور اس کی طلب میں کھڑا رہتا ہے اور اس کے لیے اپنی کوشش میں یکتا ہوتا ہے اور اس نے اپنی پوری طاقت کے ساتھ اس کے لیے تیاری کی اور اگر اس نے مجھے اس لیے قید کیا تھا کہ میں اس کے لائق تھا اور وہ میرے لائق تھی اور میں اس کا اہل تھا اور وہ میرے اہل تھی تو یہ کوئی گناہ نہیں کہ میں اس سے توبہ کروں اور نہ میں نے اس کی طرف گردن اُٹھا کر دیکھا ہے کہ میں اپنے نفس کو اس سے ہٹاؤں اور اگر اس کا خیال ہے کہ اس کے عذاب و عقاب سے نجات کی کوئی صورت نہیں سوائے اس کے کہ اس کے لیے حکم، علم، حزم اور عزم سے نکال دیا جاؤں تو یہ ایسے ہی ہے جیسے ضائع کرنے والا حفاظت کرنے والا نہیں ہو سکتا اور عاقل، جاہل نہیں ہو سکتا اور خواہ وہ مجھے میری عقل پر سزا دے یا مجھے اس وجہ سے سزا دے کہ لوگ میری اطاعت کرتے ہیں اس کے لیے برابر ہے اور اگر میں اس کا ارادہ کرتا تو میں اُسے سوچنے سے بھی پہلے جا لیتا اور اُسے تدبیر سے روک دیتا لیکن جو بات کہی گئی ہے وہ تھوڑی ہے اور جو کوشش صرف ہوئی ہے وہ تھوڑی ہے۔

اور اس نے علی بن عیسیٰ بن ماہان کو قید خانے سے نکالا اور اس کے اموال اُسے واپس کیے اور اُسے اپنی پولیس کا افسر مقرر کیا اور اُسے مقدم کیا اور ترجیح دی۔

اور اس نے اسد بن یزید بن مزید کو آرمینیا کا والی مقرر کیا اور وہ آرمینیا آیا تو شہر کی ایک جانب پر یحییٰ بن سعید جس کا لقب کوکب الصبح تھا، اور مروان بن محمد بن مروان کا غلام اسماعیل بن شعیب غالب تھے اور دونوں جُرزان

کی جانب ہیں تھے پس اس نے دونوں کے لیے تدبیر کی حتیٰ کہ دونوں کو پکڑ لیا پھر اس نے دونوں پر احسان کیا اور آزاد کر دیا اور وہ خوش سیرت سخی تھا پھر محمد نے اُسے معزول کر دیا اور اسحٰق بن سلیمان ہاشمی کو آرمینیا کا والی مقرر کیا اور اس نے اپنے بیٹے فضل کو اپنا نائب بنا کر آرمینیا کی طرف بھیجا اور مخلوع کے دور میں فضل ہمیشہ وہیں رہا۔

اور اس نے محمد بن سعید بن السرح کنانی کو یمن کا والی مقرر کیا اور وہ فلسطینی تھا اس نے وہاں تین سال قیام کیا پھر اس نے اُسے معزول کر دیا اور جریر بن یزید البجلی کو والی مقرر کیا سو سعید بن السرح یمن سے عظیم اموال کے ساتھ روانہ ہوا حتیٰ کہ فلسطین چلا گیا اور اس نے گھر اور جاگیریں بنائیں اور جریر بن یزید ہمیشہ یمن کا والی رہا حتیٰ کہ مامون کی بیعت ہوئی۔

اور رشید نے ہرثمہ بن اعین کو ایک فوج کے ساتھ رافع بن اللیث کی طرف سمرقند کی جانب بھیجا تھا اور رافع کی فوج بہت ہوگئی اور الشاش، فرغانہ اور خجندہ کے باشندے اور اشروسنہ الصغانیان، بخارا، خوارزم اور ختل اور دیگر بلخ، طخارستان، سغد اور ماوراء النہر کے صوبے اور ترک اور خرلخی اور تغزغز اور تبت وغیرہ کی افواج مائل ہو گئیں اور اس نے ان سے سلطان سے جنگ کرنے اور مسلمانوں کے قتل کرنے کے لیے مدد مانگی اور سمرقند شہر کی طرف چلا گیا اور وہاں قلعہ بند ہو گیا اور ہرثمہ مسلسل اس سے برسرپیکار رہا حتیٰ کہ اس کے اصحاب میں سے بہت سے آدمی مارے گئے۔

پھر رافع نے جیغویہ الخزلجی سے مدد مانگی اور اس جیغویہ نے مہدی کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا تھا اور وہ ہرثمہ کو دھوکا دینے لگا اور اُسے یہ تصور دینے لگا کہ وہ اس کے ساتھ ہے اور اس کی مدد اور محبت رافع کے لیے ہے پھر اس نے معصیت اور علیحدگی کا اظہار کیا اور رافع اپنی جگہ پر مضبوط ہو گیا اور اس نے السواد کو آگ سے جلا دیا اور اس کے باشندوں سے بیزاری

کا اظہار کیا اور بنی ہاشم کے غیر کے لیے دعوت دی اور ہرثمہ نے ان کو رنج میں مبتلا کر دیا حتیٰ کہ رافع، امان کی طرف مجبور ہو گیا تو اس نے اُسے امان دی اور وہ اپنے بیٹوں اور اہلبیت اور اموال کے ساتھ اس کے پاس آیا، یہ محرم ۱۹۴ھ کا واقعہ ہے، سو مامون نے محمد کی طرف فتح کا خط لکھا اور اس نے جو تدبیر اور کوشش کی انہیں اس کے متعلق بتایا حتیٰ کہ اللہ نے اُسے فتح دی۔

اور کچھ لوگوں نے محمد کے دل کو مامون کے متعلق خراب کر دیا اور دونوں کے درمیان دشمنی ڈال دی اور اُسے اکسانے والے علی بن عیسیٰ بن ماہان اور فضل بن ربیع تھے اور دونوں نے اُسے یہ بات خوبصورت کر کے دکھائی کہ وہ اپنے بیٹے کی ولی عہدی کی بیعت لے اور مامون کو معزول کر دے تو اس نے ایسے ہی کیا اور اپنے بیٹے موسیٰ کے لیے بیعت لی اور یہ ۳ ماہ ربیع الآخر ۱۹۴ھ کا واقعہ ہے اور اس نے وہ عہود جمع کیے جو رشید نے دونوں کے لیے لکھے تھے اور انہیں جلا دیا اور دونوں کے درمیان نفرت پیدا ہو گئی اور محمد نے مامون کو حکم دیتے ہوئے خط لکھا کہ وہ سب جرنلوں کے ساتھ اس کے پاس آئے تو اس نے اُسے اطلاع دیتے ہوئے خط لکھا کہ اس بارے میں اس کی سمع و اطاعت اس پر فرض نہیں اور اس نے خراسان میں جو جرنل تھے انہیں خط لکھا تو اُنہوں نے بھی اُسے اسی قسم کا جواب دیا اور کہنے لگے، جب تو اپنے بھائی کے ساتھ وفاداری کرے گا تو ہم پر تجھ سے وفاداری کرنا لازم ہو گا حالانکہ تو نے عہد شکنی کی ہے اور نئی نئی باتیں پیدا کی ہیں اور عہود و مواثیق کا استخفاف کیا ہے۔

اور محمد نے مامون کی بیوی ام عیسیٰ بنت موسیٰ الہادی کی طرف آدمی بھیجا کہ وہ اس سے وہ جوہر طلب کرے جو اس نے مامون کے لیے اپنے پاس رکھا تھا تو اس نے اُسے روک دیا اور کہنے لگی میری ملکیت میں کوئی چیز

پس تو اس نے آدمیوں کو بھیجا جنہوں نے اس کے مکان پر حملہ کر دیا اور جو کچھ اس
میں تھا لوٹ لیا اور اس جوہر کو بھی لے لیا، اور جب وہ مامون کے پاس پہنچا تو
اس نے اپنے جنرلوں کو جمع کیا اور انہیں کہنے لگا میرے باپ نے مجھ پر اور
عہد پر جو شروط عائد کی تھیں تم انہیں جانتے ہو، اس نے عہد شکنی کی ہے
اور اس نے اپنی عہد شکنی سے اُسے معزول کرنے کا اور میرے اموال و اسباب
اور اعمال سے معترض ہونے کا اور اس پر جو عہود و شروط لازم ہوتے ہیں ان
کے جلانے سے اور اللہ کے حق کا استخفاف کرنے سے اور آختہ آدمیوں سے
اشتغال کرنے سے اس کے معزول کرنے کا راستہ بنایا ہے، پس انہوں نے
اس سے مراسلت کرنے پر اتفاق کیا کہ اگر وہ رجوع کر لے تو ٹھیک ورنہ
وہ اُسے معزول کر دیں گے۔

اور محمد کو بھی اس کی اطلاع پہنچ گئی تو اس نے اپنے جنرلوں کو جمع کیا اور
انہیں بتایا کہ مامون نے اُسے معزول کر دیا ہے اور اس نے انہیں اس کے
مقابلے میں روانہ ہونے پر اُکسایا، تو انہوں نے عصمۃ بن ابی عصمۃ السبیعی کو
منتخب کیا اور اس نے اس کے ساتھ بہت بڑی فوج روانہ کی اور وہ روانہ ہو کر
خراسان کی حد پر پہنچ گیا پھر وہ کھڑا ہو گیا اور اس نے اُسے چلنے پر آمادہ
کرنے کے لیے خط لکھا تو اس نے انکار کیا اور کہا تو نے ہم سے اس شرط پر
بیعت لی ہے کہ ہم خراسان میں داخل نہ ہوں گے اور میں نے تجھ سے عہد لیا
ہے کہ تو بھی اس میں داخل نہ ہو گا اور نہ کسی کو اس کی طرف بھیجے گا پس اگر
کوئی شخص مامون کی طرف سے اس جگہ میرے پاس آیا تو میں اس سے جنگ
کروں گا بصورت دیگر میں حد کو پار نہیں کروں گا۔ پس محمد نے علی بن عیسیٰ بن
ماہان کو خراسان کا والی بنا کر بھیجا اور اُسے حکم دیا کہ وہ مامون اور اس کے
ساتھیوں کو لوٹا دے اور اس نے چالیس ہزار رسد پانے والے سپاہی اور
جنرل اس کے ساتھ کر دیے اور اموال اس کے پاس لے جائے گئے اور اس

نے چاندی کی ایک بیڑی بھی اُسے دی اور کہا کہ جب تو خراسان آئے تو اس بیڑی سے مامون کو باندھ دینا اور اُسے میری طرف بھجوا دینا اور جب مامون کو خبر ملی تو اس نے طاہر بن حسین بن مصعب البوشنجی کو روانگی کے لیے آمادہ کیا اور اس سے قبل اس نے اُسے بوشنج کے صوبے کا والی مقرر کیا تھا اور گھوڑوں اور اموال سے اس کے عذر کو دُور کیا اور وہ چلا گیا اور اس نے رَی میں ۱۹۵ھ میں علی بن عیسیٰ سے ملاقات کی اور علی بن عیسیٰ کے ساتھ بہت مخلوق تھی اور طاہر بن حسین کے ساتھ پانچ ہزار آدمی تھے اور علی بن عیسیٰ تھوڑی سی نفری کے ساتھ فوج کے گرد چکر لگانے لگا اور طاہر بن حسین نے اُسے دیکھ لیا اور وہ اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ جلدی سے اس کی طرف بڑھا اور اس نے علی سے ملاقات کی جو ایک زرد رنگ ٹٹو پر سوار تھا اور اس پر طویل کپڑوں کی طرح چادر تھی سو جو لوگ اس کے ساتھ تھے انہوں نے اس کا دفاع کیا حتیٰ کہ جماعت قتل ہو گئی اور وہ دوڑ گیا اور طاہر نے اکیلے ہی اس کا تعاقب کیا اور اُسے تلوار مار کر ٹھنڈا کر دیا اور وہ زمین پر گر پڑا تو اس نے اُتر کر اس کا سر کاٹ لیا اور اپنے پڑاؤ کی طرف واپس آ گیا اور اس کے سر کو نیزے پر نصب کر دیا اور اس نے علی بن عیسیٰ کی فوج میں اعلان کر دیا کہ امیر قتل ہو گیا ہے اور جب اس کے اصحاب کو اس کی خبر پہنچی تو انہوں نے شکست کھائی اور خزائن اور گھوڑے سپرد کر دیے اور طاہر نے رات بھی نہ گزرنے دی حتیٰ کہ اس نے وہ سب کچھ جمع کر لیا جو اس کی فوج میں تھا اور اس کے بہت سے اصحاب نے اس سے امان طلب کی۔

اور طاہر نے مامون کو مرو میں فتح کا خط لکھا اور اپنے اصحاب میں سے ایک شخص کے ہاتھ سر کو اس کے پاس بھجوایا اور جب وہ ذوالریاستین کے پاس آیا تو اس نے اس سے واقعہ دریافت کیا تو وہ بھول گیا اور اس کی

گفتگو رک گئی اور اُسے جواب نہ دے سکا، اس بات نے فضل کو خوفزدہ کر دیا تو اس نے تھیلے کو کھولا اور خطوط پڑھے پھر اس نے پوچھا، سر کہاں ہے؟ اور جو کچھ اس کے پاس تھا اس نے طلب کیا تو وہ اُسے نہ ملا اور اس نے اس کے متعلق دریافت کیا تو اس نے اس کی تلاش میں آدمی بھیجا تو اس نے اُسے تقریباً دو میل کے فاصلے پر گرے ہوئے پایا پس اُسے اُٹھا کر مرو میں لایا گیا۔

اور فتح کی خبر لوگوں کو سنائی گئی اور مامون کی بیعت خلافت ہوئی اور اس نے محمد کو معزول کر دیا اور سب اہل خراسان نے مامون کی اطاعت کر لی۔ احمد بن عبدالرحمن کلبی نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ مامون کو سلام خلافت کہا گیا تو وہ منبر پر چڑھا اور اس نے اللہ کی حمد و ثنا کی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا پھر کہنے لگا اے لوگو! میں نے اپنے نفس پر للہ یہ بات واجب کی ہے کہ اگر اس نے مجھے تمہارے امور کا حکمران بنایا تو میں تم میں اس کی اطاعت کروں گا اور نہ عمداً خونریزی کروں گا اور نہ اس کی حدود اُسے آزاد کریں گی اور نہ اس کے فرائض اُسے گرائیں گے اور نہ میں کسی کا مال و اثاث لوں گا اور نہ عطیہ لوں گا وہ مجھ پر حرام ہوگا اور نہ میں اپنی ناراضگی اور رضامندی میں اپنی خواہش کے مطابق فیصلہ کروں گا، ہاں اس کے بارے میں اللہ کا جو فیصلہ ہوگا وہ کروں گا اور میں نے یہ سب اللہ کے لیے مؤکد عہد اور پختہ میثاق کیا ہے۔ میں اسے اس رغبت سے پورا کروں گا کہ میری نعمتوں میں اضافہ ہو اور اس خوف سے پورا کروں گا کہ وہ مجھ سے اپنے حق کے متعلق اور اپنی خلاف ورزی کے بارے میں پوچھے گا، پس اگر میں بدل جاؤں تو میں عبرتوں کا اہل اور عذاب کے درپے ہوں گا اور میں اللہ کی ناراضگی سے اس کی پناہ چاہتا ہوں اور اس کی اطاعت میں اس کی مدد کی رغبت رکھتا ہوں کہ وہ میرے درمیان اور اپنی معصیت کے درمیان حائل ہو جائے۔

اور جب محمد کو علی بن عیسیٰ بن ماہان کے قتل ہونے اور اس کی فوج کے شکست کھانے اور ان کے حلوان کی طرف جانے اور اہل خراسان کے اس کو معزول کر دینے اور مامون پر ان کے اتفاق کرنے کی اطلاع ملی نیز یہ کہ طاہر کے ہاتھ میں جواموال،

ہتھیار اور گھوڑے چلے گئے ہیں ان سے وہ طاقتور ہو گیا ہے اور مامون نے اُسے خط لکھا کہ وہ بغداد سے ورے نہ ٹھہرے اور اس کا قصد کرے، اس نے عبدالرحمٰن بن جبلہ کو اس کے پاس بھیجا اور اُسے حکم دیا کہ حلوان میں جو جنرل اور سپاہی ہیں جو علی بن عیسٰی کے ساتھ تھے انہیں اپنے ساتھ ملا لے، پس اس نے ذوالقعدہ ۱۹۵ھ میں ہمذان میں طاہر سے ملاقات کی تو طاہر نے اُسے قتل کر دیا اور جو کچھ اس کی فوج کے پاس تھا لوٹ لیا تو محمد نے عبداللہ بن حمید بن قحطبہ طائی کو بھیجا تو وہ حلوان سے واپس آ گیا۔

اور شام میں ایک شخص نے جسے علی بن عبداللہ بن خالد بن یزید بن معاویہ کہا جاتا تھا، بغاوت کر دی وہ اپنی طرف دعوت دیتا تھا، سو محمد نے حسین بن علی بن ماہان کو اس کے مقابلے میں روانہ کیا اور جب حسین، رقہ پہنچا تو ٹھہر گیا اور اس کی طرف نہ گیا اور سندھ کا عامل داؤد بن یزید مہلبی فوت ہو گیا اور اس نے اپنے بیٹے کو نائب مقرر کیا اور مالک بن لبید الشکری نے السواد میں بغاوت کر دی اور مامون کی دعوت دی۔

اور محمد بن ابی خالد سالار، اور جنگی جنرلوں کے شیخ اور مطاع کو اطلاع ملی کہ محمد نے اس کے قتل کرنے کا یا غفلت میں پکڑنے کا عزم کیا ہے تو اس نے اہالیان حربیہ اور انبار کو اکٹھا کیا پھر انہوں نے محمد پر حملہ کر دیا اور محمد نے ان کے مقابلے میں محمد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ [1] کو بھیجا، سو انہوں نے بغداد میں ایک جگہ پر جسے باب الشام کہا جاتا ہے، باہم جنگ کی اور یہ پہلی جنگ تھی جو اس سال بغداد میں ہوئی۔

اور مصر میں محمد کا عامل، حاتم بن ہرثمہ بن اعین تھا، پس اس نے اُسے معزول کر دیا اور جابر بن اشعث خزاعی کو ۱۹۵ھ میں مقرر کر دیا اور جب جابر بن اشعث آیا تو اس نے منابر پر مامون کے لیے دعا نہ کی جیسا کہ محمد کے لیے ابھی تک دعا کی جاتی

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

تھی پس فوج کے سپاہیوں نے فتنہ و فساد پیدا کر دیا اور کہنے لگے کوئی اطاعت نہیں، تو اس نے انہیں دو عطیے دیے۔

اور یحییٰ بن محمد المدینی، مامون کا خطلایا تو جابر بن اشعث نے اس کی بیعت کرنے سے انکار کیا اور محمد کی اطاعت پر قائم رہا پس السری بن الحکم البلخی اُٹھ کھڑا ہوا اور وہ مصر کا ایک جنرل تھا اور ایک جماعت بھی اس کے ساتھ تھی انہوں نے سپاہیوں کو مامون کی بیعت کی دعوت دی اور ان سے دو سال کی رسد کا وعدہ کیا تو انھوں نے یہ بات مان لی اور انھوں نے جابر بن اشعث کو دار الامارت سے باہر نکال دیا اور اس کی جگہ عباد بن محمد کو لے آئے اور عباد شہر میں ہرثمہ بن اعین کا نائب تھا پس اس نے رجب ۱۹۶ھ میں مامون کی خلافت کی دعوت دی ....[1] تو اس نے عبد بن حکیم بن کون اور محمد بن صغیر کو ان کے مقابلے میں بھیجا اور ان کے درمیان جنگ ہوئی پھر انہوں نے سلام کیا اور بیعت کی اور محمد نے ایک شخص کی طرف جسے ربیعہ بن قیس الحرشی کہا جاتا تھا۔ مصر کی حکومت کا خط لکھا پس اہل الحوف وغیرہ اس کے پاس آگئے اور اس نے عباد بن محمد سے جنگ کی اور اس کی طرف بڑھا حتیٰ کہ فسطاط کے نزدیک چلا گیا اور ان کے درمیان معرکے ہوئے اور انہوں نے عباد کو شہر پر غالب کر دیا یہاں تک کہ مامون نے مطلب بن عبداللہ خزاعی کو مصر کا عامل بنا کر بھجوایا۔

اور اس سال یعنی ۱۹۶ھ میں عبدالملک بن صالح نے رقہ میں وفات پائی اور وہ جزیرہ، جند قنسرین، عواصم اور ثغور پر محمد بن ہارون کا عامل تھا اور اس کی وفات کے بعد شہر مضطرب ہو گیا اور ہر قوم کا سردار ان پر متغلب ہو گیا اور لوگ دو پارٹیاں بن گئے اور ایک پارٹی محمد کی مددگار تھی اور دوسری مامون کی اور ہر شہر میں لوگ ایک دوسرے سے برسرپیکار تھے کوئی بادشاہ انھیں روکتا اور منع نہ کرتا تھا اور

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

طاہر نے الجبل کی طرف سے اہواز تک کا علاقہ لے لیا اور اس نے محمد کے عامل محمد بن یزید بن حاتم اور جیلویہ الکردی کو قتل کر دیا۔

اور زہیر بن المسیب الضبی، فارس کی طرف گیا اور اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور وہاں بیعت لی اور طاہر منصور بن مہدی کے ہاتھ پر مامون کے لیے اہل بصرہ کی بیعت لینے اور کوفہ میں فضل بن موسیٰ بن عیسیٰ کے ہاتھ پر، اور موصل میں مطلب بن عبداللہ کے ہاتھ پر اور مصر میں عباد بن محمد کے ہاتھ پر اور رقہ میں حسین بن ماہان کے ہاتھ پر بیعت لینے کے بعد واسط کی طرف چلا گیا اور وہاں جوزواقیل وغیرہ تھے انہیں نکال باہر کیا اور ۸ر رجب ۱۹۶ھ کو بغداد آیا، اور اس نے محمد کے طریق کو ناپسند کیا اور اُسے اس کی ناپسندیدگی کی اطلاع ملی، سو اس نے بغداد میں فوج کے سپاہیوں کو مامون کی بیعت کی دعوت دی تو اُنھوں نے اس کی بات مان لی۔ اور اس نے محمد پر حملہ کر کے اُسے اور اس کی ماں اور اس کے بیٹوں کو قید کر دیا اور جب اس نے انہیں قید کیا تو فوج کے سپاہیوں نے اس سے اپنی رسد مانگی تو اس نے ان سے عذر کیا تو انہوں نے اُسے پکڑ لیا اور اُنہوں نے محمد اور اس کی ماں اور اس کے بیٹوں کو قید خانے سے باہر نکال دیا اور اس کی بیعت کر لی اور اُنہوں نے حسین بن علی کو قتل کر دیا اور اُنھوں نے محمد سے اپنی رسد مانگی تو اس نے انہیں پانچ پانچ سو درہم اور خوشبو کی ایک شیشی دی اور اس نے مختلف جنرلوں کے لیے چار سو جھنڈے باندھے اور علی بن محمد بن عیسیٰ بن نہیک کو ان کا افسر مقرر کیا اور انہیں ہرثمہ کی طرف روانگی کا حکم دیا اور ہرثمہ ان دنوں نہروان میں پڑاؤ کیے ہوئے تھا سو انہوں نے ماہِ رمضان میں ڈبھیڑ کی تو اس نے انہیں شکست دی اور علی بن محمد بن عیسیٰ بن نہیک کو قید کر لیا اور اُسے مامون کے پاس بھجوا دیا۔

اور وہ اپنی فوج کے ساتھ دھیرے دھیرے آگے بڑھا حتیٰ کہ نہر بین مقام پر پہنچ گیا جو بغداد سے ایک فرسخ یا دو فرسخ کے فاصلے پر ہے اور طاہر، نہر صرصر پر جو بغداد سے چار فرسخ پر ہے پہنچ گیا اور طاہر غربی جانب اور

ہرثمہ شرقی جانب تھا اور بغداد کی جنگ دونوں جانب قائم تھی، صرف بازاروں میں لین دین ہو رہا تھا اور تاجر اپنے حال پر قائم تھے انھیں مضطرب نہ کیا جاتا تھا اور ایک تاجر کے پاس اصحاب مامون کی ایک جماعت اور اصحاب محمد کی ایک جماعت اکٹھی ہو جاتی اور ان کے درمیان تنازعہ نہ ہوتا اور حربیہ اور ابناء نے محمد پر حملہ کر دیا اور مامون کی دعوت دی اور طاہر سے خط و کتابت کی اور اُسے قیدی دے دیے اور طاہر بغداد آیا تو وہ غربی جانب سے باب الانبار تک چلا گیا۔

اور محمد نے سلیمان بن ابی جعفر اور ابراہیم بن مہدی کو ایک بات کی وجہ سے جس کی اُسے اطلاع ملی تھی، قید کر دیا تھا اور جب ہرثمہ، باب بغداد پر پہنچا تو اس نے دونوں کو قید خانے سے باہر نکال دیا اور دونوں کو بنی ہاشم کی ایک جماعت کے ساتھ ہرثمہ کے پاس بھجوایا وہ اُسے اس کی اطاعت کی دعوت دیتے اور اس کے ساتھ شرط کرتے کہ جو اموال اور جاگیریں وہ چاہتا ہے لے لے، ہرثمہ نے انہیں کہا، اگر یہ دشوار نہ ہوتا کہ ایلچیوں کو قتل نہ کیا جائے تو میں تمہیں قتل کر دیتا تو وہ دونوں محمد کے پاس واپس آ گئے اور اس نے دونوں کو چھوڑ دیا۔

اور بغداد کی شرقی جانب کے باشندوں نے محمد پر حملہ کر دیا اور مامون کی دعوت دی اور انھوں نے خزیمہ بن خازم تمیمی کو باہر نکال دیا تو وہ پل کی طرف چلا گیا اور اسے کاٹ دیا۔

اور زہیر بن المسیب کلواذی سے کشتیوں میں آیا اور ان میں مجانیق اور سنگباری کے آلات تھے، پس محمد اپنے محل کی طرف چلا گیا جو بغداد کی مغربی جانب ہے اور خُلد کے نام سے مشہور ہے اور وہ اس میں قلعہ بند ہو گیا تو زہیر نے منجنیق سے اس پر سنگ باری کی۔

اور ہرثمہ، مہدی کی فوج سے باب خراسان سے داخل ہوا اور وہ بغداد کی شرقی جانب تھا اور طاہر اپنے پڑاؤ سے ابو جعفر کے شہر میں داخل ہوا اور انھوں نے

خلد کو گھیر لیا تو محمد باب خراسان سے باہر نکلا حتیٰ کہ وہ ہرثمہ سے ملنے کے لیے دجلہ تک آیا، طاہر کے اصحاب کو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے ہرثمہ پر حملہ کر دیا اور وہ اپنی اگن بوٹ میں تھا حتیٰ کہ انہوں نے اُسے غرق کر دیا اور ایک گھنٹے کے بعد اُسے باہر نکال لیا اور محمد ایک شلوکے اور شلوار میں باہر نکلا حتیٰ کہ کنارے پر بیٹھ گیا اور فوج اس کے پاس سے گذرتی تھی اور وہ اُسے پہچانتی نہ تھی حتیٰ کہ شکلہ کا غلام اس کے پاس سے گذرا اور وہ اُسے اپنے گھر لے گیا۔

پھر طاہر بن حسین اس کی خبر لایا اور طاہر اور ہرثمہ اور زہیر کے درمیان جھگڑا ہو گیا اور طاہر نے اپنے غلام قریش الدندانی کو حکم دیا تو اس نے اُسے قتل کر دیا اور اس کے سر کو نیزے پر نصب کر دیا اور اُسے بستان میں اپنے پڑاؤ میں لے گیا پھر اس نے اُسے مامون کو بھجوا دیا اور اس کا قتل محرم ۱۹۸ھ میں ہوا اور میں نے کسی کو صفر کو بیان کرتے بھی سنا ہے اور طاہر نے مامون کو اپنے ہاتھ سے خط لکھا۔

اما بعد، اگرچہ مخلوع، نسب اور رشتہ میں امیر المومنین کا حصہ دار ہے مگر اس نے دین کے بیٹے سے الگ ہو جانے اور مسلمانوں کے امر جامع سے خروج کرنے کے باعث، کتاب کے فیصلے کو جو اس کے اور حکومت کے درمیان تھا، الگ کر دیا ہے اللہ تعالیٰ حضرت نوحؑ کی خبر کو ہم سے بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے: اے نوحؑ وہ تیرے اہل میں سے نہیں ہے اس کا عمل غیر صالح ہے اور اللہ کی معصیت میں کسی کی اطاعت نہیں اور جب جدائی اللہ کی ذات کے بارے میں ہو تو کوئی جدائی نہیں اور میرا یہ خط امیر المومنین کی طرف ہے اور اللہ نے مخلوع پر لعنت کی ہے اور اس کی عہد شکنی کی وجہ سے اُسے چھوڑ دیا ہے اور امیر المومنین کے لیے اپنے امر کو مضبوط کیا ہے اور اس کے لیے اپنے پہلے وعدے کو جس کا وہ منتظر تھا پورا کیا

ہے اور اس خدا کا شکر ہے جو امیر المومنین کو اس کا حق لوٹانے والا ہے اور جس نے اس کے عہد سے خیانت کی ہے اور اس کے عہد کو توڑا ہے اس کے لیے تدبیر کرنے والا ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعے اُلفت کو فرقت کے بعد واپس لوٹا دیا ہے اور اُمت کی پراگندگی کے بعد اُسے اس کے ذریعے اکٹھا کر دیا ہے اور اس نے اس کے ذریعے، دین کی علامتوں کو ان کے سرائر کے مٹ جانے کے بعد زندہ کر دیا ہے۔

پھر اس نے فتح کا خط لکھا جس میں اس نے اپنے حالات کی وضاحت کی جب سے اس نے خراسان سے کوچ کیا تھا اور جو کچھ اس نے شہر بہ شہر اور دن بہ دن کیا، ہم نے اُسے ایک الگ کتاب میں بیان کیا ہے۔

اور رشید کی وفات کے روز سے اس کے قتل ہونے تک اس کی خلافت چار سال سات ماہ اکیس روز تھی اور ہارون کی وفات سے اس کی معزولی تک تین سال تھی اور قتل کے روز اس کی عمر ستائیس سال تین ماہ تھی اور بعض کا قول ہے کہ اٹھائیس سال تھی۔

اور اس نے اپنے پیچھے دو بیٹے چھوڑے، موسیٰ اور عبد اللہ، اور اسماعیل بن صبیح الحرانی اور فضل بن ربیع اس پر حاوی تھے اور محمد بن المسیب اس کا پولیس سپرنٹنڈنٹ تھا پھر اس نے اُسے معزول کر کے آرمینیا کا والی بنا دیا اور اس کی جگہ محمد بن حمزہ بن مالک کو مقرر کر دیا پھر اُسے بھی معزول کر دیا اور اس کی جگہ عبد اللہ بن خازم تمیمی کو مقرر کر دیا اور عصمۃ بن ابی عصمۃ اس کے محافظوں کا افسر تھا اور فضل بن ربیع اس کا حاجب تھا اور فضل کے بیٹے اس کے منتظم تھے۔

اور اس کی حکومت میں ۱۹۳ھ میں عیسیٰ بن موسیٰ نے اور ۱۹۴ھ میں علی بن ہارون الرشید نے اور ۱۹۵ھ میں داؤد بن عیسیٰ نے اور ۱۹۶ھ میں ثابت بن نصر نے اور ۱۹۷ھ میں ثابت بن نصر نے جنگ کی۔

اس کے زمانے کے فقہاء

محمد بن عمر بن واقد، یحییٰ بن سلیمان الطائفی، ابو معاویہ محمد بن حازم المکفوف، اسباط مولی قریش، عون بن عبداللہ ابن عتبہ بن مسعود، عبدالرحمٰن بن مسہر، محمد بن کثیر الکوفی صاحب التفسیر، سفیان بن عینیہ، وکیع بن الجراح، عبداللہ بن نمیر، یزید بن اسحٰق، اسمٰعیل بن علیہ، عبدالوہاب ثقفی، یحییٰ بن سعید القطان، یزید بن مالک، ولید بن مسلم صاحب الاوزاعی، اسحاق الازرق، زید بن ہارون، علی بن عاصم، حماد بن عمرو اور سلم بن سالم تمیمی۔

مامون کا دورِ حکومت

اور عبداللہ بن مامون بن ہارون کی بیعت ۱۹۵ھ میں ہوئی جیسا کہ ہم محمد کے دورِ حکومت میں اس کے اور محمد کے حالات میں بیان کر چکے ہیں۔ اس کی ماں کو مراجل الباذغیسیۃ کہا جاتا تھا، شہروں کے عام باشندوں نے ۱۹۶ھ میں اس کی بیعت کی اور جب محرم ۱۹۸ھ آیا اور محمد قتل ہو گیا تو شہروں کے باشندوں نے اس پر اتفاق کر لیا اور سب نے اس کی اطاعت کر لی اور شہر میں ہر انکار کرنے والے نے دعویٰ کیا کہ وہ مامون کی اطاعت میں ہے اور اس کی طرف راغب ہے۔

اور اس روز آفتاب، میزان میں ایک درجہ اور ۵۳ منٹ تھا اور ماہتاب، اسد میں ۲۶ درجے اور ۲۰ منٹ راجع تھا اور مشتری، حمل میں ۱۸ درجے اور ۱۰ منٹ راجع تھا اور مریخ، اسد میں ۴ درجے اور ۴۰ منٹ تھا اور زہرہ اسد میں ۲۴ درجے تھا اور عطارد، سنبلہ میں ۲۳ درجے اور ۱۰ منٹ تھا اور راس، حمل میں ۲۴ درجے اور ۵۰ منٹ تھا۔

اور مامون نے مطلب بن عبداللہ کو ۱۹۸ھ میں مصر کی طرف اس کا عامل بنا کر بھیجا اور اس نے سات ماہ قیام کیا پھر اس نے ۱۹۹ھ میں عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ ہاشمی کو مصر کا عامل مقرر کیا اور اس کے بیٹے عبداللہ بن عباس کو بھی بھجوایا سو اس نے مطلب بن عبداللہ کو قید کر لیا اور ابراہیم بن تمیم کو خراج پر نائب مقرر کیا اور اپنی پولیس کو عبدالعزیز بن وزیر الجروی کے سپرد کر دیا۔

اور عبداللہ بن عباس نے بڑی سیرت اختیار کی تو السری بن الحکم اُٹھ کھڑا ہوا اور فوج مائل ہوگئی پھر اس نے عبداللہ سے جنگ کی اور اُسے شہر سے باہر نکال دیا اور اس نے مطلب کو قید خانے سے باہر نکال دیا اور اس کی بیعت لی، اور دار الامارۃ میں اُترا اور عبداللہ بن عباس نے شبخون مارا اور جو اموال اس کے پاس تھے لے گیا اور عبدالعزیز الجروی آتنیس کی طرف چلا گیا اور اس پر اور اس کے ارد گرد کے صوبے پر جو نشیبی زمین میں ہے اس پر متغلب ہوگیا اور السری بن الحکم، فسطاط اور صعید کے قصبہ پر غالب آگیا اور عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ، قیس میں الحوف پر متغلب ہوگیا، پس قیس نے اُسے چھوڑ دیا تو اس نے بلبیس میں ۳۵ دن قیام کیا۔

اور ۱۹۸ھ میں مامون نے حسن بن سہل کو عراق کا اور دیگر شہروں کا عامل بنا کر بھیجا اور اصفر جو ابو السرایا کے نام سے مشہور تھا اور اس کا نام السری ابن منصور شیبانی تھا، وہ کوفہ میں اُٹھ کھڑا ہوا اور اس کے ساتھ محمد بن ابراہیم علوی بھی تھا جو ابن طباطبا کے نام سے مشہور تھا پھر محمد بن ابراہیم فوت ہوگیا تو ابو السرایا نے اس کی جگہ محمد بن محمد بن زید کو کھڑا کر دیا اور عباس بن محمد بن موسیٰ جعفر نے بصرہ پر قبضہ کر لیا۔

اور زید بن موسیٰ بن جعفر بن محمد کوفہ سے آیا اور اُسے وہاں سے معزول کر دیا گیا تھا پس وہ عباس بن محمد جعفری کے ساتھ بصرہ چلا گیا اور محمد بن حسن جو السلق کے نام سے مشہور تھا اس نے واسط پر قبضہ کر لیا اور ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر نے یمن پر قبضہ کر لیا اور محمد بن جعفر نے حجاز پر قبضہ کر لیا اور احمد بن عمر بن الخطاب الربعی نصیبین اور اس کے ارد گرد کے علاقے پر متغلب ہوگیا اور السید بن انس موصل پر متغلب ہوگیا اور موسیٰ بن المبارک الیشکری میافارقین پر متغلب ہوگیا اور عبدالملک بن الجعاف السلمی اور محمد بن عتاب، آرمینیا پر متغلب ہوگئے اور محمد بن الرداد ازدی اور یزید بن بلال یمنی اور محمد بن حمید ہمدانی اور عثمان بن انکل اور علی بن مُرہ طائی آذربائیجان پر متغلب ہوگئے اور ابو دلف العجلی اور مرۃ بن ابی الردینی اور علی ابن البہلول اور محمد بن زہرہ اور سنان اور زید بن.... [1] الجبل پر متغلب ہوگئے اور وحن حساس [2]، سلسلہ پر اور بسطام

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے [2] اصل کتاب میں یہ لفظ اسی طرح نقطوں کے بغیر ہے

بن السلس الربعی اس کے نواح پیا اور حبیب بن الجہم، کفر توثا اور راس عین پر، اور نصر بن شبیث النصری، کیسوم اور اس کے ارد گرد کے دیار مضر پر متغلب ہو گیا اور وہ قوم کے سب لوگوں سے زیادہ طاقتور تھا اور عباس بن زفر الہلالی، قورس اور اس کے ارد گرد جو عواصم کے صوبے کا علاقہ ہے اس پر متغلب ہو گیا اور عثمان بن ثمامہ عبسی، الحیاد اور اس کے ارد گرد جو قنسرین کے صوبے کا علاقہ ہے اس پر متغلب ہو گیا اور منیع تنوخی اس حاضر پر متغلب ہو گیا جو حلب کی جانب ہے۔

اور یعقوب بن صالح ہاشمی، حاضر سے جنگ کیا کرتا تھا پس ان میں سے کوئی باقی نہ رہا اور سبا کی جماعتیں متفرق ہو گئیں اور ان کی اکثریت قنسرین شہر کی طرف چلی گئی اور یعقوب نے حاضر کو ڈھا دیا حتیٰ کہ اُسے پیوند زمین کر دیا اور اس میں بیس ہزار جانباز تھے اور وہ آج تک ویران پڑا ہے۔

اور معرۃ النعمان اور تل منس اور اس کے ارد گرد کے علاقے پر جو حمص کے صوبے میں ہے الحواری بن حنظان تنوخی متغلب تھا اور حماۃ اور اس کے ارد گرد کے علاقے پر حراق البہرانی، اور شیزر اور اس کے ارد گرد کے علاقے پر بنو لبطام اور حمص شہر پر بنو السمط اور مصیصہ، اذنہ اور اس کے ارد گرد کی شامی سرحدات پر ثابت بن نصر خزاعی متغلب تھا جو امین کا عامل تھا اور جب امین کا جو معاملہ ہوا سو ہوا تو وہ شہر پر متغلب ہو گیا اور دمشق، اردن اور فلسطین میں اس نے بقیہ قبائل کی ایک جماعت کو ٹھہرایا اور مصر میں فسطاط اور صعید کے قصبہ پر السری اور نشیب زمین پر اور قیسی اور یمانی حوفین پر عبدالعزیز الجروی متغلب ہو گیا۔

اور لخم اور بنو مدلج، اسکندریہ پر غالب آ گئے اور لخم کا رئیس، احمد بن رحیم لخمی تھا پھر اندلسی غالب آ گئے اور اندلسیوں کے معاملے کا آغاز یہ ہے کہ وہ چار ہزار کشتیوں میں اندلس سے آئے اور وہ اسکندریہ کی بندرگاہ پر، ریت میں لنگر انداز ہو گئے اور وہ تقریباً تین ہزار جوان تھے سو انہوں نے ساحل سمندر پر قیام کیا ۔۔۔۔ [1] پھر سلطان

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

کے بعض مددگاروں نے ان میں سے ایک شخص پر حملہ کر دیا اور عصبیت پیدا ہو گئی تو اندلسیوں نے مطلب بن عبداللہ کے بھائی فضل بن عبداللہ کے بھائی فضل بن عبداللہ پر حملہ کر دیا اور اس کے پولیس سپرنٹنڈنٹ کو قتل کر دیا اور قلعہ کی طرف چلے گئے اور انہوں نے اہل اسکندریہ سے جنگ کی حتیٰ کہ انھوں نے ان کو ان کے گھروں سے نکال دیا پس انہوں نے دیار و اموال کو چھوڑ دیا اور انھوں نے ایک شخص کو جسے ابو عبداللہ صوفی کہا جاتا تھا اپنا سردار بنا لیا وہ خونریزی کرتا اور مسلمانوں کو قتل کرتا تھا پھر انہوں نے اُسے معزول کر دیا اور ایک شخص کو جسے الکنانی کہا جاتا تھا اپنا سردار بنا لیا اور انہوں نے بنو مدلج اور لخم کو شہر سے باہر نکال دیا پس سال شہرانی کا ہو گیا اور برقہ پر مسلم بن نصر الاعور الانباری غالب تھا۔

اور جب مامون نے حسن بن سہل کو عراق کا والی بنایا تو اس نے اپنے نائب ذوالعلمین علی بن ابی سعید کو بھیجا اور مامون نے طاہر بن حسین کو خط لکھا کہ وہ الجزیرہ کی طرف جائے اور نصر بن شبیث سے جنگ کرے اور جب ذوالعلمین عراق آیا تو طاہر کو یہ بات گراں گزری اور اس نے کہا، امیرالمومنین نے مجھ سے انصاف نہیں کیا پھر وہ الجزیرہ کی طرف گیا اور اس نے نصر سے جنگ کی۔

اور حسن بن سہل، عراق آیا اور نہروان میں اترا اور ہرثمہ، ابوالسرایا کی طرف گیا اور انہوں نے ۱۰ رجمادی الآخرہ ۱۹۹ھ کو کوفہ کے نواح میں مڈبھیڑ کی اور ان کے درمیان معرکے ہوئے اور ہرثمہ واپس چلا گیا اور زہیر بن المسیب الضبی دھیرے دھیرے اس کی طرف بڑھا تو ابوالسرایا نے اُسے شکست دی اور زہیر، قصر ابن ہبیرہ کی طرف لوٹ گیا تو حسن بن سہل نے اس کے مقابلے میں عبدوس بن محمد بن ابی خالد کو ایک عظیم فوج کے ساتھ بھیجا تو اس نے کوفہ اور بغداد کے درمیان اس سال کی ۱۸ رجب کو الجامع مقام پر ابوالسرایا سے ملاقات کی تو ابوالسرایا نے اُسے قتل کر دیا اور اس کے بھائی ہارون بن محمد بن ابی خالد اور اس کے اصحاب کی ایک جماعت کو قیدی بنا لیا۔

اور زہیر کو خبر پہنچی تو وہ قصر ابن ہبیرہ سے بغداد کی طرف لوٹ آیا اور ہرثمہ اعظیم افواج کے ساتھ لوٹا اور اس نے ابو السرایا سے ملاقات کی، اور ہرثمہ مسلسل والپس پدل رہا حتیٰ کہ کوفہ پہنچ گیا اور اس نے اس سے شدید جنگ کی حتیٰ کہ اس نے ابو السرایا کے عام اصحاب کو قتل کر دیا اور ہرثمہ کوفہ میں داخل ہو گیا اور ابو السرایا شکست کھا کر باہر نکل گیا حتیٰ کہ واسط پہنچ گیا پھر اہواز پہنچ گیا تو حسن بن علی باذغیسی نے جو المامونی کے نام سے مشہور تھا اس سے ملاقات کی اور اُسے شکست دی۔

اور ابو السرایا واپسی پر شکست خوردہ ہو کر روستقباذ کی طرف لوٹ گیا اور وہ پیٹ کی سخت بیماری کی وجہ سے علیل تھا اور اس نے حماد خادم کو جو الکندغوش کے نام سے مشہور تھا اس کی جگہ پہنچا دیا تو اس نے اس پر حملہ کر دیا اور اُسے پکڑ لیا اور اس کے ساتھ محمد بن محمد علوی اور اس کے غلام ابو الشوک کو بھی پکڑ لیا اور وہ انہیں حسن بن سہل کے پاس لے گیا اور وہ نہروان میں تھا اور جب اُسے اس کے پاس لے جایا گیا تو ابو السرایا نے اُسے کہا اللہ امیر کا بھلا کرے مجھے باقی رہنے دیجیے اس نے کہا اگر میں تجھ پر رحم کروں تو اللہ مجھ پر رحم نہ کرے اور اس کے حکم سے اُسے قتل کر دیا گیا اور اُسے آدھا آدھا قطع کیا گیا اور اُسے بغداد کے دو پلوں پر صلیب دیا گیا اور محمد بن محمد علوی کو لایا گیا تو اس نے اُسے قریب کیا اور اس نے حسن سلوک کیا اور اُسے کہنے لگا تجھ پر کوئی خوف نہیں ہے جو تیرے ساتھ دھوکہ کرے اللہ اس پر لعنت کرے اور اس نے خالد بن یزید بن مزید کو کوفہ کا والی مقرر کر دیا۔

اور حسن بن سہل، مدائن کی طرف گیا اور اس نے عبداللہ بن سعید الحرشی کو محمد بن حسن السلق کی طرف بھیجا اور انہوں نے دجلہ کے مشرق میں واسط میں مڈبھیڑ کی اور السلق کو شکست ہوئی اور اس کی فوج منتشر ہو گئی۔

اور اس نے عیسیٰ بن یزید الجلودی کو محمد بن جعفر علوی کی طرف بھیجا اور وہ مکہ پہ متغلب ہو چکا تھا اور اس نے داؤد بن عیسیٰ ہاشمی کو باہر نکال دیا اور جب الجلودی

مکہ آیا تو اس نے اس سے جنگ نہ کی اور اس سے امان طلب کی تو الجلودی نے اُسے پکڑ لیا اور اُسے خود مامون کے پاس مرو لے گیا اور اس نے اپنے بیٹے کو مکہ میں جانشین مقرر کیا اور جب وہ جرجان گیا تو محمد بن جعفر فوت ہو گیا اور الجلودی کے پاس مامون کا خط آیا اور اس نے اُسے حجاز کی طرف واپس جانے کا حکم دیا تو وہ واپس چلا گیا۔

اور اس نے حمدویہ بن علی بن عیسیٰ بن ماہان کو یمن کی طرف بھیجا اور وہاں ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر علوی متغلب تھا پس ابراہیم نے اس سے اپنے یمنی ساتھیوں کے ساتھ جنگ کی اور سخت معرکے ہوئے جنہوں نے فریقین کے آدمیوں کو ہڑپ کیا اور حمدویہ نے مکہ پر یزید بن محمد بن حنظلہ مخزومی کو نائب مقرر کیا اور ابراہیم بن موسےٰ یمن سے مکہ جانے کے ارادے سے نکلا اور یزید بن محمد کو اطلاع ملی تو اس نے مکہ کے گرد خندق کھودی اور حاجیوں کی طرف پیغام بھیجا اور اس نے وہ سونا لے لیا جسے مامون نے خراسان سے بھجوایا تھا اور شاہِ تبت کا صنم بھی لے لیا اور اس کے دراہم و دنانیر ڈھال لیے اور اعراب سے قرضہ لیا اور انہیں مال دیا۔

اور ابراہیم مکہ گیا تو یزید اپنے اصحاب کے ساتھ اُسے ملا، اور ابراہیم بن موسیٰ نے اپنا ایک ساتھی بھیجا تو وہ پہاڑ سے داخل ہوا تو یزید نے شکست کھائی اور اُسے اس کا ایک ساتھی ملا اور اس نے اُسے قتل کر دیا اور ابراہیم مکہ آیا اور اس پر غالب آ گیا اور حمدویہ نے وہاں یمن کی ایک جہت میں قیام کیا۔

اور مامون نے الرضیٰ علی بن موسیٰ بن جعفر کو مدینہ سے خراسان کی طرف بھیجا اور فضل بن سہل کا قرابت دار، رجاء بن ابی الضحاک اس کی طرف اس کا ایلچی تھا پس وہ بغداد آیا پھر وہ اُسے ماہ البصرہ کے راستے لے گیا حتیٰ کہ وہ مرو پہنچ گیا اور مامون نے اپنے بعد اس کی ولیعہدی کی بیعت لی اور یہ 7 رمضان 201ھ سوموار کے روز کا واقعہ ہے اور اس نے سیاہ لباس کی جگہ لوگوں کو سبز لباس پہنایا اور آفاق کی طرف بھی یہ بات لکھی اور الرضیٰ کے لیے بیعت لی گئی اور منابر پر اس کے لیے دُعا کی گئی اور اس کے نام پر دراہم و دنانیر ڈھالے گئے اور اسماعیل بن جعفر بن سلیمان بن علی ہاشمی کے سوا

سب لوگوں نے سبز لباس پہنا وہ بصرہ پر مامون کا عامل تھا، اس نے سبز لباس پہننے سے انکار کیا اور کہنے لگا یہ اللہ تعالیٰ سے اور اس سے عہد شکنی ہے اور اس نے علیحدگی کا اظہار کیا تو مامون نے عیسیٰ بن یزید الجلودی کو اس کی طرف بھیجا اور جب وہ بصرہ کے نزدیک گیا تو اسماعیل جنگ و قتال کے بغیر ہی بھاگ گیا اور الجلودی البصرہ میں داخل ہو گیا اور وہاں اس نے قیام کیا اور اسماعیل احسن بن سہل کے پاس چلا گیا تو اس نے اُسے قید کر دیا اور اس کے متعلق مامون کو خط لکھا اور اس نے اُسے مرو لانے کا حکم دیا پس اُسے لے جایا گیا اور جب وہ مرو کے نزدیک پہنچا تو مامون نے حکم دیا کہ اُسے جرجان واپس لے جا کر وہاں قید کر دیا جائے پس وہ جرجان میں محبوس و محروم رہا پھر وہ کچھ وقت کے بعد اس سے راضی ہو گیا اور اس نے عیسیٰ الجلودی کے ہاتھ الرضیٰ کی بیعت مکہ بھجوائی اور ابراہیم ابن موسیٰ بن جعفر وہاں مقیم تھا اور مکہ اس کے لیے درست ہو گیا مگر وہ مامون کی دعوت دیتا تھا، پس الجلودی آیا اور اس کے پاس سبز لباس اور الرضیٰ کی بیعت بھی تھی پس ابراہیم نے باہر نکل کر اس کا استقبال کیا اور لوگوں نے مکہ میں الرضیٰ کی بیعت کی اور سبز لباس پہنا۔

جب ابراہیم، مکہ کی طرف روانہ ہوا تو احمد ویہ بن علی بن عیسیٰ نے اہل یمن کی ایک جماعت سے مہربانی چاہی پھر اُسے معزول کر دیا گیا اور مامون نے ابراہیم بن موسیٰ کی طرف یمن کی حکمرانی کا خط لکھا اور الجلودی کو اس کے ساتھ جانے اور حمدویہ کے خلاف جنگ کرنے میں اس کی مدد کرنے کا حکم دیا، پس ابراہیم روانہ ہو کر یمن آ گیا اور الجلودی اس کے ساتھ نہ نکلا تو حمدویہ کا ایک لڑکا اُسے جا ملا اور اس نے اس سے جنگ کی اور اس کے اصحاب میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور ابن حمدویہ نے شکست کھائی اور ابراہیم صنعاء کی طرف چلا گیا اور حمدویہ باہر نکلا اور اس نے اس سے شدید جنگ کی اور اس نے اصحاب ابراہیم میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور ابراہیم نے شکست کھائی اور مکہ کے سوا کسی چیز نے اس کے چہرے کو نہ پھیرا اور الجلودی بصرہ کی طرف لوٹ گیا اور اس پر زید بن موسیٰ متغلب ہو چکا تھا اور

اس نے لوگوں کے بہت سے اموال اور گھر لوٹ لیے اور اس کے ساتھ قتیبہ وغیرہ کی ایک جماعت تھی پس جب الجلودی قریب آیا تو انہوں نے وہ پورا دن اس سے جنگ کی پھر شکست کھا گئے اور زید نے بھی شکست کھائی اور عیسیٰ نے اُسے پکڑ لیا اور اُسے مامون کے پاس لے گیا تو اس نے اس پر احسان کیا اور اُسے چھوڑ دیا۔

اور ہرثمہ ۲۰۱ھ میں عراق سے مرو گیا اور بعض کا قول ہے کہ وہ مامون کی اجازت کے بغیر واپس چلا گیا اور جب وہ مامون کے پاس آیا۔۔۔ [1] تو اس نے کہا نقرس کی وجہ سے پاؤں میں میرے لیے پیادہ پا چلنا ممکن نہیں اور اس نے مامون سے سخت کلامی کی اور یحییٰ بن عامر بن اسماعیل حارثی اس کے ساتھ داخل ہوا اور اس نے کہا السلام علیک یا امیر الکافرین، پس مامون کی تلواروں نے اُسے پکڑ لیا حتیٰ کہ وہ قتل ہو گیا تو ہرثمہ نے کہا، تو نے ان مجوس کو اپنے دوستوں اور مددگاروں پر مقدم کیا ہے؟ پس مامون نے ہرثمہ کی ٹانگ کھینچنے اور اُسے قید کرنے کا حکم دیا پس وہ اس کے قید خانے میں تین دن رہا پھر مر گیا۔

اور خراسان میں منصور بن عبداللہ بن یوسف البرم نے بغاوت کر دی تو مامون اس کے مقابلے میں گیا اور اس نے منصور بن عبداللہ سے سبقت کی اور اُسے قتل کر دیا۔

اور محمد بن ابی خالد اور اہل حربیہ نے حسن بن سہل پر حملہ کر کے اُسے بغداد سے باہر نکال دیا اور زہیر بن المسیب الضبی کو قید کر لیا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ محمد بن ابی خالد کے ساتھ تھا۔۔۔ [2] اور وہ محمد بن صالح بن منصور کے پاس آئے اور کہنے لگے ہم تمہاری حکومت کے مددگار ہیں اور ہمیں خدشہ ہو گیا ہے کہ مجوس کی تدبیر سے جو کچھ ہوا ہے اس سے اس حکومت کا خاتمہ ہو جائے گا اور مامون نے علی بن موسیٰ الرضیٰ کے لیے بیعت لی۔ پس آؤ ہم تیری بیعت کرتے

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔
[2] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

ہیں ہم کو خدشہ ہے کہ یہ حکومت تم سے چلی جائے گی اس نے انہیں کہا ------
میں نے مامون کی بیعت کی ہے اور میں تمہارا دوست نہیں ہوں اور محمد بن صالح پہلا ہاشمی تھا جس نے بغداد میں مامون کی بیعت کی اور حسن بن سہل واسط کی طرف گیا تو محمد بن ابی خالد اور الحربیہ اور الابناء نے اس کا پیچھا کیا اور واسط کے درے بستی ابی قریش میں ان کی مڈبھیڑ ہوئی اور ان کے درمیان سخت معرکہ ہوا اور محمد بن ابی خالد کو تیر لگا اور اُسے نڈھال کر دیا پس اُسے جبل لے جایا گیا اور وہ کچھ دن ٹھہرا اور فوت ہو گیا اور اُسے بغداد لے جایا گیا۔

اور عیسیٰ بن ابی خالد نے فوج کا انتظام کیا اور محمد بن ابی خالد نے زہیر بن المسیب الضبی کو قید کیا تھا پس جب محمد بن ابی خالد کو مُردہ ہونے کی حالت میں بغداد لایا گیا تو الابناء نے زہیر بن المسیب پر حملہ کر دیا اور وہ محبوس تھا پس انہوں نے اُسے قتل کر دیا اور اس کے پاؤں میں رسی باندھی اور اُسے بغداد کے راستوں میں گھسیٹا اور اُس کا مثلہ کیا اور الحربیہ کے جنرل جمع ہوئے اور انہوں نے ابراہیم بن مہدی کی جو ابن شکلہ کے نام سے مشہور تھا، محرم ۲۰۲ھ کو بیعت کر لی اور اس کی خلافت کی دعا کی گئی اور اُسے المرضیؓ کا نام دیا گیا اور رصافہ میں اُترا اور اس نے بغداد میں شہر کی مسجد میں لوگوں کو نماز پڑھائی اور کلواذی میں پڑاؤ کیا اور فضل بن ربیع اور عیسیٰ بن محمد ابن ابی خالد اور سعید بن الساجور اور ابوالبسط اس کے ساتھ تھے اور اس نے حکومتوں کے متعلق لکھا اور جھنڈے باندھے اور اس کے حالات درست ہو گئے اور الابناء اور اہل الحربیہ اور اس کے اردگرد کے علاقے کے لوگوں نے سوائے ان کے جو مامون کی اطاعت میں تھے، اس کی اطاعت کی، وہ حمید بن عبدالحمید طائی طوسی کے ساتھ جنگ کر رہے تھے اور آوازیں دے رہے تھے، اے عنقود، اے مغنی، اور ابراہیم شدید سیاہ رنگ تھا اور اس کے نصف چہرے پر تل تھا اور قبیح المنظر تھا، اس وجہ سے وہ اُسے عنقود کہتے تھے پھر اسد الحربی اور وہ ابراہیم کے اصحاب میں سے تھا۔ الحربیہ کی ایک جماعت کے ساتھ اُٹھ کھڑا ہوا اور انہوں نے ابراہیم کو معزول کر دیا اور مامون کی دعوت

دی اور عیسٰی بن ابی خالد نے اسد الحربی اور اس کے بیٹے کو پکڑ لیا اور دونوں کو قتل کر کے صلیب دے دیا۔

اور حمید بن عبد الحمید، نہر صرصر پر ایک جگہ جسے خان الحکم کہتے تھے اُترا اور اس نے عیسیٰ بن خالد سے مراسلت کی کہ دونوں ملاقات کریں پھر حمید بغداد کی طرف گیا اور اس نے قاضی ابن ابی رجار کے پیچھے جمعہ کی نماز پڑھی اور اپنے پڑاؤ کی طرف لوٹ آیا۔

اور مہدی بن علوان الشاری نے عکبرا کی جانب بغاوت کی تو مطلب بن عبداللہ اس کے مقابلے میں گیا اور اس کے ساتھ معرکے کے بعد معرکہ کیا پھر مہدی نے اُسے شکست دی اور مطلب شکست کھا کر بغداد کی طرف لوٹ آیا اور ابو اسحٰق بن الرشید اس کے مقابلے میں گیا اور اس نے اس سے جنگ کی اور مہدی کو شکست ہوئی اور وہ مسلسل اس کے تعاقب میں رہا حتیٰ کہ اُسے قید کر لیا اور مامون نے اس پر احسان کیا اور اُسے اپنے دروازے پر رکھا اور اُسے سیاہ لباس پہنایا اور وہ ہمیشہ مامون کے دروازے پر رہا حتیٰ کہ مر گیا۔

اور مامون ۲۰۲ھ میں عراق جانے کے لیے مرو سے روانہ ہوا اور الرضی بھی اس کے ساتھ تھا اور وہ اس کا ولی عہد تھا اور ذوالریاستین فضل بن سہل اس کا وزیر تھا اور اس نے فضل کے لیے ایک خط لکھا جسے اس نے کتاب الشرط والحباء کا نام دیا جس میں اس نے اس کی اطاعت، خیر خواہی، نصیحت، فکرمندی اور دنیا سے اس کی جان کے جانے کا اور اس نے جو اموال اور جاگیریں اور جواہر اور ہار خرچ کیے ہیں ان سے اس کے ارتفاع کا ذکر کیا ہے اور اس کے لیے اس نے اپنے پر لازم کیا کہ وہ جو سوال کرے گا اور مانگے گا وہ اُسے نہیں روکے گا اور مامون نے اس پر اپنے ہاتھ سے دستخط کیے اور خود گواہی دی اور جب مامون، توس پہنچا تو فضل بن سہل کو حمام میں قتل کر دیا گیا غالب رومی اور سراج خادم تلواروں کے ساتھ اس کے پاس آئے، پس مامون نے دونوں کو قتل کر دیا اور کچھ لوگوں کو بھی ان کے ساتھ قتل کیا اور علی بن ابی سعید ذو العلمین کو قتل کر دیا اور وہ فضل بن سہل کا خالہ زاد تھا اور اس نے بیان کیا کہ

اسی نے اس کے قتل کی سازش کی اور اس کے سر کو حسن بن سہل کے پاس عراق بھجوا دیا اور اس نے خلف بن عمر البصری جو الحف کے نام سے مشہور تھا اور موسیٰ بصری اور عبدالعزیز بن عمران طائی اور غالب رومی اور سراج خادم کو قتل کر دیا اور اس نے اس کے کچھ جنرلوں کو جن کو اس نے الشامتہ کا نام دیا، دور کر دیا اور اس پر شدید غم کا اظہار کیا اور فضل کا کوئی مال، جاگیر، گھوڑا اور برتن نہ پایا گیا صرف پانچ غلام، ایک گھوڑا اور ایک ٹٹو پایا گیا۔

غسان بن عباد کا بیان ہے کہ میں نے ایک روز فضل سے کہا اے امیر، کاش تو حکم دیتا کہ تیرے لیے جاگیریں اور جائدادیں بنائی جائیں، اس نے کہا، تو ہلاک ہو جائے، کیوں؟ میں جس حالت میں ہوں اگر یہ ہمیشہ رہے تو سب دنیا میری جاگیر اور جائداد ہے اور اگر جاتی رہے تو میں اس میں صرف جڑ اکھیڑنے سے جاؤں گا۔

ابو سمیر کا بیان ہے کہ میں مامون کے زمانے میں فضل بن سہل کو اکثر یہ شعر پڑھتے سنا کرتا تھا کہ ؎

اگر میں نجات پا گیا یا میری سواریاں غالب سے یا غالب کے دوست سے نجات پا گئیں تو میں سخت مصائب سے نجات پاؤں گا۔

اور وہ نہیں جانتا تھا کہ غالب کون ہے اور وہ قریش کے پاس ہی جاتا تھا حتیٰ کہ مامون کی سواریوں کے افسر غالب رومی نے اس کے پاس آکر اُسے قتل کر دیا، فضل نے کہا، میں تجھے ایک لاکھ دینار دوں گا، اس نے کہا یہ چاپلوسی اور رشوت کا وقت نہیں اور اس نے اُسے قتل کر دیا۔

اور مامون جب کسی شہر سے گزرتا تو اس میں قیام کرتا حتیٰ کہ اس کے حالات کی اصلاح کرتا اور اس کے باشندوں کے مفادات کے بارے میں غور و فکر کرتا اور اس نے اپنی روانگی کے وقت حسن بن سہل کے قرابت دار رجاء بن ابی الضحاک کو خراسان پر نائب مقرر کیا اور خراسان ٹھیک ٹھاک ہو چکا تھا اور اس کے سب ملوک نے اطاعت اختیار کر لی تھی اور شاہِ تبت مسلمان ہو گیا اور مامون کے پاس آیا۔۔۔

.....[1] اور اس کا سنہری صنم، سنہری تخت پر تھا جو جواہر سے مرصع تھا پس مامون نے اُسے کعبہ کی طرف بھیجا تا کہ لوگوں کو بتلائے کہ اللہ تعالیٰ نے شاہِ تبت کو ہدایت دی ہے اور خراسان کی اطراف میں کوئی طرف ایسی نہ رہی جس کی مخالفت سے وہ ڈرتا ہو اور جب مامون نے خراسان چھوڑا تو رجاء بن ابی الضحاک کی مدارات کم ہوگئی اور اس کی تدبیر کمزور پڑ گئی اور وہ اپنے امور میں دانش مند نہ تھا پس مامون کو خراسان کے مضطرب ہونے کا خوف ہوا تو اس نے اُسے معزول کر دیا اور غسان ابن عباد کو والی مقرر کیا تو اس نے اچھی سیرت اختیار کی اور نواح کے ملوک مائل ہو گئے۔

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

الرضی علی کی وفات

اور جب وہ طوس کی طرف گیا تو الرضی علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد ۲۰۳ھ کے شروع میں النوقان لبستی میں فوت ہو گئے اور وہ صرف تین دن بیمار رہے، بعض کا قول ہے کہ علی بن ہشام نے آپ کو زہر آلود انار کھلا دیا تھا اور مامون نے آپ پر شدید غم کا اظہار کیا۔

ابوالحسن بن ابی عباد نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے مامون کو الرضی کے جنازے میں سفید کشتی میں برہنہ پا، برہنہ سر پیدل چلتے دیکھا اور وہ چارپائی کے دونوں پایوں کے درمیان کہہ رہا تھا اے ابوالحسن میں آپ کے بعد کس کے پاس جاؤں گا اور اس نے آپ کی قبر کے پاس تین دن قیام کیا اُسے ہر روز روٹی اور نمک دیا جاتا اور وہ اُسے کھاتا پھر وہ چوتھے دن واپس آیا اور الرضی کی عمر ۴۷ سال تھی۔

اور ابوالحسن بن ابی عباد کا بیان ہے کہ میں نے الرضی کو بیان کرتے سُنا کہ آدمیوں کا ایک آدمی کے ساتھ چلنا متبوع کے لیے فتنہ اور تابع کے لیے ذلت ہے اور میں نے آپ کو بیان کرتے سُنا کہ صحف ابراہیم میں ہے کہ ایک فریب خوردہ بادشاہ! میں نے تجھے عمارات کے تعمیر کرنے اور دُنیا اکٹھی کرنے کے لیے نہیں بھیجا بلکہ میں نے تجھے اس لیے بھیجا ہے کہ تو مظلوم کی دُعا کو مجھ سے روکے بلاشبہ میں اُسے ردّ نہیں کروں گا خواہ وہ کافر کی دُعا ہو۔

اور آپ نے مامون سے کہا۔ جب کبھی دو پارٹیوں کی مڈبھیڑ ہوتی ہے تو اللہ اس کی مدد کرتا ہے جو ان دونوں میں سے زیادہ عفو کرنے والی ہو۔

اور آپ نے فرمایا۔ صرف مومن کو نیکی کا حکم دیا جاتا ہے اور بدی سے روکا جاتا ہے اور وہ نصیحت حاصل کرتا ہے اور صاحب کوڑا و شمشیر نصیحت حاصل نہیں کرتا اور جو ظالم سلطان کے درپے ہو اور اُسے اس کی طرف سے مصیبت پہنچے تو اُسے اس مصیبت کا اجر نہ ملے گا اور نہ اس میں اُسے صبر دیا جائے گا۔

اور مامون ماہ ربیع الاوّل ۲۰۴ھ میں بغداد آیا اور اس کا اور اس کے جرنیلوں کا اور سب لوگوں کا لباس سبز تھا پس اس نے جمعہ پڑھایا پھر اس نے وہ لباس اتار دیا اور دوبارہ سیاہ لباس پہن لیا۔

اور ابراہیم بن مہدی غائب ہو گیا اور نہیں معلوم کہ وہ کہاں ہے اور وہ اپنے گھر سے نکلا اور اس کا کاتب عبداللہ بن صاعد، اور اس کے خاندان کی ایک عورت اس کے ساتھ تھی اور جب وہ راستے میں تھا تو اس نے عبداللہ بن صاعد سے کہا میری ماں کے پاس واپس جاؤ اور اس سے پوچھو کہ جو جوہر اس کے پاس ہے وہ دے دے، عبداللہ واپس گیا اور وہ آگے چلا گیا اور اپنی جگہ پر چھپ گیا اور فضل بن ربیع بصرہ کی طرف بھاگ گیا اور یزید بن المنجاب مہلبی کے پاس روپوش ہو گیا اور مامون نے حکم دیا کہ اس کی جاگیروں اور اموال پر قبضہ کر لیا جائے پھر وہ مامون کے دروازے پر امان طلب کرنے گیا اور مامون کو اطلاع ملی تھی کہ وہ مر گیا ہے اور ایک جماعت نے اس کے پاس اس کی گواہی دی اور جب مامون کو بتایا گیا کہ یہ فضل بن ربیع ہے تو اس نے کہا اگر یہ آخرت سے بھیجا گیا ہے تو رشید بھی اس کے ساتھ بھیجا گیا ہے پھر اس نے اُسے اندر داخل کیا اور اُسے امان دی اور اس پر احسان کیا اور ایک رات اس نے اُسے بُلا کر کہا، فرض کر لے کہ تو محمد کے بارے میں معذور ہے کیونکہ رشید کی طرف سے تیری گردن میں اس کی بیعت تھی ابن شکلہ کے بارے میں تیرا کیا عذر ہے، اس کا مقام تو گلوکاروں اور بیوقوفوں کا سا ہے حالانکہ تو نے جب کہ میری بیعت تیری گردن میں ہے اس کے عزم کو میری معزولی پر قوی کیا ہے؟ اس نے کہا یا امیر المومنین میں اپنے دل میں اس کی جگہ نہیں پاتا اور میرا جرم معذرت سے بڑا ہے اور

میرا گناہ عفو سے بڑا ہے اور میں آپ کی وسعت عفو سے زندگی کا اُمیدوار ہوں سو میرے خون کو اس وجہ سے کہ میں آپ کے آباء کی عزت کرتا تھا، بخش دیجیے تو وہ اس سے رُک گیا اور اس کی جاگیروں میں سے ایک جاگیر اُسے واپس کر دی جس کے مال کی مقدار تین لاکھ ساٹھ ہزار درہم تھی اُسے اس نے اس کی اور اس کے عیال کی خوراک کا حکم دیا۔

اور مامون نے محمد بن صالح بن منصور کو فضل بن ربیع کے گھر اُتارا اور رشید کی بیٹی خدیجہ کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا اور اس نے اس کی بیعت کرنے میں جو سرعت اختیار کی اور ابراہیم کی بیعت سے انکار کیا تھا اس کی وجہ سے اُسے دو کروڑ درہم دینے کا حکم دیا اور اُسے اس کے دروازے تک اور دار العوام تک سوار ہونے سے بَری کر دیا اور اس کی جگہ اس کا کاتب جعفر بن وہب سوار ہوا کرتا تھا اور اس نے محمد بن الرضیٰ کا نکاح اپنی بیٹی ام الفضل سے کیا اور اُسے دو کروڑ درہم دینے کا حکم دیا اور کہا میں نے چاہا ہے کہ میں ایسے شخص کا دادا بنوں جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور علی بن ابی طالب نے جنا ہو مگر اس کے ہاں اس سے کوئی بچہ نہ ہوا اور اس نے صالح بن رشید کو بصرہ کا والی بنایا اور اس نے ابو الرازی محمد بن عبد الحمید کو نائب مقرر کیا اور اس نے ابو عیسیٰ ابن الرشید کو کوفہ کا والی مقرر کیا تو اس نے محمد بن اللیث کو نائب مقرر کیا اور طاہر بن حسین الجزیرہ میں نصر بن شبث سے برسرِ پیکار تھا تو اس نے اس کی طرف الجزیرہ شام اور مصر کی امارت کا حکم بھیجا اور دینار بن عبد اللہ کو الجبال کا والی مقرر کیا اور حسن بن سہل نے مامون کے حکم سے حسن بن عمرو الرستمی کو الجبال کا والی مقرر کیا تھا پس اس نے اُسے اسی طرح معزول کر دیا اور اس نے نافرمانی کا اظہار کیا اور جب دینار آیا تو اس نے اس سے جنگ کی اور اُسے قید کر لیا اور علی بن البہاول کو بھی قید کر لیا اور مامون نے نصر بن حمزہ بن مالک خزاعی کو ثغور کی طرف بھجوایا، حالانکہ رشید نے ثابت بن نصر بن مالک خزاعی کو اس کا والی

مقرر کیا تھا اور اس کی نافرمانی کا خوف ہو گیا تو نصر بن حمزہ نے اُسے قبول کر لیا اور ثغور کو سنبھال لیا اور ثابت بن نصر ایک جمعہ سے بھی کم عرصہ ٹھہرا حتیٰ کہ فوت ہو گیا اور بعض کا قول ہے کہ نصر بن حمزہ بن مالک نے اُسے زہر پلا دیا تھا۔

اور مامون نے عیسیٰ بن یزید الجلودی کو یمن کا عامل بنا کر بھجوایا، وہاں حمدویہ بن علی بن عیسیٰ متغلب تھا اس نے ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر علوی کے خروج کے بعد نافرمانی کا اظہار کیا پس جب وہ مکہ کی طرف گیا تو اس نے ابراہیم بن موسیٰ کو بغداد کی طرف واپس کیا اور اس کی جگہ مامون کے حکم سے عبید اللہ بن حسن علوی کو والی مقرر کیا گیا اور الجلودی یمن کی طرف گیا اور حمدویہ دھیرے دھیرے اس کی طرف بڑھا اور ۵ جمادی الاول ۲۰۵ھ کو ان کی مڈبھیڑ ہوئی تو اس نے اُسے اطاعت اختیار کرنے کی دعوت دی تو اس نے انکار کیا اور ان کے درمیان جنگ بھڑک اٹھی اور حمدویہ کے اصحاب میں سے بہت سے آدمی مارے گئے اور حمدویہ نے شکست کھائی حتیٰ کہ صنعاء شہر میں داخل ہو گیا پس الجلودی نے اس کا پیچھا کیا حتیٰ کہ وہ اس گھر پہنچ گیا جس میں وہ اترا ہوا تھا پس الجلودی نے اُسے پکڑ لیا اور وہ اپنی لونڈیوں میں سے ایک لونڈی کے کپڑے پہنے ہوئے تھا اس نے اُسے کہا تیرا برا ہو! قائد ابن قائد، خلیفہ سے جنگ کرتا ہے اور موت سے اس طرح فرار کرتا ہے؟ میں تجھے تیرے خون پر اللہ کی امان دیتا ہوں حتیٰ کہ تو امیر المومنین کے پاس جائے اور وہ تیرے بارے میں اپنی رائے سے فیصلہ کریں اور اس نے اُسے مامون کی طرف واپس کر دیا۔

اور فوج نے طاہر بن حسین پر حملہ کر دیا اور وہ رقہ میں نصر بن شبث سے برسر پیکار تھا پس وہ بغداد واپس آ گیا اور اس نے اس کی جگہ یحییٰ بن معاذ کو والی مقرر کیا تو اس نے رقہ میں قیام کیا حتیٰ کہ وہ فوت ہو گیا اور مامون نے طاہر کو پولیس سپرنٹنڈنٹ بنا دیا اور اس نے ایک سال قیام کیا پھر اس نے مامون کے کاتب احمد بن ابی خالد الاحول کے پاس دروازے پر کھڑا ہونے سے زچ ہو کر

اور بغداد سے باہر جانے کی محبت کی شکایت کی اور دونوں کے درمیان محبت اور دوستی تھی اور اس نے اس کے لیے تین کروڑ درہم کی شرط مقرر کی، پس احمد بن ابی خالد نے تدبیر کی کہ وہ عامل خراسان غسان بن عباد کی طرف سے مامون کو خط لکھے کہ مجھے خراسان سے معاف فرمائیے، مامون نے کہا خدا کی قسم میں تو مملکت میں صرف خراسان ہی کو جانتا ہوں اور مجھے معلوم نہیں کہ اس جاہل کو استعفیٰ پر کس نے آمادہ کیا ہے سوائے اس کے کہ وہ خود کو اس کا اہل نہ سمجھتا ہو، احمد بن ابی خالد نے اسے کہا، طاہر کو اس کا والی بنا دو، تو اس نے ۲۰۵ھ کے آغاز میں غسان بن عباد کی جگہ طاہر بن حسین کو خراسان کا والی بنا دیا تو طاہر، خراسان آیا اور حمزہ الشاری نے وہاں بغاوت کر دی تو اس نے اس کے مقابلے میں فوج کے بعد فوج بھجوائی پھر حمزہ فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا ابراہیم بن النضر تمیمی کھڑا ہو گیا اور وہ طاہر کے زمانے میں ہمیشہ کھڑا رہا اور غسان بن عباد، خراسان سے آیا تو مامون نے اسے اپنے سے ایک ماہ تک روک دیا پھر حسن بن سہل نے اس کے بارے میں خط لکھا تو اس نے اسے اجازت دی تو اس نے کہا یا امیرالمومنین! میں آپ پر قربان جاؤں، میرا کیا گناہ ہے؟ اس نے کہا تو نے مجھ سے خراسان سے معافی مانگی ہے حالانکہ وہی ساری مملکت ہے.... تو اس نے اس کے سامنے اس پر قسم اٹھائی اور اسے احمد بن ابی خالد کی تدبیر کا علم ہو گیا۔

اور مامون نے عبیداللہ بن طاہر کو الجزیرہ، شام، مصر اور مغرب کا والی مقرر کیا اور اس کے تمام مضافات بھی اس کے سپرد کر دیے اور اسے حکم دیا کہ وہ ان لوگوں سے جنگ کرے جو وہاں متغلب ہیں، پس عبداللہ ۲۰۶ھ میں اپنے باپ کے خراسان جانے کے دو ماہ بعد گیا اور رقہ پہنچ گیا اور اس نے نصر بن شبث النصری سے جو کیسوم اور اس کے اردگرد کے علاقے پر جو الجزیرہ کے نواح سے تعلق رکھتا ہے، متغلب تھا، جنگ کی اور اس نے بقیہ متغلبین کو بھی الجزیرہ کے نواح اور شامات میں متغلب تھے، خط لکھا اور اس نے المعاون میں ان کے پاس ایلچی بھیجے پس سب لوگوں نے خطوط لکھے کہ وہ اطاعت میں ہیں اور انہوں نے اس سے اپیل کی کہ وہ ان کے لیے

امانات لکھ دے تو اس نے ان کی بات کو قبول کر لیا۔

اور مامون نے خالد بن یزید بن مزید شیبانی کو مصر کی طرف روانہ کیا اور عمر بن فرج الرخجی بھی ایک فوج سمیت اس کے ساتھ تھا اور اس نے ان دونوں کو حکم دیا کہ وہ مسلسل نگاہ رکھیں اور جب دونوں نے ملک کو فتح کیا تو عمر بن فرج الرخجی نے خراج کے بارے میں غور و فکر کیا اور خالد کے پاس المعاون اور الصلوٰۃ تھا پس دونوں عراق سے روانہ ہوئے اور انہوں نے جنگل کا راستہ اختیار کیا حتیٰ کہ فلسطین پہنچ گئے پھر دونوں مصر کی طرف آئے اور علی بن عبدالعزیز الجروی نشیبی علاقے پر متغلب تھا اور جب یہ دونوں اس کے نزدیک ہوئے تو اس نے ان دونوں کی طرف خط لکھا کہ وہ سمع و اطاعت میں ہے اور وہ اور اس کا باپ ہمیشہ سمع و اطاعت پر قائم رہے ہیں اور ان دونوں کے خطوط ہمیشہ اسی بات کے متعلق تھے۔

پس خالد بن یزید اور عمر بن فرج نشیبی علاقے کی طرف گئے اور کئی ماہ تک قیام کر کے عبیداللہ بن السری سے مراسلت کرتے رہے پھر خالد اس کی طرف دھیرے دھیرے بڑھا اور عمر اپنی جگہ پر ٹھہرا اور عبیداللہ، خالد سے جنگ کرنے کے لیے فسطاط سے روانہ ہوا اور جب دونوں کی مڈبھیڑ ہوئی تو خالد کے ان اصحاب نے اُسے چھوڑ دیا جن کو الجروی نے اس کے ساتھ بھیجا تھا پس خالد نے اپنے غلاموں اور دوستوں کے ساتھ ایک ساعت تک جنگ کی اور عبیداللہ نے اُسے مغلوب کر لیا اور اُسے قید کر لیا اور اس نے اس کے پاس اچھے حال میں عزت کے ساتھ قیام کیا پھر اس نے اُسے سمندر سوار کرا دیا اور اُسے زاد دیا اور اُسے عراق بھجوا دیا اور خالد کہا کرتا تھا ــــ میں نے عبیداللہ بن السری کی طرح کسی کا شکریہ ادا نہیں کیا۔ اس نے مجھ سے مکمل حسنِ سلوک کیا اگر وہ مجھے سمندر سوار نہ کراتا ــــ اور عمر بن الفرج نے نشیبی علاقے میں قیام کیا حتیٰ کہ حج کا وقت آ گیا تو ابن الجروی نے مکہ تک اس کی حفاظت کی۔

اور خراسان کے وقائع نگار نے بیان کیا ہے کہ طاہر بن حسین جمعہ کے روز

منبر پر چڑھا اور لوگوں سے خطاب کیا اور امیر المومنین کے لیے دُعا نہ کی تو مامون نے رات کو احمد بن ابی خالد کو بُلایا اور اُسے کہا تو نے مجھے تین کروڑ درہم کے عوض فروخت کر دیا ہے جو تو نے طاہر سے لیے ہیں؟ اس نے کہا میں اس کے پاس جاتا ہوں اور اس کے معاملے میں آپ کو کفایت کرتا ہوں پس اس نے اُسے تیاری کا حکم دیا پھر احمد بن ابی خالد کے پاس طاہر کا خط آیا اور اس نے اُسے کہا کہ وہ محمد بن فرخ العمرکی کو اس کے پاس بھیجے اور وہ طاہر کو سب لوگوں سے زیادہ محبوب اور سب سے زیادہ قابلِ اعتماد تھا، احمد بن ابی خالد نے مامون سے کہا یا امیر المومنین، محمد بن فرخ بھی میری طرح کا منتظم ہے اُسے کئی جاگیریں دی گئی ہیں اور اُسے بہت مال دیا گیا ہے اور وہ خراسان کی طرف گیا اور اس نے ایک ماہ اس کے پاس قیام کیا حتیٰ کہ فوت ہو گیا، بیان کیا جاتا ہے کہ العمرکیؔ کے بھتیجے نے اُسے زہر پلا کر مار دیا تھا۔

اور طاہر بن حسین نے ۲۰۷ھ میں خراسان میں ۴۸ سال کی عمر میں وفات پائی تو مامون نے اس کے بیٹے طلحہ بن طاہر کو خراسان کا والی مقرر کر دیا اور اس نے احمد بن ابی خالد کو اس فوج کے ساتھ روانہ کیا جسے اس نے اس کے ساتھ کیا تھا پس وہ خراسان کی طرف گیا اور اس کے ساتھ افشین حیدر ابن کادس اور شروسنی اور ملوک خراسان کے کچھ بیٹے آئے۔

اور مامون کو اطلاع ملی کہ سندھ کا عامل بشر بن داؤد جہلبی مخالف ہو گیا ہے تو اس نے اس کی جگہ حاجب بن صالح کو عامل بنا کر بھیجا اور جب وہ مکران پہنچا تو اس نے بشر بن داؤد کے بھائی کو پایا اور اس نے اُسے کہا عملداری کو سپرد کر دو۔ اور عملداری کی تحریر کا طریق یہ ہے کہ بشر اُسے پڑھے تاکہ سپردگی کو لکھے اس نے کہا میں بھی بشر کی جانب سے ہوں اور بشر منصورہ میں ہے اور اس کے اور تیرے درمیان دو دن کا فاصلہ ہے، پس جب تو اُس سے ملاقات کرے اور وہ مجھے سپردگی کا خط لکھے تو میں تیرے سپرد کر دوں گا۔

پس دونوں کے درمیان جھگڑا پیدا ہو گیا اور اس نے مامون کو خبر دیتے ہوئے

خط لکھا کہ بشر نے علیحدگی اختیار کر لی ہے اور وہ اس سے بر سر پیکار ہے، سو مامون نے محمد بن عباد مہلبی کو بلایا جو اپنے زمانے میں بصرہ کا سردار تھا اس نے کہا، بشر مخالف ہو گیا ہے، اس نے کہا معاذ اللہ، اس نے کہا، غسان بن عباد کے ساتھ جا، پس اس نے غسان کے ساتھ جرنلوں کی ایک جماعت کو اور موسیٰ بن یحییٰ بن خالد برمکی کو بھجوایا اور اسے حکم دیا کہ وہ موسیٰ کو شہر کا والی بنائے اور جب غسان، بلادِ سندھ کی طرف گیا تو بشر اس کے پاس آیا اور اس نے کسی جنگ اور جھگڑے کے بغیر اس کی اطاعت کر لی، تو اس نے اُسے واپس بھیج دیا اور موسیٰ بن یحییٰ کو شہر کا والی بنا دیا اور موسیٰ ہمیشہ شہر میں رہا حتیٰ کہ مر گیا اور اس کی جگہ عمران بن موسیٰ والی بن گیا اور جب بشر بن داؤد اور اس کے ساتھی جو آلِ مہلب سے تھے بغداد آئے تو مامون نے سب کو آزاد کر دیا اور ان سے حسن سلوک کیا۔

اور مامون نے ۲۰۳ھ کے شروع میں ابراہیم بن مہدی بن شکلہ پر فتح پائی۔ اس نے رات کو اس پر فتح پائی اور اس نے اس شب کو ایک عام نشست کی اور اُسے احمد بن ابی خالد کے پاس کسی بندھن کے بغیر قید کر دیا اور اُسے اس کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا پھر ابراہیم نے اپنے قید خانے سے مامون کی طرف خط لکھا اُسے یقین تھا کہ وہ اُسے قتل کر دے گا جس میں بیان کیا یا امیرالمومنین، بدلے کے وارث اور قصاص کے بارے میں فیصلہ کرنے والے، عفو التقویٰ کے زیادہ قریب ہے، جو آسائش سے دھوکہ کھا جائے اُسے زمانے کی گردشیں زیادہ تلخ معلوم ہوتی ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام معاف کرنے والوں سے اوپر اور تمام گنہگاروں کو مجھ سے نیچے بنایا ہے پس اگر آپ معاف کریں تو آپ کی مہربانی ہے اور اگر آپ بدلہ لیں تو آپ کا حق ہے، پس مامون نے اس کے رقعہ پر لکھا۔

اختیار، غصّے کو فرو کرتا ہے اور ندامت، توبہ ہے اور ان دونوں کے درمیان اللہ کا عفو ہے اور ہم اس سے جو مانگتے ہیں وہ اس سے زیادہ ہے اور اس نے اُسے چھوڑ دیا اور معاف کر دیا اور کہا میں نے اپنے تمام اصحاب

سے تیرے بارے میں مشورہ کیا ہے حتیٰ کہ میں نے اپنے بھائی ابو اسحٰق اور عباس کے دونوں بیٹوں سے بھی مشورہ کیا ہے اور سب نے مجھے تیرے قتل کا مشورہ دیا ہے اور میں نے تجھے معاف کرنے کے سوا ہر بات سے انکار کیا ہے اس نے کہا یا تو انہوں نے خلافت کی بڑائی اور تدبیر حکومت کے متعلق تیری خیر خواہی کی ہے تو انہوں نے کر دی ہے لیکن انہوں نے جہاں سے تجھے بلایا ہے تو نے وہاں سے اللہ کی مدد کو حاصل کرنے سے انکار کر دیا ہے اور مامون نے اس کے بارے میں اپنے سب اصحاب سے مشورہ کیا تھا اور سب نے اُسے اس کے قتل کا مشورہ دیا اس نے انہیں کہا، اگر میں نے اُسے قتل کیا تو میں اپنے سلوک میں اپنے سے پہلے دھوکہ جو وہ اپنے سے دشمنی رکھنے والوں اور جھگڑا کرتے والوں سے کرتے تھے، پیروکار ہوں گا، اور اگر میں نے معاف کر دیا تو میں اکیلا ہی جماعت ہوں گا۔

اور ابن عائشہ، ابراہیم بن محمد بن عبدالوہاب بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس ایک جماعت کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا اس جماعت میں مالک بن شاہی التنفری جو السواد کا باشندہ تھا، اور محمد بن ابراہیم افریقی بھی شامل تھے پس انہوں نے رجسٹر مدون کیے اور جوانوں کے نام لکھے اور عمال کے نام رکھے، پس مامون نے اس پر فتح پائی اور اُسے تہہ خانے میں قید کر دیا اور ابراہیم بن عائشہ نے تہہ خانے والوں سے مہربانی چاہی حتیٰ کہ اس نے انہیں حملے پر آمادہ کر دیا اور یہ کہ وہ فساد کریں اور عیسائی بن جائیں اور اپنی کمروں میں زنار باندھیں اور اپنی گردنوں میں صلیبیں ڈالیں اور محمد بن عمران انچارج ڈاک نے ان کی خبر پہنچا دی اور جب مامون نے خبر کو درست پایا تو رات کو تہہ خانے کی طرف آیا اور اپنے جرنیلوں کی ایک جماعت کو حاضر کیا اور ابراہیم کو بلایا اور اُسے قتل کر دیا اور جو لوگ اس کے ساتھ تھے انہیں بھی قتل کر دیا اور وہ افریقی اور فرج البغواری تھے اور اس نے بغداد میں ابن عائشہ کو تین دن

صلیب دیا پھر اُسے اتارا اور یہ ۲۱۰ھ کا واقعہ ہے۔

اور مامون بغداد سے فم الصلح کی طرف گیا جو حسن بن سہل کی فرودگاہ ہے سو اس نے حسن بن سہل کی بیٹی بوران سے نکاح کیا اور وہاں ولیمہ کیا اور اس دعوت ولیمہ کی مثل نہیں دیکھی گئی اور حسن بن سہل نے مامون پر اور اس کے تمام ساتھیوں پر جو اس کے اہلبیت، کتاب اور اصحاب میں سے تھے اور اس کی فوج کے تمام پیروکاروں پر مامون کے قیام کے ایام میں خرچ کیا اور ان پر جاگیریں، لبستیاں، لونڈیاں، خادم، گھوڑے اور چوپائے نچھاور کیے، اور ان انواع و اقسام کی چیزوں کے نام چھوٹے چھوٹے کاغذوں پر لکھے جاتے اور انہیں کستوری کی گولیوں میں رکھا جاتا اور لوگوں پر نچھاور کیا جاتا اور جب کبھی کوئی آدمی کوئی گولی لیتا تو اس کے کاغذ کی طرف دیکھتا پھر جو کچھ اس میں لکھا ہوتا اُسے وکلاء سے لے لیتا پھر اس نے لوگوں پر دراہم و دنانیر اور کستوری کے چوہے اور عنبر کے ٹکڑے نچھاور کیے اور مامون نے چالیس روز قیام کیا پھر واپس آگیا۔

اور عبداللہ بن طاہر نے کیسوم فتح کیا اور اس سال یعنی ۲۱۰ھ میں اس نے نصر بن شبث پر فتح پائی اور اُسے مامون کے پاس لایا ابن منصور بن زیاد نے بیان کیا ہے اور وہ عبداللہ بن طاہر کی ڈاک کا انچارج تھا اور اس نے مامون کو اس کی خبر دیتے ہوئے خط لکھا کہ عبداللہ بن طاہر، ہر شب کو اپنی فوج سے باہر چلا جاتا ہے اور نصر بن شبث اس کے پاس آتا ہے اور دونوں اکٹھے ہو کر باتیں کرتے ہیں پس مامون نے عمرو بن مسعدۃ کو بلایا اور اُسے حکم دیا کہ وہ کسی بیماری کا اظہار کرے کہ وہ اس کے لیے اس کے گھر میں ٹھہرنے کا ضرورت مند ہے اور یہ کہ وہ ڈاک کے پندرہ گھوڑوں پر جائے اور کسی کو معلوم نہ ہو حتیٰ کہ وہ عبداللہ بن طاہر کے پاس پہنچ جائے اور اُسے کہے اے ابن الفاعلۃ، امیرالمومنین نے ارادہ کیا ہے کہ وہ سیاہ فام غلام کو امیر بنا دیں پھر اُسے تیری جگہ بھیج دیں اور تجھے اس کا منتظم بنا دیں اور اس نے عمرو کو حکم دیا کہ وہ اُسے سلام نہ کرے اور نہ اس کا جواب سُنے، پس عمرو گیا اور جب

عبداللہ سے ملا تو اس نے اُسے سلام نہ کیا حتیٰ کہ لوگوں کی موجودگی میں اُسے پیغام پہنچا دیا پھر واپس آ گیا اور اس کا جواب نہ سُنا اور جب عمرو کی روانگی پر چالیسواں دن ہو گیا تو نصر بن شبث آیا اور عبداللہ شام کے ایک ایک شہر میں گھومتا گیا اور وہ جس شہر سے گزرتا تو قبائل و عشائر کے رؤساء اور فقراء کو پکڑ لیتا اور قلعوں اور شہروں کی دیواروں کو گرا دیتا اور اس نے اسود و احمر اور ابیض کو عام امان دی اور سب کو اکٹھا کر دیا اور شہروں کے مصالح پر غور کیا اور بعض شہروں سے خراج ساقط کر دیا پس کوئی مخالف اور نافرمان باقی نہ رہا مگر وہ اس کے قلعے سے باہر چلا گیا۔

اور عبداللہ سب لوگوں کے ساتھ مصر کی طرف روانہ ہو گیا تو علی بن عبدالعزیز الجروی نے اس سے ملاقات کی جو نشیبی علاقے پر متغلب تھا اور اُس نے اُسے بتایا کہ وہ اور اس کا باپ ہمیشہ سے اطاعت میں ہیں تو اس نے اس کی بات کو قبول کیا اور اُسے اپنے ساتھ لے گیا حتیٰ کہ بلبیس میں اُترا اور اس نے عبیداللہ بن السری کے ساتھ معرکے کیے اور عبیداللہ کے اصحاب امان طلب کرنے لگے حتیٰ کہ اس کے ساتھ کوئی بھی قابلِ اعتماد آدمی نہ رہا پس جب اس نے اس کیفیت کو دیکھا تو اس شرط پر امان طلب کی کہ اس نے جو کچھ لیا ہے وہ اُسے جائز قرار دیتا ہے اور اُسے الصعید کا دو ماہ کا خراج دیتا ہے تو اس نے اس کی بات مان لی اور اُسے امان دے دی اور اس نے کہا۔ اگر وہ یہ شرط لگاتا کہ میں زمین پر اپنا رخسار رکھ دوں اور وہ اُسے پا[illegible]ال کرے تو میں ایسا کر دیتا اور میرے نزدیک یہ خونریزی سے بچنے کے مقابلے میں معمولی بات ہے پس وہ ۲۰ر صفر ۲۱۱ھ کو اس کے پاس پہنچ گیا۔

اور عبداللہ بن طاہر، فسطاط آیا اور فتح کا خط لکھا اور عبداللہ بن طاہر نے عبیداللہ بن السری کو الصعید میں دو ماہ ٹھہرایا پھر اُسے عراق بھجوا دیا پھر اس نے عباس بن ہاشم کو باتیجور البلد کا والی مقرر کر دیا۔

اور اندلس کے کچھ لوگ اسکندریہ پر متغلب ہو گئے سو عبداللہ ان کی طرف دھیرے دھیرے بڑھا اور اس نے ان کا شدید محاصرہ کر لیا پھر انہیں امان دے دی اور

۲۱۲ھ میں اس نے اسکندریہ کو فتح کر لیا اور الیاس ابن اسد خراسانی کو اس کا والی مقرر کیا اور فسطاط کی طرف لوٹ آیا پھر عراق کی طرف گیا اور الجروی اور اہالیان مصر و شام کی ایک جماعت کو اپنے ساتھ لے گیا اور اس نے مصر پر عیسیٰ بن یزید الجلودی کو نائب مقرر کیا۔

اور احمد بن محمد العمری، حضرت عمر بن الخطاب کی اولاد میں سے تھا اس نے یمن پر حملہ کر کے محمد بن نافع کو نکال دیا اور بیت المال پر قبضہ کر لیا پس مامون نے ابوالرازی محمد بن عبدالحمید کو یمن کا والی مقرر کیا اور جب وہ آیا تو العمری نے امان کی التجا کی تو اس نے اُسے امان دی پھر ابوالرازی نے اس سے فریب کیا اور اُسے اور اس کے اہلبیت اور اس کے بیٹوں کی ایک جماعت کو پکڑ لیا اور انہیں بیڑیوں میں جکڑ دیا اور انہیں مامون کے دروازے پر لے گیا اور اس نے اہل یمن کو دو ٹیکس دینے کی وجہ سے پکڑ لیا جو ابن العمری نے جمع کیے تھے اور ابراہیم بن ابی جعفر حمیری جو المناخی کے نام سے مشہور تھا، کی طرف گیا اور وہ اپنی ایک محفوظ پہاڑی میں تھا اس نے اُسے اپنے پاس آنے کا حکم دیا تو وہ اس کے پاس نہ گیا تو وہ اس کی طرف بڑھا اور جب وہ پہاڑ کی طرف گیا تو تنگ راستے پر چلا اور ابن ابی جعفر باہر نکلا تو اس نے اُسے قتل کر دیا اور اس کے بہت سے اصحاب کو بھی قتل کر دیا اور بہت سے اصحاب کو قید کر لیا اور ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے اور سلطان کا شہر برباد کر دیا اور یہ ۲۱۲ھ کا واقعہ ہے۔

اور اس سال عبداللہ بن مالک خزاعی ذوالحجہ میں فوت ہو گیا اور اس سال الکرخ میں بہت آگ لگی۔

اور مامون نے طاہر بن محمد الصنعانی کو آرمینیا اور آذربائیجان کا والی مقرر کیا اور بعض نے بیان کیا ہے کہ اُسے ہرثمہ بن اعین نے ہمدان سے بھیجا اور وہ عراق کی طرف جا رہا تھا پس وہ ورثان جو آذربائیجان کی عملداری میں ہے، کی طرف گیا اور اس نے آرمینیا کے جنرلوں اور اس کی فوج کے سرکردہ لوگوں سے

مراسلت کی تو انہوں نے مامون کی بیعت کر لی اور مخلوع سے قبل اسحاق بن سلیمان اس کا عامل تھا اور اس کے ساتھ عمر، الحزون، انرسی اور عبد الرحمٰن بھی تھے، الران کا جنرل اور جنرلوں کی ایک جماعت بھی گئی اور وہ برذعہ جانے کے ارادے سے آیا تاکہ اس کے باشندوں پر حملہ کرے کیونکہ انہوں نے اس کے بیٹے کو نکال دیا تھا، پس طاہر نے ان کے مقابلے میں مامون کے عامل زہیر بن سنان تمیمی کو بڑی مخلوق کے ساتھ بھیجا اور انہوں نے مڈبھیڑ کی اور عوام نے اس روز باہم جنگ کی پھر اسحٰق بن سلیمان اور اس کے اصحاب نے شکست کھائی اور اس نے اس کے بیٹے جعفر بن اسحٰق بن سلیمان کو قید کر لیا اور اس نے اُسے اور اس کے ساتھ جو قیدی تھے انہیں مامون کے پاس بھیج دیا۔

اور طاہر الصنعانی نے چند دن ہی قیام کیا کہ عبد الملک بن الجحاف سلمی نے علیحدگی اختیار کرتے ہوئے اس کے خلاف خروج کر دیا اور وہ اہل بیلقان کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا اور انہوں نے برذعہ شہر میں طاہر کو گھیر لیا اور اس نے محصور ہو کر کئی ماہ قیام کیا اور مامون کو خبر ملی تو اس نے سلیمان بن احمد بن سلیمان ہاشمی کو والی مقرر کر دیا اور وہ شہر آیا تو طاہر محصور تھا تو اس نے اُسے باہر نکالا اور اُسے واپس کر دیا اور عبد الملک کو امان دے دی اور شہر ٹھیک ٹھاک ہو گئے پھر اس نے حاتم بن ہرثمہ بن اعین کو آرمینیا کا والی مقرر کیا تو وہ شہر آیا اور معتزلہ اور جماعت کے درمیان عصبیت پیدا ہو گئی اور وہ ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے حتیٰ کہ وہ فنا ہونے کے قریب ہو گئے پھر انہوں نے صلح کر لی اور حاتم بن ہرثمہ شہر میں تھوڑے ہی دن ٹھہرا حتیٰ کہ اس کے پاس اس کے باپ ہرثمہ کی موت کی اور جس حال میں اس کی موت واقع ہوئی اس کی خبر آ گئی پس وہ برذعہ سے روانہ ہوا حتیٰ کہ کسال میں اُترا اور وہاں اس نے قلعہ بنایا اور علیحدگی کے لیے کام کیا اور جنرلوں اور اہالیان آرمینیا کے سرکردہ لوگوں سے مراسلت کی اور بابک اور الجرمیہ سے بھی مراسلت کی اور ان کے نزدیک مسلمانوں کے معاملے کو ہیچ کر دیا پس بابک اور الجرمیہ نے ہل جل کی اور بابک نے آذربائیجان کی عملداری میں غلبہ پا لیا۔

اور مامون کو اطلاع ملی تو اس نے بنو ذہل کے غلام یحییٰ بن معاذ بن مسلم کو آرمینیا کا والی مقرر کر دیا...... [1] اور یحییٰ بن معاذ نے کئی معرکے کیے اور وہ کسی معرکے میں اس پر غالب نہ آیا اور مامون نے مخلوع کے زمانے کے جنگجو سالار عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کو امیر بنا دیا اور جب اس نے یحییٰ کا کوئی نشان نہ پایا تو اس نے عیسیٰ کو آرمینیا اور آذربائیجان کا والی مقرر کر دیا اور اسے حکم دیا کہ وہ انہیں اپنے مال سے رسد دے پس عیسیٰ بن محمد نے انہیں اپنے مال سے تیار کیا اور یہ لوگ بغداد کی ایک طرف میں تھے اور وہ روانہ ہو گیا اور بغداد میں الحربیہ کے سپاہیوں میں سے جو فتنہ میں شامل تھے ایک شخص بھی باقی نہ رہا پس جب وہ شہر میں گیا تو محمد بن الرواد اس کے پاس آیا...... [2] کہ وہ اور اس علاقے کے تمام رؤسا پیدل چلیں، پس اس نے بابک سے جنگ کرنے کے لیے تیاری کی اور درے میں پوزیشن سنبھال لی تو بابک نے اس میں اس سے ملاقات کی اور اُسے شکست دی اور عیسیٰ پیٹھ پھیرے ہوئے گزرا وہ کسی چیز کے پاس کھڑا نہ ہوا اور الحربیہ کے ایک مکار نے اُسے آواز دی اے ابوموسیٰ کہاں جاتے ہو؟ تو اس نے کہا کہ ان لوگوں سے جنگ کرنے میں ہمارا کوئی نصیبہ نہیں صرف مسلمانوں کی جنگ میں خوف کیا جاتا ہے۔

اور وہ آذربائیجان سے آرمینیا کی طرف لوٹ گیا اور سوادۃ بن عبدالحمید الجعانی نے نافرمانی کر دی تو عیسیٰ نے اُسے پیشکش کی کہ وہ اُسے آرمینیا کا والی بنا دے گا تو اس نے اس سے جنگ کرنے کے سوا ہر بات سے انکار کر دیا تو اس نے اس سے جنگ کی اور اُسے بڑی مشقت کے بعد شکست دی اور عیسیٰ بن محمد کے لیے آرمینیا درست ہو گیا اور البذ میں بابک کا معاملہ بڑھ گیا تو مامون نے زریق بن علی بن صدقہ ازدی کو والی مقرر کر دیا مگر اس نے کچھ نہ کیا تو اس نے محمد بن حمید الطوسی کو والی بنا دیا اور جب

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔
[2] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

زریق کو اپنے ہٹائے جانے کی خبر ملی تو اس نے علیحدگی اختیار کرلی اور نافرمانی کا اظہار کیا۔

اور محمد بن حمید شہر آیا تو زریق نے اس سے جنگ کی تو محمد نے اس کے اصحاب کو قتل کر دیا پھر اس نے امان طلب کی تو اس نے اُسے امان دی اور اُسے مامون کے پاس لے گیا اور محمد بن حمید نے قیام کیا حتیٰ کہ اس نے شہروں کو ان لوگوں سے پاک کر دیا جن سے اس کی طرف خائف تھی اور جب اُسے بابک سے جنگ کی قدرت حاصل ہوئی تو اس نے اس سے جنگ کرنے کی تیاری کی اور اس کی طرف بڑھا تو اس نے اس سے شدید جنگ کی اور اُسے ساری جنگ میں کامیابی حاصل ہوئی پھر وہ ایک تنگ جگہ کی طرف چلا گیا جس میں سخت زمین تھی، پس ابن حمید اور اس کے ساتھ جو جماعت تھی وہ پیدل چلے تو بابک کے ساتھیوں نے ان پر حملہ کر دیا اور محمد اور اس کے سرکردہ اصحاب کی ایک جماعت قتل ہوگئی اور فوج نے شکست کھائی اور اس نے ابن حمید کے ایک قرابت دار مہدی بن اصرم کو فوج کا نگران مقرر کیا۔

اور جب محمد بن حمید قتل ہوگیا تو مامون نے عبداللہ بن طاہر کو والی مقرر کیا اور اُسے الجبال کے صوبے اور آرمینیا اور آذربائیجان کا امیر بنا دیا اور قضاۃ اور خراج کے عمال کو اس کے امر تک پہنچنے کا خط لکھا، پس عبداللہ گیا اور اس نے دینور میں قیام کیا اور اس نے مہدی بن اصرم، محمد بن یوسف، عبدالرحمٰن بن حبیب اور ان جرنیلوں کو جو محمد بن حمید کے ساتھ تھے خط لکھا کہ وہ اپنی جگہوں پر ٹھہریں۔

اور طلحہ بن طاہر نے خراسان میں وفات پائی تو مامون نے اس کی جگہ عبداللہ کو والی مقرر کر دیا اور اسحٰق بن ابراہیم اور قاضی القضاۃ یحییٰ بن اکثم کے ہاتھ اپنا حکم نامہ اس کے پاس بھیجا، پس عبداللہ اس سال خراسان کی طرف گیا تو مامون نے علی بن ہشام کو آذربائیجان پر اور بابک سے جنگ کرنے پر مقرر کیا اور عبدالاعلیٰ بن احمد بن یزید بن اسید سلمی کو آرمینیا کا والی مقرر کیا تو وہ شہر میں آیا اور جرزان پر محمد بن عتاب متغلب ہوگیا اور الصناریہ اس کے ساتھ منضم ہو گئے پس اس نے اس

سے جنگ کی تو ابن عتاب نے اُسے شکست دی اور اُسے جنگ کی کوئی قوت اور واقفیت نہ تھی، سو مامون نے خالد بن یزید بن مزید کو والی مقرر کیا اور عراق کے قید خانے میں اس کے قبیلے کے جو لوگ تھے اس نے انہیں باہر نکال دیا اور جزیرہ کی طرف واپس آگیا اور ربیعہ کے بہت سے لوگ اس کے ساتھ منضم ہو گئے پھر وہ شہر کی طرف گیا اور جب خلاط آیا تو سوادۃ بن عبد الحمید الجعانی اس کے پاس آیا تو اس نے اُسے امان دی پھر وہ النشوی کی طرف گیا تو وہاں بنو محارب کا غلام یزید بن حصن متغلب تھا، پس یزید بن حصن اس سے ڈر کر بھاگ گیا اور کسال نے آکر وہاں قیام کر لیا اور اس محمد بن عتاب کی طرف فوج بھیجی تو وہ اظہارِ اطاعت کرتا ہوا امان میں اس کے پاس آیا تو خالد نے اُسے امان دی اور کہا۔ الضناریہ تیری اطاعت میں ہیں تو محمد بن عتاب نے اُسے کہا وہ میری اطاعت میں نہیں ہیں تو خالد ان کی طرف بڑھا اور جرزان میں ان سے جنگ کی اور انہیں شکست دی اور ان کے مویشی پکڑ لیے پھر اس نے صلح کی دعوت دی اور ان سے تین ہزار گھوڑیوں اور بیس ہزار بکریوں پر صلح کی اور وہ تھوڑی دیر ہی ٹھہرے حتیٰ کہ وہ ان کے ساتھ القیسیہ بھی اُٹھ کھڑے ہوئے اور انھوں نے خالد پر تباہی ڈال دی اور ان لوگوں میں علی بن یحییٰ ارمنی بھی تھا پس خالد نے اُسے قید کر لیا اور ایک جماعت کو بھی قید کر لیا اور انہیں مامون کے پاس بھجوا دیا اور اس نے انہیں ابو اسحٰق المعتصم کی طرف بھیج دیا اور انہیں اس کے ساتھ ملا دیا اور ان کا روزینہ مقرر کیا۔

پھر مامون نے عبد اللہ بن مصاد اسدی کو خالد کی جگہ والی مقرر کیا اور اس نے خالد کو اس کے پاس واپس بھیج دیا، خالد ڈرا کہ اس کے پاس اس کی چغلی ہوئی ہے پس جب وہ آیا تو اس نے اُسے اپنے بھائی معتصم کے ساتھ ملا دیا اور عبد اللہ بن مصاد اسدی شہر میں آیا اور وہ تھوڑا عرصہ ہی ٹھہرا کہ فوت ہو گیا اور اس نے اپنے بھائی .... اور اس نے اپنے بیٹے علی کو نائب مقرر کیا اور شہر مضطرب ہو گیا اور مامون نے حسن بن علی باذغیسی کو جو المامونی کے نام سے مشہور تھا،

والی مقرر کیا وہ آیا تو شہر مضطرب تھا سو اس نے قلعہ راھطین[1] کے باشندوں سے جنگ کی اور اُسے فتح کر لیا اور دیبل کی طرف لوٹ گیا اور وہاں قیام کیا اور اسحق بن اسماعیل بن شعیب التغلیبی کی طرف اموال لانے کے متعلق خط لکھا تو اسحق نے اس کی مزاحمت کی اور اُس کے ایلچیوں کو واپس کر دیا پس وہ تغلیس کی طرف بڑھا اور جب وہ اس کے نزدیک آیا تو وہ اس کے پاس آیا اور اُسے مال دیا تو وہ اُسے چھوڑ گیا۔

اور مامون نے اس کے بھائی ابو اسحق کو مصر اور مغرب کا امیر مقرر کیا اور اس کے بیٹے عباس کو ۲۱۴ھ میں الجزیرہ کا امیر مقرر کیا اور عباس، الجزیرہ آیا اور بلال الشاری اُٹھ کھڑا ہوا تو اس نے اور ابو اسحق نے اور ان دونوں کے ساتھ جنرلوں کی ایک جماعت نے اس کے خلاف ایکا کر لیا اور اس پر فتح پائی اور اُسے قتل کر دیا۔

اور الغیبیہ اور الیمانیہ مصر میں الحوف کی جانب اُٹھ کھڑے ہوئے تو عیسیٰ بن یزید الجلودی نے ان سے جنگ کی تو انہوں نے اسے کئی بار شکست دی تو ابو اسحق نے عمیر بن ولید کو الجلودی کی جگہ مصر کا عامل بنا کر بھجوایا اور اس نے ان سے جنگ کی اور انہیں خوب قتل کیا پھر قتل ہو گیا سو مامون نے ابو اسحق کو ان کے مقابلے میں جانے کا حکم دیا تو وہ رقہ سے ان کی طرف گیا اور انہیں امان کی دعوت دی تو انہوں نے اس کی بات نہ مانی تو اس نے ان سے جنگ کی اور ان پر فتح پائی اور الغیبیہ کے سردار عبداللہ بن جلیس الھلالی اور الیمانیہ کے سردار عبدالسلام الجذامی کو قید کر لیا اور دونوں کو قتل کر دیا اور مصر کے پل پر انہیں صلیب دے دیا اور ان میں سے بہت سے لوگوں کو قید کر لیا اور انہیں بغداد لے گیا۔

اور یحییٰ بن اکثم نے مامون کے پاس معتصم کی چغلی کی اور اُسے بتایا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ وہ علیحدگی کی کوشش کر رہا ہے تو اس نے اس کی طرف اپنے پاس آنے کا حکم بھیجا اور وہ اس کی ملاقات تک مقیم رہے، پس وہ

---

[1] اصل کتاب میں یہ لفظ نقطوں کے بغیر ہی لکھا ہوا ہے۔

دو سو خچروں پر روانہ ہوا جنہیں اس نے خریدا اور انہیں اچھے طریقے سے صاف ستھرا کیا اور اس نے عبدویہ بن جبلہ کو فسطاط پر قائم مقام مقرر کیا۔

اور مامون، محرم ۲۱۵ھ میں ارض روم کی طرف جانے کے لیے نکلا اور اس نے موسم گرما کی جنگ کی اور نصف انقرہ کو صلح سے اور نصف کو شمشیر سے فتح کیا اور اُسے ویران کر دیا اور جنرل منویل وہاں سے بھاگ گیا اور اس نے حصن شمال کو فتح کیا پھر واپس آیا اور دمشق میں پھر اُسے خبر ملی کہ صوبہ مصر کے البشرود کے باشندوں نے بغاوت کر دی ہے تو اُس نے اپنے بھائی ابو اسحٰق کو حکم دیا کہ وہ افشین حیدر ابن کاوس کو بھیجے تو اس نے اُسے بھیجا اور اس نے ان کی تکالیف کو روکا اور برقہ کی طرف گیا اور اس کے باشندوں نے مخالفت کی تو اس نے اُسے فتح کیا اور مسلم بن نصر بن الاعور کو قید کر لیا اور ۲۱۶ھ میں مصر کی طرف واپس آ گیا اور الحوف اور البشرود کے باشندوں نے دوبارہ نافرمانی کی تو اس نے ان سے جنگ کی۔

اور ۲۱۶ھ میں مامون نے سرزمین روم سے جنگ کی اور بارہ قلعوں اور متعدد غلہ کے اسٹوروں کو فتح کیا اور اُسے اطلاع ملی کہ طاغیۃ الروم نے پیشقدمی کی ہے تو اس نے اپنے بیٹے عباس کو بھیجا تو اس نے اس سے ملاقات کر کے اُسے شکست دی اور اللہ نے مسلمانوں کو فتح دی اور شاہِ روم توفیل نے اپنے دوست پادری کو اس کے پاس بھیجا اور اس کی طرف خط لکھا جس میں اپنے نام سے ابتدا کی تو مامون نے کہا میں اس کا خط نہیں پڑھوں گا جس میں اس نے اپنے نام سے ابتدا کی ہے اور اس نے اُسے واپس کر دیا اور توفیل بن میخائیل نے اس کی طرف خط لکھا اور اس بندے کے لیے جو لوگوں میں نہایت بلند شان اور عرب کا بادشاہ ہے، توفیل بن میخائیل شاہِ روم کی طرف سے ....[1] اور اس نے اپیل کی کہ وہ اس سے ایک لاکھ دینار اور جو سات ہزار قیدی اس کے پاس ہیں اُس سے قبول کرے

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

اور اس نے رومیوں کے جن شہروں اور قلعوں کو فتح کیا ہے انہیں ان کے لیے چھوڑ دے اور پانچ سال ان سے جنگ نہ کرے تو اس نے اُسے اس کا جواب نہ دیا اور کیسوم کی طرف لوٹ آیا جو الجزیرہ کے علاقے میں دیار مضر سے متعلق ہے۔

اور ام جعفر بنت جعفر بن منصور ۲۶ جمادی الاوّل ۲۱۶ھ کو سوموار کے روز فوت ہوگئی اور اسی روز عمرو بن مسعدۃ کی خبر بھی آئی جو اذنہ میں فوت ہوگیا تھا اور اس سال ماہِ رمضان میں طوق بن مالک الربعی بھی فوت ہوگیا۔

اور مصر میں اہالیانِ الحوف، البیما اور البشرود جو افشین سے برسرِ پیکار تھے ان کی طاقت بڑھ گئی اور یہ نشیبی زمین کے صوبے سے تعلق رکھتے ہیں پس مامون مصر کے صوبے کی طرف روانہ ہوا اور افشین کو اہالیانِ الحوف سے جنگ کرنے کے لیے آگے کیا اور بنفس نفیس بھی ان کی طرف بڑھا اور اس نے انہیں قتل کیا اور البیما کو قیدی بنا لیا اور وہ البشرود کے قبطی ہیں اور اس نے اس بارے میں مصر کے فقیہ سے فتویٰ پوچھا جسے حارث بن مسکین مالکی کہا جاتا تھا اس نے کہا اگر انہوں نے کسی ظلم کی وجہ سے جس نے انہیں تکلیف دی ہے، خروج کیا ہے تو ان کے خون اور اموال حلال نہیں۔ مامون نے کہا تو بکرا ہے اور مالک تجھ سے بڑا بکرا ہے، یہ کفار ہیں انہیں امان حاصل ہے جب ان پر ظلم ہو تو امام کے پاس فریاد کریں ان کے لیے روا نہیں کہ مدد مانگیں ......[1] اور نہ مسلمانوں کے گھروں میں ان کے خون بہائیں اور مامون نے ان کے رؤسا کو نکالا اور انہیں بغداد لے آیا۔

اور محمد بن ابو العباس طوسی اور احمد بن ابی داؤد نے ابو اسحٰق کا قرب حاصل کرنے کے لیے مامون کے پاس یحییٰ ابن اکثم کی چغلی کی تو مامون اس سے ناراض ہوا اور اُسے اپنی فوج سے نکال دینے کا حکم دیا اور عوام کو اس سے روک

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

دیا اور اُسے بغداد کی طرف بھیج دیا اور اُسے حکم دیا کہ وہ اپنے گھر سے باہر نہ نکلے پس اُسے مصر سے نکالا گیا اور جن لوگوں کی اس پر ڈیوٹی تھی ان کے ساتھ اُسے بھیجا گیا اور اسی طرح وہ الرافقی سالار عیسیٰ بن منصور پر ناراض ہوا اور اُسے اپنی فوج سے باہر نکال دیا اور ان دونوں پر وہ ایک ہی دن میں ناراض ہوا۔

اور مصر میں مامون کا قیام ۴۷ دن رہا وہ ۱۰ محرم کو آیا اور ۲۷ صفر ۲۱۷ھ کو چلا گیا اور مصر سے واپسی پر دمشق آیا اور کئی روز قیام کیا پھر الثغر کی طرف گیا اور اُذنہ میں پڑاؤ کر کے اُترا اور ابوسعید محمد بن یوسف طائی اور عبدالرحمٰن بن حبیب اور دیگر اصحاب محمد بن حمید طوسی جو آذربائیجان میں تھے وہ مامون کے دروازے پر گئے اور علی بن ہشام کے متعلق گفتگو کی اور مخالفت و معصیت کو اس کی طرف منسوب کیا اور علی بن ہشام کے افسر ڈاک عباس بن سعید الجوہری نے بھی اسی قسم کی بات لکھی تو مامون نے عجیف بن عنبسہ کو جو اس کے جلیل القدر جرنلوں میں سے تھا اور احمد بن ہشام کو بھجوایا اور عجیف نے علی کو اُذنہ کی طرف بھیجا تو مامون نے اس کے قتل کا اور اس کے بھائی حسین بن ہشام کے قتل کا حکم دے دیا اور ان دونوں سے، اپنے ہاتھ سے اس کام کے کرنے کا متولی ان دونوں کا بھانجا احمد بن خلیل بن ہشام تھا اور اس نے علی بن ہشام کا سر کئی روز تک نیزے پر نصب کیا پھر اُسے برقہ بھجوا دیا اور منجنیق میں رکھ کر اُسے سمندر میں پھینک دیا۔

اور اس سال یعنی ۲۱۷ھ میں مامون نے بلادِ روم سے جنگ کی اور رومیوں کے ایک قلعے کی طرف گیا جسے لُؤلُؤة کہا جاتا تھا اور کچھ دن اس نے وہاں قیام کیا اور اُسے فتح نہ کر سکا پس اس نے اس پر دو قلعے بنائے جن میں ابواسحٰق اور جوالوں کو اتارا، پھر سلفوس بستی کی طرف جانے کے لیے لوٹا اور اپنے قلعے پر احمد بن بسطام کو جانشین بنایا اور ابواسحٰق نے اپنے قلعے پر محمد بن الفرج بن ابی اللیث بن الفضل کو جانشین بنایا اور ایک سال کا زادان کے پاس رکھا

اور مامون نے سب لوگوں پر عجیف بن عنبسہ کو جانشین بنایا تو لؤلؤۃ کے دو میوں نے عجیف سے فریب کاری کی اور اسے قید کر لیا اور وہ ایک ان کے قبضہ میں رہا اور انہوں نے اپنے بادشاہ سے مراسلت کی تو وہ ان کی طرف روانہ ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے جنگ کے بغیر ہی اسے شکست دی اور دونوں قلعوں میں جو مسلمان تھے انہوں نے اس کی فوج پر فتح پائی اور جو کچھ اس میں تھا اس پر قبضہ کر لیا اور جب اہالیان لؤلؤہ نے یہ کیفیت دیکھی اور محاصرے نے ان کو تکلیف دی تو ان کے سردار نے حیلہ کیا اور عجیف سے کہنے لگا میں تجھے اس شرط پر چھوڑتا ہوں کہ تو مامون سے میرے لیے امان حاصل کرے، پس اس نے اسے اس کی ضمانت دی تو وہ کہنے لگا میں برغال چاہتا ہوں اس نے کہا میں اپنے دو بیٹے تیرے پاس حاضر کرتا ہوں اس نے اپنے خلیفہ کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ اس کے پاس دو عیسائی فراش بھیجے اور ان دونوں کے ساتھ مسلمانوں کے لباس میں عیسائی جوانوں کی ایک جماعت کو بھیجے تو اس نے ایسے ہی کیا تو عجیف نے انھیں ان کے سپرد کر دیا اور باہر نکل گیا اور جب وہ پڑاؤ کی طرف گیا تو اس نے انہیں لکھا، جو عیسائی تمہارے قبضہ میں ہیں تمہیں ان کے بارے میں اختیار ہے تو ان کے سردار نے اس کی طرف خط لکھا، وفاداری اچھی چیز ہے اور وہ تمہارے دین میں بہت اچھی ہے تو عجیف نے ان کے لیے امان حاصل کی اور اسے فتح کیا اور اس میں مسلمانوں کو آباد کیا۔

اور مامون ۲۱۸ھ میں دمشق گیا اور عدل و توحید میں لوگوں کی آزمائش کی اور عراق سے فقہاء کو بھجوانے کے بارے میں خط لکھا اور خلق قرآن کے بارے میں ان کی آزمائش کی اور انکار کرنے والے کی تکفیر کی کہ وہ قرآن کو غیر مخلوق کہے اور لکھا کہ اس کی شہادت کو قبول نہ کیا جائے، پس ایک چھوٹی سی جماعت کے سوا سب نے یہ بات کہہ دی۔

اور مامون نے اپنے خطوط کے عنوانات پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا، اور یہ پہلا شخص ہے جس نے اسے خلفاء کے خطوط کے عنوانات پر لکھا اور ہر نماز کے بعد تکبیر کہی اور یہ ایک سنت بن گئی اور اس نے نمازوں کے اوقات میں علم کو پھیرا اور مساجد جامعہ سے حجروں کو ہٹا دیا اور کہا یہ امیر معاویہ کی ایجاد کردہ سنت ہے۔

بغداد میں بشر بن ولید کندی، مامون کا قاضی تھا، اس نے ایک شخص کو مارا جس پر تہمت تھی کہ اس نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو سب و شتم کیا ہے اور اُسے اونٹ پر بٹھا کر پھرایا، اور جب مامون آیا تو اس نے فقہاء کو بلایا اور کہا، اے بشر بن تیرے قضیے کے بارے میں غور و فکر کیا ہے اور میں نے تجھے اس طرح بیندرہ غلطیاں کرتے پایا ہے پھر اس نے فقہاء کی طرف متوجہ ہو کر کہا، کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جو اسے جانتا ہے؟ انہوں نے پوچھا یا امیر المومنین وہ کیا ہے؟ اس نے کہا اے بشر تو نے اس شخص پر کس وجہ سے حد قائم کی ہے؟ اس نے کہا حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو سب و شتم کرنے کی وجہ سے۔ اس نے کہا اس کے مخالف تیرے پاس آئے تھے؟ اس نے کہا، نہیں، اس نے کہا انھوں نے تجھے وکیل بنایا تھا؟ اس نے کہا، نہیں، اس نے کہا حاکم کے لیے ضروری ہے کہ وہ مخالف کے حاضر ہوئے بغیر تہمت کی حد قائم کرے؟ اس نے کہا نہیں، اس نے کہا تو مطمئن تھا کہ قوم کا ایک شخص اپنا حصہ بخش دے تو حد باطل ہو جاتی ہے؟ اس نے کہا نہیں، اس نے کہا ان دونوں کی مائیں کافرہ تھیں یا مسلمان تھیں؟ اس نے کہا کافرہ تھیں، اس نے کہا کافرہ کے بارے میں مسلم عورت کی حد قائم کی جاتی ہے؟ اس نے کہا نہیں، اس نے کہا، فرض کرے کہ تو نے وہ کام کیا ہے جو حقیقت میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے لیے واجب ہوتا ہے، کیا تیرے پاس دو عادل گواہوں نے گواہی دی ہے؟ اس نے کہا دو گواہوں میں سے ایک کی صفائی دی گئی ہے اس نے کہا، دو عادل گواہوں کے بغیر حد قائم کی جاتی ہے؟ اس نے کہا نہیں، اس نے کہا پھر تو نے رمضان میں حد قائم کی ہے، حدود رمضان میں قائم کی جاتی ہیں؟ اس نے کہا نہیں، پھر تو نے اُسے کھڑے ہونے کی حالت میں کوڑے لگائے ہیں۔ محدود جس پر حد قائم کی جائے اکو کھڑا کیا جاتا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ پھر تو نے دونوں عقابوں کے درمیان اُسے گھسیٹا ہے، محدود کو گھسیٹا جاتا ہے؟ اس نے کہا نہیں، اس نے کہا پھر تو نے برہنہ حالت میں اُسے کوڑے مارے ہیں۔ محدود کو برہنہ کیا جاتا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ اس

نے کہا پھر تو نے اُسے اُونٹ پر سوار کیا ہے اور اُسے پھرایا ہے، محدود کو اس پر پھرایا جاتا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ اس نے کہا پھر حد قائم کرنے کے بعد تو نے اُسے قید کیا ہے، محدود کو حد کے بعد قید کیا جاتا ہے؟ اس نے کہا نہیں، اس نے کہا اللہ مجھے اس حالت میں نہ دیکھے کہ میں تیرے گناہ کے بدلہ میں مارا جاؤں اور تیرے جرم میں تجھ سے مشارکت کروں، اس کے کپڑے اتار دو اور محدود کو حاضر کرو تاکہ وہ اس سے اپنا حق لے، فقہاء میں سے جو لوگ موجود تھے انہوں نے اُسے کہا اس خدا کا شکر ہے جس نے تجھے اپنے حقوق کا عامل اور اپنے احکام کا عارف بنایا ہے تو حق کہتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے اور عدل کا حکم دیتا ہے اور اس سے بے رغبتی کرنے والے کی تادیب کرتا ہے یا امیر المومنین یہ فیصلہ کرنے والا ہے اور اس نے اپنی رائے میں کوشش کی ہے اور غلطی کی ہے پس اس سے حکام اور قضاۃ کو رسوا نہ کیجیے پس اس کے حکم سے اُسے اس کے گھر میں محبوس کر دیا گیا حتیٰ کہ وہ فوت ہو گیا۔

حضرت حسنؓ اور حضرت حسین کی اولاد میں سے ایک جماعت نے مامون کے پاس مقدمہ کیا کہ لوگ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فدک حضرت فاطمہ کو دیا تھا اور حضرت فاطمہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ وہ فدک انہیں دے دیں تو حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ..... .... آپ نے جو دعویٰ کیا ہے اس کے گواہ لائیں تو حضرت فاطمہؓ نے حضرت علیؓ، حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ اور حضرت ام ایمنؓ کو حاضر کیا، پس مامون نے فقہا کو بلا کر ان سے پوچھا...... [1] لوگوں نے بیان کیا کہ ہے کہ حضرت فاطمہؓ نے یہ بات کہی تھی اور ان لوگوں نے آپ کی گواہی دی اور حضرت ابوبکرؓ نے ان کی گواہی کو جائز قرار نہ دیا، مامون نے انہیں پوچھا، تم حضرت ام ایمن کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا وہ ایک عورت ہے

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

جس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی گواہی دی ہے، پس مامون نے اس پر بہت گفتگو کی اور ان سے پوری طرح دریافت کیا یہاں تک کہ انہوں نے کہا کہ حضرت علیؓ، حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ نے صحیح گواہی دی ہے اور جب انہوں نے اس پر اتفاق کیا تو اس نے فدک حضرت فاطمہؓ کی اولاد کو دے دیا اور لکھا کہ اسے محمد بن یحییٰ بن الحسین بن زید بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب اور محمد بن عبداللہ بن الحسن بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب کے سپرد کیا گیا ہے[1]

اور ۲۱۸ھ میں مامون نے بلادِ روم سے جنگ کی اور عموریہ کے محاصرہ کے لیے تیار ہو گیا اور کہنے لگا میں عربوں کے پاس جاؤں گا اور انہیں جنگوں سے لاؤں گا

---

[1] مامون، تشیع و اعتزال کی طرف میلان رکھتا تھا اور اس کا فعل کسی پر حجت نہیں، یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ فدک کسی کی ذاتی ملکیت نہ تھا۔ خلفائے راشدین نے جو اس امت کے سب سے بہترین فرد تھے اُنھوں نے اپنے اپنے دورِ خلافت میں فدک حضرت فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کی اولاد کو سپرد نہیں کیا اور نہ اُنھوں نے کبھی اس کا مطالبہ کیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ جو سب کے بعد خلیفہ بنے انہوں نے بھی اصحاب ثلاثہ کے فیصلہ کو برقرار رکھا اور خود بھی اس کے پابند رہے اگر وہ بھی اصحاب ثلاثہ کے فیصلہ کو دُرست نہ سمجھتے تو اپنے دورِ خلافت میں کبھی اس پر عمل نہ کرتے، یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ جب حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ کتاب اللہ اور سنت رسول اور سنت ابوبکرؓ و عمرؓ پر چلیں گے تو آپ نے جواب دیا تھا کہ وہ کتاب اللہ اور اس کے نبی کی سنت کے ساتھ کسی کی نوکری کے محتاج نہیں، آپ کے اس جواب سے واضح ہے کہ آپ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے فیصلہ کو کتاب اللہ کے مطابق سمجھتے تھے اس لیے آپ نے اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی (مترجم)

پھر میں نے جو شہر فتح کیے ہیں ان میں انہیں اتاروں گا حتیٰ کہ میں قسطنطنیہ کی طرف جاؤں گا پس شاہِ روم کا ایلچی اُسے صلح کی دعوت دیتا ہوا اس کے پاس آیا اور اس نے قبل ازیں جو قیدی بنائے تھے انھیں واپس کر دیا مگر وہ نہ مانا اور جب وہ لؤلؤۃ کے نزدیک آیا تو اس نے آکر کئی روز قیام کیا اور لؤلؤۃ اور طرسوس کے درمیان البدندون مقام پر فوت ہو گیا اور اس کی وفات رجب ۲۱۸ھ کو جمعرات کے روز ۴۸ سال چار ماہ کی عمر میں ہوئی اور اس کے بھائی ابواسحٰق نے اس کا جنازہ پڑھایا اور اُسے طرسوس میں خاقان خادم کے گھر میں دفن کیا گیا اور جس روز اُسے مخلوع کی زندگی میں سلام ہِ خلافت کہا گیا اس سے لے کر وفات تک اس کی خلافت ۲۲ سال تھی اور مخلوع کے قتل سے بیس سال پانچ ماہ پچیس دن تھی۔

اور اس کے دورِ خلافت میں ذوالریاستین اس پر حاوی تھا پھر ایک جماعت اس پر حاوی ہو گئی جس میں حسن بن سہل، احمد بن ابی خالد، اور احمد بن یوسف شامل تھے اور عباس بن المسیب بن زہیر اس کا پولیس سپرنٹنڈنٹ تھا پھر اس نے اُسے معزول کر کے طاہر بن حسین کو مقرر کر دیا۔ پھر عبداللہ بن طاہر کو مقرر کیا اور اسحٰق بن ابراہیم کو بغداد پر نائب مقرر کیا اور اسحٰق نے اپنے بھائی طاہر بن ابراہیم کو اس کی پولیس پر اپنا نائب بنا کر بھیجا اور شبیب بن حمید بن قحطبہ اس کے محافظوں کا افسر تھا پھر اس نے اُسے معزول کر کے نومس کو مقرر کر دیا اور اس کی جگہ ہرثمہ بن اعین کو مقرر کیا پھر ہرثمہ کے قرابت دار عبدالواحد بن سلامہ طلحلاذی کو مقرر کیا پھر علی بن ہشام کو مقرر کیا پھر اُسے قتل کر دیا اور عجیف بن عنبسہ کو مقرر کیا اور اس کی حجابت احمد بن ہشام اور علی بن صالح صاحب المصلی کے پاس تھی اور اس نے اپنے پیچھے سولہ بیٹے چھوڑے محمد، اسماعیل، علی، حسن، ابراہیم، موسیٰ، ہارون، عیسیٰ، احمد، عباس، فضل، حسین یعقوب، جعفر، محمد الاکبر، اور یہ ابن معلّہ تھا اور اس کی زندگی میں فوت ہو گیا تھا، محمد الاصغر، اور عبید اللہ، ان دونوں کی ماں ام عیسیٰ بنت موسیٰ الہادی تھی۔

معتصم باللہ کا دورِ حکومت

اور ابو اسحٰق محمد بن الرشید خلیفہ بنا اور اس کی ماں ام ولد تھی جسے ماردۃ کہا جاتا تھا اور مامون کے ساتھ جو جنرل اور سپاہی تھے انہوں نے اس کی بیعت کی اور عباس بن مامون نے ۱۸ رجب ۲۱۸ھ کو جمعہ کے روز اس کی بیعت کی۔

اور اس روز آفتاب، اسد میں ۱۲ درجے اور ۴۰ منٹ تھا اور زحل، میزان میں ۱۵ درجے اور ۴۰ منٹ تھا اور مشتری، قوس میں ایک درجہ اور ۱۰ منٹ تھا اور مریخ قوس میں ۴ درجے اور ۳۵ منٹ تھا اور عطارد، اسد میں ۲۶ درجے اور ۲۰ منٹ راجع تھا اور زہرہ، سنبلہ میں ۸ درجے ۲۰ منٹ راجع تھا اور راس، حمل میں ۱۰ منٹ تھا،

عباس کو مامون کے ہاں جو مرتبہ حاصل تھا اس کی وجہ سے بعض جنرلوں نے بیعت سے انکار کیا تو عباس اپنے خیمے سے نکل کر ان کے پاس گیا اور ان سے ایسی گفتگو کی کہ انھوں نے اُسے احمق سمجھا اور اُسے گالیاں دیں اور ابو اسحٰق کی بیعت کر لی اور معتصم عراق جانے کے ارادے سے الثغر سے واپس آگیا اور جب وہ رقہ پہنچا تو اس نے غسان بن عباد کو، الجزیرہ، قنسرین اور عواصم کا والی مقرر کیا اور بغداد کی طرف چلا گیا اور یکم ماہ رمضان کو ہفتہ کے روز بغداد آیا اور اس کے سپاہی سنہری دیباج زیب تن کیے ہوئے تھے اور اس نے مامون کے عمال کو تین ماہ تک برقرار رکھا پھر انہیں بدل دیا۔

اور محمرة نے جبل میں خروج کیا اور انہوں نے لوگوں کو قتل کیا، رہزنی کی اور راستے کو خوفزدہ کیا اور خراسان کے حاجیوں کے درپے ہوتے تو انہوں نے ان کو شکست دی اور ان کی ایک جماعت کو قتل کر دیا تو معتصم ہاشم بن باتیجور کو بھیجا اور اس کے اور ان کے درمیان معرکہ ہوا تو انہوں نے ہاشم کو شکست دی تو معتصم نے ہاشم بن باتیجور کو بھیجا اور اس کے اور ان کے درمیان معرکہ ہوا تو انہوں نے ہاشم کو شکست دی تو معتصم نے اسحٰق بن ابراہیم کو ایک فوج کے ساتھ روانہ کیا اور اسحٰق نے اپنے بھائی طاہر کو پولیس پر نائب مقرر کیا اور جا کر ان سے جنگ کی اور ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کیا اور قیام کیا حتیٰ کہ شہر کو درست کر دیا حالانکہ اس سے قبل انہیں تکلیف پہنچی تھی۔

اور محمد بن القاسم بن علی بن عمر بن علی بن الحسین بن علی نے طالقان میں اہل جبل کی اور ایک جماعت نے اس کی اتباع کی تو عبداللہ بن طاہر نے اس کے مقابلے میں اپنے ایک عامل کو بھیجا اور جب وہ اسے ملا تو محمد بن القاسم طالقان سے نیشاپور بھاگ گیا اور بیان کیا جاتا ہے کہ لوگوں نے اسے روک لیا اور اس کا یہ ارادہ نہ تھا پس عبداللہ بن طاہر نے اسے پکڑ لیا اور اسے معتصم کے پاس لے آیا تو اس نے اسے اپنے محل میں قید کر دیا اور وہ عید الفطر ۲۱۹ھ کی شب کو اس سے بھاگ گیا اور انھوں نے اسے تلاش کیا مگر اس پر قابو نہ پایا۔

اور بصرہ اور واسط کے درمیان بطائح میں زط نے بغاوت کر دی اور رہزنی کی تو معتصم نے احمد بن سعید بن سلم بن قتیبہ باہلی کو ان کے مقابلے میں بھیجا تو انہوں نے اسے شکست دی تو معتصم نے جمادی الاولیٰ ۲۱۹ھ میں عجیف کو امیر مقرر کیا تو انہوں نے امان طلب کی اور وہ معتصم کے فیصلے کے مطابق اس کے پاس گئے تو اس نے انہیں بغاوت میں داخل کیا اور معتصم نے ان کے لیے امان جاری کر دی اور انہیں خانقین میں ٹھہرایا۔

اور معتصم اپنے وزیر فضل بن مروان سے ناراض ہو گیا اور اس کے اصحاب کی

ایک جماعت کو پکڑ لیا اور ان کے سب اموال لے لیے اور فضل کو اسحٰق بن ابراہیم کے پاس بغداد بھیج دیا اور ان کے اموال طلب کرنے کا حکم دیا پس وہ اس کے ساتھ اس کے گھر گیا اور اس نے اس سے بہت مال نکالا، پھر اسے جلا وطن کر دیا اور اس کے متعلق راشد بن اسحٰق نے کہا سہ

تیرے لیے زمانے کے بدلنے سے یہی کافی ہے جو گردش زمانہ نے فضل بن مروان سے کہا۔

اور معتصم نے خلق قرآن کے بارے میں حضرت امام احمد بن حنبل کی آزمائش کی، حضرت امام احمد نے کہا میں ایک آدمی ہوں، میں نے علم حاصل کیا ہے اور مجھے اس میں اس کا کوئی علم نہیں ہوا تو اس نے اس کے لیے فقہاء کو بلایا اور عبدالرحمٰن بن اسحٰق وغیرہ نے آپ سے مناظرہ کیا تو آپ نے اس بات کے کہنے سے انکار کر دیا کہ قرآن مخلوق ہے، تو آپ کو کئی کوڑے مارے گئے، اسحٰق بن ابراہیم نے کہا یا امیرالمومنین اس سے مناظرہ کرنے پہ مجھے مقرر کر دو، اس نے کہا چلو تم اس سے اپنا کام کرو، اسحٰق نے کہا، یہ علم جو آپ نے حاصل کیا ہے یہ فرشتے نے آپ پر اتارا ہے یا آپ نے لوگوں سے سیکھا ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے اسے لوگوں سے سیکھا ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے اسے لوگوں سے سیکھا ہے اس نے کہا تھوڑا تھوڑا سیکھا ہے یا سارا ہی سیکھ لیا ہے، آپ نے فرمایا میں نے اسے تھوڑا تھوڑا سیکھا ہے اس نے کہا کوئی چیز باقی بھی رہ گئی ہے جس کا آپ کو علم نہیں ہوا؟ آپ نے فرمایا کچھ چیزیں باقی بھی رہ گئی ہیں، اس نے کہا یہ ان چیزوں میں سے ہے جس کا آپ کو علم نہیں ہوا اور وہ امیرالمومنین نے آپ کو سکھائی ہے آپ نے فرمایا میں امیرالمومنین کے قول کے مطابق کہتا ہوں اس نے کہا خلق قرآن کے بارے میں؟ آپ نے فرمایا خلق قرآن کے بارے میں، اور اس نے آپ پہ

گواہی دی اور آپ کو خلعت دیا اور آپ کو آپ کے گھر چھوڑ آیا [1]

اور ۱۵ ذوالقعدہ ۲۲۰ھ کو معتصم قاطول کی طرف گیا اور اس نے جو شہر تعمیر کیا اس کی حدبندی کی اور لوگوں کو جاگیریں دیں اور تعمیر میں بہت کوشش کی حتیٰ کہ لوگوں نے محلات اور حویلیاں بنائیں اور بازار چالو ہو گئے پھر وہ قاطول سے سُرّمن رأی کی طرف کوچ کر گیا اور اس میں اس جگہ ٹھہرا جس میں دارالعوام ہے اور وہاں نصاریٰ کا دیر بھی ہے پس اس نے اہل دیر سے زمین خریدی اور اس میں حدبندی کی اور اس محل کی جگہ کی طرف گیا جو دجلہ کے کنارے جوسق کے نام سے مشہور ہے اور وہاں اس نے جرنلوں اور کاتبوں کے لیے متعدد محلات بنائے اور ان کے نام پران کے نام رکھے اور اس نے دجلہ کے مشرق میں نہریں کھدوائیں اور قبائل کو آباد کیا اور نہروں پر رہٹ نصب کیے اور دیگر شہروں سے کھجوروں کے درخت اور پودے لائے گئے اور اس کی ابتداء ۲۲۱ھ میں ہوئی اور بستیاں بنائیں اور ہر شہر سے اس کی طرف لوگوں کو لایا اور انہیں حکم دیا کہ وہ اپنے شہر کے قبیلے کو آباد کریں اور وہ سرزمین مصر سے کچھ لوگوں کو لایا جو کاغذ بناتے تھے پس انہوں نے کاغذ بنایا مگر وہ اس عمدگی کے ساتھ نہ بنا۔

اور بابک کی قوت بڑھ گئی اور محمد بن البعیث نے اس کی مشایعت کی اور حاکم مرند عصمۃ الکردی اس کی اطاعت میں تھا پس معتصم نے اسحٰق بن ابراہیم کے بھائی طاہر بن ابراہیم کو شہر کا عامل بنا کر بھیجا اور اسے دشمن قوم سے جنگ کرنے کا حکم دیا اور جب وہ شہر آیا تو ابن البعیث نے معتصم کو یہ بتاتے ہوئے خط لکھا کہ وہ اس کی اطاعت میں ہے اور وہ بابک اور اس کے اصحاب کے خلاف تدبیر میں مصروف ہے پھر اس نے

---

[1] حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے خلق قرآن کے مسئلہ میں کبھی خلیفہ سے اتفاق نہیں کیا بلکہ اپنی پشت پر ہزار ہا کوڑے کھانے کے باوجود اس سے انکار کیا ہے، مؤرخین نے اس کی بہت تفاصیل بیان کی ہیں جو یعقوبی کے بیان کی تردید کرتی ہیں (مترجم)

حاکم مرند عصمۃ الکردی سے فریب کیا اور اس کی بیٹی سے نکاح کر لیا اور اس کے پاس مرند گیا پھر اس نے اسے اپنے گھر بلایا اور اسے اور اس کے ساتھ جو لوگ تھے انہیں شراب پینے پر آمادہ کیا اور جب وہ بے ہوش ہو گئے تو رات کو انہیں اپنے قلعے میں جسے شامی کہا جاتا تھا لے گیا پھر انہیں معتصم کے پاس بھیج دیا تو معتصم نے اسے انعام اور عطیات دیے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اس نے طاہر بن ابراہیم کو وہ بات بتا دی تھی جو اس سے ہوئی تھی اور اس نے اسے کہا کہ وہ اس کے پاس بیڑیاں اور خچر بھیجے کہ وہ ان کو سوار کرا کر اس کے پاس لے آئے تو طاہر نے ایسے ہی کیا اور وہ انہیں معتصم کے پاس لے گیا اور ان کے حالات اسے لکھے تو معتصم نے اسحٰق سے سختی کی اور کہا میں تیرے بھائی کے پاس کچھ نہیں دیکھتا اور میں صرف ابن البعیث کے پاس مردانگی دیکھتا ہوں۔

اور اس نے افشین حیدر بن کاوس الاسروشنی کو بھیجا اور جن علاقوں سے وہ گذرا تھا ان سب کا اسے امیر بنا دیا اور اموال اور خزائن اور ہتھیار اس کے ساتھ لاد دیے گئے اور جب افشین، جبل کی طرف گیا تو وہاں جو فقراء اور سرکردہ لوگ تھے اس نے انہیں پکڑ لیا اور چلا گیا اور اس کے اور بابک کے درمیان معرکے ہوئے اور اس کی فوج برزند مقام پر تھی اور وہ ساورا ستك[1] مقام پر تھا پس وہ ایک سال تک اس سے برسرپیکار رہا حتیٰ کہ برف بہت ہو گئی پھر وہ برزند کی طرف واپس آ گیا پھر اس نے اپنے نائب کو ساوراست کی طرف بھیجا اور ہر جانب کی طرف پیشقدمی کی ...[2] اور وہ روز الرذ کا مددگار تھا پس اس نے خندق کھودی، اور فصیل بنائی اور گھاٹیوں کو کمین گاہوں میں بٹھایا اور رمضان ۲۲۲ھ کو جمعرات کے روز، البذ کی طرف بڑھا اور بابک کی طرف آدمی بھیجا کہ اس سے کہے کہ وہ اس سے گفتگو کرے تو اس نے اس سے موافقت کی اور دونوں کے درمیان دریا تھا پس افشین نے اسے امان کی پیشکش کی اور اسے کہا کہ وہ اسے آج کے دن مؤخر کر دے تو اس نے اسے کہا تو چاہتا ہے کہ اپنے شہر کو

---

[1] اصل کتاب میں یہ لفظ نقطوں کے بغیر ہی لکھا ہوا ہے [2] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

بچائیے اور اگر تونے امان کا ارادہ کیا ہے تو وادی کو کاٹ دے اور وہ واپس چلا گیا اور جنگ شدت اختیار کر گئی اور مسلمان البذ کے شہر میں داخل ہو گئے اور بابک اور اس کے چھ اصحاب بھاگ گئے اور البذ میں جو مسلمان قیدی تھے اس نے انہیں نکال لیا اور وہ سات ہزار چھ سو تھے۔

اور بابک خچر پر سوار ہو کر چلا گیا اور وہ اُونی کپڑے پہنے ہوئے تھا اور افشین نے آرمینیا اور آذربائیجان کے جرنلوں کو اس کی تلاش کے بارے میں خط لکھا اور ضمانت دی کہ جو شخص اُسے لائے گا وہ اُسے ایک کروڑ درہم دے گا اور ان کے ملک سے درگزر کرے گا، پس بابک ایک جرنل کے پاس گیا جسے سہل بن سنباط کہا جاتا تھا تو اس نے اُسے پکڑ لیا اور اس نے افشین کو اس کی اطلاع کا خط لکھا اور جو تدبیر کی تھی وہ بھی لکھی پس فتح کا اعلان کیا گیا اور اس کے متعلق آفاق کی طرف خط لکھے حتیٰ کہ اس نے شہروں کو درست کر دیا اور چلا گیا اور اپنے بیٹے کے ماموں منکجور الفرغانی کو نائب مقرر کیا۔

اور وہ سرمن رای میں معتصم کے پاس آیا اور جرنلوں اور لوگوں نے کئی مراحل پر اس کا استقبال کیا اور وہ ہر صفر ۲۲۳ھ کو سرمن رائی آیا اور بابک اس کے آگے آگے ہاتھی پر سوار تھا حتیٰ کہ وہ معتصم کے پاس آیا تو اس نے بابک کے ہاتھ پاؤں کاٹنے کا حکم دیا پھر اس نے اُسے قتل کیا اور سرمن رای میں صلیب دیا اور اس کے بھائی عبداللہ کو بغداد بھیجا تو اسحٰق بن ابراہیم نے اُسے قتل کر دیا اور بغداد کی شرقی جانب پل کے سرے پر اُسے صلیب دے دیا۔

اور جب افشین آذربائیجان آیا تو اس نے محمد بن سلیمان ازدی سمرقندی کو آرمینیا کا والی مقرر کیا آرمینیا آیا تو سہل بن سنباط نے الران میں مخالفت کی اور الران پر متغلب ہو گیا پس وہ اس کے علاقے میں داخل ہوا تو سہل نے اس پر شب خون مارا تو اس نے اُسے شکست دی اور حدثان میں محمد بن عبید اللہ الورثانی اُٹھ کھڑا ہوا تو افشین نے منکجور کو اس کی طرف بھیجا کہ اس سے جنگ کرے اور اس کے بارے میں علی بن یحییٰ نے گفتگو کی تو

معتصم نے اُسے امان دے دی اور علی بن یحییٰ اُسے لایا پھر افشین نے محمد بن خالد نجار خذاہ کو آرمینیا کا والی مقرر کیا اور جب وہ آیا تو الصناریہ نے جنگ کی اور وہ تفلیس کی طرف چلا گیا تو اسحٰق بن اسماعیل نے اس سے حسنِ سلوک کیا اور اُس سے نیکی کی پھر اس نے علی بن حسین بن سباع القیسی کو آرمینیا کا والی مقرر کیا تو اہل شہر نے اُسے کمزور پایا حتیٰ کہ اس کی کمزوری کی وجہ سے اُسے یتیم کا نام دیا گیا۔ سو معتصم نے خالد بن یزید کو، آرمینیا اور دیار ربیعہ کی طرف کا والی مقرر کیا اور جب اس کی خبر آرمینیا پہنچی تو تمام رئیس اس میں قلعہ بند ہو گئے اور وہ اس سے بہت ڈر گئے اور انہوں نے نافرمانی کا پروگرام بنایا تو آرمینیا کے افسر ڈاک منصور بن عیسیٰ السبیعی نے اس کے متعلق معتصم کو خط لکھا تو اس نے خالد کو واپس کر دیا اور علی بن حسین کے برقرار رکھنے کا حکم دیا اور وہ چند دن ہی ٹھہرا کہ برذعہ میں سپاہیوں نے اس کے خلاف فتنہ و فساد پیدا کر دیا اور اپنی رسد طلب کی، اس نے کہا میرے پاس کچھ نہیں اور اموال، اہل شہر کے پاس ہیں اور اس نے اہل شہر سے مطالبہ کیا تو انہوں نے انکار کر دیا اور اپنے قلعوں میں قلعہ بند ہو گئے پھر انہوں نے باہم مراسلت کی اور اکٹھے ہوئے اور برذعہ میں اس کا محاصرہ کر لیا تو معتصم نے حمدویہ بن علی بن فضل کو شہر کی طرف بھیجا تو وہ النشوی چلا گیا تو یزید بن حصن، امان میں اس کے پاس گیا ...... [1] اور انہیں کوئی خوف مضطرب نہ کرتا تھا کہ وہ اس پر غالب آجائے گا۔

اور رومی ۲۲۳ھ میں زبطرہ میں داخل ہو گئے اور جو لوگ بھی اس میں موجود تھے انہوں نے ان کو قتل کر دیا اور قیدی بنا لیا اور انہیں باہر نکال دیا اور جب معتصم کو یہ خبر ملی تو وہ اپنی نشست سے گھبرا کر اٹھا حتیٰ کہ زمین پر بیٹھ گیا اور اس نے لوگوں کو خروج پر اکسایا اور اسی روز ایک جگہ پر پڑاؤ کر لیا جو دجلہ کے مغرب میں العیون کے نام سے مشہور تھی اور اس نے اشناس ترکی کو اپنے ہراول

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

امیر بنایا اور ۶ر جمادی الاولی ۲۲۳ھ کو جمعرات کے روز روانہ ہوا اور رومیوں کے علاقے میں داخل ہو گیا اور اس نے عموریہ کے علاقے کا قصد کیا اور وہ ان کے بڑے شہروں میں سے ایک تھا اور ان سے زیادہ سامان اور جوانوں والا تھا پس اس نے اس کا شدید محاصرہ کیا اور طاغیۃ الروم کو اطلاع ملی تو اس نے بہت مخلوق کے ساتھ پیشقدمی کی اور جب وہ قریب آیا تو معتصم نے افشین کو ایک عظیم فوج کے ساتھ روانہ کیا اور اس نے طاغیہ سے ملاقات کی اور اس پر حملہ کر کے اسے شکست دی اور اس کے بہت سے اصحاب کو قتل کر دیا تو طاغیۃ الروم نے اپنی طرف سے ایک وفد معتصم کے پاس بھیجا کہ وہ کہے کہ جن لوگوں نے زبطرہ میں جو کچھ کرنا تھا، کیا ہے انہوں نے میرے حکم سے تجاوز کیا ہے اور میں اسے اپنے مال اور جوانوں سے تعمیر کر دیتا ہوں اور اس کے جو باشندے پکڑے گئے ہیں انہیں واپس کر دیتا ہوں اور رومیوں کے ملک میں جو بھی قیدی ہیں انہیں واپس کر دیتا ہوں اور رومیوں کے ملک میں جو بھی قیدی ہیں سب کو چھوڑ دیتا ہوں اور جن لوگوں نے زبطرہ میں کاروائی کی ہے انہیں جنرلوں کی گردنوں پر سوار کر کے آپ کے پاس بھیج دیتا ہوں۔

اور عموریہ ۱۷ر رمضان ۲۲۳ھ کو منگل کے روز فتح ہوا اور اس نے جو لوگ اس میں موجود تھے سب کو قتل کر دیا اور قیدی بنا لیا اور اس نے شاہِ روم کے ماموں یاطس کو بھی پکڑ لیا اور جو بھی ان کے شہروں سے گذرتا تھا اس نے سب کو تباہ کر دیا اور جلا دیا اور واپس آ گیا اور جب وہ اذنہ پہنچا تو اس نے عباس بن مامون کو قید کر دیا کیونکہ اسے نافرمانی، مخالفت اور اس کے پاس جنرلوں کے جمع ہونے کی اطلاع ملی تھی اور اسے اس کے ایک لاکھ سولہ ہزار دینار ملے تو اس نے حکم دیا کہ سپاہیوں میں تقسیم کر دیے جائیں اور انہیں حکم دیا گیا کہ وہ اس پر لعنت کریں پس انہوں نے گنتی کی تو اسی ہزار رسد پانے والے پائے گئے تو اس نے انہیں دو دو دینار دیے اور معتصم نے انہیں اپنی طرف سے پورا کیا اور اس نے

عباس کو پابجولاں افشین کے سپرد کیا کہ وہ اُسے چلائے اور جب وہ محمد رأس پہنچا[1] تو فوت ہوگیا اور بعض کا قول ہے کہ افشین نے اسے ایک شدید گرم دن میں بہت نمک والا کھانا کھلا دیا اور اُس سے پانی روک دیا پس اُسے منبج لے جا کر دفن کر دیا گیا اور معتصم، عجیف بن عنبسہ پر ناراض ہوا کیونکہ وہ اس کی نافرمانی کا باعث تھا اور وہ اُذنہ سے بھاری بیڑیوں میں لایا اور اس کے منہ میں عرق گیر تھا جسے اس پر سی دیا گیا تھا اور اس کی گردن میں عظیم طوق تھا اور جب وہ نصیبین سے ایک مرحلہ پر باعیناثا مقام پر پہنچا تو فوت ہوگیا اور اُسے وہیں دفن کر دیا گیا اور اس نے اس کے بیٹے صالح بن عجیف سے کہا کہ وہ اس کی طرف منسوب نہ ہو اور وہ صالح المعتصمی کہلائے اور اس نے اس پر لعنت کی اور اس سے اظہار بیزاری کیا۔

اور المازیار محمد بن قارن بن شداد ہرمز، طبرستان کا اصبہند تھا وہ اپنے باپ کی وفات اور مملکت طبرستان کے اس کے چچا کے پاس چلے جانے کے بعد مامون کے پاس آیا تو مامون نے اُسے طبرستان کے دو شہروں کا مالک بنا دیا اور اس نے اس کے چچا کو ان دو شہروں کو اُسے سپرد کر دینے کے متعلق خط لکھا اور متوجہ ہو کر نکل گیا اور جب اس کے چچا کو یہ اطلاع ملی تو اس نے اُسے غصے کر دیا اور اس پر اس کا اثر ہوا اور وہ باہر نکلا گویا وہ اس کی ملاقات کر رہا ہے اور المازیار کے ساتھ اس کے باپ کا غلام بھی تھا جو دانش مند تھا اس نے کہا تیرا چچا اس ہئیت میں صرف اس لیے نکلا ہے کہ تجھے غفلت میں قتل کر دے، پس جب تو اس کے قریب ہو جائے اور اپنے اصحاب سے الگ ہو جائے تو میں تجھے نیزہ دوں گا اُسے اس کے سینے میں رکھ دینا، تو اس نے ایسے ہی کیا اور اپنے چچا کو قتل کر دیا اور مملکت نے اس پر اتفاق کر لیا اور اس نے شہر کو کنٹرول کیا اور اس نے مامون کو خط لکھا کہ اس کا چچا اس کی حکومت کا مخالف بن کر شہر کا امیر تھا۔

---

[1] اصل کتاب میں یہ لفظ نقطوں کے بغیر ایسے ہی لکھا ہوا ہے۔

پس جب اس کا معاملہ بڑھ گیا تو اصبہذ کی قوم کی طرف سے امیر المومنین کے غلام محمد بن قارن نے خط لکھا پھر خود گیا کہ امیر المومنین کے غلاموں سے کیے پھر اس کا معاملہ ناہموار ہو گیا حتیٰ کہ اس نے نافرمانی کا اظہار کیا اور علیحدگی اختیار کر لی اور بیان کیا جاتا ہے کہ افشین نے اس سے مراسلت کی اور اُسے علیحدگی پہ آمادہ کیا سو معتصم نے محمد بن ابراہیم کو ایک فوج کے ساتھ اس سے جنگ کرنے کے لیے بھیجا، وہ گیا اور اس نے عبداللہ بن طاہر کو خط لکھا کہ فوجوں کے ساتھ اس کی مدد کرے تو اس نے اس سے جنگ کی اور عبداللہ نے اس کی طرف فوج بھیجنے پر اصرار کیا اور اس نے اس سے جنگ کی اور انہوں نے وادیوں اور سخت جگہوں کو طے کیا اور وہ رات کو نکلا اور اس نے عبداللہ کے قرابتدار کے ہاتھ میں ہاتھ رکھ دیا اور وہ اُسے ۲۲۶ھ میں لایا اور اُسے کوڑوں سے مارا گیا حتیٰ کہ وہ مر گیا اور اُسے بابک کے پہلو میں صلیب دیا گیا۔

اور محمد بن عیسیٰ نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ المازیار کو لایا اور اس وقت افشین کو قید کر دیا گیا تھا پس ابن دواد نے اُسے اور المازیار کو اکٹھا کیا اور اس نے اُسے کہا اس افشین کے متعلق میرا خیال ہے کہ اس نے تجھے نافرمانی پر آمادہ کیا ہے تو افشین نے اُسے کہا قسم بخدا، بلاشبہ جھوٹ، رعیت کے لیے بھی قبیح ہے پس وہ بادشاہوں کے لیے کیسا ہو گا؟ خدا کی قسم تیرا جھوٹ تجھے قتل سے نہ بچائے گا پس تو اپنے معاملے کا خاتمہ جھوٹ پر نہ کر، المازیار نے کہا خدا کی قسم اس نے نہ مجھے خط لکھا ہے اور نہ مجھ سے مراسلت کی ہے ہاں میرے وکیل ابوالحارث نے مجھے بتایا ہے کہ جب وہ اس کے پاس آیا تو اس نے اس سے حسن سلوک کیا اور اس کا اکرام کیا ہے، پس افشین کو قید خانے کی طرف واپس کر دیا گیا اور المازیار کو مارا گیا۔ حتیٰ کہ وہ قتل ہو گیا۔

اور افشین کی قید کا پہلا سبب یہ تھا کہ منکجور الفرغانی نے جو افشین کے بیٹے کا ماموں اور آذر بائیجان میں اس کا خلیفہ تھا وہاں علیحدگی اختیار کر لی اور بابک کے

اصحاب اس کے پاس آ گئے اور وہ ورثان کی طرف چلا گیا اور اس نے محمد بن عبید اللہ الورثانی اور سلطان کے مددگاروں کی ایک جماعت کو قتل کر دیا۔ تو معتصم نے افشین سے کہا، منکجور کو حاضر کرو، تو افشین نے ابو الساج کو جو دیوداد کے نام سے مشہور تھا ایک عظیم فوج کے ساتھ اس کی طرف بھجوایا پھر معتصم کو اطلاع ملی کہ منکجور نے افشین کے حکم سے علیحدگی اختیار کی ہے اور ابو الساج کو اس نے اس کی مدد کے لیے بھیجا ہے سو اس نے محمد بن حماد کو ڈاک کے گھوڑے پر بھیجا اور بغا ترکی کو بھی بھیجا اور اس نے منکجور سے جنگ کی اور جب اس نے اس کے ساتھ بہادری سے جنگ کی تو منکجور نے امان طلب کرنے کی التجا کی تو اس نے اُسے امان دے دی اور وہ اُسے سر من رای کی طرف لے آیا اور اس نے افشین کو قید کر دیا اور وہ ۲۲۶ھ میں قید ہوا پھر قید خانے میں فوت ہو گیا اور اُسے سر من رای میں عوامی گیٹ پر برہنہ حالت میں دن کی ایک ساعت صلیب دیا گیا پھر اُسے اتار کر آگ سے جلا دیا گیا۔

اور قاضی القضاۃ احمد بن ابی دواد الایادی اور فضل بن مروان کاتب، معتصم پر حاوی تھے پھر وہ فضل پر ناراض ہو گیا اور اس نے اُسے جلا وطن کر دیا اور اس کا سب مال لے لیا تو محمد بن عبد الملک الزیات اس پر حاوی ہو گیا اور اسحٰق بن ابراہیم اس کا پولیس سپرنٹنڈنٹ تھا اور عجیف بن عنبسہ اس کے محافظوں کا افسر تھا پھر افشین پھر اسحٰق بن یحییٰ بن معاذ تھا، اور ترکوں کی ایک جماعت نے اس کی حجابت کی جن میں وصیف، سیما الدمشقی، سیما الشرابی محمد بن حماد دھشق شامل تھے اور اس نے ۱۹ ربیع الاوّل ۲۲۷ھ کو جمعرات کے روز وفات پائی اور اس کے بیٹے ہارون نے اس کا جنازہ پڑھایا اور اُسے اس کے مشہور محل جوسق میں دفن کیا گیا اس کی عمر ۴۹ سال تھی اور اس کی حکومت آٹھ سال تھی اور اس نے چھ بیٹے پیچھے چھوڑے۔ ہارون الواثق، جعفر المتوکل، محمد، احمد علی اور عباس۔

لہ اصل [illegible] لکھا ہے۔

ہارون واثق باللہ کا دورِ حکومت

جس روز معتصم نے وفات پائی وہ ۱۹ ربیع الاول ۲۲۷ھ جمعرات کا دن تھا اور اسی روز ہارون الواثق باللہ بن ابی اسحٰق بادشاہ بنا اور عجم کے مہینوں میں سے یہ جنوری کا مہینہ تھا، اس کی ماں ام ولد تھی جسے قراطیس کہا جاتا تھا اور اس روز آفتاب، جدی میں ۱۵ درجے اور ۲۲ منٹ تھا۔

اور اسحٰق بن ابراہیم نے جس گھڑی بیعت کی بغداد کی طرف گیا اور ساری رات چلتا رہا اور طلوع فجر سے قبل بغداد آگیا اور اُسے اطراف اور قید خانے سپرد کیے گئے اور اس نے قائدین اور سرکردہ لوگوں کو بُلایا اور ان سے بیعت لی اور عوامی فوج اور رذیل لوگوں نے بغداد کی شرقی جانب کے قاضی شعیب بن سہل پر حملہ کر دیا اور اُنہوں نے اس کا گھر لُوٹ لیا تو اسحٰق نے جعفر معشہ[1] اور ابراہیم الایزج کو ایک جماعت کے ساتھ بھیجا تو انہوں نے شعیب بن سہل کو باہر نکالا حتیٰ کہ وہ اُسے اسحٰق کے گھر لے گئے۔

اور الواثق نے اس سال حج کرنے کا ارادہ کیا اور اس کا عزم صحیح ہو گیا اور اس کا حج متأخر ہو گیا اور اس نے اپنی ماں کو اجازت دی تو وہ چلی گئی اور جعفر بن معتصم بھی اس کے ساتھ تھا پس جب وہ کوفہ پہنچی تو فوت ہو گئی اور الواثق نے اپنے

---

[1] اصل کتاب میں یہ لفظ نقطوں کے بغیر ہی لکھا ہوا ہے۔

بھائی جعفر کو روانگی کی اجازت دی تو وہ گیا اور اس نے لوگوں کو حج کرایا۔

اور الواثق کے جنرلوں میں سے اشناس ترکی پہلا جنرل ہے جسے اس نے امیر مقرر کیا اور اُسے اپنے دروازے سے مغرب کی آخری عملداری تک امیر مقرر کیا اور اس نے اپنے عمال کو بھیجا اور محمد بن ابراہیم الاغلب کی جانب اپنی طرف مغرب کی حکومت کا خط لکھا اور اس کا منتظم احمد بن الخفیب تھا۔

اور الواثق نے ایتاخ ترکی کو خراسان، سندھ اور دجلہ کے صوبے کا والی مقرر کیا اور سندھ مضطرب ہو چکا تھا اور سندھ کا عامل عمران بن موسیٰ بن یحییٰ بن خالد قتل ہو گیا تو ایتاخ نے عنبسہ بن اسحٰق الضبی کو سندھ کی طرف بھیجا وہ شہر میں آیا تو اس پر متعدد ملوک متغلب تھے اور جب عنبسہ سندھ آیا تو انہوں نے سمع و اطاعت کی اور وہ سب عثمان ....[1] کے سوا اس کے پاس گئے پس عنبسہ اس کے پاس گیا....[2] اور وہ نو سال شہر کا نگہبان رہا۔

اور ابن بیہس الکلابی نے قیس کے بطون کی بہت سی فوج کے ساتھ دمشق پر حملہ کر دیا اور تمیم اللخمی نے جو ابو حرب کے نام سے مشہور تھا اور المبرقع لقب کرتا تھا، لخم، جذام، عاملہ اور بلقین کے ساتھ فلسطین پر حملہ کر دیا اور اُردن کے صوبے کی طرف چلا گیا اور برقہ میں بربر کے کچھ لوگوں نے علیحدگی اختیار کر لی اور ان کے ساتھ قریش میں سے بنو اسید بن ابی العیص کے بھی کچھ لوگ تھے اور انہوں نے اپنے عامل محمد بن عبدویہ بن جبلہ پر حملہ کر دیا تو الواثق نے رجاء بن الوب الحصاری کو بھیجا تو اس نے دمشق سے آغاز کیا اور اس نے ابن بیہس پر حملہ کیا اور اُسے قید کر لیا اور فلسطین کی طرف روانہ ہو گیا اور اس نے تمیم اللخمی پر حملہ کیا اور اُسے قید کر لیا اور اُسے سر من رأی لے آیا اور عوامی گیٹ پر کھڑا ہو گیا اور اس پر اعلان کیا گیا اور رجاء ۲۲۸ھ میں مصر گیا اور الجیزہ میں اترا پھر برقہ کی طرف گیا اور جو لوگ

---

[1] ، [2] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

وہاں موجود تھے بھاگ گئے اور اس نے ان کی ایک جماعت کو پکڑ لیا اور انہیں لے آیا پھر واپس چلا گیا۔

اور ۲۳۰ھ میں عبداللہ بن طاہر نے خراسان میں وفات پائی اور اس کی عمر ۴۷ سال تھی اور خراسان میں اس کی فرودگاہ نیشاپور تھی اور اس کی حکومت ۱۴ سال تھی اور الواثق نے طاہر بن عبداللہ کو والی مقرر کیا اور عبداللہ بن طاہر نے خراسان کا ایسے کنٹرول کیا کہ کسی نے اس جیسا کنٹرول نہیں کیا اور شہر اس کے مطیع ہو گئے اور اس پر اتفاق رائے ہو گیا۔

اور بطون قیس نے حجاز کے راستے میں فساد انگیزی کی اور رہزنی کی حتیٰ کہ لوگ حج سے پیچھے رہ گئے اور انہوں نے سلیم کے ایک شخص کو جسے عزیزہ الحفافی کہا جاتا تھا امیر مقرر کیا اور اُسے سلام خلافت کہا سو الواثق نے ۲۳۰ھ میں بغا الکبیر کو بھیجا اور اُسے حکم دیا کہ وہ جن اعراب کو پائے قتل کر دے پس وہ حج کے وقت سے پہلے گیا اور ہر جانب سے قیس اکٹھے ہو گئے اور ان کی اکثریت بنو سلیم کی تھی اور ان کا سردار عزیزہ تھا پس اس نے ان سے ملاقات کی اور انہوں نے اس سے جنگ کی تو اس نے ان میں سے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور انہیں درخت پر صلیب دیا اور ان میں سے ایک عالم کو قید کر لیا اور انہیں مدینہ میں یزید بن معاویہ کے گھر میں قید کر دیا پس وہ گئے اور اہل مدینہ کے خلاف بغاوت کر دی تو اہل مدینہ نے ان پر حملہ کر دیا اور ان کے عوام کو قتل کر دیا اور بقیہ لوگوں کو بغا طوق ڈال کر لایا اور اس سال اسحٰق بن ابراہیم حج کے اجتماع میں آیا۔

اور الواثق، ابراہیم بن رباح پر ناراض ہو گیا اور ابراہیم اپنی امارت کے زمانے میں اس کے ہاں اپنے مرتبے کی وجہ سے مقدم تھا پس اس نے اُسے دیوان جاگیرات کا افسر مقرر کر دیا اور وہ کھیل میں مشغول ہو گیا اور اس نے اپنے معاملات اپنے کاتب نجاح بن سلمہ اور یمان ...... [1] نصرانی کے سپرد

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

کر دیے اور وہ دونوں لوگوں کے لیے بہت سے اموال سے دُور رہے اور اُنہوں نے الواثق کے ہاں اس کی بہت شکایات کیں تو اس نے اس کی جاگیریں اور اموال ضبط کرنے کا حکم دے دیا اور جو کچھ اس کے پاس تھا اُسے عمر بن فرج الرخجیؒ کے سپرد کر دیا۔

اور احمد بن الخصیب، اشناس ترکی کا کاتب تھا اور وہ الجزیرہ کے مضافات شامات، مصر اور مغرب کا حاکم تھا اور اس کا منتظم احمد تھا، پس الواثق کے پاس دعویٰ کیا گیا کہ اس نے عظیم اموال جمع کر لیے ہیں تو وہ اس پر ناراض ہو گیا اور اس کے اموال اور اس کے بھائی ابراہیم کے اموال پر قبضہ کر لیا اور ان دونوں کو اور ان کی ماں کو عذاب دیا گیا۔

اور اس سال اشناس فوت ہو گیا پس اس کا مرتبہ اور اس کے اکثر مضافات، ایتاخ ترکی کے پاس چلے گئے اور اس کی جاگیریں اور اموال اسی حالت میں اس کے بیٹے کے لیے چھوڑ دیے گئے اور ان کا انتظام عبداللہ بن صاعد کی طرف لوٹا دیا گیا اور وہ اپنی وفات تک مسلسل ان کا انتظام کرتا رہا۔

اور آرمینیا نے بغاوت کر دی اور وہاں کچھ عربوں، جزلوں اور متغلبین نے ہل جل کی اور الجبال، اور الباب اور الالواب کے ملوک اپنے نزدیکی علاقوں پر متغلب ہو گئے اور سلطان کی حالت کمزور ہو گئی سو الواثق نے خالد بن یزید بن مزید کو والی مقرر کر دیا اور اُسے جانے کا حکم دیا اور دیار ربیعہ کا ایک ضلع بھی اس کے ساتھ ملا دیا، پس وہ ایک عظیم فوج کے ساتھ گیا اور جب ان علاقوں کے متغلبین کو اس کی خبر پہنچی تو وہ اس سے ڈر گئے اور ان کی اکثریت کے متعلق خطوط لکھ کر بیان کیا کہ وہ ہمیشہ سے اطاعت میں ہیں اور انہوں نے تحائف بھیجے تو اس نے کہا، میں صرف اس کا ہدیہ قبول کروں گا جو میرے پاس آئے گا تو اس بات نے ان کے خوف میں اضافہ کر دیا اور اس نے اسحٰق بن ابراہیم کو حکم دیتے ہوئے خط لکھا کہ وہ اس کے پاس آئے مگر وہ نہ آیا تو وہ اس کی طرف بڑھا اور قریب تھا کہ اسحٰق اطاعت اختیار کر لیتا۔

اور خالد بیمار ہو گیا اور اس نے کئی دن قیام کیا پھر فوت ہو گیا تو اُسے تابوت میں دبیل لایا گیا اور اسی میں اُسے دفن کیا گیا اور اس کے اصحاب منتشر ہو گئے اور شہر دوبارہ نہایت بُری حالت میں ہو گیا، سو الواثق نے محمد بن خالد کو اس کے باپ کی جگہ پر والی مقرر کیا اور محمد نے اپنے باپ کے اصحاب کی واپسی کا ذکر کرتے ہوئے خط لکھا اور انہیں اپنے پاس واپس کرنے کی اپیل کی، پس اس نے احمد بن بسطام کو نصیبین کی طرف بھیجا تو اس نے مارا اور قید کیا اور گھروں کو جلایا اور محمد کے باپ کے اصحاب اور دوست اس کے پاس آ گئے تو اس نے الصنادیہ اور اسحٰق سے جنگ کی حتیٰ کہ اُس نے اُسے باہر نکال دیا اور ان کو اس نے شکست دی اور وہ ہمیشہ ہی شہر کا حاکم رہا۔

اور الواثق نے خلق قرآن کے مسئلہ میں لوگوں کی آزمائش کی اور اس نے قضاۃ کو لکھا کہ وہ بقیہ شہروں میں بھی یہی کام کریں اور صرف توحید کے قائل کی شہادت کو جائز قرار دیں۔ پس اس وجہ سے اس نے بہت سے لوگوں کو قید کر دیا۔

اور طاغیۃ الروم نے ان مسلمان قیدیوں کی کثرت کا ذکر کرتے ہوئے جو اس کے قبضہ میں تھے اور فدیہ کی دعوت دیتے ہوئے خط لکھا تو الواثق نے اُسے اس کا جواب دیا اور اس نے خاقان خادم ...... [1] کو جو ابو رملہ کے نام سے مشہور تھا اور دوسرے جعفر بن احمد الحذاء کو جو فوج کا افسر تھا، بھجوایا اور احمد بن سعید بن سلم باہلی کو الثغر کا والی مقرر کیا اور وہ ایک جگہ کی طرف جسے نہر اللامس کہا جاتا ہے اور طرسوس سے دو مراحل کے فاصلہ پر ہے آ گئے اور اس فدیہ میں ستر ہزار نیزہ باز حاضر ہوئے سوائے اس کے جس کے پاس نیزہ نہ تھا اور ابو رملہ اور جعفر الحذاء نہر کے پُل پر کھڑے تھے اور جب کبھی قیدیوں میں سے کوئی شخص گذرتا تو وہ خلق قرآن کے

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

مسئلہ میں اس کی آزمائش کرتے اور جو کوئی قرآن کو مخلوق کہتا اس کا فدیہ دیا جاتا اور اُسے دو دینار اور دو کپڑے بھی دیے جاتے پس جن کا فدیہ دیا گیا ان کی تعداد پانچ سو مردوں اور سات سو عورتوں تک پہنچی اور یہ محرم ۲۳۱ھ کا واقعہ ہے۔

اور احمد بن نصر بن مالک خزاعی اپنے ایک کام کے سلسلہ میں ابن ابی داؤد کے پاس گیا تو اس نے اُسے واپس کر دیا تو وہ اس کی مذمت کرتا ہوا واپس آ گیا اور وہ اس کے خلاف زبان کھولنے لگا اور اس کے خلاف کفر کی گواہی دینے لگا تو ان میں سے کچھ لوگ اس کی طرف مائل ہو گئے اور انہیں یقین تھا کہ یہ غصہ دین کے باعث ہے پس ان کے دل قرآن کے سبب معصیت کی طرف گردن لمبی کر کے دیکھنے لگے اور کچھ لوگ باہر نکلے اور انہوں نے ڈھول بجائے اور ابوالسری کے صحرا کی جانب گئے تو انہیں پکڑ لیا گیا اور انہوں نے اس کا اعتراف کیا پس الواثق نے اس کے بھجوانے کے متعلق اسحٰق کو خط لکھا تو اس نے اُسے اس کے پاس بھجوا دیا تو اس نے اس سے سخت کلامی کی اور کچھ لوگوں نے آ کر اس کے خلاف گواہیاں دیں اور اس نے قرآن کے بارے میں اس کی آزمائش کی تو اس نے قرآن کو مخلوق کہنے سے انکار کر دیا اور الواثق نے اُسے سب و شتم کیا تو اس نے اسے جواب دیا تو اس نے اُسے قتل کر دیا اور سر من رائی میں اُسے صلیب دیا اور اس کے سر کو بھجوایا تو اُسے بغداد کی مشرقی جانب میں نصب کیا گیا۔

اور محمد بن عمرو شیبانی خارجی نے دیار ربیعہ میں خروج کیا اور ابویوسف محمد بن سعید وہیں تھا پس وہ فوج کے ساتھ اس کے مقابلے میں گیا اور محمد بن عمرو کے ساتھ تین سو خوارج تھے، سو وہ سنجار کی طرف گیا پھر شکست کھا کر موصل کی طرف گیا تو ابوسعید نے اس کا پیچھا کیا اور اُسے قید کر لیا اور اُسے ایک بیل پر سوار کرا کر نصیبین میں لایا اور اُسے ......[1] واثق کے پاس لایا تو اس نے اس کی طرف

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

تھا۔ اسے قتل نہیں ہونا چاہیے بلاشبہ جب تک یہ زندہ ہے کوئی خارجی ہرگز خروج نہ کرے گا اور وہ الواثق کے زمانے میں ہمیشہ قید ہی رہا۔

اور الواثق نے مکہ اور مدینہ اور بقیہ شہروں میں ہاشمیوں اور بقیہ قریش اور سب لوگوں میں بہت اموال تقسیم کیے اور اس نے اہل بغداد میں یکے بعد دیگرے اشراف اور عوام الناس میں بہت عطیات تقسیم کیے اور بغداد میں بہت آگ لگی اور اس نے کچھ تاجروں میں بہت اموال تقسیم کیے اور اس نے کچھ لوگوں کے لیے گھر تعمیر کیے اور بحر چین میں آنے والوں سے جو عشر لیا جاتا تھا اس نے وہ ساقط کر دیا۔

اور احمد بن ابی داؤد، محمد بن عبد الملک اور عمر بن خرج الرخجی، الواثق پر حاوی تھے اور اسحٰق بن ابراہیم اس کا پولیس سپرنٹنڈنٹ تھا اور اسحٰق بن یحییٰ بن سلیمان بن یحییٰ بن معاذ اس کے محافظوں کا افسر تھا۔

اور الواثق بیمار ہو گیا اور اس کی بیماری شدت اختیار کر گئی حتیٰ کہ تنور کی طرح اس کے لیے زمین میں گڑھا کھودا گیا پھر اسے طرفاء کی لکڑیوں سے گرم کیا گیا اور اسے کئی دفعہ اس میں رکھا گیا اور وہ اپنی بیماری میں کہا کرتا تھا، میں چاہتا ہوں کہ میں لغزش کو معاف کر دیا کرتا اور میں ایک قلی ہوتا اور میں اپنے سر پر بوجھ اٹھاتا اور اس سے اس کے بیٹے کی بیعت کے بارے میں دریافت کیا گیا تو اس نے کہا اللہ تعالیٰ مجھے زندہ اور مردہ ہونے کی حالت میں اسے سپرد کرتا نہ دیکھے۔

اور وہ معتصم کے محلات سے منتقل ہو گیا اور اس کے لیے دجلہ کے کنارے پر محل تعمیر کیا گیا جسے الہارونی کہا جاتا تھا اور اس نے اس کے دو چبوترے بنائے غربی چبوترہ اور شرقی چبوترہ اور وہ خوبصورت ترین محلات میں سے تھا اور اس نے ۲۴ ذوالحجہ ۲۳۲ھ کو بدھ کے روز ۳۴ سال کی عمر میں وفات پائی اور اس کی خلافت ۵ سال ۹ ماہ ۱۳ دن تھی۔ اور اس نے اپنے پیچھے چھ بیٹے چھوڑے محمد، علی، عبداللہ، ابراہیم، احمد اور محمد الاصغر۔

جعفر المتوکل کا دورِ حکومت

اور ۲۴ ذوالحجہ ۲۳۲ھ کو بدھ کے روز جعفر بن معتصم کی بیعت ہوئی، اور اس کی ماں ام ولد تھی جسے شجاع کہا جاتا تھا اور سب سے پہلے سیما ترکی نے جو الدمشقی کے نام سے مشہور ہے اور وصیف ترکی نے اس کی بیعت کی اور وہ اسی وقت دار العوام کی طرف آیا اور اس نے سپاہیوں کو آٹھ ماہ کی رسد دینے کا حکم دیا اور سات خلفاء کے بیٹوں۔ منصور بن مہدی، عباس بن ہادی، احمد بن الرشید، عبداللہ بن الامین، موسیٰ بن مامون اور اس کے بھائیوں اور احمد بن معتصم اور اس کے بھائیوں اور محمد بن الواثق نے اکٹھے ہو کر اُسے سلام کیا اور چالیس روز تک اس نے امور کو اسی حال پر قائم رکھا جس پر وہ تھے پھر وہ محمد بن عبدالملک سے ناراض ہو گیا اور اس کے سب اموال لے لیے اور اُسے عذاب دیا حتیٰ کہ وہ مر گیا اور وہ بہت سے امور میں اس پر اعتماد کرتا تھا۔

اور محمد بڑا سخت گیر، بے رحم، لوگوں کے ساتھ بری طرح پیش آنے والا اور ان کا بہت استخفاف کرنے والا تھا، اس کا کسی کے ساتھ احسان کرنا معلوم نہیں ہوا اور وہ کہا کرتا تھا۔ حیاء، ہیجڑا پن ہے اور رحم، کمزوری ہے اور سخاوت حماقت ہے، اور جب اس پر مصیبت آئی تو ہر شخص اس پر خوش تھا۔

اور متوکل نے علی بن الرضیٰ بن موسیٰ بن جعفر بن محمد کی طرف مدینہ سے کوچ کرنے کے بارے میں خط لکھا اور عبداللہ بن محمد بن داؤد ہاشمی نے خط لکھا اور

اس میں بیان کیا کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ امام ہیں پس وہ مدینہ سے کوچ کر گئے اور یحییٰ بن ہرثمہ نے بھی آپ کے ساتھ کوچ کیا حتیٰ کہ آپ بغداد آگئے اور جب وہ الیاسریہ مقام پر آئے تو وہاں اتر پڑے اور اسحٰق بن ابراہیم آپ کے استقبال کے لیے آیا تو اس نے آپ کی طرف لوگوں کے شوق اور آپ کی دید کے لیے ان کے اجتماع کو دیکھا تو اس نے رات تک قیام کیا اور رات کو آپ کو اندر لایا، پس آپ نے اس رات کا کچھ حصّہ قیام کیا پھر سرمن رأی کی طرف چلے گئے۔

اور متوکل نے لوگوں کو قرآن کے بارے میں گفتگو کرنے سے روک دیا اور شہروں کے جو باشندے قید خانوں میں تھے انہیں رہا کر دیا اور جنہیں الواثق کی خلافت میں پکڑا گیا تھا انہیں چھوڑ دیا اور انہیں لباس پہنایا اور آفاق کی طرف خطوط لکھ مناظرہ اور جدل سے روک دیا تو لوگ رُک گئے اور وہ عمر بن فرج الرخجی اور اس کے بھائی محمد پر ناراض ہوگیا اور محمد بن فرج اس وقت مصر کا عامل تھا پس اس نے اس کے لانے کے بارے میں خط لکھا اور ان دونوں کے اموال قبضہ میں کر لیے گئے یہ ۲۳۳ھ کا واقعہ ہے اور عمر، بغداد میں محبوس تھا اور محمد، سرمن رأی میں محبوس تھا اور وہ دونوں دو سال محبوس رہے۔

اور احمد بن ابی داؤد فالج سے بیمار ہوگیا تو متوکل نے اس کے بیٹے محمد کو جو ابوالولید کے نام سے مشہور تھا اس کی جگہ والی بنا دیا، اور اس وقت......[1] ابوالعیناء نے کہا، اُسے اس لیے قید کیا گیا ہے کہ اس نے اس کی زبان کو بے کار کر دیا ہے اور وہ بات نہیں کرتا تھا اور متوکل، فضل بن مروان پر بھی ناراض ہوا اور اس کی جاگیروں اور اموال پر قبضہ کر لیا اور اُسے جلاوطن کر دیا پھر اس سے راضی ہوگیا اور اُسے واپس بلا لیا، اور وہ احمد بن خالد جو ابوالوزیر کے نام سے مشہور ہے، پر بھی ناراض ہوا اور ۲۳۴ھ میں اس کے سب اموال لے لیے، پھر اس سے

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

راضی ہو گیا۔

اور جب متوکل، کاتبوں پر ناراض ہوا تو اس نے اسحٰق بن ابراہیم سے کہا میرے لیے دو آدمیوں کی طرف دیکھو ان میں سے ایک تو دیوانِ خراج والا ہے اور دوسرا دیوانِ جاگیرات والا ہے، اس نے کہا وہ دونوں میرے پاس ہیں، یحییٰ بن خاقان اور موسیٰ بن عبدالملک بن ہشام، اور یحییٰ، اسحٰق سے قبل، ان اموال کے بارے میں محبوس تھا، پس اس نے ان دونوں کو بلایا اور اس نے یحییٰ بن خاقان کو، دیوان الخراج اور موسیٰ کو دیوانِ جاگیرات سونپ دیا اور متوکل نے حکم دیا کہ اس کے بیٹے محمد کو سلام امارت کہا جائے اور منابر پر اس کے لیے دُعا کی جائے اور اس نے آفاق کی طرف بھی یہ بات لکھ دی اور یہ ذو القعدہ ۲۳۴ھ کا واقعہ ہے۔

اور اس سال ایتاخ ترکی نے حج کی اجازت طلب کی تو اس نے اُسے اجازت دے دی پس وہ خوبصورت لباس میں روانہ ہوا اور متوکل کو خبر ملی کہ وہ اس پر حملہ کرنے کی تدبیر کر رہا ہے اور جب اُسے اس کا موقع نہیں ملا تو اس نے حج کی اجازت طلب کر لی ہے، سو اس نے جعفر بن دینار کو جو الخیاط کے نام سے مشہور تھا اور یمن کا عامل تھا، مکہ آنے کے متعلق خط لکھا اور یہ کہ وہ جلد واپسی سے ایتاخ کو پکڑ لے پس جب وہ مکہ پہنچا تو جعفر نے اس سے ملاقات کی اور وہ عراق کی طرف واپس چلا گیا اور اس نے سعید بن صالح حاجب کو اس کے پاس بھیجا تو اس نے کوفہ میں اس سے ملاقات کی اور جب وہ بغداد کے نزدیک آیا تو اسحاق نے اس کا استقبال کیا اور سیاہ لباس اور تلوار اور پیٹی اتارنے کا حکم دیا اور اس نے اُسے سفید قبا اور سفید پگڑی کے ساتھ بغداد میں داخل کیا حتیٰ کہ وہ اُسے اس قصر خزیمہ میں لے گیا جو پُل کے سرے پر ہے اور اس نے اُسے قید کر دیا اور بیڑیاں ڈال دیں اور اس کی جاگیروں اور اموال پر قبضہ کر لیا گیا اور اس نے اپنے دونوں کاتبوں سلیمان بن وہب اور قدامہ بن زیاد اور اس کے بیٹے منصور کو بغداد بھجوایا حتیٰ کہ اس نے اُسے اور ان کو اکٹھا کیا تو جو کچھ اس سے ہوا تھا اس پر انہوں نے اُسے سرزنش اور

زجر و توبیخ کی اور اس کے بیٹے منصور کو حکم دیا گیا کہ وہ اس کے منہ پر تھوکے تو اس نے انکار کیا اور کہنے لگا، امیر المومنین کے کئی غلام ہیں وہ انہیں اپنی پسند کا حکم دیتے ہیں پس وہ چند روز ٹھہرا پھر مر گیا اور اُسے دجلہ میں پھینک دیا گیا۔

اور عامل مصر، ہرثمہ بن النصر کے پاس جو کچھ تھا اس نے اس سے لے لیا کیونکہ متوکل کو پتہ چل گیا تھا کہ اس کی ایتاخ کے ساتھ مراسلت اور موافقت ہے اور مصر کے مضافات میں سے جو کچھ ایتاخ کے پاس تھا وہ اس نے ابو اسحٰق کو دے دیا اور جب عنبسہ بن اسحٰق کو جو سندھ پر ایتاخ کا عامل تھا، یہ خبر ملی تو وہ عراق کی طرف چلا گیا اور متوکل نے اس کی جگہ ہارون بن ابی خالد کو عامل بنا دیا اور اس نے عنبسہ کو روکا ٹوکا نہ کی۔

اور اس سال حسن بن سہل نے وفات پائی اور اس سے قبل وہ اپنے گھر میں گوشہ گیر ہو چکا تھا اور وہ سلطان کے امور میں کچھ دخل نہ رکھتا تھا اور محمد بن البعیث، آذربائیجان کی ایک جانب پر جسے مرند کہا جاتا تھا، متغلب تھا۔

پس آذربائیجان کے عامل حمدویہ بن علی نے اس پر غلبہ پا لیا پھر......[1] اور اُسے سلطان کے دروازے پر لے گیا اور جب وہ آیا تو حمدویہ بن علی پر سوار ہو گیا اور اس نے حمدویہ کو مارا اور جو اموال اُسے پیش کیے گئے تھے لے لیے اور ابن البعیث کو چھوڑ دیا اور اس نے چند ماہ قیام کیا اور سر من رأی سے مرند کی طرف بھاگ گیا اور اس کے نواح میں جو فقراء تھے اس کے پاس آ گئے اور اس نے نافرمانی اور مخالفت کا اظہار کیا اور اس نے حمدویہ بن علی کو قید خانے سے باہر نکالا اور شہر کا والی بنا دیا تو وہ اس کے پاس گیا اور اس نے اس سے جنگ کی اور اُسے قتل کر دیا۔

اور ابن البعیث کا معاملہ قوت پکڑ گیا اور وہ زیرک ترکی کے مقابلے کے لیے گیا اور اس سے جنگ کی پھر اس نے عتاب بن اسید کو اس کے مقابلے میں بھیجا اور شہر بغا الصغیر کی طرف تھا پس اس نے اس سے جنگ کی پھر اس نے عتاب بن اسید کو

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

اس کے مقابلے میں بھیجا اور شہر بغا الصغیر کی طرف تھا پس اس نے اس سے جنگ کرتے ہوئے کئی ماہ قیام کیا پھر اس نے اُسے امان دی اور جب وہ اس کے پاس آیا تو وہ اُسے سلطان کے دروازے پر لے گیا اور اُسے اسحٰق کی جماعت میں قید کر دیا گیا اور یہ ۲۳۵ھ کا واقعہ ہے پس وہ تھوڑا عرصہ قید خانے میں رہا پھر مر گیا اور یحییٰ بن رواد کو بھی ایسے ہی لایا گیا اور اس نے اُسے نام اور قیادت دے دی۔

اور اس سال متوکل نے اہل ذمہ کو، عسلی چادریں پہننے اور خچروں اور گدھوں پہ لکڑی کی رکابوں اور ان زینوں پہ جن میں گڑھے ہوں، سوار ہونے کا حکم دیا اور یہ کہ وہ گھوڑوں اور ٹٹوؤں پہ سوار نہ ہوں اور اپنے دروازوں پہ لکڑیاں لگائیں جن میں شیاطین کی تصویر ہو۔

اور متوکل نے اپنے بعد اپنے بیٹے محمد کی ولیعہدی کی بیعت لی پھر اپنے دو بیٹوں عبداللہ المعتز باللہ اور ابراہیم المؤید باللہ کی بیعت لی اور ہر شہر کے سرکردہ لوگوں کو سرمن رائی میں بلایا اور انہیں بیعت کرنے پہ انعامات دیے اور فوج کو دس ماہ کی رسد دی اور خطباء کو اس کے متعلق خطبہ دینے بھیجا۔

اور اس سال محمد المنتصر نے حج کیا اور اس کے ساتھ متوکل کی ماں بھی تھی اور اس نے حج کے اجتماع میں لوگوں کے ساتھ قیام کیا اور وہ اپنے طریق میں قابل تعریف اخلاق کا حامل تھا...... [1] پس مصر اور مغرب بھی المنتصر کے پاس آ گئے اور احمد بن الخصیب اس کا کاتب تھا اور اس نے خراسان اور الجبل عبداللہ المعتز کو دے دیا اور اس کا کاتب احمد بن اسرائیل تھا۔ اور ابراہیم المؤید کو شامات، آرمینیا اور آذربائیجان دے دیا اور اس کا کاتب محمد بن علی المعروف تھا اور اس وقت متوکل نے حکم دیا کہ سلطان کی عملداری میں کسی ذمی سے کسی بات میں مدد نہ مانگی جائے اور گرجے اور نئے گرجے گرا دیے جائیں اور انھیں مزدوری سے روک دیا گیا اور اس نے یہ بات آفاق کی طرف بھی

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

لکھ دی۔

اور اسحاق بن ابراہیم فوت ہو گیا تو اس نے اس کے بیٹے محمد کو طساسیج السواد اور مضافات مصر اور دجلہ کے صوبے وغیرہ کے خراج کے کام دے دیے جو اس کے باپ کے پاس تھے اور مزید براں مضافات .... [1] اور فارس بھی دے دیے اور اس نے سات دن میں اُسے ہر دن کو سات خلعت دیے اور اس کے لیے بہت سے جھنڈے باندھے اور اُسے اس کے ہاں بہترین مرتبہ حاصل تھا اور محمد نے اپنے باپ کے عمال کو قائم رکھا اور اس کے خراج کا کاتب علی بن عیسیٰ از داد سرود تھا[1] اور خطوط کا کاتب میمون بن ابراہیم تھا اور مظالم کا کاتب ہارون بن جیغویہ کا قرابتدار اسحٰق بن یزید تھا اور اس نے حسین بن اسماعیل کو اس کے چچا محمد بن ابراہیم کی جگہ فارس کی طرف بھجوایا اور اُسے حکم دیا کہ وہ اُسے عذاب دے حتیٰ کہ اس سے وہ مال حاصل کرے جو اس کے پاس ہیں پس اُسے عذاب دیا گیا حتیٰ کہ وہ مر گیا اور عبدالواحد بن یحییٰ جو حوط کے نام سے مشہور تھا اور طاہر کا قرابت دار تھا، مصر اور اس کے معادن کے خراج کا افسر تھا پس محمد بن اسحٰق نے اُسے اپنی فوج پر مقرر کر دیا۔

اور محمد نے اپنے باپ کے بعد ایک سال قیام کیا پھر مر گیا اور اس نے اس کی جگہ عبداللہ بن اسحٰق کو پولیس افسر مقرر کر دیا اور اس نے محمد بن اسحٰق کے کاتبوں کو جو اس کے باپ کے کاتب تھے، متوکل کے دروازے پر بھیج دیا تو اس نے اپنے عمال کو مارا اور اس نے اسحٰق بن ابراہیم کے کاتب علی بن عیسیٰ کو سر من رائی کے طساسیج السواد کا امیر بنا کر بھیج دیا اور اس نے اُسے خراج کے دیوانِ اعظم کا سرپرست مقرر کر دیا اور وہ دو ماہ اس عہدہ پر قائم رہا پھر اس نے اُسے ہٹا دیا اور اس کی جگہ احمد بن محمد بن مدبر کو مقرر کر دیا اور اس کے دونوں بیٹوں حسین اور اسماعیل کے سبب

---

[1] اصل کتاب میں یہ لفظ نقطوں کے بغیر ہی لکھا ہوا ہے۔

اموال لے لیے گئے اور احمد بن محمد بن مدبر نے اپنے طساسیج السواد کے عمال کی نگرانی کی اور ان سے عظیم اموال پر مصالحت کر لی اور اس نے احمد بن محمد بن مدبر کو سات دوادین کا سرپرست مقرر کیا، دیوان الخراج، دیوان جاگیرات، دیوان اخراجات خاصہ اور اخراجات عامہ، دیوان صدقات، دیوان غلامان، دیوان جوانان اور دیوان ملازمان پس اس نے اموال عظیمہ کو زیادہ کر دیا۔

اور محمد بن عبد اللہ بن طاہر ۲۳۷ھ میں خراسان سے بغداد آیا اور جو کچھ اس کے پاس تھا اس نے وہ اسحٰق بن ابراہیم کو دے دیا اور المنتصر کی جانب سے مضافاتِ مصر عنبسہ بن اسحٰق الضبی کو دے دیے گئے اور اس نے مصر میں چند ماہ ہی قیام کیا کہ رومیوں نے دمیاط پر ۸۵ سواریاں بٹھا دیں اور انہوں نے بہت سے مسلمانوں کو قتل کر دیا اور ۴۰۰ مکانات جلا دیے اور ان لوگوں کا سردار مطومارلس[1] تھا اور انہوں نے ۱۸۲۰ مسلمان عورتوں اور ایک ہزار قبطی عورتوں اور ایک سو یہودی عورتوں کو قیدی بنا لیا اور دمیاط اور السقط میں جو ہتھیار تھے انہیں قابو کر لیا اور لوگ بھاگ گئے اور دو ہزار کے قریب سمندر میں غرق ہو گئے اور انہوں نے دو دن اور دو راتیں قیام کیا پھر واپس چلے گئے۔

اور متوکل، دیوانِ شہر کے کاتب محمد بن الفضل پر کسی بات کی وجہ سے جو اُسے اس کے متعلق معلوم ہوئی ناراض ہوا اور اس نے اس کی جگہ عبید اللہ بن یحیٰی بن خاقان کو مقرر کر دیا اور اس کے مقام و مرتبہ کو بلند کیا اور اُسے والی مقرر کیا اور اُسے حکم دیا کہ وہ لکھے، امیر المومنین کا غلام، اور اذ دمیں اس کی رشتہ داری تھی نیز اس نے اُسے حکم دیا کہ وہ دوادین کے کاتبوں کو حکم دے کہ وہ اس کے نام سے خطوط پر تاریخ ڈالیں تو اس نے اس بارے میں اس سے معافی چاہی مگر وہ تمام دنیا میں خراج، جاگیرات، ڈاک، معادن اور قضاۃ کے عمال مقرر کرتا

---

[1] اصل کتاب میں یہ لفظ نقطوں کے بغیر ہی لکھا ہوا ہے۔

تھا اور کوئی اس کے ساتھ کام نہ کر سکتا تھا اس کے باوجود وہ لوگوں کے ہاں قابل ستائش تھا اور اس نے اس کے باپ کو مظالم کا افسر مقرر کیا پھر وہ مر گیا تو اس نے اس کے چچا عبد الرحمن کو اس کی جگہ مقرر کر دیا۔

اور متوکل، محمد بن احمد بن ابی داؤد اور اس کے باپ پر ناراض ہو گیا اور اس نے یحییٰ بن اکثم تمیمی کو قاضی القضاۃ بنا دیا اور ابن ابی داؤد کی جاگیرات اور اموال پر قبضہ کر لیا گیا اور اُسے بغداد بلایا اور وہ تھوڑا عرصہ ہی ٹھہرا حتیٰ کہ .... [1] اس کا بڑا بیٹا فوت ہو گیا اور یحییٰ نے تھوڑا عرصہ قیام کیا پھر اس نے اس کی جگہ جعفر بن عبد الواحد ہاشمی کو مقرر کر دیا اور متوکل ۲۳۸ھ کو بغداد گیا اور الشماسیہ میں خیموں میں اُترا پھر بغداد میں داخل ہوا اور اس کے درمیان سے گزرا حتیٰ کہ سیر و تفریح کے لیے مدائن کی طرف چلا گیا۔

اور آرمینیا کے حالات مضطرب ہو گئے اور وہاں جنرلوں وغیرہ کی ایک جماعت نے ہل چل کی اور اپنے نواح پر متغلب ہو گئے پس متوکل نے ابو سعید محمد بن یوسف کو والی مقرر کیا تو وہ شہر کی طرف چلا گیا اور اپنے کپڑے منگوا کر پہنے اور اپنا ایک موزہ منگوا کر اُسے پہنا اور کسی بیماری کے بغیر مردہ ہو کر گر پڑا تو متوکل نے اس کے بیٹے یوسف کو والی مقرر کیا اور بقراط بن اشوط، امان پر اس کے پاس گیا تو وہ اُسے متوکل کے پاس لے گیا اور ... [2] پس بنوان بن السف [3] نے اس سے جنگ کی اور اس نے اُسے قتل کر دیا اور شہر میں خرابی ہو گئی تو متوکل نے بغا الکبیر کو بھیجا اور جب وہ ارزن پہنچا تو موسیٰ بن زرارہ اس کے پاس امان کی حالت میں آیا جو بدلیس پر متغلب تھا تو اس نے اُسے بیڑیاں ڈال دیں اور اُسے متوکل کے پاس لے گیا پھر وہ الباق مقام کی طرف گیا جس میں اشوط بن حمزہ تھا تو اس نے اس کا محاصرہ کر لیا پھر اُسے امان دے دی اور اُسے سر من رأی لے گیا اور باب العوام پر

---

[1] و [2] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے [3] اصل کتاب میں یہ لفظ نقطوں کے بغیر ہی لکھا ہے۔

اُسے قتل کر دیا گیا اور صلیب دیا گیا۔

اور اس نے اسحاق بن اسماعیل کو جو تفلیس پر متغلب تھا، خط لکھا کہ وہ اس کے پاس آئے تو اس نے اُسے لکھا کہ وہ سلطان کی اطاعت سے دست کش نہیں ہوا اور اگر وہ اموال چاہتا ہے تو وہ اموال سے اُسے مدد دے گا اور اگر وہ جوانوں کو چاہتا ہے تو وہ انہیں اس کے پاس بھجوا دے گا اور آنا اس کے لیے ممکن نہیں پس وہ اس کی طرف بڑھا اور اس نے اس سے جنگ کی اور اس پر فتح پائی، اور اُسے قتل کر دیا، اور اس کے سر کو سلطان کے پاس لے گیا اور اس نے الصناریہ کی طرف بڑھ کر ان سے جنگ کی تو انہوں نے اسے شکست دی تو وہ ان سے شکست کھا کر واپس آ گیا اور جس نے اُسے امان دی اس نے ان کی تلاش کی اور انہیں پکڑ لیا اور ان میں سے ایک جماعت بھاگ گئی اور انہوں نے حاکمِ روم، حاکم خزر اور حاکم صقالبہ سے مراسلت کی اور وہ بڑی مخلوق میں اکٹھے ہوئے اور اس نے یہ بات متوکل کو لکھی تو اس نے محمد بن خالد بن یزید بن مزید شیبانی کو شہر کے لیے بلایا اور جب وہ آیا تو ہل چل کرنے والے پر سکون ہو گئے اور اس نے نئے سرے سے امان دی۔

اور ۲۴۰ھ میں اہل حمص اُٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے اپنے عامل ابو المغیث موسیٰ بن ابراہیم کو باہر نکال دیا اور وہ حماۃ کی طرف چلا گیا پس متوکل نے عتاب بن عتاب اور محمد بن عبدویہ بن جبلہ کو بھیجا اور محمد کو شہر کا عامل بنا دیا تو اس نے انہیں پر سکون کیا اور کئی ماہ تک ان کے دیار میں قیام کیا پھر وہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور اس کی نافرمانی کی تو اس نے انہیں پُر سکون کیا اور ان سے فریب کیا۔ پس اس نے ان کے سرکردہ لوگوں کی ایک جماعت کو پکڑ کر انہیں بیڑیوں میں جکڑ دیا اور انہیں متوکل کے دروازے پر لایا گیا پھر انہیں اس کی طرف واپس کیا گیا تو اس نے انہیں کوڑے مارے حتیٰ کہ وہ مر گئے اور اس نے انہیں ان کے دروازوں پر صلیب دیا اور اس نے فتنہ انگیزوں کو تلاش کیا اور انہیں فنا کر دیا۔

اور متوکل نے احمد بن محمد کو دمشق اور اردن کے خراج کا افسر مقرر کیا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ دواوین کے کاتبوں نے اس کے خلاف اس کے خوف کی وجہ سے تدبیر کی اور کہنے لگے، شہر تعدیل کا محتاج ہے اور تعدیل وہی کر سکتا ہے جو دیوان خراج کا افسر ہو پس وہ ۲۴۰ھ میں دمشق اور اُردن کی تعدیل کرنے گیا اور اس نے ہر زمین پر اس کے استحقاق کے مطابق بوجھ ڈالا۔

اور ہارون بن ابی خالد عامل سندھ نے ۲۴۰ھ میں وفات پائی اور عمر بن عبدالعزیز السامی المنتمی نے سامہ بن لوئی حاکم شہر کو خط لکھا اور بیان کیا اگر اُسے شہر کا منتظم بنایا جائے تو وہ اس کا انتظام اور کنٹرول کرے گا تو اس نے اسے اس کا جواب دیا اور وہ متوکل کے پورے زمانے میں قائم رہا۔

اور طاغیۃ الروم نے ایلچی اور تحائف بھیجے اور وہ تھوڑے تھے تو اس نے اس کی طرف ان سے دُگنے بھیجے اور شنیف خادم کو بھیجا اور وہ اپنے اُمناء کا انتظام کرتا تھا پس اس نے اُسے فدیہ پر مقرر کر دیا تو وہ ۲۴۱ھ میں طرسوس آیا اور احمد بن یحییٰ ارمنی، ثغور کا عامل تھا اور وہ القنطرۃ اللامس کی طرف گیا اور اس نے قیدیوں کو بُلایا اور وہ جس شہر میں بھی رومی قیدی تھے لے آیا تھا اور اس نے نصاریٰ کے غلاموں کو خریدا۔

اور متوکل نے محلات تعمیر کیے اور ان پر بہت اموال خرچ کیے ان محلات میں الشاہ، العروس، الشبداز، البدیع، الغریب اور البرج شامل ہیں اور اس نے البرج پر ایک کروڑ سات لاکھ دینار خرچ کیے۔

اور یکم جمادی الآخرۃ ۲۴۱ھ کو جمعرات کی رات کو ستارے ٹوٹے اور وہ رات کے آغاز سے طلوعِ فجر تک مسلسل ٹوٹتے رہے اور ۲۴۲ھ میں قومس اور نیشاپور اور اس کے اردگرد کے علاقے میں زلازل آئے حتیٰ کہ قومس میں بہت سے لوگ مر گئے اور ۱۹ شعبان کو منگل کے روز زلزلہ نے انہیں آلیا اور اس میں تقریباً دو لاکھ آدمی مر گئے اور اس کے بعد خراسان میں شہر دھنس گئے اور

اس ماہ میں اہلِ فارس کو العلرؔوم[1] کی جانب سے ایک پھیلنے والی شعاع نے گزند پہنچایا اور ایک غبار نے لوگوں کو رنج میں مبتلا کر دیا، پس لوگ اور بہائم مر گئے اور درخت جل گئے اور اہلِ مصر کو ایک عام زلزلہ نے گزند پہنچایا جس سے مسجد کے ستون بھی ہل گئے اور مکانات اور مساجد گر گئیں اور یہ اس سال کے ذوالحجہ کا واقعہ ہے۔

اور متوکل نے دمشق کی طرف روانگی کا عزم کیا اور اس کے سامنے اس کی ہوا کی خنکی کے متعلق بیان کیا گیا اور وہ گرم مزاج تھا، سو اس نے احمد بن محمد بن مدبر کو خط لکھا اور اُسے محلات بنانے اور فرودگاہیں تیار کرنے کا حکم دیا اور راستے کی درستگی اور فرودگاہیں تیار کرنے کا حکم دیا اور راستے کی درستگی اور فرودگاہیں بنانے کے بارے میں بھی خط لکھا اور وہ ۲۰ ذوالقعدہ ۲۴۳ھ کو سوموار کے روز سرمن رائے سے چلا اور ۲۲ صفر ۲۴۴ھ کو بدھ کے روز دمشق آیا اور وہ ان محلات میں اُترا اور اس نے ۳۸ دن قیام کیا۔

اور اُسے بعض ترک غلاموں کی طرف سے ناگوار بات کی اطلاع ملی تو وہ دمشق سے عراق کی طرف کوچ کر گیا اور اس نے اپنی حکومت میں اس سفر کے سوا کوئی سفر نہیں کیا ہاں سیر و تفریح کے لیے وہ سفر کرتا رہا۔ اور اس نے اپنے اس سفر میں کوئی چیز نہ دیکھی اور نہ کسی کی مصلحت میں غور و فکر کیا۔

اور تمام شام میں زلازل آئے حتیٰ کہ لاذقیہ اور جبلہ تباہ ہو گئے اور ایک عالم مر گیا حتیٰ کہ لوگ صحرا کی طرف چلے گئے اور انہوں نے اپنے گھروں کو سامان سمیت چھوڑ دیا اور یہ کام ۲۴۵ھ کے سال میں کئی ماہ تک رہا۔

اور متوکل ایک جگہ کی طرف جسے الماحوذۃ کہا جاتا تھا، منتقل ہو گیا جو سرمن رائے کے محل سے تین فرسخ پر تھی اور وہاں اس نے ایک شہر تعمیر کیا جس کا نام اس نے جعفریہ رکھا اور اس میں اس نے القاطول سے ایک نہر کھودی اور کاتبوں، دواوین اور سب لوگوں کو اس کی طرف لے آیا اور اس نے اس میں ایک محل تعمیر کیا جس کی

---

[1] اصل کتاب میں یہ لفظ نقطوں کے بغیر ہی لکھا ہوا ہے۔

مثل نہیں سُنی گئی، یہ محرم ۲۴۶ھ کا واقعہ ہے۔

اور وہ نجاح بن سلمہ کاتب پر ناراض ہو گیا اور وہ عبیداللہ بن یحییٰ کے بعد اس کے کاتبوں میں سے سب سے زیادہ اس پر حاوی تھا اور وہ ہمیشہ لوگوں کے اموال حاصل کرتا رہتا تھا پس اس نے اسے موسیٰ بن عبدالملک بن ہشام افسر دیوان الخراج اور حسن بن مخلد بن الجراح افسر دیوان جاگیرات کے سپرد کر دیا اور ان دونوں نے اسے دو کروڑ دینار کی ضمانت دی پس موسیٰ بن عبدالملک نے اُسے کئی دن عذاب دیا تو وہ اس کے ہاتھوں میں ہی مر گیا پس اُس کی جاگیروں اور مکانات اور اموال پر قبضہ کر لیا گیا اور یہ ذوالقعدہ ۲۴۶ھ کا واقعہ ہے۔

اور متوکل نے اپنے بیٹے محمد المنتصر سے بدسلوکی کی، تو انہوں نے اُسے اس کے خلاف برانگیختہ کیا اور اس پر حملہ کرنے کی سازش کی اور جب ۳ شوال ۲۴۷ھ کو منگل کا دن آیا تو ترکوں کی ایک جماعت جس میں بغا الصغیر، المنتصر کا دوست اوتامش، باغر، لغلو، یرند، واجن اسعلعہ، کنداش شامل تھے داخل ہوئی اور متوکل اپنی مجلس خلوت میں تھا پس انہوں نے اس پر حملہ کر دیا اور اپنی تلواروں سے اس کا کام تمام کر دیا اور اس کے ساتھ الفتح بن خاقان کو بھی قتل کر دیا۔

اور متوکل کی خلافت ۱۴ سال ۹ ماہ ۹ دن تھی اور اس کی عمر ۴۲ سال تھی اور اُسے اس کے محل میں جو جعفری کے نام سے مشہور ہے اور جسے اس نے الماحوذۃ کا نام دیا تھا، دفن کیا گیا اور فتح بن خاقان اور عبیداللہ بن یحییٰ کاتب اس پر حاوی تھے اور اسحٰق بن ابراہیم اس کا پولیس سپرنٹنڈنٹ تھا اور اس کے بعد محمد بن اسحٰق اور اس کے بعد محمد بن عبداللہ بن طاہر تھا، اور یحییٰ بن معاذ اس کے محافظوں کا افسر تھا اور اس کے بعد رجاء بن ایوب پھر سلیمان بن یحییٰ بن معاذ تھا اور بغا اور وصیف اس کے حاجب تھے۔

لہ و ۲ہ اصل کتاب میں یہ الفاظ نقطوں کے بغیر ہی لکھے ہوئے ہیں۔

محمّد المنتصر کا دورِ حکومت

محمد المنتصر بن جعفر المتوکل کی بیعت اس شب کو ہوئی جس میں اس کا باپ قتل ہوا اور وہ ۴ شوال ۲۴۷ھ کے بدھ کی رات تھی اور اس کی ماں رومیہ تھی جسے حبشیہ کہا جاتا تھا اس روز آفتاب، عقرب میں ۱۵ درجے اور ۴ منٹ تھا اور زحل، سنبلہ میں ۲۱ درجے اور ۲۰ منٹ تھا اور مشتری، ثور میں ۲ درجے اور ۳۵ منٹ تھا اور مریخ، قوس میں ۲۵ درجے اور ۲ منٹ تھا اور زہرہ، عقرب میں ۲ درجے اور ۲۵ منٹ تھا اور عطارد عقرب میں ۳ درجے اور ۲۲ منٹ تھا، اور اس نے اپنے دونوں بھائیوں عبداللہ المعتز باللہ اور ابراہیم المؤید کو بلایا اور ان دونوں سے اور تمام حاضر باش لوگوں سے بیعت لی اور دار العوام کی طرف گیا اور اس نے فوج کو دس ماہ کی رسد دی اور الجعفری سے سر من رأی کی طرف واپس آ گیا اور اس نے ان محلات کے گرانے کا حکم دے دیا تو لوگ ان سے منتقل ہو گئے اور اس نے شہر کو چھوڑ دیا اور وہ ویران ہو گیا اور لوگ سر من رأی میں اپنے گھروں کی طرف لوٹ آئے اور اس نے اپنے دونوں بھائیوں المعتز اور المؤید کو معزول کر دیا اور خود انہیں ہی ان کی معزولی پر گواہ بنایا اور اس نے احمد بن محمد بن المدبر کو شامات سے مصر کی طرف منتقل کر دیا اور شامات کے مضافات کو جماعت پر تقسیم کر دیا گیا۔

اور اوتامش اور احمد بن الخصیب اس پر حاوی تھے اور اس کی خلافت ۶ ماہ تھی اور اس نے ۴ ربیع الآخر ۲۴۸ھ کو ہفتے کے روز وفات پائی اور اس کی عمر ۲۵ سال چھ ماہ تھی۔

احمد المستعین کا دورِ حکومت

اور جس روز المنتصر نے وفات پائی اسی روز احمد بن محمد بن معتصم کی بیعت ہوئی اور وہ ۴ ربیع الآخر ہفتے کا دن تھا اور اس روز آفتاب، جوزاء میں ۱۰ درجے اور ۱۱ منٹ تھا اور زحل، سنبلہ میں ۱۶ درجے اور ۷ منٹ تھا اور مشتری، جوزاء میں ۱۵ درجے تھا اور مریخ، جوزاء میں ۳ درجے اور ۲۷ منٹ تھا اور زہرہ، سرطان میں ۱۴ درجے اور ۲۲ منٹ تھا اور عطارد، سرطان میں ۴ درجے اور ۲۲ منٹ تھا اور وہ خلافت کے اہل نہ تھا لیکن جب المنتصر فوت ہو گیا تو ترک، متوکل کے بیٹوں سے وحشت محسوس کرنے لگے اور برے انجام سے ڈر گئے تو احمد بن الخصیب نے انہیں احمد بن محمد بن معتصم کی بیعت کرنے کا مشورہ دیا تو انہوں نے اس کی بیعت کر لی اور بعض جرنیلوں نے بھی بیعت کرنے سے انکار کیا اور ترکوں اور ابناء کے درمیان جھگڑے شروع ہو گئے حتیٰ کہ انہوں نے باہم تین دن جنگ کی پھر ابناء کا حال کمزور پڑ گیا اور المستعین نے لوگوں میں بہت اموال تقسیم کیے اور اس کے حالات ٹھیک ہو گئے اور اوتامش ترکی اور اوتامش کا کاتب شجاع بن القاسم اور احمد بن الخصیب اس کی حکومت پر حاوی تھے حتیٰ کہ کسی کو ان کے ساتھ کوئی کام نہ رہا پھر ترکوں نے احمد بن الخصیب پر ظلم کیا تو المستعین اس سے ناراض ہو گیا اور اس نے اس کی حکومت کے چار ماہ بعد اُسے مغرب کی طرف جلاوطن کر دیا پھر اُسے سمندر میں اقریطش کی طرف لایا گیا پھر قیروان کی طرف لایا گیا۔

اور المستعین کے اصحاب، حاکم خراسان سے بہت ڈرتے تھے اور طاہر بن عبداللہ بن طاہر نے رجب ۲۴۸ھ میں ۴۴ سال کی عمر میں وفات پائی تو ان کے خوف نے انڈے بچے دیے اور انہوں نے محمد بن عبداللہ کو عراق سے خراسان کی طرف نکالنے کی سازش کی تو المستعین نے اُسے کہا کہ وہ خراسان کی طرف چلا جائے اس نے کہا کہ میرے بھائی نے اپنے بیٹے کو وصیت کی ہے اور مجھے خوف ہے کہ میرے خروج سے شہر میں خرابی ہو گی تو المستعین نے محمد بن طاہر بن عبداللہ بن طاہر کو اس کے باپ کی جگہ پر خراسان کی حکومت کا خط لکھ دیا اور اس سال دیار ربیعہ میں ابو العمود الشاری نے خروج کیا تو المستعین نے اس کے مقابلے میں بلکاجور الفرغانی کو بھیجا تو اس نے اس سے جنگ کر کے اُسے قتل کر دیا اور اس کی فوج کو پراگندہ کر دیا۔

اور جب طاہر فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا محمد حکمران بنایا گیا اور جس روز وہ حکمران بنایا گیا وہ نوعمر تھا تو خراسان میں کچھ خارجیوں وغیرہ نے ہل جل کی اور خارجی بکثرت ہو گئے حتیٰ کہ قریب تھا کہ وہ سجستان پر غالب آ جائیں پس یعقوب بن اللیث جو الصفار کے نام سے مشہور تھا اور بہادر اور دلیر لوگوں میں سے تھا وہ اُٹھا اور اس نے محمد بن طاہر سے کہا کہ وہ اُسے خارجیوں کے مقابلے میں جانے کی اور رضا کاروں کو جمع کرنے کی اجازت دے تو اس نے اُسے اس کی اجازت دے دی، پس وہ سجستان کی طرف گیا اور وہاں جو خارجی تھے انہیں وہاں سے باہر نکال دیا پھر وہ کرمان کی طرف بڑھا اور وہاں بھی اس نے ایسے ہی کیا حتیٰ کہ اس نے شہروں کو ان سے پاک کر دیا سو اس کی شان بڑھ گئی اور المستعین نے محمد کو لکھا کہ وہ اسے کرمان کا والی بنا دے، تو اس نے وہاں قیام کیا اور شہروں میں اس کا اچھا اثر ہوا۔

اور اردن میں لخم کے ایک شخص نے بغاوت کر دی تو اردن کے حاکم نے اُسے طلب کیا تو وہ مالّلس[1] کی طرف چلا گیا اور بھاگ گیا اور اس کی جگہ اس کے

---

[1] اصل کتاب میں یہ لفظ نقطوں کے بغیر ہی لکھا ہوا ہے۔

عمال میں سے ایک شخص جو القطامی کے نام سے مشہور تھا کھڑا ہو گیا اور اس نے اپنی فوج کو اکٹھا کیا اور خراج جمع کیا اور اس نے فوج کے بعد فوج کو شکست دی جسے حاکم فلسطین نے اس کے مقابلے میں بھیجا تھا اور ہمیشہ اس کا یہی حال رہا حتیٰ کہ مزاحم بن خاقان ترکی ترکوں وغیرہ کی فوج کے ساتھ آیا تو اس نے ان کی فوج کو پراگندہ کر دیا اور انہیں شہروں سے نکال دیا۔

اور اہل حمص نے اپنے عامل کیدر بن عبداللہ الاشروسنی پر حملہ کر دیا تو وہ فوج کے ایک دستے کے ساتھ ان کے مقابلے میں نکلا تو انہوں نے اسے شکست دی اور وہ حماۃ چلا گیا اور انہوں نے فوج کے ایک دستے کو قتل کر دیا اور انہیں صلیب دے دیا پس المستعین نے عبدالرحمٰن بن حبیب ازدی کو حمص کا والی بنایا اور وہ اس کی طرف گیا اور جب وہ اس سے چار مراحل کے فاصلے پر پہنچا تو مر گیا پس اس نے فضل بن قارن طبری کو والی مقرر کیا وہ شہر میں آیا تو اس کے باشندوں نے سمع و اطاعت سے اس کا استقبال کیا اور کیدر ان کے ساتھ جو بدسلوکی کرتا تھا اس کی اس کے پاس شکایت کی، سو وہ شہر میں آیا اور کئی روز قیام کیا اور شہر پُرسکون تھا پھر اُسے اطلاع ملی کہ وہ اس پر حملہ کرنا چاہتے ہیں تو اس نے ان میں سے ایک جماعت کو پکڑ کر انہیں قتل کر دیا۔

اور المستعین نے عبیداللہ بن یحییٰ کو مکہ کی طرف نکال دیا پھر وہاں سے اُسے برقہ کی طرف نکال دیا اور ۲۴۹ھ کے شروع کا واقعہ ہے۔

اور سپاہیوں نے سرمن رأی میں یکے بعد دیگرے بغاوت کر دی اور باہم جنگ کی اور اوتامش پر ظلم کیا اور کہنے لگے اس نے ہماری رسد لے لی ہے اور ہمارے مراتب کو ختم کر دیا ہے اور ترکوں اور غلاموں کی ایک جماعت الکرخ کی طرف چلی گئی تو اوتامش ان کو پُرسکون کرنے کے لیے ان کے پاس آیا تو انہوں نے اُسے قتل کر دیا اور انہوں نے اس کے کاتب شجاع بن القاسم کو بھی قتل کر دیا یہ ماہ ربیع الاول ۲۴۹ھ کا واقعہ ہے اور ان دونوں کے گھروں کو لوٹ لیا اور یہ واقعہ المستعین کی موافقت سے ہوا اور اس نے

آفاق کو اس پر لعنت کرنے کے خطوط لکھے۔

اور المستعین نے جعفر الخیاط کو ۲۴۹ھ میں موسم گرما کی جنگ کے لیے بھیجا اور اس کے ساتھ عمر بن عبداللہ الاقطع عامل ملطیہ بھی تھا پس جب وہ رومی علاقے میں آیا تو عمر نے اس سے گھسنے کی اجازت طلب کی اور وہ آٹھ ہزار فوج کے ساتھ تھا پس دشمن نے اس کا گھیراؤ کر لیا اور وہ اس کے ساتھی رجب ۲۴۹ھ میں مارے گئے۔

اور اس سال المستعین نے علی بن یحییٰ ارمنی کو آرمینیا کا والی مقرر کیا اس کے حالات مضطرب ہو چکے تھے پس وہ میا فارقین کی طرف گیا اور رومیوں نے حملہ کیا اور مسلمانوں کے علاقے کے درمیان میں آگئے پس اس شہر کے باشندوں میں سے کچھ لوگ اکٹھے ہو کر علی بن یحییٰ کے پاس گئے اور انہوں نے اس سے رومیوں سے جنگ کرنے کے بارے میں گفتگو کی اور اُسے اُٹھایا تو وہ ان کے ساتھ گیا اور اس نے رومی فوج سے ملاقات کی اور اس نے شدید جنگ کی اور قتل ہو گیا اور رومیوں نے اس کے بدن کو لے لیا اور انہوں نے اسے عظیم فتح شمار کیا کیونکہ اس نے انہیں غمگین کیا تھا۔

اور اہل حمص نے اس سال اپنے عامل فضل بن قارن طبری پر حملہ کر دیا اور اس کے خلاف قبائل کلب سے کمک مانگی تو وہ خالد بن یزید بن معاویہ کے محل میں ان سے محفوظ ہو گیا اور اس نے اس کی تجدید کی تھی پس انہوں نے اس کا محاصرہ کر لیا اور جو لوگ اس کے ساتھ تھے انہوں نے اُسے ہلاک کر دیا اور چھوڑ دیا پس انہوں نے اُسے پکڑ کر ذبح کر دیا اور باب الرستن پر اُسے صلیب دے دیا اور جب انہوں نے اُسے قتل کیا تو وہ دمشق کے عامل نوشری بن طاجیل ترکی سے ڈرے اور اس کی طرف بڑھے تو اس نے ان کی طرف باکبیہ وغیرہ کی ایک فوج بھجوائی تو انہوں نے اُسے شکست دی اور حمص کی طرف واپس چلے گئے۔

اور المستعین نے موسیٰ بن بغا الکبیر کو چھ ہزار غلاموں کے ساتھ حمص کی طرف بھیجا اور جب وہ وہاں پہنچا تو دایرا لعفار نام ایک شخص کلب وغیرہ کے بہت سے

لوگوں کے ساتھ اس کے مقابلے میں آیا پس اس نے اس سے جنگ کی اور انہیں شکست ہوئی اور موسیٰ بزور قوت حمص میں داخل ہو گیا اور اُسے تین دن تک مباح کر دیا پس اُسے لوٹا گیا اور اس کے مکانوں پر آگ پھینکی گئی اور تاجروں کے اموال لوٹ لیے گئے اور حمص میں بغاوت کرنے والا غطیف بن نعمۃ الکلبی تھا۔

اور اسی طرح المعرۃ میں ایک شخص نے جو القصیص کے نام سے مشہور ہے اور وہ یوسف بن ابراہیم تنوخی ہے، بغاوت کر دی اور اس نے تنوخ کی فوجوں کو جمع کیا اور قنسرین شہر کی طرف گیا اور وہاں قلعہ بند ہو گیا اور وہ ہمیشہ وہیں رہا حتیٰ کہ امیر المومنین کا غلام محمد المولد آیا تو وہ اس کی طرف مائل ہوا اور غطیف بن نعمۃ بھی مائل ہوا اور وہ اس کے پاس گیا پھر اس نے غطیف بن نعمۃ پر حملہ کر کے اُسے قتل کر دیا اور القصیص بھاگ گیا اور جبل اسود کی طرف چلا گیا اور حمص کی طرف قبائل کلب، المولد کو روکنے کے لیے اکٹھے ہو گئے تو وہ ان کے مقابلے میں گیا اور اس نے ان سے جنگ کی اور انہیں شکست ہوئی پھر انہوں نے اس پر حملہ کیا اور اُسے شکست دی اور اس کے بہت سے اصحاب کو قتل کر دیا اور وہ اپنی جماعت کے ساتھ حلب کی طرف واپس آ گیا اور القصیص، قنسرین کی طرف واپس آ گیا اور اس کے اور کلب کے درمیان جنگ شروع ہو گئی اور اس نے المولد کو معزول کر دیا اور ابوالسامع الاشروسنی کو مقرر کیا اور اس نے القصیص کو امان دیتے ہوئے خط لکھا اور اس کی طرف محافظ بھیجے پھر اُسے لاذقیہ وغیرہ کا والی مقرر کر دیا۔

اور یحییٰ بن عمر بن ابی الحسین بن زید بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب، سر من رأی میں تھا، کہ والی ایک حاجت کے بارے میں اس کے پاس آیا تو وہ اُسے ایسے انداز میں ملا جسے وہ پسند نہ کرتا تھا تو وہ کوفہ کی طرف چلا گیا اور لوگ اس کے پاس آئے اور اس نے کوفہ میں بغاوت کر دی اور قید خانے کو کھول دیا اور جو لوگ اس میں تھے انہیں نکال دیا اور کوفہ کے عامل کو بھی نکال دیا اور وہ قوت پکڑ گیا اور اس کے پیروکار بکثرت ہو گئے، پس المستعین نے ترکوں میں سے ایک شخص کو

جسے کلکاتکین کہا جاتا تھا بھیجا اور محمد بن عبد اللہ بن طاہر نے اپنے قرابتدار حسین بن اسماعیل کو بھجوایا اور یحییٰ بن عمر بڑی مخلوق اور بڑی جماعت کے ساتھ آگے بڑھا اور انہوں نے کوفہ اور بغداد کے درمیان شاہی مقام پر ۱۳ رجب ۲۴۹ھ کو مڈبھیڑ کی اور انہوں نے باہم شدید جنگ کی پھر یحییٰ کے اصحاب نے اُسے چھوڑ دیا اور وہ میدانِ کارزار میں مارا گیا اور اس کا سر، محمد بن عبد اللہ بن طاہر کے پاس بھجوا دیا اور اس نے اُسے اپنے سامنے ڈھال پر رکھ دیا اور لوگ اُسے مبارکباد دینے آئے تو بنی ہاشم کے ایک شخص نے اُسے کہا تجھے ایسے شخص کی مبارکباد دی جارہی ہے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس حاضر ہوتے تو آپ سے اس کی تعزیت کی جاتی۔

اور فارس کے سپاہیوں نے اس سال اپنے عامل حسین بن خالد پر حملہ کر دیا اور اس کی نافرمانی کی اور اس مال پر حملہ کر دیا جو لایا گیا اور انہوں نے اس سے اپنی رسد لے لی اور ان کا سردار علی بن حسین ابن قریش بخاری تھا اور فارس، محمد بن عبد اللہ بن طاہر کے ساتھ شامل کیا گیا تھا اور جب اُسے اطلاع ملی تو اس نے عبد اللہ بن اسحٰق کو والی مقرر کیا تو وہ سامان اور فوج کے ساتھ اس کی طرف گیا اور جب وہ فارس آیا تو فوج نے اس کی اطاعت کرلی اور ابن قریش اس کا مقصود تھا پس اس نے اُسے مصیبت پہنچائی پھر اُسے خوارج کی ایک قوم کے ساتھ جو الفرش اور الروزان کی جانب میں تھی اور وہ فارس اور کرمان کی درمیانی حد ہے۔ جنگ کرنے کی ذمہ داری سونپی پس ابن قریش اصطخر کی جانب چلا گیا اور اس نے سپاہیوں سے مراسلت کی اور انہیں بتایا کہ وہ عبد اللہ بن اسحٰق کے خلاف حملہ کرنے کو ہے کیونکہ اس نے ان میں بدسیرتی اختیار کی تھی اور ان کی رسد بند کردی تھی پس انہوں نے اس کی مدد کی اور علی بن حسین واپس آگیا اور اس نے اس پر حملہ کر دیا اور اُسے اس کے گھر سے نکالدیا اور اس کے اموال اور متاع لوٹ لیا اور انہوں نے علی بن حسین کو اپنا امیر بنا لیا اور عبد اللہ بغداد کی طرف واپس آگیا تو اس نے محمد بن عبد اللہ بن نصر بن حمزہ خزاعی کو بھیجا اور جب وہ آیا تو اس نے علی بن حسین سے دوستی کی اور وہ ٹھیک نہ ہوا اور اس نے صوبہ فارس کی ایک جانب میں اس کا مددگار بن کر

قیام کیا۔

اور اسماعیل بن یوسف طالبی نے مدینہ کی جانب اس وجہ سے بغاوت کر دی کہ اس کے اور اس کے والی کے درمیان کسی سبب سے شکر رنجی تھی اور اس نے اس کے وقف میں اس سے ظلم کیا اور اس نے اعراب کے مخلوط گروہ کو اکٹھا کیا پھر الروحاء کی جانب گیا اور سلطان کا مال حاصل کیا اور وہ ایک جگہ سے لایا گیا تھا پھر وہ مکہ کی طرف چلا گیا اور جعفر بن الفضل جو بشاشات کے نام سے مشہور تھا وہاں کا عامل تھا پس اس نے اس سے جنگ کی اور بشاشات کو شکست دی اور مکہ میں داخل ہو گیا اور تین دن قیام کیا پھر وہ مزدلفہ کی طرف گیا اور صبح کو منیٰ آیا اور لوگ بھاگ گئے اور ابن یعقوب کے ساتھ جو آدمی تھے ان کے ساتھ مکہ میں داخل ہوا اور اس کے باشندوں کا اندازہ کیا کہ وہ اسماعیل کے دوست ہیں پس انہوں نے تلواروں کے ساتھ ان سے ملاقات کی اور ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا۔

اور اسماعیل مکہ آیا تو اہل مکہ نے اُسے داخل ہونے سے روک دیا اور اس کے اصحاب نے ان میں تلواریں چلا دیں حتیٰ کہ وہ اندر آیا اور اس نے سعی و طواف کیا اور واپس گیا اور طواف کیا پھر وہ منیٰ کی طرف گیا اور مکہ میں ایک شخص تھا جسے محمد بن حاتم کہا جاتا تھا اور وہ حوضوں کے اخراجات کا ذمہ دار تھا اس نے یعقوب سے کہا، بیت اللہ کی دُرّ و ندی اور چوکھٹ پر جو سونا چاندی ہے اُسے اکھاڑ کر لوگوں کو دے دے اور اسماعیل سے جنگ کریں اس نے وہ سونا اکھاڑ لیا اور اسماعیل نے منیٰ کے ایام میں منیٰ میں قیام کیا پھر واپس آ گیا۔

اور بغداد اور سرمن رأی میں بھاؤ چڑھ گئے حتیٰ کہ قفیز[1] ایک سو دراہم کا ہو گیا اور جنگ مسلسل رہی اور غلہ رُک گیا اور اموال کم ہو گئے اور ۲۵۲ھ میں سفیران کے درمیان آنے جانے لگے اور اس نے المستعین کو اس شرط پر صلح کی دعوت دی کہ وہ خود کو

---

[1] قفیز ایک پیمانے کا نام ہے (مترجم)

معزول کر کے حکومت المعتز کے سپرد کر دے اور کسی شہر کی طرف جا کر اس میں اپنی جان اور اپنے بچوں کے بارے میں مطمئن ہو کر مقیم ہو جائے اور اُسے مقررہ مال اور اس کو قائم کرنے والی جاگیریں دی جائیں گی تو اس نے یہ بات قبول کر لی اور اس نے خود کو معزول کر دیا اور محمد بن عبداللہ کی بیعت کر لی اور المستعین نے اپنی معزولی کی تحریر لکھی اور اس کی گواہی میں مدد دی اور اپنی ماں اور اپنے بیٹوں اور اپنے بقیہ اہل کے ساتھ واسط کی طرف چلا گیا تا کہ اُسے اپنا دار المقام بنائے۔

المعتز باللہ کا دورِ حکومت

اور ابو عبداللہ المعتز باللہ بن المتوکل کی بیعت ۷ محرم ۲۵۲ھ کو جمعرات کے روز سر من رأی میں ہوئی اور اس کی ماں ام ولد تھی جسے قبیحہ کہا جاتا تھا اور اس نے تمام عمال کو خط لکھ کر ابراہیم المؤید کی تقرری کے متعلق بتایا جو پہلے ہی ہو چکی تھی اور انہیں حکم دیا کہ وہ اس کے بعد اس کے لیے دعا کریں اور جب شہروں کے عمال کو پتہ چلا کہ محمد بن عبداللہ بن طاہر اور بغداد کے لوگوں نے بیعت کر لی ہے تو انہوں نے المعتز کی بیعت کر لی اور حاکم شمشاط، ابن مجاہد نے اور عیسیٰ بن شیخ نے فلسطین میں اور یزید بن عبداللہ نے مصر میں اور عمران بن مہران نے اصبہان میں توقف کیا اور المعتز نے حاتم بن زریک کو شمشاط کی طرف بھیجا اور اس نے ابن مجاہد اور اہالیانِ شمشاط پر حملہ کر دیا اور اُسے اور اس کے سرکردہ لوگوں کو آمد تک پکڑ لیا اور ان کو قتل کر دیا۔

اور عامل دمشق، نوشری بن تاجیل ترکی عیسیٰ بن شیخ کی طرف بڑھا اور فلسطین کا عامل، عیسیٰ اس کی طرف بڑھا اور دونوں کی اردن میں مڈبھیڑ ہوئی اور ان کے درمیان سخت معرکے ہوئے جن میں ابن نوشری مارا گیا اور فوج عیسیٰ سے علیحدہ ہو گئی اور اس نے اُسے اکیلا چھوڑ دیا پس وہ شکست کھا کر فلسطین چلا گیا اور وہاں سے جو اس کے قابو میں آیا ہے آیا اور مصر کی طرف چلا گیا اور نوشری، رملہ میں آیا۔

اور المعتز نے ایک ترکی شخص کو بیعت کے لیے مصر بھیجا تو یزید بن عبداللہ عامل مصر نے اسے کئی روز تک العریش میں روک دیا پھر اُسے داخل ہونے کی اجازت

دی اور اس نے اور اس کے پاس جو آدمی موجود تھے اور عیسیٰ بن شیخ نے المعتز کی بیعت کی۔

جب المعتز کو عیسیٰ بن شیخ کی اور جو کچھ اس کے اور نوشری کے درمیان ہوا، اس کی خبر پہنچی تو اس نے ایک ترکی شخص کو جسے محمد بن المولد کہا جاتا تھا فلسطین کی طرف بھیجا اور جب محمد بن المولد حمص پہنچا تو غطیف الکلبی اس پر متغلب تھا اس نے اُسے اطاعت کی دعوت دی اور اُسے امان دی تو اس نے اس کی بات مان لی اور جب وہ اس کے ہاتھ آیا تو اس نے اُسے قتل کر دیا تو ہر جانب سے کلب نے اس پر حملہ کر دیا اور انہوں نے اُسے شکست دی۔

اور محمد بن المولد، فلسطین کی طرف گیا اور جب وہ فلسطین آیا تو نوشری اس سے واپس آگیا اور عیسیٰ بن شیخ مصر سے تیار ہوا اور جب وہ فلسطین آیا تو محل میں اترا جسے اس نے رملہ اور لُد کے درمیان تعمیر کیا تھا اور ابن المولد کو اس میں موقع نہ ملا اور دونوں ایک دوسرے سے محتاط ہو گئے پھر دونوں اکٹھے ہی عراق واپس چلے گئے۔

اور اس نے مزاحم بن خاقان کو ملطیہ کی طرف بھیجا، اس میں کئی بار رومیوں نے غلبہ پا لیا اور کنانہ کے ایک شخص نے جسے جابر کہا جاتا تھا اور ابو حرملہ کے نام سے مشہور تھا مصر میں بغاوت کر دی تو اس نے اُسے نشیبی علاقے کی طرف بھیج دیا اور خود وہ اس کی جگہ کھڑا ہو گیا اور اس کی فوج بڑھ گئی اور اس نے خراج اکٹھا کیا۔

اور المستعین کے زمانے میں صفوان العقیلی نے دیارِ مصر میں بغاوت کر دی تھی جیسا کہ ہم نے اس کا واقعہ بیان کیا ہے اور اس نے المعتز کی دعوت دی اور اس نے محمد بن داؤد سے جو ابن الصغیر کے نام سے مشہور تھا جنگ کی پس جب اس کی بات بن گئی اور الرافقہ جو عمال تھے انہوں نے بیعت کر لی تو دیارِ مصر کے افسر ڈاک محمد بن اشعث خزاعی نے المعتز کو خط لکھا جس میں صفوان کے بڑے طریق کا ذکر کیا اور یہ کہ وہ نافرمانی کرنے پر پیچ و تاب کھا رہا ہے۔ سو المعتز نے اس کی طرف بیما

الصعلوک کو بھیجا کہ وہ اُسے اُس کے دروازے تک لے آئے اور اس وقت حران میں دو آدمیوں نے ہل جل کی تھی ان میں سے ایک تو ابولہب کی اولاد میں سے تھا اور دوسرا اموی تھا اور دونوں میں سے ہر ایک نے اپنی طرف دعوت دی، پس بیمانے ان دونوں سے آغاز کیا اور دونوں کو پکڑ لیا پھر وہ الرافقہ کی طرف چلا گیا اور صفوان العقیلی نے محمد بن اشعث خزاعی پر حملہ کر کے اُسے قتل کر دیا پس بیمانے ابن عبدوس سے ملاقات کی اور دونوں کے درمیان معرکے ہوئے پھر ابن عبدوس نے اس شرط پر صلح کی دعوت دی کہ وہ اُسے اس کے شہر کا والی بنا دے اور اُسے نو لاکھ درہم دے۔

اور موسیٰ بن بغا نے ہمذان میں قیام کیا اور اپنے نائب کو الکوکبی بن الارقط کی جانب بھیجا اور دونوں کے درمیان معرکے ہوئے اور موسیٰ، عمران بن مہران کی طرف بڑھا جو اصبہان پر متغلب تھا اور اس نے اس سے جنگ کی پھر واپس آگیا اور شہر پر نائب مقرر کیا اور ہمذان کی طرف واپس آگیا۔

اور محمد بن عبداللہ بن طاہر ذوالقعدہ ۲۵۳ھ میں وفات پا گیا اور المعتز نے عبیداللہ بن عبداللہ بن طاہر کو خط لکھا کہ جن امور کا اس کا بھائی منتظم تھا یعنی پولیس اور بقیہ اعمال وہ ان کا اُسے منتظم مقرر کرتا ہے اور وفات کے وقت محمد کی عمر ۴۴ سال تھی پھر جب حاکم خراسان طاہر بن محمد بن عبداللہ بن طاہر کو اضطراب احوال اور بغا اور وصیف وغیرہ ترکوں کے امر خلافت پر غلبہ پانے کی اطلاع ملی تو اس نے اپنے چچا سلیمان بن عبداللہ کو بھیجا، بیان کیا جاتا ہے کہ اس بارے میں المعتز نے اُسے خط لکھا تھا پس سلیمان، خراسان کی کثیر افواج کے ساتھ بغداد کی طرف روانہ ہوا پھر وہ سر من رائی آیا اور لوگوں کو یقین تھا کہ یہ عنقریب غالب آجائے گا پس اس نے اُسے خلعت دیا اور وصیف اور بغا نے اُسے ایک طرف ہٹانے کی سازش کی، پس اُسے بغداد کی طرف واپس جانے کا حکم دیا گیا تو وہ ۱۶ ربیع الآخر ۲۵۴ھ کو بدھ کے روز بغداد آیا۔

اور بغا نے عیسیٰ بن شیخ کو فلسطین کی فوج کی طرف جنگ کرنے کو بھیجا اور ترکوں نے اس کی گھات لگائی کہ اُسے ابن نوشری کے بدلے میں جسے اس نے اردن میں قتل کیا تھا، قتل کردیں پس وہ ایک بارش والے دن میں پوشیدہ طور پر سواروں کے ایک دستے کے ساتھ نکلا حتیٰ کہ اِن سے آگے نکل گیا اور فلسطین کی طرف چلا گیا اور وہاں اس نے اموال پائے جو مصر سے لائے گئے تھے پس اس نے انہیں روک لیا اور عربوں کی تنخواہیں مقرر کیں اور ربیعہ کے بہت سے لوگ اس کے پاس آئے اور اس نے کلب سے مصاہرت کی اور رملہ شہر سے باہر ایک قلعہ بنایا جس کا نام الحسامی رکھا۔

اور جب اضطراب بڑھ گیا تو شہروں کے اموال متاخر ہو گئے اور جو کچھ بیوت الاموال میں تھا ختم ہو گیا اور ترکوں نے سرمن رأی کے کرخ پر حملہ کر دیا اور وصیف ان کو پرسکون کرنے کے لیے ان کی طرف گیا تو انہوں نے اُسے تیر مارے اور قتل کر دیا اور ۲۵۳ھ میں اس کا سر کاٹ لیا اور بغا تدبیر میں یکتا ہو گیا پھر صالح بن وصیف نے ہل چل کی اور اس کے باپ کے اصحاب اس کے پاس آ گئے اور المعتز کا حال کمزور ہو گیا پھر حتیٰ کہ اس کا نہ کوئی امر رہا نہ نہی، اور اطراف نے بغاوت کر دی اور دیار ربیعہ میں خوارج کے ایک شخص نے جسے مساور بن عبدالحمید کہا جاتا تھا اور بنی شیبان میں ابوصالح کے نام سے مشہور تھا، خروج کیا پھر وہ موصل کی طرف چلا گیا اور اس نے اس کے عامل کو نکال دیا اور چل کر سرمن رأی کے قریب آ گیا اور المحمدیہ میں جو خلیفہ کے محلات سے تین فرسخ تھا اترا اور محل میں داخل ہو گیا اور بچھونے پر بیٹھا اور حمام میں داخل ہوا اور المعتز نے اُسے سالار اور فوج کے بعد سالار اور فوج کو اکسایا اور وہ انہیں شکست دیتا رہا حتیٰ کہ اس کی فوج بڑھ گئی اور اس کی قوت مضبوط ہو گئی۔

اور مزاحم بن خاقان نے ۵ محرم ۲۵۴ھ کو وفات پائی اور اس کی جگہ اس کا بیٹا احمد کھڑا ہو گیا اور وہ چند روز ہی کھڑا ہوا کہ اُسے سخت بیماری ہو گئی اور وہ فوت ہو گیا اور اس کی حکومت تین ماہ تھی اور اس نے ماہ ربیع الآخر میں وفات پائی اور شہر پر ارخوز ابن اولغ ترخان ترکی امیر تھا۔

اور علی بن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن ابی طالب، سر من رأی میں بدھ کے روز ۲۷ رجمادی الآخر ۲۵۴ھ کو فوت ہو گیا اور المعتز نے اپنے بھائی احمد بن المتوکل کو بھجوایا اور اس نے شاہراہ میں جو شاہراہ ابو احمد کے نام سے مشہور ہے اس کا جنازہ پڑھایا اور جب لوگ زیادہ ہو گئے اور اکٹھے ہو گئے تو ان کا رونا اور چلانا بھی زیادہ ہو گیا پس نعش کو اس کے گھر کی طرف واپس کیا گیا اور اسی میں اُسے دفن کیا گیا، اس کی عمر ۴۰ سال تھی اور اس نے دو بیٹے حسن اور جعفر پیچھے چھوڑے۔

اور المعتز، بغا سے بگڑ گیا اور اس نے صالح اور بابکباک کو ترجیح دی اور مصر کے معاون کے مضافات بابکباک کے سپرد کر دیئے۔

اور بابکباک نے اپنی طرف سے احمد بن طولون کو ان کا والی بنا دیا، پس احمد بن طولون ماہِ رمضان ۲۵۴ھ میں فسطاط آیا اور المعتز کو اطلاع ملی کہ بغا نے اس پر حملہ کرنے کا عزم کیا ہے تو اس نے اس کے قتل کی سازش کی اور جب اُسے اس کی اطلاع ملی تو وہ بھاگ گیا اور الموصل کی جانب چلا گیا اور اس کا اندازہ تھا کہ اکثر ترک وغیرہ اس سے استلحاق کریں گے مگر کوئی اس سے نہ ملا تو وہ کشتی میں واپس چلا گیا پس میگزین والوں نے اُسے پکڑ لیا اور المعتز کو اس کا حال لکھا گیا تو اس نے اس کے قتل کا حکم دے دیا تو اُسے قتل کر دیا گیا اور اس کا گھر لوٹ لیا گیا اور اس نے اس کے بیٹے [redacted] رس کو ۲۵۴ھ میں مغرب کی طرف جلا وطن کر دیا۔

اور جب المعتز ترکوں کے حملے سے ڈر گیا تو اس نے سر من رأی میں خلفاء کے بیٹوں میں سے جو ہاشمی تھے انہیں بغداد کی طرف بھجوا دیا تاکہ ترک ان میں سے کسی کو اچک نہ لیں۔

اور احمد بن طولون اور مصر کے خراج کے عامل احمد بن المدبر نے ایک دوسرے کو سب و شتم کیا اور ان کے درمیان شقیر خادم نے جو ابو ملیح کے نام سے مشہور تھا، فساد ڈال دیا اور شقیر، ڈاک اور اطراف کی جاگیروں اور سلطان کے لیے

متاع استعمال ہوتا تھا اس کا منتظم تھا۔

اور الدیبقی الشقیری اسی کی طرف منسوب ہوتا ہے اور دونوں میں سے ہر ایک نے اپنے ساتھی کے متعلق لکھا اور بابکباک نے احمد بن طولون کی مدد کی اور بابکباک خلیفہ کے امور پر حاوی تھا اور حسن بن مخلد بن الجراح اور ابو نوح عیسیٰ بن ابراہیم بن نوح نے اس کی مدد کی، تو اس نے ابن المدبر کی معزولی اور اہل مصر کے ایک شخص محمد بن ہلال کے والی بنانے کے متعلق خط لکھا پس اس نے خراج کی ذمہ داری لی اور ابن طولون نے ابن المدبر کو پکڑ کر بیڑیاں ڈال دیں اور اسے اونی جبہ پہنایا اور اسے دھوپ میں کھڑا کر دیا اور اس نے تین ماہ اسی حالت میں قیام کیا۔

اور یعقوب بن اللیث الصفار کا معاملہ قوت پکڑ گیا اور وہ فارس کی طرف گیا اور وہاں علی بن حسین ابن قریش متغلب تھا پس اس نے اس کی فوج کو شکست دی اور اسے قید کر لیا اور فارس پر متغلب ہو گیا۔

اور صالح بن وصیف ترکی نے احمد بن اسرائیل کاتب، المعتز کے وزیر اور حسن بن مخلد، دیوانِ جاگیرات کے افسر اور عیسیٰ بن ابراہیم ابن نوح اور علی بن نوح پر حملہ کر دیا اور ان کو قید کر دیا اور ان کے اموال اور جاگیریں لے لیں اور انہیں طرح طرح کے عذاب دیے اور حکومت پر غالب آ گیا پس المعتز نے ترکوں کی فوج کا ارادہ کیا پھر وہ اس کے پاس آیا تو اس نے اسے اس کی نشست سے ہٹا دیا اور اسے ایک گھر میں رکھا گیا اور اس نے اپنی معزولی کے متعلق اس کا رقعہ لیا اور وہ دو روز بعد فوت ہو گیا اور المہتدی نے اس کا جنازہ پڑھایا اور یہ ۲۷ رجب ۲۵۵ھ منگل کے دن کا واقعہ ہے اور اس کی بیعت کے دن سے لے کر اس کی اپنی معزولی تک اس کی حکومت چار سال نو ماہ تھی اور المستعین کی معزولی سے اور بغداد میں جو لوگ موجود تھے انہوں نے اس کی بیعت کی تین سال سات ماہ تھی اور اس کی عمر ۲۲ سال تھی اور اس نے تین بیٹے عبداللہ، محمد اور المہتدی، اپنے پیچھے چھوڑے۔

محمد المہتدی بن ہارون الواثق باللہ کا دورِ حکومت

اور جنرلوں کا اس بات پر اتفاق تھا کہ خلفاء کے بیٹوں میں سے محمد بن الواثق سے افضل اور زیادہ عقل مند کوئی نہیں، اور اس کی ماں اُم ولد تھی جسے قرب کہا جاتا تھا اور ان لوگوں میں سے تھا جنہیں المعتز کے زمانے میں بغداد کی طرف کوچ کرایا گیا اور اس نے کوچ کیا اور جب یہ آیا تو انھوں نے اس کی بیعت کی، اور انہوں نے اس پر اتفاق کیا اور ۲۷ رجب ۲۵۵ھ کو منگل کے روز اس کی بیعت ہوئی اور اپنی بیعت کے بعد وہ جمعرات کے روز لوگوں کے لیے بیٹھا اور اس نے خطوط میں بیان کیا کہ المعتز نے خود کو معزول کر دیا ہے اور اس نے اُسے اپنے آپ کو معزول کرنے والا کا نام دیا اور المہتدی نے سیرت حسنہ اور قابل ستائش طریقوں کا اظہار کیا اور وہ ناانصافیوں کے لیے خود بیٹھا اور امور کو خود سنبھالا اور واقعات میں اپنے ہاتھ سے دستخط کیے اور کھیل کود کو باطل قرار دیا اور اہل علم کو مقدم کیا اور ایک دن ایک لباس پہننے لگا اور وہ بہت دنوں اسی پر رہنے لگا اور وہ اُسے نہ بدلتا، اور صالح اور باکباک اس پر حاوی تھے اور اس نے صالح احمد بن اسرائیل اور عیسیٰ بن ابراہیم بن نوح کو قید خانے سے باب العوام کی طرف نکالا، اور دونوں کو مارا گیا حتیٰ کہ دونوں مر گئے اور حسن بن مخلد رہا ہو گیا اور اس نے احمد بن المدبر کو مصر کے خراج کی طرف واپس کر دیا اور اس نے نوے دن قیام کیا پھر احمد بن طولون کے پاس ابن المدبر کو ہٹانے کے لیے اور محمد بن ہلال کی طرف دوبارہ نگاہ کرنے کے لیے باکباک کا خط آیا تو اس نے ایسے ہی

کیا۔

اور اہل حمص نے محمد بن اسرائیل پر حملہ کر دیا اور وہ بھاگ کر نکل گیا اور ابن عکار اُسے جا ملا اور ان دونوں کے درمیان معرکہ ہوا جس میں ابن عکّار مارا گیا اور ابن اسرائیل دوبارہ شہر کا امیر بن گیا اور اس نے المعتز کی ماں قبیحہ اور متوکل کے دو بیٹوں ابو احمد اور اسماعیل اور عبداللہ بن المعتز کو مکہ کی طرف نکال دیا پھر وہ عراق کی طرف واپس چلے گئے۔

اور اس نے تمام ہل جل کرنے والوں اور متغلبین کو امان کے خطوط لکھے اور اس نے عیسیٰ بن شیخ الربعی کو بھی اسی قسم کا خط لکھا اور اُسے حکم دیا کہ اس کے پاس جو مصر وغیرہ کے اموال ہیں لے آئے تو اس نے انکار کر دیا تو اس نے ابن طولون کو اس کے پاس جانے کا خط لکھا تو وہ اس کے پاس گیا اور جب وہ العریش پہنچا تو اُسے واپسی کا خط ملا تو وہ واپس چلا گیا اور جنگ سے دوچار نہ ہوا اور ابن شیخ نے اماجور ترکی عامل دمشق سے ملاقات کی تو اماجور نے اُسے شکست دی اور اس کے بیٹے منصور کو قتل کر دیا اور ابن شیخ واپس آ گیا پس وہ اپنے عیال کو صور لے گیا اور وہاں قلعہ بند ہو گیا۔

اور طالبیوں میں سے ایک شخص نے جسے ابراہیم بن محمد کہا جاتا تھا اور وہ عمر بن علی کی اولاد میں سے تھا اور صوفی کے نام سے مشہور تھا، صعید مصر کی جانب لگاد کر دی اور اسی طرح اس طرف ایک شخص اُٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ وہ عبداللہ بن عبدالحمید بن عبداللہ بن عبدالعزیز بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب ہے اور اس نے سلطان سے جنگ کی اور حاکم بصرہ نے قوت پکڑ لی اور وہ ابلہ کی طرف گیا اور اُسے ابناد کو مقدم کرنے کا عزم کر لیا اور جب انہیں اس کا علم ہوا تو وہ اس سے مانوس نہ ہوئے اور انہوں نے برملا اس پر عیب لگائے تو اس نے ان میں سے ایک جماعت کو بلا کر قتل کر دیا اور ان میں ان کا سردار بایکباک بھی تھا پس ترک اکٹھے ہوئے اور انہوں نے فتنہ و فساد برپا کیا تو المہتدی ہتھیار بند ہو کر اور اپنی گردن میں مصحف لٹکائے ہوئے ان کے مقابلہ میں گیا اور اس نے عوام سے مدد مانگی اور اس نے ان کے خون اور اموا

مباح کر دیے اور ان کے گھر لوٹ لیے اور ترکوں نے اس پر غلبہ پالیا اور عوام اس سے الگ ہو گئے حتیٰ کہ وہ اکیلا ہی باقی رہ گیا اور اُسے متعدد زخم لگے اور وہ واپسی پر گزرا حتیٰ کہ ایک جنرل کے گھر میں جسے احمد بن جمیل کہا جاتا تھا، داخل ہو گیا اور انہوں نے اسے مل کر پکڑ لیا اور انہوں نے اُسے اس کی سواری پر سوار کرایا اور اس کے زخم خون ٹپکا رہے تھے پس انہوں نے اُسے اپنے آپ کو معزول کرنے کی دعوت دی تو اس نے انکار کیا اور دو دن کے بعد مر گیا اور وہ ۱۶ رجب ۲۵۶ھ کو منگل کے روز فوت ہوا اور اس کی خلافت گیارہ دن کم ایک سال تھی۔

احمد المعتمد علی اللہ کا دورِ حکومت

اور احمد المعتمد علی اللہ بن جعفر بن المتوکل کی بیعت اس روز ہوئی جس میں المہتدی قتل ہوا اور وہ ۱۶ ارجب ۲۵۶ھ منگل کا دن تھا اور عجم کے مہینوں میں سے وہ جون کا مہینہ تھا اور اس روز، آفتاب، اسد میں ۲۷ درجے اور ۲۸ منٹ تھا اور ماہتاب، دلو میں ۸ درجے اور ۲۲ منٹ تھا اور زحل، قوس میں ۲۵ درجے اور ۳۰ منٹ راجع تھا اور مریخ، اسد میں ۳ درجے اور ۴ منٹ تھا اور زہرہ، اسد میں ایک درجہ اور ۴۴ منٹ تھا اور عطارد، جوزاء میں، ۹ درجے اور ۳۳ منٹ تھا۔

اور المعتمد نے عبید اللہ بن یحیٰی بن خاقان کو وزیر بنایا اور اپنے امور اس کے سپرد کیے اور آفاق کی طرف بیعت کے خطوط لکھے پس خراسان میں محمد بن طاہر بن عبداللہ بن طاہر نے اور صوبہ فرات میں مالک بن تغلبی نے اور دیار مضر، دیارِ ربیعہ اور جند قنسرین میں ابو الساج بن دیو داد الاشروسنی نے اور مصر میں احمد بن طولون ترکی نے بیعت کی اور عیسیٰ بن شیخ بن الشلیل الربعی نے فلسطین میں بیعت کرنے سے انکار کر دیا پس اس نے ایک ترکی شخص کو جسے اماجور کہا جاتا تھا سات سو ترکوں کے ساتھ بھجوایا پس دمشق آیا اور عیسیٰ بن شیخ فلسطین سے اس کی طرف بڑھا حتیٰ کہ اس نے بابِ دمشق پر اقامت کر لی اور اس کا محاصرہ کر لیا اور جب دمشق کا محاصرہ شدت اختیار کر گیا تو اماجور اور اس کے اصحاب شہر سے باہر نکلے اور ابن عیسیٰ بن شیخ نے جسے منصور کہا جاتا تھا اور اس کے نائب نے جسے ظفر بن الیمان کہا جاتا تھا اور ابو الصہباء

کے نام سے مشہور تھا، اس کا پیچھا کیا پس ان دونوں پر اماجور اور اس کے اصحاب نے حملہ کر دیا اور منصور بن عیسیٰ بن شیخ قتل ہو گیا اور ابوالصہباء قید ہو گیا اور اُسے قتل کر دیا گیا اور صلیب دیا گیا اور عیسیٰ بن شیخ رملہ کی طرف واپس آگیا۔

اور بصرہ میں بغاوت کرنے والا اور آلِ ابی طالب کی طرف منسوب ہونے والا علی بن محمد ابلہ کی طرف دھیرے دھیرے بڑھا پس اس نے ابلہ کو لوٹا اور ویران کیا اور آگ سے جلایا اور سعید بن صالح کی طرف گیا اور نہر ابوالخصیب پر اس سے جنگ کی۔

اور عاملِ مصر احمد بن طولون کے پاس المعتمد کے خطوط آئے جن میں اس نے اُسے حکم دیا کہ وہ خراج کے علاقوں کو احمد بن محمد بن المدبر کو واپس کر دے اور وہ اس کے پاس محبوس تھا اور محمد بن ھلال، خراج کا منتظم تھا پس اُسے ۲۳ ذوالقعدہ ۲۵۶ھ کو ہفتے کے روز نکال دیا گیا اور اس نے خراج کی ذمہ داری سنبھال لی اور اس کی قید نو ماہ پچیس دن تھی۔

اور اس سال بنو ھلال کے کچھ لوگوں اور اہالیانِ مکہ میں سے کچھ لوگوں نے عرفات کے موقف میں جھگڑا کیا اور کچھ لوگ ان سے اور کچھ لوگ ان میں سے قتل ہو گئے اور اجتماع کے حج کا امیر حسین بن اسماعیل طاری تھا، پس احمد بن اسماعیل بن یعقوب نے جس کا لقب کعب البقر تھا۔ لوگوں کو حج کرایا۔

اور بابکباک ترکی فوت ہو گیا اور مصر کے جو علاقے اس کے پاس تھے المعتمد نے وہ یارجوج ترکی کو دے دیئے اور یارجوج ترکی نے عاملِ مصر احمد بن طولون کو خط لکھا کہ وہ جن علاقوں کا منتظم ہے وہ انہیں اس پر برقرار رکھتا ہے۔

اور المعتمد نے محمد بن ہرثمہ بن اعین کو برقہ کا والی مقرر کیا اور وہ ماہ ربیع الآخر ۲۵۷ھ میں فسطاط آیا اور برقہ کی طرف گیا اور المعتمد نے حسین خادم کو جو عراق المرث کے نام سے مشہور تھا، عیسیٰ بن شیخ کی طرف بھیجا اور وہ اپنی جان، مالی اور بیٹوں کی امان سے اور جو کچھ اس سے سرزد ہو چکا تھا اس سے درگزر سے فلسطین پر

متغلب ہو گیا اور اُسے آرمینیا کی حکومت دے دی تو اس نے جمادی الآخرہ ۲۵۶ھ میں شہر سے کوچ کیا اور جو کچھ اس کے قبضے میں تھا اماجور ترکی کے سپرد کر دیا اور اموال سے ایک درہم بھی واپس نہ کیا گیا۔

اور آسمان میں آگ تھی جو مشرق سے مغرب تک حاوی تھی پھر وہ روشن ہو گئی اور اس کے پیچھے ایک شدید دھماکا اور زلزلہ تھا اور یہ ۲۲ رجب کو طلوعِ فجر کے ساتھ ہی ہوا اور عجم کے مہینوں میں سے یہ جون کا مہینہ تھا۔

اور مصر کے بیت المال میں جو کچھ جمع تھا اُسے احمد بن طولون، امیر المومنین المعتمد کے پاس لے گیا اور اس کی تعداد دو کروڑ ایک لاکھ درہم تھی اور اس نے گھوڑوں کو آگے سے کھینچا اور منقش کپڑے اور کتان کے بنے ہوئے کھردرے کپڑے اور شمعیں لے گیا اور اس نے اپنے نفس سے اس کا موازنہ کیا حتیٰ کہ اُسے اماجور ترکی کے سپرد کر دیا اور اس پہ گواہ بنائے اور فسطاط کی طرف واپس چلا گیا۔

اور المعتمد نے اسحٰق بن دینار بن عبداللہ کی جگہ احمد طولون کو اسکندریہ کی حکومت کا خط لکھا پس احمد بن طولون ماہِ رمضان ۲۵۷ھ میں اسکندریہ کی طرف گیا۔

اور احمد المعتمد باللہ نے احمد بن محمد بن المدبر کو شامات کے خراج کا عامل مقرر کیا اور اُسے مصر کے خراج سے ہٹا دیا اور اس نے احمد بن محمد شجاع کو جو ابن اخت الوزیر کے نام سے مشہور تھا، مصر کے خراج کا عامل مقرر کیا اور وہ اس سال کے ماہِ رمضان میں فسطاط آیا اور اس نے شقیر خادم کو جو ابو الصحبہ کے نام سے مشہور تھا، مصر کی ڈاک سے ہٹا دیا اور اس کی جگہ احمد بن حسین اہولزی کو مقرر کیا اور وہ اس سال کے شوال میں آیا۔

اور اس سال احمد بن طولون نے ایک ترک کو جسے ماطعان کہا جاتا تھا۔ مصر کے حاجیوں کے ساتھ ایک ہزار سواروں کے ساتھ بھیجا اور اُسے حکم دیا کہ وہ مکہ اور مدینہ میں ہتھیاروں اور تیاری کے ساتھ داخل ہو جائے اور عرفات میں بھی اسی طرح کرے اور اس نے ایسے ہی کیا اور وہ عرفات میں جھنڈوں، ڈھولوں اور ہتھیاروں

کے ساتھ آیا۔

اوراس سال ، مدعی ، البصرہ میں داخل ہوا اور اس نے لوٹ مار کی اور جامع مسجد کو نذر آتش کر دیا اور ایک ترک اُس کے مقابلے میں گیا جسے محمد المولد کہا جاتا تھا اور جب اس کو خبر ملی تو وہ واپس چلا گیا اور اس سے ملاقات نہ کی۔

اور اس سال ابو عبد الرحمٰن العمری کے معاملے کا آغاز ہوا اور اس نے سلطان کے ساتھیوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے اپنا سر نمایاں کیا اور اس نے احمد بن طولون کے دوست شعبہ بن حرکان سے ملاقات کی اور اس نے اسوان میں اس سے جنگ کی۔

اور اس سال فلسطین میں لخم اور جذام کے درمیان عصبیت پیدا ہو گئی اور انہوں نے باہم جنگ کی جس میں فریقین کے کچھ آدمی کام آئے اور اس سال فضل بن عباس بن حسن بن اسماعیل بن عباس بن محمد نے لوگوں کو حج کرایا اور احمد بن محمد بن المدبر محرم ۲۵۸ھ میں فسطاط سے شامات کی طرف گیا اور شامات کا انتظام کیا اور دمیاط شہر میں گیا اور خراج کا کام سنبھال لیا۔

اور اس سال محمد المولد ترکی ، بصرہ آیا اور اس نے مدعی کو آلِ ابی طالب کی طرف بھیج دیا اور اس کے اصحاب کو بصرہ سے نکال دیا اور کچھ لوگ واپس آ گئے اور انہوں نے رہائش کے لیے جگہ نہ پائی۔

اور اس سال برقہ کی فوج نے المعونہ کے عامل محمد بن ہرثمہ بن اعین پر حملہ کر دیا اور اسے المعونہ سے نکال دیا..... [1] اور اس سال احمد بن طولون نے طالبیوں کو مصر سے مدینہ کی طرف نکال دیا اور ان کے ساتھ انہیں لے جانے والا بھی بھیجا اور ان کا خروج جمادی الآخرۃ میں ہوا اور عباس بن علی کی اولاد میں سے ایک شخص پیچھے رہ گیا اور اس نے مغرب کی طرف جانا چاہا تو احمد بن طولون نے اُسے پکڑ لیا اور اسے ایک سو پچاس کوڑے مارے اور اسے فسطاط میں پھرایا۔

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

اور اس سال عراق میں وبا پڑی جس سے بہت سے آدمی مر گئے اور ایک شخص اپنے گھر سے نکلتا اور واپسی سے قبل ہی مر جاتا ، بیان کیا جاتا ہے کہ بغداد میں ایک دن میں بارہ ہزار آدمی مر گئے اور اس سال ابو ایوب احمد بن محمد ابن اخت الوزیر نے جو مصر کے خراج کا عامل تھا مصر کی جامع مسجد میں مسجد کے آخر میں اضافہ کیا۔

اور اس سال ابو احمد بن المتوکل علی اللہ، آل ابی طالب کی طرف منسوب ہونے والے کی طرف گیا جس نے بصرہ میں بڑی فوج کے ساتھ بغاوت کر دی تھی اور فوج اور زاد اور ہتھیار کشتیوں میں تھے اور کشتیوں میں آگ لگ گئی اور وہ جل گئیں اور ابو احمد واپس آگیا۔

اور اس سال احمد بن طولون نے سپاہیوں ، نوکروں ، غلاموں اور بقیہ لوگوں سے اپنے لیے اس شرط پر بیعت لی کہ وہ اس سے دشمنی کریں جس سے وہ دشمنی کرے اور اس سے دوستی کریں جس سے وہ دوستی کرے اور سب لوگوں میں سے اس سے جنگ کریں ، جس سے وہ جنگ کرے۔

اور اس سال محمد بن علی بن یحییٰ ارمنی نے موسم گرما کی جنگ کی اور متوکل کا غلام نسیف خادم فدیہ کے لیے آیا اور وہ نہر اللامس پہ اکٹھے ہوئے اور انہوں نے فدیہ دیا اور رومیوں سے چار ماہ کی صلح کی شرط کی اور یہ ماہِ رمضان ۲۵۸ھ کا واقعہ ہے۔

اور اس سال یارجوج ترکی سر من رأی میں قتل ہو گیا اور احمد بن الموفق بن المتوکل کی ولیعہدی کی بیعت ہوئی اور اس نے المعتضد کا لقب اختیار کیا اور یارجوج کے علاقے بھی جو مصر وغیرہ کے تھے اس کے سپرد کر دیے اور مصر کے منابر پہ اس کے لیے دعا کی گئی۔

اور فضل بن عباس نے لوگوں کو حج کرایا اور صحرا کے باشندوں کو زلازل ، آندھیوں اور تاریکی نے گزند پہنچایا ...... [1] جو بنی سلیم اور بنی ہلال وغیرہ ، بطونِ قیس اور

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔

بقیہ اہالیانِ شہر سے مدینہ کے اردگرد رہتے تھے، پس وہ مدینہ کی طرف بھاگ گئے اور مکہ کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اور کعبہ کی پناہ لینے کو بھاگ گئے اور انہوں نے ان حاجیوں کا متاع حاضر کیا جن کی رہزنی ہوئی تھی۔ مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ ان میں سے صحرا میں بہت سے لوگ ہلاک ہو گئے اور یہ ۲۵۹ھ کا واقعہ ہے۔

اور اس سال نیلِ مصر کا پانی تبدیل ہو گیا حتیٰ کہ وہ زردی مائل ہو گیا اور کئی روز اسی حالت پر رہا پھر پہلی حالت کی طرف لوٹ آیا۔

اور اس سال ابو صحبہ شقیر خادم اور ابن مطر الصنعانی مصر کی ڈاک کا افسر فوت ہو گیا۔

كتاب العبر و ديوان المبتداء والخبر من احوال العرب العجم

والبربر و من عاصرهم من ملوك التتر

یعنی علامہ ابنِ خلدون کی کتاب التواریخ کا اردو ترجمہ

تاریخ

ابن خلدون

(مکمل سولہ حصوں میں)

تالیف، رئیس المورخین علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدون

یہ فخر صرف مسلمانوں ہی کو حاصل ہے کہ انہوں نے حوادثِ عالم کو منطقی ترتیب اور تاریخی تسلسل کے ساتھ پیش کیا ان قابلِ فخر مورخین میں علامہ عبدالرحمٰن بن خلدون کو سب سے بلند امتیازی مقام حاصل ہے نہ صرف مسلمانوں کے نزدیک بلکہ ساری دنیا کی نظر میں سب سے بڑے مورخ اور فلسفہ کے سب سے بڑے ماہر مانے جاتے ہیں اور ہر وہ شخص جو ان کی معرکۃ الآرا تاریخ کا بنظرِ غائر مطالعہ کرتا ہے وہ اسی نتیجے پر پہنچتا ہے کہ علامہ ابن خلدون نہ صرف اپنے وقت کے سب سے بڑے مورخ تھے بلکہ وہ امام المورخین ہیں۔

خوب صورت رنگین گردپوش مجلد کل صفحات ۷۴۸ (علیحدہ حصہ نہیں دیا جائے گا)

نفیس اکیڈمی
اردو بازار، کراچی

ہماری عظمتِ پارینہ کے زرّیں اوراق

تاریخِ اسلام

کامل تین حصے

مصنف: مولانا اکبر شاہ خان نجیب آبادی

مغربی مورخین نے تاریخ اسلام کے واقعات کو تعصب کے زہر میں بجھے ہوئے قلم سے لکھ کر دنیا کے سامنے پیش کیا اور تاریخ اسلام کا طالب علم حقیقت سے ناواقف رہا۔ مولانا اکبر شاہ خاں نجیب آبادی نے برسہا برس کی محنت سے یہ مستند تاریخ مرتب کی جس کی ہر سطر اسلامی سطوت و عظمت کی آئینہ دار ہے۔ جو مسلمان حکمرانوں، جانبازوں اور بہادروں کے زندۂ جاوید کارناموں کی مفصل تاریخ ہے۔ یہ عظیم شاہکار تین حصوں پر مشتمل ہے

بڑا سائز اعلیٰ سفید کاغذ۔ گولڈن پلاسٹک کور مجلد

علیحدہ حصہ نہیں دیا جائے گا

نفیس اکیڈمی
اردو بازار، کراچی

تاریخ

ابن خلکان

المعروف

وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان

کا اردو ترجمہ

تالیف: ابی العباس شمس الدین احمد بن محمد بن ابی بکر بن خلکان

سنہ ۶۰۸ھ تا سنہ ۶۸۱ھ

تحقیق: ڈاکٹر احسان عباس

یہ کتاب ہمارے لئے سیر اور تاریخ ادب کے مطالعے کی غرض سے نہایت اہم

معادنوں میں سے ایک ہے

ضخامت تقریباً ۵ ہزار صفحات (بڑا سائز)

زیر طبع

نفیس اکیڈمی
اردو بازار، کراچی

زاد المعاد

فی

هدی خیر العباد

(کامل چار حصّے)

تالیف: حافظ ابن قیم

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک لاجواب کتاب

ضخامت تقریباً ۲ ہزار صفحات ۔ خوبصورت رنگین گرد پوش

(علیحدہ حصہ نہیں دیا جائے گا)

ہماری نئی معرکتہ الآرا کتاب

جس کا اردو میں پہلی دفعہ نفیس اکیڈمی نے مکمل ترجمہ کا اہتمام کیا ہے

تاریخ ابن کثیر

ابتدائے آفرینش سے سنہ ۷۶۷ھ تک کے حالات وحوادث پر حاوی ہے

یہ ایک مستند "تاریخ"، عمدہ قصص القرآن، قابل اعتماد سیرت انبیاء، احادیث وآثار کا ذخیرہ اور ارباب دانش کا ماخذ ہے

تاریخ ابن کثیر

المعروف بہ

البدایۃ والنہایۃ

تالیف: ابوالفدا حافظ ابن کثیر دمشقی متوفی ۷۷۴ھ

ضخامت تقریباً ۸۰۰۰ صفحات

خوب صورت رنگین گردپوش مجلد (علیحدہ حصہ نہیں دیا جائے گا)

نفیس اکیڈمی
اردو بازار، کراچی

تاریخ الیعقوبی

حصّہ دوم